تفسیر فوائد صفدریہ

افادات

شیخ التفسیر امام اہل سنت حضرت مولانا

سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ

ضبط و ترتیب

مولانا مفتی عمر نیاز بنوی صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الحسنی

تفسیر صفدریہ

المعروف رموز القرآن

افادات

شیخ التفسیر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ

جلد سوم

سورۃ مریم تا سورۃ المؤمن

ضبط و ترتیب
مولانا مفتی عمر نیاز بنوری صاحب
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

تبویب و تحقیق
قاری عزیز احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ





جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــ تفسیر صفدریہ

از ـــــــــ مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ

تبویب و تحقیق ـــــــــ قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

اشاعت ـــــــــ جنوری ۲۰۲۵ء

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ـــــــــ حافظ محسن یوسف
حافظ مطہر یٰسین



الفضل مارکیٹ، ۱۷، اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.com
0423-7361591, 0322-3005015

فہرست مضامین

سورۃ مریم مکیۃ

سورۃ الانبیاء مکیۃ

سُورَۃُ المُؤمِنُون مَكِّيَّة

سُورَۃُ النُّور مَدَنِیَّۃ

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

سُوۡرَۃُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّۃٌ

سورۃ النمل مکیۃ

سورۃ القصص مکیۃ

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّة

سُورَۃُ الرُّوم مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ لُقْمٰن مَکِّیَّۃ

سورۃ السجدۃ مکیۃ

سورۃ الاحزاب مدنیۃ

سورۃ یٰس مکیۃ

سورۃ الصافات مکیۃ

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن مَكِّيَّة

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے نام نامی پر ہے۔ چونکہ اس سورت میں ان کا بیان تفصیلی طور پر ہوا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا انیسواں (۱۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چوالیس واں (۴۴) نمبر ہے۔ یعنی اس سے پہلے تینتالیس (۴۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ نیز یہ سورت مکی ہے اس کے چھ (۶) رکوع اور اٹھانوے (۹۸) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى

كٓهٰيٰعٓصٓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی ہے۔ جس وقت پکارا اس نے

رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ

اپنے رب کو پکارنا مخفی طریقے سے۔ عرض کیا زکریا علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میں، کمزور ہو چکی ہیں ہڈیاں میری

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ

اور بھڑک اٹھا ہے سر بڑھاپے کی وجہ سے اور نہیں ہوں میں آپ کو پکارنے کی وجہ سے اے میرے رب محروم۔ اور بیشک میں

خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾

خوف کرتا ہوں اپنے بھائی بندوں سے اپنے بعد اور ہے میری بیوی بانجھ پس آپ دیں مجھ کو اپنی طرف سے جانشین۔

يَّرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا

جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا اور آپ کر دیں اس کو اے میرے رب پسندیدہ۔ اے زکریا علیہ السلام بیشک ہم

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ

آپ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی نام اس کا یحییٰ ہوگا نہیں بنایا ہم نے اس کیلئے ان سے پہلے کوئی ہم نام۔ زکریا علیہ السلام نے عرض

اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾

کیا اے میرے رب کیسے ہوگا میرے لئے لڑکا اور ہے میری بیوی بانجھ اور تحقیق میں پہنچ چکا ہوں بڑھاپے سے میری کمر سوکھ گئی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَفِيًّا: پوشیدہ طور پر، وَهَنَ: کمزور ہوگئیں، اِشْتَعَلَ: چمک اٹھا سر، شَيْبًا: بڑھاپا، بِدُعَآئِكَ: تجھ سے مانگنے میں، شَقِيًّا: ناکام، خِفْتُ: مجھے اندیشہ ہے، وَرَآءِیْ: اپنے بعد، عَاقِرًا: بانجھ، يَّرِثُنِیْ: وہ میرا وارث بنے گا، يَرِثُ: وہ وارث ہوگا، اِجْعَلْهُ: تو کردے اس کو، رَضِيًّا: پسندیدہ، سَمِيًّا: ہم پلہ، بَلَغْتُ: میں پہنچ گیا، عِتِيًّا: انتہائی درجہ۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ پہلی سورت کے آخر میں آنحضرت ﷺ کی نبوت مبارکہ کا ذکر تھا کہ آپ ﷺ فرمادیجئے کہ میں بشر ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے۔ آگے چند واقعات اللہ تعالیٰ مختلف پیغمبروں کے بیان کرتے ہیں کہ ان پر بھی وحی نازل ہوتی تھی تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔

تفسیری نکات: حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا:

كٓهٰيٰعٓصٓ میں کاف سے کریم، ھا سے ھادی یا سے یا رحمٰن، عین سے علیم، صاد سے صبور مراد ہے۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا یہ ذکر ہے آپ ﷺ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی ہے اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا جس وقت پکارا انہوں نے اپنے رب کو پکارنا مخفی طریقے سے۔ قَالَ عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ اے میرے رب! یہ رب کا لفظ جہاں بھی آئے گا اصل میں یا ربی ہے، تخفیفاً حرف ندا 'یا' کو حذف کر دیتے ہیں اور آخر میں 'ی' متکلم کو بھی حذف کر دیتے ہیں، اے میرے رب بیشک بڑھاپے کی وجہ سے میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا اور بھڑک اٹھا ہے میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے، ہڈیاں کمزور ہیں سر کے بال سفید ہیں، تفسیروں میں آتا ہے اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا اور نہیں ہوں میں آپ کو پکارنے کی وجہ سے اے میرے رب محروم۔ اے پروردگار! آپ کو پکارنے کی وجہ سے میں کبھی نامراد نہیں رہا جب بھی آپ سے سوال کیا آپ نے میری مراد پوری کی، اے پروردگار! اب میرا سوال یہ ہے کہ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مولی کی جمع ہے اس کا معنی ہے وارث، رشتہ دار، خاندان کے لوگ، میں اپنے خاندان کے لوگوں سے خوف کرتا ہوں مِنْ وَّرَآءِیْ اپنے بعد۔ دین کی حفاظت کا خوف تھا کہ میرے بعد دین کی حفاظت نہیں کریں گے وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا اور میری بیوی بانجھ ہے۔ ان کی بیوی کا نام عیشاعہ تھا بنت فاقوذ رحمۃ اللہ علیہا۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ ان کی عمر اس وقت ننانوے (۹۹) سال تھی۔

کیا نبی کی وراثت ہوتی ہے اور کیا وہ تقسیم ہوتی ہے؟:

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا پس آپ دیں مجھ کو اپنی طرف سے جانشین وارث يَّرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب کے خاندان کا وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا اور آپ کر دیں اس کو اے میرے رب پسندیدہ۔ یہاں وارثت سے مراد کس چیز کی وارثت ہے؟ تو یاد رکھنا! تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبروں کے مال میں وراثت تقسیم نہیں ہوتی، بخاری و مسلم اور تمام صحاح میں یہ روایت ہے "نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنٰهُ صَدَقَةٌ "۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہم جو پیغمبروں کی جماعت ہیں ہماری مالی وراثت نہیں ہوتی جو مال ہمارے پاس ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

اہل حق کہتے ہیں کہ پیغمبروں کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، روافض اور قادیانی کہتے ہیں کہ انبیاء کرام کی وراثت تقسیم ہو سکتی ہے۔

اہل حق کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے گروہ کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ روافض اور قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی وراثت تقسیم ہوتی ہے۔

جواب: اس وراثت سے وراثت مالی مراد نہیں عقلاً و نقلاً اگر مالی وراثت مراد ہوتی تو زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر ہیں وہ اس لئے شور مچاتے کہ بیٹا دے تاکہ میرا مال اور کوئی نہ کھائے۔ اگر وراثت مالی مراد ہو تو آگے ہے وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ آل یعقوب کی وراثت ان کو کیسے مل سکتی تھی لہٰذا اس وراثت سے وراثت علمی مراد ہے۔ یعنی مجھے اولاد عطا فرما جو کہ میرے بعد نبی ہو اور دینی اور علمی لحاظ سے میرا وارث ہو۔

جیسا کہ قرآن میں ہے "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ" اس وراثت سے علمی وراثت مراد ہے۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ "اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ" یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کا ورثہ درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ یہاں بھی وراثت علمی مراد ہے اگر وراثت مالی مراد ہوتی تو وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ میں وراثت کا صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے نہ بولتے بلکہ ان کے ١٨ بھائی اور بھی تھے تو فرماتے کہ "وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ وَاِخْوَتُهٗ" مزید تفصیل میری کتاب ارشاد الشیعہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت زکریا علیہ السلام کو جواب:

يٰزَكَرِيَّآ اے زکریا علیہ السلام اِنَّا نُبَشِّرُكَ بیشک ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ایک لڑکے کی اس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہوگا لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا نہیں بنایا ہم نے ان کیلئے ان سے پہلے کوئی ہم نام، اس نام کا پہلے کوئی لڑکا نہیں۔ اکثر مفسرین یہی معنی کرتے ہیں اور بعض نے یہ بھی معنی کیا ہے کہ اگرچہ اس نام کا کوئی ہو لیکن اتنی صفات اور خوبیاں جو ان میں تھیں اس دور میں وہ کسی اور میں نہیں تھیں قَالَ زکریا علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اے میرے پروردگار اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ کیسے ہوگا میرے لئے لڑکا وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا اور ہے میری بیوی بانجھ، ننانوے سال کی ہو چکی ہیں کوئی بچہ نہیں ہوا اب بچہ جننے کے قابل نہیں ہے وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا، عِتِيًّ کے دو معنی آتے ہیں، ایک معنی

ہے کمر کبڑی ہو جائے، آدمی بوڑھا ہو جائے تو کبڑا ہو جاتا ہے، ۔اور اکثر معنی کرتے ہیں کمر جھک گئی ہے، جس وقت رطوبات خشک ہو جاتی ہیں تو درد شروع ہو جاتے ہیں، تو کمر میری جھک گئی ہے اس حالت میں مجھے بچہ کیسے ملے گا؟

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ہوگا فرمایا آپ کے رب نے یہ مجھ پر آسان ہے اور تحقیق میں نے پیدا کیا آپ کو اس سے پہلے

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ

اور آپ نہیں تھے کوئی چیز۔ زکریا علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب بنا دیں آپ میرے لئے کوئی نشانی اللہ تبارک وتعالیٰ نے

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى

فرمایا آپ کی نشانی یہ ہے کہ آپ کلام نہیں کر سکیں گے لوگوں کے ساتھ تین راتیں۔ آپ ٹھیک ٹھاک ہوں گے پس وہ نکلے اپنی

قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى خُذِ

قوم پر اپنے حجرے سے پس اشارہ کیا ان کی طرف زکریا علیہ السلام نے کہ تسبیح بیان کرو پہلے پہر اور پچھلے پہر۔ اے یحییٰ علیہ السلام پکڑیں

الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ

آپ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ اور دیا ہم نے ان کو حکم جبکہ وہ بچے تھے۔ اور شفقت دی اپنی طرف سے اور پاکیزگی اور تھے

تَقِيًّا ۝١٣ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَسَلٰمٌ

وہ پرہیزگار۔ اور اچھا سلوک کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ اور نہیں تھے جبر کرنے والے نافرمان۔ اور سلامتی ہے

عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝١٥ وَاذْكُرْ فِي

ان پر جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن کھڑے کئے جائیں گے زندہ ہو کر۔ اور ذکر کریں آپ

الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝١٦ فَاتَّخَذَتْ

کتاب میں مریمؑ کا جس وقت وہ الگ ہوئیں اپنے گھر کے افراد سے مکان کے مشرق کی طرف۔ پس بنایا اس نے ان سے ورے

مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۣ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝١٧

پردہ پس ہم نے بھیجا ان کی طرف اپنے روح القدس فرشتے کو پس اس نے شکل اختیار کی اُن کے سامنے بشر کی جو بالکل ٹھیک ٹھاک ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَيِّنٌ: آسان، خَلَقْتُكَ: میں نے تجھے پیدا کیا، سَوِيًّا: تندرست وصحیح، فَخَرَجَ: وہ نکلا، سَبِّحُوْا: تسبیح بیان کرو، بُكْرَةً: صبح، عَشِيًّا: شام، صَبِيًّا: بچہ، حَنَانًا: نرم دل، تَقِيًّا: پرہیزگار، بَرًّا: نیک، بِوَالِدَيْهِ: اپنے والدین کے ساتھ،

جَبَّارًا: سرکش، عَصِيًّا: نافرمان، وُلِدَ: وہ پیدا کیا گیا، يُبْعَثُ: وہ اٹھایا جائے گا، حَيًّا: زندہ، اِنْتَبَذَتْ: وہ علیحدہ ہوگئی شَرْقِيًّا: شرقی، فَاتَّخَذَتْ: (پھر) اس نے کرلیا، رُوْحَنَا: ہماری رُوح، فَتَمَثَّلَ: (تو) وہ (آدمی بن کر) سامنے آیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کا تذکرہ چل رہا ہے۔ ان آیات میں بھی انہی دونوں پیغمبروں کا تذکرہ ہے اور نئے رکوع سے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا حضرت زکریا علیہ السلام کو کچھ نشانیاں بتانا:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا قَالَ رَبُّكَ آپ کے رب نے فرمایا ہے اے مخاطب هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ یہ میرے لئے آسان ہے، اس بڑھاپے میں ہمارے لئے اولاد دینا کوئی مشکل چیز نہیں ہے، مشکل مخلوق کیلئے ہوگی اے زکریا علیہ السلام وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ اور تحقیق میں نے آپ کو پیدا کیا اس سے پہلے وَلَمْ تَكُ شَيْئًا اور نہیں تھے آپ کوئی چیز آپ کا وجود بھی نہیں تھا اور میں قادر مطلق نے جس طرح آپ کو پیدا کیا ایسے ہی لڑکا بھی دوں گا قَالَ زکریا علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً اے میرے رب بنا دیں آپ میرے لئے کوئی نشانی جس سے میں سمجھوں کہ میری بیوی امید سے ہے۔ قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٰيَتُكَ آپ کی نشانی یہ ہے اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا کہ آپ کلام نہیں کر سکیں گے لوگوں کے ساتھ تین راتیں، ٹھیک ٹھاک ہوں گے لوگوں کے ساتھ بات کرنا چاہیں گے تو زبان نہیں چلے گی، ذکر و تسبیح کیلئے چلے گی، نماز کیلئے چلے گی لیکن جب کسی آدمی کے ساتھ بات کرنا چاہو گے تو زبان ساتھ نہیں دے گی، اس مقام پر تین راتوں کا ذکر ہے اور تیسرے پارے میں ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ (آل عمران: ۴۱) "تین دن" کا تذکرہ ہے تو دونوں آیتوں کو ملا کر مفہوم بنے گا کہ تین دن اور تین راتیں جب آپ لوگوں کے ساتھ بات کرنا چاہو گے تو بات نہیں کر سکو گے اور ہو گے بھی ٹھیک ٹھاک زبان پر چھالے نہیں ہوں گے، زخم نہیں ہوں گے جب یہ کیفیت ہو تو سمجھ جانا کہ آپ کی بیوی باامید ہے۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ پس وہ نکلے اپنی قوم پر اپنے خاص کمرے سے فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ پس اشارہ کیا ان لوگوں کی طرف زکریا علیہ السلام نے اَنْ سَبِّحُوْا کہ تسبیح بیان کرو اللہ کی بُكْرَةً وَّعَشِيًّا صبح اور شام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ"۔ یہ فرشتوں کی تسبیح ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے محاسن و اوصاف:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ علیہ السلام آپ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ تمام مفسرین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد تورات ہے وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا اور دیا ہم نے ان کو حکم جبکہ وہ بچے تھے، تین

سال کی عمر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی آگے ذکر آئے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بچپن میں نبوت ملی، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور شفقت دی اپنی طرف سے بڑی شفقت اور نرمی کرنے والے تھے وَزَكٰوةً اور پاکیزگی دی، پاکیزہ خصلت والے اور بڑی نظافت والے تھے۔ دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود کی طرف راغب نہ تھے۔ وَكَانَ تَقِيًّا اور تھے وہ پرہیزگار وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ اور اچھا سلوک کرنے والے تھے والدین کے ساتھ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا اور نہیں تھے جبر کرنے والے۔ جبر کا معنیٰ قہر کرنا، ظلم اور زیادتی کرنا عَصِيًّا نافرمان بھی نہیں تھے۔ والدین کے فرمانبردار تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ اور سلامتی ہو یحییٰ علیہ السلام پر يَوْمَ وُلِدَ جس دن پیدا ہوئے وَيَوْمَ يَمُوْتُ اور جس دن وفات پائیں گے وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور جس دن کھڑے کئے جائیں گے زندہ کر کے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا بیان:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اور ذکر کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب میں مریم علیہا السلام کا، قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کے سوا اور کسی عورت کے نام کا ذکر نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام کے جوڑے کا ذکر ہے وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ لیکن حضرت حوا علیہا السلام کا نام نہیں ہے۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کا ذکر ہے "اِمْرَاَتَ نُوْحٍ" نام نہیں ہے۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر ہے "اِمْرَاَتَ لُوْطٍ" لیکن نام نہیں ہے، حضرت مریم علیہا السلام کا نام قرآن پاک میں تیئس دفعہ آیا ہے، اوسطاً گویا فی پارہ ایک دفعہ ان کا نام آیا ہے مریم کے لفظی معنیٰ ہیں عابدہ عبادت کرنے والی، یہ عبرانی لفظ ہے اور عابدہ عربی لفظ ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام جوان ہوئیں، اپنی خالہ کے گھر رہتی تھیں اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا جس وقت حضرت مریم علیہا السلام الگ ہوئیں اپنے گھر کے افراد سے مَكَانًا شَرْقِيًّا مشرقی کونے میں، وہاں پر ان کا غسل خانہ تھا دو دیواروں کے درمیان ٹاٹ لٹکایا ہوا تھا وہاں غسل کر لیتے تھے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا پس بنایا حضرت مریم علیہا السلام نے ان سے ورے یعنی افراد خانہ کے سامنے پردہ تاکہ وہ غسل کر لیں، جب وہ غسل سے فارغ ہوئیں کپڑے پہن لئے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا پس ہم نے بھیجا ان کی طرف اپنے روح القدس فرشتے کو، حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پس انہوں نے شکل اختیار کی حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے ایسے انسان کی جو بالکل ٹھیک ٹھاک ہو صحت مند خوبصورت نوجوان۔

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

کہا حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ لیتی ہوں رحمن کے ساتھ تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار۔ اس نے کہا بیشک میں قاصد ہوں آپ کے

رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ

رب کا تاکہ میں دیدوں آپ کو لڑکا پاکیزہ۔ وہ کہنے لگی کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا اور نہیں چھوا مجھے کسی انسان نے اور نہیں ہوں

اَكُ بَغِيًّا ﴿20﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

بدکار۔اس نے کہا اسی طرح ہوگا فرمایا ہے آپ کے رب نے وہ میرے لئے آسان ہے اور تاکہ کریں ہم اس کو نشانی لوگوں

وَرَحۡمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿21﴾ فَحَمَلَتۡهُ فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿22﴾ فَاَجَآءَهَا

کے لئے اور رحمت اپنی طرف سے اور ہے معاملہ طے شدہ۔پس اس نے اٹھایا اس کو اپنے پیٹ میں پس الگ ہوئیں وہ اس کو

الۡمَخَاضُ اِلٰى جِذۡعِ النَّخۡلَةِ ۚ قَالَتۡ يٰلَيۡتَنِيۡ مِتُّ قَبۡلَ هٰذَا وَكُنۡتُ

لے کر دور مکان میں۔پس اس کو مجبور کردیا دردزہ نے کھجور کے تنے کی طرف۔کہنے لگی کاش کہ مر چکی ہوتی اس سے پہلے اور

نَسۡيًا مَّنۡسِيًّا ﴿23﴾ فَنَادٰٮهَا مِنۡ تَحۡتِهَاۤ اَلَّا تَحۡزَنِىۡ قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ

میں ہوتی بھولی بسری۔پس اس نے آواز دی اُن کو اس درخت کے نیچے سے یہ کہ آپ غم نہ کریں تحقیق بنایا ہے آپ کے رب

تَحۡتَكِ سَرِيًّا ﴿24﴾ وَهُزِّىۡۤ اِلَيۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿25﴾ فَكُلِىۡ

نے آپ کے نیچے چشمہ اور حرکت دیں اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرائے گا آپ پر تازہ کھجوریں۔پس کھائیں آپ

وَاشۡرَبِىۡ وَقَرِّىۡ عَيۡنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِىۡۤ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ

اور پئیں اور ٹھنڈی کریں آنکھ کو پس اگر آپ دیکھیں انسانوں میں سے کسی کو پس کہیں آپ بیشک میں نے نذر مانی ہے

لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا ﴿26﴾

رحمان کیلئے خاموش رہنے کی پس ہرگز میں کلام نہیں کروں گی آج کے دن کسی انسان سے۔

مشکل الفاظ کے معانی

زَكِيًّا: پاکیزہ، لَمۡ اَكُ: میں نہیں ہوں، بَغِيًّا: بدکار، لِنَجۡعَلَهٗۤ: تاکہ ہم بنائیں اسے، مَقۡضِيًّا: طے شدہ، فَحَمَلَتۡهُ: تو وہ حاملہ ہوئی اس سے، قَصِيًّا: ایک جانب، فَاَجَآءَهَا: (پھر) لے آیا اسے، الۡمَخَاضُ: دردِزہ، جِذۡعِ: درخت، النَّخۡلَةِ: کھجور، مِتُّ: میں مرچکی ہوتی، نَسۡيًا: بھولنا، مَّنۡسِيًّا: بھولی ہوئی، فَنَادٰٮهَا: تو اس نے پکارا اسے، اَلَّا تَحۡزَنِىۡ: یہ کہ تو غمگین نہ ہو، تَحۡتَكِ: تیرے نیچے، سَرِيًّا: پانی کا چشمہ، هُزِّىۡۤ: تو (مونث) ہلا، تُسٰقِطۡ: گرائے گی، رُطَبًا: پکی ہوئی کھجوریں، جَنِيًّا: تروتازہ، اِشۡرَبِىۡ: تو پی، قَرِّىۡ: ٹھنڈی کر، فَاِمَّا تَرَيِنَّ: پھر اگر تو دیکھے، فَقُوۡلِىۡۤ: (تو) تُو کہہ، صَوۡمًا: روزہ، فَلَنۡ اُكَلِّمَ: پس میں ہرگز بات نہیں کروں گی، اِنۡسِيًّا: کسی انسان سے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ شروع ہوا تھا ان آیات میں بھی اسی کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گفتگو:

قَالَتۡ کہا حضرت مریم علیہا السلام اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بیشک میں پناہ لیتی ہوں بِالرَّحۡمٰنِ رحمن کے ساتھ مِنۡكَ تجھ سے، میں رحمن کا تجھ کو واسطہ دیتی ہوں، رحمن سے مدد حاصل کرتی ہوں اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا اگر تم پرہیز گار ہو تو چلے جاؤ، کیونکہ ایسے موقع پر ایسا ہی خیال پیدا ہو سکتا ہے قَالَ اس آنے والے نے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ بیشک میں قاصد ہوں آپ کے رب کا، رسول کا معنی ہے پیغام پہنچانے والا، میں نے تو آپ کو رب کا پیغام پہنچانا ہے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا تاکہ میں دیدوں آپ کو لڑکا پاکیزہ"۔ قَالَتۡ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ اور نہیں چھوا مجھے کسی انسان نے جائز طریقے سے کہ میرا کسی کے ساتھ نکاح ہوا ہو، وَّلَمۡ اَكُ بَغِيًّا اور نہیں ہوں میں بدکار، عادتاً بچہ دو طریقوں سے ہی ملتا ہے یا حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے اور یہاں دونوں باتیں نہیں ہیں بچہ کیسے ہوگا؟

قَالَ فرشتے نے کہا كَذٰلِكِ اسی طرح ہوگا قَالَ رَبُّكِ فرمایا ہے آپ کے رب نے هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وہ میرے لئے آسان ہے، اللہ تعالیٰ نے دینا ہے میں نے تو نہیں دینا وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور تاکہ ہم اس کو بنائیں اپنی قدرت کی نشانی لوگوں کیلئے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے بغیر باپ کے بیٹا دے سکتا ہے وَرَحۡمَةً مِّنَّا اور رحمت بنائیں اس کو اپنی طرف سے۔ اور فرمایا وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا اور ہے معاملہ طے شدہ، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود بن گیا، آگے پھر روایات مختلف ہیں کہ پیدائش کتنے عرصہ کے بعد ہوئی، بعض تین دن لکھتے ہیں، بعض نے تین مہینے لکھے ہیں اور بعض نے نو مہینے بھی لکھے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش:

فَحَمَلَتۡهُ پس انہوں نے اٹھایا اس کو پھر جب محسوس کیا کہ بچہ پیدا ہونے والا ہے فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ پس وہ الگ ہوئیں اس پیٹ کے بچے کو لے کر مَكَانًا قَصِيًّا دور مکان میں یعنی ایسی جگہ جو گھر سے دور ہٹی ہوئی تھی پریشان تھیں کہ لوگوں کی تسلی کس طرح ہوگی، عمران بن ماثان جیسے ولی کے گھر میں پیدا ہوئی ہوں ولی کامل میرا باپ ہے زکریا علیہ السلام کے گھر میری پرورش ہوئی ہے سب کو معلوم ہے کہ میری شادی نہیں ہوئی لوگوں کو کس طرح مطمئن کروں گی؟ پریشان تھیں دور کی جگہ میں چلی گئیں فَاَجَآءَهَا الۡمَخَاضُ پیدائش کے وقت جو درد ہوتا ہے اس کو مخاض کہتے ہیں معنی ہوگا پس ان کو مجبور کر دیا دردِ زہ نے اِلٰى جِذۡعِ النَّخۡلَةِ کھجور کے تنے کی طرف، وہاں کھجور کا ایک درخت تھا اس کے ساتھ انہوں نے تکیہ لگایا نہ وہاں کوئی کھانے پینے کی کوئی چیز نہ کوئی دائی، قَالَتۡ کہنے لگیں يٰلَيۡتَنِىۡ مِتُّ قَبۡلَ هٰذَا کاش کہ میں مر چکی ہوتی اس سے پہلے وَكُنۡتُ نَسۡيًا مَّنۡسِيًّا اور میں ہوتی بھولی بسری، میرا نام تک بھی نہ ہوتا کہ نہ کھانے پینے کی کوئی چیز ہے اور نہ

مدد کیلئے کوئی دایہ ہے اور بدنامی علیحدہ ہے، اپنی جگہ مطمئن تھیں لیکن لوگوں کا منہ بند کرنا بڑا مشکل ہے فَنَادٰىهَا مِنۡ تَحۡتِهَآ پس اس نے آواز دی ان کو اس درخت کے نیچے سے خوشخبری دینے والا فرشتہ (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) جہاں وہ تھیں ٹیلے پر ان سے چند قدم نیچے آ کے کھڑے ہو گئے اور آواز دی اَلَّا تَحۡزَنِیۡ اے مریم علیہا السلام غم نہ کریں، پریشان نہ ہوں کیونکہ قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا تحقیق بنایا ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے چشمہ آپ کے پاؤں کے نیچے اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے پینے کے لئے وَهُزِّیۡۤ اِلَیۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ اور حرکت دیں ہلائیں اپنی طرف کھجور کے تنے کو تُسٰقِطۡ عَلَیۡكِ رُطَبًا جَنِیًّا گریں گی آپ پر تازہ کھجوریں۔ فَكُلِیۡ وَاشۡرَبِیۡ تازہ کھجوریں کھاؤ اور پانی پیو وَقَرِّیۡ عَیۡنًا اور ٹھنڈی کریں آنکھ کو بچے کو دیکھ کر۔ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا پس اگر آپ دیکھیں انسانوں میں سے کسی ایک کو فَقُوۡلِیۡۤ پس ان کو کہہ دینا اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا بیشک میں نے نذر مانی ہے رحمان کیلئے خاموش رہنے کی میں نے بات نہیں کرنی فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا پس ہرگز میں کلام نہیں کروں گی آج کے دن کسی انسان سے، ان کی شریعت میں خاموش رہنے کی نذر ومنت بھی مانی جا سکتی تھی۔ ہماری شریعت میں یہ جائز نہیں ہے۔

فَاَتَتۡ بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ ؕ قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡـًٔا فَرِیًّا ﴿27﴾

پس لے آئیں وہ اس کو اپنی قوم کے پاس اٹھا رہی تھی اس کو۔ کہا قوم نے اے مریم علیہا السلام البتہ تحقیق لائی ہیں آپ ایک چیز او پری

یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ اَبُوۡكِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّمَا كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿28﴾ فَاَشَارَتۡ اِلَیۡهِ ؕ

اے ہارون کی بہن نہیں تھا آپ کا باپ برا آدمی اور نہیں تھی آپ کی والدہ بدکار۔ پس انہوں نے اشارہ کیا بچے کی طرف۔

قَالُوۡا كَیۡفَ نُكَلِّمُ مَنۡ كَانَ فِی الۡمَهۡدِ صَبِیًّا ﴿29﴾ قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ؕ

کہنے لگے ہم کس طرح کلام کریں اس سے جو ہے گود میں بچہ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے

اٰتٰىنِیَ الۡكِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿30﴾ وَّجَعَلَنِیۡ مُبٰرَكًا اَیۡنَ مَا كُنۡتُ ۪ وَاَوۡصٰنِیۡ

مجھے کتاب دی ہے اور اُس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں اور اس نے مجھے

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿31﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ

تاکید کی ہے نماز کی اور زکوٰۃ دینے کی جب تک میں زندہ رہوں۔ اور اچھا سلوک کروں اپنی والدہ کے ساتھ اور نہیں بنایا مجھے

جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿32﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَیَوۡمَ اَمُوۡتُ وَیَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿33﴾

جبر کرنے والا نامراد۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا اور جس دن میں کھڑا کیا جاؤں گا زندہ۔

ذٰلِكَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ ۚ قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡهِ یَمۡتَرُوۡنَ ﴿34﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ یَّتَّخِذَ

یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سچی بات ہے جس میں یہ شک کرتے ہیں۔ نہیں ہے لائق اللہ تبارک وتعالیٰ کے کہ ٹھہرائے اپنے لئے

مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿35﴾

اولاد اس کی ذات پاک ہے جس وقت طے کرتا ہے کسی چیز کو۔ پس پختہ بات ہے اس کو کہتا ہے ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿36﴾

اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے پس تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاَتَتْ (بِهٖ): پھر وہ لے کر آئی اسے، قَوْمَهَا: اپنی قوم کے پاس، فَرِيًّا: غضب وغصہ والا کام، اَبُوْكِ: تیرا باپ، اِمْرَاَ: آدمی، اُمُّكِ: تیری ماں، فَاَشَارَتْ: تو اس نے اشارہ کیا، نُكَلِّمُ: ہم بولیں گے، جَعَلَنِىْ: اس نے مجھے بنایا ہے، اَوْصٰنِىْ: اس نے مجھے حکم دیا، بِوَالِدَتِىْ: اپنی والدہ کے ساتھ، لَمْ يَجْعَلْنِىْ: اس نے مجھے نہیں بنایا، وُلِدْتُّ: میں پیدا کیا گیا، اَمُوْتُ: میں مروں گا، اُبْعَثُ: میں اٹھایا جاؤں گا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ چل رہا ہے۔ ان آیات میں بھی ان ہی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت مریم علیہا السلام کا قوم میں آنا:

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا پس حضرت مریم علیہا السلام لے آئیں اس بچے کو اپنی قوم کے پاس تَحْمِلُهٗ اٹھا رہی تھیں اس بچے کو گود میں، لوگوں نے دیکھا تو تعجب میں مبتلا ہوئے قَالُوْا کہنے لگے يٰمَرْيَمُ اے مریم علیہا السلام لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا البتہ تحقیق لائی ہو آپ ایک چیز اوپری، یہ تم نے بڑا برا کام کیا ہے شادی تمہاری ہوئی نہیں ہے بچہ کہاں سے آگیا؟ ایسے موقع پر اس کے علاوہ اور کیا تصور ہوسکتا ہے کہ بچہ حلالی نہیں ہے۔ بہت برا کام کیا ہے تم نے يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ اے ہارون کی بہن، یہ ہارون حضرت عمران بن ماثان کے بیٹے تھے حضرت مریم علیہا السلام کے بڑے بھائی تھے، بڑے نیک، پارسا اور صالح آدمی تھے بچہ بچہ ان کی نیکی اور پارسائی کو جانتا تھا آپ ایسے نیک بھائی کی بہن ہیں یہ کیا حرکت کی ہے مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ نہیں تھا آپ کا باپ برا آدمی، مسجد اقصیٰ کے امام، خطیب، روحانی پیشوا، لوگوں کے مرجع تھے تم نے یہ کیا کیا ہے وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا اور نہیں تھی آپ کی والدہ حنہ بنت فاقوذ بدکار، آپ کا سارا خاندان نیکوں کا ہے۔ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ پس حضرت مریم علیہا السلام نے اشارہ کیا بچے کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو تم کون ہو کہاں سے آئے ہو یہ قصہ کیا ہے؟ قَالُوْا لوگ کہنے لگے كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ہم کیسے گفتگو کریں اس سے جو گود میں بچہ ہے، کیا یہ ہمارے سوالات کا جواب دے گا۔ ہم اس سے کس طرح بات کریں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے

قَالَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ اس نے مجھے کتاب دی ہے یعنی کتاب دینے کا میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے، انجیل کا وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کر دی تھی وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے برکت والا بنایا ہے اَیْنَ مَا کُنْتُ میں جہاں بھی ہوں وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تاکید کی نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ رہوں وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ اور مجھے اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی۔

ایک بڑا لطیف نکتہ:

آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بیان میں پڑھا ہے وَّبَرًّا بِوَالِدَیْهِ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اور یہاں فرمایا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا۔ فرمایا وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا اور نہیں بنایا مجھے جبر کرنے والا، ضدی نہیں بنایا کہ اپنی منواؤں اور کسی کی نہ سنوں اور نامراد بھی نہیں بنایا وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا وَیَوْمَ اَمُوْتُ اور جس دن میں مروں گا وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اور جس دن میں کھڑا کیا جاؤں گا زندہ۔

اللہ تعالیٰ اولاد و خاندان سے پاک و مبراء ہے:

ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام جن کی ولادت کا ذکر، والدہ کا ذکر اور بچپن میں بولنے کا ذکر ہوا ہے قَوْلَ الْحَقِّ سچی بات ہے الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ جس میں یہ شک کرتے ہیں شک کرنے والے، اتنی واضح بات کے بعد بھی یہودی آج تک اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حلال زادے نہیں ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۶ میں ہے وَقَوْلِهِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُهْتَانًا عَظِیْمًا اور بوجہ ان کے کہنے کے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم"۔ کہ ان کا بچہ حرام کا ہے معاذ اللہ تعالیٰ مَا کَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ نہیں ہے لائق اللہ تعالیٰ کے کہ ٹھہرائے اپنے لئے اولاد اللہ کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے، اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے۔ وہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نہ والدہ ہے نہ والد ہے نہ بیوی ہے، نہ بیٹا ہے، نہ بیٹی ہے، ان تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور صاف ہے سُبْحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے اِذَا قَضٰی اَمْرًا جس وقت طے کرتا ہے کسی چیز کو جب وہ کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پس پختہ بات ہے اس کو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی شے مشکل نہیں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان چل رہا ہے فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ اور بیشک میرا رب اللہ ہے اور تمہارا رب اللہ ہے فَاعْبُدُوْهُ پس تم اس کی عبادت کرو، یہ ساری تقریر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد کی ہے هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ یہی

سیدھا راستہ ہے اللہ تعالیٰ کا اسی پر چلو کسی اور راستے پر نہ چلو۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾

پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں پس خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے انکار کیا بڑے دن کی حاضری کے وقت۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ

کیا ہی سننے والے ہوں گے اور کیا ہی دیکھنے والے ہوں گے جس دن ہمارے پاس آئیں گے۔ لیکن ظالم آج کے دن کھلی

مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ

گمراہی میں ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں ان کو حسرت والے دن سے جس وقت طے کیا جائے گا معاملہ اور وہ غفلت میں ہیں

وَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْهَا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کچھ اس پر ہے اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَشْهَدِ: آنا، حاضر ہونا، یَاْتُوْنَنَا: وہ ہمارے پاس آئیں گے، اَنْذِرْهُمْ: آپ ڈرایئے انہیں، غَفْلَةٍ: غفلت، نَرِثُ: ہم وارث ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات تفصیلی ذکر فرما دیئے۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ دونوں کے عقائد باطلہ کا رد فرماتے ہیں۔

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تردید:

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ، احزاب حزب کی جمع ہے، حزب کا معنی ہے گروہ، معنی ہوگا پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں، ان گروہوں سے کون سے گروہ مراد ہیں؟

(اوّل) تفسیر کبیر، خازن، بیضاوی وغیرہ میں آپ کو ملے گا کہ مثلاً یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلط نظریہ قائم کیا۔ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو رب اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور مشرکوں نے ان کے ساتھ تمسخر اور مذاق کیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

(دوم) دوسرا مطلب یہ ہے کہ احزاب سے عیسائیوں کے تین گروہ مراد ہیں کہ ایک ان کا گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتا ہے۔ ایک گروہ ثالث ثلاثہ کہتا ہے۔ ایک حلول کا قائل ہے یعنی نسطوریہ، یعقوبیہ اور ملکانیہ۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے کفر کیا حق کا انکار کیا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن کی حاضری کے وقت ان کیلئے بڑے دن کے حاضر ہونے کے موقع پر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں حاضری ہوگی سچی عدالت میں حاضری ہوگی اس وقت ان کیلئے خرابی ہوگی اَسْمِعْ بِهِمْ یہ تعجب کا صیغہ ہے کیا ہی سننے والے ہوں گے وَاَبْصِرْ یہ بھی تعجب کا صیغہ ہے اور کیا ہی دیکھنے والے ہوں گے يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ لیکن ظالم آج کے دن کھلی گمراہی میں ہیں وَاَنْذِرْهُمْ اور اے نبی کریم ﷺ آپ ان کو ڈرائیں يَوْمَ الْحَسْرَةِ افسوس والے دن سے، قیامت کا دن ہوگا وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا کاش کہ میں نے فلانے کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا"۔(فرقان:۲۸) وہ حسرت اور افسوس والا دن ہوگا اور کہے گا يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (فرقان)" کاش کہ میں نے بنالیا ہوتا رسول ﷺ کے ساتھ راستہ"۔ تو فرمایا آپ ﷺ ان کو اس دن سے ڈرائیں اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ جس وقت طے کیا جائے گا معاملہ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور وہ ایمان نہیں لاتے، یہ سب چیزیں ان کے سامنے آجائیں گی اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ بیشک ہم زمین کے وارث ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حقیقی مالک ہے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (جاثیہ:۲۷) اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی وَمَنْ عَلَيْهَا اور اس مخلوق کے بھی ہم وارث ہوں گے جو زمین پر ہے وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے، سچی عدالت قائم ہوگی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا، حق اور باطل کا فیصلہ ہوگا، سچ اور جھوٹ بالکل نکھر جائے گا، ایمان اور توحید کا فرق ہوگا، کفر اور اسلام کا فرق ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ نیکوں کو کامیاب فرمائے گا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿41﴾ اِذْ قَالَ

اور ذکر کریں کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیشک وہ ابراہیم علیہ السلام تھے وہ بڑے سچے نبی۔ جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو

لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿42﴾

اے میرے باپ کیوں تم عبادت کرتے ہو اس چیز کی جو نہیں سنتی اور نہیں دیکھتی اور وہ نہیں کام آسکتی آپ کے کچھ بھی۔

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ

اے میرے ابا جان بیشک میں، تحقیق آیا ہے میرے پاس علم سے، جو آپ کے پاس نہیں آیا پس آپ میری پیروی کریں میں

صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿43﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

راہنمائی کروں گا آپ کی سیدھے راستے کی۔ اے میرے باپ آپ نہ عبادت کریں شیطان کی بیشک شیطان ہے رحمان کیلئے

عَصِيًّا ﴿44﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

نافرمان۔اے میرے ابا جان بیشک میں خوف کرتا ہوں کہ آپ کو پہنچے عذاب رحمان کی طرف سے پس آپ ہو جائیں گے

لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿45﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ

شیطان کے ساتھی۔کہا والد نے کیا اعراض کرتے ہو تم میرے معبودوں سے اے ابراہیم علیہ السلام اگر تم باز نہ آئے البتہ میں آپ کو

لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿46﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ

سنگسار کر دوں گا اور چھوڑ دے تو مجھے زمانہ بھر۔کہا ابراہیم علیہ السلام نے سلام ہو تم پر عنقریب میں تمہارے لئے بخشش مانگوں گا

رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿47﴾

اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر بڑی شفقت کرنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِمَ تَعْبُدُ: تو کیوں عبادت کرتا ہے، لَا يُبْصِرُ: (جو) نہیں دیکھتا ہے، جَآءَنِيْ: آیا میرے پاس، لَمْ يَاْتِكَ: تیرے پاس نہیں آیا، فَاتَّبِعْنِيْٓ: (پس) تو میری اتباع کر، اَهْدِكَ: میں تیری رہنمائی کروں گا، اَنْ يَّمَسَّكَ: یہ کہ تجھ پر آجائے، رَاغِبٌ (عَنْ): اعراض کرنے والا، اٰلِهَتِيْ: میرے معبود، لَمْ تَنْتَهِ: (اگر) تو باز نہ آیا، لَاَرْجُمَنَّكَ: میں ضرور سنگسار کروں گا تجھے، اُهْجُرْنِيْ: تو مجھے چھوڑ دے، مَلِيًّا: ہمیشہ کے لیے، حَفِيًّا: مہربان۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا تذکرہ ہوا اب ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے والد آزر کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو تبلیغ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اِنَّهٗ كَانَ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے صِدِّيْقًا نَّبِيًّا بڑے سچے نبی، نبی کا معنی ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خبر دینے والا۔اور رسول کا معنی ہے پیغام پہنچانے والا، اللہ تعالیٰ کے احکام مخلوق تک پہنچانے والا اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ جب فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو جس کا نام آزر تھا یٰۤاَبَتِ اے میرے ابا جان لِمَ تَعْبُدُ کیوں تم عبادت کرتے ہو مَا اس چیز کی جو لَا يَسْمَعُ نہ وہ سنتی ہے وَلَا يُبْصِرُ اور نہ وہ دیکھتی ہے وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا اور نہ وہ کفایت کر سکتی ہے آپ کو کسی شے کی، بت کیا سنیں گے اور کیا دیکھیں گے۔اس طرح سورج، چاند، ستارے بھی نہ لوگوں کی حاجات سن سکتے ہیں اور نہ پوری کر سکتے ہیں۔یٰۤاَبَتِ اے میرے باپ اِنِّيْ بیشک میں قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ تحقیق آچکا ہے میرے پاس علم اللہ تبارک

وتعالیٰ کی طرف سے مَا لَمْ يَأْتِكَ جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے نبوت ورسالت کا علم دیا ہے ابا جان فَاتَّبِعْنِيْٓ پس آپ میری پیروی کریں، میری بات مان لیں اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا میں راہنمائی کروں گا، آپ کی سیدھے راستے کی، دنیا میں بھی عذاب سے بچ جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اے میرے باپ آپ نہ عبادت کریں شیطان کی، شیطان کی باتیں ماننا اور غیر اللہ کی عبادت کرنا یہ شیطان ہی کی عبادت کہلائے گی اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا بیشک شیطان ہے رحمان کیلئے نافرمان، وہ تو رحمان کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ اس کو بھی حکم دیا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے لیکن اس نے سجدہ نہ کیا۔ يٰٓاَبَتِ اے میرے باپ اِنِّيْٓ اَخَافُ بیشک میں خوف کرتا ہوں اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ کہ پہنچے آپ کو عذاب رحمان کی طرف سے، دنیا کا عذاب، قبر کا عذاب اور آخرت کا عذاب فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا پس آپ ہو جائیں گے شیطان کے ساتھی۔

آزر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب:

قَالَ کہا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر نے اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ کیا تم اعراض کرتے ہو میرے معبودوں سے يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اے ابراہیم علیہ السلام لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ اگر تم باز نہ آئے لَاَرْجُمَنَّكَ البتہ میں تمہیں کو پتھر مار مار کر سنگسار کردوں گا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین حضرات رحمہم اللہ لَاَرْجُمَنَّكَ کا ترجمہ کرتے ہیں کہ میں تجھے گالیاں دوں گا اور رجم کا معنیٰ گالیاں دینا بھی آتا ہے وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا اور چھوڑ دے تو مجھے زمانہ بھر عمر، بھر، مَلِيًّا کا معنیٰ سارا زمانہ، یعنی آپ میرے ساتھ اس سلسلے میں کبھی گفتگو نہ کرنا، کیونکہ تم میرے معبودوں کی توہین کرتے ہو قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سَلٰمٌ عَلَيْكَ ابا جان میری طرف سے آپ پر سلامتی ہو میں کچھ نہیں کہوں گا، نہ تمہیں پتھر ماروں گا، نہ گالیاں دوں گا سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ عنقریب میں تمہارے لئے بخشش مانگوں گا اپنے رب سے اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا بیشک وہ ہے مجھ پر بڑی شفقت کرنے والا مہربان، سورۃ الشعرآء آیت نمبر ٨٦ میں ہے وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ" اے میرے پروردگار! معاف کردے میرے باپ کو بیشک وہ ہے گمراہوں میں سے"۔ اب سوال یہ ہے کہ مشرک کیلئے تو مغفرت کی دعا جائز نہیں ہے؟ تو اس کے متعلق سورۃ توبہ آیت نمبر ١١٤ میں ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ "اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اس سے کیا تھا پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کیلئے کہ وہ ان کا باپ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے"۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لیے دعا نہیں کی۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ

اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے اور ان سے بھی جن کو تم پکارتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے اور میں پکارتا ہوں اپنے رب کو

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا

قریب ہے کہ میں نہ ہوں اپنے رب کو پکارنے کی وجہ سے نامراد۔ پس جس وقت وہ جدا ہوئے ان سے اور ان سے جن کی وہ

یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾

عبادت کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عطا کیا ہم نے ان کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع

اور دی ہم نے ان کو اپنی طرف سے رحمت اور بنائی ہم نے ان کیلئے شہرت سچائی کی بلند۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْتَزِلُكُمْ: میں تم سے الگ ہوتا ہوں، لِسَانَ: زبان۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے والد کی باہم گفتگو تھی۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ جواب ذکر کیا جا رہا ہے جو انہوں نے اپنے والد کو دیا تھا۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کو جواب:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اپنے والد آزر کا کفر آشکارہ ہو گیا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے اور دولت ایمان اسے نہیں ملی گی تو آپ نے آزر سے فرمایا وَاَعْتَزِلُكُمْ اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ان سے بھی کنارہ کشی کرتا ہوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے نیچے نیچے۔ جن کو تم حاجت روا سمجھتے ہو، مشکل کشا سمجھتے ہو، فریادرس اور دستگیر سمجھ کر پکارتے ہو وَاَدْعُوْا رَبِّیْ اور میں صرف رب کو پکارتا ہوں میرا وہی حاجت روا، مشکل کشا وہی فریاد درس اور دستگیر ہے عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا قریب ہے کہ میں نہ ہوں اپنے رب کو پکارنے کی وجہ سے نامراد، اللہ تبارک وتعالیٰ میری مرادیں پوری کرے گا وہی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ پس جس وقت ابراہیم علیہ السلام ان سے الگ ہوئے وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ان سے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا۔

حضرت اسحاق اور یعقوب علیہما السلام کا عطاء کیا جانا:

وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اور عطا کیا ہم نے ان کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام، دوسری جگہ اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہیں ان کی والدہ ہاجرہ (علیہا السلام) ہیں اور اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ (علیہا

السلام) ہیں۔ پھر اسحاق علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا اور ہر ایک کو ہم نے بنایا نبی۔ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا اور دی ہم نے ان کو اپنی طرف سے رحمت وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا اور بنائی ہم نے ان کیلئے شہرت سچائی کی بلند، لسان کا لفظی معنی زبان ہے مگر یہاں مراد شہرت ہے، زبان کے ساتھ ہی شہرت ہوتی ہے اور بلند شہرت عطا فرمائی آج تک ابراہیم علیہ السلام کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿51﴾ وَنَادَيْنٰهُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ تھے چنے ہوئے اور رسول تھے نبی تھے۔ اور ہم نے ان کو پکارا

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿52﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ

طور کے دائیں طرف سے اور ہم نے قریب کیا ان کو سرگوشی کیلئے۔ اور ہم نے ان کو عطا کیا اپنی رحمت کی وجہ سے اُن کا بھائی

هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿53﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا

ہارون علیہ السلام جو نبی تھے۔ اور ذکر کریں کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا وہ سچے وعدے والے تھے اور رسول نبی تھے۔

نَّبِيًّا ﴿54﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿55﴾

اور حکم کرتے تھے اپنے گھر کے افراد کو نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اور تھے اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُخْلَصًا: خالص کیا ہوا، نَادَيْنٰهُ: ہم نے آواز دی اسے، الْاَيْمَنِ: دایاں، قَرَّبْنٰهُ: ہم نے قرب بخشا اسے، صَادِقَ: سچا، مَرْضِيًّا: پسندیدہ۔

ربط:

اس سے قبل حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اب ان آیات میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کا تذکرہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اور ذکر کریں کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے تھے، بچپن سے لے کر آخر تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو چنا تھا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور تھے رسول نبی۔

نبی اور رسول کا ایک ہی مفہوم ہے یا الگ الگ:

نبراس شرح العقائد، رشیدیہ، شرح ملا جلال وغیرہ میں اس پر بڑی تفصیلی بحث ہے کہ نبی اور رسول کا ایک ہی مفہوم ہے یا الگ الگ۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ اگر ایک ہی معنی ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ نبی بھی تھے اور رسول بھی اور بعضوں نے فرق کیا ہے کہ رسول اس کو کہتے ہیں جو صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہو اور نبی اس کو کہتے ہیں جو صاحب کتاب اور صاحب شریعت نہ ہو۔

مثلاً موسیٰ علیہ السلام رسول ہیں اور ہارون علیہ السلام نبی ہیں ان کے پاس الگ کتاب اور شریعت نہ تھی۔ اس صورت میں کہ نبی اور رسول میں فرق ہے ان دونوں لفظوں کا ایک ذات کے لئے اکٹھا استعمال ہونا اس میں اشکال ہے کہ وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ ان کے پاس کتاب بھی تھی اور ایسا وقت بھی تھا کہ کتاب نہیں بھی تھی شریعت بھی تھی اور نہیں بھی تھی، تو اس میں تو تعارض سا ہوا۔ مفسرین حضرات کہتے ہیں کہ کوئی تعارض نہیں، دلائل سے ثابت ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دی اور فرعون کی غرقابی کے بعد کتاب بھی دی، تو پہلے دور میں نبی تھے اور بعد میں کتاب دی گئی تو رسول بھی ہوئے۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ اور ہم نے پکارا موسیٰ علیہ السلام کو طور کی دائیں طرف سے۔ یہاں الایمن سے کیا مراد ہے؟ یہ شمال، جنوب تو اضافی چیزیں ہیں تو صاحب کبیر وغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین سے مصر کی طرف آرہے تھے تو موسیٰ علیہ السلام کے آنے کے سلسلے میں جو دایاں کنارہ تھا وہ مراد ہے وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا اور ہم نے ان کو قریب کیا سرگوشی کے لیے۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بلند مرتبہ اور شان ظاہر ہوتی ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اور عطا کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رحمت کی وجہ سے اَخَاهُ ان کے بھائی هٰرُوْنَ نَبِيًّا ہارون علیہ السلام نبی، ان کو بھی ہم نے نبی بنایا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اور ذکر کریں کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے، سب سے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، دوسرے اسحاق علیہ السلام تھے، تیسرے بیٹے حضرت مدین تھے، چوتھے حضرت مدائن اور پانچویں حضرت قیدار رحمۃ اللہ علیہم تھے اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ بیشک وہ سچے وعدے والے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام صادق الوعد کس چیز میں تھے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام صادق الوعد کس چیز میں تھے۔ آپ کو تفسیر میں ملے گی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ساتھی کے ساتھ جارہے تھے۔ آگے ایک گاؤں نظر آیا فرمایا تم جا کر وہاں سے کھانے کی چیزیں لے کر آؤ یا میں جاتا ہوں۔ ساتھی نے کہا کہ میں جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تیرے آنے تک میں یہاں رہوں گا۔ تین دن کا ذکر بھی ہے اور ایک سال کا ذکر

بھی ہے۔ وہ گیا اس کو یاد بھی نہ رہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تین دن یا ایک سال تک وہیں انتظار میں رہے اور یہ بھی آپ کو تفسیروں میں ملے گا کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں یہ خواب اسماعیل علیہ السلام سے بیان کیا "فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى" پس میں نے اس طرح خواب میں دیکھا ہے۔ فَافْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ پس اے ابا جان آپ یہ کام کر ڈالیں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے بے شک آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ یہ وعدہ پورا کیا۔

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور تھے رسول نبی، قبیلہ بنو جرہم کی طرف جو مکہ مکرمہ میں آ کر آباد ہوا تھا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ اور حکم کرتے تھے اپنے گھر کے افراد کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا، اھل سے مراد گھر کے افراد بھی ہیں اور جو ماتحت ہوتے ہیں وہ سب اہل ہوتے ہیں وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا اور تھے اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ، تمام پیغمبر اپنے رب کے ہاں بڑے پسندیدہ ہیں۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿56﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿57﴾ اُولٰٓئِكَ

اور ذکر کریں کتاب میں ادریس علیہ السلام کا بیشک وہ تھے سچے نبی۔ اور ہم نے ان کو بلند کیا بہت اونچی جگہ۔ یہ بزرگ وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ

جن پر انعام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبیوں میں سے آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اور ان کی اولاد میں سے جن کو ہم نے سوار کیا

نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا

نوح علیہ السلام کے ساتھ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اور اسرائیل علیہ السلام کی اولاد میں سے جن کو ہم نے

وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿58﴾ السجدۃ

ہدایت دی اور جن کو ہم نے چنا جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر رحمان کی آیتیں گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

پھر خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ جنہوں نے ضائع کر دی نماز اور پیروی کی انہوں نے خواہشات کی پس عنقریب ملیں گے

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿59﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

وہ ہلاکت کو۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور عمل کئے اچھے پس یہ لوگ ہیں داخل ہوں گے جنت میں اور ان پر نہیں

يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿60﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِىْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ظلم کیا جائے گا کچھ بھی۔ ہیشگی کے باغات ہیں وہ جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں کے ساتھ بن دیکھے۔ بیشک شان یہ

وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً

ہے کہ اس کا وعدہ آنے والا ہے۔ نہیں سنیں گے وہ اس جنت میں کوئی بے ہودہ چیز مگر سلامتی ہی سلامتی اور ان کیلئے رزق ہوگا

وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾

ان جنتوں میں پہلے پہر اور پچھلے پہر۔ یہ جنت وہ ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے اپنے بندوں میں سے جو پرہیزگار ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِدْرِيْسَ: ایک پیغمبر (کا اسم گرامی)، اجْتَبَيْنَا: ہم نے چُنا، بُكِيًّا: روتے ہوئے، اَضَاعُوْا: انہوں نے ضائع کیا، يَلْقَوْنَ: پائیں گے، غَيًّا: عذاب، مَاْتِيًّا: لایا ہوا، لَغْوًا: فضول بات، نُوْرِثُ: ہم مالک بنائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کا تذکرہ ہوا۔ اب یہاں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے اور بعد ازاں بیان کردہ نبیوں کا شجرہ نسب بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد مومنین کی صفات اور ان پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ادریس علیہ السلام کا تذکرہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کا اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا بیشک وہ تھے سچے نبی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے دور میں مفسرین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم اختلاف کرتے ہیں کہ کس زمانے میں تھا جمہور اور اکثر محققین فرماتے ہیں کہ ان کا دور نوح علیہ السلام سے پہلے ہے، یہ نوح علیہ السلام کے والد کے دادا تھے اور نوح علیہ السلام کے پردادا تھے۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا اور ہم نے ان کو بلند کیا بہت اونچی جگہ، اس کی دو تفسیریں منقول ہیں، ایک یہ کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔

علامہ خیالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں: فرماتے ہیں کہ "اَرْبَعَةٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ اَحْيَا" یعنی اس دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں "اِثْنَانِ فِي السَّمَآءِ وَاِثْنَانِ فِي الْاَرْضِ" آسمان میں عیسیٰ علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور دو زمین میں الیاس علیہ السلام اور خضر علیہ السلام اور یہ تفسیر بھی ملے گی کہ ادریس علیہ السلام کی طرف لوگ غلط باتیں منسوب کرتے تھے کہ یہ کہانت ان سے منقول ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا مقام بہت اونچا ہے ایسی باتیں ان کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو۔

ذکر کیے گئے انبیاء کرام علیہم السلام کن کی اولاد ہیں؟

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انعام فرمایا ہے مِّنَ النَّبِيّٖنَ

نبیوں میں سے، یہ سب نبی ہیں مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اوران لوگوں کی اولاد میں سے جن کو ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں، ان کے تین بیٹے حضرت حام، حضرت سام، حضرت یافث رحمۃ اللہ علیہم اور سورۃ صافات آیت نمبر ۷۷ میں ہے۔

''وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ'' ''اور کر دیا ہم نے ان کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے ہیں''۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہی آگے چلی ہے اور جو کشتی میں سوار تھے ان میں سے کسی کی اولاد آگے نہیں چلی وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی ہیں وَاِسْرَآءِیْلَ اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔

نیک لوگوں کے اوصاف:

وَمِمَّنْ هَدَیْنَا جن کو ہم نے ہدایت دی ان بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں وَاجْتَبَیْنَا اور جن کو ہم نے چن لیا، نبوت دی، رسالت دی، ان پر کتابیں نازل کیں، صحیفے نازل ہوئے، یہ سب بزرگ پیغمبر اوران کی جو نسلیں تھیں اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر رحمان کی آیتیں گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے سُجَّدًا ساجد کی جمع ہے اور روتے ہوئے وَّبُكِیًّا، بَاكٍ کی جمع ہے، یہ آیت سجدہ ہے، مسئلہ یہ ہے آیت سجدہ پڑھنے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور سجدہ تلاوت کیلئے وہ تمام شرطیں ضروری ہیں جو نماز کے لئے ہیں کہ وضو ہو، کپڑے پاک ہوں، جگہ پاک ہو، قبلے کی طرف رخ ہو، البتہ اس میں ہاتھ نہیں اٹھانے بس اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جاتا ہے تین یا پانچ یا سات بار تسبیحات پڑھنی ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھا لینا ہے، نہ اس میں التحیات ہے، نہ سلام ہے اور سجدہ تلاوت چونکہ واجب ہے اس لئے صبح کی نماز سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی طلوع آفتاب تک کرنا جائز ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد بھی جائز ہے، ان اوقات میں نفلی نماز جائز نہیں ہے تو جن حضرات نے یہ آیت پڑھی اور سنی ہے ان پر سجدہ لازم ہو گیا ہے۔

نااہل اور نالائق لوگوں کی علامت:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پھر خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ، خلف لام کے فتح کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے صحیح اور اہل جانشین، صحیح معنی میں اس کے نقش قدم پر چلنے والا ہو جس کا جانشین بنا ہے۔ اور خَلْفٌ لام کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نااہل جانشین اور یہاں لام کے سکون کے ساتھ ہے، تو معنی ہو گا پھر خلیفہ بنے ان کے بعد نااہل لوگ۔ ان کی نااہلی کی پہلی نشانی یہ ہے کہ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ انہوں نے نماز ضائع کر دی، بزرگوں کے نااہل جانشینوں کی پہلی دلیل اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ وہ نماز کی پرواہ نہیں کرتے، حالانکہ نماز ایسی چیز ہے کہ کسی حالت میں بھی معاف نہیں ہے سوائے بے ہوش، مجنون اور نابالغ کے۔

نااہلوں کی دوسری نشانی وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ اور پیروی کی انہوں نے خواہشات کی۔ سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۱۲۳ اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ "کیا آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو الہ بنالیا ہے۔" بندے کے دل میں جو آئے وہ کرے اور اس کیلئے شرعی ثبوت نہ ہو تو یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ نااہل لوگوں کی سزا اور انجام کیا ہے؟ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا غیا کا معنی ہلاکت بھی ہے غیا، کا معنی گمراہی بھی ہے۔ اور غی جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی ہے۔ تو معنی ہوگا پس عنقریب ملیں گے وہ ہلاکت کو گمراہی کو، جنہوں نے یہ کام کئے گمراہ ہوں گے ان کیلئے ہلاکت ہوگی اور ملیں گے جہنم کے طبقے کو، دوزخ کے طبقے میں ان کو پھینکا جائے گا اِلَّا مَنۡ تَابَ مگر جس نے توبہ کی وہ بچ جائے گا۔ لیکن یاد رکھنا! توبہ سے نماز معاف نہیں ہوتی نہ روزہ معاف ہوتا ہے نہ زکوٰۃ عشر معاف ہوتا ہے نہ کسی کا حق معاف ہوتا ہے، ان اعمال کی ادائیگی کرنی ہی پڑتی ہے۔

ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کی جزا:

وَاٰمَنَ اور ایمان لائے صحیح معنی میں وَعَمِلَ صَالِحًا اور اچھے عمل کرے۔ بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لیا تو باقی ساری چیزیں معاف ہوگئیں کسی غلط فہمی میں نہ رہنا بیشک کلمہ بڑی چیز ہے، لیکن اس کے ساتھ نیک اعمال بھی کرنے ضروری ہیں فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ پس یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا کچھ بھی، رتی برابر بھی ظلم نہیں ہوگا، ظلم اس طرح کہ جو گناہ نہیں کئے ان کی گردن پر رکھ دیئے جائیں یا نیکیاں کی ہیں ان کو اجر نہ ملے ایسا نہیں ہوگا جَنّٰتِ عَدۡنِ ہیشگی کے باغات ہیں، ہیشگی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پھل ہمیشہ ہوں گے اُكُلُهَا دَآئِمٌ (سورۃ ابراہیم) "پھل ہمیشہ لگے ہوں گے"۔ کوئی پھل توڑا فوراً اُس کی جگہ اور لگ جائے گا پھر توڑا اور لگ جائے گا۔ الَّتِيۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَهٗ وہ جن کا وعدہ کیا ہے رحمن نے اپنے بندوں کے ساتھ بِالۡغَيۡبِ بن دیکھے، نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور نہ اس کی جنتوں کو دیکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور جنت بھی ہے اور تمام خوشیاں بھی ہیں اِنَّهٗ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِيًّا بیشک اللہ کا وعدہ آنے والا ہے۔

یاد رکھنا جنت بھی دور نہیں دوزخ بھی دور نہیں آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے "مَنۡ مَاتَ قَدۡ قَامَتۡ قِيَامَتُهٗ"۔ جو مرے گا اس کی قیامت قائم ہوگئی لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا نہیں سنیں گے وہ ان جنتوں میں کوئی بے ہودہ چیز، نہ جھوٹ، نہ غیبت، نہ گالی کسی قسم کی دل آزاری کی بات نہیں سنیں گے اِلَّا سَلٰمًا مگر سلامتی ہی سلامتی ہوگی تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ جنتی آپس میں سلام کریں گے فرشتے بھی سلام کریں گے سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ (سورۃ یسین) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام ہوگا کہ اے میرے بندو! میری طرف سے تم پر سلام ہو، وہ سلامتی کا مقام ہے وَلَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِيۡهَا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا اور ان کیلئے رزق ہوگا ان جنتوں میں پہلے پہر بھی اور پچھلے پہر بھی، چونکہ لوگ عادتاً دو ٹائم کھاتے ہیں اس لئے صبح وشام کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اس کے علاوہ بھی کوئی کھانا چاہے گا تو اس کے

متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ ق آیت نمبر ۳۵ میں ضابطہ بیان فرمایا ہے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا ان کیلئے ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں"۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ یہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے مَنْ كَانَ تَقِيًّا اس کو جو پرہیزگار ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے تمام اہل ایمان کو جنت کی یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا

اور ہم نہیں اترتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے حکم کے ساتھ اسی کیلئے ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے

وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿64﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بھولنے والا۔ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿65﴾ ع

ان دونوں کے درمیان ہے پس اسی کی عبادت کرو اور جمے رہیں اس کی عبادت پر کیا جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیلئے کوئی ہم نام

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿66﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ

اور کہتا ہے انسان کہ جب میں مرجاؤں گا البتہ میں نکالا جاؤں گا زندہ کرکے۔ کیا اور نہیں یاد کرتا انسان بیشک ہم نے اس کو پیدا

مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿67﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

کیا اس سے پہلے اور نہیں تھا کوئی چیز۔ پس قسم ہے آپ کے رب کی البتہ ہم ان کو ضرور اکٹھا کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ہم

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿68﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى

ان کو ضرور حاضر کریں گے جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل۔ پھر ہم نکالیں گے ہر گروہ سے خصوصاً وہ جو زیادہ سخت ہے رحمان کے

الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿69﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿70﴾

سامنے نافرمانی کرنے میں۔ پھر البتہ ہم ضرور جانتے ہیں ان لوگوں کو جو زیادہ لائق ہیں دوزخ میں داخل ہونے کے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا نَتَنَزَّلُ: ہم نہیں اترتے، (مَا) خَلْفَنَا: جو ہمارے پیچھے ہے، نَسِيًّا: بھولنے والا، اِصْطَبِرْ: قائم رہ، اُخْرَجُ: میں نکالا جاؤں گا، لَا يَذْكُرُ: نہیں سمجھتا، لَنَحْشُرَنَّهُمْ: ہم ضرور جمع کریں گے انہیں، لَنُحْضِرَنَّهُمْ: ہم ضرور حاضر کریں گے انہیں، جِثِيًّا: زانوؤں پر گرے ہوئے، لَنَنْزِعَنَّ: ہم جدا کریں گے، شِيْعَةٍ: گروہ، صِلِيًّا: داخل ہونے والے۔

شانِ نزول اور ربط:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ شانِ نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ آتے ہیں ملاقات کے لئے تو اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے جواب دیا کہ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ یعنی ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اتر نہیں سکتے۔

ربط: اس کا پہلی آیات سے ربط کیا ہے تو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا بیان کردہ ربط بہت پیارا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جیسے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے، جنّت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں مل سکتی۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَامِتُّ تفسیر بیان القرآن اور سبق الغایات میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ اوپر دوزخ کے طبقے کا ذکر تھا، آگے جنت کا ذکر ہے یہ جنت دوزخ کا ظہور تو قیامت کو ہوگا۔ کافر یہاں کہتے تھے کہ جب ہم قیامت کو ہی نہیں مانتے تو جنت اور دوزخ کو کیا مانیں گے؟

تفسیری نکات: فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ اور ہم نہیں اترتے مگر آپ ﷺ کے رب کے حکم کے ساتھ، ہماری ذاتی مرضی کچھ نہیں ہے لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا اسی اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے مکان کے لحاظ سے زمانے کے لحاظ سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی ملک ہے اسی کا تصرف ہے اسی کی حکومت ہے وَمَا خَلْفَنَا اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے مکان کے لحاظ سے زمانے کے لحاظ سے پیچھے گذر چکا ہے وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیدا کردہ، اسی کی ملکیت اور اسی کے اختیار میں ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا اور نہیں ہے آپ ﷺ کا رب بھولنے والا۔ اللہ تعالیٰ بھول جانے سے نسیان سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ملکیت کا بیان:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے سب کا رب ہے فَاعْبُدْهُ پس اے مخاطب! اسی رب کی عبادت کرو اور صرف ایک آدھ دن ہی نہیں وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ اور جمے رہیں اس کی عبادت پر، قائم رہو اس کی عبادت پر، ایسا نہیں کہ کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا جانتے ہیں اس کیلئے کوئی ہم نام۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کسی کا نام اللہ ہے؟

دوبارہ زندہ ہونے کے انکاری مشرکوں کو جواب:

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اور کہتا ہے انسان۔ بعض مفسرین حضرات نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابوجہل ہے، بعض نے کہا ہے عاص بن وائل ہے، بعض فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ تھا، بعض کہتے ہیں کہ عقبہ ابن ابی معیط مراد ہے۔ مختلف موقعوں

پر مختلف کافروں نے یہ باتیں کی تھیں کسی مفسر نے کسی کا نام بتلا دیا کسی نے کسی کا نام بتلا دیا، تو کافر انسان کہتا ہے ءَاِذَا مَا مِتُّ کیا جس وقت میں مرجاؤں گا لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا البتہ عنقریب میں قبر سے نکالا جاؤں گا زندہ کر کے، دوبارہ زندگی کے کافر بڑی سختی کے ساتھ منکر تھے اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ کیا یاد نہیں کرتا انسان اس بات کو اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا اس سے پہلے وَلَمْ يَكُ شَيْئًا اور نہیں تھا کوئی چیز، تو جس رب نے پہلے پیدا کیا ہے وہی رب دوبارہ پیدا کرے گا۔ فَوَرَبِّكَ واؤ قسم کیلئے ہے پس قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی یعنی مجھے اپنی ذات کی قسم ہے لَنَحْشُرَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور جمع کریں گے ان کو میدان محشر میں وَالشَّيٰطِيْنَ اور شیطانوں کو جن کی یہ اطاعت کرتے ہیں وہ چاہے انسانوں میں ہوں یا جنات میں سے۔ میدان محشر میں ساری مخلوق اکٹھی ہوگی، انسان بھی، جنات شیطان بھی، کیڑے مکوڑے بھی، حیوانات بھی سب کا حساب ہوگا۔

مشرکوں اور کافروں کا حشر کیا ہوگا؟:

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ پھر ہم ان کو ضرور حاضر کریں گے حَوْلَ جَهَنَّمَ جہنم کے اردگرد جِثِيًّا جاث کی جمع ہے گھٹنوں کے بل، دوزانوں ہو کر بیٹھنے والا۔ یہ عاجزی کی حالت ہے جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ پھر ہم نکالیں گے الگ کرلیں گے مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ ہر گروہ سے اَيُّهُمْ خاص طور پر اس کو اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا جو زیادہ سخت ہے رحمان کے سامنے نافرمانی میں یعنی سب اکٹھے ہوں پھر ان میں سے جو ان کے لیڈر ہوں گے ان کو علیحدہ کرلیا جائے گا ان کا حساب بڑا سخت ہوگا، اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے

"مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ الْعَذَابِ" جس کا صحیح معنی میں حساب ہوا اس کی خیر نہیں"۔ ہاں سرسری طور پر اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے موٹے موٹے سوالات کرے تو وہ بات علیحدہ ہے ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں بِالَّذِيْنَ ان کو هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا جو زیادہ لائق ہیں دوزخ میں داخل ہونے کے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿71﴾ ثُمَّ

اور نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر وہ وارد ہونے والا ہے اس دوزخ پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے ذمہ لازم طے شدہ۔ پھر

نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿72﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس دوزخ میں گھٹنوں کے بل۔ اور جس وقت تلاوت

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ

کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں واضح اور روشن کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں دونوں گروہوں

اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّاَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿73﴾ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ

میں سے کون سا بہتر ہے از روئے مقام کے اور کون اچھا ہے مجلس کے اعتبار سے۔ اور کتنی ہم نے ہلاک کی ہیں ان سے پہلے

مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا ﴿74﴾ قُلۡ مَنۡ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ

جماعتیں وہ بہت اچھی تھیں ساز وسامان کے لحاظ سے اور نمود ونمائش کے لحاظ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں جو شخص ہے گمراہی

فَلۡيَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا يُوۡعَدُوۡنَ اِمَّا

میں پس مدد دے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو مدد دینا یہاں تک کہ جب دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے

الۡعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضۡعَفُ جُنۡدًا ﴿75﴾

یا تو عذاب اور یا قیامت پس بتاکید وہ جان لیں گے کون برا ہے جگہ کے لحاظ سے اور کون زیادہ کمزور ہے لشکر کے لحاظ سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَارِدُهَا: اس سے گزرنے والا، حَتۡمًا: لازم، نَدِیًّا: محفل، رِءۡيًا: نمود ونمائش، فَلۡيَمۡدُدۡ: ڈھیل دے رہا ہے، مَدًّا: ڈھیل دینا، يُوۡعَدُوۡنَ: ان سے وعدہ کیا گیا ہے، فَسَيَعۡلَمُوۡنَ: پھر وہ عنقریب جان لیں گے، اَضۡعَفُ: زیادہ کمزور، جُنۡدًا: مددگار۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی کفار اور مشرکین کا اور ان کے عقائد باطلہ اور ان کو ملنے والی سزاؤں کا ذکر تھا۔ ان آیات میں بھی نافرمانوں کو ملنے والی سزاؤں کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: ہر شخص کو قیامت کے دن پل صراط پر سے گزرنا ہوگا:

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا اور نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر وہ وارد ہونے والا ہے اس دوزخ پر، بات اچھی طرح سمجھ لیں، قیامت حق ہے میدان محشر میں اکٹھا ہونا بھی حق ہے اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت کا قائم ہونا بھی حق ہے، ترازو پر نیکیوں کا تلنا بھی حق ہے، جس طرح یہ تمام چیزیں حق ہیں اسی طرح پل صراط بھی حق ہے، جہنم کے اوپر ایک پل ہے اس کو عبور کر کے جنت کی طرف جانا پڑے گا اس کو پل صراط کہتے ہیں

وُرُوۡدُ کا کیا مطلب ہے؟

وُرُوۡدُ کے متعلق تفاسیر میں بہت تفصیل ہے یہاں میں مختصراً عرض کرتا ہوں، اس کو جملہ قسمیہ بھی بناتے ہیں معنی ہوگا کہ قسم ہے تم میں سے کوئی نہیں مگر اس دوزخ میں وارد ہوگا۔ بظاہر یہاں قسم کا کوئی لفظ نہیں تو اس کو قسم کیوں قرار دیا؟ تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ واو عطف کا ہے اور اوپر تھا فَوَرَبِّكَ پس قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب کی۔ وہ ہے

جملہ قسمیہ اِس کا عطف اس پر ہے تو یہ بھی جملہ قسمیہ ہوا۔

اب یہاں ورود کا کیا مطلب ہے؟ تو معالم التنزیل، روح المعانی، مظہری وغیرہ تفسیروں میں بڑی بحث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب دوزخ میں سے ہو کر آئیں گے۔ یہ دونوں بزرگ ورود کا معنی دخول کرتے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ جو نیک ہوں گے ان کے لئے دوزخ کی آگ بَرْدًا وَّسَلٰمًا ہوگی دوسروں کے لئے آگ ہوگی۔

وہ قرینہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں فرعون کے بارے میں آتا ہے فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ کہ ان کو لے کر فرعون آگ میں داخل ہوگا تو یہاں ورد و بمعنی دخول کے ہے۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن میں آگے آئے گا "لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا" کہ اگر یہ الٰہ ہوتے تو دوزخ میں داخل نہ ہوتے تو معلوم ہوا کہ ورود کے معنی دخول کے ہیں۔

تیسرا قرینہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں ثُمَّ نُنَجِّي کا لفظ ہے پھر ہم نجات دیں گے۔ یہ لفظ چاہتا ہے کہ دخول تو ہوگا لیکن متقیوں کو نجات ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ اس میں دخول ہوگا۔

چوتھی دلیل وہ حدیث پیش کرتے ہیں مَا مِنْكُمْ مِنْ بِرٍّ وَّلَا فَاسِقٍ اِلَّا وَيُدْخِلُهَا کہ کوئی نیک اور فاسق تم میں سے نہیں مگر اس جہنم میں وہ داخل ہوگا۔

دوسری تفسیر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ورود بمعنی حضور کے ہے یعنی دوزخ ان کے سامنے موجود ہوگی۔ ان کی دلیل ہے کہ آگے آئے گا فَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ کہ جب موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر حاضر ہوئے۔ دوسری دلیل وہ پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ تو جب وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے تو ان کا دوزخ میں دخول کیسے ہوگا؟

اکثر مفسرین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یہاں ورود سے مراد عبور کرنا ہے۔ پل صراط پر سے جہنم کو عبور کریں گے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ هُوَ الرَّاجِحُ کہ یہی راجح ہے۔

کافر پُل صراط سے جہنم میں گریں گے اور مؤمن پُل صراط پار کر لیں گے:

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ذمہ لازم طے شدہ ہے، اس میں شک شبے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جس وقت وہاں سے گذریں گے ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہیں، کفر شرک سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں ان کو نجات ملے گی وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا اور ہم چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس دوزخ میں گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے ہوں گے جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں اوپر سے گھٹنوں کے بل گریں گے اور دوزخ میں جا پڑیں گے اور شعلوں میں جلتے رہیں گے

کافر مسلمانوں کی مجالس کا مذاق اڑاتے تھے:

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ ہماری آیتیں واضح اور روشن قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا ان لوگوں کو جو ایمان والے ہیں، کافر مومنوں کو کہتے ہیں اَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ خَيۡرٌ دونوں گروہوں میں سے کون سا بہتر ہے مَّقَامًا ازروئے مقام اور درجے کے وَّاَحۡسَنُ نَدِيًّا اور کون اچھا ہے مجلس کے لحاظ سے، کس کی مجلسیں بھری ہوئی ہیں مکہ مکرمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار فرمایا تو وہاں کافر ہی کافر تھے، کفر ہی کفر تھا لہذا ان کی مجلسیں بھری رہتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے انتہائی غریب لوگ تھے امیر لوگ بہت تھوڑے تھے۔ تو کفار نے غرور اور تکبر سے مسلمانوں کو کہا کہ مجلسیں ہماری بڑی اور امیر کبیر لوگوں والی ہیں یا تمہاری؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے لغو سوال کا اس طرح جواب دیا۔ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ اور کتنی ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے جماعتیں هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا وہ بہت اچھی تھیں ساز و سامان کے اعتبار سے اور نمود و نمائش کے اعتبار سے، بڑی شہرت والی نامی گرامی قومیں تھیں جن کو ہم نے تباہ کر دیا قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیں مَنۡ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ جو شخص ہے گمراہی میں فَلۡيَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا، فَلۡيَمۡدُدۡ امر ہے جس کا لفظی معنی ہے پس چاہیے کہ رحمان ان کو مدد دے مدد دینا لیکن خبر کے معنی میں ہے کہ ان کو رحمن مدد دے گا مدد دینا جو نافرمان ہیں ان کو بھی مال اولاد ملتی رہتی ہیں دنیا کی چیزیں کافروں کیلئے بھی ہیں۔ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوۡا مَا يُوۡعَدُوۡنَ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے اِمَّا الۡعَذَابَ یا تو دنیا میں ان پر عذاب آئے گا وَاِمَّا السَّاعَةَ اور یا قیامت تو قیامت تو ایک لازمی امر ہے۔ قیامت سے تو چھٹکارا نہیں ہے فَسَيَعۡلَمُوۡنَ پس بتاکید یہ جان لیں گے مَنۡ هُوَ شَرٌّ کون برا ہے مَّكَانًا جگہ کے لحاظ سے درجے کے لحاظ سے برے درجے والا کون ہے وَّاَضۡعَفُ جُنۡدًا اور کون زیادہ کمزور ہے لشکر کے لحاظ سے، اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ان کی دنیا کی کثرت کیا کرے گی، باقی مالی مدد تو اللہ تبارک و تعالیٰ کافروں کی بھی کرتا ہے۔

وَيَزِيۡدُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا هُدًى ؕ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ

اور زیادہ دیتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت قبول کی۔ ہدایت اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں

عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ مَّرَدًّا ﴿76﴾ اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ

تیرے رب کے ہاں بدلے کے لحاظ سے اور بہتر ہیں لوٹنے کی جگہ کے اعتبار سے۔ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا اس

كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوۡتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿77﴾ ؕ اَطَّلَعَ الۡغَيۡبَ

شخص کو جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہا البتہ میں ضرور دیا جاؤں گا مال اور اولاد۔ کیا اس نے غیب پر اطلاع پائی ہے

اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ﴿78﴾ كَلَّا ؕ سَنَكۡتُبُ مَا يَقُوۡلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ

یا اس نے کرلیا ہے رحمن کے ساتھ کوئی وعدہ۔ ہرگز نہیں بتاکید ہم لکھتے ہیں جو باتیں وہ کہتا ہے اور ہم بڑھائیں گے اس کیلئے

الۡعَذَابِ مَدًّا ﴿79﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوۡلُ وَيَاۡتِيۡنَا فَرۡدًا ﴿80﴾ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ

عذاب بڑھانا۔ اور ہم وارث ہوں گے اس چیز کے جو وہ کہتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔ اور بنا لئے ان لوگوں نے

اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوۡنُوۡا لَهُمۡ عِزًّا ﴿81﴾ كَلَّا ؕ سَيَكۡفُرُوۡنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے ورے معبود تاکہ ہو جائیں وہ ان کیلئے عزت کا ذریعہ۔ ہرگز نہیں عنقریب وہ انکار کریں گے

بِعِبَادَتِهِمۡ وَيَكُوۡنُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ ضِدًّا ﴿82﴾ ع ٥ ١٤ ٨

ان کی عبادت کا اور وہ ہو جائیں گے ان کے مخالف۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَرَدًّا: انجام، لَاُوۡتَيَنَّ: ضرور مجھے دیا جائے گا، اَطَّلَعَ: کیا وہ مطلع ہو گیا ہے، كَلَّا: ہرگز نہیں، نَمُدُّ: ہم بڑھائیں گے، نَرِثُهٗ: ہم مالک ہوں گے اس کے، فَرۡدًا: اکیلا، عِزًّا: عزت، بِعِبَادَتِهِمۡ: ان کی عبادت سے، يَكُوۡنُوۡنَ: وہ ہوں گے، ضِدًّا: مخالف، دشمن۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی کفار اور مشرکین کا دوبارہ زندہ ہونے، قیامت کے احوال اور مسلمانوں کی مجالس کے استہزاء کا جواب تھا۔ اب ان آیات میں بھی مشرکین کے نامعقول باتوں کے مدلل جوابات ہیں۔

تفسیری نکات: ہدایت یافتہ لوگوں کا احوال:

وَيَزِيۡدُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا هُدًى اور زیادہ دیتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت قبول کی جو ہدایت کے طالب ہیں دن بدن ان کو مزید سے مزید ہدایت نصیب ہوتی ہے ان کے ظاہر باطن کی اصلاح ہوتی ہے نیکیوں کی توفیق ملتی ہے برائیوں سے رکتے ہیں وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور باقی رہنے والی نیکیاں خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ اچھی اور بہتر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ہاں ثَوَابًا بدلے کے لحاظ سے وَّخَيۡرٌ مَّرَدًّا اور بہتر ہیں لوٹنے کی جگہ کے اعتبار سے۔

اَفَرَءَيۡتَ الَّذِيۡ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا کا شان نزول:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ تیر وغیرہ بنایا کرتے تھے۔ عاص بن وائل مکہ کے بڑے مالدار اور بڑے کافر نے اُن سے کام لیا حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اُس کا کام کرنے کے بعد عاص بن وائل سے معاوضے کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ

میں نہیں دیتا حتّٰی تکفر بمحمد جب تک تُو محمد ﷺ کا انکار نہ کردے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کا انکار نہیں کروں گا، چاہے قیامت آجائے۔ اس نے کہا کہ چلو پھر قیامت کے دن تیرا قرضہ دے دوں گا۔

عاص بن وائل کے استہزاء کا جواب:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا اس شخص کو كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا یعنی عاص بن وائل وَقَالَ اور کہا لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا البتہ میں ضرور دیا جاؤں گا مال بھی اولاد بھی۔ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ کیا اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے کہ آگے بھی اس کو مال اولاد ملے گی اور ایسے ہی اس کی چودھراہٹ اور سرداری ہوگی جیسے دنیا میں ہے اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یا کرلیا ہے اس نے رحمن کے ساتھ کوئی وعدہ کہ وہ وہاں بھی اس کافر کو مال دے گا اور اولاد دے گا یعنی رحمان نے اس کو کہا ہے کہ وہاں میں تجھے مال دوں گا اولاد دوں گا، كَلَّا ہرگز نہیں! نہ رحمان نے کسی کے ساتھ ایسا وعدہ کیا ہے اور نہ ان کی آرزوئیں پوری ہوں گی سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ بتاکید ہم لکھتے ہیں وہ باتیں جو وہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ خود نہیں لکھتا اس کے فرشتے لکھتے ہیں کراما کاتبین جو دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں وہ نیکیاں برائیاں لکھتے ہیں وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا اور ہم بڑھائیں گے اس کے لئے عذاب بڑھانا، دن بدن کافروں کیلئے عذاب بڑھتا جائے گا جیسے مومنوں کیلئے دن بدن خوشیوں اور لذتوں میں اضافہ ہوتا رہے گا کافروں کیلئے عذاب بڑھتا جائے گا وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ اور ہم وارث ہیں اس مال اولاد کے جو وہ کہتا ہے، یہ سب کچھ وہ چھوڑ کر جائے گا ساتھ نہیں لے جائے گا وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا، بیٹا بیٹی کوئی اس کے ساتھ نہیں جائے گا، حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں تیسری ساتھ رہتی ہے، مال میت کے ساتھ جاتا ہے برادری رشتہ دار ساتھ جاتے ہیں مال سے مراد چارپائی کھیس، کمبل ہے، فرمایا مال اور برادری واپس آجاتی ہے عمل ساتھ جاتا ہے چاہے نیک ہو یا برا ہو۔

مشرک جن کو پوجتے ہیں قیامت میں وہی ان کے مخالف ہوں گے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اور بنالیے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ورے معبود، حاجت روا، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر بنالئے ہیں۔ لِيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا تاکہ ہوجائیں وہ ان کے لیے عزت اور غلبے کا ذریعہ۔ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری حاجات پوری کرتے ہیں ہمارے مصائب دور کرتے ہیں كَلَّا ہرگز نہیں سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ بلکہ عنقریب وہ انکار کریں گے ان کی عبادت کا وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا اور وہ ہوجائیں گے ان کے مخالف۔ یہ لوگ جن کو کافر مشرک آج حاجت روا سمجھتے ہیں مددگار سمجھتے ہیں وہ کل ان کے مخالف ہوں گے اور وہ دو قسم کے ہوں گے، ایک تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ جیسے حضرت عزیر علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولی، امام، شہیدان کو بھی لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا حاجت روا، مشکل کشا سمجھا، فریادرس سمجھا، دستگیر بنایا تھا

یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم ان کی کارروائی سے بالکل بیزار ہیں ہمیں نہیں معلوم انہوں نے کن کی پوجا کی ہے، ہم نے ان کو اپنی پوجا کرنے کے لیے کبھی بھی نہیں کہا ہے۔ دوسرے وہ ہوں گے جنہوں نے واقعی لوگوں کو گمراہ کیا ہوگا وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ ہمارا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے ہم نے تو تمہیں صرف ترغیب دی تھی نہ مانتے، یہ اپنے سب سے بڑے لیڈر شیطان کے پاس جائیں گے کہ تم ہمارا کچھ کرو دنیا میں تو ہمیں بڑے سبز باغ دکھاتا تھا شیطان جواب میں کہے گا فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ پس نہ ملامت کرو تم مجھ کو اور ملامت کرو اپنی جانوں کو اور اس سے پہلے وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ (ابراہیم:۲۲) "میرا تمہارے اوپر کوئی زور نہیں تھا مگر میں نے تمہیں دعوت دی تم نے قبول کرلی"۔ نہ مانتے میں نے کوئی تمہارے گلے میں رسے ڈالے ہوئے تھے، شیطان بھی ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں ہوگا الٹا مخالف ہوگا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا ﴿83﴾ فَلَا

کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک ہم چھوڑ دیتے ہیں شیاطین کافروں پر وہ ابھارتے ہیں ان کو ابھارنا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم

تَعْجَلْ عَلَیْھِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمْ عَدًّا ﴿84﴾ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ

جلدی نہ کریں ان کے خلاف، پختہ بات ہے ہم ان کیلئے گنتی کرتے ہیں گنتی کرنا۔ جس دن ہم اکٹھا کریں گے پرہیز گاروں کو

اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿85﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وِرْدًا ﴿86﴾ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ

رحمن کی طرف وفد کی شکل میں۔ اور چلائیں گے ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے۔ نہیں مالک ہوں گے وہ شفاعت کے

اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ﴿87﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿88﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ

مگر وہ جس نے پکڑا ہے رحمن کے پاس سے وعدہ۔ اور کہا ان لوگوں نے ٹھہرالی ہے رحمن نے اولاد۔ البتہ تحقیق لائے ہو تم بڑی

شَیْئًا اِدًّا ﴿89﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا ﴿90﴾

بھاری بات۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اس بات کی وجہ سے اور ٹکڑے ہوجائے زمین اور گر جائیں پہاڑ گر جانا۔

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿91﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿92﴾

اس لئے کہ انہوں نے نسبت کی ہے رحمن کی طرف اولاد کی۔ اور نہیں ہے لائق رحمن کے لئے کہ ٹھہرائے اولاد۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَؤُزُّھُمْ: وہ اُبھارتے ہیں انہیں، اَزًّا: ابھارنا، فَلَا تَعْجَلْ: (پس) تو جلدی نہ کر، نَعُدُّ: ہم شمار کر رہے ہیں، عَدًّا: شمار کرنا، نَحْشُرُ: ہم جمع کریں گے، وَفْدًا: مہمانی، نَسُوْقُ: ہم ہانکیں گے، وِرْدًا: پیاسے، اِدًّا: بھاری، تَکَادُ: قریب ہے، یَتَفَطَّرْنَ: وہ پھٹ جائیں گے، تَنْشَقُّ: ٹکڑے ہوجائے گی، تَخِرُّ: گر پڑیں گے، ھَدًّا: گرنا، یَنْۢبَغِیْ: شایانِ شان نہیں ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی کفار و مشرکین اور ان کے عقائد باطلہ کا ذکر و تردید تھی۔ ان آیات میں بھی ان کے عقائد باطلہ اور شرک کی تردید ہے۔

تفسیری نکات: شیطان اور اس کے چیلے، برائی کے کاموں کی طرف رغبت دلاتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا اَنَّآ اَرْسَلْنَا بیشک ہم چھوڑ دیتے ہیں الشَّيٰطِيْنَ شیطانوں کو عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر تَؤُزُّهُمْ اَزًّا وہ ان کو برانگیختہ کرتے ہیں ابھارتے ہیں ابھارنا گناہوں کی طرف قولاً بھی اور فعلاً بھی مسلمانوں کے ذہن بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں، حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے گانے گاتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کی حرکتیں کرتے ہیں ٹی وی پر جو کچھ دیکھتے ہیں اسی کی نقالی کرتے ہیں بچوں کی عادت ہوتی ہے نقالی کرنے کی۔ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کے کفر اور بری حرکات کو دیکھ کر ان کے خلاف آپ جلدی نہ کریں بلکہ برداشت کریں کیونکہ ہم نے بھی ان کے خلاف پروگرام بنا رکھا ہے، اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا پختہ بات ہے ہم ان کیلئے گنتی کرتے ہیں گنتی کرنا، ان کے سال بھی گنتے ہیں مہینے بھی گنتے ہیں ہفتے اور دن بھی گنتے ہیں ان کے ایک ایک سانس کا ہمارے پاس حساب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کرتے رہیں۔ ان کے لئے مشقت برداشت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قیامت والے دن متقین اور مجرموں کی حالت زار:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ جس دن ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو اِلَى الرَّحْمٰنِ رحمن کی طرف جائیں گے اس کی عدالت میں وَفْدًا وفد کی شکل میں، عزت و اکرام کے ساتھ فرشتے ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے سلام کریں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گے

وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ورداً وارد کی جمع ہے، معنی ہے پیاسا، اور ہم مجرموں کو چلائیں گے جہنم کی طرف پیاسے، انتہائی پیاس ہو تو بندہ چل بھی نہیں سکتا فرشتے ان کو اس حالت میں چلا کر جہنم میں پھینکیں گے لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا نہیں مالک ہوں گے وہ شفاعت کے مخلوق میں کوئی بھی شفاعت کا مالک نہیں ہے مگر وہ جس نے پکڑا ہے رحمن کے پاس سے وعدہ۔ کافروں، مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور دیگر غیر مذہب اور لادینوں کے لیے کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اولاد و خاندان کی تہمت سے پاک ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا اور کہا ان کافروں نے کہ ٹھہرالی ہے رحمن نے اولاد، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد بنالی ہے، یہود نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں نصاریٰ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیٹے ہیں عام مشرکوں

نے کہا فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا البتہ تحقیق لائے ہو تم بھاری بات اور بہت ہی بری بات ہے اتنی بری بات ہے کہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ قریب ہے کہ اس بات کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ اور زمین شق ہو جائے وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اور گر جائیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اتنی بری بات ہے کہ اس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر کائنات کا سارا نظام ہی ختم فرما دے۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا اس لئے کہ انہوں نے رحمن کی طرف نسبت کی ہے اولاد کی وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اور نہیں ہے لائق رحمن کیلئے کہ وہ اولاد ٹھہرائے وہ اولاد سے پاک ہے اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ ماں ہے نہ بیٹی، اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک صاف اور مبرا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿93﴾ لَقَدْ

نہیں ہیں سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر آئیں گے رحمان کے پاس بندے ہو کر۔ البتہ تحقیق اس

اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿94﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو گھیر رکھا ہے اور شمار کر رکھا ہے۔ ان کو شمار کرنا اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت

فَرْدًا ﴿95﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿96﴾

کے دن اکیلے اکیلے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے عنقریب بنائے گا ان کیلئے دوستی۔ پس پختہ بات ہے

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ

ہم نے آسان کر دیا اس قرآن کو آپ ﷺ کی زبان میں تاکہ آپ ﷺ خوشخبری سنائیں اس کے ذریعے ڈرنے والوں کو

وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿97﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

اور ڈرائیں اس کے ذریعے ایسی قوم کو جو بہت جھگڑالو ہے اور کتنی ہم نے ہلاک کی ہیں ان سے پہلے جماعتیں کیا آپ ﷺ

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿98﴾ ع

محسوس کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی یا آپ ﷺ سنتے ہیں ان کے پاؤں کی آہٹ کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰتِي: حاضر ہونے والا، اَحْصٰىهُمْ: اس نے احاطہ کر رکھا ہے ان کا، عَدَّهُمْ: ان کو شمار کیا ہے، اٰتِيْهِ: اس کے پاس آنے والے، وُدًّا: محبت، يَسَّرْنٰهُ: ہم نے آسان کیا ہے اسے، بِلِسَانِكَ: آپ کی زبان میں، لِتُبَشِّرَ: تاکہ آپ خوشخبریاں سنائیں، لُدًّا: سخت جھگڑالو، تُحِسُّ: تو دیکھتا ہے، تَسْمَعُ: تو سنتا ہے، رِكْزًا: آواز۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین کے عقائد باطلہ کا رد تھا کہ یہ اللہ کے شریک بناتے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں سب مخلوق قیامت کے دن اللہ کے سامنے عاجزی اور بندگی کرتی ہوئی آئے گی۔

تفسیری نکات: آسمانوں اور زمین بلکہ کل کائنات کا بادشاہ اللہ ہے:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ نہیں ہیں سب کے سب جو آسمانوں میں ہیں وَالْاَرْضِ اور زمین میں ہیں اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا مگر آئیں گے رحمان کے پاس بندے ہو کر، عبد کا معنی بڑا عاجز اور بندگی کرنے والا، ساتوں آسمانوں میں فرشتے ہیں اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتے ان گنت اور بے شمار ہیں لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ البتہ تحقیق اس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو گھیر رکھا ہے قدرت کے لحاظ سے اس کی قدرت سے کوئی باہر نہیں ہے وَعَدَّهُمْ عَدًّا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے شمار کر رکھا ہے گنتی کے لحاظ سے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے نہ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی چیز باہر ہے وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس اکیلے اکیلے، یعنی ہر شخص کا حساب الگ الگ اور انفرادی ہوگا۔

نیک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ دوست ثابت ہوں گے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور صرف ایمان نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے اچھے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا بتاکید بنائے گا ان کیلئے رحمن دوستی، دوستی کا کیا معنی ہے؟ یہ معنی بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جو بندے مومن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ ان کی دوستی پیدا ہو جائے گی تو بڑی بات ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ اعمال میں بہتر عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کیلئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کیلئے کسی کے ساتھ بغض رکھنا یہ انسان کا بہترین عمل ہے، نیک بندوں کے ساتھ محبت اور برے سے اس کی برائی کی وجہ سے نفرت یہ ایمان کی واضح علامت ہے اور یہ معنی بھی ہے کہ ان مومنوں کی آپس میں دوستی ہوگی، پہلے یہ حدیث سن چکے ہو کہ اسی دوستی کے نتیجے میں اس دوزخی کے بارے میں جھگڑا کریں گے کہ جو کسی وجہ سے دوزخ میں چلا گیا کہ اے پروردگار! یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا اس پر مہربانی فرما، اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جاؤ۔

قرآن مومنین کے لیے خوش خبری سنانے والا ہے:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ پس پختہ بات ہے کہ ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی

زبان میں لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ تاکہ آپ ﷺ خوشخبری سنادیں اس کے ذریعے جو ڈرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کہ تمہارے لئے راحت ہی راحت ہے خوشی ہی خوشی ہے، مرتے وقت بھی قبر میں بھی، میدان محشر میں بھی، پل صراط پر بھی اور جنت میں بھی خوشی ہوگی اور اس لئے ہم نے قرآن پاک کو آپ ﷺ کی زبان میں آسان کیا ہے وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا لُدًّا اَلَدُّ کی جمع ہے، سورۃ البقرہ میں آتا ہے۔

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور وہ سخت جھگڑالو ہے"۔ تو آیت کا معنی ہوگا تاکہ آپ ﷺ اس قرآن کے ذریعے ڈرائیں ایسی قوم کو جو بہت جھگڑالو ہے عرب لوگ کافی سخت مزاج تھے اب بھی وہ فطرت ان میں چلی آرہی ہے۔

جو قومیں عذاب الٰہی سے ختم ہوئیں اب ان کا نام ونشان بھی نہیں:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِّنْ قَرْنٍ جماعتیں هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ کیا آپ ﷺ محسوس کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی، وہ جماعتیں وہ امتیں کہیں چلتی پھرتی تمہیں نظر آتی ہیں اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا رکز کے معنی پاؤں کی آہٹ یا آپ ﷺ سنتے ہیں ان کے پاؤں کی آہٹ کو کہ بات نہ کریں صرف چلیں اور پاؤں کی آہٹ سے معلوم ہو کہ ان میں سے کوئی چل رہا ہے۔ ایسے تباہ ہوئے کہ نہ ان کی چیخ کسی کو معلوم ہے اور نہ ہی وہ عذاب الٰہی سے کہیں بھاگ بھی سکے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے عذاب اور غضب سے بچائے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام طٰہٰ ہے۔ یہ سورت مکی ہے ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا بیسواں (۲۰) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا پینتالیسواں (۴۵) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چوالیس (۴۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کے آٹھ رکوع ہیں اور ایک سو پینتیس (۱۳۵) آیات ہیں۔ اس سورت کا نام طٰہٰ ہے جو آپ ﷺ کا نام مبارک بھی ہے۔ نیز علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس سورت کا ایک نام "سورۂ کلیم" بھی بتایا ہے اس لیے کہ اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا تفصیلی تذکرہ شروع میں ہی موجود ہے۔

طٰہٰ کے متعلق اہم بحث:

اس سورت کا نام طٰہٰ ہے۔ طٰہٰ کے متعلق بہت سی باتیں کہی گئی ہیں، میں آسان اور مختصر عرض کر دیتا ہوں۔

① ۔ ھی من اسماء اللہ تعالیٰ طاء سے طیب اور ہا سے ہادی مراد ہے۔

② ۔ طٰہٰ کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یہاں حرف یا محذوف ہے اصل میں تھا یاطٰہٰ۔

③ ۔ یہ طا امر کا صیغہ ہے اور ھا ضمیر زمین کی طرف راجع ہے۔ طا کے معنی کچلنا تو طٰہٰ کے معنی ہوں گے، زمین کو کچل دو۔ آپ ﷺ جب تہجد پڑھتے تھے تو ایک پاؤں کو تھکاوٹ کی وجہ سے اٹھا لیتے تھے اور ایک پاؤں کو زمین پر رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا طٰہٰ کچل دیں اس زمین کو یعنی آپ ﷺ دونوں پاؤں مبارک زمین پر رکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰهٰ ۚ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً

طٰہٰ۔ نہیں اتارا ہم نے آپ ﷺ پر قرآن کریم تاکہ آپ ﷺ مشقت میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر نصیحت ہے اس شخص کے

لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ؕ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ

لئے جو خوف کرے۔ یہ قرآن اتارا ہوا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور آسمانوں کو جو بلند ہیں۔ وہ رحمٰن ہے

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا

عرش پر قائم اور مستوی ہے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے

بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ

درمیان ہے اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز کے ساتھ بات کریں گے بیشک وہ جانتا ہے

وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝

مخفی بات کو۔ اور اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو اللہ ہی ہے نہیں ہے کوئی الہ مگر وہی ، اسی کے لئے نام ہیں اچھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طٰہٰ: اس کا معنی اللہ کو معلوم ہے، لِتَشْقٰٓى: کہ آپ تکلیف اٹھائیں، تَذْكِرَةً: نصیحت، يَّخْشٰى: (جو) ڈرتا ہے، اَلْعُلٰى: بلند، اَلثَّرٰى: نیچے کی زمین، اَلسِّرَّ: خفی، اَخْفٰى: زیادہ پوشیدہ۔

ربط:

اس سے پہلی سورت یعنی سورۂ مریم علیہا السلام کے آخر میں بھی توحید کا ذکر تھا ''اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا'' اور سورۂ طٰہٰ کے آغاز سورت میں بھی توحید کا ذکر ہے۔ یہ ربط بھی ہے کہ اس سے پہلی سورت یعنی سورۂ مریم علیہا السلام کے آخر میں قرآن کا ذکر تھا فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ اور سورۂ طٰہٰ کے آغاز میں بھی قرآن پاک کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی آمیز کلمات:

طٰهٰ ۝ اے طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ نہیں اتارا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن لِتَشْقٰٓى تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشقت میں مبتلا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت میں مبتلا کرنے کے لئے قرآن نہیں نازل کیا اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى مگر نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو خوف کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے۔ تَنْزِيْلًا یہ قرآن اتارا گیا ہے مِّمَّنْ اس ذات کی طرف سے خَلَقَ الْاَرْضَ جس نے پیدا کیا زمین کو وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى، اَلْعُلٰى کی جمع ہے بمعنی بلند۔ معنی ہوگا پیدا کیا آسمانوں کو جو بلند ہیں۔ یہ سات آسمان ہیں اور ہر آسمان پہلے سے بلند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے یعنی اگر کوئی پیدل چلے تو پانچ سو سال میں زمین سے آسمان تک پہنچے گا پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک دوسرے سے تیسرے آسمان تک تیسرے سے چوتھے آسمان تک اتنی ہی مسافت ہے پھر پانچویں اور چھٹے تک اتنی ہی مسافت ہے۔ اور پھر چھٹے سے ساتویں آسمان تک بھی پانچسو سال کی مسافت ہے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک عرش پر کیسے قائم ہے؟:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى وہ رحمن ہے عرش پر قائم ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ چار بڑے اماموں میں سے ایک ہیں بزرگ محدث اور فقیہ تھے ان سے ان کے شاگردوں نے سوال کیا کہ حضرت استوی علی العرش کی کیا کیفیت ہوگی یا ہم کیسے سمجھیں؟ حضرت نے فرمایا اَلْاِيْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَكَيْفِيَّتُهٗ مَجْهُوْلَةٌ وَالسُّوَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ اس آیت پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے اس کے متعلق بحث کرنا بدعت ہے جو چیز سمجھ نہ آئے خواہ

مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑو اور مسئلہ سمجھو کہ ایک عقیدہ ہم نے یہ رکھنا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہے اور اس کے ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھنا ہے اللہ ہمارے ساتھ بھی ہے۔ سورۃ حدید آیت نمبر (۴) میں ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔ اور ساتھ بھی کیسا؟ سورۃ ق آیت نمبر (۱۶) میں ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور ہم زیادہ قریب ہیں اس سے رگ جان سے۔ تو دونوں عقیدے رکھنے ہیں عرش پر قائم بھی ہے اور ہمارے ساتھ بھی موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں کیفیت کا مکلف نہیں بنایا کہ تم اس کیفیت کے ساتھ مانو۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا وہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی متصرف ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے، جو کچھ خلا میں، فضا میں ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے۔ زمین کے نیچے سمندر ہے زمین سمندر پر ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ اور اے مخاطب اگر آپ بلند آواز کے ساتھ بات کریں گے۔ جہر کا معنی اونچی قول کا معنی بات فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے مخفی بات کو وَاَخْفٰى اور اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ ہی ہے نہیں ہے کوئی الہ مگر وہی، اس کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی مسجود نہیں جس کو سجدہ کیا جائے کوئی نذرونیاز کے لائق نہیں ہے کہ اس کی نذر دی جائے کوئی حاجت روا نہیں ہے کوئی مشکل کشا فریادرس نہیں ہے کوئی دستگیر نہیں ہے مگر صرف اللہ تعالیٰ ہے یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ اور کلمے کا پہلا جز ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اسی کے نام ہیں اچھے۔ ننانوے نام مشہور ہیں عموماً قرآن کریم اور دیگر کتابوں کے ساتھ لکھے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہر نام میں برکت ہے اور تقریباً پانچ ہزار نام ہیں اللہ تعالیٰ کے جو آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں نازل ہوئے ہیں لفظ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے باقی صفاتی ہیں۔ جیسے رحمن، رحیم، کریم، جبار، قہار، رزاق، فتاح، بدیع وغیرہ، جس نام کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کو پکارو ہر نام کی برکت ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

اور کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی خبر۔ جس وقت دیکھی موسیٰ علیہ السلام نے آگ پس فرمایا اپنے گھر والوں کو تم ٹھہرو

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ

بیشک میں نے محسوس کی ہے آگ شاید کہ لاؤں میں تمہارے پاس اس آگ سے کوئی شعلہ سلگا کر یا میں پاؤں آگ کے پاس

هُدًى ۞10 فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۞11 اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ

کوئی راہنمائی۔ پس جس وقت آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس آواز دی گئی ان کو اے موسیٰ علیہ السلام۔ میں آپ کا رب ہوں پس اتار

نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۞12 وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ

دیں اپنے جوتے آپ ایسے میدان میں ہیں جو پاک ہے طوی اس کا نام ہے۔ اور میں نے آپ کو چن لیا ہے پس آپ کان

لِمَا يُوۡحٰى ﴿13﴾ اِنَّنِيۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِىۡ ۙ

لگائیں اس چیز کی طرف جو وحی کی جاتی ہے۔ بیشک میں اللہ ہوں نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف میں ہی۔ پس میری عبادت کرو

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ ﴿14﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ

اور قائم کرو نماز میری یاد کے لئے۔ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اس کو مخفی رکھوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو

بِمَا تَسۡعٰى ﴿15﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ

جو اس نے کوشش کی ہے۔ پس ہر گز نہ روکیں آپ کو اس قیامت سے، وہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں لاتے اور پیروی کی اپنی

هَوٰٮهُ فَتَرۡدٰى ﴿16﴾

خواہش کی پس تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتٰىكَ: آپ کے پاس پہنچی ہے، اُمۡكُثُوۡۤا: ٹھہرو، اٰنَسۡتُ: میں نے دیکھی ہے، اٰتِيۡكُمۡ: میں تمہارے پاس لاؤں، بِقَبَسٍ: شعلہ، نُوۡدِىَ: آواز دی گئی، فَاخۡلَعۡ: (پس) تم اتارو، نَعۡلَيۡكَ: اپنے جوتے، اَلۡمُقَدَّسِ: مقدس، طُوًى: یہ وادی کا نام ہے، اِخۡتَرۡتُكَ: میں نے آپ کو منتخب کیا ہے، فَاسۡتَمِعۡ: (پس) تم سنو، فَاعۡبُدۡنِىۡ: (پس) تم میری ہی عبادت کرو، اَكَادُ: قریب ہے کہ میں، اُخۡفِيۡهَا: پوشیدہ رکھوں گا اُسے، لِتُجۡزٰى: تاکہ بدلہ دیا جائے، فَلَا يَصُدَّنَّكَ: (پس) آپ کو نہ روکے، فَتَرۡدٰى: پس تو بھی ہلاک ہو جائے گا۔

ربط:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ربط بیان کرتے ہیں کہ سابقہ آیات میں قرآن کا ذکر تھا کہ یہ قرآن ہم نے اس لئے نہیں اتارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو مشقت میں ڈالیں۔ وہ مشقت یہ کہ یہ لوگ کیوں نہیں مانتے اور آپ سورۃ کہف میں پڑھ چکے ہیں "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمۡ" تو آگے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دیکھے موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون اور اس کی قوم کے سامنے حق بیان کیا تو اس وقت بھی نبی کی بات کا انکار کرنے والے تھے فرعون اور اس کی قوم نے نہیں مانا۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ:

وَهَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ہے موسیٰ علیہ السلام کی خبر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ جوان ہوئے تو ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک اسرائیلی اور فرعونی لڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرعونی کو سمجھانے کی کوشش کی اور اسی بیچ بچاؤ کرانے میں ایک مکّہ اس فرعونی کو لگ گیا اور وہ مر گیا۔ دوسرے دن آپ نے دیکھا کہ وہ اسرائیلی پھر کسی فرعونی سے لڑ رہا ہے۔ آپ نے اس اسرائیلی سے کہا مجھے تو بھی کوئی شرارتی آدمی لگتا ہے وہ بول اٹھا

کہ اے موسیٰ علیہ السلام کل آپ نے فرعونی کو مارا ہے آج مجھے مار دینا چاہتے ہو۔ راز فاش ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مشورے فرعون کے دربار میں شروع ہو گئے۔ آپ ایک بندہ مومن کے کہنے پر مصر سے نکل کر مدین چلے گئے وہاں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بڑی بیٹی صفورہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ ان سے بچے بھی ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے وہاں دس سال گذارے۔ دس سال بعد اپنے سُسر حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر بیوی بچوں سمیت مصر کی طرف روانہ ہوئے رات کا وقت تھا اس کا ذکر ہے اِذۡ رَاٰ نَارًا جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی آگ مدین سے مصر کی طرف واپسی کے موقع پر رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا اور بیوی کے ہاں ولادت قریب تھی فَقَالَ لِاَهۡلِهِ پس فرمایا اپنے گھر والوں کو بیوی تھی ایک بچہ بھی تھا اور خادم بھی تھا امۡكُثُوۡۤا تم ٹھہرو اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا بیشک میں نے محسوس کی ہے آگ کہ فلاں جگہ آگ جل رہی ہے میں وہاں جاتا ہوں لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ شاید کہ میں لاؤں تمہارے لئے اس آگ سے کوئی شعلہ سلگا کر اور سورۃ القصص آیت نمبر (٢٩) میں ہے۔

"لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ" تا کہ تم آگ سیک سکو۔ تو معلوم ہوا کہ کچھ سردی بھی تھی اندھیرا بھی تھا اور بیوی کو بھی ضرورت تھی اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى یا پاؤں میں آگ کے پاس کوئی راہنمائی۔ یعنی وہاں آگ کے پاس کوئی ہوگا ہی تو اس سے راستہ پوچھ کر آؤں گا۔ کیونکہ راستہ بھی بھول چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمانا:

فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا پس جس وقت آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى آواز دی گئی اے موسیٰ علیہ السلام وہ دنیا کی حسی آگ نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی تھی جو آگ کی شکل میں نظر آ رہی تھی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ بیشک میں آپ کا رب ہوں آپ کے ساتھ جو گفتگو کر رہا ہوں میں آپ کا رب ہوں فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ پس اتار دیں اپنے جوتے مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ گدھے کے چمڑے کا جوتا تھا اور اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جوتا کیوں اتاریں اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى بیشک آپ ایسے میدان میں ہیں جو پاکیزہ ہے اور اس کا نام طوی ہے۔

وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ اور میں نے آپ کو چن لیا ہے اس مقام پر اب نبوت مل رہی ہے تیس سال مصر میں رہے اور دس سال مدین میں چالیس سال پورے ہو گئے چالیس سال کے بعد نبوت ملی فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى اسماع کا معنی ہے کان لگانا آپ کو کہنا چاہتا ہوں اس کی طرف توجہ کریں غور کریں پہلی بات تو یہ ہے اِنَّنِىۡۤ اَنَا اللّٰهُ بیشک میں جو آپ کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں میں اللہ جل جلالہ ہوں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا کوئی نہیں ہے معبود میرے سوا عبادت کے لائق، میرے علاوہ کوئی نہیں ہے فَاعۡبُدۡنِىۡ پس میری عبادت کرو اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو یہی سبق دیا کہ اپنی قوم سے کہو عبادت صرف میری کرو وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ اور نماز قائم کرو میری یاد کے لئے نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ بیشک قیامت آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا بنیادی عقیدہ بھی بتلایا اَکَادُ اُخْفِیْهَا قریب ہے کہ میں اس قیامت کو مخفی رکھوں قیامت کے قائم ہونے کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا یہ آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کب برپا ہوگی قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ (اعراف ١٨٧) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اس کا علم میرے رب کے پاس ہے اس کو وہ اس وقت پر ہی ظاہر فرمائے گا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو جس کی اس نے کوشش کی ہے فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا پس ہرگز نہ روکے اے موسیٰ علیہ السلام آپ کو قیامت سے مَنْ وہ شخص لَّا یُؤْمِنُ بِهَا جو ایمان نہیں لاتا قیامت پر۔ ایسے لوگ مختلف قسم کے شکوک وشبہات اور وساوس پیدا کریں تو ہرگز نہ رکنا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور اس نے پیروی کی اپنی خواہش کی فَتَرْدٰی پس تم ہلاک ہو جاؤ گے اگر اس کی بات مان لو گے جو قیامت کا انکار کرتا ہے اس نے تو ہلاک ہونا ہی ہے اگر بالفرض آپ بھی ایسا کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی ﴿17﴾ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا

اور یہ کیا ہے آپ کے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام۔ عرض کیا یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں

وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ﴿18﴾ قَالَ

اس لاٹھی کے ذریعے اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس لاٹھی میں اور ضروریات بھی ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس

اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی ﴿19﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ﴿20﴾ قَالَ خُذْهَا

لاٹھی کو ڈال دیں اے موسیٰ علیہ السلام۔ پس ڈال دی موسیٰ علیہ السلام نے پس اچانک وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑو

وَلَا تَخَفْ ۗ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ﴿21﴾ وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ

اور خوف نہ کرو بتاکید ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی حالت میں۔ اور ملالیں اپنے ہاتھ کو اپنے بازو کے ساتھ نکلے گا سفید بغیر

مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ﴿22﴾ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی ﴿23﴾ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ

کسی تکلیف کے یہ دوسری نشانی ہے۔ تاکہ ہم آپ کو دکھائیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ۔ جائیں آپ فرعون کی طرف

اِنَّهٗ طَغٰی ﴿24﴾ ع

بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِیَمِیْنِكَ: آپ کے دائیں ہاتھ میں، عَصَایَ: میری لاٹھی، اَتَوَكَّؤُا: میں ٹیک لگاتا ہوں، اَهُشُّ: میں جھاڑتا

ہوں، غَنَمِیْ: اپنی بکریاں، مَاٰرِبُ: کام، اَلْقِهَا: اُسے ڈال دے، حَیَّةٌ: سانپ، سَنُعِیْدُهَا: ہم ابھی لوٹاتے ہیں اسے، سِیْرَتَهَا: اس کی حالت، اَلْاُوْلٰی: پہلی، اُضْمُمْ: ملا، لِنُرِیَكَ: تاکہ ہم دکھائیں آپ کو، الْكُبْرٰی: بڑی، طَغٰی: اس نے سرکشی کی ہے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ وادی مقدس میں انہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت سے نوازا۔ اب ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے گئے دو بڑے معجزوں عصاء اور ید بیضا کے عطاء کرنے کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات کا عطا کیا جانا:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى اور یہ کیا ہے آپ کے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام ایک موٹی اور مضبوط لاٹھی جو ہر وقت موسیٰ علیہ السلام کے پاس رہتی تھی وہ اس وقت دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا هِیَ عَصَایَ یہ میری لاٹھی ہے اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا میں اس لاٹھی پر ٹیک لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ ، وَاَهُشُّ کے معنی ہیں درختوں سے پتے جھاڑنا اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس لاٹھی کے ذریعے اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کافی عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بھیڑ بکریوں کو چراتے رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر اس نے بکریاں ضرور چرائی ہیں وَلِیَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى اور میرے لئے اس لاٹھی میں اور ضروریات بھی ہیں۔

لاٹھی کا سانپ بن جانا:

تو فرمایا اس لاٹھی میں میرے لئے کئی فائدے ہیں قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام اس لاٹھی کو ڈال دیں زمین پر فَاَلْقٰهَا پس موسیٰ علیہ السلام نے وہ لاٹھی زمین پر ڈال دی فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى پس اچانک وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ اس مقام پر حَیَّةٌ کا لفظ آیا ہے اور سورۃ القصص آیت نمبر (۳۱) میں ہے كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ گویا کہ وہ باریک سانپ تھا پیٹھ پھیری اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اور سورۃ الشعراء آیت نمبر (۳۲) میں ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ کا لفظ آیا ہے اژدھا بڑا سانپ اور یہاں مطلق سانپ کا لفظ آیا ہے تینوں میں فرق ہے باریک سانپ عام سانپ اور اژدھا۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ مفسرین کرام رحمہم اللہ ان میں تطبیق دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب وادی طوی میں لاٹھی ڈالی تو باریک سانپ تھا اور فرعون کے دربار میں جب لاٹھی ڈالی تو وہاں اژدھا بن گیا تھا، تو جگہ علیحدہ علیحدہ ہے، موقع الگ الگ ہے، دوسری بات یہ فرماتے ہیں اژدھا بڑا اور وزنی ہوتا ہے اور بھاری چیز میں حرکت اور تیزی نہیں ہوتی لیکن فرمایا کہ یہ موٹا ہونے کے باوجود تیز دوڑتا تھا، جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ سانپ دوڑ رہا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے دوسری طرف دوڑ لگا دی۔ قَالَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا خُذْهَا اے موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ لیں وَلَا تَخَفْ اور خوف نہ

کریں اس سے۔ یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ موذی چیزوں سے طبعاً خوف کرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مل چکی ہے اور نبی سے زیادہ مضبوط ایمان کس کا ہو سکتا ہے؟ تو موذی چیز سمجھ کر دوڑنا شروع کر دیا خوفزدہ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اس کو پکڑ لیں خوف نہ کریں، لہذا طبعاً کتے سے ڈرنا، سانپ سے ڈرنا، شیر سے ڈرنا، ڈاکو چور وغیرہ سے ڈرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى بتاکید ہم لوٹا دیں گے اس سانپ کو اس کی پہلی حالت کی طرف، پہلی حالت لاٹھی تھی لاٹھی بن جائے گی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سانپ پر ہاتھ رکھا وہ لاٹھی بن گئی۔

ید بیضا کا معجزہ:

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ اور ملا لیں اپنے ہاتھ کو اپنے بازو کے ساتھ اپنے گریبان میں ڈال کر تَخْرُجْ بَيْضَآءَ نکلے گا سفید مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے، نہ اس میں سوزش ہوگی، نہ جلن ہوگی، نہ حرارت ہوگی اٰيَةً اُخْرٰى یہ دوسری نشانی ہے۔ یہ دو نشانیاں یہ دو معجزے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وادی طوی میں عطا فرمائے جب نبوت عطا فرمائی ساتھ ہی یہ معجزے عطا فرما دیئے لِنُرِيَكَ تاکہ ہم آپ کو دکھائیں مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى اپنی بڑی نشانیوں میں سے کچھ، یہ مِن تبعیضیہ ہے جس کا معنی ہے "کچھ" فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى جائیں فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿25﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿26﴾ وَاحْلُلْ

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب کھول دے میرے لئے میرا سینہ۔ اور آسان کر دے میرے لئے میرا معاملہ۔ اور کھول

عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿27﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿28﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿29﴾

دے گرہ میری زبان کی۔ تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں۔ اور بنا دے میرے لئے وزیر میرے گھر کے افراد سے۔

هٰرُوْنَ اَخِيْ ﴿30﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿31﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿32﴾

ہارون علیہ السلام کو میرا بھائی ہے۔ مضبوط کر دے اُن کے ذریعے میری کمر کو۔ اور شریک کر دے اُن کو میرے معاملے میں۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿33﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿34﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿35﴾ قَالَ

تاکہ ہم آپ کی تسبیح بیان کریں کثرت سے۔ اور ذکر کریں آپ کا کثرت سے۔ بیشک آپ ہم کو دیکھنے والے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿36﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿37﴾ اِذْ

نے تحقیق آپ کو دیدی گئی آپ کی مانگی ہوئی چیز اے موسیٰ علیہ السلام۔ اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا ایک مرتبہ اور بھی۔ جس وقت

اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿38﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی طرف۔ جو آگے وحی کی جا رہی ہے۔ یہ کہ آپ اس کو ڈال دیں صندوق میں۔ ڈال دیں اس

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ

صندوق کو بحر قلزم میں پس ڈال دے گا سمندر اس صندوق کو کنارے پر۔ پکڑے گا اس کو میرا دشمن اور اس کا دشمن اور ڈال دی

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ

میں نے آپ پر محبت اپنی طرف سے اور تا کہ آپ کی تربیت کی جائے میری آنکھوں کے سامنے۔ جب چل رہی تھی آپ کی بہن

فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ

پھر اس نے کہا کیا میں تمہاری راہنمائی کروں اس پر جو اس کی کفالت کرے پس ہم نے لوٹا دیا آپ کو آپ کی والدہ

كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

کی طرف تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِشْرَحْ: کھول دے، صَدْرِيْ: میرا سینہ، يَسِّرْ: آسان کر، اُحْلُلْ: کھول دے، لِسَانِيْ: میری زبان، يَفْقَهُوْا: کہ وہ سمجھیں، قَوْلِيْ: میری بات، وَزِيْرًا: معاون، اَزْرِيْ: میری قوت، اَشْرِكْهُ: شریک کر دیجیے اسے، كَيْ: تا کہ، نُسَبِّحَكَ: ہم آپ کی تسبیح بیان کریں، نَذْكُرَكَ: ہم آپ کا ذکر کریں، اُوْتِيْتَ: آپ کو دیا گیا، سُؤْلَكَ: آپ کی درخواست، مَنَنَّا: ہم نے احسان کیا، اِقْذِفِيْهِ: اسے رکھ دے، فَلْيُلْقِهِ: وہ ڈال دے گا اسے، بِالسَّاحِلِ: کنارے پر، يَأْخُذْهُ: پکڑے گا اسے، اَلْقَيْتُ: میں نے ڈال دی، مَحَبَّةً: محبت، لِتُصْنَعَ: تا کہ تم پرورش پاؤ، عَيْنِيْ: میری نگرانی میں، تَمْشِيْ: چلتی تھی، اُخْتُكَ: آپ کی بہن، اَدُلُّكُمْ: میں تمہیں بتاؤں، يَكْفُلُهُ: اس کی کفالت کرے، فَرَجَعْنٰكَ: ہم نے آپ کو لوٹا دیا، تَقَرَّ: ٹھنڈی ہوں، عَيْنُهَا: اس کی آنکھیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور معجزات عطا فرمائے۔ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے جو دعائیں کی ان کا تذکرہ ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی اپنے معاون نبی بنانے کی دعا کی جو قبول کی گئی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے بچپن کے واقعات بھی بتلائے کہ اس وقت بھی ہمارا تمہارے اوپر کرم اور احسان تھا۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں:

قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ اے میرے رب کھول دے میرا سینہ، فرعون بڑا ظالم، جابر اور موذی ہے، اپنی چلانے والا اور کسی کی نہ سننے والا، تو ایسے آدمی کے مقابلے میں جانے کیلئے بڑا وسیع دل اور حوصلہ چاہیے اے پروردگار! میرا سینہ کھول دے وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور میرے لئے معاملہ آسان کر دے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ

اور کھول دے گرہ میرے زبان کی یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھیں وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ اور بنادے میرے لئے وزیر میرے گھر کے افراد میں سے، وزیر کا معنی ہوتا ہے بوجھ اٹھانے والا وَزِیْرًا کا معنی بوجھ ہے، میرا معاون بنادے میرا بوجھ کچھ وہ بھی اٹھائے اور بنا بھی میرے گھر کے افراد سے وہ کون ہے؟ هٰرُوْنَ اَخِی ہارون علیہ السلام جو میرے بھائی ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے اور ان کی زبان بڑی صاف شستہ تھی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ مضبوط کردے ان کے ذریعے میری کمر کو میرا معاون بنا کر ہم دونوں بھائی آپ کے دین کی خدمت کریں گے تبلیغ کریں گے وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ اور شریک کردے اس کو میرے معاملے میں، مجھے نبوت عطا فرمائی ہے اس کو بھی نبوت عطا فرما کَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا تاکہ ہم آپ کی پاکی بیان کریں کثرت سے وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا اور آپ کا ذکر کریں کثرت سے اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا بیشک آپ ہمیں دیکھنے والے ہیں قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ آپ کو دی دی گئی آپ کی مانگی ہوئی چیز سینہ کھول دیا اس میں کسی مخلوق کی ہیبت نہیں رہے گی اور آپ کا معاملہ ہم نے آسان کردیا باوجود مشکل ہونے کے اور آپ کی زبان کو ہم نے صاف کردیا، اور چوتھا مطالبہ تھا کہ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا معاون بنا دے ہم نے ان کو آپ کا معاون بنادیا ہے، آپ کے مطالبات مسئولات یعنی سوال کی ہوئی چیزیں سب آپ کو مل گئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچپن کے واقعات کا بتانا:

یٰمُوْسٰی اے موسیٰ علیہ السلام وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤی اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا آپ پر ایک مرتبہ اور بھی، مرۃ، کا معنی مرتبہ اور اخری کا معنی دوسرا، وہ دوسرا احسان کیا ہے؟ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ جس وقت ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی طرف، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوخابدہ تھا رحمۃ اللہ علیہا، ہمارے یہاں اردو والے اس کو بگاڑ کر یوکابد لکھ دیتے ہیں بڑی نیک پارسا بی بی تھیں جلیل القدر پیغمبر کی والدہ ہیں، یہ بات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہونے والی تھی کہ کسی ماہر نجومی نے خبر دی کہ ان تین سالوں میں بنی اسرائیلیوں کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی حکومت کی تباہی کا سبب بنے گا۔ فرعون نے آرڈر جاری کردیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے گھرانے ہیں ان کی چھان بین کرو کہ کون سی عورت حاملہ ہے اور کون سی غیر حاملہ ہے۔ مردوں اور عورتوں کی پولیس کے پہرے بٹھادیئے گئے اور یہ بات بھی آپ اس سے قبل پڑھ چکے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تین سالوں میں بارہ ہزار بچے قتل ہوئے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۴۹ میں ہے یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ”وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔“ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ امید سے ہوئیں۔

پیدائش کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا میں ڈالا جانا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ان کی ولادت کے وقت پریشان ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اس کا

ذکر ہے اِذۡ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ جس وقت ہم نے وحی کی آپ کی والدہ کی طرف مَا يُوۡحٰٓى وہ جو آگے وحی کی جارہی ہے آنے والے الفاظ کی وحی ہم نے کی اَنِ اقۡذِفِيۡهِ فِى التَّابُوۡتِ یہ کہ آپ اس کو ڈال دیں ایک صندوق میں لکڑی کا ایک صندوق بنائیں نیچے روئی وغیرہ رکھ کر ان کو صندوق میں رکھ کر قریب ہی ان کے بحرِ قلزم بہتا تھا فَاقۡذِفِيۡهِ فِى الۡيَمِّ پس ڈال دیں اس کو بحرِ قلزم میں اور سورۃ قصص آیت نمبر (۷) میں ہے وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اور نہ خوف کھائیں اور نہ غمگین ہوں بیشک ہم اس کو لوٹا دیں گے آپ کی طرف درمیان میں کچھ گھنٹوں کا وقفہ ہوگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم رسولوں میں سے بنائیں گے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق میں نیچے روئی وغیرہ رکھ کر اوپر موسیٰ علیہ السلام کو لٹا کر اندھیرے میں بحرِ قلزم میں ڈال دیا فَلۡيُلۡقِهِ الۡيَمُّ بِالسَّاحِلِ پس ڈال دے گا بحرِ قلزم اس کو کنارے پر۔ سورۃ قصص میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کلثوم رضی اللہ عنہا کو کہا کہ اس کا سراغ لگاؤ دیکھو یہ صندوق کہاں جاتا ہے آٹھ دس سال کی بڑی سمجھ دار بچی تھیں وہ بھی دریا کے کنارے پر صندوق کے ساتھ چل رہی تھیں۔ کبھی صندوق کی طرف دیکھ لیتی تھیں اور کبھی دوسری طرف تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو کہ یہ بچی اس صندوق کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ وہ صندوق فرعون کے محل کے قریب پہنچا تو تفاسیر میں بیان مختلف ہے کہ وہاں مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے تھے یا کچھ لوگ وہاں کنارے پر نہا رہے تھے۔ بہر حال انہوں نے وہ صندوق نکالا اور فرعون کے دربار میں پہنچا دیا۔ فرعون نے کہا اس بچے کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ بی بی آسیہ بنت مزاحم علیہا السلام مضبوط تھیں کہنے لگیں لَا تَقۡتُلُوۡهُ ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّنۡفَعَنَآ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (قصص ۹) اس کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم بنالیں اس کو بیٹا۔ اب جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ بچے کو قتل نہیں کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانا شروع کیا کسی کا دودھ نہ پیا گائے بھینس کا منگوایا نہ پیا بکری کا منگوایا نہ پیا محلے کی عورتیں طلب کیں کسی کا دودھ نہ پیا۔ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۲) میں ہے وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ اور ہم نے تکوینی طور پر حرام قرار دے دیا روک دیا موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیوں کو اس سے پہلے۔ کسی کا دودھ نہ پیا تو محل والے سب بڑے پریشان ہوئے سرکاری فیصلہ ہو چکا ہے قتل نہیں کرنا اور بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا اب کیا کریں اس وقت وہاں بہت سے لوگ مرد اور عورتیں اکٹھے تھے موسیٰ علیہ السلام کی بہن بھی ان میں شامل ہو گئی تھیں وہ بولی کہ ہمارے محلے میں ایک عورت ہے اس کا دودھ پلا کے دیکھو شاید اس کا دودھ پی لے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اپنی والدہ کے پاس آجانا:

چنانچہ اس بچی کے ساتھ آدمی بھیجے گئے فوراً وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلا کر لائے والدہ آئیں موسیٰ علیہ السلام کو چھاتی کے ساتھ لگایا تو انہوں نے دودھ پینا شروع کر دیا خوشی ہوئی کہ مسئلہ حل ہو گیا فرعون نے کہا بی بی ہم آپ کو کمرہ دیں گے اور وظیفہ بھی مقرر کرتے ہیں تم یہاں رہو اور بچے کی پرورش کرو وہ کہنے لگیں کہ میرا گھر ہے بچے ہیں میں یہاں کیسے رہ سکتی ہوں اگر تمہیں ضرورت ہے تو بچے کو میرے پاس چھوڑ دو اور وظیفہ بھی میرے گھر بھیج دیا کرو چنانچہ وہ سرکاری اجازت کے

ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ گھر لے آئیں تو یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس واقعے کا ذکر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی والدہ سے کہا کہ ان کو صندوق میں ڈال کر بحر قلزم میں ڈال دیں اور بحر قلزم ان کو کنارے پر ڈال دے گا يَأۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّيۡ وَعَدُوٌّ لَّهٗ پکڑے گا اس کو میرا دشمن فرعون اور اس کا دشمن یعنی موسیٰ علیہ السلام کا وَاَلۡقَيۡتُ عَلَيۡكَ اور ڈال دی میں نے آپ پر مَحَبَّةً مِّنِّيۡ محبت اپنی طرف سے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم علیہا السلام کے دل میں اور وہ اڑ گئی قتل نہ کرنے دیا وَلِتُصۡنَعَ عَلٰى عَيۡنِيۡ اور تاکہ آپ کی تربیت کی جائے میری آنکھوں کے سامنے اِذۡ تَمۡشِيۡۤ اُخۡتُكَ جب چل رہی تھی آپ کی بہن کلثوم علیہا السلام فَتَقُوۡلُ پھر اس نے کہا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ کیا میں تمہاری راہنمائی کروں عَلٰى مَنۡ يَّكۡفُلُهٗ اس پر جو اس کی کفالت کرے چنانچہ اس نے راہنمائی کی فَرَجَعۡنٰكَ پس ہم نے لوٹا دیا آپ کو اِلٰۤى اُمِّكَ آپ کی ماں کی طرف كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا تاکہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو وَلَا تَحۡزَنَ اور غم نہ کریں، یہ بھی ہم نے احسان کیا۔

وَقَتَلۡتَ نَفۡسًا فَنَجَّيۡنٰكَ مِنَ الۡغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوۡنًا ۬

اور آپ نے قتل کیا ایک نفس کو پس ہم نے نجات دی آپ کو پریشانی سے اور ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا آزمائش میں ڈالنا۔

فَلَبِثۡتَ سِنِيۡنَ فِىۡۤ اَهۡلِ مَدۡيَنَ ۙ ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوۡسٰى ﴿۴۰﴾

پس آپ ٹھہرے کئی سال مدین والوں میں پھر آپ آئے ایک اندازے پر اے موسیٰ علیہ السلام اور ہم نے آپ کو چن لیا اپنی ذات

وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ﴿۴۱﴾ اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡكَ بِاٰيٰتِىۡ وَلَا تَنِيَا فِىۡ ذِكۡرِىۡ ﴿۴۲﴾ اِذۡهَبَاۤ اِلٰى

کے لئے۔ جائیں آپ اور آپ کا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور نہ سستی کرنا میری یاد میں۔ جاؤ آپ دونوں فرعون کی طرف

فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا

بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔ پس تم دونوں اس کو کہو بات نرم شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا وہ خوف کھائے۔ دونوں نے کہا

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ يَّطۡغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ

اے ہمارے رب بیشک ہم خوف کرتے ہیں یہ کہ وہ زیادتی کرے ہم پر (قولاً) یا وہ سرکشی کرے (فعلاً)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِىۡ مَعَكُمَاۤ اَسۡمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاۡتِيٰهُ فَقُوۡلَاۤ

تم خوف نہ کرو بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس آپ دونوں جاؤ اس کے پاس پس کہو آپ

اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ

دونوں بیشک ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور ان کو سزا نہ دے تحقیق

جِئۡنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى ﴿۴۷﴾

ہم لائے ہیں تیرے پاس نشانی تیرے رب کی طرف سے اور سلام ہو ان پر جنھوں نے پیروی کی ہدایت کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَنَجَّيْنٰكَ: ہم نے نجات دی آپ کو، فَتَنّٰكَ: ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا، فُتُوْنًا: آزمانا، اِصْطَنَعْتُكَ: میں نے تمہیں منتخب کیا، لَا تَنِيَا: تم دونوں سستی نہ کرو، اِذْهَبَآ: دونوں جاؤ، فَقُوْلَا: (اور) کہوں تم دونوں، لَيِّنًا: نرم، لَعَلَّهٗ: شاید کہ وہ، نَخَافُ: ہمیں اندیشہ ہے، يَّفْرُطَ: وہ زیادتی کرے گا، يَّطْغٰى: وہ شرارت کرے گا، لَا تَخَافَا: تم دونوں اندیشہ نہ کرو، مَعَكُمَآ: تم دونوں کے ساتھ ہوں، اَسْمَعُ: میں سنتا ہوں، فَاْتِيٰهُ: تم دونوں جاؤ اس کے پاس، رَسُوْلَا: دو بھیجے ہوئے۔

ربط:

اللہ تعالیٰ سابقہ آیات سے اپنے احسانات کا تذکرہ فرمارہے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زندگی کے مختلف ادوار میں ہوئے۔ اب بھی وہی گفتگو ہے۔ بعدازاں دوبارہ حکم دیا جارہا ہے کہ آپ دونوں بھائی فرعون کو جاکر اُس کو تبلیغ کرو اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کرو۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مصری کا قتل:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو ایک دن کا ذکر ہے۔ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جب سارے لوگ سوئے ہوئے تھے آرام کررہے تھے عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا (قصص: آیت نمبر ١٥) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر سے فرعون کے گھر جارہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ راستے میں بازار کے اندر دو آدمی آپس میں الجھے ہوئے تھے، ایک موسیٰ علیہ السلام کی برادری بنی اسرائیل کا آدمی تھا اور دوسرا مصری تھا جو فرعون کا باورچی تھا۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جاتے ہوئے دیکھا تو آواز دی کہ آئیں اور ہمارا جھگڑا ختم کرادیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب آئے فرمایا تمہارا کیا جھگڑا ہے؟ اسرائیلی نے کہا کہ دیکھو یہ کتنی وزنی بوری ہے اس میں آٹا دانہ جو بھی تھا اور لکڑیوں کے گٹھے کا ذکر بھی تفسیروں میں آتا ہے جو کافی وزنی تھا یہ مجھے کہتا ہے کہ اس کو اٹھا کر فرعون کے باورچی خانے میں پہنچاؤ اور مزدوری دینے کیلئے بھی تیار نہیں۔ یہ بیگار کے طور پر کام کرواتا ہے اول تو میں کمزور ہوں اٹھا نہیں سکتا، دوسرا یہ کہ یہ مزدوری بھی نہیں دیتا حالانکہ سرکاری خزانے سے اس کو مزدور کی مزدوری ملتی ہے وہ وصول کرکے جیب میں ڈال لیتا ہے اور یہ اس کا روز کا معمول ہے ہم بے چاروں پر ظلم کرتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بھئی! بات اس کی صحیح ہے یہ کمزور آدمی ہے اور بوجھ زیادہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب تمہیں مزدوری ملتی ہے تو ان لوگوں پر ظلم کیوں کرتے ہو؟ کسی طاقتور مزدور کو کرایہ دے کر سامان اٹھوا کرلے جاؤ، وہ چونکہ فرعون کے باورچی خانے کا افسر تھا اس کا دماغ بگڑا ہوا تھا موسیٰ علیہ السلام سے بھی جھگڑنے لگا کہنے لگا تمہارے کھانے کا ہی انتظام کرتا ہوں کھانا نہیں پکے گا تو کہاں سے کھاؤ گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس ظالمانہ طریقے سے

مجھے خوراک دی جاتی ہے۔ بہر حال اس مزدور کا معاملہ حل کرو۔ کہنے لگا تمہیں بھی دیکھ لوں گا، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک مکہ لگا دیا بس وہ فوراً مر گیا اس کا ذکر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وَقَتَلْتَ نَفْسًا اور آپ نے قتل کیا نفس کو فَنَجَّيْنٰكَ پس ہم نے نجات دی آپ کو مِنَ الْغَمِّ پریشانی سے کہ قتل کا پتہ چل گیا اور فرعون نے کابینہ بلا کر موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا، فرعون کا چچا زاد بھائی حضرت خزقیل رحمہ اللہ بڑا نیک دل آدمی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن سے ہی خیر خواہ تھا وہ بھاگتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا کہا اے موسیٰ علیہ السلام ''اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ'' (قصص: ٢٠) ''بیشک فرعون کے سر برآوردہ لوگ مشورہ کر رہے ہیں آپ کے بارے میں تاکہ آپ کو قتل کر دیں پس آپ نکل جائیں یہاں سے بیشک میں آپ کیلئے البتہ خیر خواہی کرنے والا ہوں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین تشریف لے جانا:

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خالی پیٹ، خالی جیب اسی وقت مدین کی طرف روانہ ہو گئے، جو وہاں سے مغرب کی طرف تھا چونکہ اس زمانہ میں آبادی بہت کم ہوتی تھی تو اس سفر میں مفسرین حضرات نے آٹھ دن بھی لکھے ہیں اور دس دن بھی لکھے ہیں کہ اتنے دنوں میں مدین پہنچے، اس کا ذکر بیسویں پارے میں آئے گا وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا اور ہم نے آپ کو آزمائش میں ڈالا آزمائش میں ڈالنا، فتنہ کا معنی آزمائش ہوتا ہے فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ پس آپ ٹھہرے کئی سال فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ مدین والوں میں، آٹھ سال کا ذکر بھی آتا ہے اور دس سال کا ذکر بھی آتا ہے، حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میری خدمت کریں میری بکریاں چرائیں تو میں اپنی بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیتا ہوں چنانچہ بڑی بیٹی جن کا نام حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا ہے کہ ساتھ موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کر دیا، آٹھ سال پورے کرو تو ٹھیک دس سال پورے کرو تو آپ کی مرضی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کیے پھر آپ ادھر آئے، ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى پھر آپ آئے مصر کی طرف ایک اندازے پر، دس سال کے اندازے کے بعد آپ آئے، یہ ساری گفتگو ہو رہی ہے وادی طوی وادی مقدس میں وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ اور میں نے آپ کو چن لیا اپنی ذات کے لئے کہ اب آپ میرے پیغمبر ہیں میرا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے میرے احکام لوگوں تک پہنچانے ہیں اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ آپ جائیں اور آپ کا بھائی جائے، بِاٰيٰتِيْ میری نشانیوں کے ساتھ، دو نشانیاں تو آپ پڑھ چکے ہیں، ایک یہ کہ لاٹھی ڈالتے تھے اژدھا بن جاتی تھی، سانپ بن جاتی تھی اور دوسرے ہاتھ کا سفید ہونا اور باقی سات نشانیوں کا ذکر نویں پارے میں ہے۔ یہ نو نشانیاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں وَلَا تَنِيَا اور نہ سستی کرنا فِيْ ذِكْرِيْ میری یاد میں جتنی کثرت سے بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرے گا اتنا شیطان کے پھندے سے محفوظ رہے گا اور دلی اطمینان حاصل ہوگا اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ دونوں جاؤ فرعون کی طرف اِنَّهٗ طَغٰى بیشک اس نے سرکشی کی ہے، اس کو جا کر میرا پیغام دو فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا پس دونوں اس کو بات کہو نرم لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے اَوْ يَخْشٰى یا شاید وہ خوف کھائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذاب سے تو اس کو

نرمی کے ساتھ سمجھانا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کا خدشات کا اظہار کرنا:

قَالَا دونوں نے کہا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اِنَّنَا نَخَافُ بیشک ہم ڈرتے ہیں اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ کہ وہ زیادتی کرے ہم پر زبانی طور پر اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یا وہ سرکشی کرے فعلی طور پر کہ ہاتھ چھوٹ بھی ہے تو ہاتھ چلائے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ تم خوف نہ کرو بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اَسْمَعُ میں سنتا ہوں، جو وہ سختی کی بات کرے گا میں سنوں گا وَاَرٰى اور دیکھتا ہوں جو وہ کارروائی کرے گا، یاد رکھنا! یہ باتیں استاد کے بغیر سمجھ نہیں آتیں کہ یفرط کا کیا مفہوم ہے اور طغٰی کا کیا معنی ہے، تو یفرط کا معنی قولی زیادتی، قرینہ اَسْمَعُ ہے اور يَطْغٰى کا معنی فعلی زیادتی اور قرینہ وَاَرٰى ہے۔ فَاْتِيٰهُ پس جاؤ تم دونوں اس کے پاس فَقُوْلَآ پس دونوں کہو اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ بیشک ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ان کو مصر سے رہائی دو ہم ان کو اپنے آبائی علاقہ ارض مقدس شام کا علاقہ جہاں سے آئے تھے وہاں لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام یہاں مصر میں آئے تھے اور ان کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام بھی خاندان کے ساتھ یہاں مصر میں آئے تھے وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اور ان کو عذاب نہ دے، ان کو سزا نہ دے ہم ان کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں ان کو آزاد کر کے ہمارے ساتھ بھیج دے قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تحقیق ہم لائے ہیں تیرے پاس نشانی تیرے رب کی طرف سے وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اور سلام ہو اس پر جس نے پیروی کی ہدایت کی، غیر مسلم کو جب سلام کرو تو ان الفاظ کے ساتھ کرو وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى یعنی اگر غیر مسلم تمہیں سلام کرے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو تم اس کے جواب میں کہو اَلسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کافر کو السلام علیکم کہو اور وعلیکم السلام بھی کہو تو اس کی بھی گنجائش ہے لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ اس کو سلام کا جواب بھی نہ دو۔

اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿48﴾ قَالَ فَمَنْ

بیشک وحی بھیجی گئی ہے ہماری طرف بیشک عذاب اس شخص پر ہوگا جس نے جھٹلایا اور اعراض کیا۔ فرعون نے کہا کون ہے

رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿49﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىٓ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ

تم دونوں کا رب اے موسیٰ علیہ السلام۔ فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خلقت دی پھر اس کی

هَدٰى ﴿50﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿51﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ

راہنمائی کی ہے۔ کہا فرعون نے کیا حال ہے ان جماعتوں کا جو پہلے تھیں۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ان کا علم میرے ربّ کے پاس

فِیْ کِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ

ہے جو کتاب میں محفوظ ہے میرا ربّ نہ ہی بہکتا ہے وہ ہے اور نہ وہ بھولتا ہے۔ میرا ربّ جس نے بنائی ہے تمہارے لئے زمین

مَھْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ

بچھونا اور چلائے اس نے تمہارے لیے اس زمین میں راستے اور نازل کیا اس نے آسمان کی طرف سے پانی پس نکالے ہم نے اس

نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی ﴿۵۴﴾ ع

پانی کے ذریعے قسم قسم کی مختلف سبزیاں۔ کھاؤ اور چراؤ اپنے مویشوں کو بے شک اس میں کئی نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْطٰی: عطا کیا، لَایَنْسٰی: وہ نہیں بھولتا ہے، مَھْدًا: فرش، سَلَکَ: اس نے بنایا، شَتّٰی: مختلف، اِرْعَوْا: تم چراؤ، اَنْعَامَکُمْ: اپنے چوپایوں کو، اَلنُّھٰی: عقل، سمجھ۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف روانہ فرمایا۔ ان آیات میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ فرعون کے دربار میں کیا گفتگو ہوئی۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں:

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ بیشک تحقیق وحی کی گئی ہے ہماری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام بھیجا گیا ہے اَنَّ الْعَذَابَ بیشک عذاب، سزا، گرفت عَلٰی مَنْ کَذَّبَ اس پر ہوگی جس نے حق کو جھٹلایا وَتَوَلّٰی اور عملی طور پر اس نے حق سے گریز کیا یقیناً جو حق کو نہیں مانتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کو عذاب ضرور ہوگا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ بیشک ہم تیرے رب کے رسول ہیں تو قَالَ فرعون نے کہا فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی پس کون ہے تم دونوں کا رب اے موسیٰ علیہ السلام، قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت دی ہے پیدا کیا ہے پیدا کرنے کے بعد ثُمَّ ھَدٰی پھر ان کی راہنمائی کی ہے دیکھو بچہ پیدا ہونے کے بعد پستان ڈھونڈتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی ماں کے پیٹ میں رکھی ہے پستان منہ میں ڈالو تو چوستا ہے یہ سبق اس کو کس نے دیا ہے کہ تیری خوراک ماں کے پستانوں میں ہے اس طرح تم چوسو گے تو دودھ نکلے گا کس استاد نے اس کو یہ سبق پڑھایا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ نے فطرتاً بتلایا ہے۔

قَالَ فرعون نے کہا فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی قرون قرن کی جمع ہے لغت میں قرن کے متعدد معانی آئے ہیں صدی کو بھی قرن کہتے ہیں جماعت کو بھی قرن کہتے ہیں اور جو ایک دور اور صدی میں جماعت رہے اس کو بھی قرن کہتے

ہیں۔ یہاں جماعت کے معنی میں ہے تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا جو پہلے ہمارے آباؤ اجداد گزرے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ قَالَ مُوسٰی علیہ السلام نے فرمایا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ان کا علم میرے رب کے پاس ہے کتاب میں لوح محفوظ میں تم اپنی فکر کرو تمہیں ان کی کیا فکر ہے لَا یَضِلُّ رَبِّیْ میرا رب بھکتا نہیں اس سے خطا نہیں ہوتی وَلَا یَنْسَى اور نہ میرا رب بھولتا ہے۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا رب وہ ہے جس نے بنائی زمین تمہارے لئے بچھونا اس پر رہنے کے لئے مکان بناتے ہو اور اس پر چلتے پھرتے ہو وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا ، سُبُل سَبِیل" کی جمع ہے سبیل کا معنی راستہ اور چلائے اس اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں تمہارے لئے راستے تاکہ آسانی کے ساتھ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا آسمان کی طرف سے پانی بارش برسائی فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا، اَزْوَاج زوج کی جمع ہے معنی ہے جوڑے پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے قسم قسم کی مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى مختلف سبزیاں گرم بھی سرد بھی سفید بھی سرخ بھی میٹھی بھی کڑوی بھی اور جوڑے سے مراد نر مادہ بھی ہیں ہر چیز میں نر مادہ ہوتا ہے۔ كُلُوْا کھاؤ جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ، اَنْعَام نَعَم" کی جمع ہے جس کا معنی ہے مویشی اور چراؤ اپنے مویشیوں کو۔ یہ تمام چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا فرمائی ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک ان چیزوں میں جن کا ذکر ہوا ہے کہ اس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اس میں تمہارے لئے راستے بنائے اور نکالیں قسم قسم کی سبزیاں تمہارے لئے پیدا فرمائیں اس میں نشانیاں ہیں لِّاُولِی النُّهٰی ، نُهٰی نُهْیَةٌ کی جمع ہے نُهْیَةٌ کا معنی ہے روکنے والی چیز۔ تو نُهْیَةٌ کا معنی عقل اور نُهٰی کا معنی عقول۔ تو ان چیزوں میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور دوزخ سے بچائے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿55﴾ وَلَقَدْ

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی زمین سے ہم تمہیں نکالیں گے دوسری مرتبہ۔ اور البتہ تحقیق

اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿56﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا

ہم نے دکھائیں اس فرعون کو اپنی نشانیاں پس اس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ کہا فرعون نے کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس تاکہ

لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰى ﴿57﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

آپ نکال دیں ہمیں ہماری زمین سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ علیہ السلام۔ پس ہم ضرور لائیں گے آپ کے پاس جادو اس

فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا

جیسا پس مقرر کرو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت نہ ہم خلاف ورزی کریں وعدے کی اور نہ آپ وہ

سُوًى ﴿58﴾ قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿59﴾ فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ

جگہ برابر ہو۔ فرمایا وعدہ تمہارا ہے عید کا دن اور یہ کہ لوگ جمع کئے جائیں گے چاشت کے وقت۔ پس پھرا فرعون

فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿60﴾ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ

پس جمع کیا اس نے اپنی تدبیر کو پھر وہ آیا۔ فرمایا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے خرابی ہے تمہارے لئے نہ افتراء باندھو اللہ تبارک وتعالیٰ

كَذِبًا فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰى ﴿61﴾

پر جھوٹ کا پس وہ تمہیں ہلاک کردے گا عذاب کے ساتھ اور تحقیق نامراد ہوا وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا۔

فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ﴿62﴾

پس جھگڑا کیا انہوں نے اپنے معاملے کا آپس میں اور مخفی رکھا انہوں نے اپنی سرگوشی کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نُعِيۡدُكُمۡ: ہم لوٹائیں گے تمہیں، نُخۡرِجُكُمۡ: ہم نکالیں گے تمہیں، اَرَيۡنٰهُ: ہم نے دکھلایا اسے، لِتُخۡرِجَنَا: تاکہ تو نکالے ہمیں، بِسِحۡرِكَ: اپنے جادو کے ساتھ، فَلَنَاۡتِيَنَّكَ: پس ہم بھی ضرور لائیں گے تیرے پاس، لَا نُخۡلِفُهٗ: ہم اس کے خلاف ورزی نہیں کریں گے، سُوًى: ہموار، مَوۡعِدُكُمۡ: تمہارا مقررہ، يُحۡشَرَ: جمع کیا جائے گا، فَجَمَعَ: اس نے اکٹھا کیا، كَيۡدَهٗ: اس کا اپنا مکر، وَيۡلَكُمۡ: تم ہلاک ہو جاؤ، فَيُسۡحِتَكُمۡ: وہ تمہیں ہلاک کردے گا، فَتَنَازَعُوۡۤا: انہوں نے اختلاف کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی باہم گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دانائی اور حکمت والی پُر مغز گفتگو سن کر فرعون لاجواب ہو گیا اور ضد وعناد پر اتر آیا اور کہنے لگا کہ نعوذ باللہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ تمہارے معجزے جادو ہیں اور ہم بھی اپنے جادوگروں کو بلوا کر عید والے دن صبح چاشت کے وقت تمہارا مقابلہ کریں گے۔

تفسیری نکات: تخلیق انسانی زمین کی مٹی سے ہی ہوئی ہے:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اور اسی زمین میں ہم تمہیں لوٹائیں گے وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى اور اسی زمین سے ہم تمہیں نکالیں گے دوسری مرتبہ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ تمام روئے زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر اس کو گوندھا اور خمیر بنایا اور اس پر کئی سال گزرے اس کو خشک کیا اس مٹی کے خلاصے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ (سورۃ آل

عمران) تراب کا معنی خشک مٹی اور طین کا معنی گارا پھر صَلْصَالٍ کے لفظ بھی آتے ہیں وہ گارا خشک ہوا گا لْفَخَّارِ ٹھیکری کی طرح بجنے لگا، اس طرح آدم علیہ السلام کی خلقت ہوئی اور آگے نسل چلی، تو فرمایا کہ ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں دوبارہ لوٹائیں گے۔ مرنے کے بعد قبروں میں تم نے جانا ہے اور دوسری مرتبہ ہم تمہیں اسی زمین سے نکالیں گے چاہے تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ۔ جب مردے کو دفنا کر قبر پر مٹی ڈالتے ہیں تو مستحب ہے کہ کم از کم تین مٹھی قبر پر ڈالو۔

پہلی مٹھی لے کر کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مٹھی ڈالتے وقت کہیں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مٹھی پر کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى اور یہ کلمات کہنا فرض واجب نہیں ہے، مؤکدہ بھی نہیں ہے اچھی بات ہے کہ یہ کلمات قبر پر مٹی ڈالتے وقت کہہ لیے جائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے معجزات دکھانا اور فرعون کا انکار:

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا اور البتہ تحقیق دکھائیں ہم نے فرعون کو اپنی نشانیاں كُلَّهَا سب نو معجزے تھے موسیٰ علیہ السلام کے، ان میں سے ایک یہ تھا کہ لاٹھی ڈالتے سانپ بن جاتی تھی اژدھا بن جاتا تھا، ہاتھ گریبان میں ڈالتے تھے سورج کی طرح چمکتا تھا اور باقی سات کا ذکر نویں پارے میں ہے، طوفان، مکڑی، مینڈک اور کھانے پینے کی چیزوں کا خون بن جانا وغیرہ فَكَذَّبَ وَاَبٰى پس فرعون نے جھٹلایا اور انکار کیا، کہا نہیں مانتا، الٹا قَالَ کہا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اَجِئْتَنَا کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى تاکہ آپ نکال دیں ہمیں ہماری زمین سے اے موسیٰ یہ زور دکھا کر مرعوب کر کے آپ ہمیں مصر کی زمین سے نکالنا چاہتے ہیں فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ پس ہم لائیں گے آپ کے مقابلے کیلئے جادو اس جیسا فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا پس مقرر کرو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان وعدے کی جگہ، وعدے کا وقت، کس وقت تم میدان میں آؤ گے تاکہ ہم بھی آئیں لیکن لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ نہ ہم خلاف ورزی کریں وعدے کی وَلَآ اَنْتَ اور نہ آپ کریں اور مَكَانًا سُوًى اور جگہ برابر ہو، ہموار ہو تاکہ سب دیکھ سکیں۔

مقابلے کے لیے جگہ، دن اور وقت کا تعین:

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جو باہر بڑا میدان ہے یہ جگہ ہوگی اور قَالَ فرمایا مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ تمہارے وعدے کا دن عید کا دن ہے، عید والے دن چھٹی ہوتی ہے سب لوگ فارغ ہوتے ہیں سب حق و باطل کا مقابلہ دیکھیں گے وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى اور یہ کہ لوگ جمع کئے جائیں گے چاشت کے وقت۔ قرآن پاک میں دوسری جگہ آتا ہے کہ فرعون کو سرداروں نے کہا بھیج دے مختلف شہروں میں اکٹھا کرنے والے تاکہ وہ لائیں تمہارے پاس ہر قسم کے جادوگر فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الشعراء: ٣٨) "پس اکٹھے کئے گئے جادوگر ایک معلوم دن کے وعدے پر"۔ جادوگر قریب دور سے آ گئے، ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات آتی ہیں، ستر ہزار، بہتر ہزار کی تعداد تفسیر ابن

کثیر، تفسیر درمنثور اور تفسیر روح المعانی وغیرہ میں لکھی ہے، اب بہتر ہزار تو صرف جادوگر تھے باقی مخلوق کتنی ہوگی اندازہ لگا لو۔ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ پس پھرا فرعون فَجَمَعَ کَیْدَهٗ پس اس نے جمع کیا اپنی تدبیر کو سب جادوگر لایا ثُمَّ اَتٰی پھر موقع پر آیا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی پہلے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو کہا وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا خرابی ہے تمہارے لئے نہ افتراء باندھو اللہ تبارک وتعالیٰ پر جھوٹ کا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی تائید مجھے حاصل ہے۔ اگر تم حق کا مقابلہ کرو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہو اور اپنے کرتب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہو، یہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کے مترادف ہے فَیُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ پس وہ تمہیں ہلاک کردے گا عذاب کے ساتھ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی اور تحقیق نامراد ہوگیا جس نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا لہٰذا تم میرا مقابلہ کرنے سے باز آجاؤ۔ جادوگروں کا جھگڑا کس نوعیت کا تھا؟ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ پس جھگڑا کیا انہوں نے اپنے معاملے کا آپس میں، جھگڑا کس بات کا تھا؟ اس کا مختلف تفاسیر میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

(اوّل) جادوگروں نے کہا دیکھو ہم دور دراز سے آئے ہیں خرچہ کر کے اور خادم بھی ہمارے ساتھ ہیں کسی کے دو خادم تھے، کسی کے تین تھے کسی کے چار تھے کوئی سو میل سے آیا ہے کوئی دو سو میل سے آیا ہے پہلے فرعون کو مناؤ کہ ہمیں خرچہ دے گا کہ نہیں، کیونکہ یہ ظالم جابر ہے لوگوں سے بیگار لیتا ہے مزدوری نہیں دیتا یہ مشہور تھا کہ وہ ایسا کرتا ہے لہٰذا پہلے طے کرلو۔ چنانچہ سب مل جل کر کہنے لگے اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ (اعراف: ١١٣) ”کہ بیشک ہمارے لئے اجر ہوگا اگر ہم غالب آگئے“۔ قَالَ فرعون نے کہا نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ہاں یقیناً تم البتہ مقربین میں سے ہو گے“۔ تمہیں خرچہ بھی ملے گا اور تمہیں خطابات بھی ملیں گے، جو کوئی اچھے کارنامے دکھائے حکومت انہیں خطابات بھی دیتی ہے۔

(دوم) بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ سے مراد یہ ہے کہ جادوگروں نے آپس میں اس بات پر تنازع کیا کہ اجرت مانگیں یا نہ مانگیں، ایک گروہ نے کہا کہ مانگو بادشاہ ہے ضرور دے گا اور دوسرے گروہ نے کہا نہ مانگو مانگنے سے ہماری خفت ہوگی۔

(سوم) بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں جادوگروں میں کچھ سمجھدار تھے جو اپنے جادو کی حقیقت کو جانتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو بھی آنکھوں سے دیکھ رکھا تھا کہ لاٹھی ڈالتے ہیں تو وہ اژدھا بن جاتی ہے پھر ہاتھ رکھتے ہیں تو لاٹھی بن جاتی ہے اور بعض نے یقین کی حد تک سن رکھا تھا تو انہوں نے دوسروں سے جھگڑا کیا کہ مقابلہ نہ کریں ہمارے فن میں اتنی قوت نہیں ہے شرمندہ ہوں گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کوئی حیلہ بہانہ کر کے ٹال دو، لیکن یہ بہت تھوڑے تھے اور سمجھدار ہمیشہ کم ہی ہوتے ہیں تو انہوں نے اس معاملے میں جھگڑا کیا کہ کوئی ایسا بہانہ کرو فرعون مطمئن ہو جائے اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ نہ کرنا پڑے وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی اور مخفی رکھا انہوں نے اپنی سرگوشی کو، آہستہ آہستہ سرگوشی کر کے انہوں نے

طے کیا کہ اجر مانگنا چاہیے اور فرعون کے پاس گئے اور اس کو کہا کہ ہمیں کرایہ وغیرہ دو گے؟ اس نے کہا ہاں! دوں گا تمہیں انعام بھی ملے گا اور القابات بھی ملیں گے۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

کہا ان جادوگروں نے نہیں ہیں یہ دونوں بھائی مگر جادوگر یہ ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ تمہیں نکال دیں تمہاری زمین سے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿63﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہارے طریقے اور مسلک کو جو عمدہ ہے۔ پس جمع کرو تم اپنی تدبیر کو پھر آؤ تم صف بندی کے

وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿64﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ

ساتھ اور تحقیق کامیاب ہو گیا آج کے دن وہ شخص جو غالب آ گیا۔ کہا ان جادوگروں نے اے موسیٰ علیہ السلام یا تو آپ ڈالیں اور

اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿65﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ

یا ہم ہوں گے پہلے ڈالنے والے۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بلکہ تم ڈالو، پس اچانک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے خیال

اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿66﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿67﴾ قُلْنَا

میں ڈالا گیا ان کے جادو کی وجہ سے کہ بیشک وہ دوڑ رہی ہیں۔ پس محسوس کیا اپنے دل میں خوف موسیٰ علیہ السلام نے۔ ہم نے کہا

لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿68﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا

خوف نہ کریں بیشک آپ ہی غالب آئیں گے۔ اور ڈال دیں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے نگل لے گا اس کو جو انہوں نے

صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿69﴾

کارروائی کی ہے بیشک انہوں نے جو کارروائی کی ہے جادوگر کا مکر ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں سے بھی آئے۔

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿70﴾ قَالَ

پس گر پڑے سب جادوگر سجدہ کرتے ہوئے کہنے لگے ہم ایمان لائے ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔ فرعون نے کہا کیا

اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ

تم ایمان لاتے ہو اس پر پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دیتا بیشک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس میں ضرور

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ

کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں الٹے اور میں تمہیں ضرور لٹکاؤں گا کھجور کے تنوں پر اور تم ضرور جان لو گے

وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾

ہم میں سے کون زیادہ سخت سزا دینے والا ہے اور کس کا عذاب پائیدار ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هٰذٰنِ: یہ دونوں، لَسٰحِرٰنِ: دو جادو گر، يُرِيْدٰنِ: وہ دونوں چاہتے ہیں، يُّخْرِجٰكُمْ: کہ نکال دیں تمہیں، بِسِحْرِهِمَا: اپنے جادو سے، يَذْهَبَا: وہ دونوں ختم کردیں، بِطَرِيْقَتِكُمُ: تمہارے مذہب کو، الْمُثْلٰى: عمدہ، كَيْدَكُمْ: اپنی تدبیر، اَفْلَحَ: وہ کامیاب ہوا، اسْتَعْلٰى: غالب ہوا، حِبَالُهُمْ: ان کی رسیاں، عِصِيُّهُمْ: ان کی لاٹھیاں، يُخَيَّلُ: معلوم ہونے لگا، سِحْرِهِمْ: ان کے جادو کی وجہ سے، لَكَبِيْرُكُمُ: بے شک وہ تمہارا بڑا ہے، جُذُوْعِ: درخت، لَتَعْلَمُنَّ: ضرور تم معلوم کرلوگے، اَيُّنَاۤ: ہم میں سے کون، اَبْقٰى: دیرپا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزات فرعون کو دکھائے تو اس نے ان کا انکار کیا اور پورے ملک سے جادوگروں کو بلوالیا۔ ان آیات میں جادوگروں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کا حال مذکورہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ:

جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آئے تو قَالُوْۤا انہوں نے کہا اِنْ هٰذٰنِ یہ اِن نافعہ ہے اور لَسٰحِرٰنِ کے اوپر جو لام ہے وہ بمعنی "اِلَّا" ہے معنی ہوگا نہیں ہیں یہ دونوں بھائی مگر جادوگر يُرِيْدٰنِ یہ ارادہ کرتے ہیں اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ اس بات کا کہ تمہیں نکال دیں مِّنْ اَرْضِكُمْ تمہاری زمین سے بِسِحْرِهِمَا اپنے جادو کے زور کے ساتھ یعنی یہ دونوں بھائی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جادوگر ہیں معاذ اللہ تعالیٰ، جادو کے ساتھ مرعوب کرکے ڈرا کے تمہیں ملک سے نکالنا چاہتے ہیں وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى اور مٹا دیں تمہارے طریقے اور مسلک کو جو عمدہ ہے تمہارے آباؤ اجداد سے چلا آرہا ہے، تو سیاسی طور پر یہ زمین پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مذہبی طور پر تمہارے مسلک کو مٹانا چاہتے ہیں، ہر ملک میں دو ذہن ہوتے ہیں ایک سیاسی اور ایک مذہبی، پہلا جملہ سیاسی لوگوں کو متاثر کرنے کیلئے کہا اور دوسرا جملہ مذہبی لوگوں کو ابھارنے کے لئے کہا فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ پس جمع کرو تم اپنی تدبیر کو ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا پھر آؤ تم میدان میں صف بندی کے ساتھ"۔ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى اور تحقیق کامیاب ہوگیا آج کے دن وہ جو غالب آگیا۔ جادوگر آئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ یا تو آپ ڈالیں وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے یعنی آپ نے پہل کرنی ہے یا ہم نے پہل کرنی ہے؟ قَالَ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے بَلْ اَلْقُوْا بلکہ تم ڈالو میدان میں جو ڈالنا چاہتے ہو یعنی تم پہل کرو۔

تفسیروں میں ہے کہ بہتر ہزار جادوگر جن کو مقابلے میں شرکت کی اجازت ملی ہر ایک کے پاس ایک موٹی رسی تھی اور ایک لاٹھی تھی اور ہر ایک نے لاٹھی بھی ڈالی اور رسی بھی ڈالی فَاِذَا حِبَالُهُمۡ حبال حبل کی جمع ہے بمعنی رسی وَعِصِيُّهُمۡ، عِصِيٌّ عَصَا کی جمع ہے بمعنی لاٹھی، معنی ہوگا پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ڈالا گیا، ان کے خیال میں ایسا پایا گیا مِنۡ سِحۡرِهِمۡ ان کے جادو کی وجہ سے اَنَّهَا تَسۡعٰى کہ بیشک وہ لاٹھیاں اور رسیاں دوڑ رہی ہیں۔

کیا رسیاں اور لاٹھیاں حقیقتاً سانپ بنی تھیں؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں یہاں اس بات پر خاصے مُصر ہیں کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں سانپ نہیں بنیں بلکہ انہوں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں میں زیبق یعنی پارہ ڈال رکھا تھا اور پارے کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو گرمی پہنچتی ہے تو وہ حرکت کرتا ہے۔ تو جب انہوں نے رسیاں ڈالیں تو چونکہ گرمی زیادہ تھی تو ان میں حرکت آ گئی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ يُخَيَّلُ کے لفظ سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انقلاب حقیقت میں نہیں ہوا تھا۔

جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ان کے جادو کے ذریعے سے وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ بنی تھیں۔

امام رازیؒ ہاروت و ماروت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جادو سے گدھا انسان اور انسان گدھا بن سکتا ہے اسی کو وہ اہل سنت کا مسلک قرار دیتے ہیں تو جب خود مانتے ہیں کہ جادو کے ذریعے سے گدھا انسان اور انسان گدھا بن سکتا ہے تو اگر ان رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ کی شکل میں لایا گیا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

تو خیر ایک لاکھ بیالیس ہزار سانپ ہیں فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً مُّوۡسٰى پس محسوس کیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف، موسیٰ علیہ السلام کچھ خوف زدہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف کس نوعیت کا تھا؟:

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں، حق اور باطل کی ٹکر ہے، تو یہ خوف زدہ کیوں ہوئے یہ تو معاذ اللہ ایمان کی کمزوری کی طرف مشیر ہے۔

تفسیروں میں اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں۔

(اوّل) ایک تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں جواب مذکور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو خوف اس کا ہوا کہ یہ جو کثرت سے سانپ نظر آتے ہیں اور لوگ نعرے لگاتے ہیں بِعِزَّةِ فِرۡعَوۡنَ فرعون زندہ باد، تو جب میری باری آئے گی تو ان کی توجہ نہیں ہو گی۔ تو خوف اس بات کا ہے کہ میرے کام کو توجہ سے نہیں دیکھیں گے۔

(دوم) دوسرا جواب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ خوف اس کا تھا جب میں لاٹھی پھینکوں گا تو وہ بھی سانپ بن جائے گی۔ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں بھی سانپ بنیں ہوئی ہیں تو لوگ دونوں میں تمیز کیسے کریں گے کہ حق کیا ہے اور

باطل کیا ہے۔ یہی کہیں گے کہ وہ بھی سانپ بن گئیں اور یہ بھی سانپ بنا۔ تو تمیز کے سلسلے میں متفکر تھے کہ کیسے تمیز کریں گے۔

قُلْنَا ہم نے کہا لَا تَخَفْ اے موسیٰ علیہ السلام آپ خوف نہ کریں اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى بیشک آپ ہی غالب آئیں گے، غلبہ آپ کو ہی نصیب ہوگا وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ اور آپ ڈالیں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں ہے تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا نگل جائے گا اس کو جو انہوں نے کارروائی کی ہے، جیسے مرغیاں دانے چُگتی ہیں بڑی تیزی کے ساتھ۔ اس اژدھا نے ان کے سارے سانپ نگل لئے اور میدان صاف ہو گیا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ بیشک انہوں نے جو کارروائی کی ہے جادوگر کا مکر ہے وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا جہاں سے بھی آئے، حق کے مقابلے میں جادوگر کو کامیابی نہیں ملتی

جادوگروں نے اسلام قبول کرلیا:

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا پس گر پڑے سارے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى کہنے لگے ہم ایمان لائے ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔ ہم غلط فہمی کا شکار تھے رب تو وہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے جس نے یہ سارا کرشمہ ہمیں دکھایا ہے۔ قَالَ فرعون نے کہا اٰمَنْتُمْ لَهٗ کیا تم اس پر ایمان لائے ہو قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دیتا، کس کی اجازت سے ایمان لاتے ہو اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ بیشک یہ تمہارا بڑا ہے الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے وہ تمہارا استاد ہے تم اس کے شاگرد ہو یہ تم نے میرے خلاف سازش تیار کی ہے فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ پس میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مِّنْ خِلَافٍ الٹے۔ الٹے کا ایک معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ کاٹوں گا بایاں پاؤں کاٹوں گا تاکہ تم بیکار ہو جاؤ، چلنے پھرنے اور کام کاج کے قابل نہ رہو، لنگڑے لولے کر دوں گا وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اور میں تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ کھجور کے تنے پر ان کی سخت ٹہنیوں پر لٹکا دوں گا وَلَتَعْلَمُنَّ اور تم ضرور جان لو گے اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا ہم میں سے کون زیادہ سخت سزا دینے والا ہے، میرا عذاب سخت ہے یا موسیٰ علیہ السلام کا وَّاَبْقٰى اور کس کا عذاب پائیدار ہے، یہ حقیقت کھل جائے گی۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ

کہا انہوں نے ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھ کو اس چیز پر جو ہمارے پاس آچکی ہے واضح دلیلوں سے اور اس ذات پر جس

فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا

نے ہمیں پیدا کیا ہے پس تم فیصلہ کرو جو تم فیصلہ کر سکتے ہو پختہ بات ہے تم فیصلہ کرو گے اس دنیا کی زندگی کا۔ بیشک ہم ایمان

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ وہ بخش دے ہمیں ہماری خطائیں اور وہ چیز بخش دے کہ تو نے مجبور کیا ہے ہمیں اس پر جادو سے

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا

اور اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر ہے اور بہت ہی باقی رہنے والا ہے۔ بیشک شان یہ ہے کہ جو شخص آئے گا اپنے رب کے پاس جرم

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا

کرتے ہوئے بیشک اس کیلئے جہنم ہے نہیں مرے گا دوزخ میں اور نہ زندہ رہے گا۔ اور جو آئے گا اللہ تعالیٰ کے پاس ایمان

قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ

لاتے ہوئے تحقیق اس نے عمل کئے اچھے پس یہی لوگ ہیں ان کیلئے درجے ہوں گے بہت بلند۔ ہمیشگی کے باغ ہوں گے بہتی

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾

ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں اور یہ بدلہ ہے اس کا جس نے اپنا نفس پاک کیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنْ نُّؤْثِرَكَ: ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھے، فَطَرَنَا: جس نے ہم کو پیدا کیا، قَاضٍ: فیصلہ کرنے والا، تَقْضِيْ: تو فیصلہ کرے گا، خَطٰيٰنَا: ہمارے گناہ، اَكْرَهْتَنَا: تو نے ہمیں مجبور کیا، مُجْرِمًا: جرم کرنے والا، يَاْتِهٖ: اس کے پاس حاضر ہوگا، تَزَكّٰى: جو پاک ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کا معجزہ دیکھا تو ایمان لے آئے۔ اس پر فرعون غضب ناک ہوا اور اس نے ان ایمان لانے والے سابقہ جادوگروں کو سولیاں دینے کی دھمکی دی۔ یہاں ان آیات میں اب ان ایمان لانے والے سابقہ جادوگروں نے جو فرعون کو جواب دیا وہ مذکور ہے۔

تفسیری نکات: جادوگروں کا فرعون کو جواب:

قَالُوْا انہوں نے کہا جو پہلے جادوگر تھے اور اب موسیٰ علیہ السلام کے صحابی بن چکے تھے لَنْ نُّؤْثِرَكَ ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھ کو عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ اس چیز پر جو آچکی ہے ہمارے پاس واضح دلیلوں سے، ہم سمجھ گئے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں وَالَّذِيْ فَطَرَنَا اور اس ذات پر ہم تجھ کو ترجیح نہیں دیتے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ پس تم فیصلہ کرو جو تم فیصلہ کر سکتے ہو ہم ایمان کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں

ہیں اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پختہ بات ہے تم فیصلہ کرو گے اس دنیا کی زندگی کا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا تاکہ وہ بخش دے ہمیں ہماری خطاؤں کو وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ اور وہ چیز بخش دے کہ تو نے مجبور کی ہے اس پر جادو سے۔ تو نے ہمیں بلوا کر جادو کروایا ہے اللہ ہمیں معاف کر دے وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور بہت ہی باقی رہنے والا ہے۔

قیامت میں مجرموں کو سزا اور مومنین کو انعام ملے گا:

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ بیشک شان یہ ہے کہ جو شخص آئے گا اپنے رب کے پاس مُجْرِمًا جرم کرتے ہوئے فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ بیشک اس کیلئے جہنم ہے لَا يَمُوْتُ فِيْهَا نہ مرے گا جہنم میں وَلَا يَحْيٰى اور نہ جئے گا اگر وہاں مارنا مقصود ہو تو دوزخ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے اگر یہ مر گیا تو پھر سزا کون بھگتے گا اور وہ عذاب کی زندگی زندگی نہیں ہے وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا اور جو آئے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ایمان لاتے ہوئے ایمان کی حالت میں آیا لیکن نرا ایمان ہی نہیں قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ تحقیق اس نے عمل بھی اچھے کئے، صرف اسلام کا دعویٰ ہی نہیں عمل بھی اچھے کئے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى پس یہی لوگ ہیں ان کے درجے ہوں گے بلند، جَنّٰتُ عَدْنٍ ہیشگی کے باغ ہوں گے، نہ ان کے پتے جھڑیں گے نہ ان کا پھل ختم ہوگا، نہ میوہ خشک ہوگا پھل توڑیں گے تو فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں جو ایمان لائے اور عمل اچھے کئے وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى اور یہ بدلہ ہے اس کا جو سنورا اور اس نے اپنا نفس پاک کیا۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

اور البتہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ لے چلو رات کو میرے بندوں کو پس آپ چلائیں ان کو راستے میں سمندر

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿77﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

کے اندر جو خشک ہوگا آپ خوف نہ کریں دشمن کے پکڑنے کا اور نہ خوف کریں غرق ہونے کا۔ پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿78﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿79﴾

اپنے لشکر کے ساتھ، پس چھا گئی ان پر دریا کی موج جو چھا گئی ان پر۔ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور ان کی راہنمائی نہ کی۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

اے بنی اسرائیل تحقیق ہم نے تمہیں نجات دی تمہارے دشمن سے اور ہم نے وعدہ کیا تمہارے ساتھ طور کے دائیں طرف اور

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿80﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اتارا ہم نے تم پر من کو اور سلویٰ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے اور نہ سرکشی کرو اس میں۔

وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّي

پس اترے گا تم پر میرا غضب اور جس شخص پر اترا میرا غضب پس تحقیق وہ ہلاک ہوگیا۔ اور بیشک البتہ میں

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾

بہت بخشنے والا ہوں، اس کیلئے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور عمل کیا اچھا پھر ہدایت پر قائم رہا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَبَسًا: خشک، لَا تَخٰفُ: تجھے اندیشہ نہ ہوگا، دَرَكًا: تعاقب، لَا تَخْشٰى: تجھے خوف نہیں ہوگا، فَغَشِيَهُمْ: پس چھا گیا ان پر، وٰعَدْنٰكُمْ: ہم نے وعدہ کیا تم سے، غَضَبِي: میرا غضب، يَحْلِلْ: اُترتا ہے، هَوٰى: وہ گیا گزرا ہوا، لَغَفَّارٌ: بہت بخشنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں جادوگروں نے جو جواب فرعون کو دیا وہ مذکور ہوا۔ اس قدر بڑا معجزہ دیکھ کر بھی فرعون اور اس کی قوم والے لوگ ایمان نہ لائے بلکہ بنی اسرائیل کو زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل جائیں اور انہی آیات میں فرعون کی غرقابی اور بنی اسرائیل پر کیے جانے والے مزید احسانات کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلنا:

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے وحی بھیجی اِلٰى مُوْسٰى موسیٰ علیہ السلام کی طرف اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ کہ لے چلو میرے بندوں کو رات کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے ہی فرمایا کہ جب تم سمندر کے پاس پہنچو فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا پس آپ چلائیں ان کو راستے پر سمندر میں جو خشک ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحر قلزم پر پہنچ کر لاٹھی ماری پانی رک گیا، سورۃ شعراء آیت نمبر ٦٣ میں ہے

"فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ" پس ہوگیا ہر ایک حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح"۔ فرمایا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا آپ خوف نہ کریں دشمن کے پکڑنے کا، درک کا معنی پالینا پہنچ جانا، وہ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے وَّلَا تَخْشٰى اور نہ خوف کریں غرق ہونے کا، کیونکہ سمندر ہے پانی کی ایک دیوار اس طرف کھڑی ہوگی اور ایک اس طرف کھڑی ہوگی پریشان نہ ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کو لے کر رات کو چلے۔ فرعون اور اس کی فوجیں تعاقب میں آئیں۔

فرعون اور اس کی فوجوں کی غرقابی:

جس وقت فرعون کی فوجیں سمندر پر پہنچیں تو بنی اسرائیل گزر چکے تھے راستہ خشک تھا جس وقت یہ سمندر میں داخل

ہوئے ہامان فوج کے آگے تھا درمیان میں فوج تھی اور فوج کے پیچھے فرعون تھا۔ فرعون نے بھی اپنا گھوڑا سمندر میں داخل کر دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اب چل پڑو، سورۃ یونس آیت نمبر ٩٠ میں ہے۔

”حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ“ یہاں تک کہ جب اس کو پالیا غرق ہونے نے تو کہنے لگا ایمان لایا ہوں میں کہ بیشک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں“۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت بڑا عجیب منظر تھا فرعون بڑی عاجزی کر رہا تھا آہ وزاری اور واویلا کر رہا تھا میں نے گارا اس کے منہ میں ٹھونسا کہ اس کی آواز نہ نکلے اللہ تعالیٰ اس پر ترس نہ کھائے کہ یہ بڑا ظالم ہے۔ آیت نمبر ٩٢ میں ہے

”فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً“ پس آج کے دن ہم بچالیں گے تمہارے جسم کو تاکہ ہوجائے وہ ان لوگوں کے لئے نشانی جو تیرے پیچھے ہیں“۔ فرعون کی لاش کو سمندر نے باہر پھینک دیا، باقی وہاں سے سیدھے جہنم چلے گئے، فرمایا فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ پس اس کا پیچھا کیا فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ فَغَشِیَهُمْ پس چھا گئی ان فرعونیوں پر مِّنَ الْیَمِّ بحر قلزم کی موج مَا غَشِیَهُمْ جو چھا گئی ان پر، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا وہ چل پڑا اور وہ سارے غرق ہوگئے وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو وَمَا هَدٰى اور ان کی راہنمائی نہ کی۔

بنی اسرائیل پر کیے جانے والے احسانات کا تذکرہ:

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اے بنی اسرائیل قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ تحقیق ہم نے نجات دی تم کو تمہارے دشمن سے وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ اور ہم نے وعدہ کیا تمہارے ساتھ طور کی دائیں طرف بذریعہ موسیٰ علیہ السلام کہ تمہارے ساتھ یہ ہوگا کہ فرعون تمہیں تنگ کرے گا اور ہم اسی طرح تمہیں نجات دیں گے اور اس طرح تمہیں وادی سینائی میں پہنچائیں گے۔ جب وادی سینائی میں پہنچ گئے تو خوراک کا مسئلہ پیش آیا، پانی کا مسئلہ پیش آیا کہ انسان خوراک پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا وَنَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور اتارا ہم نے تم پر من اور سلوی كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے وَلَا تَطْغَوْا فِیْهِ اور نہ سرکشی کرو اس میں یہ بات بھی احادیث میں اور تفسیروں میں ہے کہ ان کو حکم تھا کہ جتنا کھانا کھا سکتے ہو کھاؤ مگر بچا کر نہ رکھو لیکن وہ حرص کرتے اور کھانا کبھی خراب نہ ہوتا مگر انہوں نے یہ خیانت کی کہ کھیر میں سے کچھ الگ کر کے رکھ لیتے بھنے ہوئے بٹیر الگ کر کے رکھ لیتے وہ بہت جلد خراب ہوجاتے تھے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا تھی تو فرمایا اس میں سرکشی نہ کرنا فَیَحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبِیْ پس اترے گا تم پر میرا غضب وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ اور جس شخص پر اترا میرا غضب فَقَدْ هَوٰى، هَوٰى یَهْوٰى کا

معنی ہے گر گیا، تباہ ہوگیا، تو معنی ہوگا، پس تحقیق وہ ہلاک ہوگیا، یہ غضب ان لوگوں پر ہوا۔
وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں، کس کو بخشوں گا، فرمایا اس کو بخشوں گا جس میں چار خوبیاں ہوں گی لِّمَنۡ تَابَ بخشش اس کے لئے ہے جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا، تیسرا کام وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا۔ پھر ایک آدھ دفعہ نہیں ثُمَّ اهۡتَدٰی پھر ہدایت پر قائم رہا، توبہ کی قبولیت کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار چیزیں بتلائی ہیں۔

① ۔ سچے دل سے توبہ کرے۔

②۔ ایمان لائے۔

③۔ عمل اچھے کرے۔

④۔ اور اس پر ڈٹ جائے۔

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰی ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰۤی اَثَرِیۡ

اور کس چیز نے جلدی پر آمادہ کیا آپ کو اپنی قوم سے اے موسیٰ علیہ السلام۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے۔ یہ میری قوم میرے پیچھے آرہی ہے،

وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰی ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ

اور میں نے جلدی کی آپ کی طرف اے میرے رب تا کہ آپ راضی ہوجائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس بیشک ہم نے تحقیق

فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوۡسٰۤی

فتنے اور آزمائش میں ڈال دیا ہے آپ کی قوم کو آپ کے آنے کے بعد اور ان کو گمراہ کیا ہے سامری نے۔ پس لوٹے موسیٰ علیہ السلام

اِلٰی قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا

اپنی قوم کی طرف غصے میں افسوس کرتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کیا نہیں وعدہ کیا تھا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے وعدہ

حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ

اچھا کیا پس لمبا ہوگیا تھا تم پر وعدہ یا تم نے ارادہ کیا یہ کہ واجب ہو تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے

فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِیۡ ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰـكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا

پس تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی لوگوں نے کہا نہیں خلاف ورزی کی ہم نے آپ کے وعدے کی اپنے اختیار سے

مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَی السَّامِرِیُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ

اور لیکن ہم اٹھوائے گئے بوجھ قوم کے زیورات۔ پس ہم نے ان کو پھینک دیا پس اسی طرح ڈالا سامری نے۔ پس نکالا ان کے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۚ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

لئے بچھڑا جسم تھا اس کیلئے آواز تھی پس کہا انہوں نے یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے پس موسیٰ علیہ السلام بھول گئے ہیں۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع ۱۳

کیا پس نہیں دیکھتے یہ کہ وہ نہیں لوٹاتا ان کی طرف کوئی بات اور نہیں مالک ان کیلئے ضرر کا اور نہ نفع کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْجَلَكَ: آپ کو آگے بھیجا، اَثَرِیْ: میرے پیچھے، عَجِلْتُ: میں نے جلدی کی، بَعْدِكَ: آپ کے بعد، اَضَلَّهُمْ: ان کو گمراہ کیا، السَّامِرِیُّ: سامری نے، فَطَالَ: (پس) لمبا ہوگیا، فَاَخْلَفْتُمْ: (پس) تم نے خلاف ورزی کی، مَوْعِدِیْ: میرے وعدہ کی، مَآ اَخْلَفْنَا: ہم نے خلاف ورزی نہیں کی، مَوْعِدَكَ: تیرے وعدہ کی، بِمَلْكِنَا: اپنے اختیار سے، حُمِّلْنَآ: ہم پر لادے گئے، اَوْزَارًا: بوجھ، فَقَذَفْنٰهَا: ہم نے ڈال دیا نہیں، اَلَّا يَرْجِعُ: یہ کہ وہ نہیں لوٹا تھا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احسانات کا ذکر فرمایا۔ اب ان آیات میں ان کی سرکشیوں میں سے ایک سرکشی یعنی سامری کے کہنے پر بچھڑے کی پرستش کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کی بچھڑے کی پوجا کرنا:

اس واقعے کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے بحر قلزم پار کر کے وادی سینا میں پہنچے تو قوم کے لیے کتاب ہدایت یعنی تورات حاصل کرنے کے لیے کوہ طور پر تشریف لے گئے اور وہاں جانے میں بڑی تیزی اور مستعدی دکھائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى اور کس چیز نے جلدی پر آمادہ کیا آپ کو اپنی قوم سے اے موسیٰ علیہ السلام وہ پیچھے ہیں اور آپ جلدی آگئے ہیں قَالَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِیْ یہ میری قوم میرے پیچھے آرہی ہے وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ اور میں نے جلدی کی آپ کی طرف رَبِّ لِتَرْضٰى اے میرے رب تاکہ آپ راضی ہو جائیں، محض آپ کی ملاقات کے شوق کی وجہ سے جلدی آیا ہوں۔

قَالَ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ پس بیشک ہم نے فتنے اور آزمائش میں ڈال دیا ہے آپ کی قوم کو مِنْۢ بَعْدِكَ آپ کے وہاں سے آنے کے بعد وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ اور ان کو گمراہ کیا ہے سامری نے، فَرَجَعَ مُوْسٰٓى پس لوٹے موسیٰ علیہ السلام چالیس دنوں کے بعد اِلٰى قَوْمِهٖ اپنی قوم کی طرف غَضْبَانَ اَسِفًا غصے میں تھے افسوس کرتے ہوئے۔

قَالَ فرمایا يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ اے میری قوم کیا نہیں کیا تھا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے وعدہ

وَعْدًا حَسَنًا وعدہ اچھا کہ تمہیں تورات کی صورت میں آئین ملے گا اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ کیا پس لمبا ہو گیا تھا تم پر وعدہ اَمْ اَرَدْتُّمْ یا تم نے ارادہ کیا اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کہ واجب ہو تم پر لازم ہو تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ پس تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی، تم نے میرے ساتھ توحید پر پختہ رہنے کا وعدہ کیا تھا اب تم گمراہ ہو گئے ہو بچھڑے کی پوجا شروع کر دی ہے قَالُوْا کہنے لگے مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ نہیں خلاف ورزی کی ہم نے آپ کے وعدے کی بِمَلْكِنَا اپنے اختیار سے وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اور لیکن ہم اٹھوائے گئے اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ قوم کے زیورات کے بوجھ سے، ہمارے اوپر بوجھ تھا، جس کی وجہ سے ہم مجبور ہو گئے فَقَذَفْنٰهَا ہم نے ان کو پھینک دیا کیونکہ بنی اسرائیل کی شریعت میں مال غنیمت حلال نہیں تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے انہوں نے وہ زیورات پھینک دیئے فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ پس اسی طرح ڈالا سامری نے، یہاں ڈالنے سے مراد ڈھالنا ہے، سامری نے سونے چاندی کو ڈھال کر اُس کا بچھڑا بنا دیا فَاَخْرَجَ لَهُمْ پس نکالا ان کیلئے عِجْلًا بچھڑا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ جسم تھا اس کیلئے آواز تھی، ٹیں ٹیں کی آواز نکالتا تھا۔

بچھڑا کس طرح کا تھا اور کس چیز سے بنا تھا؟:

جس وقت بحر قلزم میں فرعون کی فوجیں تباہ ہو رہی تھیں اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے وہ گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا تھا وہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی تھی، سامری نے یہ چیز دیکھی تو اس نے وہاں سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر محفوظ کر لی تھی، آئندہ رکوع میں آرہا ہے کہ سامری نے کہا فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ "پس بھری میں نے ایک مٹھی رسول (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے قدم سے"۔ تو یہ مٹی اس کے پاس محفوظ تھی بنی اسرائیل جب مصر سے آئے تھے تو فرعونیوں کے زیوران کے پاس تھے کافی مقدار میں وہ ان کے پاس کس طرح آئے تو اس کے متعلق دو تفسیریں منقول ہیں۔

(اوّل) یہ کہ بنی اسرائیل کا فنکشن تھا شادی وغیرہ کیلئے انہوں نے مصریوں سے ان کے زیورات مانگے تھے کہ ہم استعمال کر کے دے دیں گے مگر آتے وقت ان کو دیئے نہیں۔

(دوم) یہ تفسیر بھی منقول ہے کہ فرعونی چونکہ امیر لوگ تھے ان کو چوری وغیرہ کا خطرہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیلی غریب لوگ تھے اور غریب کے گھر کسی نے کیا چوری کرنی ہے تو مصریوں نے اپنے زیور بنی اسرائیل والوں کے پاس امانت کے طور پر رکھوائے ہوئے تھے لیکن جس وقت انہوں نے ہجرت کی تو یہ زیور انہیں کے پاس رہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات سے بیخبر تھے جس وقت وادی سینا پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا کہ ہمارے پاس ان کے زیور ہیں کیا یہ ہمارے لئے جائز ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جائز نہیں ہیں ان کو جا کر کہیں جنگل میں دفن کر دو، بنی اسرائیلوں نے جا کر وہ زیورات جنگل میں دفن کر دیئے اور سامری نے نکال لئے اور سونے چاندی کا بچھڑا بنایا اور آئندہ رکوع میں بات آرہی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں والی مٹی اس کے منہ میں ڈال دی اس نے ٹیں ٹیں کی آواز نکالنا شروع

کردی۔

پھر اب اس موقع پر بھی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ وہ بچھڑا سونے چاندی کا ہی رہا، لیکن اس میں آواز پیدا ہوگئی یعنی سونے چاندی کی حیثیت نہیں بدلی۔

اور دوسری تفسیر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ "لَحۡمًا وَّدَمًا" اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو گوشت پوست کا بچھڑا بنا دیا، قادر مطلق کے لیے تو کوئی مشکل نہیں ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے، اس بچھڑے سے ٹیں ٹیں کی آواز نکلنے لگ گئی، سامری نے کہا کہ یہ جو اس کے اندر ٹیں ٹیں کر رہا ہے یہ رب ہے، پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے تھے تو جلدی واپس آجاتے تھے اب وہ کوہ طور پر رب کا انتظار کر رہے ہیں اور رب یہاں ٹیں ٹیں کر رہا ہے، (نعوذ باللہ) چنانچہ ان میں سے کچھ جاہل لوگوں نے اس کی پوجا شروع کردی، سب نے پوجا نہیں کی بنی اسرائیل میں موحد بھی تھے بس جن کی عقل ماری گئی تھی۔ وہ بچھڑے کی ٹیں ٹیں پر قربان ہوگئے۔ یہ ساری سامری کی شرارت تھی چونکہ حقیقتاً وہ مشرک تھا صرف ظاہری طور پر اس نے کلمہ پڑھا تھا اور بعض کو اس نے گمراہ کیا سب لوگ گمراہ نہیں ہوئے تھے اس کا ذکر ہے فَقَالُوۡا پس کہا انہوں نے جو ان میں سے ملحد اور مشرک قسم کے لوگ تھے هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ یہ تمہارا معبود ہے اسی لیے تو ٹیں ٹیں کر رہا وَاِلٰهُ مُوۡسٰى اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود بھی یہی ہے فَنَسِىَ پس موسیٰ علیہ السلام بھول گئے ہیں، وہ وہاں اللہ تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں، اور رب آکر اس میں داخل ہوگیا ہے۔ جب لوگوں کی عقل ماری جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے، فرمایا اَفَلَا يَرَوۡنَ کیا پس نہیں دیکھتے وہ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا یہ کہ نہیں لوٹاتا وہ بچھڑا ان کی طرف کوئی بات صرف ٹیں ٹیں کی تو کچھ حقیقت نہیں ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی سوال کرے تو جواب دے اور اس کی حالت یہ تھی کہ تم جو بھی کہو وہ ٹیں ٹیں کر رہا ہے، عقل سے کام! ٹیں ٹیں سے کیا بنے گا؟ ایک تو گفتگو نہیں کرسکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اور نہیں مالک وہ ان کیلئے ضرر کا اور نہ نفع کا۔ الٰہ وہ ہے جو نافع بھی ہو اور ضار بھی ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے علاوہ نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں اور خزانے اسی کی دسترس میں ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے۔

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ

اور البتہ تحقیق فرمایا ان کو ہارون علیہ السلام نے اس سے پہلے اے میری قوم پختہ بات ہے تم فتنے میں ڈالے گئے اس بچھڑے کے

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ

ساتھ اور بیشک تمہارا رب رحمان ہے پس تم میری اتباع کرو (عملاً) اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔ کہنے لگے ہم ہرگز نہیں ٹلیں

عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا

گے اس سے۔ جھکے رہیں گے یہاں تک کہ لوٹ آئیں ہماری طرف موسیٰ علیہ السلام۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہارون علیہ السلام کس چیز

مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا ﴿92﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ

نے آپ کو روکا جب آپ نے دیکھا ان کو کہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ کہ تم نے میری پیروی کیوں نہ کی کیا آپ نے میرے حکم کی

اَمۡرِىۡ ﴿93﴾ قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ وَلَا بِرَاۡسِىۡ ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ

نافرمانی کی۔ فرمایا اے میری ماں کے بیٹے آپ نہ پکڑیں میری داڑھی کو اور نہ میرے سر کو بیشک مجھے خوف ہوا کہ آپ کہیں

تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ ﴿94﴾ قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ

گے آپ نے تفریق ڈالی بنی اسرائیل کے درمیان اور آپ نے انتظار نہیں کیا میری بات کا۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے تیرا کیا معاملہ

يٰسَامِرِىُّ ﴿95﴾ قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ

ہے اے سامری۔ سامری نے کہا دیکھی میں نے وہ چیز جس کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا پس اٹھائی میں نے ایک مٹھی فرشتے کے

اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ ﴿96﴾ قَالَ

نشان سے پس میں نے اس کو پھینک دیا بچھڑے میں اور اسی طرح آمادہ کیا میرے لئے میرے نفس نے۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے

فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ

پس تم جاؤ پس تیرے لئے ہے زندگی میں یہ کہ تم کہو گے نہ چھوؤ بیشک تیرے لیے ایک وعدے کا وقت ہے ہرگز تیرے ساتھ

مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

اس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر سارا دن تو جھکا رہا البتہ ہم ضرور اس کو جلائیں گے

ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا ﴿97﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ

پھر البتہ ضرور اس کو اڑا دیں گے بحر قلزم میں اڑا دینا۔ پختہ بات ہے تمہارا معبود اللہ جل جلالہ ہے۔ وہ کہ نہیں ہے

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ﴿98﴾

کوئی معبود مگر وہی وسیع ہے وہ ہر چیز پر از روئے علم کے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فُتِنۡتُمۡ: تمہیں گمراہی میں ڈالا گیا، لَنۡ نَّبۡرَحَ: ہم ہرگز نہیں ہٹیں گے، اَلَّا تَتَّبِعَنِ: کہ تو میری پیروی نہ کرے، لَا تَاۡخُذۡ: نہ پکڑ، بِلِحۡيَتِىۡ: میری داڑھی سے، خَشِيۡتُ: مجھے اندیشہ ہوا، فَرَّقۡتَ: تو نے تفریق ڈال دی، لَمۡ تَرۡقُبۡ: تو نے خیال نہ رکھا، خَطۡبُكَ: تیرا معاملہ، بَصُرۡتُ: مجھے نظر آیا، لَمۡ يَبۡصُرُوۡا: انہیں نظر نہ آیا، فَقَبَضۡتُ: میں نے مٹھی بھر لی، قَبۡضَةً: ایک مٹھی، اَثَرِ: نقش قدم، فَنَبَذۡتُهَا: میں نے ڈال دیا اسے، مِسَاسَ: چھونا، لَنۡ تُخۡلَفَهٗ: تو اس سے ہرگز نہیں

بچے گا، ظَلۡتَ: تو ہو گیا، عَاكِفًا: جھکا ہوا، لَنُحَرِّقَنَّهٗ: ہر ضرور جلائیں گے اسے، نَسۡفًا: بکھیرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں تذکرہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد سامری نے سونے چاندی کا بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز کی خبر کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے میں بھرے ہوئے قوم کے پاس واپس تشریف لائے۔ اب ان آیات میں حضرت ہارون علیہ السلام کا قوم کا سمجھانا اور قوم کا نہ ماننا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام پر ناراضی ہونا اور سامری سے باز پرس کرنا مذکور ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ہارون علیہ السلام کا قوم کو سمجھانا:

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ اور البتہ تحقیق فرمایا ان کو ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے سے پہلے یعنی ان کی غیر حاضری میں فرمایا یٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ اے میری قوم پختہ بات ہے تم فتنے میں ڈالے گئے ہو اس بچھڑے کی وجہ سے۔ اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو الہ بنا لیا ہے وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ اور بیشک تمہارا رب رحمان ہے فَاتَّبِعُوۡنِيۡ پس تم میری اتباع کرو اتباع ہوتی ہے عمل میں اور اطاعت ہوتی ہے قول میں تو عملی طور پر میری اتباع کرو وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِيۡ اور میرے حکم کی اطاعت کرو قولاً فعلاً میری پیروی کرو، اس سامری شیطان کی پیروی نہ کرو، بچھڑے کو معبود نہ بناؤ اور وہ بد باطن لوگ تھے جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا تھا قَالُوۡا کہنے لگے لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ ہم ہرگز نہیں ٹلیں گے اس سے، اسی پر عٰكِفِيۡنَ جھکے رہیں گے اسی کی عبادت کریں گے حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى یہاں تک موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئیں ہمارے پاس، ان کے آنے تک ہم اس بچھڑے کی عبادت کریں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت ہارون علیہ السلام سے باز پرس کرنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم کی گمراہی کی خبر دی تو غصے کی حالت میں تشریف لائے اور سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو پکڑا اور قَالَ فرمایا يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اے ہارون علیہ السلام آپ کو کس چیز نے روکا اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا جب آپ نے دیکھا کہ قوم کے لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اَلَّا تَتَّبِعَنِ کہ آپ نے میری پیروی کیوں نہ کی۔ اس جگہ پر اب دو طرح کی تفاسیر منقول ہیں۔

(اوّل) اس موقع کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خیال کیا کہ شاید انہوں نے پوری طرح تبلیغ نہیں کی چونکہ نرم مزاج تھے میری بات پر اچھی طرح عمل نہیں کیا میں نے کہا تھا ان لوگوں کی نگرانی کرنا تم نے نگرانی نہیں کی۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ تم میرے پیچھے کیوں نہیں آئے جب آپ نے دیکھا کہ یہ گمراہ ہو گئے اور تمہاری بات نہیں مانتے تو آپ میرے پیچھے چلے آتے اَفَعَصَيۡتَ اَمۡرِيۡ کیا آپ نے میرے حکم کی نافرمانی کی جس طرح تبلیغ کرنے کا حق تھا اس طرح اے ہارون علیہ السلام آپ نے تبلیغ نہیں کی موسیٰ علیہ السلام کے خیال کے مطابق کہ اے ہارون علیہ السلام جب

انہوں نے آپ کی بات نہیں مانی تو آپ میرے پیچھے کیوں نہیں آئے قَالَ ہارون علیہ السلام نے کہا یَبْنَؤُمَّ اے میری ماں کے بیٹے چونکہ ماں میں شفقت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت باپ کے اس لئے ماں کا ذکر کیا، لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ نہ پکڑیں میری داڑھی کو وَلَا بِرَأْسِيْ اور نہ میرے سر کو اِنِّيْ خَشِيْتُ بیشک مجھے خوف ہوا اَنْ تَقُوْلَ کہ آپ کہیں گے فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ آپ نے تفریق ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان، اس لئے میں آپ کے پیچھے نہیں آیا باقی میں نے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں کی اتنا سمجھایا کہ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ (اعراف: ١٥٠) "قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے"۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام کا یہ خیال تھا کہ چونکہ یہ نرم مزاج تھے ان کی نرمی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے لیکن جب تسلی ہوگئی تو پھر اپنے لئے بھی دعا کی اور بھائی کیلئے بھی دعا کی "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ "۔ (اعراف: ١٥١) "اے پروردگار! معاف کر دے مجھے اور میرے بھائی کو"۔ خیر حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بھائی میں آپ کے پاس کوہ طور پر اس لیے نہیں گیا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ اے ہارون علیہ السلام آپ نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق کیوں ڈالی کیونکہ جب میں آپ کے پیچھے آتا تو کچھ میرے ساتھ آتے کچھ پیچھے رہ جاتے تو یہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے اور آپ یہ بھی کہتے کہ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ اور آپ نے انتظار نہیں کیا میری بات کا میرے آنے تک، تو یہ کام نہ کرتے کہ کچھ ساتھ لے آئے اور کچھ وہاں چھوڑ آئے۔

سامری سے اس کے فعل شنیع کی باز پرس:

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ اے سامری! تیرا کیا حال ہے بتا تو تم نے یہ کارروائی کیوں کی ہے قَالَ سامری نے کہا بَصُرْتُ میں نے دیکھی بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ وہ چیز جس کو انہوں نے نہیں دیکھا باقی قوم نے وہ چیز نہیں دیکھی فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ پس اٹھائی میں نے ایک مٹھی فرشتے کے نشان سے۔ "مَنْ حَافِرِ فَرَسِ الرَّسُوْلِ "یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نشان سے" کہ وہ گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا ہے وہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی ہے فَنَبَذْتُهَا پس میں نے اس کو پھینک دیا بچھڑے کے منہ میں جب وہ خاک بچھڑے کے منہ میں ڈالی تو وہ ٹیں ٹیں کرنے لگ گیا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ اور اسی طرح آمادہ کیا میرے لئے، میرے نفس نے، میرے نفس نے میرے لئے یہ کارروائی مزین کی میں نے سمجھا کہ اس مٹی میں کرشمہ ہے چونکہ جگہ فوراً سرسبز ہو جاتی تھی قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فَاذْهَبْ پس تم جاؤ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ پس تیرے لئے ہے زندگی میں اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ کہ تم کہو گے نہ چھوؤ تیرے لئے یہ سزا ہوگی کہ تو کہتا پھرے گا مجھے ہاتھ نہ لگانا جو شخص سامری کو ہاتھ لگاتا تھا اس کو تیز بخار ہو جاتا تھا سامری نے تو لوگوں کو جمع کرنے کا ڈھونگ رچایا تھا وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا اور بیشک تیرے لئے ایک وعدے کا وقت ہے لَّنْ تُخْلَفَهٗ ہرگز تیرے ساتھ اس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی موت کا وقت بھی ہے اور قیامت کا وقت بھی اور تیرے لئے دنیا کی سزا یہ ہے کہ تم لوگوں سے بھاگتے پھرو گے اور قیامت کی سزا اپنی جگہ ہوگی

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ اور دیکھ اپنے الہ کی طرف جو بچھڑا تو نے بنایا تھا الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا وہ جس پر سارا دن تو جھکا رہتا تھا اس کو دیکھو لَنُحَرِّقَنَّهٗ البتہ ضرور ہم اس کو جلائیں گے ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ پھر ہم اس کو اڑا دیں گے فِى الْيَمِّ قلزم میں نَسْفًا اڑا دینا۔

ملحدین کا اعتراض اور اُس کا جواب:

بعض ملحدین نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ سونا اور چاندی پگھلتا ہے، جلتا تو نہیں۔ جبکہ یہاں کہا کہ میں اس کو جلاؤں گا۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ میری اور آپ کی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس بھی لاٹھی تو ہوتی ہے لیکن وہ کبھی سانپ نہیں بنی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اگر اس بچھڑے کو جلا دیں تو کیا اشکال ہے۔

دوسری بات علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کیا ہمارے جو حکیم ہیں وہ سونے کو جلا کر اس کا کُشتہ تیار نہیں کرتے، چاندی کا کشتہ نہیں بناتے؟ اگر تمہارے پاس سونے و چاندی کو جلا کر کشتہ بنانے کے طریقے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے جلا دیا تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ پختہ بات ہے کہ تمہارا معبود اللہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے معبود کوئی مگر وہی صرف معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا وہ وسیع ہے ہر شے پر از روئے علم کے، یہ جو تم نے خود ساختہ بچھڑا معبود بنایا ہے یہ کوئی شے نہیں ہے الہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ

ہم بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خبروں سے ان امتوں کی تحقیق جو گزر چکی ہیں اور تحقیق ہم نے دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ

اپنی طرف سے ذکر۔ جو اعراض کرے گا اس ذکر سے پس بیشک وہ اٹھائے گا قیامت کے دن بوجھ۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں

وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

اور برا ہوگا ان کے لئے قیامت والے دن بوجھ۔ جس دن پھونکی جائے گی بگل اور ہم اکٹھا کریں گے مجرموں کو اس دن نیلی

زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ

آنکھوں والے ہوں گے۔ آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے آپس میں نہیں ٹھہرے تم مگر دس دن اور دس راتیں۔ ہم خوب جانتے

بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

ہیں جو وہ کہیں گے جس وقت کہے گا ان میں سے اچھا روش کے لحاظ سے نہیں ٹھہرے تم مگر ایک دن۔ اور سوال کرتے ہیں

عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿105﴾ فَيَذَرُهَا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہاڑوں کے بارے میں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اڑا دے گا ان کو میرا رب اڑا دینا۔ پس چھوڑ دے گا ان

قَاعًا صَفْصَفًا ﴿106﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿107﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ

پہاڑوں کی جگہ کو میدان ہموار۔ نہیں دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں کوئی موڑ اور نہ اونچی نیچی جگہ۔ اس دن پیروی کریں گے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

پکارنے والے کی۔ کوئی کجی نہیں ہوگی اس کیلئے اور پست ہوجائیں گی آوازیں رحمان کے سامنے

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿108﴾

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنیں گے مگر پاؤں کی آہٹ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَحْمِلُ: وہ اٹھائے گا، وِزْرًا: بوجھ، حِمْلًا: سامان، زُرْقًا: نیلی آنکھ والے، يَتَخَافَتُوْنَ: چپکے چپکے باتیں کریں گے، اَمْثَلُهُمْ: ان کا بہتر رائے والا، طَرِيْقَةً: راستہ، يَنْسِفُهَا: وہ ان کو اڑا دے گا، فَيَذَرُهَا: وہ چھوڑے گا اسے، قَاعًا: میدان، صَفْصَفًا: صاف، اَمْتًا: بلندی، اَلدَّاعِيَ: بلانے والا، عِوَجَ: ٹیڑھاپن، خَشَعَتِ: دب جائیں گی، اَلْاَصْوَاتُ: آوازیں، هَمْسًا: آہٹ۔

ربط:

سابقہ آیات میں تفصیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام فرعون اور بنی اسرائیل کے احوال تفصیل سے بیان ہوئے۔ اب ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ گذشتہ قوموں کی خبریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ موجودہ لوگوں کو اس لیے بتائی جاتی ہیں تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور اللہ کی اطاعت کی طرف آجائیں وگرنہ قیامت نے بہرحال آنا ہے اور پھر قیامت کے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔

تفسیری نکات: سابقہ امتوں کے قصص بیان کرنے کا مقصد:

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ اسی طرح ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیان کرتے ہیں مِنْ اَنْۢبَآءِ خبروں میں سے کچھ مَا ان امتوں کی خبریں قَدْ سَبَقَ جو پہلے گزر چکی ہیں اور اس کا مقصد جیسا کہ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت بیان فرمائی "فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" (اعراف: ١٧٦) "پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کریں حالات تاکہ یہ لوگ غور وفکر کریں"۔ کہ فرمانبرداروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک کیا اور نافرمانوں کا یہ حشر ہوا۔ یہ سبق دینے کیلئے واقعات بیان ہوئے ہیں

قرآن سے اعراض کا وبال:

وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ اور تحقیق ہم نے دیا آپ ﷺ کو مِنْ لَّدُنَّا اپنی طرف سے ذِكْرًا قرآن پاک میں مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ جو اعراض کرے گا اس ذکر سے فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا پس بیشک وہ اٹھائے گا قیامت والے دن بوجھ انکار کا، یعنی انکار کا جو معنوی طور پر بوجھ ہوگا وہ اس کے کاندھے پر ہوگا جیسے کوئی کہتا ہے کہ مجھ پر قرضے کا بوجھ ہے مجھ پر اہل خانہ کے خرچے کا بوجھ ہے مجھ پر فلاں چیز کا بوجھ ہے، اب ظاہر بات ہے کہ اس کی پیٹھ پر کوئی بوری تو نظر نہیں آتی لیکن اس کی ذمہ داری ہے ذمہ داری کا بوجھ گردن پر ہوتا ہے تو جو قرآن پاک سے اعراض کرے گا اس نافرمانی کا بوجھ وہ اٹھائے گا قیامت والے دن جس طرح دوسرے بوجھ اٹھائے گا خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ہمیشہ رہیں گے اس بوجھ میں، وہ بوجھ ان کی گردن سے نہیں ہٹے گا وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا اور برا ہوگا ان کے لئے قیامت والے دن یہ بوجھ انکار اور نافرمانی کا

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے بگل بجانا:

یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ جس دن بگل پھونکی جائے گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جھکے ہوئے ہیں جیسے رکوع کی حالت میں کوئی جھکا ہوتا ہے اور منہ بگل پر رکھا ہوا ہے منتظر ہیں کہ کس وقت مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہو بگل پھونکنے کا اور میں پھونک دوں یعنی یہ بوجھ اس دن اٹھائیں گے جس دن بگل پھونکی جائے گی جس کو نفخہ اولی کہتے ہیں۔ ساری کائنات ختم ہوجائے گی،

''وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ''۔ (سورۃ رحمن) ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات گرامی کے سوا کوئی جاندار چیز باقی نہیں رہے گی''۔ پھر چالیس سال کا وقفہ ہوگا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے چالیس سال بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو اٹھائیں گے پھر وہ بگل پھونکیں گے

''فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ'' (زمر: ٦٨) ''پس یہ لوگ کھڑے ہوجائیں گے اور دیکھ رہے ہونگے''۔ سب اپنی قبروں سے نکل کر آئیں گے اور جن کو پرندے کھا گئے، درندے کھا گئے، مچھلیاں ہڑپ کر گئیں وہ بھی آجائیں گے جن کو جلا کر راکھ کردیا گیا وہ بھی آجائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں گے، فرمایا

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ اور ہم جمع کریں گے مجرموں کو یَوْمَئِذٍ اس قیامت والے دن زُرْقًا نیلی آنکھوں والے ہوں گے۔ اور بعض حضرات نے کہا کہ زُرْقًا، اَزْرَقُ کی جمع ہے۔ بمعنی بلّی کی آنکھوں والا جسے فارسی میں گُربہ چشم کہتے ہیں۔ تو یہاں مراد ہے وہ لوگ جو قیامت کے منکر تھے یعنی کفار۔

کفار کی قیامت کے دن باہم گفتگو:

يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ آپس میں آہستہ آہستہ گفتگو کریں گے اور کہیں گے اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نہیں ٹھہرے تم مگر دنیا میں دس دن اور دس راتیں، دنیا میں ہم بالکل تھوڑا سا عرصہ رہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے مگر دس دن اور دس راتیں نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً جس وقت کہے گا ان میں سے اچھا روش کے اعتبار سے جس کی رائے سب سے بہتر ہوگی وہ کہے گا اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا نہیں ٹھہرے تم مگر ایک ہی دن صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو آخرت کی زندگی جو نہ ختم ہونے والی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک دن بھی معلوم نہیں ہوتی، "ساعۃ" ایک گھڑی بھی معلوم نہیں ہوتی، سورۃ النازعات میں ہے

"يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا" "جس دن وہ لوگ قیامت کو آنکھوں سے دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر دن کا پچھلا پہر یا دوپہر کا وقت"۔ تو آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کچھ بھی نہیں ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض کافر کہیں گے یوم اور بعض کافر کہیں گے عشرا، بعض کافر کہیں گے سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یعنی دن کا کچھ حصہ بعض کہیں گے "عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا" یعنی رات کا کچھ حصہ اور صبح کا کچھ وقت مختلف تعبیریں ہیں۔

مفسرین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ کوئی تعارض نہیں کہنے والے جدا جدا ہیں موضوع ایک نہیں ہے۔

دوسرا مطلب یہ لیتے ہیں کہ مقصد اس سے قلت ہے۔ یعنی آخرت کے مقابلے میں یہ بہت کم ہے۔ تو اس کی نسبت سے اس کو یوں تعبیر کیا ہے۔

قیامت کے دن پہاڑوں کا حال:

قیامت کا لفظ جب آتا تھا منکرین قیامت کہتے تھے کہ قیامت آئے گی تو یہ پہاڑ کہاں جائیں گے۔ فرمایا کوئی اشکال کی بات نہیں قیامت آئے گی تو تیرا ربّ ان کو اڑا دے گا۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ اور یہ پوچھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہاڑوں کے بارے میں کہ یہ کہاں جائیں گے فَقُلْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا اڑا دے گا ان کو میرا رب اڑا دینا۔ سورۃ القارعہ میں ہے۔

"وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ" اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح"۔ فَيَذَرُهَا قَاعًا پس چھوڑ دے گا ان پہاڑوں کی جگہ کو میدان صَفْصَفًا ہموار۔ یہ پہاڑ سارے ختم ہو جائیں گے میدان بالکل ہموار ہو جائے گا، اگر کوئی مشرق کی طرف سے انڈا لڑکھائے تو مغرب تک اس کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی شمال سے لڑکھائے گا تو جنوب تک کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اے مخاطب! لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا نہیں دیکھیں گے آپ اس میں کوئی موڑ، آج

موڑ اس لئے ہیں کہ راستے میں کوئی ٹیلہ آ گیا کوئی پہاڑ آ گیا جب جگہ ہموار ہوگی تو پھر موڑ کہاں ہوں گے وَّلَآ اَمْتًا اور نہ اونچی نیچی جگہ۔ سب بالکل برابر زمین ہو جائے گی یَوْمَىِٕذٍ اس دن یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ پیروی کریں گے پکارنے والے کی لَا عِوَجَ لَهٗ کوئی کجی نہیں ہوگی اس کیلئے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جہاں بگل پھونک رہے ہونگے سب مشرق مغرب والے جنوب والے اس آواز کے پاس جمع ہو جائیں گے وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ اور پست ہو جائیں گی آوازیں رحمن کے سامنے، کوئی آواز نہیں ہوگی فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنیں گے مگر پاؤں کی آہٹ، جس وقت اونٹ اپنا پاؤں زمین پر رکھتا ہے تو اس کی جو ہلکی سی آواز ہوتی ہے اس کو ہمس کہتے ہیں پھر لوگوں کے پاؤں کی آواز پر بھی ہمس کا لفظ بولتے ہیں، تو سب خاموش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اُس کی عدالت میں حاضر ہو جائیں گے۔

یَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ یَعْلَمُ

اس دن نہیں نفع دے گی سفارش مگر اس کو کہ اجازت دی اس کے لئے رحمن نے اور راضی ہوگا اس کی بات پر۔ رب جانتا ہے

مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾

اس چیز کو جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کا از روئے علم کے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾

اور جھک جائیں گے چہرے اس ذات کے سامنے جو زندہ ہے قائم رہنے والی ہے اور تحقیق نامراد ہوا وہ جس نے ظلم اٹھایا۔

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

اور جو شخص عمل کرے گا نیکیوں کا اور شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو پس وہ نہیں خوف کرے گا زیادتی اور نہ کمی کا۔ اور اسی طرح اتارا

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ

ہم نے اس قرآن کو عربی میں اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی اس میں دھمکیاں تاکہ وہ بچ جائیں یا وہ پیدا کرے ان کیلئے

ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

نصیحت کو۔ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بادشاہ ہے سچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کریں قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ پوری

اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ

کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میرے رب زیادہ کر میرا علم۔ اور البتہ تحقیق ہم

عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع ۶ ۱۱ ۱۵

نے تاکید کی تھی آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے پس وہ بھول گئے اور نہیں پائی ہم نے اس کیلئے کوئی پختگی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَنْفَعُ: نہیں نفع دے گی، عَنَتِ: جھک گئے، حَمَلَ: اٹھالایا، فَلَا یَخٰفُ: پس اسے ڈر نہ ہوگا، ھَضْمًا: کمی، اَلْوَعِیْدِ: وعید، یُحْدِثُ: وہ پیدا کردے گا، وَحْیُہٗ: اس کی وحی، زِدْنِیْ: مجھے بڑھا دیجیے، لَمْ نَجِدْ: ہم نے نہیں پائی، عَزْمًا: پختگی۔

ربط:

سابقہ آیات سے قیامت کے احوال بیان ہو رہے ہیں۔ اب بھی قیامت کا ہی بیان ہے۔

تفسیری نکات: شفاعت مسلمانوں کے لیے ہوگی، کافروں کے لیے نہیں:

یَوْمَئِذٍ اس قیامت والے دن لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ نہیں نفع دے گی سفارش اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر اس کو جس کے لئے رحمن نے اجازت دی وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا اور رب راضی ہوگا اس کی بات پر، جو ایمان لایا کلمہ پڑھا عقیدہ درست ہے اس کے لئے شفاعت حق ہے۔ اسی طرح شفاعت کرنے والے کیلئے بھی شرط ہے کہ وہ موحد ہو کافر نہ تو شفاعت کرسکتا ہے اور نہ ہی کافر کو شفاعت فائدہ دے گی، سب سے بڑی شفاعت آنحضرت ﷺ کریں گے جس کا نام شفاعت کبریٰ ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تمام انسان اکٹھے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں حساب کتاب شروع ہوجائے وہ معذرت کریں گے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی معذرت کریں گے، ہوتے ہوتے آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں گے آپ ﷺ مقام محمود میں لواء الحمد، حمد کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا اس کے نیچے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑیں گے آٹھ دن یا پندرہ دن کا لمبا سجدہ ہوگا آنحضرت ﷺ نے فرمایا "یُلْهِمُنِیْ رَبِّیْ مَحَامِدَ لَمْ تَحْضُرْنِیَ الْاٰنَ "۔ "اس سجدے میں اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے ایسے کلمات الہام فرمائیں گے جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں"۔ ان کلمات کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور تسبیح بیان کروں گا ، اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے یَا مُحَمَّدُ ﷺ اِرْفَعْ رَاْسَكَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ " "اے محمد ﷺ سر مبارک اٹھائیے سفارش کریں آپ ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی"۔ یہ شفاعت کبریٰ ساری مخلوق کے حساب کی جلدی کیلئے ہوگی اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی سفارش کریں گے، فرشتے بھی سفارش کریں گے شہید بھی سفارش کریں گے حفاظ قرآن بھی سفارش کریں گے اور علماء اور اولیاء بھی سفارش کریں گے چھوٹے بچے جو فوت ہوئے ہیں وہ بھی سفارش کریں گے بشرطیکہ ماں باپ نے ان کے مرنے پر بین نہ کیا ہو، آواز کے ساتھ روئے نہ ہوں اگر آواز کے ساتھ روئے ہوں گے تو شفاعت سے محروم ہوجائیں گے یہ درجہ بدرجہ شفاعتیں حق ہیں

ان کا انکار قرآن وحدیث اور اجماع امت کا انکار ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس دن نفع نہیں دے گی شفاعت مگر اس کو جس کیلئے رحمن اجازت دے گا اور جس کی بات پر رب راضی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے:

یَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے جو مخلوق کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر سمت کی انتہا تک کا علم جانتا ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس قدر زمانہ گزر گیا اور جس قدر زمانہ گزرے گا ان سب زمانوں کا علم اللہ کو ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کا از روئے علم کے، کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کا احاطہ کر سکے حاشا وکلا ہرگز نہیں! اللہ تبارک وتعالیٰ کی شناخت اس کی قدرت کی نشانیوں سے ہوتی ہے، اس دنیا میں صرف آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات اللہ تبارک وتعالیٰ کو آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہے کسی اور نے اس جہان میں نہیں دیکھا بس اللہ تعالیٰ کی پہچان اس کی قدرت اور کاری گری سے ہوتی ہے زمین کو دیکھو آسمان کو دیکھو، پہاڑوں کو دیکھو، دریا کو، انسان اور حیوان کو دیکھو یہ سب چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اور جھک جائیں گے چہرے اس ذات کے سامنے جو زندہ ہے اور قائم رہنے والی ہے، ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ سے قائم ہے اور سورۃ قلم میں ہے خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ " آنکھیں ان کی پست ہوں گی تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ان پر ذلت چڑھی ہوگی"۔ فرمایا وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا اور تحقیق نامراد ہوا وہ شخص جس نے ظلم اٹھایا یعنی شرک کیا کیونکہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ "سورۃ لقمان) "بیشک شرک بڑا ظلم ہے"۔

اعمال کی قدر ومنزلت ایمان سے ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اور جو شخص عمل کرے گا نیکیوں کا، اچھے عمل کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ مومن ہو، صرف اچھے کام نہیں دیکھنے یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ کام کرنے والا مومن ہے یا نہیں، کافروں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں، ہسپتال قائم کئے ہیں، پل بنائے ہیں سڑکیں بنائی ہیں، مسافر خانے بنائے مگر ایمان نہیں ہوگا تو ان کاموں کی روز محشر کوئی قدر ومنزلت نہیں۔ ہاں جس نے ایمان کے ساتھ اچھے کام کئے فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا پس وہ خوف نہیں کرے گا زیادتی کا وَّلَا هَضْمًا اور نہ کمی کا، نہ تو اس کے ساتھ زیادتی ہوگی کہ جو گناہ اس نے نہیں کئے وہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں اور نہ اس کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی جو اس نے کیا ہے وہ سب کچھ اسے ملے گا۔

قرآن عربی میں ہے جو لوگوں کو ڈراتا ہے:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا اور اسی طرح اتارا ہم نے اس قرآن کو عربی میں وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ اور ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہیں اس میں دھمکیاں کہ اگر تم نہیں مانو گے ہم تمہیں دنیا میں بھی سزا دیں گے، مرتے وقت تمہیں

سزادیں گے قبر میں سزادیں گے میدان محشر میں پل صراط سے گذرتے وقت اور دوزخ میں سزا ہوگی یہ طرح طرح کی وعیدیں ہم نے انہیں سنائی ہیں یہ اس لیے کہ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا یا وہ قرآن پیدا کرے ان کیلئے نصیحت کو اس لئے ہم نے ان کو مختلف انداز میں سمجھایا ہے فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو بادشاہ ہے سچا حقیقی اور سچا بادشاہ وہی ہے آج حکمران بادشاہ اور صدر کہتے ہیں کہ میری حکومت تیری حکومت، قیامت کا دن ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (سورۃ مومن) "آج کے دن کس کی بادشاہی ہے"۔ کوئی نہیں بولے گا اللہ تعالیٰ خود جواب دیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا ہے"۔ ملک اللہ تبارک وتعالیٰ کا۔ بادشاہی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے انسان تو خلیفہ ہے خلافت کا مطلب ہے اصل کی طرف سے جو احکامات ملیں ان کو نافذ کرے۔

قرآن کو جلدی جلدی نہ پڑھا جائے:

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کریں قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ پوری کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی وحی۔

احادیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب وحی لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اس خیال سے کہ میں بھول نہ جاؤں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کریں اور سورۃ القیامہ میں ہے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ، اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان اس قرآن پاک کے ساتھ نہ چلائیں (تاکہ آپ اس کو جلدی سیکھ لیں) بیشک اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جمع کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے"۔ ہمارا فرشتہ آیت، رکوع، جب پورا کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔ قرآن کے ساتھ قرآن پڑھنا قرآن کی بے ادبی اور توہین ہے، قرآن پاک کے آداب میں ہے کہ جب پڑھا جائے تو خاموش رہو، سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۴ میں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور جب قرآن کریم پڑھا جائے پس کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ تو قرآن پاک کے ساتھ قرآن پڑھنا قرآن کی توہین ہے، وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا اور کہہ دیں اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ اور البتہ تحقیق ہم نے تاکید کی تھی آدم علیہ السلام کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے رکوع میں آئے گی فَنَسِيَ پس وہ بھول گئے وہ اس کی پابندی نہ کر سکے وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا اور نہیں پائی ہم نے آدم علیہ السلام کیلئے پختگی وہ بات کے پختہ نہ نکلے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا

اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے انکار کیا۔ پس ہم نے کہا

يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿117﴾

اے آدم علیہ السلام یہ آپ کا دشمن ہے اور آپ کی بیوی کا پس ہرگز نہ نکالے وہ تم دونوں کو جنت سے پس تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿118﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا

بیشک آپ کے لئے کہ نہ آپ بھوکے ہوگے جنت میں اور نہ ننگے ہوگے۔ اور بیشک آپ نہ پیاسے ہوگے جنت میں اور نہ

وَلَا تَضْحٰى ﴿119﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

دھوپ میں رہوگے۔ پس وسوسہ ڈالا ان کی طرف شیطان نے کہا اے آدم علیہ السلام کیا میں آپ کی راہنمائی کروں ایک درخت پر

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿120﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

ہیشگی کا ہوگا اور ایسے ملک کی جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔ پس کھالیا ان دونوں نے اس درخت سے پس ظاہر ہوگئیں دوتوں کے

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ

سامنے دونوں کی شرمگاہیں اور لگے دونوں جوڑنے اپنے اوپر جنت کے پتے۔ اور نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی

فَغَوٰى ﴿121﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿122﴾

پس چوک گئے۔ پھر منتخب کیا ان کو ان کے رب نے پس رجوع کیا اس کی طرف اور راہنمائی فرمائی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا: کہیں وہ تم دونوں کو نکلوا نہ دے، اَلَّا تَجُوْعَ: یہ کہ تو بھوکا نہ ہوگا، لَا تَعْرٰى: تو ننگا نہ رہے گا، لَا تَظْمَؤُا: تو پیاسا نہ ہوگا، لَا تَضْحٰى: تجھے دھوپ نہ لگے گی، اَدُلُّكَ: میں تجھے بتلاؤں؟، لَا يَبْلٰى: وہ کمزور نہ ہوگا، فَاَكَلَا: سو ان دونوں نے کھالیا۔

ربط:

اوپر رکوع کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان سے ایک وعدہ لیا لیکن انہوں نے اس میں پختگی نہ دکھائی۔ اب آگے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت آدم علیہ السلام سے وعدے کی تفصیل:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو آدم علیہ السلام کو، پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں تعظیمی سجدہ حرام ہے لہذا آج کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرے اور کہے کہ فرشتوں نے بھی سجدہ کیا ہے تو یہ قیاس غلط ہے فَسَجَدُوْٓا پس انہوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اَبٰى

اس نے انکار کر دیا کہ میں سجدہ نہیں کرتا فَقُلْنَا پس ہم نے کہا یٰاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام اِنَّ ھٰذَا بیشک یہ ابلیس عَدُوٌّ لَّكَ آپ کا دشمن ہے وَلِزَوْجِكَ اور آپ کی بیوی کا دشمن ہے، اس وقت آدم علیہ السلام اور حوا (علیہا السلام) جنت میں تھے فرمایا یہ تمہارا دشمن ہے فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ پس ہرگز نہ نکالے وہ تم دونوں کو جنت سے ایسے حالات نہ پیدا کر دے کہ تم جنت سے نکالے جاؤ، اگر ایسا ہوا تو فَتَشْقٰى پس تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ جنت میں تو بغیر کسی محنت کے ہر چیز میسر ہے۔ یہاں سے نکل گئے تو یہ عیش آرام ختم ہو جائے گا اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى بیشک آپ کیلئے ہے کہ تم بھوکے ہو گے جنت میں اور نہ ننگے ہو گے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنت میں بھوک نہیں لگتی اگر بھوک نہیں لگے گی تو نعمتیں کس نے کھانی ہیں بھوک بھی اپنی جگہ ایک نعمت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بھوک نہیں ہوگی اس کا مداوا نہ ہو علاج نہ ہو وہاں بھوک مٹانے کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ مزیدار کھانا وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا اور بیشک آپ نہ پیاسے ہوں گے جنت میں یعنی ایسی پیاس کہ جس کے بعد پینے کیلئے کچھ نہ ہو، ویسے پیاس لگے گی، دودھ کی نہریں، شراب کی نہریں، شہد کی نہریں پینے کے لئے ہونگی وَلَا تَضْحٰى اور نہ دھوپ میں رہو گے، نہ سردی ہوگی نہ گرمی ہوگی سایہ دار درخت ہوں گے فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ ڈالا ان کی طرف شیطان نے، آدم علیہ السلام کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا قَالَ شیطان کہنے لگا يٰاٰدَمُ اے آدم علیہ السلام هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ کیا میں آپ کی راہنمائی کروں ایسے درخت پر جو ہمیشگی کا درخت ہے کہ اس کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى اور ایسا ملک بتلاؤں جو کبھی بوسیدہ نہ ہو۔

سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ " اور ابلیس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی میں تمہارا بڑا خیر خواہ ہوں"۔ لالچ بھی دیا اور قسم بھی اٹھائی، آدم علیہ السلام نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر بھی کوئی جھوٹ بولتا ہے، تو آدم علیہ السلام بھول گئے فَاَكَلَا مِنْهَا پس کھالیا ان دونوں نے اس درخت کو فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا پس ظاہر ہو گئیں ان دونوں کے سامنے ان کی شرمگاہیں وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ اور لگے دونوں جوڑنے اپنے اوپر جنت کے پتے آگے پیچھے تا کہ ہمارا ستر ہو جائے وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى اور نافرمانی کی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی پس بھول گئے، غلطی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت فرمایا اے آدم علیہ السلام آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ اب اس موقع پر حضرت آدم علیہ السلام نے کوئی منطق نہیں لڑائی ورنہ کہہ سکتے تھے پروردگار! شیطان سے پوچھو اس نے کیوں جھوٹی قسم کھائی؟ کوئی حجت نہیں کی قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اعراف: ۲۳) " دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہم نے زیادتی کی اپنی جانوں پر اور اگر آپ ہمیں نہیں بخشیں گے تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، اس کا ذکر ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ پھر منتخب کیا ان کو ان کے رب نے، توبہ کیلئے انتخاب فرمایا فَتَابَ عَلَيْهِ پس رجوع کیا اس کی طرف، ان کی توبہ قبول فرمائی وَهَدٰى اور اللہ تعالیٰ نے انکی راہنمائی فرمائی کیونکہ وہ اکڑے نہیں ضد نہیں کی۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے دونوں اتر جاؤ اس جنت سے اکٹھے بعض تمہارے بعض کیلئے دشمن ہوں گے پس اگر آئے تمہارے پاس

مِّنِّىْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ

میری طرف سے ہدایت پس جس نے پیروی کی میری ہدایت کی پس وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں مبتلا ہوگا۔ اور جس نے

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ

اعراض کیا میرے ذکر سے پس اس کیلئے زندگی ہوگی تنگ اور ہم اس کو قیامت والے دن اندھا اٹھائیں گے۔ کہے گا اے

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ

میرے رب کیوں آپ نے اٹھایا ہے مجھے اندھا اور تحقیق میں دیکھنے والا تھا۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اسی طرح آئیں تیری پاس

اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ

ہماری آیتیں پس تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج کے دن تو رحمت سے بھلا دیا جائے گا۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں

مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

جس نے اسراف کیا اور نہ ایمان لایا اپنے رب کی آیات پر اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی سخت ہے اور بہت ہی پائیدار ہے

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ

کیا پس ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کیلئے کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں وہ چلتے پھرتے تھے ان کے ٹھکانوں میں

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ ع ١٣ / ١٦

بیشک اس میں کئی نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَصٰى: خلاف ورزی ہوگئی، فَغَوٰى: وہ غلطی میں پڑ گئے، اِهْبِطَا تم دونوں اُترو، لَا يَشْقٰى: وہ شقی نہ ہوگا، مَعِيْشَةً: گزران، ضَنْكًا: تنگ، نَحْشُرُهٗ: ہم اٹھائیں گے اسے، حَشَرْتَنِىْ: آپ نے مجھے اٹھایا، اَتَتْكَ: آئیں تیرے پاس، فَنَسِيْتَهَا تو نے انہیں بھلا دیا، تُنْسٰى: تو بھلا دیا جائے گا، اَسْرَفَ: حد سے گزر گیا، مَسٰكِنِهِمْ: ان کی رہائش گاہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا۔ ان آیات میں بھی اولاً حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارے

جانے کا بیان ہے اور بعد ازاں جو شخص قرآن کی آیات سے اعراض کرے گا اس کا قیامت والے دن ہونے والے حشر کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اتارا جانا:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًا اتر جاؤ تم دونوں اس جنت سے اکٹھے، جنت سے اتار دیا۔ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارے بعض کیلئے دشمن ہوں گے۔ انسانوں کی آپس میں دشمنی آدم علیہ السلام سے چلی آرہی ہے، چھٹے پارے میں قابیل ہابیل کا ذکر ہے کہ بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا، تو دشمنی کا آغاز پہلے دن سے ہی شروع ہو گیا، تو فرمایا بعض بعض کے دشمن ہوں گے فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ پس جس نے پیروی کی میری ہدایت کی فَلَا يَضِلُّ پس وہ نہ گمراہ ہو گا وَلَا يَشۡقٰى اور نہ مشقت میں مبتلا ہو گا کیونکہ جو گمراہ ہوا اس کو دنیا میں بھی سزا ہو گی اور قبر، حشر، آخرت میں بھی سزا ہو گی وہ مشقت میں مبتلا ہو گا۔

قرآن سے روگردانی کرنے کا آخرت میں انجام:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ اور جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے، ذکر سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ میں پچھلے رکوع میں بھی عرض کر چکا ہوں تو فرمایا جس نے اعراض کیا میرے ذکر سے فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا پس اس کی زندگی تنگ ہو گی، روزی تنگ ہو گی، مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا کا کیا مفہوم ہے؟

یہاں دو باتیں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے باسنادٍ جید فرماتے ہیں کہ جس نے میرے ذکر یعنی اس قرآن سے اعراض کیا تو اس کے لئے قبر میں زندگی تنگ ہو گی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی تنگ ہو گی تنگ یوں ہو گی کہ خیر اس میں داخل نہیں ہو گی، مال بھی وافر، اولاد بھی وافر سب کچھ وافر لیکن وہ جو آخرت میں اس کے لئے مفید چیزیں ہوں، وہ اس سے تنگ ہوں گی۔

وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى اور ہم اٹھائیں گے اس کو قیامت والے دن اندھا قَالَ کہے گا رَبِّ اے میرے رب لِمَ حَشَرۡتَنِىۡۤ اَعۡمٰى کیوں آپ نے اٹھایا ہے مجھے اندھا وَقَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا اور تحقیق میں دیکھنے والا تھا دنیا میں، اندھا ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل تفسیروں میں موجود ہے کہ جس وقت قبر سے نکلے گا تو اس وقت اندھا ہو گا پھر آگے جا کر اس کو آنکھیں ملیں گی جن سے وہ جنت بھی دیکھے گا اور دوزخ بھی دیکھے گا میدان محشر بھی دیکھے گا۔

قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے كَذٰلِكَ اَتَتۡكَ اٰيٰتُنَا اسی طرح آئیں تیرے پاس ہماری آیتیں فَنَسِيۡتَهَا پس تو نے ان کو بھلا دیا یعنی ان کو چھوڑ دیا ان کی طرف تو نے توجہ ہی نہیں کی، آیات سے تم نے آنکھیں بند کر لی تھیں وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى اور اسی طرح آج کے دن تو رحمت سے بھلا دیا جائے گا۔

اسراف سے کیا مراد ہے؟

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اس کو جس نے اسراف کیا، حد سے آگے گزر گیا، اسراف کا معنی ہے حد سے نکلنا، یعنی جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہیں کہ یہ کام کرو وہ کام نہ کرنا اور جن کاموں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا ہے وہ کام کرنا۔ یعنی اپنی حدود کو پار کرنا۔ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اور نہ ایمان لایا اپنے رب کی آیات پر وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی سخت ہے اور بہت ہی پائیدار ہے، بہت دیر تک باقی رہنے والا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ فرمائے۔ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا پس ہدایت نہیں ہوئی ان لوگوں کیلئے كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ کتنی ہم نے ہلاک کیں ان سے پہلے جماعتیں، نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم بیشمار قومیں ہم نے ہلاک کیں يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ یہ چلتے پھرتے ہیں ان کے ٹھکانوں میں، جب شام اور یمن کے علاقے میں تجارت کیلئے جاتے ہیں تو راستے میں یہ تباہ شدہ بستیاں ہیں جہاں سے یہ مکہ والے گذر کر جاتے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں، لِّاُولِي النُّهٰى، نُهٰى نُهْيَةٌ کی جمع ہے بمعنی عقل جو برائی سے روکتی ہے اور عقل کو بھی عقل اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ برائی اور بدی سے روکتی ہے۔ تو معنی ہوگا عقلمندوں کیلئے اس میں نشانیاں ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ

اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ جو پہلے ہو چکا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے البتہ ہوتا ان کا ہلاک ہونا لازم اور ایک وقت

مُّسَمًّى ﴿129﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

مقرر ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی سورج کے طلوع

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ

ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح بیان کریں اور دن

لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿130﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ

کے اطراف تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں۔ اور ہرگز نہ پھیلائیں اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جو ہم نے فائدہ دیا ہے اس چیز

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ

کے ساتھ مختلف لوگوں کو ان میں سے۔ یہ زینت ہے دنیا کی زندگی کی تاکہ ہم امتحان لیں ان کا اس کے ذریعے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿131﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ

کے رب کا رزق بہتر ہے۔ اور بہت ہی پائیدار ہے اور حکم دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کے افراد کو نماز کا اور خود بھی قائم رہیں نماز

لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

پر ہم نہیں سوال کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رزق کا ہم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق دیتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گاری کا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِزَامًا: چمٹ جانے والا، طُلُوْعِ بطلوع ہونا، غُرُوْبِھَا: اس کا غروب ہونا، اٰطْرَافَ: کنارے، زَھْرَۃَ: رونق، لِنَفْتِنَھُمْ: تاکہ ہم انہیں آزمائیں، لَا نَسْئَلُكَ: ہم آپ سے نہیں چاہتے، نَرْزُقُكَ: ہم آپ کو رزق دیتے ہیں۔

ربط:

اوپر آپ نے پڑھا کہ ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتیں ہلاک کیں اگر دو چیزیں نہ ہوتیں تو ہلاکت اہل مکہ کے لیے بھی آجاتی ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے غضب پر حاوی ہے۔ دوم یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود با مسعود ان میں ہونا اُن کے لیے عذاب سے مانع ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو امور انجام دیں ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں اس پر جو وہ کہتے ہیں اور دوم یہ کہ اللہ کی تسبیح بیان کریں۔

تفسیری نکات: اللہ کی رحمت غصے پر سبقت رکھتی ہے:

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ اور اگر نہ ہوتا ایک فیصلہ جو پہلے ہو چکا ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے لَكَانَ لِزَامًا تو البتہ ان کا ہلاک ہو جانا لازم ہو چکا تھا، وہ فیصلہ کیا ہے؟ اس کے متعلق تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے، ایک بات یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے عرش کے ایک بازو پر لکھوایا ہوا ہے "اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ عَلٰى غَضَبِيْ"۔ "بیشک میری رحمت سبقت کر چکی ہے میرے غصے پر"۔ یعنی میری رحمت میری غصے سے بہت زیادہ ہے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو اللہ کی طرف سے ان پر عذاب الٰہی آ گیا ہوتا۔ دوسری تفسیر یہ بیان کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک عذاب سے مانع ہے، سورۃ انفال آیت نمبر ٣٣ میں ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ "نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی سزا دے ان کو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں"۔ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى اور ایک وقت مقرر ہے جب وہ آئے گا پھر ٹلے گا نہیں، ایک لمحے کی بھی مہلت کسی کو نصیب نہیں ہوگی۔

فرمایا ان کی باتوں میں نہیں آئیں فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں، کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت کچھ کہا" سورۃ صافات آیت نمبر ٣٦ میں ہے اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ کیا ہم چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے"۔ (نعوذ باللہ) سورۃ سبا آیت نمبر ٨ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کہا بنایا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ یا اس کو (نعوذ باللہ) جنون ہے"۔ تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی" سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔

پڑھیں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ اس میں فجر اور عصر کی نمازوں کا بیان ہے وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ اٰنَا اِنٌّ کی جمع ہے اس کا معنی ہے وقت۔ معنی ہوگا رات کے اوقات میں فَسَبِّحْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں، اس میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں آگئیں، نمازوں کے بعد تسبیحات کا خوب اہتمام کرو اس کے علاوہ اوقات میں بھی کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن نماز کے بعد ذکر اذکار کا اہتمام زیادہ کرنا چاہیے وَاَطْرَافَ النَّهَارِ اور دن کے اطراف میں، اس میں ظہر کی نماز آگئی، مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کی طرف توجہ دیں، تسبیحات کی طرف توجہ دیں ان کی لایعنی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں لَعَلَّكَ تَرْضٰى تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں، یعنی اس بندگی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو اجر اور ثواب ملے گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اور نہ پھیلائیں دونوں آنکھوں کو اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ اس چیز کی طرف جو ہم نے فائدہ دیا ہے اس چیز کیساتھ مختلف لوگوں کو اس میں سے زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ زینت ہے دنیا کی زندگی کی، کوٹھیاں ہیں، کارخانے ہیں، دوکانیں ہیں، باغات ہیں، سونا چاندی ہے ان چیزوں کی طرف توجہ نہ کریں، یہ دنیا کی رونق اور زینت ہے لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ تاکہ ہم امتحان لیں ان کا اس کے ذریعے کون ان میں سے اچھے کام کرتا ہے اور کون برے کاموں میں خرچ کرتا ہے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا رزق بہتر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کی طرف سے ملے گا وَّاَبْقٰى اور بہت ہی پائیدار ہے۔

گھر والوں کو نماز پڑھنے کی تاکید:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ اور حکم کریں اپنے گھر کے افراد کو نماز کا، ہر آدمی اس بات کا مکلف ہے کہ وہ اپنے گھر کے افراد کو نماز کا حکم دے، حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو، دس سال کا ہو جائے اور نماز نہیں پڑھتا تو فَاضْرِبُوْهُ اس کو مارو جب سات سال کے بچے کو نماز کا حکم کرنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو نماز پہلے یاد کرانی چاہیے، یاد ہوگی تو پڑھے گا وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور خود بھی قائم رہو نماز پر، نماز کبھی نہ چھوڑو، آج حالت یہ ہے کہ دنیا کا تو کوئی کام نہیں چھوٹتا اور نماز چھوٹ جاتی ہے فرمایا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ہم نہیں سوال کرتے آپ سے رزق کا، کیوں؟ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ہم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رزق دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو رزق لکھا ہے وہ مل کر رہے گا نماز کی پابندی کریں وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى اور اچھا انجام پرہیزگاری کا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي

اور کہا کافروں نے کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے کیا نہیں آتی ان کے پاس واضح چیز اس چیز

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا

سے جو پہلے صحیفوں میں درج ہے۔ اور اگر بیشک ہم ان کو ہلاک کر دیتے عذاب میں اس سے پہلے، البتہ وہ کہتے اے ہمارے رب

لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ

کیوں نہ بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی پہلے اس سے کہ ہم ذلیل ہوتے اور ہم

وَنَخۡزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ

رسوا ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں سب کے سب منتظر ہیں پس تم بھی انتظار کرو پس عنقریب تم جان لو گے اس کو جو

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهۡتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع ۸ / ۱۷

سیدھے راستے والے ہیں اور جو ہدایت یافتہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصُّحُفِ: کتابیں، صحیفے، اَرۡسَلۡتَ: آپ نے بھیجا، نَذِلَّ: ہم ذلیل ہوں، نَخۡزٰى: ہم رسوا ہوں، مُتَرَبِّصٌ: انتظار کرنے والا، فَسَتَعۡلَمُوۡنَ: عنقریب تم جان لوگے، اَلسَّوِيِّ: سیدھا۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سنائی گئی تھی۔ اب یہاں ان آیات میں کافروں کی نامعقول باتوں اور ان کی طرف سے طلب کیے جانے والے معجزات کی فہرست کے مطالبے کا جواب دیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: کافروں کی طرف سے معجزات کے مطالبے پر جواب:

وَقَالُوۡا اور کہا ان کافروں نے لَوۡلَا يَاۡتِيۡنَا بِاٰيَةٍ کیوں نہیں لاتے یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی نشانی مِّنۡ رَّبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے اَوَلَمۡ تَاۡتِهِمۡ بَيِّنَةُ کیا نہیں آئی ان کے پاس واضح بات کہ ان کی فرمائش پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور سب نے آنکھوں کے ساتھ دیکھا مگر ایمان نہیں لائے مَا فِي الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰى جو پہلے صحیفوں میں درج ہے، پہلے صحیفوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں لکھی ہوئی ہیں چاند کا دو ٹکڑے ہونا انہوں نے آنکھوں سے دیکھا ہے معراج کا واقعہ ان کے سامنے ہے اور بہت سارے معجزات ہیں جو ان لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جادو کہہ کر اور کبھی فریب نظر کہہ کر ٹال دیے۔ وَلَوۡ اَنَّاۤ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ اور اگر بیشک ہم ان کو ہلاک کر دیتے بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِهٖ عذاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے لَقَالُوۡا تو وہ کہتے رَبَّنَا اے ہمارے رب لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا کیوں نہ بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ پہلے اس سے کہ ہم ذلیل ہوتے وَنَخۡزٰى اور ہم رسوا ہوتے عذاب میں، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبر مبعوث کیا تو انہوں نے انکار

کردیا اور یہودی تو آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے بھی علامات سے اور اپنے پیغمبروں کی پیش گوئیوں سے آپ ﷺ کو پہچانتے تھے، چنانچہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹ میں ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور تھے وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے"۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے کہ اے پروردگار! نبی آخرالزمان ﷺ کے طفیل اور وسیلے کے ساتھ ہمیں فتح عطا فرما قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ سب کے سب منتظر ہیں فَتَرَبَّصُوْا پس تم بھی انتظار کرو فَسَتَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے مَنْ اس کو اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ جو سیدھے راستے والے ہیں، عنقریب پتہ چل جائے گا کہ سیدھے راستے پر کون ہیں وَمَنِ اهْتَدٰى اور جو ہدایت یافتہ ہے۔ وہ کون ہے مرتے ہوئے عالم نزع میں ہی نیک بندوں کو بھی اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے اور بُرے لوگوں کو بھی اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔

سُوۡرَةُ الۡاَنۡبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ

اس سورۃ کا نام سورۃ الانبیاء ہے جو کہ نبی کی جمع ہے۔ چونکہ اس میں مختلف انبیاء کے قصص بیان ہو رہے ہیں۔ اسی مناسبت سے اس کا نام انبیاء ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر اکیسواں (۲۱) ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا تہتر واں (۷۳) ہے یعنی اس سے پہلے بہتر (۷۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی ایک سو بارہ (۱۱۲) آیات ہیں اور سات (۷) رکوع ہیں۔ یہ سورت مکّی ہے یعنی مکّہ میں نازل ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۝١ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ

قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کا حساب اور وہ غفلت میں ہیں اعراض کرنے والے۔ نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت

رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ

ان کے رب کی طرف سے تازہ مگر وہ سنتے ہیں اس کو اور وہ کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ غفلت میں ہیں دل ان کے اور مخفی کی ہے

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ۝٣

ان لوگوں نے سرگوشی جنہوں نے ظلم کیا ہے نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا کیا پس تم پھنستے ہو جادو میں حالانکہ تم دیکھ رہے ہو

قٰلَ رَبِّىۡ يَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝٤ بَلۡ قَالُوۡۤا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ربّ جانتا ہے اس بات کو آسمان میں اور زمین میں اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ بلکہ کہا انہوں

اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۢ بَلِ افۡتَرٰىهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۖۚ فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ

نے پریشان خیالات ہیں بلکہ گھڑ کے لایا ہے اس کو بلکہ یہ شاعر ہے پس چاہیے کہ لائے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسا کہ بھیجے

الۡاَوَّلُوۡنَ ۝٥ مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝٦ وَمَاۤ

گئے ہیں پہلے۔ نہیں ایمان لائے ان سے پہلے کسی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا، کیا پس یہ ایمان لے آئیں گے۔ اور نہیں

اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝٧

بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مگر مردوں کو وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف پس سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُحۡدَثٍ: تازہ، اِسۡتَمَعُوۡهُ: سنتے ہیں اس کو، لَاهِيَةً: غافل، تُبۡصِرُوۡنَ: تم جانتے ہو، شَاعِرٌ: شعر کہنے والا، فَلۡيَاۡتِنَا: وہ لائے ہمارے پاس۔

ربط:

پہلی سورۃ یعنی سورۃ طٰہٰ کے آخر میں تھا کہ اے کافرو اور مشرکو ہر ایک منتظر ہے قیامت کا تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ تم مسخرہ پن کرتے ہو کہ قیامت کب ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ قریب آ گیا لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت۔ اس سورۃ کا نام سورۃ انبیاء ہے یعنی تمام انبیاء کرام کا عقیدہ اس میں بیان ہوگا۔ جو اگلے رکوع میں آ رہا ہے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی توحید سب سے پہلے بیان کی۔

تفسیری نکات: انسان آخرت کے حساب کتاب سے غافل ہے:

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ قریب آ گیا ہے لوگوں کے لئے ان کا حساب وَهُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں مُّعۡرِضُوۡنَ اعراض کرنے والے روگردانی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حساب لوگوں کا قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اعراض کر رہے ہیں کوئی تیاری نہیں کرتے موت واقع ہونے کی دیر ہے حساب شروع۔ لوگ سمجھتے ہیں موت صرف بوڑھوں کے لیے ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے موت سب کے لیے ہے۔ آخرت کی ہر وقت تیاری ہونی چاہیے۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ جب تو نماز پڑھے تو یہ سمجھ کر پڑھ کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے بعد مجھے موقع نہ ملے۔ تو فرمایا لوگ غفلت میں اعراض کر رہے ہیں کوئی تیاری نہیں کی مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ان کے رب کی طرف سے مُّحۡدَثٍ تازہ۔ قرآن پاک کا کوئی نیا حکم نہیں آتا اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ مگر وہ اس کو سنتے ہیں اس کی طرف کان لگاتے ہیں وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ اور وہ کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تازہ حکم آتا ہے اس کو سن کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں دل لگی کرتے ہیں مانتے نہیں لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ غفلت میں ہیں دل ان کے۔

نبی کی بشریت کا انکار:

وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى اور مخفی کی ہے ان لوگوں نے سرگوشی۔ کون سے لوگوں نے مخفی سرگوشی کی ہے؟ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا جنہوں نے ظلم کیا ہے جو ظالم ہیں انہوں نے مخفی طور پر مشورہ کیا ہے۔ کہنے لگے هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ نہیں ہے یہ پیغمبر مگر بشر تمہارے جیسا۔ تو کفار نے قرآن کو اس لیے ٹھکرا دیا کہ یہ ہمارے جیسا بشر لایا ہے اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ کیا پس تم پھنستے ہو جادو میں وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ یہ بشر ہیں کھاتے، پیتے ہیں بیویاں ہیں بچے ہیں سارے بشری

لوازمات ان کیساتھ ہیں یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے تم پھنستے ہو۔ قٰلَ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ میرا رب جانتا ہے بات فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں۔ مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ ہمارے معبودان باطلہ علم غیب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بحکم الٰہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی ہر بات جانتا ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وہی سننے والا ہے۔ اس سے مشرکوں کے عقیدے پر کاری ضرب لگی۔

قرآن کا انکار:

بَلْ قَالُوْٓا بلکہ انہوں نے کہا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خیالات ہیں بَلِ افْتَرٰىہُ بلکہ یہ نبی ﷺ اس قرآن کو (نعوذ باللہ) گھڑ کے لائے ہیں بَلْ ھُوَ شَاعِرٌ بلکہ یہ شاعر ہیں۔ جو جس کے منہ میں آیا اس نے کہا۔ تو کہنے لگے یہ قرآن پریشان خیالات ہیں۔ کبھی کوئی واقعہ شروع کر دیتے ہیں کبھی کوئی قصہ شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی آدم اور حواؑ کا قصہ کبھی فرعون کا کبھی جنت کا کبھی دوزخ کا کبھی ہود علیہ السلام کا کبھی صالح علیہ السلام کا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو واقعات بیان فرمائے ہیں وہ غور و فکر کرنے کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۶ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ آپ ﷺ بیان کریں واقعات تاکہ یہ لوگ غور و فکر کریں کبھی کہتے شاعر ہے یہ بات بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ نبی کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور وہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔ شاعروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ (شعراء) اور بیشک وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ پس لائے ہمارے پاس کوئی نشانی کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ جیسا کہ بھیجے گئے ہیں پہلے۔ یعنی پہلے پیغمبروں کو جو معجزات ملے ہیں ایسا کوئی معجزہ ہمیں دکھائیں۔

مشرکین کے اعتراضات کا جواب:

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ نہیں ایمان لائے ان سے پہلے کسی بستی والے اَھْلَکْنٰھَا جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا اَفَھُمْ یُؤْمِنُوْنَ کیا پس یہ ایمان لائیں گے۔ کیا ان نہ ماننے والے لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کے معجزات حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی والا معجزہ، موسیٰ علیہ السلام کے معجزے آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھے تھے؟ کیا وہ مان گئے تھے؟ کیا انہوں نے شق قمر کا معجزہ نہیں دیکھا؟ طاقتور جادو کہہ کر جھٹلا دیا۔ یہ صرف ان کافروں اور مشرکوں کی باتیں ہیں شوشے چھوڑتے ہیں۔

اللہ نے مرد ہی پیغمبر بنا کر بھیجے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ سے پہلے مگر مردوں کو وحی کی ہم نے ان کی طرف پیغمبر جتنے بھیجے مرد بھیجے عورت کا بھیجنا صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ پیغمبر شکل و صورت عقل و صحت ہر لحاظ سے اعلیٰ ہوتا ہے اگر عورت نبی بنا کر بھیجتے تو وہ بھی ایسی ہی ہوتی اور عورت کے پیچھے تو لوگ ویسے لگے رہتے ہیں۔ اور پیغمبروں کو تبلیغ

کرتا ہے رات کو تبلیغ کرتا ہے تنہائی میں جاتا ہے نیکوں کے پاس بھی بروں کے پاس بھی کیا عورت ایسا کر سکتی تھی؟ ہرگز نہیں عورت کا نبی بنانا حکمت کے خلاف تھا لہٰذا کوئی عورت نبی نہیں قطعاً نہیں اور نہ عورت کی حکمرانی جائز ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صرف مرد پیغمبر بھیجے ہیں جن کی طرف ہم نے وحی کی فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اے لوگو! تم اہل علم سے پوچھو اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم خود لاعلم ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ

اور نہیں بنایا ہم نے ان (رسولوں) کو ایسے جسم کہ نہ کھائیں وہ کھانا اور نہیں تھے وہ ہمیشہ رہنے والے۔ پھر ہم نے سچا کیا ان کے

الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩ لَقَدْ

ساتھ وعدہ پس ہم نے ان کو نجات دی اور جس کو ہم نے چاہا اور ہم نے ہلاک کیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ البتہ تحقیق ہم نے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ

نازل کی تمہاری طرف کتاب جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔ اور کتنی ہی پیس ڈالی ہم نے بستیاں جو

ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝١١ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

تھیں ظلم کرنے والی اور ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری قومیں۔ پس جس وقت انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب اچانک وہ

يَرْكُضُوْنَ ۝١٢ۭ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ

ان بستیوں سے بھاگنے لگے۔ نہ بھاگو اور لوٹو ان چیزوں کی طرف جن میں تمہیں آسودگی دی گئی تھی اور اپنے گھروں کی طرف

لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝١٤ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ

لوٹو تاکہ تم سے سوال کیا جائے۔ انہوں نے کہا ہائے افسوس ہمارے اوپر بیشک ہم ظالم تھے۔ پس ہمیشہ رہی یہی ان کی پکار

حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝١٥ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا

یہاں تک کہ ہم نے کر دیا ان کو کاٹی ہوئی کھیتی بجھی ہوئی آگ۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے

بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝١٦ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ڰ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝١٧

درمیان ہے کھیلتے ہوئے۔ اگر ہم ارادہ کرتے کہ ہم بنائیں کوئی تماشہ البتہ ہم بناتے اپنے پاس سے اگر ہم کرنے والے ہوتے

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ

بلکہ ہم پھینکتے ہیں حق کو باطل پر پس وہ اس کے دماغ کو پھاڑ دیتا ہے پس اچانک وہ جانے والا ہوتا ہے اور تمہارے لیے

ع ١

الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿18﴾

خرابی ہے ان چیزوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَدَقْنٰهُمُ: ہم نے سچا کیا ان سے، فَاَنْجَيْنٰهُمْ: ہم نے نجات دی انہیں، قَصَمْنَا: ہم نے تباہ کر دیا، اَحَسُّوْا: انہوں نے محسوس کیا، يَرْكُضُوْنَ: وہ بھاگنے لگے، لَا تَرْكُضُوْا: تم نہ بھاگو، اُتْرِفْتُمْ: سامان عیش تمہیں دیا گیا، مَسٰكِنِكُمْ: تمہارے (اپنے) گھر، يٰوَيْلَنَآ: ہائے ہلاکت ہماری، فَمَا زَالَتْ: پس نہ ختم ہوئی، خٰمِدِيْنَ: بجھنے والے، لٰعِبِيْنَ: فضول کام کرنے والے، نَتَّخِذَ: ہم اختیار کریں، لَاتَّخَذْنٰهُ: البتہ ہم اختیار کر لیتے اسے، نَقْذِفُ: ہم پھینک مارتے ہیں، فَيَدْمَغُهٗ: وہ اس کا دماغ پھاڑتا ہے، زَاهِقٌ: جانے والے۔

ربط:

سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے کمزور اور بودے اعتراض نقل کیے اور ان کے جوابات دینے شروع کیے اب بھی انہیں اعتراضات کے جوابات بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: تمام رسول بشری تقاضوں کے حامل تھے:

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ اور ہم نے نہیں بنائے پیغمبروں کو ایسے جسم کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔ جب انسان ہیں بشر ہیں آدمی ہیں آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تو جو ضرورتیں آدم علیہ السلام کی اولاد کی ہیں وہ تمام ان کی بھی ہیں۔ کھانا بھی کھائیں گے پانی بھی پئیں گے گرمی سردی بھی لگے گی بھوک پیاس بھی لگے گی بیمار بھی ہونگے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کو کھانے پینے کا استثنیٰ حاصل نہیں ہے وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ اور وہ (پیغمبر) ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے یعنی کھاتے پیتے بھی تھے اور دنیا سے رخصت بھی ہوتے ہیں۔

پیغمبروں اور اہل حق کے سچ کی نشانی:

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ پھر ہم نے سچا کیا ان کے ساتھ وعدہ فَاَنْجَيْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو نجات دی وَمَنْ نَّشَآءُ اور جس کو ہم نے چاہا۔ وہ مومن تھے پیغمبروں کے ساتھی تھے ان کو بھی نجات دی۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مومن) بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان تھے مسرف تھے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ تو جس طرح پہلی قوموں کی طرف پیغمبر بھیجے کتابیں نازل کیں اسی طرح لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا البتہ تحقیق ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب فِيْهِ ذِكْرُكُمْ جس میں

تمہارے لیے نصیحت ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس کیا تم سمجھتے نہیں۔

نافرمان قوموں کی بستیوں کو ملیا میٹ کر دیا گیا:

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ قاف صاد کیساتھ قصم ہو تو اسکا معنی ہے پیس ڈالنا۔ جیسے چکی میں دانے پیستے ہیں۔ معنی ہوگا اور کتنی ہی پیس ڈالیں ہم نے بستیاں كَانَتْ ظَالِمَةً جو ظلم کرنے والی تھیں۔ ان بستیوں کے رہنے والے ظالم تھے مجرم تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے والے تھے بندوں کے حقوق ضائع کرنے والے تھے اس لیے ہم نے انکو پیس ڈالا وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ اور ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری قومیں۔ جس وقت ان ظالموں پر ہمارا عذاب آیا فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ پس جس وقت انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب ہماری پکڑ کبھی زلزلے کی شکل میں کبھی پتھروں کی بارش کی شکل میں کبھی کسی اور شکل میں۔ تو اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ اچانک وہ ان بستیوں سے بھاگنے لگے۔ جس طرح آج کل زلزلہ آئے تو لوگ جوتا پہنے بغیر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں کہ ہم پر مکان نہ گر جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَرْكُضُوْا نہ بھاگو وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ اور لوٹو ان چیزوں کی طرف جن میں تمہیں آسودگی دی گئی تھی۔ اپنی کرسی صوفے اور پلنگ کی طرف آؤ۔ جہاں قالین بچھے ہوئے ہیں وہاں آؤ تکبرانہ انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھو۔ بھاگتے کیوں ہو؟ وَمَسٰكِنِكُمْ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹو لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ تاکہ تمہارے سے سوال کیا جائے کہ تم یہاں کیا کرتے تھے۔ جس طرح تم نوکروں اور ملازموں سے پوچھتے تھے کہ آج کیا کیا ہے؟ اب تمہارے سے پوچھا جائے گا قَالُوْا انہوں نے کہا يٰوَيْلَنَآ ہائے افسوس ہمارے اوپر اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بیشک ہم ظالم تھے لیکن اب مر کے یہ بات کہنے کا کیا فائدہ؟ اب عذاب بھگتو اب مرنے کے بعد بچ نہیں سکتے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ پس ہمیشہ رہی ان کی یہی پکار ہائے افسوس ہم پر ہم بڑے ظالم ہیں حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا یہاں تک کہ ہم نے کر دیا ان کو ایسے جیسے کٹی ہوئی کھیتی ہوتی ہے یا ایسے ہو گئے خٰمِدِيْنَ بجھی ہوئی آگ۔ نہ کوئی شعلہ نہ کوئی بھڑک نہ کوئی روشنی۔

آسمانوں اور زمین کے بنانے کا مقصد:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِيْنَ کھیلتے ہوئے۔ یہ کھیل نہیں ہے اس کے پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ کوئی سکول یا کالج یا کوئی یونیورسٹی قائم کی جاتی ہے اس کا نصاب ہوتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ یہ ادارہ تمہارے لیے بنایا گیا ہے تاکہ تم اس کا نصاب پڑھو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ زمین آسمان بنائے ہیں اور ہمارے ذمہ ایک نصاب لگایا ہے جس میں عقائد ہیں اعمال ہیں حقوق اللہ حقوق العباد ہیں ان کو پڑھنا ہے عمل کرنا ہے۔ یہ آسمان زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر نہیں پیدا فرمایا۔ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا اگر ہم ارادہ کرتے کہ ہم بنائیں کوئی تماشا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ

لَّدُنَّآ البتہ ہم بناتے اپنے پاس سے اپنی کسی چیز کا جو حادث اور فنا ہونے والی نہ ہوتی۔اپنی کسی قدیم صفت کیساتھ بناتے۔ صفت علم ہے قدرت ہے ارادہ ہے اور مشیت ہے۔تو اپنی کسی صفت کیساتھ تماشا کرتے۔زمین آسمان تو حادث ہیں حادث اور فنا ہونے والی چیز کیساتھ تماشا کرنے کی کیا ضرورت ہے اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ اگر ہم کرنے والے ہوتے۔تماشا کرنا ہوتا یہ زمین آسمان جو تمہارے لیے پیدا کئے ہیں۔تو یہاں کچھ نصاب ہے تمہارے ذمہ کچھ پروگرام ہے یہ اس کی تفصیل ہے۔فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ بلکہ ہم پھینکتے ہیں حق کا گولہ باطل پر فَيَدْمَغُهٗ پس وہ اس کے دماغ کو پھاڑ دیتا ہے وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ پس اچانک وہ باطل جانے والا ہوتا ہے۔یعنی پہلے باطل نے خوب قدم جمائے لیکن حق کا گولہ اس پر آ کر گرا تو باطل ایسے ختم ہو گیا جیسے تھا ہی نہیں وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ اے کافرو مشرکو تمہارے لیے خرابی ہے ان چیزوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو۔یعنی تمہارے کفریہ اور مشرکانہ عقائد ان کی وجہ سے تمہارے لیے آخرت میں تباہی اور بربادی ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اور اسی کے لیے وہ مخلوق جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو اس کے پاس ہے وہ تکبر نہیں کرتے اس کی عبادت سے

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۞19 يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۞20 اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ

اور نہ وہ تھکتے ہیں۔پاکیزگی بیان کرتے ہیں رات کو اور دن کو وہ سستی نہیں کرتے۔کیا انہوں نے بنا لیے ہیں معبود زمین سے

الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۞21 لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ

ان کو اٹھائیں گے۔اگر ہوتے آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا البتہ آسمان اور زمین کا نظام درہم برہم ہو جاتا پس اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞22 لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

کی ذات پاک ہے۔جو عرش کا رب ہے ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا اس چیز کے

وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۞23 اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا

متعلق جو وہ کرتا ہے اور ان سے سوال کیا جائے گا۔کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لاؤ

بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اپنی دلیل یہ قرآن دلیل ہے ان کی جو میرے ساتھ ہیں اور دلیل ہے ان کی جو میرے سے پہلے گزر رہے ہیں بلکہ ان کے اکثر

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۞24 وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ

نہیں جانتے حق کو پس وہ اعراض کرنے والے ہیں۔اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول مگر ہم نے وحی بھیجی

اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿25﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا

اس کی طرف بیشک شان یہ ہے نہیں کوئی معبود مگر میں پس تم میری عبادت کرو۔ اور کہا انہوں نے ٹھہرالی ہے رحمٰن نے اولاد،

سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿26﴾ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿27﴾

اس کی ذات پاک ہے بلکہ بندے ہیں باعزت۔ نہیں سبقت کرتے اس سے گفتگو میں اور وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں

يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کے لیے جس سے رب راضی ہے

وَهُمۡ مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿28﴾ وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّىۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ

اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔ اور جو کہے ان میں سے بیشک میں معبود ہوں اللہ تعالیٰ سے نیچے

فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿29﴾ ع ۲

پس ایسے شخص کو ہم بدلہ دیں گے جہنم اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَايَسۡتَحۡسِرُوۡنَ: وہ نہیں تھکتے ہیں، يُسَبِّحُوۡنَ: وہ پاکی بیان کرتے ہیں، لَايَفۡتُرُوۡنَ: وہ رُکتے نہیں ہیں، يُنۡشِرُوۡنَ: وہ زندہ کرتے ہیں، لَفَسَدَتَا: وہ دونوں درہم برہم ہوجاتے، لَايُسۡئَلُ: اس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی، يُسۡئَلُوۡنَ: ان سے باز پرس کی جائے گی، فَاعۡبُدُوۡنِ: تم عبادت کرو میری، مُكۡرَمُوۡنَ: معزز، لَايَسۡبِقُوۡنَهٗ: وہ آگے نہیں بڑھتے اس سے، لَايَشۡفَعُوۡنَ: وہ شفاعت نہیں کرتے، اِرۡتَضٰى: اس نے پسند کیا، خَشۡيَتِهٖ: اس کی ہیبت، مُشۡفِقُوۡنَ: ڈرنے والے، يَقُلۡ: (جو) کہتا ہے، نَجۡزِىۡ: ہم بدلہ دیتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار اور مشرکین کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کا بیان فرما رہا ہے اور مشرکوں نے جن کو اللہ کی اولاد قرار دیا ان کی طرف سے ان مشرکانہ عقائد کی براءت بھی فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: زمین وآسمان اور اس میں موجود تمام مخلوق کا خالق و مالک اللہ ہے:

وَلَهٗ اور اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے مَنۡ وہ مخلوق فِى السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَالۡاَرۡضِ اور جو زمین میں ہے۔ آسمانوں کی مخلوق، فرشتے بھی اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا تصرف ہی چلتا ہے۔ زمین میں جو

مخلوق ہے یہ بھی اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس پر بھی اسی کا تصرف چلتا ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ اور وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ہیں حاملین عرش لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وہ تکبر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ انسان مشقت والا کام کرنے سے تھک جاتا ہے کیونکہ یہ مٹی پانی آگ اور ہوا سے مرکب ہے۔ بدن میں تھکاوٹ ہوجاتی ہے۔ فرشتے نوری مخلوق ہے ان کو قطعاً کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں ہوتی يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ پاکیزگی بیان کرتے ہیں رات کو اور دن کو۔ فرشتوں کی تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ مستدرک میں حدیث ہے کہ اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ فرماتے ہیں لَا يَفْتُرُوْنَ وہ فرشتے اپنے ربّ کی تسبیح کرنے میں کسی بھی قسم کی سستی نہیں کرتے ہیں۔ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ کیا ان لوگوں نے بنالیے ہیں معبود زمین سے۔ کوئی لات کو معبود بنائے پھرتا ہے کوئی منات کو کوئی عزیٰ کو کوئی کسی کو کوئی کسی کو هُمْ يُنْشِرُوْنَ یہ معبود ان کے ان کو اٹھائیں گے قبروں سے۔ کیا جھوٹے معبودوں کا یہ کام ہے کہ وہ حشر والے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے اٹھائیں گے۔ بالکل نہیں۔ جب ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے وہ کر کچھ نہیں سکتے تو معبود کس وجہ سے بن گئے؟

توحید الٰہی کی ایک بہت واضح اور عام فہم دلیل:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اگر ہوتے زمین آسمان میں کئی معبود اِلَّا اللّٰهُ سوائے اللہ تعالیٰ کے لَفَسَدَتَا البتہ زمین آسمان کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ کیونکہ جب ایک سے زائد الٰہ ہوتے اور ان کی قوت اور طاقت بھی برابر کی ہوتی تو اوّل تو زمین آسمان بنتے ہی نہ۔ کیونکہ ایک کہتا میں نے بنانے ہیں دوسرا کہتا میں نے نہیں بننے دینے اور اگر ان کی صلح ہوجاتی تو ایک کہتا میں نے بنانے ہیں دوسرا کہتا میں نے بنانے ہیں۔ پھر اس پر جھگڑا ہوتا کہ ایک کہتا میں نے فلاں کو مارنا ہے دوسرا کہتا میں نے زندہ رکھنا ہے۔ ایک کہتا میں نے فلاں کو مالدار بنانا ہے خزانہ دینا ہے دوسرا کہتا میں نے اس کو بھوکا رکھنا ہے۔ ایک کہتا میں نے بارش برسانی ہے دوسرا کہتا میں نے ایک بوند بھی نہیں گرنے دینی تو نظام کس طرح چل سکتا تھا۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے اولاد سے شریکوں سے رَبِّ الْعَرْشِ عرش کا مالک ہے پاک ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہیں۔ فرمایا لَا يُسْئَلُ اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کیا جاسکتا عَمَّا يَفْعَلُ اس چیز کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اور ان سے سوال کیا جائے گا۔ مخلوق سے سوال ہوگا۔

مشرکو جھوٹے معبودان باطلہ کی کوئی دلیل بیان کرو:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً کیا انہوں نے بنالیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ آپ ﷺ فرمادیں لاؤ اپنی دلیل اپنے معبودوں کے معبود ہونے پر، دلیل کے بغیر دعوے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور میری

دلیل سننا چاہتے ہو تو سنو! هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ یہ قرآن پاک دلیل ہے ان کی جو میرے ساتھ ہیں ابوبکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ اور ان کی دلیل ہے جو پیغمبر مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ ان کی دلیل ابھی پچھلی آیات میں بیان ہوئی ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا تم اپنی دلیل بیان کرو جس سے ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے۔ دلیل نہیں پیش کر سکتے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ بلکہ ان کی اکثریت حق کو نہیں جانتی فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ پس وہ اعراض کرنے والے ہیں۔ سمجھدار لوگ دنیا میں بہت کم ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ مگر ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا بیشک شان یہ ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر میں فَاعْبُدُوْنِ پس میری ہی عبادت کرو۔

اللہ کی اولاد قرار دینے والوں کا ردّ:

وَقَالُوا اور کہا ان احمقوں نے اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ٹھہرالی ہے رحمن نے اولاد۔ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بناتے ہیں سُبْحٰنَهٗ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے نہ اس کے بیٹے ہیں اور نہ بیٹیاں ہیں بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ بلکہ بندے ہیں باعزت۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے باعزت بندے ہیں لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ نہیں سبقت کرتے اس سے گفتگو میں بڑے باادب ہیں اللہ تعالیٰ اجازت دیتے ہیں تو بولتے وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے وَلَا يَشْفَعُوْنَ اور وہ فرشتے سفارش نہیں کرتے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى مگر اس کے لیے جس سے اللہ راضی ہے وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اور جو کہے ان فرشتوں میں سے بالفرض اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ بیشک میں معبود ہوں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ پس ایسے شخص کو ہم بدلہ دیں گے دوزخ اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ یہ جملہ شرطیہ فرضیہ ہے۔ اگر بالفرض کوئی کہے ان میں سے کہ میں الٰہ ہوں تو وہ بھی دوزخ میں پھینکا جائے گا ہماری سزا اور گرفت سے نہیں بچ سکے گا كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور شرک سے بچائے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ

اور کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے جو کافر ہیں بیشک آسمان اور زمین تھے دونوں بند پس ہم نے کھول دیا ان کو اور کی ہم نے

الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿30﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ

پانی سے ہر چیز زندہ کیا پس وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور بنائے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ تا کہ ان کو لے کر جھک نہ پڑے

وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿31﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا

اور بنائے ہم نے زمین میں کشادہ راستے تاکہ وہ راہنمائی حاصل کریں۔ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ

وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿32﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ

اور وہ ان کی نشانیوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اور وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو ہر

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿33﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ

ایک اپنے دائرے میں تیرتے ہیں۔ اور نہیں بنایا ہم نے کسی بشر کے لیے آپ ﷺ سے پہلے ہمیشہ زندہ رہنا کیا پس اگر

مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿34﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ

آپ ﷺ فوت ہو جائیں پس یہ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں۔ ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے اور ہم تمہارا امتحان لیں گے

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿35﴾ وَاِذَا رَاٰكَ

تکلیف کیساتھ اور راحت پہنچا کر آزمائش کے لیے اور ہماری طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب دیکھتے ہیں آپ ﷺ کو وہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ

لوگ جو کافر ہیں نہیں بناتے وہ آپ ﷺ کو مگر ٹھٹھا (اور کہتے ہیں) کیا یہ وہ شخص ہیں جو ذکر کرتے ہیں تمہارے الٰہوں کا

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿36﴾

حالانکہ وہ رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ يَرَ: اسے معلوم نہیں ، رَتْقًا: بند، باہم ملے ہوئے، فَفَتَقْنٰهُمَا: پھر ہم نے جدا کر دیا ان دونوں کو، فِجَاجًا: کشادہ، سَقْفًا: چھت، مَحْفُوْظًا: محفوظ، اٰيٰتِهَا: اس کی نشانیاں، فَلَكٍ: دائرہ، يَسْبَحُوْنَ: وہ تیرتے ہیں، نَبْلُوْكُمْ: ہم آزماتے ہیں تمہیں، رَاٰكَ: (جب) دیکھتے ہیں آپ کو، يَتَّخِذُوْنَكَ: وہ بنا لیتے ہیں آپ کو، اٰلِهَتَكُمْ: تمہارے معبود۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر کیا گیا تھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ یعنی میرے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے پس (اے انسانوں اور جنوں) تم میری ہی عبادت کرو۔ اب ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے الوہیت کے دلائل پیش کیے ہیں۔

اہم نکات: آسمان وزمین کے بند ہونے اور کھول دینے کا مطلب:

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا آسمان وزمین بند تھے، تو آسمان وزمین کے بند ہونے سے کیا مراد ہے؟ روح المعانی، خازن، بیضاوی، ابوالسعود اور مدارک وغیرہ تفاسیر میں ایک تفسیر یہ بیان ہوئی ہے کہ آسمان، وزمین اکٹھے تھے ان کو جدا جدا کیا آسمان کو اوپر اٹھا کر چھت کی مانند کر دیا اور زمین کو نیچے فرش کی طرح بچھا دیا۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ بند تھے اس طور پر کہ آسمان سے بارش نازل نہیں ہوتی تھی اور زمین سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی۔ تو اوپر سے اللہ تعالیٰ نے بارشوں کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے اناج، پھل پھول اور دیگر نباتات کے اُگانے کا حکم دیا۔ دونوں کو کھول دیا۔

قادیانیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال اور اس کا جواب:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اس آیت مبارکہ سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں کہ ہم نے کسی بشر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہمیشہ کی زندگی نہیں دی تو عیسیٰ علیہ السلام کو تم کیسے کہتے ہو کہ وہ زندہ ہیں۔

جواب یہ ہے کہ نفی خُلد کی ہے خُلد کے معنی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ہم اس کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے چالیس سال حکومت کریں گے۔ ثُمَّ يَمُوْتُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَيُدْفَنُ فِيْ قَبْرِيْ اَيْ مَعَ قَبْرِيْ یعنی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو قبر میں دفن کریں گے یا فرمایا میری قبر کے ساتھ دفنائے جائیں گے۔ تو نفی اس آیت میں ہمیشہ والی زندگی کی ہے اور ہم بھی اس دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ والی زندگی کے قائل نہیں ہیں۔

تفسیری نکات: زمین وآسمان کی پیدائش کا بیان:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ، رُؤْيَة کا معنی عربی لغت میں دیکھنے کا بھی آتا ہے اور جاننے کا بھی آتا ہے۔ تو مفسرین کرام معنی کرتے ہیں کیا نہیں جانتے وہ لوگ كَفَرُوْٓا جو کافر ہیں اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا بیشک آسمان اور زمین دونوں بند تھے اور بند ہونے سے کیا مراد ہے۔ ہم اوپر وضاحت کر آئے ہیں فَفَتَقْنٰهُمَا پس ہم نے ان کو کھول دیا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور کی ہم نے پانی سے ہر چیز زندہ۔ حیوانات نباتات وغیرہ عالم اسباب میں پانی کے محتاج ہیں باقی حجریات جمادات ہیں ان کو پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ان چیزوں کو دیکھ کر حق تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانا چاہیے تھا اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ کیا پس وہ ایمان نہیں لاتے وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اور بنائے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو ہلتی تھی ظاہر بات ہے کہ اگر ایسے ہی رہتی تو اس میں لوگوں کا رہنا مشکل تھا۔ زمین ہلتی رہتی تو اس میں مکان کس طرح بنتے کارخانے کس طرح بنتے تو اس میں بود و باش کس طرح ہو سکتی

تھی؟ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخ کی طرف زمین میں ٹھونک دیا۔ سورۃ نبا میں ہے

وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا اور کیا پہاڑوں کو زمین میں کیل کی طرح نہیں گاڑ دیا۔ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ تا کہ ان کو لے کر جھک نہ پڑے وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا اور بنائے ہم نے زمین میں کشادہ راستے۔ کشادہ راستے کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب آدمی تنگ راستے میں پھنس جاتا ہے۔ بسا اوقات آدمی تنگ راستے میں پھنس جاتا ہے کہ خوشی غمی میں شریک ہونے سے رہ جاتا ہے جنازے میں شریک نہیں ہوسکتا۔ تو کشادہ راستہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تا کہ وہ راہنمائی حاصل کریں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا اور بنایا ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بغیر کسی ستون اور دیوار کے وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور وہ ان کی نشانیوں سے اعراض کرتے ہیں۔ آسمان کتنا بلند ہے؟ پھر اس میں چاند سورج ستارے ہیں ان میں کچھ ثوابت ہیں جو اپنی جگہ قائم رہتے ہیں اور کچھ سیارے ہیں جو حرکت کرتے ہیں اور اتنی تیز حرکت کہ ایک منٹ میں لاکھوں کروڑوں میل طے کرتے ہیں کوئی مشرق کی طرف جاتا ہے کوئی مغرب کی طرف کوئی شمال کی طرف تو کوئی جنوب کی طرف اور آپس میں ٹکراتے بھی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دن اور رات اور سورج اور چاند بنائے ہیں:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے پیدا کیا رات کو وَالنَّهَارَ اور دن کو وَالشَّمْسَ اور سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو۔ ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر ایسے بیوقوف لوگ بھی ہیں جو چاند سورج کی پوجا کرتے ہیں درختوں کی پوجا کرتے ہیں ان کے خالق کی پوجا نہیں کرتے جب انسان کی عقل ماری جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ہر ایک اپنے دائرے میں تیرتے ہیں۔ سورج اپنے مدار میں چلتا ہے چاند اپنے مدار میں چلتا ہے ستارے اپنے مدار میں چلتے ہیں کیا مجال ہے کہ اپنی رفتار میں کمی بیشی کر سکیں یا دائیں بائیں ہو جائیں۔

ہیشگی والی زندگی کسی کو نہیں دی گئی ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اور نہیں بنایا ہم نے کسی بشر کے لیے آپ ﷺ سے پہلے ہمیشہ زندہ رہنا۔ ہمیشہ کی زندگی ہم نے کسی کو نہیں دی اَفَاۡئِنْ مِّتَّ کیا پس اگر آپ ﷺ وفات پا جائیں فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ پس یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ کسی کے فوت ہو جانے سے خوشی تو تب ہو کہ اس نے زندہ رہنا ہو۔ موت تو سب کیلئے ہے کوئی کل گیا کوئی آج گیا کوئی کل چلا جائے۔ لیکن اپنی اپنی سوچ ہے ان کفار کا خیال تھا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ نے ہمیں بے آرام کیا ہوا ہے ہر وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی سناتے رہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود مشکل کشا نہیں ہے یہ فوت ہو جائیگا تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے۔ موت سے کسی کو چھٹکارہ نہیں ہے وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ

وَالۡخَیۡرِ فِتۡنَةً اور ہم تمہارا امتحان لیں گے تکلیف کیساتھ اور راحت پہنچا کر آزمائش کیلئے۔ کبھی انسان بیمار ہوجاتا ہے کبھی مال کی قلت ہوجاتی ہے کبھی اولاد کی پریشانی ہوتی ہے کبھی راحت آرام ہوتا ہے مال اولاد کی فراوانی ہوتی ہے۔ یہ سب انسان کے لیے امتحانات ہیں وَاِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے آنا ہمارے پاس ہی ہے۔

کفارِ مکّہ کی ایک عادت بد کا ذکر:

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اور جب دیکھتے ہیں آپ ﷺ کو وہ لوگ جو کافر ہیں اِنۡ یَّتَّخِذُوۡنَكَ اِلَّا هُزُوًا نہیں بناتے وہ آپ ﷺ کو مگر ٹھٹھا۔ جب آپ ﷺ کسی گلی سے گزرتے تھے یا بازار جاتے تھے تو مشرک ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرکے کہتے تھے اَهٰذَا الَّذِیۡ یَذۡكُرُ اٰلِهَتَكُمۡ کیا یہ وہ شخص ہیں جو ذکر کرتے ہیں تمہارے خداؤں کا۔ یہ تمہارے الہوں کی تردید اور رد کرتے ہیں۔ مذاق اڑاتے تھے وہ اپنے الہوں کو نہیں بھولتے وَهُمۡ بِذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ حالانکہ وہ رحمن کے ذکر کے منکر ہیں۔ اپنے حقیقی ربّ کے ذکر سے غافل ہیں اس کے احکامات کو ٹالتے ہیں اس کا کوئی خیال نہیں ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ اپنا عیب نظر نہیں آتا دوسروں کی طرف دھیان کرتا ہے اُس کو طعن اور طنز و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیۡكُمۡ اٰیٰتِیۡ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿37﴾ وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا

پیدا کیا گیا انسان جلد باز عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو اپنی نشانیاں پس تم جلدی نہ کرو مجھ سے۔ اور کہتے ہیں یہ لوگ کب ہوگا یہ

الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿38﴾ لَوۡ یَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا حِیۡنَ لَا یَكُفُّوۡنَ عَنۡ وُّجُوۡهِهِمُ

وعدہ اگر ہو تم سچے۔ اگر جان لیں وہ لوگ جو کافر ہیں جس وقت نہیں روک سکیں گے اپنے چہروں سے

النَّارَ وَلَا عَنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ وَلَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿39﴾ بَلۡ تَاۡتِیۡهِمۡ بَغۡتَةً

آگ کو اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ انکی مدد کی جائے گی۔ بلکہ آئے گی ان کے پاس اچانک پس ان کو حیران کردے گی آگ

فَتَبۡهَتُهُمۡ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ رَدَّهَا وَلَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿40﴾ وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ

پس وہ طاقت نہیں رکھیں گی اس کو رد کرنے کی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا کئی رسولوں کیساتھ

قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿41﴾ ع ٣

آپ ﷺ سے پہلے پس گھیر لیا ان لوگوں کو جنہوں نے ٹھٹھا کیا تھا ان میں سے اس عذاب نے جس کیساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے

قُلۡ مَنۡ یَّكۡلَؤُكُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحۡمٰنِ ؕ بَلۡ هُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّهِمۡ

آپ ﷺ کہہ دیں کون حفاظت کرتا ہے تمہاری رات کو اور دن کو رحمن کی گرفت سے بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اعراض کرتے ہیں۔ کیاان کے معبود ہیں جوان کو بچائیں گے ہماری گرفت کے سامنے نہیں طاقت رکھتے وہ اپنی جانوں کی

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾

مدد کی اور نہ وہ ہماری گرفت سے بچائے جاسکتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَجَلٍ: جلدی، فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ: (پس) تم جلدی نہ مچاؤ مجھ سے، لَا يَكُفُّوْنَ: وہ روک نہ سکیں گے، فَتَبْهَتُهُمْ: پس وہ بدحواس کردے گی ان کو، رَدَّهَا: اس کو لوٹانا، تَمْنَعُهُمْ: روک لیں گے انہیں، دُوْنِنَا: ہم سے، يُصْحَبُوْنَ: ان کا ساتھ دیا جاسکتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ کفار آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں یہ عمل دراصل غور وفکر سے عاری لوگوں کی علامت ہے جو بغیر سوچے سمجھے جلد بازی میں ایسی بیوقوفانہ حرکت کر جاتے ہیں۔ اب یہاں ان آیات میں یہی بتلایا جا رہا ہے کہ انسان فطرتاً جلد باز ہوتا ہے۔

تفسیری نکات: انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک خبر:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پیدا کیا گیا ہے انسان جلد باز۔ انسان ہر چیز میں جلدی کا خواہشمند ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلتُّؤْدَةُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ، بردباری اور تحمل کیساتھ کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صفت ہے اور جلد بازی یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہ خبر انسان کے متعلق کیوں دی جارہی ہے جیسا کہ ''ربط'' میں بھی ہم نے تحریر کیا کہ انسان فطرتاً بغیر سوچے سمجھے بات کر جاتا ہے۔ حالات اور واقعات اور سچ اور جھوٹ کو پرکھے بغیر منہ سے واہی تباہی بک جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو اپنی نشانیاں فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ پس تم جلدی نہ کرو میں خود تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے تو عذاب کا وعدہ پورا کرو عذاب لاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اگر جان لیں وہ لوگ جو کافر ہیں حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ جس وقت نہیں روک سکیں گے عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ اپنے چہروں سے آگ کو وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ اور نہ اپنی پشتوں سے وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اس وقت پتا چلے گا کہ کون سا عذاب مانگتے تھے۔ نہ جنت دور ہے نہ دوزخ دور ہے آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً بلکہ آئے گی ان

کے پاس اچانک ۔موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔اچانک جب تمہاری موت آئے گی فَتَبْهَتُهُمْ پس ان کو حیران کردے گی آگ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا پس نہیں طاقت رکھیں گے اس کے رد کرنے کی۔ رد تو وہ کرسکتا ہے جو معاذ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور ہو وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔فوراً عذاب کا تعلق ان کے ساتھ قائم کردیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی والے کلمات:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق مذاق اڑایا گیا مسخرہ پن کیا گیا کئی رسولوں کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ پس گھیر لیا ان لوگوں کو جنہوں نے مسخرہ پن کیا تھا ان میں سے مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ اس عذاب نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے کہ ہم پر پتھر برساؤ نا آگ لاؤ نا جو عذاب لانا ہے لاؤ۔تو اس عذاب میں وہ پکڑے گئے دنیا میں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ کون حفاظت کرتا ہے تمہاری رات کو وَالنَّهَارِ اور دن کو مِنَ الرَّحْمٰنِ رحمن کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بچاتا ہے۔رحمان ہی تو ہے جو تمہاری حفاظت کرتا ہے اس نے تمہاری حفاظت کے لیے دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کو مقرر کیے ہیں جب تک حفاظت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتے ہیں اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ کیا ان کے معبود ہیں۔حاجت روا ہیں مشکل کشا ہیں فریاد رس ہیں دستگیر ہیں تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا جو ان کو بچائیں گے ہماری گرفت کے سامنے لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ نہیں طاقت رکھتے وہ ان کے الٰہ اپنی جانوں کی مدد کی۔جن کو یہ الٰہ سمجھتے ہیں وہ تو اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کرسکتے وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ اور نہ وہ ہماری گرفت سے بچائے جاسکتے ہیں۔نہ وہ تمہارے مالک ہیں نہ وہ اپنی جانوں کے مالک ہیں۔مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا

بلکہ ہم نے فائدہ دیا ان لوگوں کو اور ان کے آباء واجداد کو یہاں تک کہ لمبی ہوگئی ان کی عمر کیا پس یہ دیکھتے نہیں ہیں۔بیشک ہم

نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ

چلے آتے ہیں زمین پر ہم اسکو گھٹاتے ہیں اس کے کناروں سے کیا پس یہ غالب آئیں گے۔کہہ دیں پختہ بات ہے میں تمہیں

بِالْوَحْیِ ۫ۖ وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

ڈراتا ہوں وحی کیساتھ اور نہیں سنتے بہرے لوگ پکار کو جس وقت ان کو ڈرایا جائے اور اگر پہنچے ان کو ایک جھونکا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿46﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ

کے رب کے عذاب کا البتہ ضرور کہیں گے ہائے افسوس ہم پر، بیشک ہم ظالم تھے۔ اور ہم رکھیں گے ترازو انصاف کے

الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ

قیامت والے دن پس نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کسی شے کا اور اگر ہوگا عمل ایک رائی کے دانے کے برابر ہم لائیں گے

وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿47﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً

اس کو اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو فیصلہ کن چیز اور روشنی

وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿48﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿49﴾

اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔ وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت سے خوف رکھتے ہیں۔

ع وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿50﴾

اور یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے برکت والی ہم نے اس کو نازل کیا۔ پس کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰبَآءُهُمْ: ان کے آباؤ اجداد، بِالْوَحْيِ: وحی کے ذریعہ، يُنْذَرُوْنَ: وہ ڈرائے جاتے ہیں، نَفْحَةٌ: جھونکا، نَضَعُ: ہم رکھیں گے، اَلْمَوَازِيْنَ: میزان، ترازو، فَلَا تُظْلَمُ: پس ظلم نہیں ہوگا، خَرْدَلٍ: رائی، اَتَيْنَا بِهَا: ہم لائیں گے اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کفار کو کہہ رہے ہیں کہ کیا تمہارے جھوٹے معبود ہیں جو ہمارے سوا تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اب آگے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر فرما کر مزید اتمامِ حجت کر رہے ہیں۔

تفسیری نکات: کفار کی باتوں کی مزید تردید:

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ بلکہ ہم نے فائدہ دیا ان لوگوں کو۔ جو اس وقت موجود ہیں ان سب کو ہم نے فائدہ دیا بدن دیا بدن کے اعضاء دیئے خوراک دی لباس دیا ظاہری باطنی نعمتیں ہم نے ان کو دیں وَاٰبَآءَهُمْ اور ان کے آباؤ اجداد کو۔ جو ان سے پہلے تھے ان کو بھی ہم نے نفع دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون داتا ہے؟ دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ داتا صرف اللہ تعالیٰ ہے حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ یہاں تک کہ لمبی ہوگئی ان کی عمر۔ ان لوگوں کی عمریں زیادہ تھیں لمبی عمروں میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا اَفَلَا يَرَوْنَ کیا پس یہ کافر دیکھتے نہیں ہیں اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ بیشک ہم چلے آتے ہیں زمین پر، زمین کی طرف نَنْقُصُهَا ہم اس کو گھٹاتے ہیں مِنْ اَطْرَافِهَا اس کے کناروں سے اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کیا پس یہ غالب آئیں گے۔ یعنی جن علاقوں پر کافر حکمران تھے آہستہ آہستہ وہ سب

علاقے مسلمان فتح کرتے چلے گئے۔

قیامت میں کفار کو اپنے کیے کا بدلہ مل جائے گا:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ پختہ بات ہے میں تمہیں ڈراتا ہوں وحی کیساتھ۔ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا اللہ تعالیٰ کا جو حکم آتا ہے وہ میں تم کو سنا دیتا ہوں لیکن وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ اور نہیں سنتے بہرے لوگ پکار کو جس وقت ان کو ڈرایا جائے۔ ظاہری کان تو ہیں لیکن دل کے کانوں سے بہرے ہیں صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں۔ حق کی بات نہیں سنتے حق کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ اور اگر ان کو پہنچے ایک جھونکا مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے عذاب کا۔ پنکھے کو ایک دفعہ ہلانے سے جو ہوا آتی ہے اس کو عربی میں نَفْحَہ کہتے ہیں اور اردو میں اسے جھونکا کہتے ہیں۔ تو ان کو اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ایک جھونکا آجائے لَيَقُوْلُنَّ البتہ ضرور کہیں گے يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہائے افسوس ہم پر بیشک ہم ظالم تھے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ اور رکھیں گے ہم ترازو انصاف کے لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا پس نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کسی شے کا۔ اعمال کا تلنا حق ہے نیکیاں بھی تلیں گی اور بدیاں بھی تلیں گی۔ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ اور اگر ہوگا عمل ایک دانے کے برابر مِّنْ خَرْدَلٍ رائی کے اَتَيْنَا بِهَا ہم لائیں گے اس کو وزن ہوگا اس کا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے۔

حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو دیے گئے معجزات:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً فیصلہ کن چیز اور روشنی وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔ تین چیزیں عطا فرمائیں۔

① ۔فرقان سے مراد عصا مبارک والا معجزہ ہے کہ اس کو ڈالتے تھے تو اژدھا بن جاتا تھا۔

① ۔اور ضیاء سے مراد ہاتھ کا سفید ہونے والا معجزہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالتے تھے وہ سورج کی طرح روشن ہو جاتا تھا۔

③ ۔اور ذکر سے مراد تورات ہے جو قرآن کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں بڑی اہم کتاب تھی۔ چھٹے پارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علماء اور مشائخ صدیوں تورات پر چلتے آئے۔

متقی لوگوں کی دو علامتیں:

① ۔اَلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہے مگر غائبانہ طور پر اس سے ڈرتے ہیں کہ رب کا عذاب بڑا سخت ہے۔

② ۔ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ اور وہ قیامت سے خوف رکھتے ہیں کہ قیامت آئے گی حساب ہوگا قیامت حق ہے۔ اور فرمایا جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کتاب دی وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اور یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو نصیحت ہے اور برکت والی ہے اَنْزَلْنٰهُ ہم نے اس کو نازل کیا ہے اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ کیا پس تم اس کا انکار کرتے ہو۔ اس کا انکار نہ کرو یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے اس کو مانو پڑھو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿51﴾ اِذْ قَالَ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی سمجھ اس سے پہلے اور ہم اس کو جاننے والے تھے۔ جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿52﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کیا ہیں یہ مورتیاں جن کے سامنے تم جھکے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا پایا ہم نے اپنے آباؤ

لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿53﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿54﴾ قَالُوْٓا

اجداد کو ان کی عبادت کرنے والے۔ فرمایا البتہ تحقیق ہو تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی گمراہی میں۔ انہوں نے کہا کیا

اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿55﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لائیں ہیں آپ ہمارے پاس حق کو یا آپ کھیل کرنے والوں میں سے ہیں۔ فرمایا بلکہ تمہارا رب آسمانوں کا رب ہے اور زمین

الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿56﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ

کا جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم البتہ ضرور میں تدبیر کرونگا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿57﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا

تمہارے بتوں کے بارے میں بعد اس کے کہ تم چہرے پھیرو گے پشت دکھاتے ہوئے۔ پس حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿58﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے مگر جو ان کا بڑا تھا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ انہوں نے کہا کس نے کی ہے یہ کارروائی

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿59﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ

ہمارے معبودوں کے ساتھ البتہ بیشک وہ ظالموں میں سے ہے۔ کہنے لگے سنا ہے ہم نے ایک نوجوان بتوں کا ذکر کرتا

يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿60﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿61﴾

ہے کہا جاتا ہے اس کو ابراہیم علیہ السلام۔ کہنے لگے پس لاؤ تم اس کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے تاکہ وہ گواہی دیں اور دیکھ لیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رُشۡدَهٗ: اس کی سمجھ، اَلتَّمَاثِيۡلُ: مورتیاں، عٰبِدِيۡنَ: عبادت کرنے والے، فَطَرَهُنَّ: (جس نے) ان سب کو پیدا کیا، لَاَكِيۡدَنَّ: میں ضرور تدبیر کروں گا، اَصۡنَامَكُمۡ: تمہارے بت، فَجَعَلَهُمۡ: (پھر) اس نے کر دیا انہیں، جُذٰذًا: ٹکڑے ٹکڑے، يَذۡكُرُهُمۡ: وہ تذکرہ کرتا ہے ان کا، يُقَالُ: کہا جاتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا تذکرہ فرمایا گیا۔ اب تفصیل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اس لیے کہ کفار کہتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے تھے اور تم کیسے ہو؟

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قوم کا مکالمہ:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ رُشۡدَهٗ اور البتہ تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی سمجھ مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے پہلے۔ کیونکہ ان سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کا دور تھا۔ عقل اور سمجھ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيۡنَ اور ہم ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کو جاننے والے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے وَقَوۡمِهٖ اور اپنی قوم سے فرمایا مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيۡلُ کیا ہیں یہ مورتیاں۔ تَمَاثِيۡلُ تِمۡثَال کی جمع ہے بمعنی بت صورت اور مورت۔ یہ بت کیا ہیں الَّتِيۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عٰكِفُوۡنَ جن کے سامنے جھکے ہوئے ہو۔ کوئی ان کو سجدہ کر رہا ہے کوئی عطر مل رہا ہے کوئی ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہے کوئی رکوع کر رہا ہے کوئی طواف کر رہا ہے کوئی چادر ڈال رہا ہے۔ یہ جو تم سارا دن ان کے سامنے کھڑے رہتے ہو یہ کیا ہیں؟ قَالُوۡا انہوں نے جواب دیا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيۡنَ پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرنے والے۔ ہمارے پاس سو دلیلوں کی ایک دلیل ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کی پوجا کرتے تھے ہم بھی کرتے ہیں۔ قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے لَقَدۡ كُنۡتُمۡ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ البتہ تحقیق تم بھی اور تمہارے آباؤ اجداد بھی فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ کھلی گمراہی میں ہو۔ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے جو ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے قَالُوۡۤا انہوں نے کہا اَجِئۡتَنَا بِالۡحَقِّ اَمۡ اَنۡتَ مِنَ اللّٰعِبِيۡنَ کیا لائے ہیں آپ ہمارے پاس حق کو یا آپ کھیل کرنے والوں میں سے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حق کی بات کرتا ہے تو گمراہ لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مذاق یا دل لگی کر رہا ہے۔

قَالَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے ساتھ دل لگی نہیں کر رہا بَلۡ رَّبُّكُمۡ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں کا رب ہے اور زمینوں کا رب ہے۔ میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ جن کو تم الٰہ اور رب سمجھ

رہے ہو یہ تمہارے رب نہیں ہیں تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں کہ رب اللہ ہے یہ تمہارے جھوٹے بت کچھ بھی نہیں ہیں۔ میری بات کو مذاق اور دل لگی نہ سمجھو میں تمہارے ساتھ کھری کھری بات کر رہا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑ پھوڑ دینا:

وَتَاللّٰهِ حرف واؤ قسم کے لیے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے لَاَ كِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ البتہ ضرور میں تدبیر کرونگا تمہارے بتوں کے بارے میں۔ میں ان کی درگت بناؤں گا مگر کب؟ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ، بعد اس کے کہ تم چہرے پھیرو گے پشت دکھاتے ہوئے جب تم چلے جاؤ گے کیونکہ میں اکیلا ہوں اور تم زیادہ ہو جب تم پشت پھیر کر چلے جاؤ گے پھر میں ان کی درگت بناؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ قوم کی عید کا دن تھا جوان کے ہاں عید ہوتی تھی۔ بت خانے کو انہوں نے خوب رنگ روغن کر کے چمکایا ہوا تھا کیونکہ عید والے دن نمرود ابن کنعان آ کر ان بتوں کی پوجا کرتا تھا۔ بت خانے میں بہتر (۷۲) بت تھے۔ خود سارے کافر سیر و تفریح کے لیے آبادی سے باہر چلے گئے تھے۔ بت خانے میں کوئی نہ تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام لکڑیاں کاٹنے والی چھوٹی سی کلہاڑی لے کر آئے۔ پہلے تو بتوں کیساتھ مذاق کیا سورۃ الصافات آیت نمبر ۹۱ تا ۹۲، میں ہے فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ پس کہنے لگے کیا ہوا ہے تم کھاتے نہیں ہو۔

فرمایا مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ کیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو۔ سرکار بولو تو سہی جواب تو دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی پکڑی ان میں سے اکہتر بتوں کو توڑا اور ایک کو چھوڑ دیا جوان کا بڑا تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ادب و احترام کے لحاظ سے بڑا تھا اس کا جسم اتنا بڑا تھا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جسم اور قد کے لحاظ سے چھوٹا ہوتا ہے مگر رتبے عہدے کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جسم کے لحاظ سے بڑا تھا فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔ جُذٰذًا جُذَاذَۃٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا۔ اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ مگر جوان کا بڑا تھا اس کو چھوڑ دیا۔ اس کو کیوں چھوڑا؟ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اِلَیْهِ کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے کہ اس کو چھوڑ دیا کہ تحقیق کے بعد جب مجھے طلب کریں گے اور مجھ سے پوچھیں گے تو میں کہوں گا اس بڑے سے پوچھ لو کہ یہ کس نے کیا ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ الیہ کی ضمیر کبیر کی طرف لوٹتی ہے۔ معنی ہوگا تا کہ اس بڑے بت کی طرف رجوع کریں کہ جب مجھ سے سوال جواب ہونگے تو میں کہوں گا یہ بڑا ہے اس سے پوچھو یہ کس نے کیا ہے۔ یہ خود رہ گیا ہے اور باقیوں کو اڑا دیا گیا ہے۔ جس وقت مجاور اور پجاری آئے اور اپنے بتوں کی درگت بنی ہوئی دیکھی تو ان کے کلیجے جل گئے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کارروائی کس نے کی ہے

قَالُوْا کہنے لگے مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ کس نے کی ہے یہ کارروائی ہمارے معبودوں کے ساتھ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ البتہ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔ جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کارروائی کی ہے وہ ظالم ہے۔

قَالُوْا کہنے لگے سَمِعْنَا فَتًى سنا ہے ہم نے ایک نوجوان یَّذْكُرُهُمْ جوان بتوں کو یاد کرتا ہے یُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِیْمُ کہا جاتا ہے اس کو ابراہیم علیہ السلام۔ قَالُوْا کہنے لگے فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْیُنِ النَّاسِ لاؤ تم اس کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ تا کہ وہ گواہی دیں اور دیکھ لیں کہ واقعی یہ نوجوان تھا جس نے کہا تھا تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میں ضرور تمہارے بتوں کی درگت بناؤں گا۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ﴿62﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ

کہنے لگے لوگ کیا آپ نے کی ہے یہ کارروائی ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیم علیہ السلام۔ فرمایا بلکہ کی ہوگی یہ کارروائی ان کے

كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿63﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

اس بڑے نے تم ان سے سوال کرو اگر یہ بولتے ہیں پس لوٹے ۔ وہ اپنی جانوں کی طرف پس کہنے لگے

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿64﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ﴿65﴾ قَالَ

بیشک تم ظالم ہو۔ پھر اندھے کئے گئے اپنے سروں کے بل۔ البتہ تحقیق آپ جانتے ہیں نہیں ہیں یہ گفتگو کرتے۔ فرمایا کیا

اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یَضُرُّكُمْ ﴿66﴾

پس تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اس مخلوق کی جو نہیں نفع دے سکتی تمہیں کچھ بھی اور نہ تمہیں نقصان دے سکتی ہے

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿67﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ

ہلاکت ہے تمہارے لیے اور ان کے لیے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا کیا پس تم عقل نہیں رکھتے۔ کہنے لگے جلاؤ

وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿68﴾ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ ﴿69﴾

اس کو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر ہو تم کرنے والے۔ ہم نے کہا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم علیہ السلام پر۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ﴿70﴾ وَنَجَّیْنٰهُ

اور انہوں نے ارادہ کیا ان کے بارے میں تدبیر کرنے کا پس کر دیا ہم نے ان کو بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے۔ اور ہم

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿71﴾

نے نجات دی ابراہیم علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی جہان والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَعَلَهٗ: اس (بڑے) نے یہ کیا ہے، فَسْـَٔلُوْهُمْ: (پس) تم پوچھ لو ان سے، یَنْطِقُوْنَ: وہ بولتے ہیں، نُكِسُوْا: انہیں سرنگوں کردیا گیا، حَرِّقُوْهُ: جلادو اس کو، اُنْصُرُوْٓا: مدد کرو، كُوْنِیْ: تو (مونث) ہوجا، بَرْدًا: ٹھنڈی۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات بیان ہورہے ہیں۔ اب بھی انہی واقعات کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں پھینکا جانا:

قَالُوْٓا ان کافروں نے کہاءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا کیا آپ نے یہ کارروائی کی ہے بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ہمارے معبودوں کیساتھ اے ابراہیم علیہ السلام کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ بلکہ یہ کارروائی کی ہوگی ان کے اس بڑے نے جو کھڑا ہوا ہے پس تم ان سے پوچھو تو سہی کہ یہ کس نے کیا ہے اگر یہ گفتگو کرتے ہیں۔ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ پس رجوع کیا اپنی جانوں کی طرف فکر کیا غور کیا فَقَالُوْٓا پس کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک تم ظالم ہو۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ پھر انہوں نے سر جھکا لیے نگاہیں نیچی کرلیں اور ابراہیم علیہ السلام کو کہنے لگے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ گفتگو نہیں کرتے یہ بولتے نہیں ہیں قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کیا پس تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ورے ورے ان کی عبادت کرتے ہو مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یَضُرُّكُمْ جو نہ تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان دے سکتے ہیں اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہلاکت ہے تمہارے لیے اور ان کے لیے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو؟ لاجواب ہوکر اور ضد اور غصے میں آکر قَالُوْا کہنے لگے حَرِّقُوْهُ جلاؤ اس کو تاکہ ہمارے دل ٹھنڈے ہوں وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ اگر ہو تم کچھ کرنے والے۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا کہا ہم نے اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی والی عَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ ابراہیم علیہ السلام پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا اور انہوں نے ارادہ کیا ان کے بارے میں تدبیر کرنے کا۔ یعنی ان کو جلانے کی تدبیر کی فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ پس کردیا ہم نے ان کو بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے۔ لکڑیاں جمع کرتے کرتے ہاتھ پاؤں تھکائے وہ جل کر راکھ ہوگئیں حاصل کچھ بھی نہ ہوا۔ وَنَجَّیْنٰهُ اور ہم نے ان کو نجات دی وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ اور لوط علیہ السلام کو بھی جو ان کے سگے بھتیجے تھے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی جہان والوں کے لیے۔ اس زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ اس وقت اردن لبنان موجودہ شام اور سرائیل یہ سارا علاقہ شام کہلاتا تھا۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿72﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

اور بخشا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب علیہما السلام انعام میں اور ہر ایک کو بنایا ہم نے نیک۔ اور ہم نے بنایا ان کو پیشوا

یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوةِ ۚ

راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق اور ہم نے وحی کی ان کی طرف اچھے کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ ادا

وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿73﴾ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ

کرنے کی اور تھے وہ ہماری ہی عبادت کرنے والے۔ اور لوط علیہ السلام کو دیا ہم نے حکم اور علم۔ اور نجات دی ہم نے ان کو اس بستی

الَّتِیْ کَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿74﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ

سے جس کے باشندے برے عمل کرتے تھے بیشک وہ بری قوم تھے نافرمان۔ اور داخل کیا ہم نے لوط علیہ السلام کو اپنی رحمت میں

اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿75﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

بیشک وہ نیکوں میں سے تھے۔ اور نوح علیہ السلام کو جس وقت انہوں نے پکارا اس سے پہلے پس ہم نے قبول کیا ان کی دعا کو

فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿76﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی پریشانی سے۔ اور ہم نے مدد کی ان کی اس قوم کے مقابلے میں

کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿77﴾

جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بیشک وہ تھی بری قوم پس ہم نے ان سب کو غرق کردیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فِعْلَ: کام، اِقَامَ: پابندی، تَعْمَلُ: وہ کرتے تھے، اَدْخَلْنٰهُ: ہم نے داخل کیا اسے، فَاسْتَجَبْنَا: (سو) ہم نے قبول کیا، نَصَرْنٰهُ: ہم نے مدد کی اس کی۔

ربط:

اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا۔ اب ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حضرت لوط علیہ السلام پر اور حضرت نوح علیہ السلام پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت نوح علیہم السلام پر انعامات:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً اور بخشا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب (علیہما السلام) بیٹا اور پوتا انعام

میں۔عربی زبان میں نافلۃ کے معنی زیادتی کے بھی آتے ہیں۔اور نفلوں کو نفل اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ فرضوں سے زائد ہوتے ہیں۔تو ابراہیم علیہ السلام نے اولاد مانگی اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد بھی دی اور ان کی زندگی میں پوتا بھی دیا وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ۔اور ہر ایک کو بنایا ہم نے نیک۔حضرت اسحاق علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر سے زیادہ کون نیک ہوسکتا ہے۔یعقوب علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں پھر ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے بنایا ان کو امام اور پیشوا يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وہ راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق اپنے حق میں نیک اور دوسرے لوگوں کی اصلاح کرتے تھے وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ اور ہم نے وحی کی ابراہیم علیہ السلام اسحاق علیہ السلام یعقوب علیہ السلام اور اوپر موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر ہوا ہے، کی طرف اچھے کام کرنے کی وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ نماز قائم کرنے کی وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی۔معلوم ہوا کہ نیکی کے کام کرنا، نماز پڑھنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ہیں وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ اور تھے وہ ہماری عبادت کرنے والے۔ہمارے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا اور لوط علیہ السلام کو دیا ہم نے حکم اور علم۔حکم سے مراد ہے کہ ہم نے ان کو نبی بنایا اور حکم دیا کہ لوگوں کی اصلاح کریں اور علم عطا فرمایا جو ان کی شان کے لائق اور مناسب تھا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ اور ہم نے ان کو نجات دی اس بستی سے الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ جس کے باشندے برے کام کرتے تھے۔معلوم ہوا کہ بُرے لوگوں کی صحبت سے بچ جانا اور نیک لوگوں کی صحبت میسر آجانا یہ بھی انعام الٰہی ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ بیشک وہ بری قوم تھے نافرمان وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اور داخل کیا ہم نے لوط علیہ السلام کو اپنی رحمت میں اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ بیشک وہ نیکوں میں سے تھے۔حضرت لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں بعض روایات میں تین کا بھی ذکر آتا ہے۔حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے ان کا ساتھ نہیں دیا بیٹیاں مومن تھیں اور چند اور مومن تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ آپ یہاں سے چلیں جائیں ہم نے اس علاقے کو الٹا کر کے پھینک دینا ہے۔

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ اور نوح علیہ السلام کو ہم نے نجات دی جب پکارا انہوں نے اس سے پہلے۔حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسحاق علیہ السلام یعقوب علیہ السلام لوط علیہ السلام سے پہلے ہے۔حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال قوم کو وعظ و تبلیغ کی۔فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا ان کی دعا کو فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے اہل کو جو مومن تھے مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے۔کرب عظیم سے مراد وہ دکھ ہے جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوگوں کو دیکھتے تھے تو ان کو ہوتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی پوجا بھی ختم کی اور غیر اللہ کے پوجا کرنے والے بھی ختم کیے۔اور بعض کرب عظیم سے وہ غرقابی مراد لیتے ہیں جس میں ساری قوم غرق ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور جو مومنین ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو نجات دی۔وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا اور ہم نے مدد کی ان کی اس قوم کے مقابلے میں جنہوں نے جھٹلایا بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کو اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ بیشک وہ بری قوم تھے فَاَغْرَقْنٰهُمْ

اَجْمَعِیْنَ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا سیلاب میں۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس لیے بیان کئے ہیں کہ ہم انبیاء کرام (علیہم السلام) کے نقش قدم پر چلیں۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کریں تذکرہ داؤد علیہ السلام کا اور سلیمان علیہ السلام کا جس وقت انہوں نے فیصلہ کیا کھیتی کے بارے میں جس وقت

فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿78﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ

رات کو جا پڑیں اس میں ایک قوم کی بھیڑ بکریاں اور تھے ہم ان کے فیصلے کے گواہ۔ پس ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان علیہ السلام کو

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا

اور ہر ایک کو ہم نے حکم دیا اور علم دیا اور ہم نے مسخر کیے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ وہ تسبیح پڑھتے تھے اور پرندے اور ہم کرنے

فٰعِلِيْنَ ﴿79﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

والے تھے۔ اور ہم نے تعلیم دی ان کو بنانے کی زرہ تمہارے لیے تاکہ وہ بچائے تمہیں تمہاری لڑائی میں پس کیا تم

شٰكِرُوْنَ ﴿80﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ

شکرادا کرتے ہو۔ اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے مسخر کیا ہوا کو بڑی تیز چلتی تھی ان کے حکم سے اس زمین کی طرف جس میں

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿81﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ

ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ اور جنات میں سے ہم نے تابع کیے وہ جو غوطہ لگاتے تھے ان کے

عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿82﴾

لیے اور معلوم کرتے تھے عمل کرنا اس کے علاوہ اور تھے ہم ان کے نگران۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَحْكُمٰنِ: وہ دو فیصلہ کرنے لگے، نَفَشَتْ: رات کو چر گئی تھیں، لِحُكْمِهِمْ: ان کے فیصلہ کو، فَفَهَّمْنٰهَا: سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دی، سَخَّرْنَا: ہم نے مسخر کر دیا، يُسَبِّحْنَ: وہ تسبیح کرتے تھے، صَنْعَةَ: کاریگری، لَبُوْسٍ: زرہ بنانا، لِتُحْصِنَكُمْ: تاکہ وہ محفوظ کرے تمہیں، شٰكِرُوْنَ: شکر کرنے والے، عَاصِفَةً: زور دار ہوا، يَغُوْصُوْنَ: وہ غوطہ لگاتے تھے۔

ربط:

اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ

فرمایا۔اب ان آیات میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے:

وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں داؤد علیہ السلام کا اور سلیمان علیہ السلام اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ جس وقت انہوں نے فیصلہ کیا کھیتی کے بارے میں اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ جس وقت رات کو جا پڑیں اس میں ایک قوم کی بھیڑ بکریاں وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ اور تھے ہم ان کے فیصلے کے گواہ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ پس ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان علیہ السلام کو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی حق تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ بھی حق تھا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ کچھ لوگ اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں آئے۔ کہنے لگے حضرت ہم نے بڑی محنت کیساتھ کھیتی کاشت کی اس کی گوڈی (نلائی) کی پانی لگایا اور اس کھیتی کے علاوہ عالم اسباب میں ہمارا اور کوئی گزر اوقات بھی نہیں ہے۔ اور ہمارے ہمسائیوں کی بیشمار بھیڑ بکریاں رات کو کھیتی میں جا پڑیں اور صفایا کر دیا۔ حضرت بیشک خود تشریف لے جا کر معائنہ کر لیں یا اپنا نمائندہ بھیج کر تحقیق کر لیں ہمارا بڑا نقصان ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے تحقیق کی تو واقعتاً بات ٹھیک تھی دوسرے لوگوں کی کھیتیاں بڑی اونچی اونچی تھیں اور ان کے ہاں ایک پودا بھی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کچھ سمجھدار آدمیوں سے جو کھیتی کے فن کو جانتے تھے مشورہ کیا ان کا کتنا نقصان ہوا ہے؟ مثال کے طور پر انہوں نے بتایا کہ ان کا پانچ ہزار کا نقصان ہوا ہے۔ منشی کو فرمایا کہ لکھ لو مدعی کا پانچ ہزار کا نقصان ہوا ہے بھیڑ بکریوں والوں سے پوچھا کہ تم نقد کی صورت میں ان کا یہ نقصان ادا کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو صرف یہی ریوڑ ہے۔ جب ریوڑ کی قیمت لگائی تو بھی پانچ ہزار بنتی تھی۔ فرمایا یہ بھیڑ بکریاں کھیتی والے کے حوالے کر دو۔ یہ فیصلہ سنا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی مقدمہ سن رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں القاء کیا۔ کہنے لگے ابا جی میں بھی کوئی بات کر سکتا ہوں؟ فرمایا کیوں نہیں کہنے لگے ابھی کھیتی کی جڑیں موجود ہیں یہ ریوڑ والے کے حوالے کر دو وہ اس کو پانی دے گوڈی کرے اس کی حفاظت کریں اور ان کا ریوڑ کھیتی والے کے حوالے کر دیں وہ ان کا دودھ نکال نکال کر پییں۔ جب کھیتی دوبارہ صحیح ہو جائے تو کھیتی کھیت والوں کے حوالے کر دی جائے اور ریوڑ ریوڑ والوں کے حوالے کر دیا جائے۔ نہ ان کا نقصان ہو اور نہ ان کا نقصان ہو۔

آئمہ اربعہ کے اختلاف سے متعلق ایک خوبصورت نکتہ:

اس سے معلوم ہوا کہ معصوموں کے فیصلے میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دونوں پیغمبر ہیں اور پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ تو جب معصوموں کی رائے میں اختلاف ہو سکتا ہے اور دونوں کی رائے صحیح ہے ایک کی زیادہ صحیح ہے اور ایک کی اس سے ذرا کم۔ تو اماموں کی رائے میں اختلاف کیوں نہیں ہو سکتا جب کہ ہم اماموں اور مجتہدین کو معصوم بھی نہیں سمجھتے۔ بات ہے ائمہ مجتہدین کی جو واقعتاً مجتہد ہیں۔ ویسے کوئی یونہی اعتراض کرے تو اس کی بات ہم نہیں کرتے۔ لہٰذا ائمہ مجتہدین کے

فیصلے اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں ثابت ہیں چاہے ایک دوسرے سے ٹکراتے کیوں نہ ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مجتہد سے غلطی بھی ہو جائے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا اور اگر صحیح بات کو پہنچ گیا تو دوہرا اجر ملے گا۔ تو رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ کے انعامات:

وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا اور ہر ایک کو ہم نے حکم دیا اور علم دیا۔ داؤد علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں اور سلیمان علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا اور جوان کی شان کے لائق علم تھا عطا فرمایا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تابع کیے۔ کیسے تابع کیے، يُسَبِّحْنَ وہ تسبیح پڑھتے تھے۔ مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کہتے سبحان اللہ تو ساتھ پہاڑ بھی کہتے سبحان اللہ وہ کہتے الحمد للہ ساتھ پہاڑ بھی کہتے الحمد للہ! وَالطَّيْرَ اور پرندے بھی ہم نے مسخر کیے۔ پرندے بھی داؤد علیہ السلام کے ساتھ سبحان اللہ الحمد للہ پڑھتے تھے جو ان کے آس پاس ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انکار نہ کرنا شک نہ کرنا کیوں؟ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ اور ہم کرنے والے تھے۔ یعنی پہاڑوں اور پرندوں کا حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح وتہلیل کرنا اور زبور پڑھنا یہ ہمارے حکم سے تھا۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ اور ہم نے ان کو تعلیم دی زرہ بنانے کی تمہارے لیے۔ لبوس زرہ کو کہتے ہیں۔ لڑائی کے وقت لوہے کا جو کوٹ پہنتے ہیں جس پر تیر تلوار اثر نہیں کرتی اور سر پر جو ٹوپی پہنتے ہیں لوہے کی اس کو خود کہتے ہیں لِتُحْصِنَكُمْ تاکہ وہ زرہ تمہیں بچائے مِّنْۢ بَاْسِكُمْ تمہاری لڑائی میں۔ میدان جنگ میں زرہ پہن لو دشمن کا تیر تلوار نیزہ تمہارے بدن پر اثر نہیں کرے گا فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ پس کیا تم شکر ادا کرتے ہو اپنے رب کی نعمتوں کا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پر انعامات کا تذکرہ:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ اور ہم نے مسخر کیا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو عَاصِفَةً بڑی تیز چلتی تھی تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ چلتی تھی ان کے حکم کے ساتھ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ برکت والی زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بڑا تخت تھا اس میں سیٹیں تھیں جیسے جہاز میں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا آتی تھی تخت کو اٹھا کر بلندیوں پر چلتی تھی اور جہاں حکم ہوتا تھا وہاں رکھ دیتی تھی۔ یہاں عَاصِفَةً کا لفظ ہے تیزی کے ساتھ۔ اور تیئیسویں پارہ میں (سورۃ ص) میں رُخَآءً کا لفظ ہے آہستہ چلتی تھی۔ اس کی تطبیق یوں دیتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو جلدی ہوتی تھی تو تیز چلتی تھی اور اگر جلدی نہیں ہوتی تھی تو آہستہ چلتی تھی۔ صبح سے لے کر دوپہر تک ایک مہینے کا سفر ہوتا تھا اور دوپہر سے لے کر شام تک ایک مہینے کا سفر ہوتا تھا۔ سورۃ سبا آیت نمبر ۱۲ میں ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ اس کا

پہلا پہر ایک ماہ کی مسافت طے کرتا تھا اور پچھلا پہر بھی ایک ماہ کی۔ یعنی لوگ طبعی طور پر ایک ماہ میں جتنا سفر کرتے ہیں مثلاً اُستخر ایک مقام ہے ایران میں وہاں سے کابل کا ایک مہینے کا سفر ہے۔ تو ایک مہینے کا سفر صبح سے دو پہر تک ہوتا ہے وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ اور جنات میں سے ہم نے تابع کیے سلیمان علیہ السلام کے جنات پر ان کی حکمرانی تھی مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ جو غوطہ لگاتے تھے ان کے لیے سمندروں میں دریاؤں میں ہیرے اور موتی نکالتے تھے وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ اور عمل کرتے تھے عمل اس کے علاوہ۔ عمارتیں بناتے تھے مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں جنات کا کافی حصہ ہے قلعے بناتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور تھے ہم ان کے نگران۔ یعنی یہ ہوا کا تابع ہونا، جانوروں اور پرندوں کی بولیوں کا سمجھ لینا، جنات کا اطاعت گزار ہونا یہ سب ہمارے حکم کی وجہ سے تھا۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿83﴾

اور ذکر کریں ایوب علیہ السلام کا جس وقت پکارا انہوں نے اپنے رب کو بیشک مجھے پہنچی ہے تکلیف اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ

والے ہیں۔ پس ہم نے قبول کی ان کی دعا پس ہم نے دور کی جو ان کی تکلیف تھی اور ہم نے دیئے ان کو ان کے گھر کے افراد

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿84﴾

اور ان جیسے اور بھی ان کے ساتھ رحمت کرتے ہوئے اپنی طرف سے اور نصیحت ہے عبادت کرنے والوں کے لیے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿85﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور ذکر کریں اسماعیل علیہ السلام کا اور ادریس علیہ السلام کا اور ذوالکفل علیہ السلام کا سب کے سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ اور داخل کیا

فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿86﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا

ہم نے ان کو اپنی رحمت میں بے شک وہ نیکوں میں سے تھے۔ اور مچھلی والے کا بھی ذکر کرو جس وقت وہ گئے ناراض ہو کر

فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ

پس انہوں نے خیال کیا یہ کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے پس پکارا انہوں نے اندھیروں میں یہ کہ نہیں ہے کوئی حاجت روا اور

اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ

مشکل کشا مگر آپ ہی آپ کی ذات پاک ہے بیشک میں تھا ظالموں میں سے۔ پس ہم نے قبول کیا ان کی دعا کو

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾

اور ہم نے نجات دی ان کو پریشانی سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَرْحَمُ: زیادہ رحم کرنے والا، ذَا الْكِفْلِ: ایک پیغمبر کا نام، ذَا النُّوْنِ: مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام، مُغَاضِبًا: غصہ کرنے والا، لَنْ نَّقْدِرَ: ہرگز نہیں ہم تنگی کریں گے، نُنْجِیْ: ہم نجات دیتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے مختلف انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔ اب ان آیات میں بھی حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش:

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اور ذکر کریں ایوب علیہ السلام کا جس وقت پکارا انہوں نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ بیشک مجھے پہنچی ہے تکلیف وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا ان کی دعا کو فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ پس ہم نے دور کردیا ان کو جو تکلیف تھی۔ اب یہاں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر ہے ان کا علاقہ ایشیائے کوچک ہے جو اس وقت ترکوں کے پاس ہے ان کے والد محترم کا نام عیش تھا۔ ایوب بن عیش علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت ورسالت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے مال ودولت سے بھی نوازا۔ بائبل میں تصریح ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے سات لڑکے اور تین لڑکیاں عطا فرمائیں۔ سب کے سب جوان ہوئے اور ان کی شادیاں کردیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ کا نام تھا رحمت بنت فراثیم رحمہا اللہ تعالیٰ۔ تین ہزار اونٹ سات ہزار بھیڑ بکریاں پانچ سو جوڑی بیلوں کی ان کے پاس تھی بڑا عجیب قسم کا منظر تھا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا مہمانوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان کے سامنے دین کا صحیح نقشہ پیش فرماتے کہ توحید کو قبول کرو رسالت اور قیامت کو تسلیم کرو۔ لوگ کھانا کھاتے اور ساتھ ساتھ دین کی باتیں بھی سنتے جاتے۔

تفسیروں میں بہت ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام کے ذہن میں خیال آیا کہ اس علاقہ میں مجھ سے بڑا مالدار کوئی نہیں ہے یعنی اپنے مال پر تھوڑا سا ناز کیا یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی اللہ تعالیٰ نے امتحان میں مبتلا کردیا۔ اور یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ کسی جگہ جارہے تھے راستے میں ایک مظلوم نے اپنی مظلومیت بیان کی اور مدد مانگی ان کو جلدی تھی چلے گئے اور اس کی مدد نہ کی اور تیسری وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دن ایوب علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو فرمایا کہ بکری ذبح کر کے بھونو۔ خود بھی کھاؤ اور مجھے بھی کھلاؤ۔ پہلے پڑوسیوں کو دینے کی عادت تھی اس دن بھول گئے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ ہوا۔ یہ چوتھی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک لڑکے نے سب بہن بھائیوں کی دعوت کی والدین سمیت۔ والدہ بی بی رحمہا اللہ اور والد ایوب علیہ السلام نے کہا کہ سارے مکان کو بند کر کے جانا مشکل ہے۔ بہت بڑا

مکان تھا کوئی جانور وغیرہ اندر نہ آجائے تم سارے جا کر کھانا کھالو اور فارغ ہو کر آجاؤ پھر ہم جا کر کھالیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کھانا کھا رہے تھے کہ مکان گرا سب نیچے آکر دب کر مر گئے۔ بیٹے، بیٹیاں، داماد، بہوئیں، بڑے، چھوٹے، کوئی ایک بھی نہ بچا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ دیکھو آج گھر میں ایک فرد فوت ہو جائے تو کتنا صدمہ ہوتا ہے؟ آخر وہ بھی انسان تھے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا صدمے کا کوئی حساب نہیں تھا۔ ملازموں سے کہا یہ مال اسباب مویشی سب تمہارا ہے اب مجھے ان کا کیا کرنا ہے۔ ملازموں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی غلط فائدہ اٹھایا کچھ ملازم لے گئے کچھ دوسرے لوگ لے گئے حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ بی بی گھروں میں جا کر کام کرتی اور روٹی وغیرہ لے کر آتی۔ جہاں ہر وقت دیگیں پکتی ہوں وہاں یہ حال ہو جائے کہ کسی کے گھر جھاڑو پھیر کر روٹی لائے بہت بڑا امتحان ہے۔ یہ حالت کتنا عرصہ رہی؟ تین یا سال سات سال تیرہ سال اور اٹھارہ سال بھی لکھے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بلند پائے کے محدث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے تیرہ سال والی روایت قوی ہے۔ آج تو بندہ ایک دن کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا۔ تین سات سال بھی کیا کم ہیں؟ پہلے جو لوگ آتے جاتے کھاتے اور مونچھیں تر کر کے جاتے تھے اب وہ قریب بھی نہیں آتے تھے۔ یہ دنیا کا وطیرہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت دے تو سارے رشتہ دار بن جاتے ہیں کہ میرا یہ رشتہ ہے میرا یہ رشتہ ہے۔ غریب کے قریب کوئی نہیں آتا۔ یہاں بعض تفسیروں میں کچھ باتیں لکھی ہیں جو صحیح نہیں ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے یہ تھا اور وہ تھا یہ نری خرافات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو ایسی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو۔ کوئی پیغمبر گنجا نہیں تھا کانا نہیں تھا کوئی کوڑھ والا نہیں تھا۔ البتہ جسم کے اندر درد، پیٹ درد، بخار صدمہ وغیرہ یہ چیزیں نبوت کے خلاف نہیں ہیں۔

بہر حال بی بی! بڑی وفادار تھی۔ محنت مشقت کر کے لاتیں خود بھی کھاتیں ان کو بھی کھلاتیں انہوں نے ساتھ نہ چھوڑا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ واپس گھر آرہی تھیں ایک جگہ مجمع لگا ہوا تھا اس میں ایک حکیم کھڑا تھا لوگوں کو گولیاں اور پڑیاں دے رہا تھا یہ بھی جا کر کھڑی ہو گئیں اور کہا کہ میرا خاوند بیمار ہے اور میرے پاس پیسہ دھیلا بھی کوئی نہیں ہے۔ اس حکیم نے کہا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا رحمت بی بی بنت فرائیم۔ خاوند کا کیا نام ہے؟ ایوب بن عیش علیہ السلام۔ کہنے لگا بی بی میں نے کوئی پیسہ نہیں لینا یہ دوائی مفت لے جاؤ مگر اتنی بات کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی حکیم نے شفا دے دی۔ یہ شرکیہ جملہ تھا شفا تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

بہر حال حضرت ایوب علیہ السلام نے جب یہ جملہ سنا تو ان کو اس جملے پر غصہ آیا کہ کہہ دینا حکیم نے شفا دی ہے۔ بیوی کو فرمایا میں تجھے سو لاٹھیاں ماروں گا ابلیس کو اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ میرے ایمان پر ڈاکا ڈالتا ہے۔ یہ لاٹھیوں کا ذکر سورۃ ص میں ہے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (ص) یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے لیے ٹھنڈا اور پینے کے لیے۔ حضرت ایوب علیہ السلام

جوان کی طرح ہو گئے۔ حضرت رحمت بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ لوگوں کے گھروں میں کام کر کے واپس آئی تو پہچان نہ سکی۔ کہنے لگی یہاں میرے بیمار کمزور خاوند تھے۔ فرمایا میں ہی ہوں۔ بیوی نے کہا میرے ساتھ مسخرہ پن نہ کرو میں پیغمبر کی بیوی ہوں۔ فرمایا میں ہی ایوب پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی دی ہے۔

وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ اور ہم نے دیئے ان کو ان کے گھر کے افراد وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ان جیسے اور بھی ان کے ساتھ۔ سات بیٹے پہلے تھے اب چودہ ہو گئے پہلے تین بیٹیاں تھیں اب چھ ہو گئیں رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا رحمت کرتے ہوئے اپنی طرف سے وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ اور نصیحت ہے عبادت کرنے والوں کے لیے کہ جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو محروم نہیں کرتا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، اور حضرت ذوالکفل علیہم السلام کا تذکرہ:

وَاِسْمٰعِیْلَ اور ذکر کریں اسماعیل علیہ السلام کا جو بڑے فرزند تھے ابراہیم علیہ السلام کے وَاِدْرِیْسَ اور ادریس علیہ السلام کا ذکر کریں جو نوح علیہ السلام کے پردادا تھے وَذَا الْكِفْلِ اور ذا الکفل علیہ السلام کا ذکر کریں جن کا نام بشر تھا اور وہ ایوب علیہ السلام کے فرزند تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی اور ان کو ذوالکفل اس لیے کہتے ہیں کہ ستر (۷۰) انبیاء علیہم السلام اپنے علاقوں سے ہجرت کر کے ان کے پاس رہتے تھے کیونکہ ان کی ظالم قومیں ان کی جان کی دشمن ہو گئیں تھیں۔ تو حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ان ستر پیغمبروں کو اپنے پاس رکھا اور ان کی کفالت کی۔ ان کا نام بشر بن ایوب بن عیش تھا كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ یہ سب کے سب انبیاء علیہم السلام صبر کرنے والے تھے وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اور ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کو داخل کیا اپنی رحمت میں اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ بیشک یہ انبیاء علیہم السلام صالحین میں سے تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ:

وَذَا النُّوْنِ اور مچھلی والے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کریں۔ حضرت یونس علیہ السلام عراق میں نینوا شہر میں جس کی آبادی اُس وقت ایک لاکھ بیس ہزار تھی مبعوث فرمائے گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا۔ ایک دن حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو وعظ و نصیحت کی اور کہا کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا۔ کسی نے پوچھا کتنے دنوں بعد عذاب آئے گا مختلف روایات ہیں کہ تین دن یا چالیس دن یہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی طرف سے ہی کہہ دیئے۔ جس وقت دن نزدیک آنے لگے تو حضرت یونس علیہ السلام نینوا کو چھوڑ کر چل دیئے۔ اور دریا پار کرنے کے لیے کشتی میں بیٹھے۔ کشتی دریا میں تھوڑی دور چلی اور رک گئی۔ ملاحوں نے کہا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آتا ہے تو کشتی نہیں چلتی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو خیال آیا کہ وہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف اپنی قوم سے نکل کر آ گیا ہوں۔ کشتی والوں نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا حضرت یونس علیہ السلام نے خود کو دریا میں گرا دیا۔ اللہ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا مچھلی کے پیٹ میں

رہنے کی مختلف روایات تین دن، دس دن، اور چالیس دن کی آتی ہیں۔

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا جس وقت وہ گئے ناراض ہو کر فَظَنَّ پس انہوں نے خیال کیا اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یہ کہ ہم ان پر تنگی اور سختی نہیں کریں گے فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ پس پکارا انہوں نے اندھیروں میں۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا دریا کی گہرائی کا اندھیرا۔ بعض فرماتے ہیں کہ تیسرا اندھیرا بادل کا تھا اور بعض فرماتے ہیں تیسرا اندھیرا رات کا تھا۔ تو ان اندھیروں میں پکارا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ یہ کہ نہیں ہے کوئی حاجت روا اور مشکل کشا فریادرس دستگیر مگر اے اللہ پاک آپ ہی ہیں۔ اے پروردگار! تیری ذات پاک ہے بیشک میں ہی تھا ظالموں میں سے کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے کہ میں اپنی رائے سے دن متعین کر کے چل پڑا آپ کی اجازت کے بغیر یہ میری غلطی تھی۔ سورۃ صافات (آیت نمبر ١٤٤) فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے ہوتے تو البتہ وہ ٹھہرتے مچھلی کے پیٹ میں لوگوں کو دوبارہ اٹھائے جانے والے دن تک۔ اس دعا کے بعد مچھلی نے ان کو کنارے پر ڈال دیا۔ ہل جل نہیں سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کدو کی بیل کو درخت بنا دیا وہ ان پر چھا گیا سایہ کیا تا کہ دھوپ نہ لگے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ایک ہرنی آتی ان کو دودھ پلا جاتی تھی جسم میں قوت و طاقت آئی۔ ادھر یہ کارروائی ہوئی ادھر قوم من حیث القوم سب نے توبہ کی استغفار کیا مسلمان ہو گئے۔ اس شہر میں ایک آدمی بھی بغیر کلمے کے نہ رہا۔ تو یونس علیہ السلام کی ساری قوم مسلمان ہو گئی اور ان کی تلاش میں نکلے کہ وہ اللہ کا بندہ ہمیں ملے تو ہم ان سے معافی مانگیں ان کے پاؤں پکڑیں پاؤں دھوئیں۔ ادھر سے حضرت یونس علیہ السلام بھی جا پہنچے قوم نے استقبال کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہمارے سروں پر آ گیا تھا ہم نے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ پس ہم نے قبول کیا ان کی دعا کو اور ہم نے نجات دی ان کو پریشانی سے وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

اور زکریا علیہ السلام کا قصہ بھی بیان کریں جس وقت پکارا انہوں نے اپنے رب کو اے میرے رب نہ چھوڑیں آپ مجھ کو اکیلا اور آپ

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿89﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡوَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا

سب سے بہتر وارث ہیں۔ پس ہم نے قبول کر لی اُن کی دعا اور عطا کیا ہم نے ان کو یحییٰ علیہ السلام اور ہم نے درست کر دی ان کے

لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ

لیے ان کی بیوی بیشک وہ تھے جلدی کرتے اچھے کاموں میں اور ہمیں پکارتے تھے شوق کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿90﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

اور وہ تھے ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے اور اس عورت کا بھی ذکر کریں جس نے حفاظت کی اپنے ناموس کی پس پھونکی

رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿91﴾ اِنَّ

ہم نے اس بی بی کے بدن میں اپنی طرف سے روح اور ہم نے بنایا ان کو اور ان کے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے لیے۔ بیشک

هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿92﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا

یہ لوگ ہیں تمہارا گروہ ایک ہی گروہ۔ اور میں تمہارا رب ہوں پس میری ہی عبادت کرو۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۗ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿93﴾ ع ۶

لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں سب کے سب ہماری طرف ہی لوٹ کر آنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَذَرْنِيْ: تو نہ رکھ، اَلْوٰرِثِيْنَ: وارث ہونے والے، اَصْلَحْنَا: ہم نے درست کردی، يَدْعُوْنَنَا: وہ پکارتے تھے ہمیں، رَغَبًا: امید کی حالت میں، رَهَبًا: ڈر کی حالت میں، اَحْصَنَتْ: اس نے محفوظ رکھا، فَرْجَهَا: اپنی شرمگاہ کی، فَنَفَخْنَا: ہم نے پھونک دیا، اُمَّتُكُمْ: تمہارا طریقہ، تَقَطَّعُوْٓا: انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے اللہ کے بھیجے گئے پیغمبروں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان آیات میں حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ طاہرہ مطہرہ حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ:

وَزَكَرِيَّآ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے زکریا علیہ السلام کا ذکر کریں **اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ** جس وقت پکارا زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو یہ فرماتے ہوئے **رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا** اے میرے پروردگار نہ چھوڑیں آپ مجھ کو اکیلا **وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ** اور آپ تمام وارثوں میں بہتر وارث ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا علاقہ بھی شام تھا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ دو بہنیں تھیں ایک حَنَّہ بنت فاقوذ اور دوسری تھیں عشاعہ بنت فاقوذ۔ حَنَّہ بنت فاقوذ حضرت عمران رحمہ اللہ کے نکاح میں تھیں جو مسجد اقصیٰ کے امام اور خطیب تھے۔ بڑے نیک طبع آدمی تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام ہارون رحمہ اللہ تھا۔ ان کی جوانی ہی میں ان کے زہد و تقوے کے تذکرے ہوتے تھے اور یہ جوانی میں ہی فوت ہو گیا اور کوئی اولاد نہ ہوئی تو حضرت حَنَّہ نے دعا کی اے پروردگار مجھے اولاد عطا فرما تا کہ وہ آپ کے گھر کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی بجائے

لڑکی عطا فرمائی حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ۔ دوسری بہن عشاعہ بنت فاقوذ کا نکاح حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ شادی کے بعد کئی سال گزر گئے حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہوگئی بیوی کی عمر ننانوے سال لکھی ہے کوئی اولاد نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی جس کا اوپر ذکر ہوا۔

یہ کس موقع پر دعا کی؟ حضرت مریم علیہا السلام ان کی کفالت میں تھیں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں جالی دار کمرہ تھا تازہ ہوا آتی رہتی تھی حضرت زکریا علیہ السلام جب جاتے تھے تو تالا لگا کر جاتے تھے اور چابی اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب واپس آتے تو ان کے پاس پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا دیکھتے قَالَ فرمانے لگے یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا اے مریم! یہ روزی کہاں سے آتی ہے قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (آل عمران) فرمانے لگیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ پھر وہ بے موسم کا پھل ہوتا تھا یہ دیکھ کر زکریا علیہ السلام کے دل میں رقت پیدا ہوئی کہ جو پروردگار ان کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی بغیر موسم کے پھل یعنی بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ اسی کمرے میں کھڑے ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام نے نماز پڑھی اور دعا کی اے پروردگار اگرچہ میری عمر تو نہیں ہے ایک سو بیس سال میری عمر ہے وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ اور بیوی میری بانجھ ہے مجھے بغیر موسم کے پھل عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی ابھی نماز میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آگئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا دے گا اور اس کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے خود رکھا ہے یحییٰ علیہ السلام۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے تعجب کا اظہار کیا اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا بڑھاپے کی وجہ سے میری کمر ٹیڑھی ہوگئی ہے۔ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا سر کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (مریم) تحقیق میں نے آپ کو پیدا کیا اس سے پہلے اور نہیں تھے آپ کوئی چیز۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ مجھے کوئی نشانی بتلاؤ کہ جس سے میں سمجھ جاؤں کہ میری بیوی باامید ہوگئی ہے۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (مریم) تین راتوں کا ذکر بھی ہے اور تین دنوں کا ذکر بھی ہے کہ آپ لوگوں سے بات کرنا چاہیں گے تو آپ کی زبان نہیں چلے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور ہوگی بھی زبان ٹھیک کسی تکلیف یا بیماری کی وجہ سے رکاوٹ نہیں بنے گی۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جوان کے صحیح جانشین بنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کی اس کی دعا وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى اور ہم نے عطا کیا زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اور ہم نے درست کردی ٹھیک کردی ان کی بیوی۔ جو بانجھ پن کی وجہ سے نقص تھا وہ دور کردیا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَيْرٰتِ بیشک وہ جلدی کرتے تھے نیک کاموں میں۔ ہم تو دنیا کے کاموں میں دنیا کمانے میں جلدی کرتے ہیں اور دین کے بارے میں بڑے لاپرواہ ہیں۔ وہ دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے حالانکہ حکم ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (سورۃ البقرہ) نیکیوں میں ایک دوسرے سے

آگے بڑھنے کی کوشش کرو وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا اور ہمیں پکارتے تھے شوق کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔ خوشی اور غمی میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ ایسے نہیں کہ غمی آئے تو کوئی اور حاجت روا مشکل کشا اور دستگیر ہو جائے اور خوشی اور راحت آجائے تو کسی اور جگہ دیگیں چڑھانے لگ جائیں۔ وہ ہر حال میں اپنے رب ہی کو پکارتے تھے وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور وہ تھے ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ:

وَالَّتِیْٓ اور اس بی بی کا بھی ذکر کریں اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا جنہوں نے حفاظت کی اپنی ناموس کی اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا پس پھونکی ہم نے اس بی بی کے بدن میں اپنی طرف سے روح وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے بنایا ان کو اور ان کے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے لیے۔ حضرت مریم علیہا السلام اور آپ کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی انسانوں کو نصیحت:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ بیشک یہ لوگ ہیں تمہارا گروہ اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ۔ یہ جن بزرگوں کا ذکر ہوا ہے نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام ایوب علیہ السلام زکریا علیہ السلام داود علیہ السلام سلیمان علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام وعلی ھذا القیاس یہ سچا گروہ ایک ہی گروہ تھا وَّاَنَا رَبُّكُمْ اور میں تمہارا رب ہوں فَاعْبُدُوْنِ پس تم عبادت میری کرنا ان کی نہ کرنا یہ پیغمبر ہیں خدا نہیں ہیں وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ اور لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ کوئی کچھ بن گیا کوئی کچھ بن گیا صحیح دین پر نہ رہے اور شک نہ کریں كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ سب کے سب ہماری طرف ہی لوٹ کر آنے والے ہیں ہم ان کے ساتھ نمٹ لیں گے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ

پس جو شخص عمل کرے گا اچھے کاموں کا بشرطیکہ وہ مومن ہو پس ناقدری نہیں کی جائے گی اس کی محنت کی اور بیشک ہم اس کو

كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا

لکھنے والے ہیں۔ اور لازم ہو چکا ہے اس بستی پر جسکو ہم نے ہلاک کیا ہے کہ بیشک وہ نہیں لوٹیں گے۔ یہاں تک کہ جب

فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور قریب ہوگا وعدہ سچا پس قصہ یہ ہوگا

فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

کھلی رہ جائیں گی آنکھیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں کہیں گے ہائے افسوس ہمارے اوپر۔ تحقیق تھے ہم غفلت میں اس چیز کے

بَلۡ كُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿97﴾ اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ

بارے میں بلکہ ہم ظالم تھے۔ بیشک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جہنم کا ایندھن ہونگے تم اس میں

لَهَا وٰرِدُوۡنَ ﴿98﴾ لَوۡ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوۡهَا ؕ وَكُلٌّ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿99﴾ لَهُمۡ

وارد ہونے والے ہو۔ اگر ہوتے یہ الٰہ تو نہ وارد ہوتے دوزخ میں اور سب کے سب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے لیے

فِیۡهَا زَفِیۡرٌ وَّهُمۡ فِیۡهَا لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿100﴾

اس جہنم میں گدھے کی آواز ہوگی اور وہ اس دوزخ میں سنیں گے نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

کُفۡرَانَ: ناشکری، لِسَعۡیِهٖ: اس کی محنت کی، كٰتِبُوۡنَ: لکھنے والے، فُتِحَتۡ: کھول دیئے جائیں گے، حَدَبٍ: بلندی، یَنۡسِلُوۡنَ: دوڑتے ہوں گے، شَاخِصَةٌ: پھٹنے والے، حَصَبُ: ایندھن، وَارِدُوۡنَ: داخل ہونے والے، مَاوَرَدُوۡهَا: وہ داخل نہ ہوتے اس میں۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا كُلٌّ اِلَیۡنَا رٰجِعُوۡنَ اور سب مخلوقات جن وانس ہماری طرف یہ لوٹ کر ہماری طرف کر آئیں گے۔ جب لوٹ کر آئیں گے تو کیا ہوگا اس کا تذکرہ ان آیات میں کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: ہر شخص کے اعمال لکھے جارہے ہیں:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ پس جو شخص عمل کرے گا اچھے کاموں کا اور صرف اچھے کام معتبر نہیں ہیں وَهُوَ مُؤۡمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ یعنی ایمان والا ہے اور اچھے کام کرتا ہے فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡیِهٖ پس ناقدری نہیں کی جائے گی اس کی محنت کی بلکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملے گا اور جو نیکی فی سبیل اللہ کی مد میں ہوگی اس کا اجر سات سو گنا ملے گا وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ اور بیشک ہم اس کو لکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود نہیں لکھتے اس کے حکم سے اس کے فرشتے کراما کاتبین لکھتے ہیں۔ نیکیاں لکھنے والا دائیں کندھے پر بیٹھا ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں کندھے پر بیٹھا ہے۔ وَحَرٰمٌ یہاں حرام کا معنی لازم اور واجب ہے۔ اور مقرر اور لازم ہو چکا ہے عَلٰی قَرۡیَةٍ ایسی بستی پر اَهۡلَكۡنٰهَا جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا کہ اَنَّهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ بیشک وہ نہیں لوٹیں گے دنیا کی طرف۔

یاجوج ماجوج کی آمد:

حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج وَهُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ

يَنْسِلُوْنَ اور وہ ہر اونچے ٹیلے اور پہاڑی سے یعنی ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے نیچے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ ایک کا نام یام تھا اور اسی کا لقب کنعان تھا جو ایمان نہیں لایا تھا باقی تینوں بیٹے حام سام یافث مسلمان ہوئے رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان کی آگے نسلیں چلی ہیں۔ سام کی اولاد میں عربی فارسی اور رومی ہیں اور حام کی اولاد میں حبشی اور سوڈانی ہیں اور یافث کی اولاد میں ترکی افغانی اور یاجوج ماجوج ہیں۔

تو یاجوج ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت یافث کی اولاد میں سے ہیں قیامت کے قریب جب یہ کھولے جائیں گے تو ہر اونچی جگہ یعنی پہاڑوں اور ٹیلوں سے دنیا میں آجائیں گے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ اور قریب ہوگا وعدہ سچا فَاِذَا هِيَ پس قصہ یہ ہوگا شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کھلی رہ جائیں گی آنکھیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور کہیں گے يٰوَيْلَنَا ہائے ہماری خرابی قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا تحقیق ہم غفلت میں تھے اس چیز کے بارے میں بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بلکہ ہم ظالم تھے۔ جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے تو پھر ایسے ہی واویلا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بیشک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے حَصَبُ جَهَنَّمَ جہنم کا ایندھن اور بالن ہونگے اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ اور تم اس دوزخ میں داخل ہونے والے ہو لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً اگر ہوتے یہ معبود مشکل کشا، حاجت روا فریاد رس دستگیر تو مَّا وَرَدُوْهَا نہ وارد ہوتے دوزخ میں۔ نہ تم دوزخ میں داخل ہوتے اور نہ تمہارے معبود داخل ہوتے وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سب کے سب اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ ان کے لیے اس دوزخ میں آواز ہوگی گدھے کی وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ اور وہ اس دوزخ میں سنیں گے نہیں۔ آوازیں اتنی ہوں گی کہ ایک دوسرے کی آوازیں نہیں سنیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا

بیشک وہ لوگ کہ طے ہو چکی ہے ان کے لیے ہماری طرف سے بھلائی وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ نہیں

يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اس چیز میں جس میں ان کے نفس چاہیں گے ہمیشہ رہیں گے۔ نہیں غم میں ڈالے گی ان کو

الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي

بڑی پریشانی اور ملیں گے ان سے فرشتے اور کہیں گے یہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جس دن ہم لپیٹیں گے

السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ

آسمان کو جیسے لپیٹا جاتا ہے بستہ کتابوں پر جیسا کہ ہم نے پیدا کیا ابتداء میں مخلوق کو ہم لوٹائیں گے وعدہ ہے ہمارے ذمے

اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝۱۰۴ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا

بیشک ہم کرنے والے ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے بعد بیشک زمین کے وارث ہونگے میرے

عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝۱۰۵ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝۱۰۶ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

نیک بندے۔ بیشک اس میں البتہ پہنچا دینا ہے اس قوم کے لیے جو عبادت کرنے والے ہیں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۷ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر رحمت کرتے ہوئے جہان والوں کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے یہ وحی کی گئی ہے میری

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۸ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ

طرف پختہ بات ہے تمہارا ایک ہی الٰہ ہے پس کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں

اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝۱۰۹

نے خبردار کر دیا ہے تم کو برابری پر اور میں نہیں جانتا کیا قریب ہے یا دور ہے وہ چیز جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے تمہارے ساتھ۔

وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝۱۱۱ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ

اور میں نہیں جانتا شاید کہ آزمائش ہو تمہارے لیے اور فائدہ ہے ایک وقت تک۔ پیغمبر علیہ السلام نے کہا اے پروردگار فیصلہ کر دے

بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۱۲ ع

حق کیساتھ اور ہمارا رب رحمن ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُبْعَدُوْنَ: دور کیے جانے والے، حَسِيْسَهَا: اس کی آہٹ، اِشْتَهَتْ: چاہیں گے، لَا يَحْزُنُهُمُ: غمگین نہ کرے گا انہیں، اَلْفَزَعُ: گھبراہٹ، تَتَلَقّٰهُمُ: ان کا استقبال کریں گے، نَطْوِيْ: ہم لپیٹ دیں گے، كَطَيِّ: جیسے لپیٹ دینا، اَلسِّجِلِّ: رجسٹر، لِلْكُتُبِ: لکھے ہوئے کاغذوں کو، بَدَاْنَآ: ہم نے ابتدا کی، نُعِيْدُهٗ: ہم دوبارہ پیدا کریں گے اسے، اَلزَّبُوْرِ: آسمانی کتاب جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری تھی، اٰذَنْتُكُمْ: میں نے واضح بتلا دیا تمہیں، اِنْ اَدْرِيْٓ: میں نہیں جانتا ہوں۔

ربط وشانِ نزول:

عبداللہ ابن زِبعری کفر کے دور میں بڑا پراپیگنڈہ کیا کرتا تھا جب یہ آیتیں نازل ہوئیں ''اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ'' تو کہتا تھا لوگوں سے کہ دیکھو جی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ ''اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ " لوگوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کی بھی عبادت کی ہے۔ اسی طرح لوگوں نے عزیر علیہ السلام کی بھی عبادت کی ہے، تو پھر کیا یہ پیغمبر بھی ہمارے ساتھ جہنم میں اکٹھے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا کہ وہ تو اللہ کے بندے تھے اور وہ تو اس شرک اور نافرمانی سے کوسوں سے دور تھے وہ تو اس پر راضی نہیں تھے۔ جن احمقوں نے ایسا کہا ہے اور ان کی عبادت کی ہے تو یہ ان احمق مشرکوں کی اپنی غلطی ہے۔

تفسیری نکات: پیغمبر اور فرشتے جن کی عبادت کی گئی وہ عذاب سے بچا لیے جائیں گے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى بیشک وہ لوگ جن کے لیے طے ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ کیونکہ وہ نہ تو اس پر راضی تھے اور نہ ہی انہوں نے اپنی عبادت کرنے کا کہا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے کب فرمایا کہ میری عبادت کرو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کب کہا ہے کہ میری عبادت کرو فرشتوں نے کب کہا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے ہیں ہاں وہ جھوٹے معبود جنہوں نے اپنی عبادت کروائی ہے شرک کروایا ہے اور اس پر راضی تھے وہ جہنم میں جائیں گے اور انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام تو دوزخ سے دور رکھے جائیں گے لَا يَسۡمَعُوۡنَ حَسِيۡسَهَا وہ نہیں سنیں گے دوزخ کی کوئی آہٹ یا آواز وہ اس سے کوسوں دور ہوں گے اللہ کے یہ نیک بندے پیغمبر، اولیاء ہوں گے وَهُمۡ فِىۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ اور وہ ان خوشیوں میں ہونگے جو ان کے نفس چاہیں گے خٰلِدُوۡنَ ہمیشہ رہیں گے۔ تم خلط مبحث نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو پیارے پیغمبروں کو معبودان باطلہ کیساتھ نہ جوڑو۔ لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ نہیں غم میں ڈالے گی ان کو بڑی پریشانی بڑی گھبراہٹ۔ وہ بڑی گھبراہٹ اس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ کی عدالت سے فیصلہ ہوگا کہ مجرموں کو دوزخ میں ڈالو اور سب مجرموں کو سب کے سامنے دوزخ میں پھینکا جائے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو پریشانی سے بچائے گا۔ کیونکہ کسی کو آگ میں پھینکا جائے تو دیکھنے والوں کے بھی ہوش و حواس اڑ جاتے ہیں وَتَتَلَقّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اور ان کے ساتھ فرشتے ملاقات کریں گے اور کہیں گے هٰذَا يَوۡمُكُمُ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ دے گا:

يَوۡمَ نَطۡوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو یعنی آسمان کو اکٹھا کریں گے جیسے بستے کو اکٹھا کیا جاتا ہے لِلۡكُتُبِ کتابوں پر۔ تو جس طرح پڑھنے کے بعد کتابوں کو بستے میں لپیٹ دیتے ہوایسے ہی سات آسمانوں کو لپیٹ دیں گے۔

مفسرین نے اس موقع کی تین تفسیریں کی ہیں۔ ① ایک یہ ہے کہ سجل آنحضرت ﷺ کے منشی اور کاتب کا نام تھا معنی یہ ہے کہ ہم آسمان کو ایسا لپیٹیں گے جیسا یہ سجل نامی کاتب کاغذوں کو لپیٹتا ہے۔ اس مضمون کی روایت ابوداؤد میں بھی ہے نسائی میں بھی ہے۔ اس مقام پر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد محترم ابوالحجاج مزّی رحمہ اللہ نے اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث جعلی ہے۔

② دوسری تفسیر یہ ہے کہ سجل فرشتے کا نام ہے جس وقت دنیا کا نظام ختم ہوگا تو سجل نامی فرشتہ دفتر لپیٹ کر کے رکھ دے گا۔ تو آسمان کو ایسا لپیٹیں گے جیسا کہ سجل فرشتہ دفتر کو لپیٹتا ہے۔

③ تیسری تفسیر جو آپ کو جلالین میں ملے گی کہتے ہیں کہ سجل کا معنی بستہ، لام بمعنی علی کے ہے ہم لپیٹیں گے آسمانوں کو جیسا کہ لپیٹا جاتا ہے بستہ کتابوں پر۔

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ جس طرح ہم نے پیدا کیا مخلوق کو پہلے ہم لوٹائیں گے اسکو۔ پیدا ہونے کا تو کوئی انکار نہیں کرتا تھا کیونکہ ہر روز پیدا ہوتے اور مرتے دیکھتے تھے وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ وعدہ ہے ہمارے ذمے بیشک ہم کرنے والے ہیں۔ تم ہماری قدرت کو نہیں مانتے تو نہ مانو یہ سب کچھ اسی طرح ہی ہونا ہے جیسا ہم فرمارہے ہیں۔

وراثت ارضی سے مراد یہاں جنت ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ اور البتہ تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں۔ زبور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی چنانچہ سورۃ النساء میں ہے وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور عطا کی۔ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ نصیحت کے بعد۔ پہلے ہم نے نصیحت کی حق کی باتیں بتلائیں پھر یہ بات سمجھائی کہ جو نصائح کو قبول کریں گے اور ان پر عمل کریں گے تو اس کا نتیجہ ہوگا اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ بیشک زمین کے وارث ہونگے میرے نیک بندے۔ اس زمین کی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں وضاحت فرمائی ہے

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (زمر) اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جنت کی طرف گروہ در گروہ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا یہاں تک کہ وہ جنت کے پاس پہنچیں گے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اور کھولے جائیں گے اس کے دروازے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں گے ان کو داروغے اس جنت کے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ سلامتی ہو تم پر خوش رہو فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ پس داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے والے وَقَالُوا اور جنتی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے صَدَقَنَا وَعْدَهٗ جس نے سچا کیا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور ہمیں وارث بنایا زمین کا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ ہم ٹھکانا پکڑتے ہیں جنت میں حَيْثُ نَشَاۗءُ جہاں بھی چاہیں فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ پس کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے

ساتھ جنت کی زمین کی وراثت کا وعدہ کیا تھا اور وہ پورا کر دیا ہے۔

کفار اور مشرکین سے دوٹوک باتیں:

اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا بیشک اس میں البتہ پہنچا دینا ہے۔ اس قرآن کریم کے ذریعے ہم نے بات پہنچا دی ہے لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ اس قوم کے لیے جو عبادت کرنے والی ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے نہیں بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ مگر رحم کرتے ہوئے جہان والوں پر۔ ہم نے جہان والوں پر رحمت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیغمبر ہم نے ان کو عطا کیا ہے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ پختہ بات ہے میری طرف وحی کی جاتی ہے اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے الٰہ تمہارا ایک ہی الٰہ ہے معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو اسلام لاتے ہو حق کو مانتے ہو فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر وہ پھر جائیں فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں نے خبردار کر دیا ہے برابری پر۔ برابری کا معنی سمجھو۔ برابر کا معنی یہ ہے کہ جس طرح میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور الٰہ اور معبود نہیں ہے اسی طرح میں نے تمہیں بھی بتلا دیا واضح اور صاف لفظوں میں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود اور الٰہ نہیں ہے الٰہ صرف ایک ہے۔ اب میرے بتلانے کے بعد تمہیں بھی علم ہو گیا کہ الٰہ صرف ایک ہے۔ تو اس جاننے میں ہم برابر ہیں مانو نہ مانو وہ تمہاری مرضی ہے۔

وَاِنْ اَدْرِیْۤ اور میں نہیں جانتا اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ کیا قریب ہے یا دور ہے وہ چیز وہ عذاب جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے تمہارے ساتھ۔ جس عذاب کی دھمکی میں تمہیں دیتا ہوں اس کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ دور ہے یا نزدیک ہے اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ بیشک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ظاہری بات کو کھلی بات کو وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ اور جانتا ہے وہ چیز جس کو تم چھپاتے ہو۔ ظاہر باطن کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاِنْ اَدْرِیْ اور میں نہیں جانتا لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ شاید کہ تمہارے لیے بڑی آزمائش ہو۔ جو عذاب آئے گا وہ معمولی چیز تو نہیں ہوگی اور قیامت کوئی معمولی چیز تو نہیں ہے وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (سورۃ القمر) اور قیامت بڑی دہشت ناک اور بڑی کڑوی چیز ہے۔ جب برپا ہوگی تو معلوم ہوگا وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ اور فائدہ ہے ایک وقت تک۔ دنیا میں کتنا کھا پی لوگے کب تک زندہ رہو گے؟

قٰلَ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اے پروردگار فیصلہ کر دے حق کے ساتھ۔ میں ان کو حق سنا اور سمجھا چکا ہوں مگر یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ اور ہمارا رب ہی رحمن ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ان چیزوں پر ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔ مجنون کہتے ہو جادوگر کہتے ہو کاہن اور شاعر کہتے ہو جو تمہارے منہ میں آتا ہے کہتے ہو۔ ان سب چیزوں کے خلاف ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں وہی ہمارا معبود اور مددگار ہے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الحج مدنی سورت ہے اس کی اٹھہتر (٧٨) آیات اور دس (١٠) رکوع ہیں۔ اس کا نام سورۃ حج اس وجہ سے ہے کہ اس میں حج کے کچھ احکامات کا بیان ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا بائیسواں (٢٢) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اسکا ایک سو تین (١٠٣) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ایک سو دو (١٠٢) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ

اے لوگو! ڈرو تم اپنے پروردگار سے بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ جس دن تم دیکھو گے زلزلے کو، غافل ہو جائے گی

كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى

ہر دودھ پلانے والی اس بچے سے جس کو وہ دودھ پلا رہی ہوگی اور ڈال دے گی ہر حمل والی اپنے حمل کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں

النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

گے لوگوں کو نشے میں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہونگے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ اور لوگوں میں بعض وہ ہیں

يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿٣﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ

جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے بغیر اور پیروی کرتے ہیں ہر شیطان کی جو مردود ہے۔ اس پر لکھ دیا گیا ہے

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

کہ بیشک شان یہ ہے کہ جس نے دوستی کی شیطان سے پس بیشک وہ اس کو بہکاتا ہے اور اس کی راہنمائی کرتا ہے شعلے مارنے

السَّعِيْرِ ﴿٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

والی آگ کے عذاب کی طرف۔ اے لوگو! اگر ہو تم شک میں اٹھ کر کھڑے ہونے میں پس بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے مٹی

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ

سے پھر نطفے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو پوری ہے اور جو ادھوری ہے تاکہ ہم بیان کریں

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

تمہارے سامنے اور ہم ٹھہراتے ہیں رحموں میں جو ہم چاہتے ہیں ایک مدت مقرر تک پھر ہم نکالتے ہیں تم کو بچپن کی حالت میں

ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۚ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَمِنۡكُمۡ

پھر تا کہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت اور جوانی کو اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو جاتے ہیں جوانی میں اور بعضے وہ ہیں جو لوٹائے

مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ‌ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً

جاتے ہیں نکمی عمر کی طرف تا کہ نہ جانے وہ علم کے بعد کچھ بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں زمین کو دبی ہوئی پس جب ہم

فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ بَهِيۡجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ

نازل کرتے ہیں اس زمین پر بارش وہ حرکت کرتی ہے اور پھولتی ہے اور اگاتی ہے ہر قسم کی تروتازہ چیزیں۔ یہ بیشک

اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ وَاَنَّهٗ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝

اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور بیشک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زَلۡزَلَةَ: زلزلہ، تَذۡهَلُ: بھول جائیں گی، مُرۡضِعَةٍ: دودھ پلانے والی، اَرۡضَعَتۡ: اس نے دودھ پلایا، حَمۡلٍ: بوجھ اٹھانا، حَمۡلَهَا: اس کا حمل، مَرِيۡدٍ: سرکش، تَوَلَّاهُ: اس سے تعلق رکھے گا، اَلسَّعِيۡرِ: دوزخ، الۡبَعۡثِ: دوبارہ پیدا ہونا، عَلَقَةٍ: لوتھڑا، مُضۡغَةٍ: بوٹی، مُخَلَّقَةٍ: واضح شکل والا، نُقِرُّ: ہم ٹھہراتے ہیں، طِفۡلًا: بچہ، لِتَبۡلُغُوۡۤا: تا کہ تم پہنچ جاؤ، اَشُدَّكُمۡ: اپنی جوانی، يُتَوَفّٰى: فوت کر دیئے جاتے ہیں، هَامِدَةً: خشک، اِهۡتَزَّتۡ: وہ ابھرتی ہے، رَبَتۡ: پھولتی ہے، بَهِيۡجٍ: خوشنما۔

ربط:

سورۃ الانبیاء کی آخری آیت میں وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (یعنی قیامت) قریب ہے یا دور ہے۔ اب سورۃ الحج کے آغاز میں قیامت کی ہولناکی کو بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے زلزلے کا بیان:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا رحمن اور رحیم ہے اس سے ڈرنے کا کیا معنی ہے؟ اس کی ناراضی اور اس کے عذاب سے ڈرو اس کی مخالفت نہ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرو گے تو عذاب میں مبتلا ہو گے اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا جس دن تم دیکھو گے اس قیامت کے زلزلے کو تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ اس بچے سے

جس کو وہ دودھ پلا رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ماؤں میں اولاد کے لیے بڑی شفقت اور محبت رکھی ہے۔ اگر یہ شفقت اور محبت نہ ہوتی تو بچوں کی کبھی تربیت نہیں ہو سکتی تھی۔ محبت کے بغیر کون پیشاب پاخانہ صاف کرتا ہے۔ ماں بیمار بھی ہو تو اس کو اپنے سے زیادہ بچوں کی فکر ہوتی ہے کہ بھوکے پیاسے نہ رہیں۔ مگر جب قیامت آئے گی تو دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی کوئی دھیان نہیں ہوگا کہ بچہ کہاں ہے اپنی فکر ہوگی وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا اور ڈال دے گی ہر حمل والی اپنے حمل کو۔ ڈر اور افراتفری کی وجہ سے حمل گر جائے گا۔ قیامت کوئی آسان اور ہلکی چیز نہیں ہے وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے لوگوں کو۔ جیسے نشئی بدحواس ہوتے ہیں وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہونگے وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا جس سے ایسے بدحواس ہونگے جیسے نشئی ہوتے ہیں۔ قیامت کی ہولنا کیوں اور اللہ تعالیٰ کے جلال کے باعث انسان اور جن ایسے ہوں گے جیسے نشے میں ہوں۔

اللہ سے جھگڑا کرنے والے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ ایسے بہت سارے لوگ تھے جیسے نضر ابن حارث۔ یہ بڑا منہ پھٹ اور بیباک آدمی تھا اور عقبہ ابن ابی معیط اور ابوجہل وغیرہ یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بغض رکھتے تھے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں نضر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہیں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے اللہ کا شریک بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لات، منات، عزیٰ ہمارے کام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور ان کو ستاتے ہیں قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں لہٰذا ان کے متعلق جھگڑا کرنا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرنا ہے۔ یہ مشرکوں کی بات ہے یہود ونصاریٰ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ اور پیروی کرتے ہیں ہر شیطان کی جو مردود ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ لکھا ہوا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْهِ اس پر لکھ دیا گیا ہے۔ کیا لکھ دیا گیا ہے؟ فرمایا اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ بیشک شان یہ ہے کہ جس نے دوستی کی شیطان کیساتھ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ پس وہ شیطان اس کو بہکاتا ہے وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ اور اس کی راہنمائی کرتا ہے شعلے مارنے والی آگ کے عذاب کی طرف۔ شیطان کا یہی تو کام ہے کہ لوگوں کے سامنے برے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور اس طرح ان کو اپنے جال میں پھنسا کر دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

تخلیق انسانی کا عمل:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ اگر ہو تم شک میں بعث الموت کے بارے میں کہ

ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا تو سن لو! فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ پس بیشک ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے جو ماں کے رحم میں ٹھہرتا ہے ماں کے نطفے کے ساتھ اشتراک کے بعد ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر جمے ہوئے خون سے۔ نطفہ خون بن جاتا ہے ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ پھر گوشت کے ٹکڑے سے۔ پھر خون گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے مُّخَلَّقَةٍ وہ گوشت کا ٹکڑا پورا ہے وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اور جو ادھورا ہے وہ گوشت کا ٹکڑا پورا نہیں ہے۔

بعض بچوں کے اعضاء سارے صحیح ہوتے ہیں اور بعض کی ٹانگ نہیں ہوتی کان نہیں ہوتے آنکھیں نہیں ہوتیں، یہ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ہیں۔ ماں کے پیٹ میں جب چار ماہ سے کچھ اوپر دن گذرتے ہیں تو پوری انسانی شکل بن جاتی ہے۔ لڑکا ہے لڑکی ہے کالا ہے گورا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں روح پھونکتے ہیں اور وہ ماں کے پیٹ میں حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔ جان پڑنے کے بعد وہ پانچ ماہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے جہاں نہ ہوا نہ روشنی۔ آج گرمی کے موسم میں کسی کو کمرے میں بند کر دو تو اس کا سانس بند ہو جائے گا لیکن وہ بغیر سانس کے ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے۔ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ تاکہ ہم بیان کریں تمہارے سامنے اپنی قدرت کاملہ کہ جس ذات نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے اور حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ بھی اٹھائے گا انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اور ہم ٹھہراتے ہیں رحموں میں جو ہم چاہتے ہیں اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک۔ عموماً بچے ماں کے پیٹ میں نو ماہ تک رہتے ہیں۔ شرعی طور پر حمل کی ادنیٰ مدت چھ ماہ ہے۔ شادی کے چھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ حلالی ہوگا ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچپن کی حالت میں۔ کوئی ہوش و حواس نہیں ہوتے ہم تمہیں زندگی دیتے ہیں ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت اور جوانی کو۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں انسان کی ساری قوتیں نمایاں ہو جاتی ہیں وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو جاتے ہیں جوانی میں ادھیڑ عمر میں بچپن میں وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ اور تم میں سے بعضے وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں نکمی عمر کی طرف لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا تاکہ نہ جانیں وہ علم کے بعد کچھ بھی۔ یعنی بعض بوڑھے ایسی عمر کو پہنچ جاتے ہیں کہ ان کی یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔ تو دنیا میں یہ بڑی واضح مثال ہے کہ اللہ جس طرح ایک وجود نہ رکھنے والی چیز کو انسان بناتا ہے اور پھر اس کو جوانی دے کر بالآخر بڑھاپا طاری کرتا ہے اور پھر موت سے ہم کنار کر دیتا ہے وہی اللہ قیامت میں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

زمین سے سبزے کا پیدا ہونا:

اب دوسری دلیل سینے وَتَرَى الْاَرْضَ اور اے مخاطب آپ دیکھتے ہیں زمین کو هَامِدَةً دبی ہوئی۔ بارش نہ ہو تو زمین خشک ہو کر دب جاتی ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ پس جب ہم اس پر نازل کرتے ہیں پانی بارش اهْتَزَّتْ وہ حرکت کرتی ہے۔

وَرَبَتْ اور پھولتی ہے وَاَنْۢبَتَتْ اور اگاتی ہے مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ہر قسم کی تر و تازہ چیزیں سبزیاں کھیت وغیرہ۔

تو جو اللہ تعالیٰ اس زمین سے تر وتازہ چیزیں اگاتا ہے اور یہ چیزیں تمہارے مشاہدے میں ہیں وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى اور بیشک وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ شک شبہ کی بات نہیں ہے وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور بیشک وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعث بعد الموت مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر دو دلیلیں پیش فرمائی ہیں ماننے والے کے لیے یہ دو دلیلیں کافی ہیں اور نہ ماننے والوں کے سامنے دلائل کے انبار بھی لگا دیئے جائیں تو وہ نہیں مانے گے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝7 وَمِنَ

اور بیشک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔ اور بعض

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝8

لوگ وہ ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے اور ہدایت بھی نہیں اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

موڑنے والے ہیں اپنے پہلو کو تاکہ گمراہ کریں اللہ تعالیٰ کے راستے سے، اس شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہوگی اور ہم

وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝9 ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ

اسکو چکھائیں گے قیامت والے دن جلانے والا عذاب۔ اس سبب سے کہ جو بھیجی ہے آگے تیرے دونوں ہاتھوں نے اور

ع ۸ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝10 وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر۔ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کنارے پر

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۫ خَسِرَ

پس اگر پہنچے اس کو کوئی خیر تو اس پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر پہنچے اس کو کوئی مصیبت پلٹ جاتا ہے اپنے چہرے کے بل، نقصان

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝11 يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اٹھایا اس نے دنیا میں آخرت میں یہی ہے کھلا نقصان پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جو اس کو ضرر نہیں دے سکتی

مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝12 يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ

اور اس مخلوق کو جو اسکو نفع نہیں دے سکتی یہی ہے گمراہی دور کی۔ پکارتا ہے اس کو جس کا ضرر زیادہ قریب ہے

نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝13

اس کے نفع سے البتہ برا ہے آقا اور البتہ برا ہے ساتھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْقُبُوْرِ: قبریں، عِطْفِهٖ: اس کا شانہ، نُذِيْقُهٗ: ہم چکھاتے ہیں اسے، يَدٰكَ: تیرے دونوں ہاتھ، حَرْفٍ: کنارہ، اِطْمَاَنَّ: وہ مطمئن ہوگیا، اَصَابَتْهُ: اسے پہنچے، اِنْقَلَبَ: وہ لوٹ جاتا ہے، اَلْخُسْرَانُ: نقصان، لَا يَضُرُّهٗ: وہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، لَا يَنْفَعُهٗ: وہ نفع نہیں دے سکتا، ضَرُّهٗٓ: اس کا ضرر، نَفْعِهٖ: اس کا نفع، اَلْعَشِيْرُ: رفیق۔

ربط:

سابقہ آیات میں جس سے سورت کا آغاز ہوا ان آیات سے ہی قیامت کا تذکرہ شروع کردیا گیا تھا۔ اب ان آیات میں بھی قیامت کا ہی بیان کیا جارہا ہے اور ان لوگوں کا بیان ہے جو قیامت کے منکر تھے۔

تفسیری نکات: قیامت کا ظہور شک وشبہ سے بالاتر ہے:

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اور بیشک قیامت آنے والی ہے لَّا رَيْبَ فِيْهَا قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ ابھی قیامت دور ہے۔ وہ تو عالم کبری کی قیامت دور ہے تیری قیامت تو سر پر کھڑی ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ بیشک اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو قبروں میں دفن نہیں کیے جاتے جلا دیئے جاتے ہیں یا جن کو درندے اور پرندے کھا جاتے ہیں وہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ سب کے سب دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔

ابوجہل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ اور بعض لوگ وہ ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے علم بھی نہیں ہے وَّلَا هُدًى اور ہدایت بھی نہیں ہے وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی دلائل کے ساتھ۔ یہ آیات اسلام، اللہ اور اس کے رسول کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کے متعلق ہیں کہ یہ جاہل شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے بغیر علم بغیر ہدایت کے اور نہ اس کے پاس کوئی روشن کتاب ہے ثَانِيَ عِطْفِهٖ موڑنے والا ہے اپنے پہلو کو یعنی پہلو تہی کرتا ہے لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تاکہ گمراہ کرے اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ ہر وقت لوگوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنا ان کی بات نہ سننا۔ فرمایا ہمارا فیصلہ بھی سن لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ اس شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہوگی۔ یہ بدر کے مقام پر انتہائی ذلت کیساتھ مارا گیا وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور ہم اس کو چکھائیں گے قیامت والے دن عَذَابَ الْحَرِيْقِ جلانے والا عذاب ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ یہ اس لیے کہ جو بھیجی ہے آگے تیرے دونوں ہاتھوں نے کمائی وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ جیسا مہربان کوئی نہیں ہے۔

منافقوں کی حالت زار:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ اورلوگوں میں سے بعض وہ ہیں يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کنارے پر۔جس طرح مجلس سے نکلنے والا آدمی کنارے پر بیٹھتا ہے تاکہ مجھے نکلتے وقت کوئی دقت نہ پیش آئے۔اور جو بات سننے کا ارادہ رکھتا ہے اور پختہ ہوتا ہے وہ مجلس میں دین کی بات کرنے والے کے قریب بیٹھتا ہے کہ مجھے فائدہ ہو۔یہ منافق لوگ مجلس کے کنارے پر بیٹھتے تھے تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ﰳ پس اگر پہنچے ان کو کوئی خیر۔مال مل جائے زکوٰۃ عشر وغیرہ اطْمَاَنَّ بِهٖ تو اس پر مطمئن ہوجاتا ہے کہ مال مل گیا ہے۔پھر خوب مزے اڑاتا ہے وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ﰳ اور اگر پہنچے کوئی آزمائش انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ پلٹ پلٹ جاتا ہے اپنے چہرے کے بل۔یعنی فائدہ پہنچے تو مسلمانوں کے ساتھ ہیں اگر تکلیف آگئی تو پیٹھ پھیرلی۔بخلاف مخلص مسلمانوں کے کہ تکلیف پہنچے راحت پہنچے خوشی آئے غمی آئے ہر حال میں وہ دین کے ساتھ جڑے رہتے ہیں۔

اور جو مطلب پرست ہیں مطلب حاصل ہوا تو مطمئن ہو گئے اور آزمائش پہنچی تو منہ پھیرلیا۔ایسے لوگ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ نقصان اٹھایا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یہی ہے کھلا نقصان کہ دنیا میں بھی گھاٹا اور آخرت میں بھی گھاٹا۔

نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے:

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ اس مخلوق کو جو اس کو ضرر نہیں دے سکتی اور اس مخلوق کو جو اس کو نفع نہیں دے سکتی ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یہی ہے گمراہی دور کی۔اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نافع اور ضار سمجھنا اور ان کو حاجات میں پکارنا جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے نہ کوئی ضار ہے نہ کوئی دافع البلاء ہے۔يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ پکارتا ہے اسکو جس کا ضرر زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر فریاد رس سمجھ کر دستگیر سمجھ کر پکارا تو کافر ہو گیا۔اور کفر سے بڑھ کر کون سا ضرر ہے؟ غیر اللہ کو پکارنے والے کو نفع تو نہیں ہوگا البتہ کفر لازم ہوجائے گا اور وہ مشرک ہوگا لَبِئْسَ الْمَوْلٰى البتہ برا ہے اس کا آقا جس کے ذریعے کافر ہوا اور مشرک ہوا وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ اور البتہ برا ہے ساتھی۔اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے اور نہ کوئی ضار ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے ایسے باغات میں جاری ہیں ان کے

الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿14﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي

نیچے نہریں بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ جو ارادہ کرتا ہے۔جو شخص خیال کرتا ہے اس بات کا کہ ہرگز نہیں مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ

کی دنیا میں اور آخرت میں پس چاہیے کہ دراز کرے رسی کو آسمان کی طرف پھر کاٹ دے پس چاہیے کہ وہ دیکھے کیا دور کرتی ہے

يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿15﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ

اس کی تدبیر اس چیز کو جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے۔ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اس کو آیتیں ہیں صاف صاف اور بیشک

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿16﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى

اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہیں اور جو صابی ہیں اور جو نصرانی

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

ہیں اور جو مجوسی ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت والے دن بیشک اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿17﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اس کی وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور مخلوق

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ درخت اور جانور اور بہت سے لوگوں میں سے، اور بہت سے

النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

ایسے ہیں کہ ثابت ہے ان پر عذاب اور جس کو ذلیل کرے اللہ تعالیٰ پس نہیں ہے کوئی اس کو عزت دینے والا بیشک اللہ تعالیٰ کرتا

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿18﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہے جو چاہے۔ یہ دو گروہ ہیں جھگڑا کرتے ہیں انہوں نے جھگڑا کیا اپنے رب کے بارے میں پس وہ لوگ جو کافر ہیں

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿19﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا

کاٹے جائیں گے ان کے لیے کپڑے آگ سے۔ بہایا جائے گا ان کے سروں پر گرم پانی نکالا جائے گا اس کے ذریعے جو کچھ

فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿20﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿21﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں اتاری جائیں گی اور ان کے لیے ہتھوڑے ہونگے لوہے کے۔ جب کبھی وہ ارادہ کریں

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿22﴾

گے کہ وہ نکلیں دوزخ سے غم کی وجہ سے لوٹا دیئے جائیں گے اس کے اندر (اور کہا جائے گا) اور چکھو جلانے والے عذاب کا مزہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُدۡخِلُ: وہ داخل کرتا ہے، يَظُنُّ: خیال رکھتا ہے، لَنۡ يَّنۡصُرَهٗ: وہ مدد نہیں کرے گا اس کی، بِسَبَبٍ: ایک رسی سے، اَلۡمَجُوۡسَ: وہ لے جائے گا، يَفۡصِلُ: مجوسی، يُّهِنِ: وہ فیصلہ کرے گا، مُكۡرِمٍ: (جسے اللہ) ذلیل کرے، خَصۡمٰنِ: دو فریق، اِخۡتَصَمُوۡا: انہوں نے جھگڑا کیا، ثِيَابٌ: کپڑے، يُصَبُّ: ڈالا جائے گا، يُصۡهَرُ بِهٖ: پگھلا دیا جائے گا، مَقَامِعُ: لوہے کے ہتھوڑے یا گرز، اُعِيۡدُوۡا: لوٹا دیئے جائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی قیامت کے احوال بیان کیے گئے۔ اب بھی ان آیات میں پہلے ایمان والوں کے انعامات کا تذکرہ ہے اور بعد ازاں کفار اور مشرکین کو دیئے جانے والے عذاب اور تکالیف کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: مومنوں کے انعامات کا ذکر:

اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل اچھے کیے۔ ایمان بھی لائے اور عمل بھی اچھے کیے۔ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے۔ اس کا ارادے کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کا ارادہ ہی اصل ہے۔

کفار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ:

مَنۡ كَانَ يَظُنُّ جو شخص خیال کرتا ہے اَنۡ لَّنۡ يَّنۡصُرَهُ اللّٰهُ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ ان کی یعنی محمد ﷺ کی مدد نہیں کرے گا فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں آنحضرت ﷺ جب یہ فرماتے کہ کلمہ پڑھ لو تمہارے لیے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی کامیابی اور فلاح ہے۔ تو کافر مضحکہ اڑاتے اور کہتے ان کے پاس کیا ہے جو ساری دنیا ان کے زیر اثر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو تنبیہ کی اور کہا تم چاہے جس قدر مرضی جلتے کڑھتے رہو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو ترقیاں اور عروج عطاء فرمائے گا اور یہ ترقیاں اے کافر و تم بھی دیکھو گے۔ اگر تم حسد اور جلن سے مرے جا رہے ہو تو کر سکتے ہو تو یہ کر گزرو۔ فَلۡيَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ پس چاہیے کہ دراز کرے تان لے رسی زمین سے آسمان تک اور لٹکتا لٹکتا وہاں پہنچ جائے جہاں سے اللہ تعالیٰ کی مدد پیغمبر پر نازل ہوتی ہے۔ ویسے تو نہیں پہنچ سکتا رسی لٹکا لے اور پہنچ جائے ثُمَّ لۡيَقۡطَعۡ پھر کاٹ دے جہاں سے رب کی مدد آ رہی ہے وہ دروازہ بند کر آئے۔ اگر اس کے اختیار میں ہے تو ایسا کر لے فَلۡيَنۡظُرۡ هَلۡ يُذۡهِبَنَّ كَيۡدُهٗ پس چاہیے کہ وہ دیکھے کیا دور کرتی ہے اس کی تدبیر مَا يَغِيۡظُ اس کو جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کافر کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کلام الٰہی میرا نازل کردہ ہے جو ہدایت کا

سر چشمہ ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اس قرآن حکیم کو۔ جیسے ہم نے پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کی تھی اسی طرح اس قرآن حکیم کو بھی نازل کیا ہے اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ آیتیں ہیں صاف صاف۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف بیان فرماتے ہیں لیکن ہمارے لیے تو مشکل ہیں۔ تو بھئی ہمارے لیے مشکل اس لیے ہیں کہ عربی ہماری زبان نہیں ہے ان کی زبان عربی تھی وہ اہل لسان تھے اہل زبان تھے۔ وہ قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت کو جانتے تھے وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اس کو جو ہدایت کا ارادہ کرے۔ زبردستی ہدایت اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں دیتا۔

دنیا کے مختلف فرقوں کا فیصلہ اللہ قیامت میں کرے گا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور وہ لوگ جو یہودی ہیں وَالصّٰبِـِٕيْنَ اور جو صابی ہیں وَالنَّصٰرٰى اور وہ جو نصرانی ہیں وَالْمَجُوْسَ اور وہ جو مجوسی ہیں یہ پانچواں فرقہ تھا وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اور وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان سب فرقوں کے درمیان قیامت والے دن۔ یہ عملی فیصلہ ہوگا کہ حق والوں کو جنت میں داخل کرے گا اور باطل فرقوں کو دوزخ میں ڈالے گا ورنہ دلائل کے لحاظ سے حق باطل کا فیصلہ دنیا میں ہو چکا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اے مخاطب! کیا آپ نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ ہی کو سجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اور وہ مخلوق جو زمین میں ہے اور زمین میں انسان ہیں فرشتے ہیں جنات ہیں وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور سورج اور چاند بھی سجدہ کرتے ہیں جس طرح ان کی شان کے لائق ہے وَالنُّجُوْمُ اور ستارے بھی سجدہ کرتے ہیں وَالْجِبَالُ اور پہاڑ بھی سجدہ کرتے ہیں وَالشَّجَرُ درخت بھی وَالدَّوَآبُّ اور جانور چوپائے بھی سجدہ کرتے ہیں۔ ہر ایک کا سجدہ علیحدہ علیحدہ ہے اپنے اپنے انداز میں وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اور بہت سارے انسان بھی سجدہ کرتے ہیں وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ اور بہت سے ایسے ہیں کہ ثابت ہے ان پر عذاب وہ سجدہ نہیں کرتے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ پس نہیں ہے کوئی اس کو عزت دینے والا اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے۔ یہ آیت سجدہ کی ہے لہٰذا اب تمام پڑھنے والوں اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہو گیا ہے۔

کافروں اور مشرکوں اور منافقوں کا انجام:

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ یہ دو گروہ ہیں جو آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک گروہ مومنوں کا ہے دوسرا باطل فرقوں کا ہے۔ یہودی عیسائی صابی مجوسی اور مشرک اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ یہ جھگڑا کر رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں فَالَّذِيْنَ

كَفَرُوْا پس وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ کاٹے جائیں گے ان کے لیے کپڑے آگ سے۔ جیسے ہم کپڑے سلواتے ہیں تو درزی ماپ لے کر کپڑا کاٹتا ہے اور برابر کرتا ہے۔ تو کافروں کے بدن پر آگ کے لباس کو فٹ کیا جائے گا يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ بہایا جائے گا ان کے سروں پر گرم پانی۔ اتنا گرم ہوگا کہ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ نکالا جائے گا اس کے ذریعے جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے۔ پاخانے کے راستے سب کچھ نکل جائے گا وَالْجُلُوْدُ اور ان کی جلدیں چمڑے اتار دیئے جائیں گے۔ اس پانی کے ذریعے انسان کی کھال نیچے گر جائے گی۔ اتنا پانی گرم ہوگا اللہ تعالیٰ بچائے آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج اگر گرم پانی بدن پر پڑ جائے تو آدمی کے بدن کا حلیہ بگڑ جاتا ہے وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ اور ان کے لیے ہتھوڑے ہونگے لوہے کے۔ فرشتوں کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہونگے كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا جب کبھی وہ مجرم ارادہ کریں گے کہ وہ نکلیں دوزخ سے مِنْ غَمٍّ جو غم اور پریشانی کی وجہ سے ہے۔ آگ کے شعلے بلند ہونے کی وجہ سے یہ اوپر آجائیں گے تھوڑی سی امید ان جہنمیوں کو ہو گی کہ نکل جائیں تو کنارے پر ہی فرشتے موجود ہوں گے جو ان جہنمیوں کو لوہے کے ہتھوڑے زور سے ماریں گے تو یہ جہنمی دوبارہ جہنم میں نیچے چلے جائیں گے۔ اسی طرح آگ کے شعلوں کیساتھ اوپر آتے رہیں گے اور فرشتے ہتھوڑے مار کر نیچے کرتے رہین گے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دوزخ سے باہر نہیں نکل سکیں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُعِيْدُوْا فِيْهَا لوٹا دیئے جائیں گے اس کے اندر ہتھوڑے مار کر اور فرشتے کہیں گے وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور چکھو جلانے والے عذاب کا مزہ۔ دنیا میں تم نے بڑے مزے اڑائے اب عذاب کا مزہ چکھو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے باغات میں، جاری ہوں گی ان کے نیچے

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿23﴾ وَهُدُوْٓا

نہریں، پہنائے جائیں گے ان جنتوں میں کنگن سونے کے اور موتی اور ان کا لباس جنتوں میں ریشمی ہوگا۔ اور ان کو ہدایت دی

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿24﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ

گئی پاکیزہ بات سے اور ہدایت دی گئی قابل تعریف ذات کے راستے کی طرف۔ بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ

اللہ تعالیٰ کے راستے اور مسجد حرام سے وہ مسجد حرام جس کو ہم نے بنایا لوگوں کیلئے، برابر ہے جو وہاں کا مقیم ہے اور جو باہر سے

ع وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿25﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا

آنے والا ہے اور جو ارادہ کرے گا حرم میں زیادتی کرتے ہوئے ہم چکھائیں گے اس کو دردناک عذاب۔ اور جس وقت ہم

لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـئًـا وَّطَهِّرۡ بَيۡتِىَ

نے ٹھکانا بتایا ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ یہ کہ نہ شریک ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور پاک رکھیں میرے گھر کو طواف

لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿26﴾ وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ

کرنے والوں کے لیے اور قیام کرنے والوں کے لیے اور رکوع کرنے والوں کے لیے سجدہ کرنے والوں کے لیے۔ اور اعلان کریں

بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ﴿27﴾

لوگوں میں حج کا آئیں گے آپ کے پاس پیدل چل کر اور ہر لاغر اونٹ اونٹنی پر جو آئیں گے ہر دور دراز کے راستے سے"۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لُؤۡلُؤًا: موتی، لِبَاسُهُمۡ: ان کا لباس، حَرِيۡرٌ: ریشم، هُدُوۡٓا: ان کو ہدایت کی گئی، اَلۡعَاكِفُ: رہنے والا، اَلۡبَادِ: باہر سے آنے والا، بِاِلۡحَادٍ: خلافِ دین کام کرنا، نُذِقۡهُ: ہم چکھائیں گے اسے، لَا تُشۡرِكۡ: تو میرے ساتھ شریک نہ کر، طَهِّرۡ: پاک رکھ، اَلۡقَآئِمِيۡنَ: قیام کرنے والے، اَذِّنۡ: اعلان کر دے، ضَامِرٍ: دبلی سواری، فَجٍّ: راستہ، عَمِيۡقٍ: دور دراز۔

ربط:

سابقہ آیات میں جہنم میں کفار کی حالت زار کا بیان تھا۔ اب یہاں مومنوں کے انعامات کا ذکر ہے اور پھر مسجد حرام بیت اللہ اور اس کو تعمیر کرنے والے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حج پر آنے والے لوگوں کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: جنتی لوگوں کے لیے انعامات:

اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور خالی ایمان ہی نہیں لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل بھی اچھے کیے۔ نہ ایمان عمل کے بغیر مکمل ہے اور نہ عمل ایمان کے بغیر مکمل ہے۔ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ باغات میں داخل کرے گا جہاں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا پہنائے جائیں گے ان کو ان باغات میں مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ سونے کے کنگن وَّلُـؤۡلُـؤًا اور موتیوں کے وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ اور ان کا لباس جنت میں ریشمی ہوگا۔ دنیا میں سونا اور ریشم مردوں کے لیے حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں سونے کا ٹکڑا لیا اور دوسرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلٰى ذُكُوۡرِ اُمَّتِىۡ وَاَحَلَّهُمَا عَلٰى اُنَاثِ اُمَّتِىۡ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو میری امت کے مردوں کے لیے حرام فرمایا ہے اور عورتوں کے لیے حلال فرمایا ہے۔ لیکن جنت میں اہل جنت کے لیے سونا اور ریشم دونوں چیزیں جائز ہونگی وَهُدُوۡٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ اور ہدایت دی گئی ان کو دنیا میں پاکیزہ بات کی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ سے مراد کلمہ طیبہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ قابل تعریف ذات کے راستے کی طرف ہدایت دی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قابل تعریف ہے اور اس کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔

مسجد حرام میں ظلم وزیادتی کرنے والے کا انجام:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو کہ ایمان نہ لاؤ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام میں آنے سے روکتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ پڑھنے کے بعد مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے تو کافر ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ مسجد حرام وہ مقام ہے جس کو ہم نے بنایا ہے لوگوں کے لیے سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ برابر ہے جو وہاں مقیم ہے اور جو باہر سے آنے والا ہے۔ مسافر اور مقیم سب کے لیے برابر ہے وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ اور جو شخص ارادہ کرے گا حرم میں کج روی کا اور شرارت کا بِظُلْمٍ زیادتی کرتے ہوئے نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ چکھائیں گے اس کو ہم دردناک عذاب۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ کو تعمیر کرنا اور حج کا اعلان فرمانا:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ اور جس وقت ہم نے ٹھکانا بتایا ابراہیم علیہ السلام کو مَكَانَ الْبَيْتِ بیت اللہ کی جگہ کا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی وجہ سے بیت اللہ شہید ہو گیا تھا اور نام ونشان مٹ گیا تھا۔ ابھرا ہوا ٹیلا سا تھا اور بھی ارد گرد ٹیلے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حکم دیا کہ بیت اللہ کو تعمیر کریں۔

جگہ بتانے کے بعد پہلی بات یہ فرمائی اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا یہ کہ نہ شریک ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو۔ اے کافرو تم اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے ہو اور بیت اللہ کی بیرونی دیواروں پر تین سو ساٹھ بت بھی نصب کیے ہوئے ہیں حالانکہ بیت اللہ کی بنیاد اس پر تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ لہٰذا تمہارا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ اور پاک رکھنا میرے گھر کو کفر شرک سے اور ظاہری طور پر بھی۔ لِلطَّآئِفِيْنَ طواف کرنے والوں کیلئے وَالْقَآئِمِيْنَ اور قیام کرنے والوں کیلئے۔ اس میں نماز کے اندر قیام کرنے والے بھی آ گئے باہر سے آ کر ٹھہرنے والے بھی اور جو اعتکاف کیلئے ٹھہرنے والے ہیں سب اس میں آ گئے۔ کیونکہ بیت اللہ اور حرم پاک دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے ہے وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے۔ نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی حرم کی طہارت ضروری ہے۔ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ اور اے ابراہیم علیہ السلام اعلان کریں لوگوں میں حج کا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو چکا ہے آؤ حج کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار یہاں آبادی تو ہے کوئی نہیں یہاں بے آباد جنگل میں میرے اور اسماعیل علیہ السلام کے سوا

اور تو کوئی ہے نہیں اعلان کو سن کر کون آئے گا ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کا کام ہے اعلان کرنا۔ اے لوگو فَقَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، تحقیق فرض کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کرنا۔ اس اعلان کو لوگوں تک پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آواز روئے زمین کے تمام انسانوں تک یہاں تک کہ جو ماؤں کے رحموں میں موجود تھے اور پھر عالم ارواح میں ساری نسل انسانی تک یہ آواز پہنچائی اور جس جس نے اس آواز پر لبیک کہی وہ ضرور پہنچے گا حج کے لیے يَاْتُوْكَ رِجَالًا آئیں گے آپ کے پاس پیدل چل کر وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اور ہر لاغر اونٹ اونٹنی پر يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ جو آئیں گے ہر دور دراز کے راستے سے تاکہ اس فرض کو ادا کریں۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ

تاکہ وہ حاضر ہوں فائدوں کی جگہ پر اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا معلوم دنوں میں اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی

مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿28﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا

دی ہے چوپائیوں اور مویشیوں میں سے۔ پس کھاؤ ان جانوروں میں سے اور کھلاؤ پریشان حال فقیر کو۔ پھر چاہیے کہ دور کریں

تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿29﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

اپنا میل کچیل اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی اپنی نذریں اور چاہیے کہ طواف کریں بیت عتیق کا۔ یہی کچھ ہونا چاہیے

يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ

اور جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی عزت والی جگہوں کی پس وہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب کے ہاں اور حلال کیے گئے

الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ

تمہارے لیے مویشی مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے پس بچو تم گندگی سے جو بت ہیں اور بچو تم جھوٹی بات سے۔

الزُّوْرِ ﴿30﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

یکسو ہونے والے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے نہ شرک کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اور جس شخص نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿31﴾

پس گویا کہ وہ گرا آسمان سے پس اچک لیا اس کو پرندوں نے یا پھینک دیا اس کو ہوا نے کسی گہری جگہ میں۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿32﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

ایسے ہی ہے اور بیشک جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی پس بیشک ہے یہ تعظیم دل کے تقویٰ کی وجہ سے۔ منافع

ع إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾

تمہارے لیے ان جانوروں میں نفع ہے ایک مقررہ مدت تک پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ پرانا گھر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَشْهَدُوْا: تاکہ وہ حاضر ہوں، يَذْكُرُوْا: یاد کریں، بَهِيْمَةِ: جانور، أَطْعِمُوْا: تم کھلاؤ، الْبَآئِسَ: محتاج، لِيَقْضُوْا: تاکہ وہ دور کریں، تَفَثَهُمْ: ان کی (اپنی) میل، وَلْيُوْفُوْا: چاہیے کہ وہ پورا کریں، نُذُوْرَهُمْ: ان کی (اپنی) نذریں، وَلْيَطَّوَّفُوْا: چاہیے کہ وہ طواف کریں، الْعَتِيْقِ: بلند مرتبہ، يُعَظِّمْ: تعظیم کرے گا، الْأَوْثَانِ: بُت، الزُّوْرِ: جھوٹ، حُنَفَآءَ: اللہ کی طرف ہونے والے، فَتَخْطَفُهُ: پھر اس کو نوچ لیا، سَحِيْقٍ: دُور دراز، مَحِلُّهَآ: اس کے حلال ہونے کی جگہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں تذکرہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حج بیت اللہ کا اعلان فرما دیں۔ اب ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ حج میں دنیوی اور اُخروی دونوں لحاظ سے فوائد ہیں۔

تفسیری نکات: حج کے فوائد اور قربانی کا تذکرہ:

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ تاکہ وہ حاضر ہوں فائدوں کی جگہ پر۔

حج میں بہت سے منافع ہیں دینی بھی دنیوی بھی۔ ایک تو دینی نفع ظاہر ہے کہ صحیح معنی میں سنت کے مطابق حج ہو تو حاجی کو اللہ تعالیٰ بلند مقام عطا فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مختلف ممالک اور مختلف علاقوں سے لوگ آئے ہوئے ہوتے ہیں شکلیں مختلف رنگ مختلف زبانیں مختلف اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت سمجھ آتی ہے۔ پھر اکٹھا ہونے میں یہ بھی نفع ہے کہ ایک دوسرے سے اسلام کے متعلق حالات معلوم کریں ترجمان کے ذریعے کہ تمہارے ملک میں اسلام کا کیا حال ہے؟ کافروں کی کیا پوزیشن ہے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ حج کے مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ مسلمان آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں اور سمجھیں کہ ہم نے اپنے اپنے ملک اور علاقے میں اسلام کے لیے کیا کرنا ہے؟ اس کے علاوہ حج کے منافع میں سے ضمنی طور پر کوئی چیز خریدنا اور بیچنا بھی ہے۔ کوئی چیز بیچ کر فائدہ حاصل کر لو کوئی چیز خرید کر فائدہ حاصل کر لو۔ تو مومنوں کے لیے دینی دنیوی دونوں قسم کے منافع ہیں وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ معلوم دنوں میں۔

قربانی والے جانوروں کا ذکر:

تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی دی ہے مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ، بَهِيْمَہ کی

جمع بَهَائم ہے۔ بَهِيْمَه چار ٹانگوں والے جانور کو کہتے ہیں۔ پھر اضافت فرمائی انعام کی طرف کہ وہ چار ٹانگوں والے جو انعام کی مد سے ہوں ورنہ چار ٹانگیں تو کتے کی بھی ہوتی ہیں۔

اور انعام کی مد میں کون کون سے جانور آتے ہیں؟ ان کا ذکر سورۃ الانعام میں ہے۔ بکرا، بکری، بھیڑ، نر مادہ، گائے، بیل، اونٹ، اونٹنی، ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ بھینس عرب کے علاقے میں نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ ٹھنڈے علاقے کا جانور ہے عرب کی سرزمین میں نہ پانی وافر مقدار میں تھا اور نہ گھاس ہوتی تھی اس لیے وہ لوگ بھینس نہیں رکھتے تھے۔ فقہاء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اَلْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ بھینس بھی بقر کی جنس سے ہے۔ اس کا دودھ گوشت اور گھی حلال ہے اور اس کی قربانی بھی درست ہے۔ غیر مقلدین کے بڑے بزرگ ہیں قاضی شوکانی رحمہ اللہ۔ ان سے سوال کیا گیا کہ عقیقہ میں گائے بھینس ذبح کیے جا سکتے ہیں اور ان کی قربانی ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے اپنی کتاب نیل الاوطار میں تصریح فرمائی ہے کہ گائے بھینس بیل کی قربانی ہو سکتی ہے عقیقہ کا حصہ بھی ان میں رکھا جا سکتا ہے۔ بڑے جانور کے سات حصے ہوتے ہیں فَكُلُوْا مِنْهَا پس کھاؤ ان جانوروں میں سے قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ اور کھلاؤ پریشان حال فقیر کو۔ بعض ایسے غریب اور فقیر لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو سارا سال گوشت کوئی زیادہ نصیب ہی نہیں ہوتا ان کو بھی کھلاؤ۔ قربانی کرنے کے بعد تم احرام سے نکل آؤ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ پھر چاہیے کہ دور کریں اپنا میل کچیل۔ احرام کی حالت میں چونکہ بدن کو رگڑ کر نہانا جائز نہیں ہے کہ بدن سے کوئی بال نہ اکھڑ جائے کیونکہ بال جھڑنے سے اگرچہ احرام تو فاسد نہیں ہوتا مگر یہ مکروہ ہے۔ اب چونکہ احرام سے نکل آئے ہو تو خوب رگڑ کر بدن کو صاف کرو وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی نذریں۔ حج سے پہلے بہت سے لوگ نذریں مانتے ہیں کہ اگر میں وہاں پہنچ گیا تو اتنے طواف کروں گا اتنے عمرے کروں گا اتنی قربانی دوں گا اتنا صدقہ کروں گا اتنے نفل پڑھوں گا۔ تو جو نذریں مانی ہیں وہ پوری کریں۔

عتیق سے کیا مراد ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اور چاہیے کہ طواف کریں بَيْتِ الْعَتِيْقِ کا۔ عَتِيْقِ کے دو معنی مشہور ہیں۔ ایک پرانا جیسا کہ سورۂ آل عمران میں مذکور ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (آل عمران) بیشک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا مکہ مکرمہ میں برکت والا ہے۔ تو اس لحاظ سے کعبۃ اللہ تمام عمارتوں سے پرانا ہے۔ اور عَتِيْقِ کا دوسرا معنی ہے آزاد کیا ہوا غلام۔ اس معنی میں کعبۃ اللہ کو عتیق کہنے کا مطلب یہ ہوتا کہ کعبۃ اللہ دشمنوں کے شر سے آزاد کیا ہوا ہے اِس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ذٰلِكَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہم نے بیان کیا ہے ایسے ہی ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ اور جو شخص تعظیم کرے گا عزت والی جگہوں کی جن کی حرمت اور عزت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس وہ اس کے لیے بہت بہتر ہے عِنْدَ رَبِّهٖ اس کے رب کے ہاں۔

حلال جانوروں میں سے بھی کچھ جانور حرام ہیں:

وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اور حلال کیے گئے تمہارے لیے مویشی اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ سورۃ الانعام میں بیان کیا گیا ہے کہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ حرام کیا گیا تم پر مردار۔ یعنی ایسا جانور جو ذبح نہ کیا گیا ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا ہو وَالدَّمُ اور ذبح کرتے وقت جو خون نکلتا ہے وہ بھی حرام ہے وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ اور خنزیر کا گوشت بھی وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جانور جو نامزد کیا گیا ہو غیر اللہ کے تقرب کے لیے۔ جیسے جاہل لوگ کرتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں کا ہے یہ بھینسا فلاں کا ہے یہ گائے فلاں کی ہے یہ حلوا فلاں کا ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کے لیے ایسا کرتے ہیں یاد رکھنا ان پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کے باوجود بھی وہ جانور حلال نہیں ہیں وَالْمُنْخَنِقَةُ اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا۔ زنجیر یا رسی کیساتھ یہ بھی حرام ہے وَالْمَوْقُوْذَةُ اور جو چوٹ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ یہ بھی حلال نہیں ہے وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور جو اونچی جگہ سے گر کر ہلاک ہو گیا وہ بھی حلال نہیں ہے وَالنَّطِيْحَةُ اور جس کو دوسرے جانور نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا وہ بھی حلال نہیں ہے مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اور جس کو درندوں نے کھا لیا ہو۔ ان کا بچا ہوا بھی حلال نہیں ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر۔ یہ سب جانور حرام ہیں۔

فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ پس بچو تم گندگی سے۔ وہ کونسی گندگی ہے؟ فرمایا مِنَ الْاَوْثَانِ وہ بت ہیں۔ ظاہری طور پر تو گندگی نظر نہیں آتی مگر حقیقتاً انتہائی نجس ہیں ان سے بچو وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور بچو تم جھوٹی بات سے۔ زُوْر کا معنی جھوٹ ہے۔ جھوٹی بات نہ کرو حُنَفَآءَ لِلّٰهِ یکسو ہونے والے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ یہ نہ ہو کہ کچھ باتیں اسلام کی اپنا لو اور کچھ خرافات کفار، یہودیوں، عیسائیوں، اور ہندوؤں کی اپنا لو۔ ایسا طرز عمل اور طرز زندگی اختیار نہ کرو بلکہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ پھر ہی نجات ہے۔

مشرکوں کی قابلِ رحم حالت:

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہراؤ اور نہ صفات میں وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جس نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اس کی مثال یوں سمجھو فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ پس گویا کہ وہ گرا آسمان سے فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ پس اچک لیا اس کو پرندوں نے اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ یا پھینک دیا اس کو ہوا نے فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ کسی گہری جگہ میں کہ نکل نہ سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے مشرک کی مثال بیان فرمائی ہے اب تم اس مثال کو سمجھو۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کو آسمان کے ساتھ تشبیہ دی ہے تو جب شرک کیا تو توحید کی بلندی سے گرا اور دو نمبر پیروں اور مولویوں نے پکڑ لیا یا اپنی نفسانی خواہشات نے ایسی جگہ میں گرایا کہ وہاں سے نکل نہیں سکتا۔ جیسے پیٹ کا دھندا ہے تیجا ساتواں اور دسواں وغیرہ یہ سب چیزیں خواہشات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ساری زندگی محفوظ فرمائے۔ ذٰلِكَ ایسے ہی ہے

جیسے ہم نے بیان کیا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی۔ شَعَآئِر جمع ہے شَعِيْرَةٌ کی اور شَعِيْرَةٌ کا معنی ہے نشانی علامت۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں فرماتے ہیں شعائر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، کعبہ، قرآن، نماز یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ اس کے علاوہ صفا مروہ بھی شعائر اللہ میں سے ہے اور حج کے موقع پر قربانی کے لیے جانے والے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل وجان سے احترام کرنا، خانہ کعبہ، قرآن، نماز کا احترام کرنا یہ سب ایمان کا حصہ ہے۔

تو جس نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کی فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ پس ہے یہ تعظیم دل کے تقوی کی وجہ سے لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ تمہارے لیے ان جانوروں میں منافع ہیں جن جانوروں کا پہلے ذکر ہوا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقررہ مدت تک۔ اونٹ پر سوار ہو سکتے ہو اونٹنی کا دودھ پی سکتے ہو اسی طرح دوسرے جانور ہیں۔ اسی طرح گائے، بکری کا دودھ پی سکتے ہو۔ ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ پرانا گھر ہے۔ حرم کے علاقے میں قربانی کرنا ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

اور ہر امت کے لیے بنائی ہم نے قربانی تاکہ وہ ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا نام اس پر جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے چوپائے میں سے

الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿34﴾ الَّذِيْنَ

جو مویشی ہیں پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اس کے سامنے جھکو اور خوشخبری سنا دیں عاجزی کرنے والوں کو۔ وہ لوگ

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي

ہیں جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر جاتے ہیں دل ان کے اور صبر کرنے والے ان تکلیفوں پر جو ان کو پہنچتی ہیں اور قائم

الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿35﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا

کرنے والے ہیں نماز کو اور اس چیز میں سے جو ہم نے ان کو دی ہے خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کا بڑا جانور بنایا ہے ہم نے

لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا

تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تمہارے لیے اس میں خیر ہے پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کا نام ان پر جب وہ تین ٹانگوں

وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ

پر کھڑے ہوں پس وہ گر جائیں پہلو کے بل پس کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ قناعت کرنے والے کو اور بے قرار کو اسی طرح ہم

سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿36﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا

نے تابع کیا ان کو تمہارے لیے تاکہ تم شکر ادا کرو (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا) ہرگز نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور نہ ان

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

کے خون اور لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہاری طرف سے تقویٰ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تابع بنایا ان جانوروں کو تمہارے لیے تاکہ تم

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿37﴾ اِنَّ اللّٰهَ

بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جو اس نے تمہیں ہدایت بخشی ہے اور خوش خبری سنائیں نیکی کرنے والوں کو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿38﴾

دفاع کرے گا ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا کسی خیانت کرنے والے کو ناشکری کرنے والے کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَنْسَكًا: قربانی کرنا، اَسْلِمُوْا: تم فرمانبردار ہو جاؤ، اَلْمُخْبِتِيْنَ: گردن جھکانے والے، اَلْمُقِيْمِي: قائم کرنے والے، اَلْبُدْنَ: قربانی کے اونٹ، صَوَآفَّ: جانور کا تین ٹانگوں پر کھڑا ہونا، وَجَبَتْ: گر پڑیں، جُنُوْبُهَا: ان کی کروٹیں، اَلْقَانِعَ: سوال نہ کرنے والا، اَلْمُعْتَرَّ: سوال کرنے والا محتاج، سَخَّرْنٰهَا: ہم نے ان کو تابع کر دیا، لُحُوْمُهَا: ان کے گوشت، دِمَآؤُهَا: ان کے خون، يَنَالُهُ: اس کو پہنچتا ہے، سَخَّرَهَا: اس نے ان کو تابع کر دیا، يُدٰفِعُ: وہ ہٹا دے گا، خَوَّانٍ: خیانت کرنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی قربانی کا ذکر ہوا تھا اب ان آیات میں بھی قربانی کا ذکر ہے۔ مَنْسَكًا کے معنیٰ عبادت اور قربانی کے ہیں اور مِنْسَكًا میم کے کسرہ کے ساتھ معنیٰ ہیں قربانی کی جگہ۔

تفسیری نکات: قربانی کا بیان:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کی ہے۔ قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے چلی آرہی ہے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ٢٧ میں پڑھ چکے ہو اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا جب آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے قربانی دی۔ ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ تو جب سے دنیا میں انسان آیا ہے تب سے قربانی بھی چلی آرہی ہے لیکن ان کی اور ہماری قربانی میں بڑا فرق ہے انہیں قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں تھی وہ قربانی کا جانور کھلے میدان میں رکھ دیتے تھے آسمان سے آگ آتی جلا دیتی تھی۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ١٨٢ میں ہے بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ایسی قربانی لائے جس کو آگ کھا جائے۔ انہیں مال غنیمت کھانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قربانی کا گوشت کھانے کی بھی اجازت دی ہے اور مال غنیمت بھی ہمارے لیے حلال فرمایا ہے۔ قربانی کی کھال بھی استعمال کرنے کی اجازت ہے ہاں اگر بیچ دی تو پھر رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ تو فرمایا ہم

نے ہرامت کے لیے قربانی کا طریقہ مقرر کیا ہے لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں اس چیز پر جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے جو چوپائے مویشیوں کی صورت میں ہیں۔ چنانچہ قربانی انہی مویشیوں کی ہوتی ہے جن کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۳ میں کیا ہے۔ بھیڑوں میں سے نر، مادہ، بکریوں میں سے نر، مادہ، اونٹوں میں سے نر، مادہ، گائے (بھینس) میں سے نر، مادہ۔

فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پس تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا پس اسی کے سامنے جھکو اور اسی کی فرمانبرداری کرو اور اسی ایک کا حکم مانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ اور خوشخبری سنادے عاجزی کرنے والوں کو۔

عاجزی کرنے والے کون ہیں:

① ۔ الَّذِيۡنَ وہ لوگ ہیں اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو ڈر جاتے ہیں دل ان کے۔ اللہ تعالیٰ بڑی بلند ذات ہے اس کے ذکر سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے دل پر اللہ تعالیٰ کے جلال کا اثر ہوتا ہے اور وہ ڈر جاتے ہیں۔

② ۔ وَالصّٰبِرِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمۡ اور صبر کرنے والے ہیں ان تکلیفوں پر جو ان کو پہنچتی ہیں۔ حق کے راستے میں حق پہنچانے سے حق بیان کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے جو اندرونی اور بیرونی تکلیفیں آتی ہیں ان پر وہ صبر کرتے ہیں

③ ۔ وَالۡمُقِيۡمِي الصَّلٰوةِ اور قائم کرنے والے ہیں نماز کو اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ایسے نہیں کہ کبھی پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی اور کبھی جماعت کے ساتھ پڑھی اور کبھی اکیلے اپنی خواہش کے مطابق پڑھی۔ بلکہ نماز باجماعت پر ہیشگی اختیار کرتے ہیں۔

④ ۔ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ اور اس چیز میں سے جو ہم نے ان کو دی ہے خرچ کرتے ہیں عزیز رشتہ داروں پر دوست احباب پر مہمانوں پر غرباء اور مساکین پر حج عمرے اور جہاد کے لیے اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

قربانی کے مزید احکامات:

وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اور قربانی کا بڑا جانور بنایا ہے ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے۔

نوٹ:

وَالۡبُدۡنَ سے مراد موٹا تازہ اور بڑا جانور ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بُدۡنَ سے مراد اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ ہیں جن میں سات حصے ہوتے ہیں۔ لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ تمہارے لیے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کو

سواری اور مال برداری کے لیے استعمال کرتے ہو ان کی اُون بھی استعمال کرتے ہو ان کی نسل بڑھتی ہے تو تمہاری مالیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ تو دنیا کی خیر ہوئی اور آخرت کی خیر یہ ہے کہ تمہیں اجر وثواب ملے گا فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ، صَوَآفَّ، صَافٌّ کی جمع ہے۔ صاف اس کو کہتے ہیں کہ جس کی تین ٹانگیں کھلی ہوں اور ایک ٹانگ باندھی ہوئی ہو اور کھڑا کر کے نحر کرتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا مستحب ہے باقی جانوروں کو زمین پر لٹا کر ذبح کرتے ہیں۔ جن کو لٹا کر ذبح کیا جائے اس کو ذبح کرنا کہتے ہیں۔ تو فرمایا ذکر کرو تم اللہ تعالیٰ کا نام ان جانوروں پر جب وہ تین ٹانگوں پر کھڑے ہوں فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا پس جب وہ گر جائیں پہلو کے بل خون نکل کر بہہ گیا جان نکل گئی فَكُلُوْا مِنْهَا پس کھاؤ تم ان میں سے وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ قناعت سے ہے صبر کرنے والا۔ بعض محتاج ایسے ہوتے ہیں کہ تھوڑا بھی مل جائے تو صبر کر لیتے ہیں تو قناعت کرنے والے کو بھی کھلاؤ وَالْمُعْتَرَّ اور معتر اس کو کہتے ہیں جو پیچھے پڑ جائے بے قرار۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دو چار روٹیوں پر صبر نہیں آتا اور مانگتے ہیں اور مانگتے ہیں۔ تو فرمایا جو پیچھے پڑ کر مانگتا ہے اس کا بھی حق ہے كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ اسی طرح ہم نے تابع کیا ان جانوروں کو تمہارے لیے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

قربانی کی حکمت:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا ہرگز نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانوروں کے گوشت اور نہ ہی وہ اس کا محتاج ہے وَلَا دِمَآؤُهَا اور نہ ان کے خون پہنچتے ہیں اور نہ ہی وہ ان کا محتاج ہے۔ یہ سب چیزیں گوشت، خون، کھال وغیرہ تمہارے پاس رہتی ہے وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ لیکن پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کو تمہاری طرف سے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ مطلوب ہے كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو تابع کیا تمہارے لیے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جو اس نے تمہیں ہدایت بخشی ہے وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ اور خوشخبری سنا دیں نیکی کرنے والوں کو۔ اللہ تعالیٰ کسی نیکی کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک اللہ تعالیٰ دفاع کرے گا ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔ تو مومنوں کی طرف سے دفاع کی شرط ایمان ہے۔ اگر ایمان نہ ہو محض نام کے مسلمان ہوں تو پھر دفاع کیا ہوگا؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا کسی خیانت کرنے والے ناشکری کرنے والے کو۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ﴿39﴾

اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس لیے کہ وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر البتہ قادر ہے۔

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

وہ لوگ ہیں جو نکالے گئے اپنے گھروں سے بغیر حق کے مگر یہ کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور اگر نہ ہوتا ٹالنا اللہ تعالیٰ

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

کا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعے البتہ گرا دیئے جائیں خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں

يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللهِ كَثِيرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللهَ

ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریں گے اس کی جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ

لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِينَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

البتہ قوی ہے غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم ان کو اقتدار دیں زمین میں نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور حکم کریں گے

وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوكَ فَقَدْ

نیکی کا اور روکیں گے برائی سے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے اچھا انجام تمام کاموں کا۔ اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائیں پس تحقیق

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُودُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ

جھٹلا چکی ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم اور قوم عاد اور قوم ثمود۔ اور قوم ابراہیم علیہ السلام اور قوم لوط علیہ السلام۔ اور مدین والوں نے

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۴۴﴾

اور جھٹلائے گئے موسیٰ علیہ السلام پس مہلت دی میں نے کافروں کو پھر میں نے پکڑا ان کو پس کیسا تھا میرا انکار کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُذِنَ: اجازت دی گئی، يُقٰتَلُوْنَ: (جن) سے لڑائی کی جاتی ہے، نَصْرِهِمْ: ان کی مدد، لَهُدِّمَتْ: یقیناً منہدم کردیئے جاتے، صَوَامِعُ: نصاریٰ کے خلوت خانے، بِيَعٌ: یہودیوں کی عبادت گاہیں، لَيَنْصُرَنَّ: البتہ وہ ضرور مدد کرے گا، اَمَرُوْا: انہوں نے حکم دیا، نَهَوْا: انہوں نے منع کیا، يُكَذِّبُوكَ: وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں، كَذَّبَتْ: جھٹلایا (قوم نوح علیہ السلام نے)، نَكِيرِ: میرا عذاب۔

ربط:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہود کے گرجے اور نصاریٰ کے عبادت خانے بھی قابل قدر ہیں؟

ابھی اوپر مدافعت کا ذکر تھا، اسی مدافعت کے سلسلے میں پہلی آیت کریمہ جو جہاد کے سلسلے میں نازل ہوئی وہ یہ ہے، ہجرت کا دوسرا سال تھا، رمضان کا مہینہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ جن سے لڑا جاتا ہے اس لئے کہ وہ مظلوم ہیں، بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم مسلمان کہتے ہیں کہ اب اسلام ہی دنیا میں سچا دین ہے باقی تمام دین منسوخ ہیں۔ تو اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے گرجے بھی قابل قدر ہیں اور اسی طرح

نصاریٰ کے گرجے اور خانقاہیں بھی اور اس طرح مسلمانوں کی مسجدیں بھی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ان یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے بھی قابل قدر ہیں۔ تو اس سوال کا علامہ آلوسی رحمہ اللہ اور مولانا عثمانی رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین یہ تین دو جواب دیتے ہیں۔

(اوّل) یہ اپنے اپنے دور میں جہاد کا فلسفہ بتایا۔ جہاد اس سے پہلے بھی یعنی یہود و نصاریٰ کے دور میں تھا اور پہلے دور میں یہود کے عبادت خانے، نصاریٰ کے عبادت خانے بھی تھے تو اپنے اپنے دور میں اگر جہاد کا حکم نہ ہوتا تو نہ و یہود کے عبادت خانے رہتے نہ ہی نصاریٰ کے عبادت خانے رہتے۔

(دوم) دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگرچہ یہ ان کی نجات کا ذریعہ تو نہیں، نہ نصاریٰ کے گرجے نہ یہودیوں کے عبادت خانے لیکن بنسبت ان باغیوں کے تو یہ اچھے ہیں کہ جو رب کا نام نہیں لیتے یہی وجہ ہے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے۔ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ ہیں تو مشرک ہی لیکن نسبتاً اچھے ہیں نہ کہ فی نفسہ کیونکہ یہ بہرحال اسلام کا دور ہے۔

(سوم) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ اسلامی دور سے متعلق ہی بات ہو رہی ہے مگر چونکہ ایک اسلامی ریاست میں مسلمان بھی رہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ بھی تو جو بھی ظلم و زیادتی کرے گا اگر اُن کا راستہ نہ روکا گیا تو مسلمان کی مسجدیں ڈ کہ جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے علاوہ یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے بھی برباد ہوں گے کیونکہ دشمن کی یلغار میں تو سب کچھ ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔

تفسیری نکات: ہجرت کے بعد مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ملنا:

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ اجازت دی گئی ان لوگوں کو یُقٰتَلُوْنَ جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے اور ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اب ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت ہے بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اس لیے کہ وہ مظلوم ہیں وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر البتہ قادر ہے۔ مظلوم کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وہ ہیں جن کو نکالا گیا اپنے گھروں سے بِغَیْرِ حَقٍّ بغیر حق کے ناجائز۔ ان کا کوئی جرم نہیں تھا اگر ان کا جرم تھا تو صرف یہ کہ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ مگر یہ کہ انہوں نے کہا رب ہمارا اللہ تعالیٰ ہے لات منات عزیٰ میں سے کسی کو ہم رب ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس جرم کے بدلے میں ان کو یہاں سے نکالا گیا۔

جہاد کا فائدہ اور حکمت:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ اور اگر نہ ہوتا لنا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ بعض کو بعض کے ذریعے۔ اگر مجاہدین کو حکم نہ ہوتا کافروں کے مقابلے میں نہ لڑتے لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ. صَوَامِعُ صَوْمَعَةٌ کی جمع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عیسائی مذہب سچا مذہب تھا۔ تو نیک دل عیسائیوں نے جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں جنگلات میں

ان میں بیٹھ کر وہ اللہ اللہ کرتے تھے۔ لوگوں سے تنگ آکر الگ تھلگ بیٹھ کر وہ اللہ اللہ کرتے تھے۔ وہ ان کی خانقاہیں تھیں ان کو صومعہ کہتے تھے۔ البتہ گرادی جائیں خانقاہیں وَبِيَعٌ، بِيْعَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنی گرجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے عیسائی مذہب بھی سچا تھا اور یہودی مذہب بھی سچا تھا۔ تو گرجے گرادیئے جائیں وَّصَلَوٰتٌ اور یہودیوں کے عبادت خانے گرادیئے جائیں۔ تو جہاد پہلے بھی تھا اگر جہاد اپنے اپنے دور میں نہ ہوتا تو نیک دل عیسائیوں کی خانقاہیں گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے گرادیئے جاتے وَّمَسٰجِدُ اور اس دور میں مساجد کو گرادیا جاتا۔

یعنی اگر ہر نبی کے زمانے میں جہاد کا حکم نہ ہوتا تو یہ صومع گرجے عبادت خانے اور مسجدیں گرادی جاتیں اور یہ مسجدیں وہ مقام ہیں يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا جن میں ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے اور ان سابقہ نبیوں کے دور میں ان کے عبادت خانوں میں بھی جہاد اگر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت نہ ہوتی۔ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریں گے اس کی جو مدد کرتا ہے اس کے دین کی۔ اس میں لام بھی تاکید کا ہے اور نون بھی تاکید کا ہے اللہ تعالیٰ ضرور ان کی مدد کرے گا اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے۔

اللہ والوں کو اقتدار ملے تو وہ کیا کرتے ہیں؟:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ جہاد وہ لوگ کرتے ہیں کہ اگر ہم ان کو اقتدار دیں حکومت دیں زمین میں اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وہ نماز کو قائم کریں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ اور نیکی کا حکم دیں وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکیں برائی سے یعنی اسلامی حکومت کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اچھا انجام سب کاموں کا یعنی اسلامی حکومت یہ امور سرانجام دے گی تو ان شاء اللہ اچھے نتائج آئیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

آگے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر یہ مکہ والے عرب والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں تو صبر کریں فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ پس تحقیق جھٹلا چکی ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نوح علیہ السلام کو وَّعَادٌ اور قوم عاد نے جھٹلایا ہود علیہ السلام کو وَّثَمُوْدُ اور قوم ثمود نے جھٹلایا صالح علیہ السلام کو وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو وَقَوْمُ لُوْطٍ اور لوط علیہ السلام کی قوم نے جھٹلایا لوط علیہ السلام کو وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ اور مدین والوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو۔ تو پیغمبروں کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں ہے وَكُذِّبَ مُوْسٰى اور تکذیب کی گئی موسیٰ علیہ السلام کی فرعون ہامان قارون وغیرہ نے کی فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ پس ہم نے تھوڑی سی مہلت دی کافروں کو ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر ہم نے ان کو پکڑا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پس کیسا تھا میرا انکار کرنا۔ اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں تو گھبرائیں نہیں ان کے پکڑنے کا بھی وقت آجائے گا۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

پس کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کیا وہ ظالم تھیں پس وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں کے بل اور کتنے کنویں ہیں جو

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿45﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

بیکار پڑے ہیں اور کتنے مضبوط محلات (ویران) ہیں۔ کیا پس یہ لوگ نہیں چلے زمین میں پس ہوتے ان کے لیے دل وہ ان

بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى

کے ذریعے سمجھتے یا کان ہوتے ان کے ساتھ وہ سنتے پس بیشک قصہ یہ ہے کہ نہیں اندھی ہوتیں آنکھیں لیکن اندھے ہوتے ہیں

الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿46﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ

دل جو سینوں میں ہیں۔ اور جلدی مانگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عذاب اور ہرگز نہیں خلاف ورزی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے

وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿47﴾

وعدے کی اور بیشک ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ہاں ایسے ہی ہے جیسے ایک ہزار سال اس گنتی کے مطابق جو تم شمار

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ

کرتے ہو۔ اور بہت سی بستیاں تھیں جن کو میں نے مہلت دی اور وہ ظلم کرنے والی تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا، اور میری ہی

ع ۱۲ الْمَصِيْرُ ﴿48﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿49﴾ فَالَّذِيْنَ

طرف ہے لوٹنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے لوگو پختہ بات ہے میں تمہارے لیے ہوں ڈرانے والا کھول کر۔ پس وہ لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿50﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ

جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے ان کے لیے بخشش ہے اور باعزت روزی۔ اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿51﴾

ہماری آیتوں کے بارے میں ہرانے کی یہی لوگ ہیں دوزخ والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِئْرٍ: کنوئیں، مُعَطَّلَةٍ: بیکار، قَصْرٍ: محل، مَشِيْدٍ: مضبوط، لَا تَعْمَى: اندھے نہیں ہیں، تَعُدُّوْنَ: تم شمار کرتے ہو، اَخَذْتُهَا: میں نے پکڑ لیا انہیں، سَعَوْا: کوشش کی، مُعٰجِزِيْنَ: عاجز کرنے والے، ہرانے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ ہر قوم نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا۔ اب ان آیات میں بتلایا جا

رہا ہے کہ نبیوں کو جھٹلانے کا کیا انجام ان قوموں کو ہوا۔

تفسیری نکات: مختلف قوموں کو ملنے والی سزاؤں کا بیان:

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ پس کتنی بستیاں ہیں اَهْلَكْنٰهَا ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ بستیوں کو ہلاک کرنے کا مطلب ہے وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کیا۔ ورنہ دور در دیوار اور چھتوں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ ان بستیوں اور شہروں کے رہنے والوں کو ہلاک کیا وَهِيَ ظَالِمَةٌ وہ ظالم تھیں یعنی ان میں رہنے والے ظالم تھے یعنی مشرک تھے کیونکہ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۳ میں ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔ اس کے بعد پھر ظلم کی بڑی قسمیں ہیں۔ درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں ان کو نہ ماننا ظلم ہے انسانوں کے ساتھ زیادتی کرنا یہ سب ظلم کی قسمیں ہیں مگر شرک سب سے بڑا ظلم ہے فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا پس وہ گری پڑی ہیں چھتوں کے بل۔ پہلے چھتیں گری پھر ان پر دیواریں گریں وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ اور کتنے کنویں ہیں جو بیکار پڑے ہیں۔ جہاں پانی لینے والوں کی باری نہیں آتی تھی وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ اور کتنے مضبوط محلات بیکار اور ویران پڑے ہیں کوئی ان میں رہنے والا نہیں ہے۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی فِى الْاَرْضِ زمین میں فَتَكُوْنَ لَهُمْ پس حاصل ہوتے ان کو قُلُوْبٌ دل ایسے يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ جن کے ساتھ وہ سمجھتے اَوْ اٰذَانٌ یا ایسے کان ہوتے يَّسْمَعُوْنَ بِهَا کہ ان کے ساتھ وہ سنتے فَاِنَّهَا پس بیشک قصہ یہ ہے کہ لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ نہیں اندھی ہوتی یہ آنکھیں وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ لیکن اندھے ہوتے ہیں دل الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ جو سینے میں ہیں۔ جب دل اندھا ہو گیا تو سارے اعضاء بے کار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ فرماتے کہ میری نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو کافر اکٹھے ہو کر کہتے وہ عذاب جو آپ ﷺ نے لانا ہے جلدی لاؤ تا کہ میدان آپ ﷺ کے لیے خالی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ اور یہ کافر جلدی مانگتے ہیں آپ ﷺ سے عذاب کہ لاؤ جو عذاب لانا ہے۔ فرمایا وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اور ہرگز نہیں خلاف ورزی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی۔ اس نے فرما دیا ہے کہ نافرمانوں کو عذاب دوں گا ضرور دے گا اور کافروں پر عذاب ضرور آئے گا۔ باقی وقت کسی کو نہیں بتلایا وہ حکیم ہے خبیر ہے اپنی حکمتوں کو وہ خود جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں دن کی مقدار:

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ اور بیشک ایک دن آپ ﷺ کے رب کے ہاں كَاَلْفِ سَنَةٍ ایسے ہی ہے جیسے ایک ہزار سال مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اس گنتی کے مطابق جو تم شمار کرتے ہو۔ اس مقام پر قیامت کے دن کو ایک ہزار سال کے برابر بتلایا گیا ہے اور سورۃ معارج میں فرمایا فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کہ پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہو گا۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مومن کے لیے اتنا مختصر ہو گا جیسے ایک نماز کا وقت ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ جو کافر ہیں اس کے لیے وہ دن ایک ہزار سال کا ہے اور جو کافر بنانے والے اور کفر کی تبلیغ و اشاعت کرنے والے ہیں ان

کے لیے وہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور مومنوں کے لیے ایسا ہوگا جیسے ایک نماز کا وقت ہوتا ہے۔ مثلاً ظہر کا وقت تقریباً اوسطاً تین یا ساڑھے تین گھنٹے کا ہوتا ہے مومنوں کو وہ عرصہ اتنا ہی محسوس ہوگا۔ فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اور کتنی بستیاں تھیں اَمْلَيْتُ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ جن کو میں نے مہلت دی اور وہ ظالم تھیں۔ وہاں کے رہنے والے لوگ ظالم تھے ثُمَّ اَخَذْتُهَا پھر میں نے ان بستیوں کو یعنی ان میں رہنے والوں کو پکڑا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ اور میری طرف ہی ہے لوٹنا۔ اور کہاں جا سکتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جن وانس کے لیے مبعوث ہوئے ہیں:

قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو بتا دیں يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے تمام انسانوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ اپنی اپنی قوم کے لیے اور اپنے اپنے زمانے کے لیے ہوتے تھے اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پختہ بات ہے میں تمہارے لیے ہوں ڈرانے والا کھول کر کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا دنیا میں بھی مرنے کے بعد قبر میں بھی میدان محشر میں بھی اور دوزخ میں بھی۔ بالکل صاف صاف اور کھری کھری باتیں تمہیں سناتا ہوں کوئی لگی لپٹی بات نہیں کرتا اور میرا کام ہے تمہیں سنانا اور آگاہ کرنا منوانا میرا کام نہیں ہے۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے۔ محض ایمان ہی نہیں ساتھ اعمال بھی اچھے کیے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور باعزت روزی ملے گی قبر میں بھی حشر میں بھی جنت میں بھی۔ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ ہرانے کی کہ آیتوں کو ہرانا ہے۔ قرآن کو نا کام بنائیں لوگوں کو حق سے روکیں اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے۔ ان کا ٹھکانا شعلے مارنے والی آگ جحیم میں ہوگا۔ جو حق کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر یہ کہ جب انہوں نے پڑھا ڈال دیا شیطان نے ان کے

فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

پڑھنے میں وسوسہ۔ پس مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو ڈالتا ہے پھر مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ علم

حَكِيْمٌ ۙ﴿52﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

والے حکمت والے ہیں۔ تاکہ کر دے اس چیز کو جو ڈالتا ہے شیطان آزمائش ان لوگوں کے لیے ان کے دلوں میں بیماری ہے

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ﴿53﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اور ان کے دل سخت ہیں۔ اور بیشک ظالم البتہ دور کے اختلاف میں مبتلا ہیں اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ

بیشک یہ حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے پس اس پر ایمان لائیں پس عاجزی کریں اس کے سامنے ان کے دل

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿54﴾ وَلَا يَزَالُ

اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ راہنمائی کرنے والا ہے ان لوگوں کی جو ایمان لائے سیدھے راستے کی طرف۔ اور ہمیشہ رہیں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ

وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا شک میں اس قرآن کے بارے میں یہاں تک کہ آئے ان کے پاس قیامت اچانک یا آئے

عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿55﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

ان کے پاس ایسے دن کا عذاب جو نامبارک ہے۔ ملک اس دن اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوگا فیصلہ کرے گا ان کے درمیان پس وہ لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿56﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل اچھے کیے باغوں میں ہونگے نعمت کے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جھٹلایا ہماری

بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿57﴾ ع ۹ / ۱۴

آیتوں کو پس وہ لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَمَنّٰى: اس نے تمنا کی، اُمْنِيَّتِهٖ: اس کی تمنا، فَيَنْسَخُ: (پھر اللہ تعالیٰ) مٹا دیتا ہے، يُلْقِيْ: (جو) ڈالتا ہے، يُحْكِمُ: وہ مضبوط کرتا ہے، فَتُخْبِتَ: (پھر) جھک جائیں، لَهَادِ: راہ دکھانے والا، عَقِيْمٍ: بانجھ۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں پر آنے والے عذاب کا تذکرہ فرمایا۔ اب اس کی وجہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ اپنے اپنے دور میں جب ہر نبی اللہ کا کلام اپنی قوموں کو سناتے تو شیطان ان نبیوں اور اللہ کے کلام کے متعلق ان قوموں کے افراد کے دلوں میں وساوس ڈالتا تھا جس سے وہ مزید گمراہ ہوتے تھے۔

تفسیری نکات: اللہ کے کلام کے متعلق شیطان لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ کوئی رسول اور نہ نبی اِلَّاۤ مگر یہ بات ان کے ساتھ ہوتی رہی ہے اِذَا تَمَنّٰۤى، تَمَنّٰى کے معنی قَرَءَ کے ہیں۔ جس وقت انہوں نے اپنی قرآءت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب کو پڑھنا شروع کرتے تھے۔ اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ

ڈال دیا شیطان نے ان نبیوں کے اپنی کتابوں کے پڑھنے کے دوران اس نبی کی امت کے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا تھا۔

ایک من گھڑت واقعہ کی تردید:

تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری اور تمام تفسیروں میں یہاں خاصی بحث ہے۔ میں نہایت مختصر کر کے خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ یہاں ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، آپ ﷺ کی زبان سے قرآن پاک کے الفاظ جاری تھے، اس وحی کے درمیان معاذ اللہ شیطان نے آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ جاری کرائے ''تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْتَجٰى'' یعنی جب لات، منات، اور عزیٰ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ یہ سارے بُت مُرغابی کی طرح صاف ستھرے ہیں اور ان کی شفاعت کی امید رکھی جاتی ہے۔ اس قسم کی روایت تفسیروں میں موجود ہے لیکن تمام محدثین کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے لا اصل لہٗ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایک جملہ شیطان آپ ﷺ کی زبان سے کہلوا سکتا ہے تو وحی الٰہی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ روایت قطعاً خرافات ہے۔ وہ اس تفسیر کے مطابق ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جس وقت انہوں نے قرات شروع کی تو ڈالا شیطان نے ان کی قرات میں پس اللہ تعالیٰ نے منسوخ کی جو چیز ڈالی شیطان نے پس اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو محکم کیا۔ یہ تفسیر و ترجمہ بالکل درست نہیں ہے۔ اب صحیح تفسیر کیا ہے؟۔

تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، فوائد عثمانیہ وغیرہ کے حوالے سے عرض کرتا ہوں، مثال کے طور پر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ الخ اِدھر آپ ﷺ پڑھ رہے تھے کہ اس پڑھنے کے درمیان شیطان نے لوگوں کے دِلوں میں ڈالا کہ جس کو رب مارے اس کو حرام کہتے ہیں اور جس کو خود مارے یعنی اپنے ہاتھوں سے ذبح کرے اس کو حلال کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے وسوسے کو منسوخ کیا یعنی مٹایا وہ کیا ہے ''كُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ'' کہ مارتا اس کو بھی اللہ ہے اور اس کو بھی اللہ ہے اس پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس لئے وہ حلال ہے اور جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا وہ حرام ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پڑھا ''اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ'' اِدھر سے آپ ﷺ نے یہ پڑھا اُدھر شیطان نے لوگوں کے دِلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ پھر تو حضرت عزیر علیہ السلام بھی شریک ہوئے، حضرت مسیح علیہ السلام بھی شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس وسوسے کو مٹایا کہ ''اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ'' تو آپ ﷺ پر شیطان کا کوئی اثر نہیں ہوا، آپ ﷺ اپنی جگہ پڑھ رہے ہیں شیطان اپنی جگہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ شیطان کے وساوس کا کس طرح علاج فرماتا ہے:

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو ڈالتا ہے شیطان ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ پھر مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو۔ جیسے شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ جو خود ماریں حلال اور جو اللہ تعالیٰ مارے حرام۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبے کو دور کر دیا کہ جس کو ذبح کیا گیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے اور جو خود مرا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا اس لیے پاک نہیں ہوا۔ باقی مارا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ علم والے حکمت والے ہیں لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً تا کہ کر دے اس چیز کو جو شیطان ڈالتا ہے آزمائش لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں بیماری ہے کفر شرک کی وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ اور جن کے دل سخت ہیں اور شبہ کو نہیں چھوڑتے اور وضاحت ہو جانے کے باوجود وہی باتیں دہراتے ہیں وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ اور بیشک ظالم دور کے اختلاف میں مبتلا ہیں ان کا حق کیساتھ اختلاف بہت دور کا ہے۔ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور تا کہ جان لیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بیشک یہ قرآن حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ پس اس پر وہ ایمان لائیں فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ پس عاجزی کریں اس کے سامنے ان کے دل وَاِنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا راہنمائی کرتا ہے ان لوگوں کی جو ایمان لائے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف۔

کافر ہمیشہ شک میں مبتلا رہیں گے:

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ شک میں اس قرآن کے بارے میں حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یہاں تک کہ آئے ان کے پاس قیامت اچانک اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ یا آئے ان کے پاس اس دن کا عذاب جو نامبارک ہے۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ملک اس دن اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوگا۔ آج تو کہتے ہیں یہ کہ ہمارا ملک ہماری حکومت ہماری سلطنت اس دن اعلان ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج ملک کس کا ہے۔ پھر جواب آئے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (مومن) اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اکیلا ہے دبانے والا ہے۔ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان عملی فیصلہ۔ دلائل کے ذریعے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہاں یہ فیصلہ ہوگا کہ نہ ماننے والوں کو جہنم میں بھیجا جائے گا اور ماننے والوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغوں میں ہونگے خوشی کے باغ ہونگے لیکن اس کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ایمان اور عمل صالح۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو جیسے ابھی تم نے دو مثالیں سنی ہیں حرام حلال کی اور معبودان باطلہ کے دوزخ میں جانے کی فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ پس وہ لوگ ہیں جن کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پھر وہ قتل کیے گئے یا مر گئے ضرور رزق دے گا ان کو اللہ تعالیٰ اچھا رزق

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿58﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ

اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ وہی ہے سب سے بہتر رزق دینے والا۔ البتہ ضرور داخل کرے گا ان کو داخل کرنے کی جگہ جس کو وہ پسند

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿59﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ

کریں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ جاننے والا حلیم تحمل والا ہے۔ یہ ایسے ہی ہوگا اور جس نے بدلہ لیا مثل اس کے جو اس کو تکلیف دی

ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿60﴾

پھر اس پر زیادتی کی گئی البتہ ضرور مدد کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا ہے بخشنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا

بَصِيْرٌ ﴿61﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

دیکھنے والا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ حق ہے۔ اور بیشک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وہ باطل ہیں بیکار ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿62﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ

اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی بلند شان والا ہے بڑا ہے۔ کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آسمان سے پانی

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿63﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

پس ہوگئی زمین سرسبز بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے۔ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿64﴾ ع ٨ ١٥

زمین میں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيَرْزُقَنَّهُمْ: (اللہ تعالیٰ) ضرور انہیں دے گا، لَيُدْخِلَنَّهُمْ: وہ ضرور انہیں داخل کرے گا، يَرْضَوْنَهٗ: وہ پسند کریں گے، عَاقَبَ: (جو) سزا دے، عُوْقِبَ: تکلیف دی گئی ہے اسے، بُغِيَ: زیادتی کی گئی، لَيَنْصُرَنَّهٗ: یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا، عَفُوٌّ: بہت معاف کرنے والا، يُوْلِجُ: وہ داخل کرتا ہے، مُخْضَرَّةً: سرسبز۔

ربط:

سابقہ آیات میں اہل ایمان کی تعریف کی گئی تھی کہ وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے۔ اب یہاں ان مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے جنہوں نے ہجرت کی اور اس کے بعد یا تو جہاد میں شہید ہوئے یا طبعی طور پر ان کی وفات ہوگئی تو ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ انعامات کا اعلان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا کے لیے ہجرت کی ثُمَّ قُتِلُوْٓا پھر اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے گئے۔ بعض مہاجرین کو ظالموں نے راستے ہی میں شہید کر دیا اور بعض کو بعد میں شہادت نصیب ہوئی اَوْ مَاتُوْا یا مر گئے طبعی موت۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ ہے لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ضرور رزق دے گا اللہ تعالیٰ اچھا رزق۔ مرنے کے بعد قبر میں خوراک اور رزق ملتا ہے جو ان کی شان اور برزخ کے حال کے مناسب ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِّنْ حِفَرِ النِّيْرَانِ، یہ جو قبر گڑھے کی شکل میں نظر آتی ہے یہ یا تو جنت کے باغوں میں سے باغ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتی ہے۔ یہ قبر کو باغ اور گڑھا دنیا سے آپ نے خود اپنے اعمال سے بنا کر جانا ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو رزق دے گا اور ایسا رزق کہ آج کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ وہی ہے سب سے بہتر رزق دینے والا۔ مجازی طور پر والد بھی اولاد کو رزق دینے والا ہے آقا بھی اپنے غلاموں کو کھلاتا ہے لوگ جانوروں کو بھی چارا ڈالتے ہیں مگر پیدا تو کوئی ایک دانہ بھی نہیں کر سکتا۔ پیدا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا البتہ ضرور داخل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو ایسی داخل کرنے کی جگہ میں يَّرْضَوْنَهٗ جس کو وہ پسند کریں گے۔ جنت کا سکھ چین آرام آج ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ آج اگر جنت سامنے ہو تو سارے اس کی طرف دوڑیں اور جہنم ہمارے سامنے ہو تو سارے اس سے دور بھاگیں۔ آج ہم لفظی اور زبانی طور پر جنت جنت اور دوزخ دوزخ کہتے ہیں۔ وَاِنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ البتہ جاننے والا تحمل والا ہے۔ اگر وہ فوراً کسی کو سزا نہیں دیتا تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں بچ گیا ہوں وہ رتی رتی کا حساب جانتا ہے۔ جس نے رتی برابر بھی نیکی کی تو اس کا بدلہ ملے گا اور جس نے رتی برابر بھی بدی کی تو سزا پائے گا ذٰلِكَ یہ اسی طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہتر رزق عطا فرمائیں گے اور ایسی جگہ میں داخل کرے گا جس کو وہ پسند کریں گے۔

بدلہ کس طرح لیا جائے:

وَمَنْ عَاقَبَ اور جس نے بدلہ لیا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ مثل اس کے جو اس کو تکلیف دی گئی ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ پھر

اس پر زیادتی کی گئی لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ البتہ ضرور مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ یعنی جس قدر کسی نے اس شخص پر ظلم کیا ہے تو اسی قدر بدلا لو اگر زیادتی کرو گے تو مظلوم ظالم بن جائے گا۔

دن اور رات کا آنا قدرت الٰہی کی نشانی ہے:

ذٰلِكَ یہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے کیونکہ وہ قادر ہے۔ اس کی قدرت کی پہلی دلیل بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمی کے موسم میں دن لمبے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کے اوقات کار دن میں داخل کر دیتے ہیں اور دن کو بڑا کر دیتے ہیں وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ دن کے اوقات کار رات میں داخل کر دیتے ہیں اور رات کو بڑا کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت رات دن میں دیکھ سکتے ہو موسموں کے بدلنے میں دیکھ سکتے ہو وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے قریب دور سے سننے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یہ اس لیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی وہ حق ہے وہی سچا ہے وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور بیشک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے هُوَ الْبَاطِلُ وہ بیکار ہیں۔ وہ چاہے نبی ہوں ولی ہوں خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ اور بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بڑی بلند اور بڑی ہے۔ اس کی ذات سے کوئی بلند اور بڑا نہیں ہے۔

بارش کا نزول اور فصلوں کا اگنا بھی اللہ کی نشانی ہے:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بیشک اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آسمان سے پانی بارش وہ نازل کرتا ہے فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً پس ہوگئی زمین سرسبز۔ وہ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو اکٹھا کرتی ہیں پھر اپنی قدرت سے ان بادلوں سے بارش برساتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ اسی کا تصرف ہے اسی کی ملک ہے دوسرا نہ کوئی خالق نہ کوئی مالک نہ متصرف صرف رب العالمین سب کچھ ہے وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اور بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے ہماری عبادتوں کا وہ محتاج نہیں ہے یہ ہمارے ہی کام آئیں گی تعریفوں والا ہے۔ وہی قابل تعریف ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ نے تابع کر دیا ہے تمہارے جو زمین میں ہیں اور کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

اس کے حکم کے ساتھ اور اس نے روکا ہے آسمان کو یہ کہ گرے زمین پر مگر اس کے حکم سے بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ البتہ

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿65﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اور وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر وہ تمہیں مارے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿66﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا

بیشک انسان البتہ ناشکرا ہے۔ ہر امت کے لیے بنائی ہم نے قربانی وہ اس کو کرنے والے ہیں پس ہرگز نہ جھگڑا کریں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿67﴾ وَاِنْ

سے معاملے میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیں اپنے رب کی طرف بیشک آپ البتہ ہدایت پر ہیں جو سیدھی ہے۔ اور اگر وہ

جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿68﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ

جھگڑا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کارروائیوں کو جو تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿69﴾ اَلَمْ

کرے گا تمہارے درمیان قیامت والے دن ان چیزوں میں جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

جانتے بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بیشک یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں بیشک

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿70﴾

یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُمْسِكُ: وہ تھامتا ہے، تَقَعَ: (یہ کہ) وہ گر جائے، نَاسِكُوْهُ: وہ ذبح کرتے تھے اسے، فَلَا يُنَازِعُنَّكَ: پس وہ جھگڑا نہ کریں آپ سے، جٰدَلُوْكَ: (اگر) وہ جھگڑیں آپ سے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں۔ اب بھی ابتدائی آیات میں تو اسی کا تسلسل ہے اور بعد ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو قیامت کے دن اللہ کے احکامات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے روگردانی کی سزا دے گا۔

تفسیری نکات: دریا اور سمندر میں کشتیوں کا چلنا اور آسمان کا قائم رہنا حکم ربیّ ہے:

اَلَمْ تَرَ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے تابع کر دیا ہے تمہارے مَّا فِی الْاَرْضِ ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔ حیوان تمہارے تابع، درخت تمہارے تابع، نہریں تمہارے تابع ہیں۔ غرض حیوانات، جمادات، نباتات یہ سب انسان کے تابع ہیں انسان کی خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ وَالْفُلْکَ اور کشتیاں بھی تمہارے تابع کی ہیں تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ جو چلتی ہیں سمندر میں بِاَمْرِہٖ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ اس زمانے میں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں ہوا کے رخ کے مطابق چلتی تھیں اب ترقی ہوگئی ہے بڑے بڑے بحری جہاز تیار ہوگئے ہیں لیکن یہ بھی اسی کے حکم سے چل رہے ہیں کہ اس قدر بڑے بڑے جہاز کس طرح سمندر میں حرکت کر رہے ہیں۔ وَیُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اور اس نے روکا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر۔ آسمان کے نیچے نہ تو کوئی دیوار ہے نہ ستون ہے۔ اتنا بڑا اور وسیع آسمان اس قادر مطلق کے حکم سے رکا ہوا ہے اِلَّا بِاِذْنِہٖ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ گرے گا۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت نہ آسمان رہے گا اور نہ بلند پہاڑ رہیں گے نہ کوئی ٹیلا رہے گا سب نشیب وفراز ختم ہوجائیں گے۔ زمین ایسی ہموار ہوجائے گی کہ اگر مغرب سے انڈا لڑھکایا جائے تو مشرق تک اس کو کوئی روکنے والی چیز نہ ہوگی۔ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اس کی مہربانی ہے کہ نافرمانی کے باوجود اس نے صحت دی ہے اولاد دی ہے مال دیا ہے۔ دنیاوی ترقیاں بھی دی ہیں گرمی سردی کے لوازمات بھی دیئے ہیں۔

پیدا کرنا اور مارنا بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے:

وَھُوَ الَّذِیْٓ اور وہ وہ ذات ہے اَحْیَاکُمْ جس نے تمہیں زندہ کیا۔ جب ماں کے پیٹ میں بچے کا وجود تیار ہوجاتا ہے شکل وصورت بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے بدن میں روح پھونک دو۔ ماں کی ایک رگ ناف کیساتھ جوڑ دی جاتی ہے جس کے ذریعے اس کو خوراک ملتی رہتی ہے اس کے بعد پانچ ماہ تک بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے ورنہ سانس لینے کی جگہ ہی نہیں ہے ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ پھر وہ تمہیں مارے گا لہٰذا موت کو ہر وقت یاد رکھو ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا قیامت والے دن۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بیشمار ہیں مگر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ بیشک انسان البتہ ناشکرا ہے۔ سورۃ سبا آیت نمبر ۱۳ میں ہے۔

وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر کرنے والے۔ نافرمان اور ناشکرے انسانوں میں بہت ہیں۔

قربانی کا امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے:

لِکُلِّ اُمَّۃٍ ہر امت کے لیے جَعَلْنَا مَنْسَکًا بنائی ہم نے قربانی۔ البتہ پہلی امتوں اور ہماری قربانی میں فرق

ہے۔قربانی کے مسائل چوتھے پارے میں ذکر ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ قربانی کر کے میدان میں رکھ دیتے تھے آسمان سے آگ آتی تھی اور اس کو جلا دیتی تھی ان کو کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمارے لیے حکم ہے كُلُوْا وَادَّخِرُوْا کھاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو۔ تو فرمایا ہر امت کے لیے قربانی بنائی ہم نے هُمْ نَاسِكُوْهُ وہ اس کو کرنے والے ہیں فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ پس ہرگز نہ جھگڑا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قربانی کے معاملہ میں۔ اس قربانی کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار یا یہود و نصاریٰ کا جھگڑا کرنا کہ تم ہمارے انداز میں قربانی کیوں نہیں کرتے یہ بالکل فضول اور لایعنی بات ہے وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیں اپنے رب کی طرف۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ساری امت کو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دو۔ دعوت الی اللہ اور شرک سے روکنا اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت پر ہیں جو سیدھی ہے وَاِنْ جٰدَلُوْكَ اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑا کریں فَقُلِ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو میں نے جھگڑا نہیں کرنا میرا کام صرف دعوت دینا ہے اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ عملی طور پر فیصلہ کرے گا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اے مخاطب کیا آپ جانتے نہیں ہیں اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ بیشک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ تمہارے ظاہر و باطن کو اعمال احوال اور خواہشات کو جانتا ہے اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ بیشک یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک جو کچھ ہوا ہو رہا ہے اور ہوگا سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ بیشک یہ بات یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ درج کرنا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ

اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اس مخلوق کی کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی دلیل۔ اور اس

بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

مخلوق کو علم نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم، اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ

ہماری آیتیں صاف صاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے ہیں ان لوگوں کے چہروں میں جو کافر ہیں برائی۔ قریب ہوتے ہیں

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

حملہ کر دیں ان لوگوں پر جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا پس میں تم کو بتاؤں اس سے

ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

بری چیز دوزخ کی آگ۔ وعدہ کیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو کافر ہیں، اور برا ٹھکانا ہے۔ اے لوگو بیان کی گئی

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

ہے ایک مثال پس سنو اس کو کان لگا کر بیشک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے ہرگز نہیں پیدا کر سکتے ایک مکھی بھی

وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ

اور اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کے لیے۔ اور اگر چھین لے ان سے مکھی کوئی چیز تو نہیں چھڑا سکتے اس کو اس سے۔ کمزور ہے

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ

طلب کرنے والا اور وہ بھی جن سے طلب کیا جاتا ہے۔ نہیں قدر کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے اللہ تعالیٰ کی قدر کا

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَعْرِفُ: آپ دیکھتے ہیں، يَسْطُوْنَ: وہ حملہ کرتے ہیں، ضُرِبَ: مارا گیا، لَنْ يَّخْلُقُوْا: وہ ہرگز پیدا نہیں کر سکتے، ذُبَابًا: مکھی، اِجْتَمَعُوْا: (اگرچہ) وہ جمع ہو جائیں، يَسْلُبْهُمْ: چھین لے ان سے، الذُّبَابُ: مکھی، لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ: وہ چھڑا نہیں سکتے اس کو، ضَعُفَ: کمزور ہوا، اَلطَّالِبُ: طلب کرنے والا، اَلْمَطْلُوْبُ: جن سے طلب کیا جاتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کی کچھ نشانیاں بیان فرمائیں۔ اب مشرکین کی قرآن سنتے ہوئے حالت زار کا بیان ہے اور بعد ازاں بتوں کی (جن کی مشرک پوجا پاٹ کرتے ہیں) مجبوری، بے بسی اور لاچارگی کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین کے پاس اپنے افعال بد کی کوئی دلیل نہیں:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کی لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا کہ نہیں اتاری اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل کوئی سند کوئی حجت شرک کے جواز پر نہ کوئی پختہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی دلیل ہے۔ شبہات اور اوہام ہوتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے نیچے دوسری مخلوق کی عبادت کرتے ہیں وَّمَا اور اس مخلوق کی عبادت کرتے ہیں لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم

کہ ہماری کون پوجا کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے۔ عزیر علیہ السلام کی پوجا کرتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا ہورہی ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ہورہی ہے بے شمار نیک بندوں کی ہورہی ہے۔ ان کی پوجا کیوں کرتے ہیں ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ان مشرکوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

مشرکین قرآن پڑھنے والوں کو مارتے پیٹتے تھے:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان مشرکوں کے سامنے ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف جن میں شرک کا رد ہوتا ہے بدعات کا رد ہوتا ہے تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ اے مخاطب آپ پہچانتے ہیں ان لوگوں کے چہروں میں جو کافر ہیں برائی۔ ان کے چہروں میں اجنبی اور اوپری چیز دیکھو گے يَكَادُوْنَ قریب ہوتے ہیں يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ حملہ کردیں ان لوگوں پر يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ حملہ کرنے کے بیشمار واقعات ہیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ کیا پس میں تم کو بتلاؤں اس سے بری چیز۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر تمہیں تکلیف ہوتی ہے تمہارے چہرے بگڑ جاتے ہیں میں تمہیں اس سے بری چیز نہ بتلاؤں جو تمہارے لیے تیار ہے۔ اَلنَّارُ دوزخ کی آگ۔ آج تم اللہ تعالیٰ کی کھری، صاف آیات سننے کی تاب نہیں لاتے تو تمہارے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وعدہ کیا ہے اس دوزخ کا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جو کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات نہیں مانتے توحید کو تسلیم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی باتیں نہیں مانتے اپنی طرف سے دین ایجاد کرتے ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور دوزخ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

جھوٹے معبودوں کی بے بسی کا بیان:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! عرب و عجم گورے کالے تمام انسانوں کو خطاب ہے۔ اے انسانو ضُرِبَ مَثَلٌ بیان کی گئی ہے ایک مثال فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ استماع کا معنی ہے کان لگا کر سننا۔ معنی ہوگا پس سنو تم اس مثال کو کان لگا کر اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بیشک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور کہتے ہو یہ حاجت روا مشکل کشا ہیں دستگیر اور فریادرس ہیں کان کھول کر سن لو لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اور اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کے لیے۔ تو یہ مکھی جس کو تم حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو یہ سارے مل کر یہ مکھی نہیں بنا سکتے جن کو مشکل کشا حاجت روا سمجھتے ہو

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا اور اگر چھین لے وہ مکھی ان سے کوئی چیز لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ تو نہیں چھڑا سکتے اس کو اس سے۔ تو جو ایک مکھی نہیں بنا سکتے اور مکھی سے چیز واپس نہیں لے سکتے کہ وہ تمہاری کیا سنیں گے، وہ تمہاری کیا

تکلیفیں دور کریں گے اور کیا دادرسی کریں گے؟ ضَعُفَ الطَّالِبُ طلب کرنے والا بھی کمزور وَالْمَطْلُوْبُ اور جن سے طلب کیا جاتا ہے وہ بھی کمزور ہیں۔ تو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا نہیں ہے کوئی فریادرس دستگیر نہیں ہے۔ حاجت روا مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ نہیں قدر کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے اللہ تعالیٰ کی قدر کا۔ اللہ تعالیٰ کی قادر مطلق ذات کے ہوتے ہوئے اوروں سے مدد مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدر کو سمجھتے تو کبھی ایسی حرکت نہ کرتے نہ ایسی حرکتوں میں مبتلا ہوتے اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے۔ سب قوتیں اس کے پاس ہیں اور غلبہ اسی کے پاس ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿75﴾ يَعْلَمُ

اللہ تعالیٰ چنتا ہے فرشتوں سے پیغام پہنچانے والے اور انسانوں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جانتا ہے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿76﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔ اے وہ لوگو جو ایمان

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿77﴾ ۩ وَجَاهِدُوْا فِي

السجدة عند الامام الشافعیؒ

لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور اچھے کام کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ اور جہاد کرو

اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے اس نے تمہیں چنا ہے اور نہیں بنایا اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی حرج

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ

کوئی تنگی یہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اسی نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان اس سے پہلے اور اس دین میں بھی، تاکہ

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

ہو جائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گواہ تم پر اور ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر قائم کرو تم نماز اور زکوٰۃ ادا کرو اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو

ع الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿78﴾

اللہ تعالیٰ کے دین کو وہی تمہارا آقا ہے پس کیا اچھا آقا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَصْطَفِيْ: منتخب کر لیتا ہے، جِهَادِهٖ: اس کی کوشش، اِجْتَبٰىكُمْ: اس نے ممتاز کیا تمہیں، سَمّٰىكُمْ: اس نے تمہارا نام رکھا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ کفار آپ ﷺ سے اللہ کی وحدانیت میں، قرآن کی آیات کے سنانے میں، قربانی کا حکم اس انداز میں بجالانے میں لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اب یہاں ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ کفار کی باتوں کو چھوڑو اور فرشتے جو وحی لانے پر مامور ہیں اور انسان یعنی نبی کہ جن پر وحی اتاری گئی ہے یہ دو ہی مخلوق ہیں اللہ نے جنّوں کو یا اور کسی مخلوق کو نبی نہیں بنایا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی کامل اتباع اور پیروی کرو اسی میں تمہاری نجات اور بھلائی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ ہی وحی لانے والوں اور جن پر وحی اتاری جاتی ہے چنتا ہے:

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اللہ تعالیٰ چنتا ہے فرشتوں سے پیغام پہنچانے والے وَّمِنَ النَّاسِ اور انسانوں سے بھی۔ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے یہ پیغام سنایا وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصّف) اور میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو آنے والا ہے میرے بعد جس کا نام احمد ﷺ ہے آپ ﷺ کا نام احمد بھی ہے اور محمد ﷺ بھی ہے۔ جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ فیصلہ سنا دیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب) نہیں ہیں محمد ﷺ باپ کسی ایک کے تمہارے مردوں میں سے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ چنتا ہے رسول فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے قریب سے بھی اور دور سے بھی بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے مخلوق کے ہر فعل کو۔ ہم اپنے سامنے سے دیکھ سکتے ہیں لیکن پیچھے کیا ہے نہیں دیکھ سکتے قریب سے دیکھ سکتے ہیں دور سے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے لیے قرب و بعد آگے پیچھے کی حیثیت نہیں ہے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے کوئی شے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ جانتا ہے جو کچھ مخلوق کے سامنے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے اس کو بھی جانتا ہے وہ دلوں کے رازوں اور بھیدوں کو جانتا ہے اس کی صفت ہے عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے تمام معاملات کے حساب و کتاب وہاں ہوں گے نیکی بدی کا پتا چلے گا۔

جماعت سے نماز پڑھنے کی اہمیت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو نماز جماعت کے ساتھ ادا کرو وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اور عبادت کرو اپنے رب کی۔ ہر طرح کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا اقرار ہم ہر نماز میں کرتے ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ، تمام بدنی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور

قولی عبادتیں بھی اور زبانی عبادتیں بھی وَافْعَلُوا الْخَيْرَ اور اچھے کام کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اچھائی برائی کو سمجھنے کے لیے عقل کیساتھ کتابیں نازل فرمائیں پیغمبر بھیجے جنہوں نے حق و باطل کو واضح کیا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

جہاد کا فلسفہ:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔

ایک ہے قتال اور ایک ہے جہاد۔ قتال کا معنیٰ ہے ہتھیار لے کر دشمن کے ساتھ لڑنا۔ اور جہاد کا لفظ ہے ہتھیار کے ساتھ لڑنا مال کے ساتھ لڑنا زبان کے ساتھ لڑنا قلم کے ساتھ لڑنا قرآن کریم کا پڑھنا وغیرہ یہ سب امور جہاد ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ اَوْ كَمَا قَالَ، تم جہاد کرو مشرکوں کافروں کے مقابلے میں زبانوں کے ساتھ اپنی زبان استعمال کرو توحید بیان کرو شرک کا رد کرو صحیح بات ان کے کانوں تک پہنچاؤ اور غلط کا رد کرو اور اپنے بدن بھی ان کے خلاف استعمال کرو اور اپنے مال بھی ان کے خلاف استعمال کرو۔ ابوداؤد صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں یہ حدیث آتی ہے اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانِ الْجَائِرِ، بہترین جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق کی بات کرنا ہے۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۵۲ میں ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ ان کیساتھ بڑا جہاد کریں۔ یہاں جہاد سے مراد قرآن کریم پڑھنا پڑھانا ہے یعنی ان کو قرآن کریم سناؤ پڑھاؤ سمجھاؤ۔ تو جو آدمی قرآن شریف سیکھتا ہے پڑھتا ہے وہ مجاہد ہے اور یہ بات نص سے ثابت ہے۔ عورتیں اپنے گھروں میں رہ کر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر سکتی ہیں کہ شیطان کی بات نہ مانیں قرآن پڑھیں نمازوں کی پابندی کریں دین پر قائم رہیں۔ جہاد ہر جگہ ہو سکتا ہے البتہ قتال محاذوں پر ہے وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (بقرہ) اور جہاد عام ہے۔ اور جہاد کا بہت وسیع مفہوم ہے۔

مسلمان کون ہیں:

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ اس نے تمہیں چنا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا لاکھوں کروڑوں مرتبہ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں امام الانبیاء ﷺ کا امتی ہونے کا شرف بخشا۔ یہ وہ دولت ہے جس کے لیے پیغمبروں نے آرزوئیں کیں وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ اور نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے بارے میں کوئی حرج تنگی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کر پڑھ لو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے لیٹ کر پڑھ لو رکوع سجدہ نہیں کر سکتے اشارے کے ساتھ پڑھ لو۔ جس آدمی کے پاس پیسا نہیں ہے اس پر نہ زکوٰۃ ہے نہ قربانی ہے نہ فطرانہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تنگی فرماتے اور حکم دیتے کہ ہر حال میں یہ چیزیں کرنی ہیں چاہے پیسا ہو یا نہ ہو تو ہم کیا کر سکتے تھے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کہ آسان طریقے بتلائے ہیں کوئی تنگی نہیں فرمائی مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ یہ طریقہ جس پر تم چلتے ہو ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ انہوں نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

سورۃ البقرۃ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ اے ہمارے پروردگار بنادے مجھے اور اسماعیل علیہ السلام کو مسلمان وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ اور ہماری نسل میں سے بھی ایک فرمانبردار امت بنا۔ ہماری نسل میں بھی مسلمان ہوتے رہیں تو ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ مسلم کا معنی ہے جھکنے والا۔ رب کے سامنے جس کی گردن نہیں جھکتی وہ مسلم نہیں ہے اور اگر لوگ اس سے امن میں نہیں ہیں تو وہ مومن نہیں ہے۔ تو فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے وَفِيۡ هٰذَا اور اس دین میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ میں ہے اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِيۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا آج کے دن کامل کردیا میں نے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کردی میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین۔ اور اسلام پر چلنے والے کو مسلم کہتے ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ اس کا کیا مطلب:

لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ تاکہ ہوجائیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور ہوجاؤ تم گواہ لوگوں پر۔

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب انبیاء کرام علیہم السلام پیش ہونگے اور ان کی قومیں بھی پیش ہونگی۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے سوال کریں گے کہ کیا تم نے تبلیغ کی تھی پیغمبر جواب دیں گے ہاں اے پروردگار ہم نے تبلیغ کی ہے۔ قوموں سے پوچھا جائے گا تو وہ انکار کریں گی کہ اے اللہ ان نبیوں اور پیغمبروں نے ہمیں کوئی تبلیغ نہیں کی۔ پیغمبروں کی حیثیت مدعی کی ہوگی اور قوموں کی مدعا علیہ کی۔ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ اَلۡبَيِّنَةُ عَلَى الۡمُدَّعِيۡ وَالۡيَمِيۡنُ عَلٰى مَنۡ اَنۡكَرَ، مدعی کے ذمہ گواہ ہیں اور اگر مدعی گواہ نہ پیش کرسکے تو مدعا علیہ منکر پر قسم لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائیں گے مَنۡ يَّشۡهَدُ لَكَ آپ کا گواہ کون ہے۔ وہ فرمائیں گے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی ہے؟ یہ امت کہے گی اے پروردگار ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی اور پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کہے گی کہ یہ لوگ تو ہم سے ہزاروں سال بعد آئے ہیں یہ ہمارے خلاف کس طرح گواہی دے سکتے ہیں۔ یہ تو موقع کے گواہ ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ سے فرمائیں گے سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ امت کہے گی اے پروردگار بیشک ہم موقع پر نہیں تھے مگر ہم سچے ہیں کیونکہ آپ کی کتاب سچی ہے آپ سچے ہیں آپ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں۔ ہم نے آپ کی کتاب میں پڑھا ہے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ (الاعراف) اور آپ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہمیں بتایا کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اے پروردگار آپ سچے آپ کی کتاب سچی آپ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے تو ہم بھی سچے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

فرمائیں گے کہ آپ کی امت نے گواہی دی ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گواہی کی تصدیق کرتے ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی صفائی دیں گے کہ ہاں میری امت نے صحیح اور سچی گواہی دی ہے۔ یہ مطلب ہے امت کی گواہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا۔ گواہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عادل ہو لہٰذا تم یہ کام دنیا میں کرو۔

فرمایا فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پس قائم کرو تم نماز اس لیے کہ یہ تمام عبادات میں اہم عبادت ہے اس کو ادا کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دو زکوٰۃ۔ اور مالی عبادات میں زکوٰۃ کا بہت بلند مقام ہے وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو اللہ تعالیٰ کے دین کو شریعت کو۔ مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا یہ مطلب ہے کہ شریعت کا کوئی کام تم سے نہ چھوٹے اور نہ کرنے والے کام کے قریب بھی نہ جاؤ هُوَ مَوْلٰىكُمْ وہ اللہ تمہارا آقا ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰى پس کیسا اچھا آقا ہے وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔ اسی سے مدد مانگو۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ

اس سورۃ کا نام المؤمنون اس لیے ہے کہ اس کی پہلی آیت میں ہی مومنین کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ سورۃ مکّہ میں نازل ہوئی اس کی ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) آیات ہیں اور چھ (۶) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا تیئسواں (۲۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا چوہتر واں (۷۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل تہتر (۷۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الجزء الثامن عشر (۱۸)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (1) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (2) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ

تحقیق کامیاب ہوگئے ایمان والے۔ وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ اور وہ لغو سے

مُعْرِضُوْنَ (3) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (4) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (5)

اعراض کرنے والے ہیں۔ وہ جو زکوٰۃ کی ادائیگی کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ مومن اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (6) فَمَنِ ابْتَغٰى

مگر اپنی بیویوں پر یا ان پر کہ مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ پس بیشک وہ ان میں ملامت نہیں کیے گئے۔ پس جو تلاش کرے گا

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (7) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

اس کے سوا کوئی اور راستہ پس یہی لوگ ہیں حدوں کو پھلانگنے والے۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی

رٰعُوْنَ (8) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (9) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (10) الَّذِيْنَ

رعایت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو وارث ہونگے۔ جو وارث

يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (11) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ

ہونگے جنت الفردوس کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے

طِيْنٍ (12) ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (13)

خلاصے سے۔ پھر بنایا ہم نے اس انسان کو نطفے کی شکل میں ایسی جگہ میں جو ٹکنے والی تھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خٰشِعُوْنَ: خشوع کرنے والے، لِفُرُوْجِهِمْ: اپنی شرمگاہوں کی، مَلُوْمِيْنَ: الزام دیئے ہوئے، اِبْتَغٰى: تلاش کیا، اَلْعٰدُوْنَ: حد سے نکلنے والے، لِاَمٰنٰتِهِمْ: اپنی امانتوں کا، رٰعُوْنَ: رعایت کرنے والے، صَلَوٰتِهِمْ: ان کی نمازیں، سُلٰلَةٍ: خلاصہ۔

ربط:

سابقہ سورۃ یعنی سورۃ الحج کی آخری آیات میں بھی احکام شریعہ کا حکم دیا گیا تھا کہ رکوع کرو، سجدہ کرو اللہ کی عبادت کرو اور سورۃ المؤمنون کے آغاز میں بھی نماز پڑھنے، زکوۃ دینے، عفت و پاکدامنی والی زندگی گزارنے، امانت دار ہونے اور عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: کامیاب مومنین کی صفات:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ تحقیق فلاح پاگئے کامیاب ہوگئے جو مومن ہیں۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور ربط قائم ہوجاتا ہے اور جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ گیا اس سے زیادہ قوی اور مضبوط اور کون ہوسکتا ہے؟ اس مضبوط اور قوی ایمان والے کی صفات درج ذیل ہیں۔

① نماز میں خشوع:

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وہ مومن ہیں جو اپنی نماز میں خشوع اور عاجزی کرتے ہیں۔ ظاہری خشوع تو یہ ہے کہ بدن کو بغیر ضرورت کے نہ کھجلائے، داڑھی سے نہ کھیلے وغیرہ۔ دوسرا باطنی خشوع یہ ہے کہ ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ'' یعنی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کر کہ جیسے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے پس اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے یعنی تمام ارکین نماز بڑے سکون اور اطمینان سے ادا کرے اور اس بات کا دھیان رکھے کہ نماز میں کیا پڑھا جارہا ہے۔

② بے مقصد کاموں سے پرہیز:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ اور وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لغو قولی بھی ہے اور فعلی بھی ہے۔ لغو قولی جیسے بیہودہ بات گالی گلوچ جھوٹ غیبت دل آزاری کی باتیں۔ ان باتوں سے وہ پرہیز کرتے ہیں۔ اور لغو فعلی جیسے تاش لڈو کھلینا اور ایسے ہی دوسری بے مقصد کھیلیں جو نہ دنیا کے کام کی نہ دین کے کام کی۔ ان میں عمریں برباد کرتے ہیں۔ ایسے کام کرو جن سے ثواب ہو یا اولاد کے لیے رزق کماؤ ماں باپ کی خدمت کرو مہمانوں کی خدمت کرو۔ تو مومن لغو قولی اور فعلی دونوں طرح کے کاموں سے اعراض کرتے ہیں۔

③ زکوٰۃ مقررہ وقت پر ادا کرو:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ زکوٰۃ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ اکثر مفسرین کرام نے یہاں زکوٰۃ سے مراد شرعی زکوٰۃ اور عشر وغیرہ ہی لیا ہے مگر علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس سے تزکیہ نفس بھی مراد لیا ہے۔ یعنی اپنے دل کو کفر و شرک سے پاک رکھو، بغض حسد جھوٹ وغیرہ سے پاک رکھو۔ اور یہ تزکیہ نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ سے حاصل ہوتا ہے۔

④ عفت و پاکدامنی کی زندگی:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور مومن وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنی بیویوں پر اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا ان پر جن کے ان کے دائیں ہاتھ مالک ہیں فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس بیشک وہ ان میں ملامت نہیں کیے گئے۔ ان جگہوں پر شہوت پوری کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں جنسی خواہشات رکھی ہیں نسل انسانی کو باقی رکھنے کے لیے تو اس کو اپنے محل میں رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ احادیث میں آتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے میں صدقے کا ثواب ہے۔ آدمی جتنا صدقہ کرے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا بشرطیکہ مومن ہو فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ پس جو شخص تلاش کرے گا اس کے سوا کوئی اور راستہ یعنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پس یہی لوگ ہیں حدوں کو پھلانگنے والے۔ یاد رہے کہ اب لونڈیوں کا حکم مفقود ہو گیا اس لیے کہ جہاد بالسیف کے حکم ہی پر عمل نہیں تو اب صرف اپنی بیویوں پر ہی قناعت کرو۔

اہم نکتہ:

وَرَآءَ ذٰلِكَ میں متعہ بھی شامل ہے۔ لواطت، زنا اور استمناء بالید سب شامل ہیں۔ جن لوگوں نے متعہ کے جواز کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا ہے۔ حضرت ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اور حضرت عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں خاصی بحث کی ہے کہ بے شک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پہلے متعہ کے جواز کے قائل تھے اور آخر میں انہوں نے اس سے رجوع کیا تھا۔ رجوع کی روایات ترمذی شریف میں موجود ہیں۔

⑤، ⑥ امانتوں کی حفاظت اور عہد و پیمان کی حفاظت:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ اور مومن لوگ وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرتے ہیں حفاظت کرتے ہیں۔ امانتوں جمع کا صیغہ ہے۔ امانتیں کئی طرح کی ہیں۔ مال کی امانت علم کی امانت مشورے کی امانت بات کی امانت۔ اور کسی سے کوئی وعدہ اور معاہدہ کرتے ہیں تو اس کو ایمان والے پورا کرتے ہیں۔

⑦ نمازوں کی بروقت ادائیگی:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سب نمازوں کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ صَلَوٰت جمع کا صیغہ ہے۔ یہ نہیں کہ جمعہ پڑھ لیا عید پڑھ لی جمعۃ الوداع پڑھ لیا باقی نمازوں کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ تو یہ سات خوبیاں اور صفات رکھنے والے لوگوں کو انعام کیا ملے گا؟ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ یہی لوگ ہیں جو وارث ہونگے الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ جو وارث ہونگے جنت الفردوس کے هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے ان کو وہاں سے نکالا نہیں جائے گا۔

انسان کی تخلیق کا بیان:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ مٹی کے خلاصے سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس کا گارا بنایا اس کو گوندھا اور آدم علیہ السلام کا ڈھانچا بنایا۔ فرمایا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص) میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ اللہ کے ہاتھ کیسے ہیں ہم نہیں جانتے بس ہم یہ بات جانتے ہیں کہ جو ہاتھ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں۔ پھر روح پھونکی اور وہ نقل و حرکت کرنے لگ گئے۔ پھر آگے نسل انسانی کیسے چلی؟ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پھر بنایا ہم نے اس انسان کو نطفے کی شکل میں ایسی جگہ میں جو ٹکنے والی تھی۔ ماں کے رحم میں کیا ہے اس نطفے سے لڑکی بنے گی یا لڑکا کسی کو معلوم نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ اس نطفے سے، پانی کے ایک گندے حقیر قطرے سے ایسا طاقتور، خوب صورت انسان تیار کر دیتا ہے۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا

پھر بنایا ہم نے نطفے سے لوتھڑا پھر بنایا ہم نے لوتھڑے سے بوٹی (گوشت) پھر بنائی ہم نے بوٹی میں ہڈیاں پس پہنایا ہم

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿14﴾

نے ہڈیوں کو گوشت پھر ہم نے اس کو پیدا کیا ایک اور پیدائش میں پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿15﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿16﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

پھر بیشک تم اس کے بعد البتہ مرنے والے ہو۔ پھر بیشک تم قیامت والے دن کھڑے کیے جاؤ گے۔ اور البتہ تحقیق ہم نے

فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿17﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

پیدا کیے ہیں تمہارے اوپر سات راستے اور نہیں ہیں ہم مخلوق سے غافل۔ اور ہم نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿18﴾ فَاَنْشَاْنَا

اندازے کے ساتھ پس ہم نے ٹھہرایا اس کو زمین میں۔ اور بیشک ہم اس کے لے جانے پر البتہ قادر ہیں۔ پس ہم نے پیدا کیا

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ

تمہارے لیے اس کے ذریعے باغات کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے لیے ان باغات میں پھل ہیں بہت سارے اور

وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿19﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ

انہی میں سے تم کھاتے ہو۔ اور ہم نے پیدا کیا درخت جو نکلتا ہے طور سینا پہاڑ سے جو تیل اگاتا ہے اور سالن کھانے والوں کے لیے

لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿20﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ

اور بیشک تمہارے لیے مویشیوں میں البتہ عبرت ہے، ہم پلاتے ہیں تمہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لیے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿21﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿22﴾

ان جانوروں میں بہت فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔ اور ان جانوروں پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَكَسَوْنَا: (پھر) ہم نے پڑھایا، اَنْشَاْنٰهُ: ہم نے پیدا کیا اسے، اَلْخَالِقِيْنَ: پیدا کرنے والے، مَيِّتُوْنَ: مرنے والے، تُبْعَثُوْنَ: تم اٹھائے جاؤ گے، طَرَآئِقَ: آسمان، فَاَسْكَنّٰهُ: ہم نے ٹھہرایا اسے، ذَهَابٍ: اسے لے جانا، فَوَاكِهُ: میوے، سَيْنَآءَ: مشہور پہاڑ طور سینا، تَنْۢبُتُ: اُگتا ہے، بِالدُّهْنِ: تیل لے کر، صِبْغٍ: سالن، لِّلْاٰكِلِيْنَ: کھانے والوں کے لیے، تُحْمَلُوْنَ: تم سوار کیے جاتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات کے آخر میں فرمایا گیا تھا کہ ہم نے اول حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور پھر نسل انسانی کے نطفہ سے بننے کا عمل شروع کیا۔ اب تخلیق انسانی کے دیگر مراحل کا ان آیات میں ذکر فرمایا جا رہا ہے اور انسان کے لیے آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں پھل اور زیتون پیدا کیا نیز تمہاری خوراک کے لیے مویشی پیدا فرمائے جن کے اور بھی فوائد ہیں۔

تفسیری نکات: تخلیق انسانی کے مراحل کا بیان:

جب نطفہ رحم میں جا کر ٹک گیا تو اس پر جو مراحل پیش آتے ہیں اب ان کا بیان ہے۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ پھر بنایا ہم نے نطفے سے عَلَقَةً لوتھڑا فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً پس پیدا کیا ہم نے لوتھڑے سے بوٹی سخت قسم کی بوٹی بنائی فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا پھر بنائی ہم نے بوٹی میں ہڈیاں فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پس پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت۔ اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ ماں کے رحم میں چالیس دن تک نطفہ نطفے کی شکل میں ہی رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ساتھ لوتھڑا بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد

وہ لوتھڑا سخت قسم کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ ہڈیوں میں تبدیل کر دیتا ہے سر بازو ٹانگیں انگلیوں کی ہڈیاں یہ تقریباً چار ماہ میں ڈھانچا بن جاتا ہے شکل وصورت بنجاتی ہے لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ پھر چار ماہ کے بعد ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک اور پیدائش میں۔ اس میں روح پھونکتے ہیں وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ تو کافرو! جو اللہ یہ کام کرسکتا ہے کیا تمہیں وہ دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

خالقین کے لفظ سے معتزلہ کا استدلال:

اس خالقین کے لفظ سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ خالقین جمع کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق اور بھی ہیں، اس سے تو ہمارا مسئلہ ثابت ہو گیا کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے جبکہ اہل حق کہتے ہیں کہ بندہ خالق نہیں ہے کاسب ہے۔

کسب اور خلق میں فرق ہوتا ہے۔ خلق مادہ کا محتاج نہیں اور کسب مادے کا محتاج ہوتا ہے اور خلق میں خالق منفرد ہے وہ اپنے فعل میں دوسرے کا محتاج نہیں اور کاسب منفرد نہیں بلکہ دوسرے کا یعنی اللہ تعالیٰ کا محتاج اپنے فعل میں ہے۔ الْخَالِقِيْنَ کا معنی تفسیروں میں کئی ملیں گے کسی میں ملے گا۔ خَالِقِيْنَ اَیْ مُصَوِّرِيْنَ یعنی اللہ کی خالقیت سے مراد یہ ہے کہ نت نئی طرح طرح کی مختلف شکلیں اور صورتیں بناتا ہے۔ دنیا میں اربوں انسان ہیں ہر ایک کی شکل صورت دوسرے سے جدا ہے۔ تصویریں تو اور بھی بناتے ہیں لیکن حق تعالیٰ احسن تصویریں بنانے والے ہیں کیونکہ وہ اس میں روح بھی ڈالتا ہے۔

مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا بیان:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ پھر بیشک تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ پھر بے شک تم قیامت والے دن اٹھائے جاؤ گے۔ قیامت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو؟ اپنی حقیقت کو دیکھو تم کیا تھے کیا بنے کس نے بنایا اور کیا سے کیا بنایا۔

سات آسمانوں کی تخلیق:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ۔ طَرَآئِقَ، طَرِيْقَةٌ کی جمع ہے بمعنی راستہ۔ معنی ہوگا اور البتہ تحقیق پیدا کیے ہم نے تمہارے اوپر سات راستے اور مراد آسمان ہیں کیونکہ یہ فرشتوں کے راستے ہیں اور ستاروں کے راستے ہیں سورج چاند کے بھی راستے ہیں۔ اب مطلب ہوگا کہ ہم نے پیدا کیے تمہارے اوپر سات آسمان۔ پہلے آسمان کو دیکھو جو ہمیں نظر آتا ہے کہ بغیر ستون بغیر کسی سہارے کے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ جو پروردگار اتنی بلند چیز کو پیدا کر سکتا ہے پھر ایک نہیں

سات آسمان ہیں کیا وہ انسان کے چھوٹے سے وجود کو پیدا نہیں کر سکتا؟ تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کس طرح انکار کرتے ہو؟ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ اور نہیں ہیں ہم مخلوق سے غافل۔ سب کچھ ہم دیکھ رہے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ کیا کرے گا اس کے دل میں کیا کیا آئے گا۔

پانی بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی بارش بِقَدَرٍ اندازے کے ساتھ حکمت کے مطابق فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ پس ہم نے ٹھہرایا اس کو زمین میں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارا پاکستان چھوٹا سا ملک ہے اس ملک میں ایسے علاقے ہیں کہ لوگوں نے تالاب اور حوض بنائے ہوتے ہیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے خود پیتے ہیں جانوروں کو پلاتے ہیں اسی سے کپڑے دھوتے ہیں اور دیگر ضروریات پوری کرتے ہیں۔ فصلیں بھی اسی پانی سے سیراب کرتے ہیں۔ تو فرمایا ہم نے اس کو ٹھہرایا زمین میں وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ اور بیشک ہم اس پانی کے لے جانے پر البتہ قادر ہیں۔ زمین کو حکم دیں سارا پانی جذب کرلے ایک قطرہ پانی کا اوپر نہ رہے ہوا کو حکم دیں کہ سارا پانی اڑا کر لے جائے سورج کو حکم دیں کہ اپنی حرارت سے سارا پانی خشک کردے تو اس وقت تم کیا کر سکتے ہو؟ تو ہم نے پانی کو نازل کیا ہے پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا ہے تاکہ اپنی ضروریات پوری کرو فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ پس ہم نے پیدا کیے تمہارے لیے اس پانی کے ذریعے باغات۔ وہ باغات کس چیز کے ہیں مِّنْ نَّخِيْلٍ کھجوروں کے وَّاَعْنَابٍ اور انگوروں کے ہیں لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ تمہارے لیے ان باغات میں پھل ہیں بہت سارے۔ ہر علاقے میں جدا جدا پھل ہیں وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور ان پھلوں میں سے تم کھاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تم غور نہیں کرتے کہ زمین کس نے پیدا فرمائی بارش کس نے برسائی باغات کھیت کس نے اگائے پھلوں میں لذت کس نے رکھی؟

زیتون بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ اور ہم نے پیدا کیا درخت جو نکلتا ہے طور سینا پہاڑ سے۔ اس پہاڑ کو طور سنین بھی کہتے ہیں طور بھی کہتے ہیں وہاں زیتون کے بڑے بڑے درخت ہوتے ہیں ساتھ پھل لگتا ہے تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ جو تیل اگاتا ہے۔ ہمارے ہاں نہ وہ درخت ہیں اور نہ زیتون کے تیل کو استعمال کرنے کی عادت ہے۔ عرب ممالک میں آج بھی زیتون کا تیل کھانے اور لگانے کے لیے استعمال ہوتا ہے طبی نقطۂ نظر سے انسان کی صحت کے لیے بہ نسبت گھی کے زیادہ مفید ہے وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ اور سالن ہے کھانے والوں کے لیے۔ جیسے ہمارے یہاں دیسی گھی سے لوگ روٹی کھاتے ہیں ایسے عرب علاقوں میں لوگ زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے ہیں۔

بکری، گائے، بھینس، اونٹنی وغیرہ بھی اللہ کی نشانی ہیں:

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً اور بیشک تمہارے لیے مال مویشیوں میں البتہ عبرت ہے نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ

بُطُوۡنِهَا ہم پلاتے ہیں تمہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹوں میں ہے دودھ۔ پیٹ میں گھاس چارا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے دو حصے بن جاتے ہیں ایک حصہ تو بدن کے لیے خون بن جاتا ہے اور دوسرا حصہ جگر کے ذریعے گوبر پیشاب بن جاتا ہے۔ فضلہ اگر خارج نہ ہو تو نہ حیوان تندرست رہتا ہے نہ انسان۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا نظام بنایا ہے۔ جانور نے جو چارہ کھایا وہ خون بنتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ایک حصہ بدن کے کام آتا ہے دوسرا حصہ خون کا دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تم نے سبز چارہ ڈالا اور سفید دودھ نکل آیا۔ سوکھے ٹکڑے اور بھوسا ڈالا جو انسان کھا نہیں سکتا اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ گائے، بکری، بھیڑ، اونٹنی، بھینس وغیرہ نے کھایا تو وہ دودھ بن گیا۔ پھر دیکھو بیل وہی کچھ کھائے بھینسا وہی کچھ کھائے، اونٹ، بکرا، وہی کچھ کھائیں تو دودھ نہیں بنتا گائے، بکری، اونٹنی، بھینس کھائے تو دودھ بنتا ہے یہ کس کی قدرت سے ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ اور تمہارے لیے ان جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں۔ ان کی اون استعمال کرتے ہو بال استعمال کرتے ہو تمہاری مالیت بڑھتی ہے دودھ پیتے ہو لسی استعمال کرتے ہو وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ اور ان جانوروں میں سے کھاتے بھی ہو۔ جس رب نے یہ سب کچھ تمہارے لیے پیدا فرمایا ہے وہی قیامت لائے گا وَعَلَيۡهَا اور ان جانورں پر وَعَلَى الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ اور کشتیوں پر سوار کیے جاتے ہو۔ یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف پس انہوں نے فرمایا اے میری قوم عبادت کرو تم اللہ تعالیٰ کی۔

اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ

نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا، کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں ہو۔ پس کہا جماعت نے جو کافر تھے ان کی قوم

مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتَفَضَّلَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

میں سے نہیں یہ نوح علیہ السلام مگر انسان تمہارے جیسا ارادہ کرتا ہے کہ اپنی فضیلت جتلائے تمہارے اوپر اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ

لَاَنۡزَلَ مَلٰۤـئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۲۴﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ

البتہ نازل کرتا فرشتوں کو نہیں سنی ہم نے یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں میں۔ نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی اس کو جنون ہے پاگل

فَتَرَبَّصُوۡا بِهٖ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾

ہے پس تم انتظار کرو اس کا ایک وقت تک۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب میری مدد کر اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا

پس ہم نے وحی بھیجی نوح علیہ السلام کی طرف یہ کہ آپ کشتی بنائیں ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق پس جب

جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

آئے گا ہمارا حکم اور جوش مارے گا تندور پس سوار کر لینا اس کشتی میں ہر نوع سے دو جوڑے اور اپنے اہل کو مگر وہ کہ جن پر طے

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿27﴾

ہو چکی بات ان میں سے۔ اور مجھ سے بات نہ کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں بیشک وہ غرق کیے جائیں گے۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا

پس جب آپ درست ہو جائیں اور وہ جو آپ کے ساتھ ہیں کشتی پر پس کہنا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں نجات دی

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿28﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿29﴾

ظالم قوم سے۔ اور کہنا اے میرے رب ہمیں اتارنا ایسی جگہ جو برکت والی ہے اور آپ ہی بہترین اتارنے والے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿30﴾

بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں اور بیشک ہم آزمائش میں ڈالنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَفَضَّلَ: وہ برتر ہو جائے، اٰبَآئِنَا: ہمارے آباؤ اجداد، اُنْصُرْنِيْ: تو میری مدد کر، كَذَّبُوْنِ: انہوں نے جھٹلایا مجھے، فَاسْلُكْ: (پس) تو داخل کر، اِسْتَوَيْتَ: تو برابر ہو جائے، اَنْزِلْنِيْ: مجھے اتار، مُنْزَلًا: اُتارنا، لَمُبْتَلِيْنَ: آزمانے والے۔

ربط:

تفسیر کبیر اور تفسیر ابوالسعود وغیرہ میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ پہلے توحید کا مسئلہ بیان کیا گیا تھا اب رسالت کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے۔

توجیسا توحید کا مسئلہ اہم ہے، ایسا ہی رسالت کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ پھر ان پیغمبروں نے سب سے پہلے توحید کا مسئلہ بیان کیا ہے "يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ" یعنی اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو جو ہم سب کا معبود اور الٰہ ہے۔ ہمارے استاد محترم حضرت حسین علی رحمۃ اللہ علیہ آسان ربط یہ بیان فرماتے کہ پہلے چونکہ کشتی کا ذکر تھا اب آگے کشتی والے پیغمبر کا ذکر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔ نوح علیہ السلام نے تبلیغ

شروع کی فَقَالَ پس نوح علیہ السلام نے فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم کفر شرک سے بچتے نہیں ہو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے نہیں ہو فَقَالَ الْمَلَؤُا پس کہا جماعت نے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ وہ جماعت جو کافر تھی ان کی قوم میں سے۔ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہیں نوح علیہ السلام مگر بشر انسان تمہارے جیسا۔ بشر ہو کر نبی کیسے بن گیا ؟يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ اس کو کوئی فضیلت ہم پر حاصل نہیں زبردستی اپنی بڑائی ہم سے منوانا چاہتا ہے۔

قوم کا حضرت نوح علیہ السلام کا مذاق اڑانا:

یہ پہلی قوم تھی جس نے شرک کیا اور وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ پیغمبر بھیجنے ہیں تو لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً البتہ نازل کرتا فرشتوں کو۔ نوری مخلوق کو پیغمبر بنا کر بھیجتا۔ پیغمبر تو نوری ہونا چاہیے تھا یہ بشر ہو کر نبی کیسے بن گئے مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا نہیں سنی ہم نے یہ بات۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہے فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ اپنے پہلے باپ دادوں میں جو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت کرتے تھے۔ ہم نے ان سے نہیں سنا کہ معبود ایک ہی ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی بِهٖ جِنَّةٌ اس کو جنون ہے پاگل ہے معاذ اللہ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ پس تم انتظار کرو اس کا حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک۔ یہ پاگل خود ہی مرجائے گا۔ ساڑھے نو سو سال حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اور صرف ستر اشخاص ایمان لائے تب حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔

قَالَ نوح علیہ السلام نے کہا رَبِّ انْصُرْنِيْ اے میرے رب میری مدد کر بِمَا كَذَّبُوْنِ اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ پس ہم نے وحی بھیجی نوح علیہ السلام کی طرف اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا یہ کہ بناؤ تم کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری نگرانی میں وَوَحْيِنَا اور ہماری وحی کے مطابق ہماری ہدایت کے مطابق۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں بیٹھنے والوں کی تفصیل بتانا:

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا پس جب آئے گا ہمارا حکم وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور جوش مارے گا تندور۔ یہ علامت ہوگی ہمارے عذاب کے ابتداء کی کہ تمہارے گھر والے تندور سے پانی جوش کے ساتھ باہر نکلنا شروع ہوجائے گا تو آپ اپنی تیاری کرلیں فَاسْلُكْ فِيْهَا پس سوار کرلیں اس کشتی میں مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ہر نوع سے دو جانور نر مادہ بیل گائے گدھا گدھی بلا بلی کتا کتیا خنزیر خنزیرنی وَاَهْلَكَ اور اپنے گھر کے افراد کو اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ مگر وہ جن پر ہماری بات طے ہوچکی ہے ان میں سے کہ کتا اور خنزیر بیٹھ سکتے ہیں مگر مشرک بیٹا اور بیوی نہیں بیٹھ سکتے وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور نہ مخاطب ہونا میرے ساتھ بات نہ کرنا ان لوگوں کے متعلق جو ظالم ہیں اِنَّهُمْ

مُّغْرَقُوْنَ بیشک وہ غرق کیے جائیں گے۔ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ پس جب آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ اور وہ جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ پھر کہنا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم سے۔

وَقُلْ اور آپ کہہ دیں رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا اے میرے رب مجھے اتارنا ایسی جگہ پر جو برکت والی ہے وہ علاقہ زرخیز ہو وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اور آپ ہی بہترین اتارنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک قوم نوح کے قصہ میں کئی نشانیاں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا صبر اور حوصلہ دیکھو ان کے مقابلے میں جو لوگ تھے ان کی عقل ان کی شرارت اور گستاخی دیکھو بدزبانی بے لحاظی دیکھو پھر انجام دیکھو پھر اہل ایمان کا نجات پا جانا دیکھو ان کی نجات اور ان کفار، مشرکین اور اللہ کے باغیوں کا غرق ہونا دیکھو اس میں کئی نشانیاں ہیں وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ اور بیشک البتہ ہم امتحان میں ڈالنے والے ہیں۔ ہم نے قوم نوح علیہ السلام کا بھی امتحان لیا اور اب مکہ والوں کا بھی امتحان لیا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿31﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا

پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری جماعتیں۔ پس بھیجا ہم نے ان کے اندر ایک رسول ان میں سے یہ کہ عبادت کرو

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿32﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ع ۲

اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا کیا پس تم بچتے نہیں ہو۔ اور کہا جماعت نے ان کی قوم سے جو کافر

وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ

تھے اور انہوں نے جھٹلایا آخرت کی ملاقات کو اور ہم نے ان کو آسودگی دی دنیا کی زندگی میں نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا

يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿33﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ

کھاتا ہے وہ چیزیں جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے ان چیزوں کو جو تم پیتے ہو اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے جیسے انسان کی

اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿34﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

بیشک تم البتہ اس وقت نقصان اٹھانے والے ہو گے۔ کیا ڈراتا ہے تمہیں بیشک تم جب مر جاؤ گے اور ہو جاؤ گے تم مٹی اور ہڈیاں

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿35﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿36﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

بیشک تم نکالے جاؤ گے۔ بعید ہے یہ بعید ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے۔ نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿37﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ نہیں ہے یہ مگر ایک مرد اس نے افتراء باندھا ہے اللہ تعالیٰ

كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿38﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

پر جھوٹ کا اور نہیں ہیں ہم اس پر ایمان لانے والے۔ فرمایا پیغمبر نے اے میرے ربّ میری مدد فرما اس لیے کہ لوگوں نے

كَذَّبُوْنِ ﴿39﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿40﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

میری تکذیب کی ہے۔ پروردگار نے فرمایا تھوڑے سے وقت کے بعد البتہ ضرور ہو جائیں گے پشیمان۔ پس پکڑا ان کو ایک چیخ

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿41﴾

نے حق کے ساتھ پس کر دیا ہم نے ان کو خس و خاشاک پس دوری ہے اس قوم کے لیے جو ظالم تھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتْرَفْنٰهُمْ: ہم نے انہیں خوش حالی دی تھی، يَشْرَبُ: وہ پیتا ہے، تَشْرَبُوْنَ: تم پیتے ہو، اَطَعْتُمْ: تم نے اطاعت کی، مِتُّمْ: (جب) تم مرجاؤ گے، مُخْرَجُوْنَ: نکالے جانے والے، هَيْهَاتَ: بہت ہی بعید ہے، نَمُوْتُ: ہم مرتے ہیں، نَحْيَا: ہم زندہ ہوتے ہیں، لَيُصْبِحُنَّ: وہ ضرور ہوں گے، غُثَآءً: جھاگ۔

ربط:

اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا حال بیان ہوا۔ اب حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ ان آیات میں ویسے نہ تو پیغمبر کا نام ہے اور نہ ہی قوم کا۔ لیکن قرینے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر:

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ پھر پیدا کیں ہم نے قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کے بعد قَرْنًا اٰخَرِيْنَ دوسری جماعتیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد قوم عاد آئی جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا پس بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول مِّنْهُمْ ان میں سے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کو سبق دو اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی معبود نہ کوئی مسجود نہ کوئی حاجت روا نہ کوئی مشکل کشا نہ کوئی فریاد رس نہ کوئی دستگیر اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم بچتے نہیں کفر شرک سے اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے وَقَالَ الْمَلَاُ اور کہا جماعت نے مِنْ قَوْمِهٖ ہود علیہ السلام

کی قوم میں سے اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو کافر تھے وَکَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلایا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ آخرت کی ملاقات کو کہ آخرت نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے وَاَتْرَفْنٰھُمْ ترفہ کے معنی ہیں آسودگی۔ معنی ہوگا اور ہم نے ان کو آسودگی دی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں مال دیا اولاد دی زمین دی چشمے باغات دیئے جانور دیئے اس زمانے کے لحاظ سے جو بھی تھا اللہ تعالیٰ نے دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پر ایمان لے آتے اور اطاعت کرتے۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی مخالفت کی اور کہا مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نہیں ہے یہ ہود علیہ السلام مگر انسان تمہارے جیسا۔ بشر ہوتے ہوئے نبی کیسے بن گیا؟ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ مِنْہُ کھاتا ہے وہ چیزیں جو تم کھاتے ہو وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ اور پیتا ہے وہ جو تم پیتے ہو۔ تو کھانے پینے والا بشر نبی کیسے بن گیا؟ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے جیسے انسان کی اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ بیشک تم اس وقت نقصان اٹھانے والے ہوگے۔ دینی لحاظ سے بھی کہ تم نے اپنا مسلک چھوڑا۔ تمہارا مسلک یہ ہے کہ پیغمبر انسان نہیں فرشتہ ہونا چاہیے۔

نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتہ اتارتا نوری مخلوق بھیج دیتا یہ بشر کس طرح نبی بن گیا؟ اور اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو دھمکی دی ہو کہ اگر تم نے بشر کی اطاعت کی تو ہم تمہارے ساتھ نمٹ لیں گے نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر یہ پیغمبر بڑی عجیب بات کہتا ہے۔

قوم عاد کا مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا انکار:

اَیَعِدُکُمْ کیا ڈراتا ہے تمہیں۔ کیا یہ تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہے اَنَّکُمْ بیشک تم اِذَا مِتُّمْ جب مر جاؤ گے وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ بیشک تم نکالے جاؤ گے قبروں سے۔ قیامت آئے گی ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ بڑی دوری ہے بڑی دوری ہے لِمَا تُوْعَدُوْنَ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے۔ بڑی دور کی بات ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ خاک ہو جاؤ بوسیدہ ہڈیاں ہو جاؤ پھر تمہیں دوبارہ قبروں سے نکالا جائے قیامت برپا ہو جائے یہ بات بالکل سمجھ سے بالاتر ہے جھوٹ ہے اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی آگے کچھ نہیں ہے بس اسی دنیا میں نَمُوْتُ وَنَحْیَا مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ کوئی قبر حشر نہیں ہے اور صاف لفظوں میں کہا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے قبروں سے۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا رَجُلُ ن افْتَرٰی نہیں ہے یہ شخص مگر اس نے افترا باندھا ہے عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا یہ بالکل جھوٹ ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وَمَا نَحْنُ لَہٗ بِمُؤْمِنِیْنَ اور ہم نہیں ہیں ان پر ایمان لانے والے۔ اب حضرت ہود علیہ السلام نے ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی۔

قوم عاد کی تباہی:

قَالَ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ اے میرے رب میری مدد فرما اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَمَّا قَلِيْلٍ تھوڑے سے وقت کے بعد لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ البتہ ضرور ہو جائیں گے یہ پشیمان۔ جب عذاب آئے گا تو یہ اپنے کیے پر شرمندہ ہونگے واویلا کریں گے لیکن اس وقت اس واویلے کا فائدہ نہیں ہوگا۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ پس پکڑا ان کو ایک چیخ نے حق کے ساتھ۔ یہ بڑے بڑے قد آور تھے تند و تیز ہوا نے ان کو اٹھا اٹھا کر میلوں دور پھینک دیا۔ سورۃ حاقہ میں ہے كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کا ایک شخص بھی نہ بچا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً پس ہم نے کر دیا ان کو خس و خاشاک۔ جیسے تنکے وغیرہ کہ جن کو سیلاب بہا کرلے جاتا ہے فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ پس دوری ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ظالم قوم کے لیے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿42﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری جماعتیں۔ نہیں آگے ہوئی کوئی امت اپنی اجل اور میعاد سے اور نہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿43﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ

پیچھے ہوئی ہے۔ پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول لگاتار جب کبھی آیا کسی امت کے پاس ان کا رسول انہوں نے اس کو جھٹلا دیا

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿44﴾

پس ہم نے پیچھے لگایا ان کے بعض کو بعض کے اور ہم نے کیا ان کو قصے کہانیاں۔ پس دوری ہے اس قوم کے لیے جو ایمان نہیں لاتی

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿45﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ

پھر ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور کھلی سند کے ساتھ۔ فرعون کی طرف اور اس

وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿46﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ

کی جماعت کی طرف پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ قوم سرکشی کرنے والی تھی۔ پس انہوں نے کہا کیا ہم ایمان لائیں دو انسانوں

مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿47﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿48﴾

پر جو ہمارے جیسے ہیں اور ان کی قوم ہمارے غلام ہیں۔ پس انہوں نے جھٹلایا ان دونوں کو پس ہو گئے وہ ہلاک کیے ہوؤں میں سے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿49﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے علیہما السلام کو اور ان کی ماں کو

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿50﴾

اور ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا اونچی جگہ کی طرف جو ٹھہرنے والی جگہ تھی اور ستھرے پانی والی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قُرُوْنًا: قومیں، تَتْرَا: یکے بعد دیگرے، رَسُوْلُهَا: اس امت کا رسول، فَاَتْبَعْنَا: (پھر) ہم نے پیچھے لگا دیا، عَالِيْنَ: متکبر لوگ، لِبَشَرَيْنِ: دو آدمیوں پر، قَوْمُهُمَا: ان دونوں کی قوم، فَكَذَّبُوْهُمَا: پھر انہوں نے دونوں کو جھٹلایا، اَلْمُهْلَكِيْنَ: ہلاک کیے ہوئے، اٰوَيْنٰهُمَآ: ہم نے پناہ دی ان دونوں کو، مَعِيْنٍ: ستھرے پانی والی۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام کی قوموں کے حالات بیان ہوئے۔ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر نافرمان قوم نے اللہ کی وحدانیت کو جھٹلایا، رسولوں کے بشر ہونے پر اعتراض کیا اور جھٹلایا اور قیامت کے وقوع پزیر ہونے کا انکار کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا۔ اب موجودہ آیات میں بھی یہی حال دیگر قوموں کا بھی بتلایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مختلف قوموں کا ایک ہی رویہ اپنے رسولوں کے ساتھ تھا:

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ پھر ہم نے پیدا کیں ہود علیہ السلام کی قوم کے بعد قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ دوسری جماعتیں۔ صالح علیہ السلام کی قوم لوط علیہ السلام کی قوم شعیب علیہ السلام کی قوم اور تبع وغیرہ جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ فرمایا مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا نہیں آگے ہوئی کوئی امت اپنی میعاد سے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ فلاں قوم فلاں وقت تباہ ہوگی وہ اس سے پہلے تباہ نہیں ہوئی وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ پیچھے ہوئی ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے اس کی تباہی کا لکھا تھا اسی وقت ہوئی اس سے موخر نہیں ہوئی ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول لگاتار۔ تَتْرَا اصل میں وَتْرَا ہے۔ وتر کے معنی ہیں لگاتار۔ اسی تترا کے لفظ سے متواتر ہے۔ واؤ کو تا کے ساتھ بدل دیا۔ معنیٰ ہوگا ہم نے تسلسل کیساتھ پیغمبر بھیجے اور بیک وقت بھی کئی پیغمبر تشریف لائے ہیں۔ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا جب بھی آیا کسی امت کے پاس ان کا رسول كَذَّبُوْهُ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جھٹلایا ایسی بد بخت قومیں بھی تھیں کہ ایک آدمی نے بھی پیغمبر کا ساتھ نہیں دیا۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے پیغمبر بھی آئیں گے کہ ان کے ساتھ پانچ امتی ہونگے اور ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ چار آدمی ہونگے ایسے پیغمبر بھی ہوں گے جن کے ساتھ تین امتی ہوں گے اور ایسے بھی ہونگے جن کے ساتھ دو امتی ہونگے اور ایسے پیغمبر بھی ہونگے وَيَجِيْءُ النَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ، اکیلے پیغمبر آئیں گے ان کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوگا۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ ایمان لانا اور توحید قبول کرنا کتنا مشکل ہے۔

لوگوں کی رسمیں خرافات اور خانہ ساز عقائد ہیں کہ ان سے نکلنا مشکل ہے فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا پس ہم نے پیچھے لگایا ان کے بعض کو بعض کے۔ ایک مجرم قوم کے پیچھے دوسری قوم کو لگا دیا یعنی ایک قوم کو تباہ کیا پھر دوسری قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا پھر تیسری قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا پھر چوتھی قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ اور بنا دیا ہم نے ان قوموں کو قصے کہانیاں۔ کہ قصے کہانیوں کی طرح ان کا ذکر رہ گیا۔ اور باقی ان کا کوئی نام ونشان نہ رہا فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہوئی اس قوم کے لیے جو ایمان نہیں لائی۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا تذکرہ:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا پھر ہم نے بھیجا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو۔ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے مگر درجہ موسیٰ علیہ السلام کا بڑا تھا بِاٰيٰتِنَا ہم نے اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ قرآن پاک میں نو نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک عصا مبارک تھا کہ لاٹھی پھینکتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدھا بن جاتا تھا۔ ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تھے تو سورج کی طرح چمکتا تھا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور کھلی سند جس کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں پر غلبہ حاصل کیا تھا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بھیجا ہم نے فرعون اور اس کی جماعت کی طرف فَاسْتَكْبَرُوْا پس انہوں نے تکبر کیا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ اور تھی وہ قوم سرکشی کرنے والی فَقَالُوْٓا پس فرعون اور اس کی جماعت نے کہا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا کیا ہم ایمان لائیں دو انسانوں پر جو ہمارے جیسے ہیں وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ اور ان کی قوم بنی اسرائیل ہماری غلام ہے یہ غلام ہو کر دونوں نبی بن گئے۔ کیونکہ فرعونیوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ہوا تھا فَكَذَّبُوْهُمَا پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ پس ہو گئے وہ فرعون اور اس کی جماعت ہلاک کیے ہوؤں میں سے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات دی لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تاکہ وہ (بنی اسرائیل اس کتاب یعنی تورات سے) ہدایت حاصل کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام نشانی:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً اور بنایا ہم نے مریم (علیہا السلام) کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی والدہ کو نشانی۔ نشانی یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور مریم (علیہا السلام) کو بغیر خاوند کے بچہ دیا حالانکہ عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا ہے کہ ماں باپ کے ذریعے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ اور ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا اونچی جگہ کی طرف ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ وہ اونچی جگہ ٹھہرنے والی جگہ تھی اور ستھرے پانی والی۔ ٹھنڈی جگہ تھی کیونکہ وہ جگہ یعنی بیت المقدس سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿51﴾ وَاِنَّ

اے رسولو کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو اچھے بیشک میں جو کچھ تم کرتے ہو جاننے والا ہوں۔ اور بیشک

هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿52﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔ پھر پھوٹ ڈال کر کرلیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے

زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿53﴾ فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿54﴾

ٹکڑے ہر گروہ جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں۔ پس چھوڑ دیں ان کو ان کی بے ہوشی میں ایک وقت تک

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿55﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى

کیا وہ گمان کرتے ہیں بیشک یہ جو کچھ ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال سے اور اولاد سے۔ ہم ان کے لیے جلدی کرتے ہیں

الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿56﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿57﴾

بھلائیوں میں بلکہ وہ شعور نہیں رکھتے۔ بیشک وہ لوگ وہ اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿58﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿59﴾ وَالَّذِيْنَ

اور وہ لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ اور وہ لوگ

يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿60﴾

دیتے ہیں جو چیز وہ دیتے ہیں اور دل ان کے ڈرنے والے ہیں۔ بیشک وہ اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿61﴾ وَلَا نُكَلِّفُ

یہی لوگ ہیں جو جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ اس کے لیے آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اور ہم نہیں تکلیف دیتے

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿62﴾

کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اور ہمارے پاس کتاب ہے جو بولتی ہے حق کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زُبُرًا: الگ الگ ٹکڑے، غَمْرَتِهِمْ: ان کی غفلت، نُمِدُّهُمْ: ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں، نُسَارِعُ: ہم جلدی کرتے ہیں، وَجِلَةٌ: خوفزدہ، يَنْطِقُ: وہ (کتاب) بولتی ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا تذکرہ کیا گیا۔ اب یہاں حکم

فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے ان پیغمبروں کو اپنے اپنے وقت میں یہ حکم دیا کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو۔ گویا اس طرح امتوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ پاکیزہ، طیب اور حلال چیزیں کھاؤ گے تو اعمال صالح کرنے میں آسانی ہوگی۔

تفسیری نکات: حلال چیزیں کھاؤ گے تو اللہ کے احکامات پر عمل بھی کرو گے:

یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو اچھے۔ تمام پیغمبروں کے دین میں یہی ایک ہی حکم رہا ہے۔ حلال کھانا حلال طریقے سے کما کر اور یہی حکم تمام مومنوں کو ہے۔ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ بیشک میں جو کچھ تم کرتے ہو جاننے والا ہوں۔ یعنی یہ بات تمہیں ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمام کھلے اور چھپے احوال سے باخبر ہے اسی کے مطابق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔ اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین وملت ایک اور سب کا معبود بھی ایک ہے جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ فرمایا وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو میری نافرمانی سے بچتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں کو یہی حکم دیا اپنے اپنے دور میں مگر بعد میں آنے والے لوگوں کی حالت یہ ہوئی فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا پھر پھوٹ ڈال کر کرلیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے۔ دین کے بنیادی عقائد کو ترک کر دیا عقائد خراب کر لیے اور اپنی خواہشات کے مطابق عقیدے بنا لیے گروہ بندی کر دی کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہر گروہ جو ان کے پاس ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں کہ وہ ٹھیک راستے پر چل رہے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔ فَذَرْھُمْ فِیْ غَمْرَتِھِمْ حَتّٰی حِیْنٍ پس چھوڑ دیں ان کو ان کی بے ہوشی میں ایک وقت تک۔ ان لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ ہدایات میں رخنے ڈال کر الگ الگ فرقے بنا لیے ہیں اور ہر فرقہ اپنے ہی عقائد وخیالات پر ڈٹا ہوا ہے اور کسی طرح اپنے غلط عقائد اور نظریات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کی مال واولاد کی صورت میں جو مدد کر رہے ہیں نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ہم ان کے لیے جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں۔ جب نافرمانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی کو مال واولاد میں برکت دیتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے حالانکہ یہ اس کی خام خیالی ہے بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ بلکہ ان کو تو شعور بھی نہیں ہے کہ یہ مہلت ہمیں کس وجہ سے مل رہی ہے۔

نیک لوگوں کی صفات:

اِنَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو جائے جس کی وجہ سے گرفت ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرتے بلکہ ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ اور وہ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ

معجزات کو مانتے ہیں قدرت کی نشانیوں کو مانتے ہیں تکوینی اور شرعی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں احکامات کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ برحق ہیں اور انہی کے اتباع میں زندگی گزارتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ وہ اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک بناتے ہیں اور نہ صفات میں نہ عبادت میں کسی کو شریک بناتے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا حاجت روا فریادرس نہیں ہے نہ کوئی دستگیر ہے۔ خالص ایمان اور توحید پر قائم ہیں وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا اور وہ لوگ دیتے ہیں جو چیز وہ دیتے ہیں۔ صدقہ خیرات کرتے ہیں کوئی بھی نیک عمل کرتے ہیں وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اور دل ان کے ڈرنے والے ہیں کہ معلوم نہیں ہمارا صدقہ خیرات اور نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوا ہے یا نہیں؟ وہ اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ بیشک وہ اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ یہی لوگ ہیں جو جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں۔ ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اور وہ اس کے لیے آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات اپنے بندوں کو دیئے ہیں وہ ایسے مشکل نہیں ہیں جو انسانی طاقت سے باہر ہوں اور انسان ان کو کر نہ سکے۔ لیکن اس کے باوجود اگر لاپروائی کرو گے بدعملی کا مظاہرہ کرو گے تو اس کا انجام خطرناک ہوگا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ ہمارے پاس کتاب ہے ایک نوشتہ ہے جو بولتی ہے حق کے ساتھ۔ جسے جزاء عمل کے وقت سامنے رکھ دیا جائے گا اور ہر شخص سے کہا جائے۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (بنی اسرائیل) اپنا اعمال نامہ پڑھ کافی ہے تیرا نفس آج کے دن محاسبہ کرنے والا تیرے اوپر۔ قیامت والے دن جزا سزا کا فیصلہ ہر آدمی کے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا کہ گناہ تھوڑا ہو اور سزا زیادہ دی جائے یا نیکی زیادہ ہو اور بدلہ تھوڑا دیا جائے ایسا نہیں ہوگا۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿63﴾

بلکہ ان کے دل غفلت میں ہیں اس چیز سے اور ان کے لیے عمل ہیں اس کے سوا جن کو وہ کرتے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿64﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ

یہاں تک کہ جب ہم پکڑتے ہیں ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں اچانک وہ گڑگڑاتے ہیں۔ مت چلاؤ تم آج

اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿65﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

کے دن، بیشک تم ہمارے عذاب سے مدد نہیں کیے جاؤ گے۔ تحقیق ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تم پر پس تم ایڑیوں کے بل

تَنْكِصُوْنَ ﴿66﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿67﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

الٹے پھرتے تھے۔ تکبر کرتے ہوئے، اس کی وجہ سے قصہ گوئی کرنے والے چھوڑتے تھے۔ کیا پس انہوں نے غور نہیں کیا اس

اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ

بات میں یا آئی ان کے پاس وہ بات جو نہیں آئی ان کے پہلے آباء واجداد کے پاس۔ یا انہوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو

فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

پس وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں اس کو جنون ہے، بلکہ وہ لایا ہے ان کے پاس حق اور ان کے اکثر حق کو ناپسند

كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

کرتے ہیں۔ اور اگر حق پیروی کرے ان کی خواہشات کی البتہ بگڑ جائیں آسمان اور زمین اور جو مخلوق ان میں ہے

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ ۭ اَمْ تَسْـَٔـلُهُمْ

بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو ان کا ذکر اور نصیحت، پس وہ اپنی نصیحت سے اعراض کرتے ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کرتے ہیں

خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

چندے کا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا ثواب بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دعوت

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾

دیتے ہیں سیدھے راستے کی طرف۔ اور بیشک وہ لوگ نہیں ایمان لاتے آخرت پر، راستے سے البتہ اعراض کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غَمْرَةٍ: غفلت، اَعْمَالٌ: اعمال، مُتْرَفِيْهِمْ: ان کے خوش حال لوگ، يَجْـَٔرُوْنَ: وہ چلائیں گے، لَا تَجْـَٔرُوا: تم نہ چلاؤ، تَنْكِصُوْنَ: تم پھر جاتے ہو، سٰمِرًا: قصہ گو، تَهْجُرُوْنَ: تم بیہودہ باتیں کرتے ہو، اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا: کیا پس انہوں نے غور نہیں کیا، لَمْ يَعْرِفُوْا: انہوں نے نہیں پہچانا، اَتَيْنٰهُمْ (ب): ہم نے ان کے پاس بھیجی، بِذِكْرِهِمْ: ان کی نصیحت، فَخَرَاجُ: (پس) مال، لَنٰكِبُوْنَ: یقیناً انحراف کرنے والے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات کا ذکر فرمایا۔ اب ان آیات میں کافروں، سرکشوں اور نافرمانوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: کافروں اور سرکشوں کے اعمال اور ان کو ملنے والی سزا:

بَلْ قُلُوْبُهُمْ بلکہ دل ان مجرموں کے فِيْ غَمْرَةٍ غفلت میں ہیں مِّنْ هٰذَا مومنوں کے اعمال سے جو وہ کرتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور دیگر نیک اعمال وغیرہ جن کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ ظالموں اور نافرمانوں کے دل ان چیزوں سے بالکل غافل ہیں وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ اور ان ظالموں کے عمل ہیں ان کے علاوہ۔ جو مومن کرتے ہیں جن کا ذکر سورت کے شروع میں بھی ہوا اور اس کے بعد بھی ہوا ہے ظالموں کے اعمال ان کے علاوہ ہیں هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ جن کو وہ کرتے ہیں۔ شرک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں نیکی کے کاموں میں سبقت نہیں کرتے حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ یہاں تک کہ جب ہم پکڑتے ہیں ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو جو مالدار اور اقتدار والے ہیں بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ۔ جئر کا لفظی معنی ہے گائے یا بچھڑے کا آواز کو بلند کرنا۔ معنی ہوگا یہ اچانک آوازیں نکالتے ہیں گڑگڑاتے ہیں فریادیں کرتے ہیں کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ آج آوازیں نہ نکالو، مت چلاؤ آج واویلا کرنے کا کیا فائدہ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ بیشک تم ہمارے عذاب سے مدد نہیں کیے جاؤ گے۔ ہماری گرفت سے تمہیں کوئی نہیں بچائے گا آج تمہاری مدد کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ تحقیق ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تم پر تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی تھیں فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ پس تم ایڑیوں کے بل الٹے پھرتے ہو۔ قرآن نہیں سنتے تھے واپس پلٹ جاتے تھے۔ اسلام کی بڑی عبادتوں میں سے قرآن کریم کا پڑھنا اور سمجھنا ہے اور اس کے مطابق عقیدہ بنانا اور عمل کرنا یہ بہت بڑی نیکیاں ہیں۔

قرآن سے کافر اعراض کرتے تھے:

مُسْتَكْبِرِيْنَ تکبر کرتے ہوئے ایمان سے اور حق کی باتوں سے گریز کرتے تھے بِهٖ سٰمِرًا اس کی وجہ سے قصہ گوئی کرنے والے۔ حرم کے اندر قصہ گوئیاں کرتے تھے تَهْجُرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو چھوڑتے تھے ایمان کو چھوڑتے تھے حق کو چھوڑتے تھے اس لیے آج تمہارا یہ حشر ہے اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کیا پس انہوں نے غور نہیں کیا اس بات میں۔ قرآن پاک پر غور نہیں کیا اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کیا کہتے تھے:

اَمْ جَآءَهُمْ یا آئی ان کے پاس مَّا وہ چیز لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ جو نہیں آئی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس۔ عربوں کی طرف ابراہیم علیہ السلام بھیجے گئے پھر اسماعیل علیہ السلام بھیجے گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ان کی طرف کوئی پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ پس وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت باسعادت کے بعد چالیس سال ان لوگوں میں رہے تمام مرد عورتیں بچے جوان بوڑھے غلام آزاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کے قائل تھے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ کیا یہ کہتے ہیں کہ ان کو جنون ہے پاگل

ہیں۔کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ معاذ اللہ تعالیٰ کہ یہ پاگل ہیں۔ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ بلکہ وہ ان کے پاس حق لائے ہیں وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ اور ان کے اکثر حق کو پسند نہیں کرتے۔حق بات سے گریز کرتے ہیں وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ اور اگر حق پیروی کرے ان کی خواہشات کی کہ حق ان کی مرضی کے مطابق ہو جائے لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ البتہ بگڑ جائیں آسمان اور زمین۔ زمین آسمان خراب ہو جائیں وَمَنْ فِيْهِنَّ اور جو مخلوق آسمان زمین میں ہے سب ختم ہو جائے۔مطلب یہ ہے کہ حق کی برکت سے زمین آسمان کا نظام قائم ہے اگر حق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس نظام کا باقی رکھنا منظور نہیں ہے۔ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو ان کا ذکر یعنی قرآن پاک کی شکل میں نصیحت دی ہے فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ پس وہ اپنی نصیحت کی کتاب سے اعراض کرتے ہیں۔قرآن پاک کا نام قرآن بھی ہے فرقان بھی ہے اور ذکر بھی ہے۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وظیفہ مانگتے ہیں چندہ مانگتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے جو وظیفہ ہے نذرانہ ہے ثواب ہے جو اجر ملے گا وہ بہتر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کچھ بھی نہیں مانگتے وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ تمام رزق دینے والوں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔باقی تو سب مجازی رزاق ہیں کہ یہی کر سکتے ہیں کہ رزق کما کر دے دیں دانہ تو ایک بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دعوت دیتے ہیں اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف جو اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اس کو قبول کریں وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ وہ سیدھے راستے سے اعراض کرتے ہیں۔سیدھے راستے کو قبول کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿75﴾

اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ہم دور کر دیں وہ چیز جو ان کو ہے تکلیف البتہ وہ اصرار کریں اپنی سرکشی میں سرگرداں پھریں گے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿76﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا

اور البتہ تحقیق ہم نے پکڑا ان کو عذاب میں پس وہ نہ دبے اپنے رب کے سامنے اور نہ وہ گڑگڑائے۔یہاں تک کہ جب ہم نے

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿77﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ

کھول دیا ان پر دروازہ سخت عذاب والا اچانک وہ اس میں ناامید ہو گئے۔اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بنائے

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿78﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بہت تھوڑا ہے جو تم شکر ادا کرتے ہو۔اور وہ وہی ذات ہے جس نے پھیلایا تمہیں زمین

وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿79﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَلَهُ اخۡتِلَافُ

میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے اور اسی کے حکم سے بدلتا ہے

الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿80﴾ بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿81﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا

رات اور دن کیا پس تم سمجھتے نہیں۔ بلکہ کہا انہوں نے جیسے پہلوں نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا کیا جب ہم مرجائیں گے

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿82﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ

اور ہم ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا بیشک ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا ہمارے ساتھ اور ہمارے

وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿83﴾ قُلۡ لِّمَنِ الۡاَرۡضُ

باپ دادا کے ساتھ اس کا اس سے پہلے، نہیں ہے یہ مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ آپ ﷺ فرما دیں کس کے لیے ہے زمین

وَمَنۡ فِيۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿84﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ‌ؕ قُلۡ اَفَلَا

اور جو مخلوق اس زمین میں ہے اگر ہو تم جانتے۔ بتاکید وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے آپ ﷺ کہہ دیں کیا پس تم نصیحت

تَذَكَّرُوۡنَ ﴿85﴾ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿86﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ

حاصل نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کہہ دیں کون ہے رب سات آسمانوں کا اور مالک عرش عظیم کا۔ بتاکید وہ کہیں گے

لِلّٰهِ‌ؕ قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿87﴾

اللہ تعالیٰ ہی ہے آپ ﷺ فرما دیں کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَحِمۡنٰهُمۡ: ہم نے ان پر مہربانی کی، لَلَجُّوۡا: البتہ وہ اڑے رہتے، ذَرَاَكُمۡ: اس نے پھیلایا تمہیں، مِتۡنَا: (جب) ہم مرجائیں گے، وُعِدۡنَا: ہم سے وعدہ کیا گیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے کفار عرب کو اور بالخصوص مکہ والوں کو مخاطب کر کے ان کے اعمال بد کا تذکرہ ان کے سامنے کیا جا رہا ہے۔ اب بھی انہی کے کفریہ اور شرکیہ عقائد کی نفی، تردید اور مذمت کی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: کفار اللہ تعالیٰ کے انعامات کے باوجود سرکشی پر ڈٹے ہوئے ہیں:

وَلَوۡ رَحِمۡنٰهُمۡ اور اگر ہم ان لوگوں پر اپنی رحمت نازل کریں مال دیں اولاد دیں عزت دیں۔ جو بھی دنیا کی

ضرورت کی چیزیں ہیں وَكَشَفۡنَا مَا بِهِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ اور دور کر دیں جو ان کو تکلیف ہے۔ ذہنی ہے مالی ہے بدنی ہے یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی لَّلَجُّوۡا البتہ وہ اصرار کریں گے ڈٹے رہیں گے فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ اپنی سرکشی میں يَعۡمَهُوۡنَ سرگرداں پھریں گے۔ معاف کرنا اس آیت پر غور کرو تو ہم بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں اللہ کی نعمتوں کا ہمارے اوپر بے پناہ نزول ہے اور ہم ناشکری اور اس کی نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو پکڑا عذاب میں ان کو سزا دی فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ پس نہ دبے اور جھکے اپنے رب کے سامنے وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ اور نہ وہ گڑگڑائے عاجزی اور زاری نہ کی۔

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ یہاں تک کہ کھولا ہم نے ان پر بَابًا دروازہ ذَا عَذَابٍ شَدِيۡدٍ سخت عذاب والا اِذَا هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ اچانک وہ ناامید ہو گئے۔ یہ اشارہ ہے غزوہ بدر کی جانب کہ جب کفار مکہ طاقت نافرمانی اور کفر میں چُور اور مست میدان بدر میں آئے تو باوجود زیادہ طاقتور، اسلحے اور افرادی قوت کے مسلمانوں سے بُری طرح شکست کھائی اور ان کی طاقت ملیامیٹ ہو گئی اور مکہ کے ہر گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

اللہ تعالیٰ کا اپنی عطاء کردہ بے شمار نعمتوں میں سے کچھ کا ذکر:

وَهُوَ الَّذِىۡۤ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَنۡشَاَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ جس نے بنائے تمہارے لیے کان آنکھیں اور دل۔ کان کی قدر بہرے سے پوچھو آنکھ کی قدر اندھے سے پوچھو۔ دل کی قدر پاگل سے پوچھو شکل بڑی عمدہ لیکن بات کرنے کا ڈھنگ نہیں۔ صرف دل کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری نعمتیں مفت میں عطا فرمائی ہیں قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ بہت تھوڑا ہے جو تم شکر ادا کرتے ہو۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان اعضاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دل میں جگہ دیتے۔ کانوں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنتے آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھتے مگر تم نے ان چیزوں کو غلط استعمال کیا وَهُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پھیلایا تمہیں زمین میں وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وَلَـهُ اخۡتِلَافُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ اسی کے حکم سے رات اور دن بدلتے ہیں اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اللہ تعالیٰ کی توحید کو دل و دماغ میں جگہ نہیں دیتے ہو۔

کفار مکہ نے بھی سابقہ قوموں کی طرح حق کا انکار کیا:

بَلۡ قَالُوۡا بلکہ ان لوگوں نے وہی بات کہی مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ جیسے پہلوں نے کہی تھی۔ پہلے لوگوں نے کیا کہا تھا؟ قَالُوۡۤا انہوں نے کہا ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ہو جائیں گے ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا ہمارے ساتھ اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ اس کا کہ تم دوبارہ کھڑے کیے جاؤ گے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ لیکن وہ ابھی تک قبروں میں ہیں لہٰذا کوئی قیامت نہیں ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہے یہ باتیں مگر پہلوں کی قصے کہانیاں۔ پہلوں کی کہانیاں سناتے رہتے ہو ابھی تک قیامت آئی تو نہیں نہ ہمارا باپ زندہ ہوا نہ دادا۔

اللہ کے خالق ہونے کی نشانیاں:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ کس کے لیے زمین ہے یعنی زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور اس زمین میں بے شمار مخلوقات ہیں اس کو کس نے پیدا کیا اور کون ان کے نفع نقصان رزق وغیرہ کا انتظام کرتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ یہ تمام کافر اور مشرک واضح طور پر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ زمین اور اس میں رہنے والی تمام مخلوقات پیدا فرمائیں ہیں قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ مان رہے ہو کہ یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور پھر بھی اسی کو واحد معبود تسلیم نہیں کرتے اور اس کے احکامات نہیں مانتے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ کون رب ہے سات آسمانوں کا یہ کس نے بنائے ہیں ان کو سنبھالنے والا کون ہے؟ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور عرش عظیم کا رب اور مالک کون ہے کس نے بنایا ہے کس کے تصرف اور ملک میں ہیں؟ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتاکید یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں یہ سب کچھ مان کر بھی۔ مشرک اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر نہیں تھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دی جاسکتی اس کے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾

مقابلے میں اگر ہو تم جانتے۔ بتاکید وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پس کہاں سے تم پر جادو کیا

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ

جارہا ہے۔ بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو حق اور بیشک وہ جھوٹے ہیں۔ نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد اور نہیں ہے اس کے ساتھ

مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ

کوئی اور الٰہ اور معبود، اگر تو البتہ لے جاتا ہر الٰہ، جو مخلوق اس نے پیدا کی اور البتہ چڑھائی کر دیتا ان کا بعض بعض پر، اللہ تعالیٰ

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ جاننے والا ہے غیب کی چیزوں کو اور حاضر کو پس بلند ہے ان

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع ۵ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا

چیزوں سے جن کو اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میرے رب اگر آپ دکھائیں مجھ کو وہ چیز جس

يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ

کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ اے میرے ربّ پس نہ کرنا مجھے ظالم قوم میں۔ اور بیشک ہم اس بات پر کہ دکھائیں ہم

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کی ہم ان کو دھمکی دیتے ہیں البتہ ہم قادر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفاع کریں ایسے طریقے کے ساتھ جو اچھا ہو

السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

برائی کو ہم خوب جانتے ہیں اس چیز کو جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میرے رب میں پناہ لیتا ہوں

هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾

شیطانوں کے وساوس سے۔ اور میں پناہ لیتا ہوں آپ کی اے میرے ربّ اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾

یہاں تک کہ جب آتی ہے ان میں سے کسی ایک کے پاس موت کہتا ہے اے میرے رب مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے۔

لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ

تاکہ میں عمل کروں اچھے اس کے مقابلے میں جو میں چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں ہوگا بیشک یہ ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

اور ان کے آگے پردہ ہے اس دن تک جس دن ان کو اٹھایا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُجِيْرُ: وہ پناہ دیتا ہے، لَا يُجَارُ: وہ پناہ کا محتاج نہیں، تُسْحَرُوْنَ: تم پر جادو کیا جاتا ہے، لَعَلَا: البتہ اس نے چڑھائی کی، اِمَّا تُرِيَنِّيْ: اگر آپ دکھائیں مجھے، اِدْفَعْ: جواب دے، هَمَزٰتِ: وسوسے، يَحْضُرُوْنَ: وہ میرے پاس آئیں، ارْجِعُوْنِ: آپ مجھے لوٹا دیجیے، قَآئِلُهَا: اس بات کا کہنے والا، وَرَآئِهِمْ: ان کے آگے، بَرْزَخٌ: آڑ، پردہ۔

ربط:

سابقہ آیات سے اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور معبود حقیق ہونے کے واشگاف اعلان فرمارہا ہے۔ ان آیات میں بھی مشرکین اور کفار کی تردید اور اپنی واحدانیت کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے معبود واحد اور حقیقی ہونے کے مزید دلائل:

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ آپ ان سے کہہ دیں کون ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں جس کے قبضے اور قدرت میں ہے ہر چیز کا اختیار وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دی جاسکتی اس کے مقابلے میں۔ بتلاؤ یہ صفت کس کی ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تو جانتے سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتا کید کہیں گے کہ یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اب جب یہ سب باتیں تسلیم کرتے ہیں تو قُلْ آپ کہہ دیں فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ پس کہاں سے تم پر جادو کیا جارہا ہے۔ سب کچھ مان کر تم پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ بلکہ ہم نے ان کو دیا ہے حق۔ حق ان کو پہنچا دیا ہے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور بیشک شرک کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد۔ اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ مشکل کشا نہ حاجت روا اِذًا اس وقت اگر کوئی اور الٰہ ہوتا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ البتہ لے جاتا ہر الٰہ بِمَا خَلَقَ جو مخلوق اس نے پیدا کی اس کو اپنے ساتھ کر لیتا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور البتہ چڑھائی کر دیتا ان کا بعض بعض پر۔ جیسے آج کل حکومتیں ایک دوسرے پر چڑھائی کرتی ہیں حملہ کرتی ہیں اسی طرح اگر کوئی اور الٰہ ہوتا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تو وہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کر دیتا سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے نہ بیٹی نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے اس کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ کا معنی ہے کہ جو چیز مخلوق سے غائب ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو چیز مخلوق کے سامنے ہے اس کو بھی جانتا ہے فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پس بلند ہے ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کی تلقین:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ اے میرے ربّ اگر آپ دکھا دیں مجھے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آئے گا رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اے میرے رب پس نہ کرنا مجھے ظالم قوم میں سے مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا ظالموں کے ساتھ مجھے نہ رکھنا وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ اور بیشک ہم اس بات پر کہ ہم آپ کو دکھائیں مَا نَعِدُهُمْ وہ عذاب جس کی ہم ان کو دھمکی دیتے ہیں لَقٰدِرُوْنَ

البتہ ہم قادر ہیں کہ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دیں اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ آپ دفاع کریں ایسے طریقے کے ساتھ جو اچھا ہو السَّیِّئَۃَ برائی کو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کافر اور مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہتے رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح کا جواب نہیں دینا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت بلند ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی الفاظ ان کو کہے تو اخلاق غیر اخلاق میں کیا فرق رہا؟

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃ قلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔ تو فرمایا برائی کا دفاع کریں ایسے طریقے سے جو اچھا ہو برائی کو نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں وَقُلْ آپ کہہ دیں رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ اے میرے رب میں آپ کی پناہ لیتا ہوں مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ شیطانوں کے وساوس سے وَاَعُوْذُ بِكَ اور میں پناہ لیتا ہوں آپ کی رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اے میرے رب کہ شیطان میرے پاس آئیں اور مجھے ورغلائیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سبق دے کر امت کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ اس طرح دعائیں کر کے شیطان کے وساوس اور حملوں سے بچو۔

موت کے وقت کافر اور مشرک کی آہ وزاری:

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ یہاں تک کہ جب آتی ہے ان میں سے کسی ایک پاس موت قَالَ قال کہتا ہے اس وقت رَبِّ ارْجِعُوْنِ اے میرے رب مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے۔ مرتے وقت منتیں کرتا ہے کہ مجھے تھوڑا سا وقت مل جائے پروردگار لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا تاکہ میں عمل کروں اچھے فِیْمَا تَرَكْتُ اس کے مقابلے میں جو میں چھوڑ رہا ہوں۔ اب میں ان اوقات میں نیک کام کروں گا۔ جواب ملے گا كَلَّا ہرگز نہیں مہلت ملے اِنَّھَا كَلِمَةٌ ھُوَ قَآئِلُھَا بیشک یہ ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے تھوڑی سی مہلت مل جائے میں توبہ کروں گا استغفار کروں گا اچھے کام کروں گا برے کام نہیں کروں گا۔ فرمایا یہ ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اس کی حیثیت کوئی نہیں ہے اس کو قبول نہیں کیا جائے وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اور ان کے آگے پردہ ہے۔ قبر کو بھی برزخ کہتے ہیں بظاہر قبر ہمارے سامنے مٹی کا ڈھیر ہے مگر اس کے اندر انسان کی جنت بھی ہے اور دوزخ بھی۔ فرمایا اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن ان کو اٹھایا جائے گا۔ پردہ ہے قیامت تک قبر برزخ میں رہیں گے۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾

پس جس وقت پھونکی جائے گی بگل پس نہیں ہوگا رشتہ ناتا ان کے درمیان اس دن اور نہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ

پس وہ شخص کہ بھاری ہوں گے اعمال اس کے پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور وہ شخص ہلکے ہوں گے اعمال اس کے

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ

پس یہی لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ جھلس دے گی ان کے چہروں کو

النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

آگ اور وہ دوزخ میں بدشکل ہونگے۔ کیا میری آیتیں تلاوت نہیں کی جاتی تھیں تم پر پس تم ان کو جھٹلاتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

کہیں گے اے ہمارے رب غالب آئی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں نکال دے اس دوزخ سے پھر اگر

مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

ہم لوٹیں گناہوں کی طرف پس بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ذلیل ہو جاؤ دوزخ میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْسَاب: رشتے ناتے، لَا يَتَسَآءَلُوْنَ: وہ ایک دوسرے سے سوال نہیں کرتے، تَلْفَحُ: جھلستی ہے، كٰلِحُوْنَ: بگڑے منہ والے، تُكَذِّبُوْنَ: تم جھٹلاتے تھے، شِقْوَتُنَا: ہماری بدبختی، اِخْسَـُٔوْا: تم ذلیل ہو جاؤ، لَا تُكَلِّمُوْنِ: تم مجھ سے بات نہ کرو۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرمایا گیا تھا کہ موت کے وقت کافر اور مشرک آہ وزاری کریں گے یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ جب ان دو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو وہاں بھی آہ وزاری کر کے کہیں گے کہ ہمیں دوزخ سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج دیں اے اللہ تعالیٰ ہم بالکل بھی گناہوں اور تیری نافرمانی کے قریب نہ آئیں گے۔

تفسیری نکات: صور پھونکنے کے بعد کافروں مشرکوں کا حال:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ پس جس وقت بگل پھونکی جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا دنیا کو فنا کرنا تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے بگل پھونکو۔ اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بگل پھونکیں گے تو مشرق مغرب شمال جنوب قریب دور کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ سب جاندار چیزیں ختم ہو جائیں گی یہاں تک کہ فرشتے بھی باقی نہیں رہیں گے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام عزرائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام سب پر موت آئے گی وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق چالیس سال بعد پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو (زندہ کر کے) دوبارہ حکم دے گا تو وہ دوبارہ بگل پھونکیں گے تو تمام مخلوق

دوبارہ سے زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائے گی فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ پس نہیں ہوگا رشتہ ناتا ان کے درمیان اس دن۔ نسبی تعلقات اور خاندانی رشتے ختم ہو جائیں گے وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ اور نہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ یہ کافر مشرکوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اہل ایمان ایکدوسرے کا حال پوچھیں گے۔ چنانچہ سورۃ طٰہٰ میں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔ اور سوال جواب بھی ہونگے میدان محشر میں سب جمع ہونگے حساب کتاب ہوگا اعمال تلیں گے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ پس وہ شخص کہ بھاری ہوں گے اعمال اس کے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور وہ شخص جس کے اعمال ہلکے ہوں گے فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ پس یہی لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی۔ اگر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک ہی شعلہ کافی ہے لیکن اگر مار دیا جائے تو پھر سزا کون بھگتے گا وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ اور وہ اس دوزخ میں بدشکل ہونگے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ اوپر والا ہونٹ پیشانی کو جا کر لگے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک کر ناف کو جا لگے گا۔ بڑے بڑے دانت ہونگے اور گدھے جیسی آوازیں نکالیں گے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ (ہود) اور سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷ میں ہے وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا اور وہ چلائیں گے اس کے اندر۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ کیا میری آیات تم پر تلاوت نہیں کی جاتی تھیں۔ قرآن کریم تمہیں پڑھ کر نہیں سنایا جاتا تھا فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ پس تم ان آیات کو جھٹلاتے تھے۔ کیا یہ یاد ہے؟ قَالُوْا وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا اے ہمارے رب غالب آگئی ہم پر ہماری بدبختی۔ ہم بدبخت تھے اے پروردگار ہم اقرار کرتے ہیں وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ہم گمراہ قوم تھے۔ کافر مشرک اور منافق کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا اے ہمارے پروردگار ہمیں دوزخ سے نکال دے فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ پس اگر ہم پھر لوٹیں گے گناہوں کی طرف کفر شرک کی طرف پس بیشک ہم ظالم ہونگے۔ پروردگار ہمیں ایک دفعہ دوزخ سے نکال دے قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اخْسَـُٔوْا فِيْهَا عربی میں کہتے ہیں خسات الکلب جب کتا بھونکے تو اس کو ڈرانے کے لیے۔ جیسے یہاں ہمارے یہاں کتے کو کوئی "دھر دھر" کہتا ہے کوئی "ہش" کہتا ہے۔ تو معنی ہوگا ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے رہو وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

بیشک حال یہ ہے تھا ایک گروہ میرے بندوں میں سے جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس آپ بخش دیں

وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ

ہمیں اور رحم فرما ہم پر اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں۔ پس تم نے بنایا ان کو ٹھٹھا یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا

وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّیْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ

تمہیں میرا ذکر اور تھے تم ان سے مذاق کرتے۔ بیشک میں نے ان کو بدلہ دیا ہے آج کے دن اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا

بیشک وہ کامیابی پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کتنی مدت تم ٹھہرے ہو زمین میں سالوں کی گنتی۔ وہ کہیں گے ہم ایک

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ

دن ٹھہرے ہیں یا دن کا کچھ حصہ پس آپ پوچھ لیں گنتی والوں سے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں ٹھہرے تم مگر تھوڑا عرصہ کاش

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا

کہ تم جاننے والے ہوتے۔ کیا پس تم خیال کرتے ہو بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے بے کار اور بیشک تم ہماری طرف نہیں

تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ

لوٹائے جاؤ گے۔ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی وہ عزت والے عرش کا مالک ہے۔ اور جو پکارتا ہے

يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اللہ تعالیٰ کیساتھ اور جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے پاس پس پختہ بات ہے اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے بے شک شان یہ ہے فلاح

الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾ ع

نہیں پائیں گے کافر لوگ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اے ہمارے رب آپ بخش دیں اور رحم فرما اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ: (پس) تم نے بنایا ان کو، سِخْرِيًّا: مذاق، اَنْسَوْكُمْ: انہوں نے بھلا دیا تمہیں، تَضْحَكُوْنَ: تم ہنستے تھے، جَزَيْتُهُمْ: میں نے بدلہ دیا ان کو، اَلْعَآدِّيْنَ: گننے والے، عَبَثًا: بے مقصد، حِسَابُهٗ: اس کا حساب، اِرْحَمْ: رحم فرما۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کا تذکرہ ہوا کہ جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں اس جہنم میں سے نکال لیں اللہ تعالیٰ ناراضگی کے ساتھ فرمائیں گے کہ مجھ سے کلام نہ کرو۔ اب ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار، مشرکین اور منافقین سے فرمائے گا کہ تم نے میرے نیک بندوں کا دنیا میں مذاق اڑایا اب اس مذاق اڑانے کی سزا کا مزا چکھو۔

تفسیری نکات: نیک بندوں کا مذاق اڑانا اللہ کو پسند نہیں:

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ بیشک ایک گروہ تھا میرے بندوں میں سے يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے فَاغْفِرْ لَنَا پس ہمیں بخش دے ہمارے گناہ معاف فرمادے وَارْحَمْنَا اور ہم پر رحمت نازل فرما وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں، سب شفقت کرنے والوں سے بہتر شفقت کرنے والے ہیں۔ تو وہ میرے بندے میری شفقت کے طالب تھے فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا پس بنایا تم نے میرے ان بندوں کو مذاق کا نشانہ۔ تم ان کیساتھ مسخرہ پن کرتے تھے۔ اتنا کہ حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تمہیں میرا ذکر یعنی میرا ذکر بھلانے کا وہ سبب بنے۔ تم ان کے پیچھے پڑے رہے۔

اب اس آیت کی تفسیر اور تشریح کیا ہے تو اس کا ایک معنی تو مفسرین کرام رحمہم اللہ کرتے ہیں اور ایک معنی صوفیائے کرام رحمہم اللہ کرتے ہیں۔

(اوّل) جمہور مفسرین رحمہم اللہ یہ معنی کرتے ہیں کہ تم نے میرے ان بندوں کو اپنی بحث کا موضوع بنا رکھا تھا۔ دن کو رات کو مجلس میں ان ہی کا ذکر، ان ہی کا ذکر یہاں تک کہ ان کا ذکر سبب بنا میری یاد کو بھلانے کا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ذکر اتنی کثرت سے تم لوگ کرتے رہے کہ میرے ذکر کو تم نے بھلا دیا۔

(دوم) جبکہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ یہ معنی کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے اور اللہ کے نیک بندوں نے تصرّف کر کے کرامت کے لحاظ سے ہمارا ذکر بھلا دیا یعنی وہ لوگ اللہ کے نیک بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کرامت کے طور پر ان کے نہ ماننے والوں کے دِلوں پر تالے لگا دیئے، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔

وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اور اے مجرمو! تم ان کے ساتھ مذاق کرنے کے علاوہ ہنستے بھی تھے۔ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بیشک میں نے ان کو بدلہ دیا ہے آج کے دن بِمَا صَبَرُوْٓا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کامیابی پانے والے ہیں۔ اور اے مذاق کرنے والو! تم دوزخ میں جلتے رہو میرے ساتھ گفتگو نہ کرو۔

دنیا میں قیام کرنے کا عرصہ:

قٰلَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ کتنی مدت تم ٹھہرے ہو زمین میں عَدَدَ سِنِيْنَ سالوں کی گنتی کر کے بتلاؤ۔ جواب میں قَالُوْا وہ کفار و مشرکین کہیں گے لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ہم ایک دن ٹھہرے ہیں یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ کافروں اور مشرکوں سے اور دوزخیوں سے سوال کرے گا سالوں کی گنتی کر کے بتلاؤ کتنے سال تم دنیا میں ٹھہرے ہو اور وہ جواب دیں گے دنوں کے لحاظ سے کہ ایک دن یا پورا دن بھی نہیں بلکہ دن کا کچھ حصہ رہے ہیں فَسْئَلِ

الْعَآدِّيْنَ پس آپ اے پروردگار پوچھ لیں گنتی والوں سے فرشتوں سے پوچھ لیں۔

قٰلَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا نہیں ٹھہرے تم دنیا میں مگر بہت تھوڑا۔ دن آدھا دن نہیں کچھ سال رہے ہو مگر وہ بہت تھوڑا عرصہ ہے لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش کہ تم جان لیتے کہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور آخرت کی زندگی باقی رہنے والی ہے۔ لیکن یہ دنیا کی فانی زندگی بھی بے مقصد نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا:

اَفَحَسِبْتُمْ کیا پس تم خیال کرتے ہو اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا کہ بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے بے کار۔ تمہارے ذمہ کوئی کام نہیں ہے۔ نہ عقائد نہ اعمال نہ اخلاق تم نے کچھ نہیں کرنا تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ اور بیشک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے اور تم جواب دہ نہیں ہو گے فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے نہ کوئی مسجود ہے نہ کوئی حاجت روا اور مشکل کشا ہے نہ کوئی فریادرس ہے اور نہ کوئی نذر و نیاز کے قابل ہے رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عزت والے عرش کا رب ہے۔ ساری مخلوق سے بڑی مخلوق عرش ہے اس کا بھی وہی مالک ہے وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور جو شخص پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الہ کو لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے پاس۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الہ بنانے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کو الہ بنایا جائے فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ پس پختہ بات ہے کہ اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو گا تو پھر پتا چلے گا کہ اس نے دنیا میں جاہلانہ دلیل کی بنا پر شرک کا راستہ اختیار کیا اب دیکھ اس کا انجام کیا ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ بیشک شان یہ ہے فلاح و کامیابی نہیں پائیں گے۔ کافر لوگ۔ وَقُلْ اور آپ ﷺ فرما دیں رَّبِّ اغْفِرْ اے میرے پروردگار آپ بخش دیں وَارْحَمْ اور اپنی رحمت ہم پر نازل فرما وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور آپ تمام شفقت کرنے والوں میں سے بہتر شفقت کرنے والے ہیں ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما (آمین)۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

اس سورت کا نام سورۃ النور ہے کیونکہ اس کی آیت ۳۵ میں آرہا ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا ہے۔ اس سورت کی آیات کی تعداد چونسٹھ (٦٤) ہے اور رکوع نو (٩) ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا چوبیسواں (٢٤) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ایک سو دو (١٠٢) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے ایک سو ایک (١٠١) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ سورت ہے ہم نے اس کو نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے فرض کیے ہیں اور ہم نے نازل کی ہیں اس سورت میں صاف صاف

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

آیتیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد پس تم کوڑے مارو ان میں سے ہر ایک کو سو سو

جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

کوڑے اور نہ پکڑے تمہیں دونوں کے متعلق شفقت اور نرمی اللہ کے دین کے بارے میں اگر ہو تم ایمان لاتے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ

اور آخرت کے دن پر۔ اور چاہیے کہ حاضر ہوان دونوں کی سزا کے موقع پر ایک گروہ ایمان والوں کا۔ زانی مرد نہیں نکاح کرتا

اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ

مگر زانیہ کے ساتھ یا شرک کرنے والی ہے اور جو زنا کرنے والی عورت ہے نہیں نکاح کرتا اس کے ساتھ مگر زانی مرد یا مشرک

وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ

اور حرام قرار دیا گیا ہے ایمان والوں پر۔ اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر پھر وہ نہیں لاتے چار گواہ

شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

پس مارو تم ان کو اسی کوڑے اور نہ قبول کرو ان کی گواہی کبھی بھی اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے

الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

توبہ کی اس کے بعد اور اپنی اصلاح کی پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْزَلْنٰهَا: ہم نے اُتارا اسے، فَرَضْنٰهَا: ہم نے مقرر کیا اسے، اَلزَّانِیَةُ: زنا کرنے والی، اَلزَّانِیْ: زنا کرنے والا، فَاجْلِدُوْا: (پس) تم کوڑے مارو، جَلْدَةٍ: کوڑے مارنا، لَا تَاْخُذْكُمْ: تمہیں نہ پکڑ لے، رَاْفَةٌ: نرمی، عَذَابَهُمَا: ان دونوں کی سزا، لَا یَنْكِحُهَآ: اس عورت سے نکاح نہ کرے، یَرْمُوْنَ: (جو) تہمت لگاتے ہیں، فَاجْلِدُوْهُمْ: (پس) تم کوڑے مارو انہیں، ثَمٰنِیْنَ: اسی (۸۰)، لَا تَقْبَلُوْا: تم قبول نہ کرو۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات فی نسق الآیات، تفسیر ابوالسعود، تفسیر کبیر وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورت یعنی سورت مؤمنون کے آخر میں تھا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا اور تمہیں ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا۔ اب اس سورت نور میں ان پر لگائی جانے والی پابندیوں کا ذکر ہے کہ ان پر زنا کی پابندی ہے، کسی پر تہمت لگانے کی پابندی ہے وغیر ذالک۔

تفسیری نکات: زانی مرد وعورت کی سزا کے احکام:

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا اس سورت کو ہم نے نازل کیا ہے وَفَرَضْنٰهَا اور اس کے احکام بھی ہم نے فرض کیے ہیں وَاَنْزَلْنَا فِیْهَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ اور ہم نے اس سورت میں نازل کی ہیں آیتیں صاف صاف۔ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ زانیہ عورت اور زانی مرد پس مارو تم ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے، یہ حکم ان کے متعلق ہے جو شادی شدہ نہ ہوں وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا اور نہ پکڑے تمہیں ان دونوں کے بارے میں رَاْفَةٌ شفقت اور نرمی فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اللہ کے دین کے بارے میں کوئی نرمی اور شفقت نہ کرو اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو تو بالکل نرمی نہیں کرنی۔

باقی رہا شادی شدہ کا حکم تو اسکے متعلق متواتر احادیث اور اجماع امت ہے، ان کے متعلق قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی لیکن حکم باقی ہے کہ شادی شدہ مرد عورت بدکاری کریں اور وہ ثابت ہو جائے چار گواہوں سے، چار گواہوں کا ذکر آئندہ آیت کریمہ میں آرہا ہے یا وہ خود اقرار کریں کہ واقعی ہم نے یہ کام کیا ہے تو ان کو میدان میں کھڑا کر کے پتھروں کے ساتھ مار مار کر ختم کر دیا جائے گا اس کارروائی کو عربی میں رجم کہتے ہیں جس کا اردو میں

ترجمہ سنگسار کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد اور عورت دونوں سے متعلق احادیث وارد ہیں کہ شادی شدہ مرد و عورت نے زنا کا ارتکاب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا تھا وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا اور چاہیے کہ حاضر ہوان دونوں کی سزا کے موقع پر طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کا ایک گروہ تا کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں اور آگے بیان کریں تا کہ سزا کی خوب تشہیر ہو اور لوگ اس سے بچیں اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً زانی مرد نہیں نکاح کرتا مگر زانیہ عورت کے ساتھ یا مشرکہ عورت کے ساتھ کیونکہ اس کا طبعی رجحان برائی کی طرف ہوتا ہے وَّالزَّانِيَةُ اور جو زانیہ عورت ہے لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ نہیں نکاح کرتا اس سے مگر زانی مرد یا مشرک مرد وَحُرِّمَ ذٰلِكَ اور یہ زنا حرام کر دیا گیا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر۔

حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر اور جو عورتوں کا حکم ہے وہی مردوں کا حکم ہے یعنی اگر کوئی پاک دامن مردوں پر تہمت لگائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ پھر وہ نہیں لاتے چار گواہ فَاجْلِدُوْهُمْ پس مارو ان تہمت لگانے والوں کو ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً اسی کوڑے وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور نہ قبول کرو انکی گواہی کبھی بھی۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے کہ یہ زانی ہے یا زانیہ ہے تو تہمت لگانے والے کے ذمہ فرض ہے کہ وہ چار گواہ لائے اگر چار گواہ نہ لا سکا تین گواہ لے کے آیا یا دو گواہ لے کر آیا، تو تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگیں اور یہ سزا توبہ سے بھی معاف نہیں ہوگی کسی کو حرامی کہنے پر بھی اسی کوڑے سزا ہے۔ یاد رہے کہ یہ گواہ مرد ہونے چاہیے۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور یہی لوگ نافرمان ہیں ہاں، اگر توبہ کرلیں تو ان سے فسق کا حکم ختم ہو جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد بھی ان تہمت لگانے والوں کی گواہی قبول نہیں ہوگی کیونکہ گواہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اَبَدًا کی قید لگائی ہے کہ کبھی قبول نہ کریں، اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد وَاَصْلَحُوْا اور اپنی اصلاح کی فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہیں ہیں ان کے لیے گواہ، مگر ان کی اپنی جانیں، پس ان میں سے ایک کی

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ

گواہی چار گواہیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر بیشک وہ البتہ سچ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور پانچویں بیشک اللہ تعالیٰ کی

عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۷﴾ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ

لعنت ہو اس پر اگر ہے وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے۔ اور دور کر دے گا اس عورت سے بھی سزا کو، یہ کہ وہ گواہی دے چار

شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۸﴾ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ

مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر بیشک وہ البتہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور پانچویں گواہی بیشک اللہ تعالیٰ کا غضب ہو

كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۹﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

اس پر اگر اس کا خاوند سچ کہنے والوں میں سے ہے۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی اور بیشک اللہ توبہ قبول

حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ ع

کرنے والا حکمت والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو لائے بہتان ایک گروہ ہے تم میں نہ خیال کرو اس کو اپنے حق میں برا، بلکہ

هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِیًٴ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ

وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ہر آدمی کے لیے ان میں سے وہ ہے جو کمایا اس نے گناہ اور وہ شخص جس نے سرپرستی کی اس بہتان

مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

کے بڑے حصے کی، ان میں سے، اس کے لیے عذاب ہے بڑا۔ کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا اس کو گمان کرتے مومن مرد اور

وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۲﴾ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ

مومن عورتیں، اپنی جانوں کے بارے میں بھلائی کا اور کہہ دیتے، یہ بہتان ہے کھلا ہوا۔ کیوں نہیں لاتے وہ اس پر چار گواہ،

شُهَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾

پس جب وہ نہیں لاسکے گواہ پس وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی جھوٹے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَرۡبَعَ: چار، شَهٰدٰتٍ: قسمیں، اَلۡخَامِسَةَ: پانچویں، يَدۡرَؤُا: (سزا) ٹل سکتی ہے، بِالۡاِفۡكِ: جھوٹ (لائے)، شَرًّا: برا، اِمۡرِیًٴ: آدمی، اِكۡتَسَبَ: جو اس نے کیا، كِبۡرَهٗ: ذمہ داری، سَمِعۡتُمُوۡهُ: تم نے سنا اسے۔

ربط:

سابقہ آیات میں زنا کرنے والے کنوارے مرد و زن کو کوڑے لگانے اور شادی شدہ کو رجم کرنے کا حکم بیان ہوا اور ساتھ میں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے ثبوت کے لیے چار گواہ لاؤ ورنہ حد قذف لگے گی۔ اب ایک صورت ان آیات میں

بیان ہوا رہی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگائیں اور اس کے کوئی گواہ نہ ہوں اس معاملہ کو 'لعان' کہتے ہیں اور دوسرا مسئلہ یہ کہ کوئی مرد یا عورت کسی دوسرے مرد یا عورت پر بدکاری کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو ایسے مرد و عورت کو بہتان تراشی کی سزا دی جائے گی اس کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: میاں بیوی کا بدکاری کے الزام کا معاملہ:

جیسا کہ ہم اوپر ربط میں تحریر کر آئے ہیں کہ اس کو لعان یا مُلاعنہ کہتے ہیں۔ جیسے کوئی مرد اور عورت عدالت میں پیش ہوں اور عدالت میں مرد چار گواہیاں اس طرح دے گا کہ ہر گواہی کے ساتھ قسم اٹھائے کہ میں قسم اٹھا کر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی میں یہ گناہ ہے، پھر دوبارہ کہے کہ میں قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی بدکار ہے، پھر تیسری مرتبہ قسم اٹھا کر کہے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی بدکار ہے میری بیوی میں واقعی برائی ہے۔ پھر چوتھی مرتبہ قسم کھائے کہ میں قسم اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میری بیوی میں برائی ہے۔ یہ چار شہادتیں ان الفاظ کے ساتھ اور پانچویں گواہی اس لفظ کے ساتھ ہوگی کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہے، اس کے بعد اگر عورت اپنے عیب کو تسلیم کر لے تو اس کو رجم کر دیا جائے گا کیونکہ شادی شدہ عورت کا یہی حکم ہے۔ لیکن اگر عورت اپنے عیب کو تسلیم نہیں کرتی تو اس کو بھی چار گواہیاں دینا پڑیں گی کہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ مجھ میں وہ عیب نہیں ہے جو خاوند کہہ رہا ہے پھر دوبارہ کہے کہ میں اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ مجھ میں وہ عیب نہیں ہے جو خاوند کہہ رہا ہے تیسری دفعہ پھر کہے گی میں اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتی ہوں کہ میرے خاوند نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے وہ صحیح نہیں ہے پھر چوتھی دفعہ گواہی دے گی کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں کہ مجھ میں یہ برائی نہیں ہے، اور پانچویں دفعہ کہے گی مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر خاوند سچا ہے اور میں جھوٹی ہوں اس کارروائی کے بعد ان کے درمیان خود بخود علیحدگی ہو جائے گی نہ وہ اس کا خاوند رہا اور نہ وہ اس کی بیوی رہی اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں۔

اب ان میں سے ایک جھوٹا ہے یا خاوند جھوٹا ہے یا بیوی جھوٹی ہے لیکن اب ان کا معاملہ آخرت کی طرف منتقل ہو گیا وہاں فیصلہ ہوگا کہ کون جھوٹا تھا، دنیا کی سزا سے خاوند بھی بچ گیا کہ اس کو اسی کوڑوں کی سزا نہیں ملے گی اور دنیا کی سزا سے عورت بھی بچ گئی کہ رجم نہ ہوئی عورت کے پاس جو بچہ ہے اس کے متعلق اگر خاوند کہے کہ وہ میرا ہے اور اس کی نفی نہیں کرتا تو شرعاً بچہ اس کا ہوگا اس کی تعلیم تربیت کا خرچہ اس کے ذمہ ہوگا، اور وراثت وغیرہ کے سارے احکام جاری ہوں گے اور اگر خاوند انکار کر دے اور کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو اس کی نسبت خاوند سے ختم ہو جائے گی ماں نے چونکہ جنا ہے تو اس کی نسبت ماں کی طرف کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں اَزْوَاجَهُمْ اپنی بیویوں پر وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اور نہیں ہیں ان کے لیے گواہ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ مگر ان کی اپنی جانیں فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ پس گواہی ان میں

سے ایک کی اَرْبَعُ شَھٰدٰتٍۭ بِاللّٰہِ چار گواہیاں ہیں اللہ کی قسم اٹھا کر اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ بیشک وہ البتہ سچ بولنے والوں میں سے ہے کہ بیشک میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ وَیَدْرَؤُا عَنْھَا الْعَذَابَ اور دور کردے گا اس عورت سے بھی سزا کو اَنْ تَشْھَدَ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍۭ بِاللّٰہِ یہ کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر اِنَّہٗ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ کہ بیشک اس کا خاوند جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ وَالْخَامِسَۃَ اور پانچویں مرتبہ یہ قسم کھائے اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَآ بیشک اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اس عورت پر اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر اس کا خاوند سچ کہنے والوں میں سے ہو اور میں جھوٹی ہوں اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں، اس کے بعد دنیا کی سزا دونوں سے ٹل جائے گی اور ان میں سے جو جھوٹا ہوگا اس کو آخرت میں سزا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت وَاَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیْمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا حکمت ہے۔

واقعہ افک اور اس کے احکامات:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ بیشک وہ لوگ جو بہتان لائے ہیں عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ وہ ایک گروہ تم میں سے ہے لَا تَحْسَبُوْہُ نہ خیال کرو تم اس بہتان کو شَرًّا لَّکُمْ اپنے لیے برا بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تمہاری صفائی قرآن میں بیان ہوئی ہے جو قیامت تک پڑھی جائے گی، لِکُلِّ امْرِیءٍ مِّنْھُمْ ہر آدمی کے لیے ان بہتان تراشوں میں سے مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وہ ہے جو کمایا اس نے گناہ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ اور وہ شخص جس نے سرپرستی کی ہے اس بہتان کے بڑے حصے کی مِنْھُمْ ان میں سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اس کے لیے بڑا عذاب ہے کہ وہ اس سلسلے کا لیڈر ہے اور وہی اس کی نشر واشاعت کرنے والا ہے اور لوگوں کو آمادہ کرنے والا ہے کہ اس کو خوب پھیلاؤ لہٰذا اس کو بڑا عذاب ہوگا۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ بہتان سنا ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ گمان کرتے مومن مرد اور مومن عورتیں بِاَنْفُسِھِمْ خَیْرًا اپنی جانوں کے بارے میں بھلائی کا وَّقَالُوْا اور وہ کہتے ھٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ یہ بہتان ہے کھلا لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ کیوں نہ لائے وہ اس پر بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ چار گواہ اپنے دعوے کے ثبوت پر فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ پس جب وہ نہیں لاسکے گواہ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ پس یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے ہیں اور ان کا الزام صریح بہتان ہے اس کی یہ سزا پائیں گے۔

واقعے کا پس منظر:

ہجرت کے پانچویں سال میں قبیلہ بنو المصطلق سے غزوہ پیش آیا۔ اس غزوہ کو غزوہ بنو المصطلق کہتے ہیں۔ آپ

ﷺ نے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس غزوہ میں شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔ کچھ عورتیں ہر غزوہ میں مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ ہوتی تھیں ان خواتین کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ مجاہدین کے لیے کھانا تیار کرتیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور دیگر کام انجام دیتی تھیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا اس غزوہ میں ہمراہ تھیں۔ واپسی ہوئی تو مجاہدین کا قافلہ رات کے پچھلے پہر میں ایک مقام پر تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ سحری کا وقت تھا آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ ہم نماز فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد چل پڑیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ قافلہ روانگی کے بعد دوپہر سے پہلے کسی جگہ نہیں رکے گا، میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں تا کہ راستے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی ہمشیرہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے موتیوں کا ایک ہار مانگ کر لے گئیں تھیں گلے میں ڈالنے کے لیے کیونکہ ان کے پاس اپنا ہار نہیں تھا، تھوڑا سا دور گئیں اندھیرا تھا اور ریتلا علاقہ تھا سوئے اتفاق کہ ہار کا دھاگا ٹوٹ گیا موتی بکھر گئے موتی تلاش کرتے کرتے دیر ہو گئی جو لوگ کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے میں ہیں کیوں کہ ان کا جسم ہلکا پھلکا تھا انہوں نے کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور سفر شروع ہو گیا اور کسی کے علم میں نہیں کہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں نبی کریم ﷺ بھی ساتھ تھے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم، تمام بڑے بزرگ اکٹھے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب آئیں تو قافلہ جا چکا تھا سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں کہ پیچھے چل پڑتیں ریتلے علاقے میں ہوا چلے تو قدموں کے نشان بھی مٹ جاتے ہیں، یہ ان کی دانائی تھیں کہ انہوں نے سوچا کہ مجھے راستے کا علم نہیں ہے کدھر جاؤں وہیں لیٹ گئیں کہ یقیناً جب وہ دیکھیں گے کہ میں کجاوے میں نہیں ہوں تو اسی جگہ آئیں گے نوعمر تھی اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی صبح کا ٹھنڈا وقت تھا آنکھ لگ گئی۔

نبی ﷺ کے ایک صحابی تھے حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ، ان کو حکم تھا کہ قافلے سے پیچھے رہنا ہے تا کہ قافلے والوں کی کوئی گری ہوئی چیز چادر، جوتا، پگڑی وغیرہ کوئی سامان ہو اسے اٹھانا ہے۔ حضرت صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ عنہ وہاں جب پہنچے تو دیکھا کہ کپڑے میں لپٹی کوئی چیز پڑی ہے جلدی سے آکر چادر ہٹائی تو اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے انہوں نے ان کو دیکھا ہوا تھا پردے کا حکم ۳ ہجری میں نازل ہوا ہے دیکھا تو منہ سے نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صفوان ابن معطی سلمی رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا اور اونٹ بٹھایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں نکیل پکڑی اور چل پڑے دوپہر کے وقت قافلے کے ساتھ جا ملے۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بڑا شیطان قسم کا آدمی تھا وہ ایسی باتوں کی تلاش میں رہتا تھا کہ آپ ﷺ کے

خلاف کوئی بات مل جائے تاکہ وہ اس کو بطور ہتھیار آپ ﷺ کے خلاف استعمال کر سکے اس کو موقع مل گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شخص کے تعلقات اچھے نہیں ہیں اور اتنا زوردار پروپیگنڈہ کیا کہ مخلص صحابی بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے گلیوں میں یہ باتیں ہو رہی ہیں بازاروں میں ہو رہی ہیں اپنے بیگانے کر رہے ہیں، عجیب قسم کا منظر تھا پورا ایک مہینہ گزر گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ میرے پاس بیٹھے تھے تو فرمایا عائشہ اگر آپ سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو توبہ کر لو۔ فرماتی ہیں جب آپ نے فرمایا تو میرے ہوش و حواس اڑ گئے۔ میں نے کہا آپ بھی یقین کرتے ہیں واقعی کوئی ایسی بات ہوئی ہے میں رو پڑی اور کہا مجھ میں تو ایسا کوئی گناہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ میری صفائی پیش کرے گا، خیال تھا کہ خواب کے ذریعے میری صفائی بیان کر دی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر میری پاکدامنی کا اعلان فرمایا، اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے لے کر لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ تک اٹھارہ آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں جن میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں البتہ پہنچتا تمہیں اس کے بدلے میں جس میں تم مصروف

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿14﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ

ہوئے بڑا عذاب۔ جس وقت تم لے دے رہے تھے اس افک کو، اپنی زبانوں کے ساتھ اور تم کہتے تھے اپنے مونہوں سے وہ

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿15﴾ وَلَوْلَآ

جس کا تمہیں علم نہیں تھا، اور تم اس کو خیال کرتے تھے ہلکی بات اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ اور کیوں نہ ہوا جب

اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ

تم نے اس کو سنا تم کہہ دیتے کوئی حق نہیں ہمیں کہ ہم کلام کریں اس بہتان کے بارے میں آپ ﷺ کی ذات پاک ہے،

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿16﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿17﴾

یہ بہتان ہے، بہت بڑا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے یہ کہ تم لوٹو اس کی مثل کی طرف کبھی بھی اگر ہو تم مومن۔ اور بیان کرتے ہیں

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿18﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں اس کو کہ پھیل

الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

جائے بے حیائی، ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں ان لوگوں کے لیے عذاب ہوگا دردناک دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور بیشک اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَمِعْتُمُوْهُ: تم نے سنا اسے، تَلَقَّوْنَهٗ: تم اسے نقل کر رہے تھے، بِاَفْوَاهِكُمْ: اپنے منہ سے، تَحْسَبُوْنَهٗ: تم سمجھتے ہو اسے، هَيِّنًا: ہلکا، نَّتَكَلَّمَ: (یہ کہ) ہم بات کریں، بُهْتَانٌ: بہتان، تَشِيْعَ: یہ کہ پھیل جائے۔

ربط:

سابقہ آیات سے واقعہ افک کا بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اسی واقعے کے مختلف پہلوؤں کے متعلق اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تعلیم فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: سیدہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر اللہ کی گواہی:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں لَمَسَّكُمْ البتہ پہنچتا تمہیں فِيْ مَآ اس چیز کے مقابلے میں اَفَضْتُمْ فِيْهِ جس میں تم مصروف ہو جس کا تم چرچا کر رہے ہو، اس کی وجہ سے تم کو پہنچتا عَذَابٌ عَظِيْمٌ بڑا عذاب، یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو تم نے بہتان گھڑا ہے اس کی وجہ سے تم پر دنیا اور آخرت میں عذاب نازل ہوتا اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا اس کی مہربانی نہ ہوتی۔ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ جس وقت تم لے دے رہے تھے اس بہتان کو اپنی زبانوں کے ساتھ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ اور تم کہتے تھے اپنے مونہوں کے ساتھ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وہ جس کا تمہیں علم نہ تھا وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا اور تم اس کو آسان اور ہلکی بات سمجھ رہے تھے وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی بات تھی کہ جس پر تم الزام لگا رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا مقام اور کتنا بلند مقام ہے، پھر وہ بیٹی کس کی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جو تمام پیغمبروں کے بعد تمام مخلوقات میں افضل ہیں، پھر وہ بیوی کس کی ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اللہ تعالیٰ کی سا[ری] مخلوق میں اونچی شان والے ہیں تم نے کچھ بھی خیال نہیں کیا، تم نے اس بات کو ہلکا سمجھا ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ او[ر کیوں] نہ ہوا جب تم نے یہ بات سنی قُلْتُمْ فوراً کہہ دیتے مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا کوئی حق نہیں ہمیں کہ ہم کلام کریں اس بہتان کے بارے میں، کوئی لفظ زبان سے نکالیں تمہارا فریضہ تھا کہ کہہ دیتے سُبْحٰنَكَ هٰذَا

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے عیوب کل سے، یہ جو حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کی گئی ہے، بڑا بہتان ہے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ لوٹو تم اس بات کی مثل کی طرف کبھی بھی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی بھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات بیان کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ بیشک وہ لوگ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ جو پسند کرتے ہیں شائع ہو مشہور ہو، پھیلے بے حیائی فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں میں جو مومن ہیں کہ ان مومنوں کے بارے میں بے حیائی کی باتوں کی نشر و اشاعت ہو لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اسی اسی کوڑے سب کو لگائے گئے جو حد ہے قذف کی چاہے مخلص تھے یا غیر مخلص تھے اور آخرت کی سزا علیحدہ ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم جانتے نہیں ہو۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یہ حقیقت تمہارے سامنے بیان نہ کرتا وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پیروی کرو تم شیطان کے نقش قدم کی اور وہ شخص جس نے پیروی کی شیطان کے نقش قدم کی،

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى

پس بیشک وہ شیطان حکم کرتا ہے، بے حیائی کا اور برائی کا اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ تعالیٰ کا تم پر اور اس کی رحمت نہ پاک ہوتا

مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿21﴾ وَلَا يَاْتَلِ

تم میں سے کوئی بھی کبھی اور لیکن اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ اور قسم نہ

اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اٹھائیں، فضیلت والے تم میں سے، اور مالی وسعت والے۔ یہ کہ دیں وہ قریبی رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور ان لوگوں کو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ

جنھوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور چاہیے کہ درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے

اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿22﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ بخش دے تمہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن

الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۲۳﴾

عورتوں پر جو گناہوں سے غافل ہیں جو مومن ہیں ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی دنیا اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

يَّوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ اَلۡسِنَتُهُمۡ وَاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ يَوۡمَئِذٍ

گواہی دیں گے ان کے خلاف انکی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں اس کے بارے میں جو وہ کرتے رہے۔ اس دن

يُّوَفِّيۡهِمُ اللّٰهُ دِيۡنَهُمُ الۡحَقَّ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِيۡنُ ﴿۲۵﴾

پورا پورا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جو حق ہے اور وہ جان لیں گے بیشک اللہ تعالیٰ وہ سچا ہے حق کو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا زَکٰی: پاک صاف نہیں ہوا، لَا یَاۡتَلِ: قسم نہ کھائیں، اَنۡ یُّؤۡتُوۡا: یہ کہ وہ دیں، وَلۡیَعۡفُوۡا: اور چاہیے کہ وہ معاف کردیں، وَلۡیَصۡفَحُوۡا: اور چاہیے کہ وہ درگزر کریں، اَلۡغٰفِلٰتِ: بے خبر۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی واقعہ افک سے متعلق بیان چل رہا ہے ان آیات میں بھی اسی واقعے کا تسلسل ہے نیز پہلی آیات میں منافقین کو تنبیہ کی گئی تھی اور اب مومنین کو خطاب فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: شیطان کی اتباع نہ کرنے کا حکم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ نہ پیروی کرو تم شیطان کے نقش قدم کی وَمَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ اور جس نے پیروی کی شیطان کے نقش قدم کی فَاِنَّهٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ پس بیشک وہ شیطان حکم کرتا ہے کہ بے حیائی کا وَالۡمُنۡکَرِ اور برائی کا۔ شیطان نے اچھی بات نہیں کرنی تم شیطان کے کہنے پر کیوں آئے کیونکہ تین مخلص صحابی بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے تھے۔ شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور پھولی زاد بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ مہاجر بھی تھے اور بدری بھی تھے فرمایا یاد رکھو وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر وَرَحۡمَتُهٗ اور اس کی رحمت مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا نہ پاک صاف ہوتا تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی۔ نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی نازل ہوتی نہ کسی دوسرے کی وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ لیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

وَلَا يَأۡتَلِ أُولُوا الۡفَضۡلِ والی آیات کا شانِ نزول:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سنا کہ تہمت لگانے والوں میں مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسان مند اور غریب صحابی تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے۔ تو ان کی امداد بند کردی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم میں سے فضیلت والے اور وسعت والے قریبی رشتہ داروں کو مال دینے سے قسم نہ اٹھائیں۔

وَلَا يَأۡتَلِ أُولُوا الۡفَضۡلِ مِنكُمۡ وَالسَّعَةِ اور قسم نہ اٹھائیں تم میں سے فضیلت والے اور مالی وسعت والے۔ جو فضیلت رکھتے ہیں اور مالی گنجائش رکھتے ہیں یہ قسم نہ اٹھائیں أَن یہ کہ يُؤۡتُوٓا أُولِي الۡقُرۡبَىٰ کہ وہ نہیں دیں گے قریبی رشتہ داروں کو وَالۡمَسَٰكِينَ اور مسکینوں کو وَالۡمُهَٰجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں، قرآن کریم کی اس نص سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ أُولُوا الۡفَضۡلِ فضیلت والوں میں سے ہیں وَلۡيَعۡفُوا اور ان کو چاہیے کہ وہ معاف کردیں وَلۡيَصۡفَحُوٓا اور ان کو چاہیے کہ وہ درگزر کردیں أَلَا تُحِبُّونَ کیا تم نہیں پسند کرتے أَن يَغۡفِرَ اللَّهُ لَكُمۡ یہ کہ معاف کردے اللہ تعالیٰ تمہیں، اگر تم بندے ہو کر کسی کی غلطی معاف نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ تمہاری غلطی کیوں معاف کرے گا؟

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ، بلی نحب ان یغفر اللہ لنا کیوں نہیں ہم پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کا وظیفہ جاری فرمادیا صرف جاری نہیں فرمایا کہ بلکہ پہلے سے دگنا کردیا۔

معصوم عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے والوں کا انجام:

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ بیشک وہ لوگ يَرۡمُونَ الۡمُحۡصَنَٰتِ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر الۡغَٰفِلَٰتِ جو گناہوں سے غافل ہیں، جن کی طرف گناہ کی نسبت کی گئی ہے ان بے چاریوں کو پتا ہی نہیں کہ گناہ کب ہوا کس نے کیا الۡمُؤۡمِنَٰتِ مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں لُعِنُوا فِي الدُّنۡيَا وَالۡأٓخِرَةِ ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی دنیا اور آخرت میں۔ دنیا میں لعنت ایسے کہ ان کو اسی کوڑے لگے اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہوگا وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ جو اُس دن ہوگا؟ يَوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ أَلۡسِنَتُهُمۡ جس دن گواہی دیں گی ان کے خلاف اُن کی زبانیں وَأَيۡدِيهِمۡ اور ان کے ہاتھ گواہی دیں گے وَأَرۡجُلُهُم اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے بِمَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ اس کے بارے میں جو وہ کرتے رہے۔ يَوۡمَئِذٍ اس دن يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ پورا پورا دے گا ان کو اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ الۡحَقَّ جو سچا ہے وَيَعۡلَمُونَ اور وہ جان لیں گے أَنَّ اللَّهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِينُ بیشک اللہ تعالیٰ سچا ہے حق کھول کر بیان کرتا ہے سب حقیقتیں کھول کر رکھ دے گا۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہوتے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ

مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں۔ وہ لوگ مبرا اور منزہ ہیں ان تہمتوں سے جو وہ کہتے ہیں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿26﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى

ان کے لیے بخشش ہے اور عمدہ رزق ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ داخل ہو گھروں میں اپنے گھروں کے علاوہ یہاں

تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿27﴾ فَاِنْ لَّمْ

تک کہ تم اجازت لے لو اور سلام کہہ لو ان گھر والوں پر یہی تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس اگر نہ پاؤ تم

تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

ان گھروں میں سے کسی کو پس نہ داخل ہو تم ان گھروں میں، یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے ع۹

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿28﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

واپس چلے جاؤ، پس واپس لوٹ جاؤ، یہی چیز تمہارے لیے پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی

جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

گناہ نہیں کہ داخل ہو تم ایسے گھروں میں جو سکونت والے نہیں ہیں ان میں تمہارا کچھ سامان ہے، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس چیز کو

وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿29﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

جو تم ظاہر کرتے ہو اور اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے ایمان والے مردوں کو نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿30﴾

حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی، یہی چیز ان کے لیے ستھری ہے بیشک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو وہ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْخَبِيْثٰتُ: گندی عورتیں، لِلْخَبِيْثِيْنَ: گندے مردوں کے لیے ہیں، اَلْخَبِيْثُوْنَ: گندے مرد، اَلطَّيِّبُوْنَ: پاکیزہ مرد، مُبَرَّءُوْنَ: آزاد ہیں، تَسْتَاْنِسُوْا: تم اجازت حاصل کرلو، تُسَلِّمُوْا: تم سلام کرلو، فَلَا تَدْخُلُوْهَا: ان گھروں میں داخل نہ ہو جاؤ، غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ: غیر رہائشی (گھر)، يَغُضُّوْا: وہ نیچی رکھیں، يَحْفَظُوْا: وہ حفاظت کریں۔

ربط:

سابقہ آیات میں واقعہ افک کا تذکرہ ہوا۔ ان آیات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہی بیان کی جا رہی ہے کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے اور پاکیزہ پاک دامن عفت مآب عورتیں پاکباز پاکدامن مردوں کے لیے ہوتی ہیں۔

پہلے زنا اور تہمت زنا کے مسئلے تھے اب آگے ان اسباب کا ذکر ہے کہ اگر ان کی پابندی کی جائے زنا کی نوبت نہیں آئے گی اگر ان اسباب کی پابندی نہ کی جائے تو انسان زنا میں بھی مبتلا ہوگا، تہمت لگانے میں بھی مبتلا ہوگا۔ ان اسباب میں پہلا یہ ہے کہ اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک قاعدہ قانون کا اعلان:

اَلْخَبِيْثٰتُ گندی عورتیں لِلْخَبِيْثِيْنَ گندے مردوں کے لیے ہیں تم نے حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ وہ کس ہستی کے نکاح میں ہیں وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے ہیں وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ اور پاکیزہ اور پاک دامن عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اور پاکیزہ اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک دامن ہیں اور یقیناً وہ ہیں تو تمہیں یقین کرنا چاہیے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی پاک دامن ہیں اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یہ جو لوگ بزرگ ہیں یہ بالکل بری ہیں ان کاموں سے جو یہ منافق کہہ رہے ہیں لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کی بخشش ہو چکی ہے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور ان کے لیے عمدہ اور نفیس رزق ہے جو انہیں عالم برزخ میں حشر میں اور جنت میں ملے گا یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اور برأت بیان فرمائی ہے۔

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کے آداب:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ نہ داخل ہو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں۔ کیونکہ یہ آنا جانا عموماً خرابی کا باعث ہے حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا یہاں تک کہ تم اجازت لے لو۔ کسی کے گھر جاؤ تو اجازت لے لو وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا اور سلام کہو ان کے گھر والوں پر ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ تمہارے لیے بہتر ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا پس اگر نہ پاؤ تم ان گھروں میں کسی کو وہاں کوئی نہیں ہے فَلَا تَدْخُلُوْهَا پس نہ داخل ہو ان گھروں میں، اور یہ معنی بھی کرتے ہیں اگر تم نہ پاؤ گھروں میں ایسے شخص کو جس کو تم نے ملنا ہے اور گھر میں عورتیں بچے ہیں پھر داخل نہ ہو، کیونکہ جس سے ملاقات کرنی ہے وہ تو گھر میں ہے نہیں تو تمہارے گھر میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو فرمایا گھروں میں داخل ہو حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے کیونکہ بعض دفعہ ملاقاتی دور سے آتے ہیں انہوں نے لازمی ملنا ہوتا ہے لہذا گھر کے

افراد اگر تمہیں اجازت دے دیں مودانے میں بٹھادیں تو مردانے میں بیٹھ جاؤ لیکن اندرزنان خانے میں عورتیں ہیں بچے ہیں وہاں تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے اجازت کا یہاں یہ مطلب ہے وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ فَارْجِعُوْا تو پس واپس لوٹ جاؤ هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ یہی چیز تمہارے لیے پاکیزہ ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا یہ کہ داخل ہو تم ایسے گھروں میں غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ جو سکونت والے نہیں ہیں جہاں عورتیں وغیرہ نہیں ہوتیں، مسافر خانہ ہے مسجد ہے ہوٹل وغیرہ ہے ایسے گھروں میں تمہیں داخل ہونے کی اجازت ہے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ اس میں تمہارا سامان ہو تو مسجد، مسافر خانہ میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے ہوسٹل ہے چند ساتھی کمرے میں رہتے ہیں وہاں تمہارا سامان ہے تو تمہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور جو تم چھپاتے ہو۔

مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے مومن مردوں کو يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ۔ اے علی رضی اللہ عنہ دوبارہ نہ دیکھو پہلی دفعہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ آدمی راستے پر جا رہا ہے تو دیکھ بھال کر چلے گا۔ بندہ ہے گدھا ہے یا اور کوئی چیز ہے اس دوران اگر عورت پر نگاہ پڑ گئی تو کوئی گناہ نہیں ہے، دوبارہ قصداً ارادے سے نگاہ نہیں اٹھانی وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہی چیز ان کے لیے ستھری ہے کیونکہ بدنظری بھی گناہ کا ذریعہ ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو وہ کرتے ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مومن عورتوں کو، پست رکھیں اپنی نگاہوں کو، اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی، اور ظاہر نہ کریں

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اپنی زینت کو مگر وہ جو ظاہر ہے اس سے اور چاہیے کہ لٹکائیں اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر، اور ظاہر نہ کریں اپنی زینت،

اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

مگر اپنے خاوندوں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے، یا اپنے بیٹوں کے سامنے، یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھتیجوں کے سامنے یا اپنے بھانجوں کے سامنے یا اپنی مسلمان عورتوں کے سامنے یا وہ جن کے مالک

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

ہیں ان کے داہنے ہاتھ، یا خدمت میں مشغول رہنے والوں کے جو خواہش نہیں رکھتے ہیں مردوں میں سے، یا وہ بچے جو مطلع

عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ

نہیں ہوئے عورتوں کے پردے پر اور نہ ماریں اپنے پاؤں تاکہ معلوم ہوجائے وہ جس کو وہ مخفی رکھتی ہیں اپنی زینت سے

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝31 وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى

اور توبہ کرو اللہ تعالیٰ کے سامنے سب کے سب اے مومنو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور نکاح کرو جو تم میں سے بے نکاح ہوں،

مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآىِٕكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ

اور نیک ہیں تمہارے غلاموں میں سے، اور لونڈیوں میں سے، اگر وہ محتاج ہوں گے تو غنی کردے گا اللہ تعالیٰ ان کو

فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝32

اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَغْضُضْنَ: وہ عورتیں نیچی رکھیں، اَبْصَارِهِنَّ: اپنی نگاہیں، يَحْفَظْنَ: وہ عورتیں حفاظت کریں، فُرُوْجَهُنَّ: اپنی شرمگاہیں، لَا يُبْدِيْنَ: وہ عورتیں ظاہر نہ کریں، زِيْنَتَهُنَّ: ان عورتوں کی زینت، وَلْيَضْرِبْنَ: اور چاہیے کہ وہ عورتیں اُوڑھے رہیں، بِخُمُرِهِنَّ: اپنی اوڑھنیوں کے ساتھ، جُيُوْبِهِنَّ: اپنے سینوں کو، اٰبَآىِٕهِنَّ: ان عورتوں کے باپ، اٰبَآءِ: باپ دادے، اَبْنَآىِٕهِنَّ: ان عورتوں کے بیٹے، اِخْوَانِهِنَّ: ان عورتوں کے بھائی، اَخَوٰتِهِنَّ: ان عورتوں کی بہنیں، نِسَآىِٕهِنَّ: ان عورتوں کی اپنی (یعنی مسلمان) عورتیں، اَيْمَانُهُنَّ: ان عورتوں کے داہنے ہاتھ، اَلتَّابِعِيْنَ: نوکر، اَلْاِرْبَةِ: حاجت، عَوْرٰتِ: پردے کی باتیں، بِاَرْجُلِهِنَّ: عورتیں اپنے پاؤں، لِيُعْلَمَ: کہ معلوم ہوجائے، مَا يُخْفِيْنَ: جو وہ عورتیں چھپاتی ہیں، اَيُّهَ: اے، اَنْكِحُوْا: تم نکاح کردیا کرو، اَلْاَيَامٰى: بغیر بیوی والا مرد، عِبَادِكُمْ: تمہارے غلام، اِمَآىِٕكُمْ: تمہاری باندیاں، يُغْنِهِمُ: ان کو (اللہ) غنی کردے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں سے آخر میں بیان ہوا کہ مرد حضرات اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اب یہاں عورتوں کو نظریں نیچی

رکھنے اور اپنے آپ کو لپیٹ کر رکھنے کا بیان ہے۔ اور اس چیز کو بیان فرمایا جارہا ہے کہ عورتیں اپنی زینت یعنی منہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کن لوگوں کے سامنے کھول سکتی ہیں ان رشتے داروں کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: عورتوں کے لیے پردے کے احکامات:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں مومن عورتوں کو يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ پست رکھیں اپنی نگاہوں کو وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی، قصداً اور ارادتاً بری نیت سے مرد کا عورت کو دیکھنا اور عورت کا مرد کو دیکھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، چلتے چلتے غیر ارادی طور پر نگاہ پڑ جائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہے لیکن قصداً اور ارادتاً دوبارہ دیکھا تو اس پر گرفت ہوگی جیسا کہ ابھی اس سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری۔ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی۔ اپنی عفت اور ناموس پر داغ نہ لگنے دیں وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اور ظاہر نہ کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو ظاہر ہے اس سے۔ مطلب یہ کہ عورت اپنی بناوٹی زیب و زینت یا بناؤ سنگھار کو غیر محرموں کے سامنے ظاہر نہ کرے یہ چیز فتنے کا باعث بنتی ہے۔ مگر وہ زینت جو ظاہر ہے مثلاً انگوٹھی پہنی ہوئی ہے تلے والی جوتی پہنی ہوئی ہے اب ظاہر ہے کہ چلتے ہوئے تلے والی جوتی اور انگوٹھی کو تو نہیں چھپا سکتی۔ اسی طرح بعض عورتوں نے نقش ونگار اور بیل بوٹے والی چادریں اوڑھی ہوتی ہیں تو وہ ان کو تو نہیں چھپا سکتیں۔ ان کو کہاں جیب میں ڈالیں گے شلوار کے پائنچوں پر کڑھائی کی ہوتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان کو چھپا نہیں سکتی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور چاہیے کہ لٹکائیں اپنی چادریں۔ خُمُرٌ خِمَارٌ کی جمع ہے جس کا معنی دوپٹا اور چادر ہے لٹکائیں اپنے دوپٹوں کو چادروں کو عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اپنے گریبانوں پر، ان کی چھاتی اور گلے کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو۔ اور یہ مسئلہ یاد رکھنا کہ ایسا باریک دوپٹا کہ جس سے بال نظر آئیں وہ عورت کے لیے پہننا صرف حرام ہی نہیں بلکہ قطعاً اور یقیناً اس کے اوڑھنے سے نمازیں بھی نہیں ہوتیں وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اور ظاہر نہ کریں اپنے بناؤ سنگار کو اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ بعوله بعل، کی جمع ہے، بعل خاوند کو کہتے ہیں مگر اپنے خاوندوں کے سامنے زینت کو ظاہر کریں اور اَوْ اٰبَآئِهِنَّ یا وہ عورتیں اپنے باپوں کے سامنے، باپ ہے، دادا ہے چچا ہے، آباء واجداد سارے اس میں آگئے اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے سامنے، وہ ان کے لیے باپ کے درجے میں ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ سسر سے چہرہ کس طرح چھپا سکتی ہے؟ یا وہ زیور جو انہوں نے ڈالے ہیں کس طرح چھپا سکتی ہے اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ یا اپنے بیٹوں کے سامنے بھی اظہار زینت کوئی گناہ نہیں ہے اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے سامنے بھی اظہار زینت کا کوئی گناہ نہیں ہے اَوْ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائیوں کے سامنے چاہے حقیقی بھائی ہوں چاہے باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے ہوں ان سے بھی کوئی پردہ نہیں ہے اور اظہار زینت کوئی گناہ نہیں ہے اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائی کے بیٹوں یعنی بھتیجوں کے سامنے زینت ظاہر کرے، کانٹے چوڑیاں ظاہر ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یعنی بھانجوں کے

سامنے، یہ بھی محرم ہیں ان کے سامنے بھی زینت کا اظہار کرسکتی ہیں اَوْ نِسَآئِهِنَّ یا اپنی عورتوں کے سامنے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ یا وہ جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس سے لونڈیاں مراد ہیں چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں آقا اور مالکن کا ان سے کوئی پردہ نہیں ہے غلام ہوں تو ان سے پردہ ہے اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ یا وہ تابع جو حاجت والے نہیں ہیں مردوں میں سے وہ کام کرنے والے خدمت کرنے والے جوان حدود سے نکل چکے ہیں جو خواہشات کی عمر ہے یعنی ضعیف العمر، بزرگ لوگ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ یا وہ بچے لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ جو عورتوں کے پردے کی جگہوں پر مطلع نہیں ہوئے چار پانچ سال کا بچہ ہے چھ سال کا ہے اس سے کوئی پردہ نہیں ہے لیکن آج کل جو دور ہے ماشاء اللہ چھوٹے چھوٹے بچے وہ باتیں کرتے ہیں ہم بوڑھوں کو بھی نہیں آتیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ اور نہ ماریں عورتیں اپنے پاؤں لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ کہ معلوم ہوجائے جس کو وہ مخفی رکھتی ہیں مِنْ زِيْنَتِهِنَّ اپنی زینت سے بعض علاقوں میں عورتیں پازیب پہنتی ہیں جس کو جھانجھر کہتے ہیں، پاؤں زور سے مارنے سے ان کی آواز آتی ہے تو زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کی آواز سے دوسروں کو پتا چلے پازیبوں کا، پازیبوں کے متعلق فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر اندر سے خالی ہوں اور ان میں سنگریزے ڈالے ہوئے ہوں جو بجتے ہوں تو ایسی پازیبیں حرام ہیں، اگر اندر سے ٹھوس ہوں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سے آواز پیدا ہوتی ہو یہ جائز ہیں لیکن عورت کو زور سے پاؤں نہیں مارنا چاہیے کہ آواز پیدا ہوجائے وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو سب کے سب اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ اے ایمان والو! لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

بغیر نکاح والوں کی جلد شادی کا حکم:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ ۔ اَيَامٰى اَيِّمٌ کی جمع ہے، اَيِّمٌ کا معنی ہے جس کا نکاح نہ ہوا ہو۔ یہ مرد پر بھی بولا جاتا ہے اور عورت پر بھی بولا جاتا ہے تو معنی ہوگا جن کے نکاح نہیں ہوئے ان کے نکاح فوراً کرادو وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں میں سے یہ نہ خیال کرو کہ یہ غلام ہیں وہ بھی انسان ہیں ان کے بھی نکاح کرادو تاکہ برائی پیدا نہ ہو وَاِمَآئِكُمْ اور لونڈیوں میں سے لونڈیوں کے بھی نکاح کرادو تاکہ برائی پیدا نہ ہو۔ یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں بتلائے ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو کبھی برائی کی نوبت نہ آئے، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لڑکے کے پاس کچھ نہیں ہے وہ خود کہاں سے کھائے بیوی کو کہاں سے کھلائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ اگر وہ محتاج ہوں گے جن کا تم نے نکاح کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ غنی کردے گا اللہ تعالیٰ انکو اپنے فضل سے ایک تو غیبی سبب ہے اور ایک ظاہری سبب ہے وہ یہ کہ جب تک آدمی پر بوجھ نہ پڑے اہل و عیال کا تو بندہ بے فکر رہتا ہے محنت و مزدوری کی طرف توجہ نہیں کرتا اور جب اس کے سر پر بوجھ پڑ جائے گا شادی ہوجائے

گی تو وہ فکر مند ہو جاتا ہے کہ میں نے کچھ کرنا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور چاہیے کہ گناہ سے بچیں وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کی طاقت یہاں تک کہ غنی کر دے ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

اور وہ غلام جو چاہتے ہیں مکاتبت ان میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ پس تم ان کو مکاتب بنالو، اگر جانتے ہو تو

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى

ان میں بھلائی اور دو ان کو اللہ تعالیٰ کے مال سے، اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اور مجبور نہ کرو اپنی لونڈیوں کو برائی پر

الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ

جب کہ وہ ارادہ رکھتی ہوں پاک دامنی۔ تاکہ تم تلاش کرو دنیا کی زندگی کا سامان اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا پس بیشک

اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿33﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ

اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں تمہاری طرف کھلی

مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿34﴾ ع

آیتیں اور مثال ان لوگوں کی جو گزر چکے ہیں تمہارے سے پہلے اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَجِدُوْنَ: (جو) نہیں پاتے ہیں، نِكَاحًا: نکاح کرنا، يُغْنِيَهُمْ: غنی کر دے انہیں، فَكَاتِبُوْهُمْ: تم مکاتب بنا دو انہیں، لَا تُكْرِهُوْا: تم مجبور نہ کرو، الْبِغَآءِ: بدکاری، اَرَدْنَ: وہ عورتیں چاہتی ہیں، تَحَصُّنًا: پاکدامنی، يُكْرِهْهُّنَّ: جو ان باندیوں کو مجبور کرے گا، اِكْرَاهِهِنَّ: ان عورتوں کو مجبور کرنا، مُّبَيِّنٰتٍ: واضح۔

ربط:

سابقہ آیات میں سے آخری آیت میں ذکر ہوا کہ بغیر نکاح والے مرد اور عورتوں کا نکاح کرو۔ اور اب ان آیات میں بیان کیا جا رہا ہے کہ جو مرد و عورتیں نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے وہ گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور بعد ازاں غلاموں اور لونڈیوں کے احکامات کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: برائی سے بچو:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا اور چاہیے کہ برائی سے بدکاری سے زنا سے بچیں وہ لوگ جو نہیں پاتے

نکاح کی طاقت، جوان ہیں صحت مند ہیں لیکن ابھی نکاح کا کوئی سبب نہیں بنا ان کو بدکاری سے بچنا چاہیے بچنے کے کئی طریقے ہیں۔

① ۔ روزہ رکھو کہ حدیث میں آتا ہے فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَآءٌ پس بے شک روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔

② ۔ مرد وعورت کے میل جول، تانک جھانک بے جا گفتگو سے بچو۔

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یہاں تک اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے غنی کردے۔ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور جو چاہتے ہیں مکاتبت ان میں سے جن کے مالک ہیں تمہارے ہاتھ۔ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا پس تم انکو مکاتب بنا دو اگر جانتے ہو تم ان میں بھلائی، اگر تم سمجھتے ہو کہ آزاد ہو کر شرافت کی زندگی بسر کریں گے اور بدکاری اور فحاشی کا سبب نہیں بنیں گے تو ان کو آزاد کردو۔ بلکہ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ اور دو تم انکو اس مال سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ مکاتب ہو گئے رقم کی شرط پر انہوں نے آزادی حاصل کر لی ہے تم مسلمان ہو ان کی مالی امداد بھی کرو۔ غلام اپنے آقا کو کہے کہ مجھ سے اتنی رقم لے کر مجھے آزاد کردو یا خود آقا کہے کہ تو مجھے اتنی رقم دے دے تو میں تجھے آزاد کر دیتا ہوں۔ اس معاملے کو جب تحریر میں لاتے ہیں تو اس کو کتاب اور کتابت کہتے ہیں اور اس معاملے کو مکاتبت کہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا گھناؤنا کردار:

عبداللہ بن ابی بن سلول کی لونڈیاں تھیں، وہ ان کو مجبور کرتا تھا کہ جا کر بدکاری کرو اور مجھے رقم لاکر دے دیا کرو اور وہ بیچاری زنا سے بچتی تھیں ایمان بھی لائی تھیں۔ تو فرمایا کہ جب وہ بچتی بھی ہیں پھر بھی ان کو مجبور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اور مجبور نہ کرو اپنی باندیوں کو بدکاری پر، اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا جب کہ وہ ارادہ رکھتی ہیں پاک دامنی کا، اگرچہ وہ چاہیں، ہے تو پھر بھی گناہ لیکن جب وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہیں تو تم ان پر جبر کیوں کرتے ہو؟ کیونکہ منافق بھی بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اس لیے خطاب کلمہ پڑھنے والے منافقین کو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو ایسا نہ کرو، لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تاکہ تم تلاش کرو دنیا کی زندگی کا سامان، وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا، فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ پس اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے کیونکہ تم نے ان کو مجبور کیا ہے۔

اللہ کے نیک بندوں پر بدکاری کے الزام پہلے بھی لگے:

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ اور البتہ تحقیق ہم نے نازل کیں تمہاری طرف آیتیں بالکل صاف صاف وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ اور مثالیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام پر

زلیخا نے الزام لگایا۔ یا حضرت مریم علیہا السلام پر یہودیوں نے الزام لگایا۔ ایسے ہی حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کر کے ان تمام ہستیوں کے دامن پاک کیے۔ فرق یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ایک بچے نے دی اور حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیر خوارگی میں دی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود آیات نازل فرمادی۔ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ

اللہ تعالیٰ روشن کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اس کے نور کی مثال جیسے طاقچہ ہے اس طاقچے میں چراغ ہے چراغ

فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

شیشے میں ہے اور وہ شیشہ گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے چمکتا ہوا، وہ چراغ جلایا جاتا ہے برکت والے درخت کے تیل سے،

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ

جو زیتون کا درخت ہے، نہ مشرق کی سمت ہے اور نہ مغرب کی سمت ہے قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے خود بخود اگرچہ نہ

نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

پہنچے اس کو آگ روشنی پر روشنی ہے ہدایت ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور سے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے مثالیں، لوگوں کے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿35﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ

لیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ ان گھروں میں یہ نور حاصل ہوتا ہے حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند کیا جائے

وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿36﴾

اور ذکر کیا جائے ان میں اس کا نام تسبیح بیان کرتے ہیں اس کے لیے ان گھروں میں پہلے اوقات میں اور پچھلے پہروں میں

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ

ایسے مرد، نہیں غافل کرتی ان کو سوداگری اور نہ بیچنا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿37﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

خوف کرتے ہیں اس دن کا، کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل، اور آنکھیں۔ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ بہتر ان کاموں کا

عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿38﴾

جو وہ کرتے ہیں اور زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بغیر حساب کے

مشکل الفاظ کے معانی:

كَمِشْكٰوةٍ: جیسے طاق، مِصْبَاحٌ: چراغ، زُجَاجَةٍ: قندیل، كَوْكَبٌ: ستارہ، دُرِّيٌّ: چمکدار، يُوْقَدُ: روشن کیا جاتا ہے، مُّبٰرَكَةٍ: مبارک، زَيْتُوْنَةٍ: زیتون، شَرْقِيَّةٍ: مشرقی رُخ، غَرْبِيَّةٍ: مغربی رُخ، زَيْتُهَا: اس کا تیل، يُضِيْٓءُ: چمکتا ہے، لَمْ تَمْسَسْهُ: نہیں چھوا اس کو، تُرْفَعَ: انہیں بلند کیا جائے، لَا تُلْهِيْهِمْ: غافل نہیں کرتی انہیں، تَتَقَلَّبُ: الٹ جائیں گی۔

ربط:

ابھی آپ نے مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی ''اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہے'' پڑھا کہ یہ قرآن کی آیتیں پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے نور سے فائدہ اٹھایا ہے اور آگے فرمایا کہ جن کے لیے نور نہیں ہے ان کو کہاں سے اللہ تعالیٰ نور دے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال بیان فرمائی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اللہ تعالیٰ ہی روشن کرنیوالا ہے آسمانوں اور زمین کا۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ اس کے نور کی مثال ایسے ہی ہے جیسے طاقچہ ہے، فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اس طاقچے میں چراغ ہے، اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ چراغ شیشے میں ہے، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ وہ شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ ہے، يُّوْقَدُ وہ چراغ جلایا جاتا ہے، مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ مبارک درخت کے تیل سے زَيْتُوْنَةٍ جو زیتون کا درخت ہے، لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ وہ شرق کی سمت ہے اور نہ مغرب کی سمت ہے، يَّكَادُ زَيْتُهَا قریب ہے کہ اس کا تیل، يُضِيْٓءُ روشن ہو جائے خود بخود، وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ اور اگرچہ اس کو آگ نہ پہنچے نور علی نور، روشنی پر روشنی ہے۔

یہاں بحث تو انتہائی طویل اور دقیق وعمیق ہے، میں مختصر بات کہتا ہوں۔ اللہ کے نور سے مراد اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ نُوْرُ مصدر بمعنی فاعل، آسمانوں اور زمینوں کو روشن کرنے والا ہے۔

بعض نے نور سے اس کی صفت بھی مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اَلنُّوْرُ الْهَادِيْ.

ایک ہے دیوار اس میں طاق ہے اس طاق کے اندر ہے چراغ۔ چراغ اتنا مستعد ہے کہ اگر اس کے قریب آگ نہ بھی کرو پھر بھی روشن ہونے پر آ جاتا ہے، آگ دکھاؤ تو روشن ہو جاتا ہے۔ انسان کا وجود جو ہے یہ ہے مثل دیوار اس میں جو سینہ ہے یہ ہے طاق اس میں جو دِل ہے وہ ہے چراغ اور اس دِل میں جو حق کے قبول کرنے کی استعداد ہے وہ ہے زیتون کا تیل۔ وہ ایسی استعداد ہے کہ کوئی مبلغ نہ آئے تو خود بخود روشن ہونے کو تیار ہے اور اگر مبلغ آئے سنتے ہی نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ۔ روشنی پر مزید روشنی ہے۔ وہ دل کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔

یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ ہدایت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لیے جس کو چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے، وَیَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لیے، وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اہل ایمان کی شان:

فِیۡ بُیُوۡتٍ ان گھروں سے حاصل ہوتا ہے، اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے ان کی شان بلند کی جائے، وَیُذۡکَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ اور ذکر کیا جائے ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام، یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا تسبیح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان گھروں میں، بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ پہلے اوقات میں اور پچھلے پہروں میں، رِجَالٌ ایسے مرد لَا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ نہیں غافل کرتی ان کو سوداگری وَّلَا بَیۡعٌ اور نہ بیچنا عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی یاد سے۔

تجارت اور بیع میں فرق یہ ہے کہ تجارت تو ایک مستقل پیشہ ہے کام یہی کرتا ہے اور بیع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا کوئی مستقل پیشہ نہیں ہے۔ کبھی کوئی کام کرلیا کبھی کوئی کام کرلیا۔

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ اور نماز قائم کرنے سے یہ چیزیں نہیں روکتی وہ نماز کو ان چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں، وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوةِ اور زکوٰۃ کے ادا کرنے سے یہ چیزیں نہیں روکتی، یعنی وہ دینی احکامات کو سب چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں۔ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے خوف کرتے۔ تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ کہ پلٹ جائیں گے اس میں دل اور آنکھیں، وہ قیامت کا دن ہے پلٹ کا مطلب یہ ہے کہ دل اوپر کو آجائیں گے جیسے نکل چکے ہیں۔

لِیَجۡزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ بہتر ان کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں جو انہوں نے اچھے اعمال کیے ہوئے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ بدلہ دے گا، وَیَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اور زیادہ دے گا ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے، اس نے ایک نیکی کی تو نو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے دے گا اور اگر فی سبیل اللہ کی مد میں وہ نیکی کی ہے تو چھ سو ننانوے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے دے گا۔ وَاللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے نمازیں روزے اللہ تعالیٰ جو رزق دیتا ہے اس میں کمی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر رزق میں کمی نہیں کرتا بلکہ ان چیزوں کی برکت سے رزق بڑھتا ہے۔

وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ کَسَرَابٍۭ بِقِیۡعَةٍ یَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَهٗ

اور وہ لوگ جو کافر ہیں، ان کے اعمال سراب کی مانند ہیں میدان میں خیال کرتا ہے اس کو پیاسا پانی، یہاں تک کہ جب پہنچا

لَمۡ یَجِدۡهُ شَیۡـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِیۡعُ

اس سراب کے پاس تو نہیں پاتا وہاں کوئی شے اور پایا اس کافر نے اللہ تعالیٰ کو اسکے پاس پس اللہ تعالیٰ نے پورا پورا کردیا اس کا

الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ

حساب اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ یا جیسے اندھیرے سمندر میں جو گہرا ہے جس کو ڈھانپتی ہے ایک موج اس

مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ

موج کے اوپر ایک اور موج، اس کے اوپر بادل ہے اندھیرے ہیں بعض کے اوپر بعض جس وقت نکالتا ہے اپنا ہاتھ نہیں قریب

يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ

کہ دیکھے اپنے ہاتھ کو جس شخص کے لیے نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے نور پس اس کے لیے نہیں ہے کوئی نور، کیا نہیں دیکھا آپ نے

اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اس کے لیے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور پرندے پر پھیلائے

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ

ہوئے ہر ایک تحقیق جانتا ہے اپنی بندگی کو اور اپنی تسبیح کو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو جو وہ کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾

ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے پھر کر جانا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَسَرَابٍ: جیسے چمکتی ریت، بِقِيْعَةٍ: چٹیل میدان میں، يَحْسَبُهُ: گمان کرتا ہے اسے، اَلظَّمْاٰنُ: پیاسا، لَمْ يَجِدْهُ: اس نے نہ پایا اسے، فَوَفّٰىهُ: سو اس نے پورا کر دیا اسے، لُجِّيٍّ: گہرا، يَغْشٰهُ: ڈھانپ رکھا ہے اسے، فَوْقِهٖ: اس کے اوپر، لَمْ يَكَدْ: نہیں قریب، يَرٰىهَا: کہ وہ دیکھے اسے، صٰٓفّٰتٍ: پرے باندھے ہوئے، صَلَاتَهٗ: اس کی دعا، تَسْبِيْحَهٗ: اس کی تسبیح۔

ربط:

اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی مثال بیان فرمائی اب کافروں کی حالت زار کو مثال کے ذریعے بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: کافروں کی دنیا میں حالت زار:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں، اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ ان کے اعمال کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ریت، بِقِيْعَةٍ چٹیل میدان میں، يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ خیال کرتا ہے اس کو پیاسا پانی، حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ یہاں تک کہ جب

وہ اس کے پاس پہنچتا ہے، لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا تو نہیں پاتا وہاں کوئی شے، پانی وانی کچھ نہیں تھا بلکہ دور سے چمکتی ہوئی ریت پر پانی کا دھوکہ ہو رہا تھا، وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اور پایا اس کافر نے اس کے پاس اللہ تعالیٰ کو، فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ پس اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا اس کا حساب اس کی جان نکل گئی، تو کفر کی حالت میں نیکی کے ثواب کی امید رکھنے والا دھوکے میں ہے۔ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور اللہ تعالیٰ جلدی حساب کرنے والا ہے۔

وہ کافر جو نیک اعمال کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مجھے اس کا کوئی صلہ ملے گا لیکن کفر کی حالت میں اسے بدلہ نہیں ملے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا سراب کہ پیاسے کو خیال آیا کہ وہ پانی ہے۔ وہاں گیا کہ پانی ہوگا لیکن سراب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح وہ کافر بھی امید تو رکھتا ہے کہ مجھے ثواب ملے گا لیکن جب قریب پہنچا موت کا وقت آیا تو سب ختم ہیں کفر کی حالت میں نیکی کا کوئی بدلہ نہیں۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ یا جیسے اندھیرے ہیں، فِيْ بَحْرٍ ایسے سمندر میں، لُّجِّيٍّ جو بڑا گہرا ہے، يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ جس کو ڈھانپتی ہے ایک موج، مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ اس کے اوپر ایک اور موج، مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ اس کے اوپر بادل ہے یعنی ایک آدمی ایسے سمندر کی تہہ میں ہے جو بڑا گہرا ہے۔ اس کے اوپر پانی کی موج، اس کے اوپر پانی کی ایک اور موج ہے پھر اس پر بادل ہے یہ ایسے اندھیروں کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اس کو تو اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آئے گا۔

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ اندھیرے ہیں بعض کے اوپر بعض جس وقت نکالتا ہے اپنا ہاتھ نہیں قریب کہ دیکھے اپنے ہاتھ کو۔ ہاتھ تو تب نظر آئے کہ کچھ روشنی ہو، اتنے اندھیروں میں ہاتھ کیا نظر آئے گا۔ فرمایا، وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور جس شخص کے لیے نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے نور پس اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے اللہ تعالیٰ نور اس کے لیے بناتا ہے جو نور کا طالب ہوتا ہے اور جو شخص نور کا طالب ہی نہیں ہے اس کو اللہ تعالیٰ نور عطا نہیں فرماتا۔ اب اس آیت میں دوسری قسم کے کافروں کی مثال بیان فرمائی ہے یہ وہ کافر ہیں جو نیکی کو نیکی سمجھتے ہی نہیں وہ کفر کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں نہ قیامت کا اقرار، نہ نیکی کا پتہ۔ ایسے کافروں کی مثال بیان فرمائی گئی کہ یہ ایسے کفر کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے کوئی گہرے سمندر میں ڈوبا ہوا ہو۔ اندھیری رات، سمندر کی موج پر موج، آسمان پر کالے سیاہ بادل ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا کہ اگر اپنا ہاتھ بھی اپنی آنکھ کے قریب کرے تو نظر نہیں آئے گا۔ تو فرمایا ایسا شخص جو نیکی کا طالب گار ہی نہیں، نور ایمان کا طلب گار ہی نہیں اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا نور بھی نہیں ہے۔

فرمان انسان کے علاوہ ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ کیا نہیں دیکھا آپ نے بیشک اللہ تعالیٰ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تسبیح بیان کرتی ہے اس کے لیے جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ اور پرندے پر پھیلائے ہوئے

فضا میں وہ بھی اپنے اندازہ سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ ؕ ہر ایک شے نے جان لی اپنی بندگی اور اپنی تسبیح ، وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کو جو اس کی مخلوق کرتی ہے نیکی بدی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا ، وہی خالق ہے وہی مالک ہے وہی مدبر ہے وہی مصرف ہے اور متصرف بھی ہے زمینوں اور آسمانوں میں ۔ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اس کے لیے تیاری کرلو کہ کیا لے کر جانا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا

کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ چلاتا ہے بادلوں کو پھر ان کو جوڑتا ہے پھر بنا دیتا ہے ان کو تہہ بہ تہہ

فَتَرَى الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں بارش کو نکلتی ہے ان کے درمیان سے اور نازل کرتا ہے آسمان کی طرف سے اس میں جو پہاڑ ہیں

فِيۡهَا مِنۡۢ بَرَدٍ فَيُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَصۡرِفُهٗ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرۡقِهٖ

اولوں کے ، پس پہنچاتا ہے وہ اولے جس کو چاہے اور پھیرتا ہے اس کو جس سے چاہے ، قریب ہے اس کی بجلی کی چمک ،

يَذۡهَبُ بِالۡاَبۡصَارِ ؕ ﴿43﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى

لے جائے آنکھوں کی روشنی کو ، بدلتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بیشک اس میں البتہ عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

الۡاَبۡصَارِ ﴿44﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنۡ مَّآءٍ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰى بَطۡنِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ

اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر جانور کو پانی سے پس ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں اپنے پیٹ کے بل اور ان میں سے وہ بھی

مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰى رِجۡلَيۡنِ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰٓى اَرۡبَعٍ ؕ يَخۡلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ

ہیں جو چلتے ہیں دو پاؤں پر اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو چلتے ہیں چار پاؤں پر پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے بیشک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿45﴾ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ البتہ تحقیق ہم نے اتاری ہیں آیتیں کھول کر بیان کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿46﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا

جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔ اور یہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ، اور ہم نے اطاعت کی ،

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰۤـئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝47 وَاِذَا دُعُوۡۤا اِلَى

پھر پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں سے، اس کے بعد اور یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جس وقت ان کو دعوت دی جاتی ہے

اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ۝48 وَاِنۡ يَّكُنۡ لَّهُمُ

اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کریں اچانک ایک گروہ ان میں سے اعراض کرنے

الۡحَـقُّ يَاۡتُوۡۤا اِلَيۡهِ مُذۡعِنِيۡنَ ۝49 اَفِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ اَمِ ارۡتَابُوۡۤا اَمۡ يَخَافُوۡنَ

والا ہوتا ہے۔ اور اگر ہو ان کے لیے حق تو آتے ہیں حق کی طرف بڑی جلدی سے چل کر۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا

اَنۡ يَّحِيۡفَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ؕ بَلۡ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝50 ع

انہوں نے شک کیا ہے، یا وہ ڈرتے ہیں یہ کہ ظلم کرے گا ان پر اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُؤَلِّفُ: وہ ملاتا ہے، رُكَامًا: تہ بہ تہ، اَلۡوَدۡقَ: بارش، خِلٰلِهٖ: اس کے درمیان سے، بَرَدٍ: اولے، يَصۡرِفُهٗ (عَنۡ): ہٹا دیتا ہے اسے، سَنَا: چمک، بَرۡقِهٖ: اس کی بجلی، بَطۡنِهٖ: اس کا پیٹ، رِجۡلَيۡنِ: دو پاؤں، مُذۡعِنِيۡنَ: فرمانبردار، اِرۡتَابُوۡۤا: وہ شک میں پڑے، يَحِيۡفَ: وہ ظلم کرے گا۔

ربط:

اس سے قبل آیات میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کا نور آسمانوں و زمین میں ہے اور جس کے لئے نور نہیں، اس کو نور حاصل نہیں ہوتا۔ اب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کے کچھ دلائل ہیں کہ ان کو دیکھ کر سمجھ میں تو سب کچھ آسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کا وجود، اس کی حکمت یہ سب سمجھ آسکتا ہے اور اگر کوئی نہ سمجھنا چاہے تو اس کے لئے کچھ نہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں:

اَلَمۡ تَرَ اے انسان کیا تو نے نہیں دیکھا، اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا بیشک اللہ تعالیٰ چلاتا ہے بادلوں کو، ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو اڑاتی ہیں، چلاتی ہیں، ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ پھر ان کو جوڑتا ہے بادل پہلے جدا جدا ٹکڑے ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ ٹکڑے اکٹھے ہو جاتے ہیں، ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا پھر بنا دیتا ہے ان کو تہہ در تہہ، پہلے بادل باریک ہوتا ہے پھر اس کو گہرا کر دیتا ہے، فَتَرَى الۡوَدۡقَ پھر آپ دیکھتے ہیں بارش کو، يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ نکلتی ہے ان بادلوں کے درمیان سے۔

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف سے، مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا مِنۡۢ بَرَدٍ اس میں جو پہاڑ

ہیں اولوں کے۔ فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ پس پہنچاتا ہے وہ اولے جس کو چاہے جن لوگوں پر وہ چاہتا ہے اولے برساتا ہے۔ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ اور پھیرتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے جہاں نہیں برسانے ہوئے وہاں نہیں برساتا، اسی بادل سے بارش برستی ہے اسی بادل سے ژالہ باری ہوتی ہے یہ کون کرتا ہے؟

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ قریب ہے اس کی بجلی کی چمک، يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ لے جائے آنکھوں کو، حکماء لکھتے ہیں کہ جب بجلی چمکے تو اس کو نہیں دیکھنا چاہیے یا تو آدمی اندھا ہو جائے گا یا بینائی متاثر ہوگی۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ بدلتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کو۔ رات آتی اُس کے بعد دن آتا ہے۔ ہفتے، ماہ وسال وغیرہ۔ پھر کبھی راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہوتے ہیں کبھی دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ بے شک اس میں (عقل کی) آنکھوں والوں کے لیے بڑی نشانیاں اور عبرت ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر جانور کو مخصوص قسم کے پانی سے جو اس نوع کا نطفہ ہے انسانوں کو انسان کے نطفے سے گدھے کو گدھے کے نطفے سے علی ہذا القیاس باقی جانور ہیں، یہ ہر نوع کے جانور کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ پس ان میں سے بعض وہ ہیں جو چلتے ہیں پیٹ کے بل جیسے سانپ وغیرہ اور اتنے تیز چلتے ہیں کہ بعض ٹانگوں والے بھی ان کو نہیں پہنچ سکتے، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں دو پاؤں پر جیسے انسان ہیں مرغیاں ہیں پرندے ہیں، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ اور ان میں سے وہ ہیں جو چلتے ہیں چار ٹانگوں پر، گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ۔ ان سب کو پیدا کرنے والا کون ہے، يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ایک جانور ہے کن کھجورہ اس کی چوالیس ٹانگیں ہیں بائیس ایک طرف اور بائیس ایک طرف اور ایک جانور ہے اس کو ہزار پائے کہتے ہیں، پانچ سو ٹانگ ایک طرف اور پانچ سو ایک طرف، ان سب کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ البتہ تحقیق ہم نے نازل کی ہیں آیتیں کھول کر بیان کرنے والی حقیقت کو کھول کر رکھ دیتی ہیں، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف، اور ہدایت دیتا کس کو ہے؟ جو طالب ہوتا ہے ہدایت حاصل کرنے کی نیت کرے جبراً اللہ تعالیٰ ہدایت کسی کو نہیں دیتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

اوپر دو طبقوں کا ذکر تھا مومن مخلص اور کافر۔ اب آگے درمیانی طبقے کا ذکر آئے گا جن کو منافق کہتے ہیں۔ تفسیر مدارک وغیرہ میں آپ کو اس مقام پر ملے گا کہ بشر نامی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا زمین کے بارے میں یہودی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں، ان سے فیصلہ کرا لیں لیکن بشر منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں

کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار تھا۔ یہودی نے کہا کہ نہیں، میں تو محمد ﷺ ہی کے پاس لے چلوں گا۔ جب منافق نے یہ دیکھا کہ یہ کسی اور جگہ جانے کو تیار نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دونوں حاضر ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا جب باہر آئے تو بشر منافق نے یہودی سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی نے پورا واقعہ سنایا اور بتادیا کہ محمد ﷺ نے ہمارے بارے میں یہ فیصلہ فرمادیا ہے اور اب یہ چاہتا ہے کہ آپ سے فیصلہ کرائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں یہ کہ کر وہ اندر گھر میں تشریف لے گئے اور اندر سے تلوار لے کر نکلے جس سے بشر منافق کو انہوں نے قتل کردیا اور فرمایا کہ جو اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو ہمارے نزدیک اس کا یہ فیصلہ ہے اس پر آیت نازل ہوئی (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے) فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کرکے دکھادیا اسی وجہ سے ان کو فاروق کہا جانے لگا۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ اور یہ کہتے ہیں کہ ایمان لائے اللہ پر، وَبِالرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ پر ایمان لائے، وَاَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے قائل ہیں، ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ پھر پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں سے، مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ اس کے بعد، وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یہ لوگ مومن نہیں ہیں یہ صرف زبان سے ایمان کا دعوی کرتے ہیں ان آیات کو بار بار پڑھو اور ان پر غور وفکر کرو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اس کے رسول پر اور ان کے اطاعت گزار ہیں لیکن عملی طور پر پھر جاتے ہیں یہ اپنے دعوی میں بالکل جھوٹے ہیں۔ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جب ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی طرف، لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرادیں، اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اچانک ایک گروہ ان میں سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے۔

وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ اور اگر ہوا ان کے لیے حق کہ ان کو ملے گا، يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ تو آتے ہیں حق کی طرف بڑی جلدی سے چل کر۔ جب ان کو پتا چلتا ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ سے کچھ ملے گا بھاگ کر آتے ہیں، اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے، اَمِ ارْتَابُوْٓا یا شک کرتے ہیں اَمْ يَخَافُوْنَ یا خوف کرتے ہیں، اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ یہ کہ ظلم کرے گا ان پر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ، بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہرگز نہیں وہی لوگ ظالم ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے گریز کرتے ہیں۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

پختہ بات ہے بات ایمان والوں کی ہے جس وقت ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تاکہ

بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿51﴾ وَمَنْ

وہ فیصلہ کریں ان کے درمیان تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ

شخص اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے اور بچے گا اس کی نافرمانی سے پس یہی

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿52﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ

لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حکم دیں گے تو وہ ضرور

لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

نکلیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم قسمیں مت اٹھاؤ دستور کے مطابق اطاعت ہے، بیشک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کاروائی

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿53﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا

سے، جو تم کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اگر تم نے روگردانی

فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ

کی پس پختہ بات ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ وہ چیز ہے جو ان کو اٹھوائی گئی ہے، اور تمہارے اوپر وہ چیز ہے جو تمہیں اٹھوائی گئی ہے

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿54﴾

اور اگر تم اطاعت کرو گے ان کی تو ہدایت پالو گے اور نہیں ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے مگر پہنچا دینا کھول کر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَّقْهِ: اس سے ڈرتا ہے، اَمَرْتَهُمْ: تو نے حکم دیا انہیں، لَيَخْرُجُنَّ: وہ البتہ ضرور نکل جائیں گے، لَا تُقْسِمُوْا: تم قسمیں نہ کھاؤ، مَعْرُوْفَةٌ: معلوم، حُمِّلَ: اس پر ذمہ داری ڈالی گئی، حُمِّلْتُمْ: جو تم پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے، تُطِيْعُوْهُ: (اگر) تم اُن کی اطاعت کرو گے۔

ربط:

اوپر منافقین کا ذکر تھا کہ ان کو جب دعوت دی جاتی ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اعراض کرتے ہیں۔ اس کے برعکس مؤمنین کا ذکر ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا یعنی ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی اور ہم ان کی اطاعت کریں گے۔

تفسیری نکات: مؤمنین کی شان:

اِنَّمَا پختہ اور یقینی بات ہے، كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ بات ایمان والوں کی ہے؟ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جب ان کو دعوت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ اللہ تعالیٰ اور

اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان فیصلہ کریں اس کے مومنوں کی بات یہ ہوتی ہے کہ، اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ؕ کہتے ہیں، کہ ہم نے حکم سن لیا اور مان لیا، کوئی حیلہ بہانہ نہیں کرتے۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اور یہی لوگ کامیاب ہیں، وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ اور جو اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، وَيَخۡشَ اللّٰهَ وَيَتَّقۡهِ اور ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے اور بچتا رہے گا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

منافقین کو عتاب:

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مضبوط اپنی قسمیں، لَئِنۡ اَمَرۡتَهُمۡ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حکم دیں گے، لَيَخۡرُجُنَّ ؕ البتہ ضرور نکلیں گے جہاد کے لیے، قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ تم مت قسمیں اٹھاؤ، طَاعَةٌ مَّعۡرُوۡفَةٌ ؕ دستور کے مطابق اطاعت ہے ہم تمہاری اطاعت کو جانتے ہیں، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو، تم جھوٹے لوگ ہو ایسے ہی خواہ مخواہ جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہو، قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، اَطِيۡعُوا اللّٰهَ صحیح معنی میں سچ مچ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو صحیح معنی میں فَاِنۡ تَوَلَّوۡا پس اگر تم نے روگردانی کی اور اطاعت سے پھر گئے، فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہے، مَا حُمِّلَ وہ بات جو ان پر ڈالی گئی ہے جس کے وہ مکلف ہیں اس کا ان سے سوال ہوگا، وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ؕ اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر ڈالی گئی ہے ذمہ داری۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ وہ ہے جو بوجھ ان پر ڈالا گیا ہے جس کے وہ مکلف ہیں اس کا سوال ان سے ہوگا اور تمہارے ذمہ وہ چیز ہے جو تم پر عائد کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا ؕ اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پاؤ گے، اور فرمایا سن لو، وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ اور نہیں ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے مگر بات کو پہنچا دینا کھول کر، تسلیم کرانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ میں داخل نہیں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فریضہ ادا کر چکے ہیں، اب تم ہدایت حاصل کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى

وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے، اور انہوں نے عمل کیے اچھے البتہ ضرور خلیفہ بنائے گا ان کو

الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى

زمین میں جیسے خلیفہ بنایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے اور البتہ ضرور قدرت دے گا ان کو ان کے دین کو وہ دین جو پسند کیا

لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا

ہے ان کے لیے، اور البتہ ضرور بدل دے گا، ان کے لیے، ان کے خوف کے بعد امن کو وہ میری عبادت کریں گے، نہیں

يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿55﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

شریک کریں گے میرے ساتھ کسی شے کو، اور جس نے کفر کیا اس کے بعد پس یہی لوگ نافرمان ہیں، اور قائم کرو نماز اور ادا کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿56﴾ لَا تَحْسَبَنَّ

زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز نہ گمان کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بارے میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿57﴾ ع ۱۴

جو کافر ہیں وہ عاجز کرنے والے ہیں زمین میں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور البتہ وہ برا ٹھکانہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ: وہ البتہ ضرور حکومت دے گا انہیں، اسْتَخْلَفَ: اس نے حکومت دی، لَيُمَكِّنَنَّ: وہ البتہ ضرور قوت دے گا، لَيُبَدِّلَنَّهُمْ: وہ البتہ ضرور بدلہ میں دے گا ان کو، خَوْفِهِمْ: ان کا خوف، يَعْبُدُوْنَنِيْ: وہ میری عبادت کرتے ہیں۔

ربط:

اس سے قبل منافقین پر عتاب فرمایا گیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے ہیں اب آگے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جارہا ہے جنہوں نے کمال اطاعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کو خلافت راشدہ نصیب کی۔ یہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے منقبت کے لیے نص صریح ہے۔

تفسیری نکات: خلافت راشدہ کا بیان:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے جو نزول قرآن کے وقت موجود ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جنہوں نے عمل کیے اچھے۔ اچھے عمل کرنے والے مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس بات کا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ البتہ ضرور خلیفہ بنائے گا فِي الْاَرْضِ ان کو زمین میں۔

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ جیسا کہ اس نے خلافت بخشی ان لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں خلفاء بنائے تم میں سے بھی ضرور بنائے گا، وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ اور البتہ ضرور قدرت دے گا جما دے گا ان کے لیے ان کے دین کو۔ یعنی ان کے ذریعے دین کو خوب پھیلائے گا۔ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ جو

دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔یعنی دین اسلام جس کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل کیا اس دین کو ان خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ذریعے دنیا میں پھیلائے گا۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ اور البتہ ضرور تبدیل کردے گا، اللہ تعالیٰ ان کے لیے خوف کے بعد امن کو، يَعْبُدُوْنَنِيْ وہ میری عبادت کریں گے لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔تو ان آیات میں خلافت راشدہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ اور جس نے کفر کیا اس کے بعد فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ پس یہی لوگ نافرمان ہیں۔

مومنین کے کرنے والے کام:

اللہ تعالیٰ نے اوپر ایمان کے ساتھ صالح اعمال کا بھی ذکر فرمایا تھا اب ان صالح اعمال کا بیان ہورہا ہے۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کرو وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پہلو اور ہر چیز میں اطاعت کرو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے مخاطب ہرگز نہ خیال کر ان لوگوں کے بارے میں جو کافر ہیں، کہ مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وہ عاجز کرنے والے ہیں، زمین میں کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹال سکیں یہ کافر اللہ کے دین کو دہرانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹالنا چاہتے ہیں، یہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتے، وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور البتہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو چاہیے کہ اجازت طلب کریں تم سے، وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں، اور وہ بچے

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ

جو نہیں پہنچے بلوغت کو تم میں سے تین دفعہ (تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں) فجر کی نماز سے پہلے اور جس وقت

ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

تم اتارتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، نہیں ہے تم پر

وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

اور نہ ان پر کوئی گناہ ان تین اوقات کے بعد پھرنے والے تم پر بعض تمہارے بعض پر۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿58﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

تمہارے لیے آیات، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔اور جس وقت پہنچ جائیں بچے تمہارے بلوغت کو پس چاہیے

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ

کہ وہ اجازت طلب کریں جیسا کہ اجازت طلب کی ہے ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے اسی طرح بیان کرتے ہیں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿59﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ عورتیں جو بیٹھنے والی ہیں جو نہیں امید رکھتی

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ

نکاح کی، پس نہیں ہے ان پر کوئی گناہ، کہ وہ اتاریں اپنے کپڑے اس حال میں کہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں زینت کو

وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿60﴾

اور اگر وہ بچ کر رہیں تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَسْتَاْذِنْكُمْ: چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں تم سے، لَمْ يَبْلُغُوْا: (جو) نہیں پہنچے، اَلْحُلُمَ: بلوغ، مَرّٰتٍ: مرتبہ، تَضَعُوْنَ: تم اُتارتے ہو، ثِيَابَكُمْ: تمہارے کپڑے، اَلظَّهِيْرَةِ: دوپہر، بَعْدَهُنَّ: ان کے بعد، طَوّٰفُوْنَ: بکثرت آنے جانے والے، اَلْاَطْفَالُ: لڑکے، فَلْيَسْتَاْذِنُوْا: پس چاہیے کہ وہ اجازت لیں، اِسْتَاْذَنَ: اجازت لی، يَضَعْنَ: کہ وہ عورتیں اتاریں، ثِيَابَهُنَّ: ان عورتوں کے کپڑے، مُتَبَرِّجٰتٍ: ظاہر کرنے والیاں، يَّسْتَعْفِفْنَ: وہ عورتیں بچاؤ کریں۔

ربط:

اس سے پہلے اسی سورت کی آیت نمبر (٢٧) ستائیس یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا یعنی اے ایمان والو تم دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو اب یہاں بیان ہونے والے احکامات کا تعلق بھی اُس آیت نمبر (٢٧) ستائیس کے حکم جیسا ہی ہے۔ نیز پہلے گھر سے باہر والوں کے لیے احکامات بیان کیے گئے تھے اب ان لوگوں آیات میں ان کو اجازت لینے کا حکم ہو رہا ہے جو گھر کے اندر ہی کے افراد ہیں یعنی اولاد، لونڈیاں اور غلام نوکر وغیرہ۔

تفسیری نکات: گھر والوں کو بھی تین اوقات میں اجازت طلب کرنی چاہیے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ چاہیے کہ اجازت طلب کریں تم سے وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں تمہارے غلام اور لونڈیاں (اور نوکر وغیرہ) تم سے

اجازت لے کر تمہارے پاس آئیں۔ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ اور وہ بچے بھی اجازت لے کر آئیں جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے۔ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ تین دفعہ۔ تین اوقات میں تم سے اجازت طلب کریں وہ تین اوقات کون سے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے پابندی لگائی ہے۔ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فجر کی نماز سے پہلے یعنی رات کے پچھلے پہر بلا اجازت مت داخل ہوں اور غلام اور لونڈی اور نابالغ بچے بھی۔ دوسرا وقت، وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ اور جس وقت تم اتارتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لیے۔

وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اور عشاء کی نماز کے بعد بھی ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ لہٰذا ان تین اوقات میں نہ جائیں کہ معلوم نہیں کہ انسان بے فکری میں اپنے گھر میں کس حالت میں ہو، لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَلَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ نہیں ہے تم پر اور نہ ان پر تین اوقات کے بعد۔ یعنی لونڈی غلام (اور نوکر وغیرہ) اور چھوٹے بچے کو ان اوقات کے علاوہ اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اجازت کی وجہ یہ ہے کہ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ پھرنے والے تم پر بعض تمہارے بعض پر تم میں سے بعض تم پر چکر لگانے والے ہیں ان کو کام کاج کے لیے ہر وقت آنا جانا ہوتا ہے لہٰذا ان تین اوقات کے علاوہ انہیں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھو کہ جب لونڈی، غلام اور نابالغ بچوں کو ان تین اوقات میں اجازت لے کر داخلے کا حکم دیا جا رہا ہے تو بالغ اولاد اور گھر کے دیگر افراد کے لیے خصوصاً اجازت لینا ضروری ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات تاکہ تمہیں مسائل کا علم ہو جائے۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس نے اپنے علم اور حکمت کی بنیاد پر یہ قوانین نازل فرمائے ہیں۔

یہ حکم بالغوں کے لیے بھی ہے:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ اور جس وقت پہنچ جائیں تمہارے بچے بلوغت کو، جب تمہارے بچے بالغ ہو جائیں فَلْیَسْتَاْذِنُوْا پس چاہیے کہ وہ اجازت طلب کریں كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسا کہ اجازت طلب کی ہے ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے یعنی بچے جب بلوغت کو پہنچ جائیں پھر انہیں ان تین وقتوں کے علاوہ اور وقتوں میں بھی اجازت طلب کرنی چاہیے۔

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ اسی طرح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں۔

عمر رسیدہ عورتوں کے لیے حکم:

اسی اجازت طلب کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے متعلق فرمایا، وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ

لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا اور وہ عورتیں جو بیٹھنے والی ہیں جو نہیں امید رکھتیں نکاح کی یعنی عمر کے اس حصے میں پہنچ چکی ہیں کہ اب ان میں نکاح کی خواہش باقی نہیں ہے، فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ پس نہیں ہے ان پر کوئی گناہ، اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ کہ وہ اتاریں اپنے زائد کپڑے مطلب یہ کہ جو بوڑھی عورتیں اس عمر تک پہنچ جائیں کہ انہیں مرد کی خواہش نہیں ہے، اور وہ گھر میں بیٹھی ہیں تو اپنے زائد کپڑے برقع چادر وغیرہ اتار سکتی ہیں۔ کیونکہ گھر میں تو ہلکا پھلکا دوپٹا ہی کافی ہے مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ اس حال میں کہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں زینت کو۔ اگر فالتو کپڑے اتار دینے سے زینت ظاہر نہیں ہوتی تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ اور یہ کہ وہ بچ کر رہیں تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ اپنی عصمت اور عفت کو بچا کر رکھیں یعنی پردے کا پورا خیال رکھیں تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہے، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے ہر بات کو۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

نہیں ہے اندھے پر کوئی گناہ، اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے، اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے۔ اور نہ تمہاری

اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ

اپنی جانوں پر کہ کھاؤ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے،

اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں

عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ

سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو،

اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ

یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ کھاؤ تم اکٹھے یا الگ الگ پس جب تم داخل ہو گھروں میں،

بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

پس سلام کرو اپنے لوگوں پر، دعائے خیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جو بابرکت ہے، اور پاکیزہ ہے، اسی طرح بیان کرتا ہے

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿61﴾ ع ۸ ۱۴

اللہ تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم سمجھو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَعْرَجِ: لنگڑا، اَلْمَرِيْضِ: بیمار، اٰبَآئِكُمْ: تمہارے باپ، اَعْمَامِكُمْ: تمہارے چچا، اَخْوَالِكُمْ: تمہارے ماموں، مَلَكْتُمْ: تم مالک ہو، مَفَاتِحَهٗٓ: اس کی چابیاں، اَشْتَاتًا: الگ الگ، فَسَلِّمُوْا: (تو) تم سلام کرو۔

ربط:

اوپر کسی کے گھر میں جانے کا ذکر تھا کہ اجازت کے بغیر نہ جاؤ، اب کسی کے گھر میں جانے کی اجازت ہو جائے تو وہاں کھانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔لہٰذا کھانے کا مسئلہ بھی بیان کر دیا کہ گھر میں گئے تو کھا بھی سکتے ہو۔

یہاں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بعض اوقات یہ لوگ کسی کے گھر جاتے تھے۔تو کھانے سے شرماتے تھے کہ ہم تو ان کو کچھ نہیں دے سکتے کچھ کما نہیں سکتے ہم کیسے کھائیں۔

فرمایا کہ نہیں کوئی حرج نہیں تم نہیں کما سکتے نظر کچھ نہیں آتا، لنگڑے ہو، بیمار ہو، کھانے کا وقت ہے احساس کمتری نہ پیدا کرو۔

دوسری وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔کچھ تو ویسے تنفر کرتے تھے اور دیندار لوگ اس لئے اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ یہ نابینا اس کو چیزیں نظر نہیں آئیں گی،

یہ لنگڑا ہے یہ وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔یہ بیمار ہے تھوڑا کھائے گا مجھے اس کے ساتھ نہیں کھانا چاہئے۔کہ میں تو بسیار خور ہوں اور یہ بیچارہ کم کھائے گا۔

تفسیری نکات: اپنے گھر اور دوسروں کے گھروں میں کھانے کے آداب:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے نابینا پیدا کیا ہے اور روٹی کھانے کا وقت ہے کھالے کوئی عیب والی بات نہیں ہے، وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ لنگڑے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے، وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ اور بیمار پر بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ کھانے کے وقت عزیز رشتہ داروں کے پاس گیا اور وہ کھانا پیش کرتے ہیں تو کھالے کوئی گناہ نہیں ہے۔وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اور نہ تمہاری جانوں پر کوئی گناہ ہے، اَنْ تَاْكُلُوْا کہ کھاؤ تم اپنے گھروں سے، مفسرین کرام کا ایک گروہ کہتا ہے کہ مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ سے مراد اپنے بیٹوں کے گھر ہیں کہ بیٹوں کے گھر اپنے گھر ہوتے ہیں، ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے والد صاحب مجھ سے کھانے کی چیزیں مانگتے ہیں تو میں کیا کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ، تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔اگر وہ نہیں کھائے تو اور کون کھائے گا اور بیٹا ہو کر ماں باپ کو نہیں کھلائے گا تو اور کون کھلائے گا؟

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھاؤ تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ یا اپنی

ماؤں کے گھروں سے کھاؤ کہ تم الگ رہتے ہو، اور تمہاری ماں الگ رہتی ہے کھانے کا وقت ہے وہ تمہیں کھانا پیش کرتی ہے گریز نہ کرو کھالو، اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے کھاؤ، اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ یا اپنی بہنوں کے گھروں سے۔ کھانے کا وقت ہے تم بہن بھائی کے گھر گئے ہو وہ کھانا پیش کرتے ہیں کھالو کوئی حرج نہیں ہے۔ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ یا اپنے چچا کے گھروں سے کھاؤ، چچے تائے ایک ہی بات ہے۔ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے کھاؤ، اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے کھاؤ، اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے کھاؤ، کھانے کے وقت ان کے گھر ہو وہ کھانا پیش کرتے ہیں کھا سکتے ہو کوئی حرج نہیں ہے اور اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ یا ان کے گھروں سے کہ ان کی کنجیوں کے تم مالک ہو مثال کے طور پر تمہارا منشی ہے تمہارا خادم ہے وہ تمہارے کارخانے میں بیٹھتا ہے تمہاری دکان پر کام کرتا ہے چابیاں اس کے پاس ہیں مگر مالک تم ہو وہ تمہارا امین ہے اس کے گھر تم کسی کام کے لیے گئے ہو کھانے کا وقت ہے وہ تمہیں کھانے کا کہے تو کھالو۔ یہ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ کھاؤ تم اکٹھے ہو کر یا الگ الگ۔ ایسے لوگ بھی تھے کہ اکیلے نہیں کھاتے تھے جب ان کو روٹی دی جاتی تو رکھ کر انتظار کرتے کہ کوئی آئے گا تو کھائیں گے۔

گھروں میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرو:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہا کرو۔ دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو اور اہل خانہ کو سلام کہو۔ یہاں اپنے گھر کے متعلق حکم ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم گھروں میں جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہو، فرماتے ہیں کہ میں نے تو آزمایا ہے کہ یہ سراسر برکت ہے، تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعائے خیر ہے، مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ جو کہ بابرکت ہے اور پاکیزہ ہے لہٰذا اپنے گھروں میں داخلے کے وقت سلام کر کے داخل ہو، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح بیان کرتے ہیں اللہ آیتیں تمہارے لیے، لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم سمجھو اور ان میں غور و فکر کرو ان پر عمل کرو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

پختہ بات ہے، ایمان والے، وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جب وہ ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

کے ساتھ، کسی اجتماعی معاملے میں تو وہ نہیں جاتے، یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیں، بیشک وہ لوگ جو

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پس جب وہ

اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

اجازت طلب کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ذاتی کام کے لیے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں، جس کو چاہیں ان میں سے،

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ

اور معافی مانگیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ نہ بناؤ رسول اللہ کے بلانے کو اپنے درمیان

كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

جیسا کہ تمہارا بلانا ہے بعض کا بعض کو، تحقیق جانتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے، پس چاہیے کہ ڈریں

الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ

وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی یہ کہ پہنچے انہیں کوئی فتنہ، یا پہنچے ان کو کوئی عذاب دردناک۔ بیشک

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے جس پر تم ہو اور جس دن لوٹائے جائیں

ع ١٥ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾

گے اس کی طرف پس وہ ان کو خبر دے گا اس کی جو وہ انہوں نے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ يَذْهَبُوْا: وہ نہیں جاتے، يَسْتَاْذِنُوْهُ: (حتی کہ) اجازت لیتے ہیں اس سے، شَاْنِهِمْ: اپنے بعض کاموں، يَتَسَلَّلُوْنَ: وہ کھسک جاتے ہیں، لِوَاذًا: آڑ میں ہو کر، يُخَالِفُوْنَ: وہ مخالفت کرتے ہیں۔

ربط:

اوپر عام مسلمانوں کا اپنے دوستوں اور رشتے داروں کے گھروں میں جانا اور کھانے پینے سے متعلق اعمال کا بیان تھا اب ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں جانا اور وہاں سے واپس آنا، وہاں بیٹھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر وغیرہ بلانے کے آداب واحکام کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کے آداب واحکام:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ پختہ اور یقینی بات ہے کہ صحیح مومن وہ ہیں، اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جو حقیقتاً ایمان لائے

اللہ پر۔ اور اس کے رسول ﷺ پر، وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ اور جب وہ ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی اجتماعی معاملے میں، لَّمْ يَذْهَبُوْا نہیں جاتے، حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ سے اجازت لیتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مفسر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم کی مجلس سے تو بغیر اجازت کے جانا حرام تھا اور یہ نص قرآن سے ثابت ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ بیشک وہ لوگ جو اجازت مانگتے ہیں آپ ﷺ سے، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر، فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ ﷺ سے، لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ اپنے کسی ذاتی کام کے لیے، فَاْذَنْ آپ ﷺ اجازت دے دیں، لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ان میں سے جس کو چاہیں، وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اور بخشش مانگیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ اس مجلس کو چھوڑ کر گئے ہیں ان کو معاف کر دے۔ کیونکہ اجازت مانگنے والا جس کام کے لیے گیا ہے یا تو وہ دنیا کا کام ہوگا اور آپ ﷺ کی مجلس دینی امور کے متعلق ہے تو اس نے دنیا کے کام کو دین کے کام پر ترجیح دی ہے اور یہ گناہ ہے لہٰذا اس کے لیے ان کے لیے معافی مانگیں اور اگر وہ بھی دین کا کام ہے تو پھر کوتاہی یہ ہوئی کہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنا زیادہ اہم اور ضروری تھا اس لیے آپ ﷺ ان کے لیے معافی مانگیں، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلمان نبی کریم ﷺ کو کیسے بلائیں:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا نہ بناؤ رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو اپنے درمیان ایک دوسرے کے بلانے کی طرح۔

یہاں مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس آیت کی تین تفاسیر بیان فرمائیں ہیں:

(اوّل) پہلی تفسیر یہ کہ اوپر ذکر تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جب تم کسی اجتماعی کام میں ہو یعنی آپ ﷺ بلائیں تو اجازت کے بغیر نہ جاؤ۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ نہ سمجھو آپ ﷺ کی دعوت کو آپس میں جیسے بعض کو بعض کی دعوت ہوتی ہے۔ کہ تمہاری مرضی ہے قبول کرو یا نہ کرو پیغمبر ﷺ کی دعوت کو قبول کرنا ایمان ہے۔ تو آپ ﷺ کی دعوت کو اپنی دعوتوں پر قیاس نہ کرنا کہ آؤ آؤ نہ آؤ نہ آؤ۔ تو دعاء سے دعوت مراد ہے۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو بلاؤ تو ایسے نہ بلاؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ یا زید یا بکر وغیرہ۔ اس طرح تم کہو یا محمد ﷺ بلکہ یوں کہو یا رسول ﷺ اللہ یا نبی ﷺ اللہ وغیرہ ادب واحترام سے۔

(سوم) تیسری یہ کہ اپنی دعاؤں کی طرح پیغمبر ﷺ کی دعا مت سمجھو کہ قبول ہونا ضروری نہیں بلکہ پیغمبر کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں تو اپنی دعاؤں کی طرح نبی علیہ السلام کی دعا کو مت سمجھو۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے آڑ بنا کر۔ مثلاً ایک آدمی نے رخصت مانگی کہ حضرت مجھے کام ہے، آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی اور دوسرا اس کی آڑ میں بغیر اجازت کے نکل گیا تو فرمایا ایسوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ پس چاہیے کہ ڈریں، وہ لوگ، يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ جو مخالفت کرتے ہیں آپ ﷺ کے حکم کی کس بات سے ڈریں؟ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ کہ پہنچے ان کو کوئی فتنہ، کوئی آزمائش آجائے جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ احد کے موقع پر کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم غلط فہمی کا شکار ہو کر آپ ﷺ کے حکم کی مخالف کر بیٹھے جس کے نتیجے میں ستر آدمی شہید ہوئے اور بہت سارے زخمی ہوئے اور فتح شکست میں بدل گئی۔ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یا پہنچے ان کو دردناک عذاب۔ آسمان کی طرف سے عذاب آئے اور اس میں سب تباہ و برباد ہو جائیں، اَلَآ خبردار، اِنَّ لِلّٰهِ بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے پیدا بھی اس نے کیا ہے ملک بھی اسی کی ہے، اور اس میں تصرف بھی اسی کا ہے اس کے سوا کوئی خالق ہے نہ مالک ہے، نہ مدبر ہے آسمانوں اور زمینوں کا، قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ تحقیق وہ جانتا ہے اس حالت کو جس پر تم ہو، نیکی بدی جس حالت پر ہو سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ اور جس دن لوٹائے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف، فَيُنَبِّئُهُمْ پس وہ ان کو خبر دے گا، بِمَا عَمِلُوْا ۭ جو انہوں نے عمل کیے ہیں، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الفرقان مکی سورت ہے۔ اس کا نام سورۃ الفرقان اس وجہ سے ہے کہ اس کی پہلی آیت میں ہی لفظ فرقان آرہا ہے۔ اس کی ستتر (۷۷) آیات ہیں اور چھ (۶) رکوع ہیں ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا پچیسواں (۲۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا بیالیسواں (۴۲) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اکتالیس (۴۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

برکت والی ہے وہ ذات جس نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا، قرآن کریم اپنے بندے پر تا کہ ہو جائے تمام جہان والوں کے لیے

نَذِيْرًا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي

ڈرانے والا، وہ اللہ اسی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور نہیں بنائی اس نے اولاد اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک

الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً

ملک میں، اور اس نے پیدا کیا ہر چیز کو، پس مقرر کی اس نے ہر چیز کی تقدیر، اور انہوں نے بنا لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے معبود

لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

وہ نہیں پیدا کرتے کسی چیز کو، اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، اور وہ نہیں مالک اپنی جانوں کے لیے نقصان کے اور نہ نفع کے

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ

اور وہ نہیں مالک موت کے، نہ زندگی کے اور نہ اٹھ کھڑے ہونے کے، اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں، نہیں ہے یہ قرآن مگر

افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا

جھوٹ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گھڑا ہے اور امداد کی ہے اُن کی اس قرآن پر دوسرے لوگوں نے پس تحقیق لائے ہیں یہ لوگ

وَّزُوْرًا ﴿۴﴾ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى

اور جھوٹ، اور کہا ان لوگوں نے، یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے ہیں، پس وہ املاء کرائی جاتی ہے

عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ

اُن کے سامنے، اور پچھلے پہر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اتارا ہے اس کو اس ذات نے جو جانتی ہے اچھی چیز کو آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور زمین میں بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقْدِيْرًا: اندازہ مقرر کرنا، مَوْتًا: مرنا، نُشُوْرًا: زندہ کرنا، اَعَانَهٗ: اس کی مدد کی، زُوْرًا: جھوٹ، اِكْتَتَبَهَا: اس نے لکھوالیا انہیں، تُمْلٰى: پڑھے جاتے ہیں، اَصِيْلًا: شام کا وقت۔

ربط:

سورۃ النور کے آخر میں توحید کا ذکر تھا کہ "لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اس سورۃ میں پہلے توحید کا ذکر ہے۔ پھر رسالت کا۔ دوسرا ربط یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سورۃ النور کے آخر میں رسول ﷺ کا ذکر تھا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ اور اس میں بھی آگے رسالت کا ذکر موجود ہے۔ اس سورۃ کا نام ہے فُرْقَان ہے یعنی فرقان سے مراد وہ کتاب جو حق وباطل میں فرق کرے "لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا" یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی کہ لِیَکُوْنَ کی ضمیر راجع ہے بسوئے عبد کہ وہ عبد ہو جائے عَالَمِیْنَ کے لئے نذیر اور یہ بھی آپ کو تفسیر ملے گی کہ یَکُوْنَ کی ضمیر فرقان کی طرف راجع ہے کہ وہ فُرْقَان عَالَمِیْنَ کے لئے نذیر ہو۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ اور قرآن کی حقانیت کا اعلان:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ برکت والی ہے وہ ذات نَزَّلَ الْفُرْقَانَ جس نے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا قرآن کریم کو۔ فرقان کا معنی ہے فرق کرنے والا۔ قرآن کریم ایمان اور کفر میں فرق کرنے والا ہے۔ توحید اور شرک میں فرق کرنے والا ہے، حلال اور حرام میں فرق کرنے والا ہے، جائز اور ناجائز میں فرق کرنے والا ہے، سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا ہے۔ اور نَزَّلَ کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا قرآن تیئس (۲۳) سال میں مکمل نازل ہو عَلٰى عَبْدِهٖ اپنے بندے پر لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا تا کہ ہو جائے تمام جہان والوں کے لیے ڈرانے والا، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ نے عالمین جمع کا صیغہ بولا ہے کہ اس جہان میں کئی جہان ہیں کئی عالم ہیں، انسانوں کا عالم ہے جنات کا عالم ہے، فرشتوں کا عالم ہے حیوانات کا عالم ہے۔

کیا آپ ﷺ فرشتوں کے لئے بھی پیغمبر تھے؟

یہاں ایک لمبی چوڑی بحث ہے کہ آنحضرت ﷺ انسانوں اور جنوں کے لئے تو پیغمبر تھے تو کیا آپ ﷺ فرشتوں کے لئے بھی مبعوث تھے؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام بیہقی، امام حلیمی، امام محلی اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی طرف نہیں بھیجے گئے۔

ان کے مدمقابل سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث تھے اور فرماتے

ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر اجماع نقل کرنا عجیب ہے وہ فرماتے ہیں کہ عالمین میں فرشتے بھی شامل ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حیوانات کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث تھے۔ یہ نہیں کہ وہ مکلّف ہیں بلکہ بایں معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات ان کے لئے بھی رحمت ہیں۔

دلیل پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے اس نے شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو بلایا اور فرمایا "لِمَنْ هٰذَا الْبَعِيْرِ" اس نے کہا کہ میرا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ نے تمہاری تین شکایتیں کیں۔ ایک اس کو پورا چارہ نہیں ڈالتا، دوسرا پانی بروقت نہیں پلاتا، تیسرا دھوپ میں باندھ دیتے ہو۔ فرمایا اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ ان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ اللہ اسی کے لیے ملک آسمانوں کا اور زمین کا، زمین اور آسمان کا خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے اور ان میں تصرف بھی اسی کا ہے۔ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا اور نہیں بنائی اس نے اولاد، اس میں رد ہو گیا یہود و نصاریٰ کا دوسری مشرک قوموں کا۔ وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک ملک میں، نہ آسمانوں میں اور اس کا کوئی شریک ہے اور نہ زمین میں نہ پیدا کرنے میں نہ اولاد دینے میں، نہ رزق دینے میں اس کا کوئی شریک ہے نہ تکلیفیں دور کرنے میں اس کا کوئی شریک ہے، کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کا قطعاً کوئی شریک نہیں ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ہر چیز کی تقدیر بھی اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ یاد رکھنا، تقدیر کا مسئلہ حق ہے، قرآن کریم میں بھی ہے اور احادیث میں بھی ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اور بنا لیے ان بیوقوفوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے معبود۔ کسی کا لات خدا ہے کسی کا منات خدا ہے، کسی کا عزیٰ وغیرہم۔ فرمایا سن لو لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا جن کو انہوں نے معبود بنایا ہے وہ کسی چیز کے خالق نہیں ہیں، انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی، وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اور وہ نہیں مالک اپنی جانوں کے لیے نقصان کے اور نہ نفع کے۔ جو اپنی جانوں کے نفع نقصان کے مالک نہ ہوں وہ کسی کو نفع نقصان کیا پہنچا سکتے ہیں؟ وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً اور وہ نہیں مالک اپنی موت کے اور نہ ہی زندگی کے مالک ہیں۔ وَّلَا نُشُوْرًا اور نہ قیامت والے دن اٹھ کھڑے ہونے کے مالک ہیں اور نہ کسی کو اٹھا سکتے ہیں کسی کے پاس کسے شے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

قرآن حکیم پر کفار کے اعتراضات کا جواب:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں، اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ قرآن کریم، اِلَّآ اِفْكُ مگر جھوٹ، افْتَرٰىهُ جس کو اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ) نے گھڑا ہے وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ اور اس کی امداد کی ہے ان قرآن کے بنانے پر دوسرے لوگوں نے۔ بقول فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا پس تحقیق لائے ہیں یہ لوگ ظلم

اور جھوٹ، وَقَالُوْٓا اور انہوں نے کہا، اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اسطورہ کی جمع ہے، اسطورہ کا معنی ہے ناول، قصہ کہانی، کافروں نے کہا یہ قرآن پاک قصے، کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن پاک میں نیکوں کے قصے بھی ہیں اور بروں کے قصے بھی ہیں، مگر وہ محض قصے نہیں ہیں بلکہ ان میں نصیحت اور عبرت ہے، اكْتَتَبَهَا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصے لکھ لیے ہیں، فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ پس وہ ان کو قصے املاء کروائے جاتے ہیں، بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پہلے پہر اور پچھلے پہر۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَنْزَلَهُ الَّذِيْ اتارا ہے قرآن کو اس ذات نے يَعْلَمُ السِّرَّ جو جانتی ہے مخفی چیز کو، فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں، وَالْاَرْضِ اور زمین میں، یہ بندوں کا بنایا ہوا ہے اور گھڑا ہوا نہیں ہے، حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے جس کی وجہ سے تم بچتے چلے آ رہے ہو ورنہ اگر تمہاری زیادتیوں کو دیکھ کر سزا دے تو تم ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ

اور کہا کافروں نے، کیا ہو گیا ہے، ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے ہیں کھانا اور چلتے ہیں بازاروں میں کیوں نہیں اتارا گیا

اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ

ان کی طرف فرشتہ پس ہوتا وہ فرشتہ ان کے ساتھ ڈرانے والا، یا کیوں نہیں ڈالا جاتا ان کی طرف خزانہ، یا کیوں نہیں ان کے

جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

لیے باغ کھاتے اس باغ سے اور کہا ظالموں نے تم نہیں پیروی کرتے مگر ایسے آدمی کی جن پر جادو کیا ہوا ہے، دیکھ کیسے بیان

ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ

کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مثالیں، پس گمراہ ہو گئے پس نہیں طاقت رکھتے راستے کی، برکت والی ہے وہ ذات اگر وہ

شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ

چاہے، بنا دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر اس سے، باغات، جاری ہوں ان کے نیچے نہریں، اور بنا دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

لیے کوٹھیاں اور محل، بلکہ جھٹلایا انہوں نے قیامت کو، اور تیار کیا ہم نے اس کے لیے جس نے جھٹلایا قیامت کو شعلہ مارنے

سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا

والا عذاب، جب دیکھے گی ان کو دوزخ دور کی جگہ سے، سنیں گے اس کا جوش اور آواز، اور جب ڈالے جائیں گے اس دوزخ

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا

میں تنگ جگہ میں، جکڑے ہوئے بیڑیوں میں، مانگیں گے وہاں ہلاکت کو، نہ مانگو تم آج کے دن ایک ہلاکت، اور مانگو تم ہلاکتیں بہت زیادہ

ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کے باغ، جن کا وعدہ کیا گیا ہے متقیوں کے ساتھ، ہوگی ان کے لیے بدلہ، اور لوٹنے کی جگہ

جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾

ان کے لیے اس جنت میں وہ ہوگا جو وہ چاہیں گے ہمیشہ رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ذمے، وعدہ جس کا سوال کیا جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَسْوَاقِ: بازار، يُلْقٰى: ڈالا جاتا ہے، رَاَتْهُمْ: وہ (آگ) دیکھے گی اُن کو، تَغَيُّظًا: جوش وغصہ، زَفِيْرًا: چیخ وپکار، اُلْقُوْا: وہ ڈال دیئے جائیں گے، ثُبُوْرًا: ہلاکت۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں کفار نے قرآن کے اوپر اعتراضات کیے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا اب کفار کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات اور ان کا رد فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے اعتراضات:

وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے، مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ کیا ہو گیا ہے ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو، يَاْكُلُ الطَّعَامَ کھانا کھاتے ہیں، وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ اور چلتے ہیں بازاروں میں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷ میں دیا، وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ، اور نہیں بنائے ہم نے پیغمبروں کے ایسے جسم کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ جب وہ بشر ہیں انسان ہیں تو سارے بشری تقاضے بھی ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ، لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ کیوں نہیں اتارا گیا ان کی طرف فرشتہ، فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا پس وہ ہوتا ان کے ساتھ ساتھ ڈرانے والا، وہ فرشتہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا اور راستہ صاف کرتا لوگوں کو کہتا ہٹ جاؤ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر آ رہا ہے۔

اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ یا ڈالا جاتا ان کی طرف خزانہ۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یا ہوتا ان کا باغ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ کھاتے اُس بات سے پھل۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اور کہا ظالموں نے، اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا نہیں پیروی کرتے تم مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے جس پر جادو کیا گیا ہو اس کا دماغ کام نہیں کرتا تم پاگل کے پیچھے لگے ہوئے ہو، (نعوذ باللہ)۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ آپ ﷺ دیکھیں کیسی کیسی مثالیں آپ ﷺ کے سامنے بیان کرتے ہیں، کیسی کیسی باتیں آپ ﷺ کے متعلق کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کھاتا پیتا کیوں ہے، کبھی کہتے ہیں بازار کیوں جاتا ہے، کبھی کہتے ہیں اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں ہے، کبھی کہتے ہیں اس پر خزانہ کیوں نہیں اترتا، کبھی کہتے ہیں اس کے پاس باغ کیوں نہیں ہے۔ فَضَلُّوْا پس گمراہ ہو گئے سب کے سب، فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا پس نہیں طاقت رکھتے راستے کی۔ یعنی سیدھے راستے پر، چلنے کی طاقت نہیں رکھتے، ان کا دماغ ہی بہت خراب ہے۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ بڑی برکت والی ہے وہ ذات، اِنْ شَآءَ اگر وہ چاہے، جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ تو بنادے آپ ﷺ کے لیے بہتر اس سے جو باغ وغیرہ ان کے ذہن میں ہے، جَنّٰتٍ کئی باغ، تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہوں ان کے نیچے نہریں، وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا قصور اقصر کی جمع ہے بمعنی محل کوٹھی، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کوٹھیاں بنادے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے مگر ایسا کرنا حکمت کے خلاف ہے عوام تو مال و دولت کی وجہ سے آپ ﷺ کے قریب آئیں گے پھر قرآن اور آپ ﷺ کی صداقت تو واضح نہیں ہوگی، اور نہ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ ان پر ظاہر ہوں گے، بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ بلکہ ان لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا ہے کہتے ہیں قیامت کوئی چیز نہیں ہے، وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ اور ہم نے تیار کی اے اس کے لیے جو جھٹلاتا ہے، قیامت کو، سَعِيْرًا شعلے مارنے والی آگ کا عذاب۔

جہنم کا کفار کو دیکھ کر چیخنا:

اِذَا رَاَتْهُمْ جب وہ آگ ان کو دیکھے گی اور یہ لوگ آگ کو دیکھیں گے، مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے، سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا سنیں گے اس کا جوش اور آواز۔ جیسے تنور یا بھٹی وغیرہ میں آگ تیز ہو تو شوں شوں کی آواز نکلتی ہے ایسے ہی اس آگ کی آواز ہوگی اور دوزخی گدھوں کی طرح چیخیں گے۔

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا اور جس وقت وہ دوزخ میں ڈالیں جائیں گے، مَكَانًا ضَيِّقًا تنگ جگہ میں، مُّقَرَّنِيْنَ جکڑے ہوئے ہاتھ بھی اور پاؤں بھی کہ حرکت بھی نہ کر سکیں، پھر کیا کریں گے، دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا وہاں اپنے لیے ہلاکت مانگیں گے کہ ہم مر جائیں اور عذاب سے چھٹکارا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا، لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا نہ مانگو تم آج کے دن ایک ہلاکت، وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا بہت سی ہلاکتیں مانگو۔ مگر وہاں تو یہ ہوگا کہ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (سورۃ اعلیٰ)۔ دوزخی نہ دوزخ میں مریں گے نہ جئیں گے۔

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں، اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ۔ آگ کے شعلوں میں یا یہ پختگی کے باغات بہتر ہیں۔ كَانَتْ لَهُمْ

جَزَآءً وَّمَصِيْرًا یہ ان کے لیے بدلہ ہوگا اور لوٹ کر جانے کی جگہ۔

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ان کے لیے ان جنتوں میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے مثال کے طور پر اگر جنتی خواہش کرے گا میں اڑ کر فلاں ساتھی کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کا ساتھی فرض کرو اتنا دور ہو جتنا یہاں سے امریکا ہے تو ایک منٹ میں اس کے پاس پہنچ جائے گا، اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھ کر خواہش کرے گا یہ میری خوراک بن جائے تو ایک منٹ میں پلیٹ میں بھنا ہوا سامنے آجائے گا، کسی پھل کی خواہش کرے گا تو وہ پھل لٹکا ہوا سامنے آجائے گا، اور پھر خٰلِدِيْنَ ؕ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے جو خوش نصیب جنت میں داخل ہو گیا، وہ وہاں سے نکالا نہیں جائے گا، كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ذمے متقیوں کے لیے جنت میں داخلے کا وعدہ جس کا سوال کیا جائے گا۔ یعنی اللہ نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دے گا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ

اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا، اور ان کو جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پس فرمائے گا کیا تم نے

اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿17﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ

گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا وہ خود راہ سے بھٹک گئے، وہ کہیں گے آپ کی ذات پاک ہے، نہیں تھا مناسب ہمارے لیے

اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ

یہ کہ ہم بنائیں آپ سے نیچے نیچے کارساز، اور لیکن آپ نے ان کو فائدہ پہنچایا اور ان کے آباء واجداد کو، یہاں تک کہ وہ بھول

وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿18﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

گئے نصیحت اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے، پس تحقیق انہوں نے جھٹلا دیا تم کو، ان باتوں میں جو تم کہتے ہو، پس تم طاقت

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿19﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

نہیں رکھتے پھرنے کی، اور نہ مدد کرنے کی اور جس نے ظلم کیا تم میں سے ہم چکھائیں گے اس کو عذاب بڑا، اور نہیں بھیجے ہم نے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبر مگر بیشک وہ البتہ وہ کھانا کھاتے تھے اور چلتے پھرتے تھے بازاروں میں اور بنایا ہم نے تم میں

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿20﴾ ع ۲ / ۱۷

سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش، کیا تم صبر کرتے ہو، اور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب دیکھنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَضۡلَلۡتُمۡ: تم نے گمراہ کیا، مَتَّعۡتَهُمۡ: آپ نے آسودگی دی انہیں، بُوۡرًا: برباد ہونے والے، كَذَّبُوۡكُمۡ: انہوں نے تمہیں جھٹلایا، تَسۡتَطِيۡعُوۡنَ: تم استطاعت رکھتے ہو، صَرۡفًا: پھیرنا، تَصۡبِرُوۡنَ: تم صبر کرتے ہو۔

ربط:

اس سے پہلے قرآن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرنے والے کفار کا تذکرہ اور ان کو دوزخ میں ملنے والی سزاؤں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اب یہاں مشرکین نے جن نیک بندوں کی پوجا کی۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن پوچھ گچھ اور ان نیک بندوں کا جواب ذکر کیا جا رہا ہے۔

تیسری نکات: مشرکین نے جن ہستیوں کی پوجا کی ان سے باز پرس:

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو، وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور اس مخلوق کو بھی جس کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اکٹھا کر کے، فَيَقُوۡلُ پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ سوال کرے گا ان سے جن کی عبادت کی گئی، ءَاَنۡتُمۡ اَضۡلَلۡتُمۡ عِبَادِىۡ هٰٓؤُلَآءِ کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے کہا تھا ہمیں معبود بنالو، اور یہ تمہارے عابد ہو جائیں اور تم معبود ہو جاؤ، اَمۡ هُمۡ ضَلُّوا السَّبِيۡلَ یا وہ خود گمراہ ہوئے ہیں راستے سے اور تمہارا کوئی دخل نہیں ہے، اپنی پوزیشن واضح کرو، قَالُوۡا وہ جواب دیں گے، سُبۡحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے، مَا كَانَ يَنۡۢبَغِىۡ لَنَاۤ نہیں تھا مناسب ہمارے لیے۔ ہمیں یہ حق نہیں تھا، اَنۡ نَّتَّخِذَ مِنۡ دُوۡنِكَ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ یہ کہ ہم بنائیں آپ سے نیچے نیچے کارساز۔ حاجت روا مشکل کشا، فرمایا درس بنائیں ہمیں یہ حق نہیں تھا، وَلٰـكِنۡ مَّتَّعۡتَهُمۡ اور لیکن آپ نے ان کو فائدہ پہنچایا۔ وَاٰبَآءَهُمۡ اور ان کے باپ دادا کو، حَتّٰى نَسُوا الذِّكۡرَ‌ۚ یہاں تک کہ وہ بھول گئے نصیحت کو، وَكَانُوۡا قَوۡمًۢا بُوۡرًا بورا بائر کی جمع ہے اور بائر کا معنی ہے ہلاک ہونا۔ اور تھے یہ لوگ ہلاک ہونے والے۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکوں سے کہیں گے، فَقَدۡ كَذَّبُوۡكُمۡ بِمَا تَقُوۡلُوۡنَ ۙ پس تحقیق انہوں نے جھٹلا دیا تم کو ان باتوں میں جو تم کہتے ہو۔ جن کو تم حاجت روا، مشکل کشا فریاد رس اور دستگیر سمجھتے تھے انہوں نے تمہیں جھٹلا دیا، کہ ہم نے تو ان کو یہ سبق قطعاً نہیں دیا، فَمَا تَسۡتَطِيۡعُوۡنَ صَرۡفًا پس تم طاقت نہیں رکھتے عذاب کو ہٹانے کی جو تم پر ہے، وَّلَا نَصۡرًا‌ ۚ اور نہ ایک دوسرے کی مدد کی طاقت رکھتے ہو۔

فرمایا وَمَنۡ يَّظۡلِمۡ مِّنۡكُمۡ اور جو ظلم کرے گا تم میں سے نُذِقۡهُ عَذَابًا كَبِيۡرًا ہم اس کو چکھائیں گے بڑا عذاب۔ یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جس میں کہا جا رہا ہے کہ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ کہ بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

رسول اور نبی شروع سے انسان ہی ہوتے آئے ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبر، اِلَّآ اِنَّهُمْ مگر بیشک وہ لَيَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ البتہ کھانا کھاتے تھے، وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ اور چلتے پھرتے تھے بازاروں میں، جب انبیائے کرام انسان اور بشر تھے آدمی تھے تو تمام بشری تقاضا سوائے معصیت کے ان کے ساتھ لگے ہوئے تھے ان کو بھوک پیاس بھی لگتی تھی کہ گرمی سردی بھی محسوس ہوتی تھی۔ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اور بنایا ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے فتنہ آزمائش، کسی کو امیر کسی کو غریب کسی کو کوئی شکل دی کسی کو کوئی شکل دی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں تو معلوم ہوا کہ کھانا پینا خرید وفروخت پیغمبر کے منصب کے خلاف نہیں ہے اَتَصْبِرُوْنَ اے مسلمانو تم کافروں کی ان باتوں پر صبر کرو وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ دیکھنے والا ہے۔ اُس سے کوئی شے اچھی بُری چھپی ہوئی نہیں ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى

اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی، کیوں نہیں اتارے گئے ہم پر فرشتے یا ہم کیوں نہیں دیکھتے

رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

اپنے رب کو، البتہ تحقیق تکبر کیا انہوں نے، اپنی جانوں میں اور انہوں نے سرکشی کی بڑی سرکشی، جس دن دیکھیں گے وہ فرشتوں

لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى

کو نہیں خوش خبری ہوگی اس دن مجرموں کے لیے، اور وہ کہیں گے پردہ ہو روکا ہوا، اور ہم اقدام کریں گے اس چیز کی طرف جو

مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿٢٣﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

انہوں نے کی ہے عمل سے پس ہم اس کو کر دیں گے بکھیرا ہوا، جنت والے اس دن خیر بہتر ہوں گے ٹھکانے کے لحاظ سے

خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ

اور بہت بہتر ہوں گے دوپہر کے آرام کی جگہ سے، اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں کے ساتھ، اور اتارے جائیں

الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

گے فرشتے اتارے جانا، سچا ملک اس دن رحمن کے لیے ہوگا، اور ہوگا وہ دن کافروں پر سخت،

عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

اور جس دن کاٹے گا ظالم، اپنے ہاتھوں کو کہے گا، کاش میں بنالیتا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راستہ،

سَبِيْلًا ﴿27﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿28﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ

ہائے افسوس مجھ پر کاش میں نہ بناتا فلاں کو دوست، البتہ تحقیق اس نے گمراہ کیا مجھے قرآن سے بعد اس کے وہ نصیحت

جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿29﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي

آ گئی میری پاس، اور ہے شیطان انسان کو رسوا کرنے والا، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے رب بیشک میری قوم

اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿30﴾

نے بنالیا ہے اس قران پاک کو چھوڑا ہوا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عُتُوًّا: سرکشی کرنا، حِجْرًا: رکاوٹ، مَحْجُوْرًا: روکا ہوا، قَدِمْنَآ: متوجہ ہوئے، هَبَآءً: غبار، مَنْثُوْرًا: پریشان، مُسْتَقَرًّا: قیام گاہ، مَقِيْلًا: آرام گاہ، تَشَقَّقُ: پھٹ جائے گا، عَسِيْرًا: بہت سخت، يَعَضُّ: وہ دانتوں سے کاٹے گا، اِتَّخَذْتُ: میں اختیار کرتا، فُلَانًا: فلاں شخص، اَضَلَّنِيْ: اس نے مجھے بہکایا، خَذُوْلًا: دھوکہ دینے والا، مَهْجُوْرًا: چھوڑا ہوا۔

ربط:

سابقہ آیات سے کفار و مشرکین کے اعتراضات اور ان کا رڈ اور ان کو ملنے والی جہنم میں سزاؤں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ اب کفار کے اس اعتراض کا رڈ کیا جارہا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ قیامت کوئی چیز نہیں مرنے کے بعد زندہ ہونا کوئی شے نہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی تفصیل سے قیامت کے احوال یہاں بیان فرمارہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے ہوشربا احوال:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے، لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا جو امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی یعنی وہ قیامت کے منکر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نہ قیامت ہے نہ میدان محشر ہے نہ اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی انہوں نے کہا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ کیوں نہیں اتارے گئے ہم پر فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آتے ہیں ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟

اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ ہم کیوں نہیں دیکھتے اپنے رب کو۔ یہ کہتے ہیں کہ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ ہے ہم کو رب کیوں نظر نہیں آتا۔ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ البتہ تحقیق انہوں نے تکبر کیا اپنی جانوں میں اپنے دلوں میں، وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا اور سرکشی کی بڑی سرکشی۔ یہ باتیں ان کی تکبر اور سرکشی کی ہیں۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ جس دن دیکھیں گے وہ فرشتوں کو، لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ اس دن خوش خبری نہیں ہوگی مجرموں کے لیے، وَيَقُوْلُوْنَ اور وہ کہیں گے حِجْرًا رکاوٹ ہو ہمارے اور فرشتوں کے درمیان، مَّحْجُوْرًا بڑی مضبوط رکاوٹ ہو۔ جس دن فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرم کہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان آڑ ہو،

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ اور ہم اقدام کریں گے اس طرف جو انہوں نے عمل کیا ہے۔ فَجَعَلْنٰهُ پس ہم اس کو کردیں گے، هَبَآءً مَّنْثُوْرًا غبار بکھیرا ہوا۔ جیسے باریک غبار کو ہوا اڑاتی ہے حالت کفر میں کافروں کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یادرکھو اعمال کی قبولیت کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: ① ایمان، ② اخلاص، ③ اتباع سنت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ جنت والے اس دن خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا بہت بہتر ہوں گے ٹھکانے کے لحاظ سے، وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا قیلولہ، سے ہے نیک آدمیوں کی عادت ہے دوپہر کو سونا، معنی یہ ہوگا بہت بہتر ہوں گے دوپہر کے آرام کی جگہ کے لحاظ سے۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں کے ساتھ۔ آسمان کے نیچے بادل ہوں گے اور وہ پھٹ جائیں گے، وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا اور اتارے جائیں گے فرشتے اتارے جانا۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی میدان محشر میں اور فرشتے آسمانوں سے ایسے اتریں گے جیسے بادلوں سے جہاز نیچے اترتا ہے ایسے فرشتے اتریں گے اور جو پہلے سے زمین میں ہوں گے وہ زمین ہی میں رہیں گے اس دن سب کو معلوم ہوجائے گا، کہ فرشتے آگئے ہیں، اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ سچا ملک اس دن رحمن کے لیے ہوگا۔ یعنی دنیا کی بادشاہتیں اور حکومتیں ختم ہوجائیں گی اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حکمرانی ہوگی۔ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا اور ہے وہ دن کافروں پر بڑا سخت اور مشکل اور وہ بڑی تنگی کا دن ہوگا۔

کافر قیامت کے دن افسوس سے اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا:

اس آیت کا شان نزول اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ:

عقبہ بن ابی معیط ایک کافر تھا جو بدر کے موقعہ پر قتل ہوا۔ اس کو اسلام کے متعلق کچھ صداقت نظر آئی کلمہ پڑھا اس کا دوست ابی بن خلف تھا اس نے دباؤ ڈالا اور اس کو کفر کی طرف آمادہ کیا تو ظالم سے مراد عقبہ ابن معیط ہے کہ قیامت کے دِن ہاتھ کاٹے گا کہ کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا یعنی ابی بن خلف کو جس نے مجھے سیدھے راستے سے گمراہ کیا۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ اور جس دن کاٹے گا ظالم اپنے ہاتھوں کو۔ يَقُوْلُ کہے گا يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش! کہ میں بنالیتا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راستہ يٰوَيْلَتٰى اے خرابی! لَيْتَنِىْ کاش لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا میں نے نہ بنایا ہوتا فلاں کو دوست۔

لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ البتہ تحقیق اس دوست نے مجھے بہکایا، قرآن سے، بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ بعد اس کے کہ قرآن میرے پاس آچکا ہے۔ مگر اس وقت واویلا کسی کام کا نہیں ہوگا افسوس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا اور ہے شیطان انسان کو ذلیل کرنے والا۔ قیامت والے دن رسوا کرکے چھوڑے گا۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ اور کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شکوہ کے يٰرَبِّ اے میرے ربّ، اِنَّ قَوْمِى بیشک میری قوم نے، اتَّخَذُوْا هٰذَا

الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا بنالیا اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔ انہوں نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے یہ ظالم نہیں مانتے حالانکہ قرآن کی فصاحت وبلاغت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿31﴾

اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن مجرموں میں سے اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہدایت دینے والا اور مدد

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ

کرنے والا، اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن پاک اکٹھا ایک ہی دفعہ، تاکہ ثابت رکھیں ہم اس

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿32﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ

کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا، اور نہیں لائیں گے

اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿33﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ کوئی مثال، مگر ہم لائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حق اور اچھی تفسیر، وہ لوگ جو اٹھائے جائیں گے

وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿34﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

چہرے کے بل، جہنم کی طرف یہ لوگ برے ہیں، جگہ کے لحاظ سے، اور گمراہ ہیں راستے کے اعتبار سے، اور البتہ تحقیق دی ہم

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿35﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ

نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور بنایا ہم نے اس کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معاون، پس کہا ہم نے جاؤ تم دونوں اس قوم

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿36﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

کی طرف جنہوں نے جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو پس ہم نے ہلاک کیا ان کو ہلاک کرنا، اور نوح علیہ السلام کی قوم کو، جس وقت جھٹلایا

الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

انہوں نے رسولوں کو، ہم نے ان کو غرق کر دیا، اور ہم نے بنایا ان کو لوگوں کے لیے نشانی، اور تیار کیا ہے ہم نے ظالموں کے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿37﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿38﴾

لیے دردناک عذاب، اور عاد کو اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور بہت سی جماعتوں کو اس کے درمیان، کثرت کیساتھ،

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿39﴾

مشکل الفاظ کے معانی:

هَادِيًا: رہنما، جُمْلَةً: پورا، وَرَتَّلْنٰهُ: ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھ کر سنایا، تَرْتِيْلًا: ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنانا، لَا يَأْتُوْنَكَ: وہ نہیں لائیں گے آپ کے پاس، تَفْسِيْرًا: وضاحت، فَدَمَّرْنٰهُمْ: ہم نے ہلاک کر دیا انہیں، الرَّسِّ: کنواں، تَبَّرْنَا: ہم نے ہلاک کیا۔

ربط:

سابقہ آیات کے آخر میں آیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے ان کفار نے (اور بعض بے عمل مسلمانوں نے بھی) قرآن کو چھوڑ دیا اس کی آیات سے اعراض کیا اور اس کے احکامات کی پیروی نہ کی۔ اب ان آیات میں کفار کا ایک اور اعتراض اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن یکبارگی نازل کیوں نہیں کیا گیا۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ مختلف قوموں کے احوال بیان کرتا ہے کہ ان قوموں نے بھی میرے رسولوں اور میری آیات کو جھٹلایا پس میں نے اُن پر اپنا عذاب نازل کیا۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی کرنا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا اور اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے دشمن، مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ مجرموں میں سے، مطلب یہ کہ حق کی مخالفت کرنے والی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی قوم نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہر نبی کی قوم نے اپنے پیغمبر کی تکذیب کی۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا اور کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہدایت دینے والا، وَّنَصِيْرًا اور مدد کرنے والا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں، لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن پاک ایک ہی دفعہ اکٹھا، یہ کیا ہوا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو ایک ہی بار کیوں نہیں نازل ہوتی، ؟ عرب میں چونکہ یہودی بھی تھے اور عیسائی بھی تھے اور یہ لوگ ان کے جلسوں میں اور مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے تھے اور یہودی سناتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اکٹھی نازل ہوئی تھی اس کے پیش نظر انہوں نے کہا کہ یہ کتاب قرآن کریم اکٹھی کیوں نہیں نازل کی جاتی ؟ قرآن کریم تیئس سال میں نازل ہوا ہے۔

كَذٰلِكَ ۚ ہم نے اسی طرح تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو، تھوڑا تھوڑا اترتا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد کرتے گئے اور اس پر عمل بھی ہوتا گیا اور جب کافر اعتراض کرتے تھے تو ساتھ ساتھ جواب بھی اترتا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ثابت رہے اور جو کام آہستہ آہستہ ہو وہ بہتر ہوتا ہے ،وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اور یہ نہیں لائیں گے آپ ﷺ کے پاس کوئی مثال آپ ﷺ پر اعتراض کرنے کے لیے، اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ، مگر ہم لائیں گے آپ ﷺ کے پاس حق بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا اور اچھی تفسیر یہ جو اعتراض کریں گے ان کو اس کا جواب ملے گا، یہ جو شوشہ چھوڑیں گے ہم آپ ﷺ کو حق دیں گے اور اچھی تفسیر کے ساتھ ان کے شکوک کا رد کریں گے۔

کافر قیامت کے دن چہروں کے بل چلائے جائیں گے:

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ وہ لوگ جو اٹھائے جائیں گے چہروں کے بل، چلائے جائیں گے چہروں کے بل، حدیث پاک میں آتا ہے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جب جنت اور دوزخ کی طرف لوگ لے جائے جائیں گے تو کافروں کی ٹانگیں اوپر ہوں گی اور سر نیچے ہوں گے نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت سر کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس رب نے پاؤں پر چلایا ہے وہ سر کے بل بھی چلائے گا، اور ایسے بھاگیں گے جیسے پاؤں والے بھاگتے ہیں اور یہ علامت ہوگی کہ دنیا میں ان کی کھوپڑی الٹی تھی، اِلٰى جَهَنَّمَ جہنم کی طرف چلائے جائیں گے، اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا یہ لوگ برے ہیں جگہ کے لحاظ سے، دوزخ سے زیادہ بری جگہ اور کون سی ہے، وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا اور گمراہ ہیں راستے کے اعتبار سے، آج تو یہ لوگ مومنوں کو کہتے ہیں کہ تم گمراہ ہو گئے ہو کہ باپ دادا کا راستہ چھوڑ دیا ہے، قیامت والے دن معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے اور سیدھے راستے پر کون ہے؟

اللہ کے رسولوں اور آیتوں کو جھٹلانے والی قوموں کا انجام:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات، وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا اور بنایا ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو وزیر اور معاون، فَقُلْنَا اذْهَبَآ پس ہم نے کہا جاؤ تم دونوں بھائی، اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اس قوم کی طرف جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ پس جب انہوں نے ہمارے پیغمبروں اور آیات کو تسلیم نہ کیا تو فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ہلاک کرنا۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ اور نوح علیہ السلام کی قوم، لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ جب جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو، حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اور کوئی رسول نہیں آیا مگر ایک نبی کو جھٹلانا سب کو جھٹلانا ہے۔ اَغْرَقْنٰهُمْ ہم نے ان کو غرق کر دیا، تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تکذیب اس وقت بھی ہوئی، وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً اور بنا دیا ہم نے ان لوگوں کے لیے نشانی تاکہ پچھلوں کو معلوم ہو جائے کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا، توحید کا انکار کرنے والوں کا، حق کو جھٹلانے والوں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے، وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا اور تیار کیا ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب، یہ تو دنیا کی سزا تھی آخرت کا عذاب ہم نے ان کے لیے تیار کیا ہے وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ اور عاد اور ثمود قوم کو ہلاک کیا۔ عاد ہود علیہ السلام کی قوم تھی اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم تھی، ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

اَصْحٰبُ الرَّسِّ یعنی کنویں والے کون تھے؟

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ اور کنوئیں والوں کو بھی ہم نے ہلاک کیا، علامہ بغوی اپنی تفسیر، معالم التنزیل میں لکھتے ہیں یمن کا ایک علاقہ تھا وہاں حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ عرصہ دراز تک وہ اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے ایک حبشی غلام کے علاوہ کوئی بھی ان پر ایمان نہ لایا۔ قوم کے لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ یہ شخص (نعوذ باللہ) ہر وقت ہمیں تنگ کرتا ہے۔ شہر سے باہر ایک گہرا کنواں تھا۔ سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس کنوئیں میں پھینک دو چنانچہ ان ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو اس کنوئیں میں ڈال دیا اور اوپر بھاری بھر کم چٹان رکھ دی کہ وہ حبشی رسا لٹکا کر نکال نہ سکے۔ وہ غلام بے چارہ رات کی تاریکی میں جاتا سلام کرتا اور سوراخ سے روٹی نیچے لٹکا دیتا لیکن پتھر کو ہٹا نہیں سکتا تھا، ایک دن کہنے لگا کہ حضرت مجھے حکم دیں تو میں بھی کسی کنوئیں میں چھلانگ لگا دوں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا میں نے خود چھلانگ نہیں لگائی مجھے تو ظالموں نے ڈالا ہے تم ایسا نہ کرنا خودکشی حرام ہے۔

کئی دنوں کے بعد کافر اکٹھے ہو کر اُس کنویں پر آئے کہ دیکھیں اللہ کے نبی کا کیا حال ہے چٹان اٹھائی اور آواز دی کہ اے حنظلہ علیہ السلام تمہارا کیا حال ہے۔ اللہ کے نبی نے کنویں سے ہی پھر قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔ کافروں نے کہا کہ یہ تو بڑا سخت جان ہے ابھی تک نہیں مرا ہے اور اب بھی وہی اپنی دعوت بھی دے رہا ہے۔ تو ان ظالموں نے کنویں میں پتھر اور مٹی وغیرہ ڈال کر اللہ کے پیغمبر کو زندہ دفن کر دیا۔ کنویں کو مٹی اور پتھروں سے بند کر کے بڑے خوش ہو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے آگ آئی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا۔

وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا اور بہت سی جماعتوں کو اس کے درمیان کثرت کے ساتھ۔ نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر پچھلے پیغمبروں تک کئی جماعتیں ہم نے ہلاک کر دیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائیں نہیں تکذیب کرنے والے پہلے بھی گزرے ہیں، وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ اور ہر ایک کے لیے ہم نے بیان کیں مثالیں۔ سب کے سامنے حق کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا کہ مثال کے ساتھ بات جلدی سمجھ آجاتی ہے مگر انہوں نے نہ مانا، وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا اور سب کو ہم نے ہلاک کر دیا، ہلاک کرنا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان نہ ہوں تکذیب کرنے والوں کا یہی انجام ہوگا جو پہلوں کا ہوا ہے۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

اور البتہ تحقیق آچکے ہیں یہ اس بستی پر جس پر برسائی گئی بری بارش، کیا پس انہوں نے دیکھا نہیں اس بستی کو بلکہ یہ لوگ نہیں

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا

امید رکھتے مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی، اور یہ جب دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بناتے یہ لوگ، آپ کو، مگر ٹھٹھا کیا ہوا، کیا یہ وہ

الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ

شخص ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بیشک تحقیق قریب تھا البتہ ہمیں گمراہ کر دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم

اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿42﴾

نہ ڈٹے رہتے، ان معبودوں پر، وہ عنقریب جان لیں گے جس وقت وہ دیکھیں گے عذاب کو کون زیادہ گمراہ ہے راستے کے

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿43﴾

اعتبار سے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے، جس نے بنایا اپنا معبود اپنی خواہشات کو، کیا پس آپ اس کے ہیں وکیل۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کرتے ہیں بیشک اکثریت ان کی سنتی ہے، یا سمجھتی ہے، نہیں ہیں وہ مگر مویشیوں کی طرح بلکہ وہ زیادہ

اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿44﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ

بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان سے راستے کے لحاظ سے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا، اپنے رب کی طرف کیسے پھیلایا ہے سائے کو،

وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿45﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا

اور اگر وہ چاہتا البتہ اس کو کر دیتا ٹھہرا ہوا، پھر بنایا ہم نے سورج کو اس پر دلیل، پھر ہم نے سمیٹ لیا اس سائے کو،

قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿46﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ

اپنی طرف سمیٹنا آہستہ آہستہ، اور وہ وہی ذات ہے بنائی اس نے تمہارے لیے رات لباس، اور نیند آرام کا ذریعہ، اور بنایا

النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿47﴾

اس نے دن کو باہر نکلنے کا ذریعہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُمْطِرَتْ: ان پر برسائے گئے، اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا: کیا وہ نہیں تھے، رَاَوْكَ: انہوں نے دیکھا آپ کو، لَيُضِلُّنَا: البتہ وہ ہمیں گمراہ کر دیتا، اِلٰهَهٗ: اپنا معبود، تَحْسَبُ: تو خیال کرتا ہے، اَلظِّلَّ: سایہ، سَاكِنًا: ٹھہرا ہوا، قَبَضْنٰهُ: ہم نے سمیٹا اسے، قَبْضًا: سمیٹنا، سُبَاتًا: راحت کی چیز۔

ربط:

ان سے پہلے کچھ قوموں کا تذکرہ کیا جن کے علاقوں کی طرف عمومی طور پر مکہ والے نہیں گئے تھے لیکن یہودیوں اور عیسائیوں سے ان کا تذکرہ سنتے تھے اب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ ہے جہاں اہل مکہ تجارتی قافلوں کی صورت میں جایا کرتے تھے۔ بعد ازاں کافروں کو مویشیوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ نشانیوں کا تذکرہ

فرمایا ہے۔

تفسیری نکات: کافروں کی افسوس ناک صورتِ حال کا بیان:

وَلَقَدْ اَتَوْا اور البتہ تحقیق آچکے ہیں مکے والے عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اس بستی پر اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ جس پر بُری طرح کی بارش برسائی گئی اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے اس بستی کو یعنی بستی سدوم جہاں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم رہتی تھی جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی اور ان کی بستی کو الٹ دیا۔ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا بلکہ یہ لوگ مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی بات پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔

کافر کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذاق کا نشانہ بنانا:

وَاِذَا رَاَوْكَ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذاق کا نشانہ بناتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرتے تو کہتے اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا کیا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا بیشک شان یہ ہے کہ قریب تھا، کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر دیتا پھیر دیتا، لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ اگر ہم اپنے الٰہوں پر ڈٹے نہ رہتے، اس کی زبان بڑی نرم اور میٹھی ہے بڑے طریقے کے ساتھ سمجھاتا ہے قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں لات ومنات عزیٰ سے پھیر دیتا (معاذ اللہ) اگر ہم ڈٹے نہ رہتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں یہ ہمیں گمراہ کرتا ہے، معاذ اللہ، وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اور عنقریب یہ جان لیں گے، حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ جس وقت دیکھیں گے یہ عذاب کو اس وقت جان لیں گے، مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کون گمراہ ہے راستے کے لحاظ سے۔

اَرَءَيْتَ آپ بتلائیں خبر دیں اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے اس شخص کو، مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ جس نے بنالیا، الہ، اپنی خواہش کو، قران کریم کی یہ آیت بتلا رہی ہے کہ جو شخص اپنی ایسی خواہش پر چلتا ہے جس کا ثبوت شریعت سے نہیں ہے۔ تو یہ بھی شرک کے زُمرے میں آتا ہے۔

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے وکیل ہیں، جس نے اپنی خواہش کو الہ بنالیا ہے اپنی مرضی پر چلتا ہے کیا آپ اس کے وکیل بنیں گے؟ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ بیشک اکثر ان کے يَسْمَعُوْنَ سنتے ہیں یعنی مانتے ہیں اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ یا وہ سمجھتے ہیں، اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ نہیں ہیں مگر یہ جانوروں کی طرح، بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، کہ جانور بھی اپنے مالک کی آواز پر کام دھرتا ہے۔

اللہ کی نشانیوں کا بیان:

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ کیا نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف، كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ کیسے پھیلایا ہے سائے کو زمین پر، وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ اگر وہ چاہتا تو اس کو کر دیتا ٹھہرا ہوا ساکن کر دیتا۔ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا پھر بنایا ہم نے سورج کو اس سائے پر دلیل۔ سورج کی روشنی کی وجہ سے چیزوں کے سائے بنتے اور آگے پیچھے ہوتے ہیں۔

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا پھر ہم نے سمیٹ لیا اس سائے کو اپنی طرف سمیٹنا آہستہ آہستہ، جیسے جیسے سورج چڑھتا جاتا ہے سایہ کم ہوجاتا ہے عین دوپہر کے وقت ہر چیز کا سایہ اصل رہ جاتا ہے، وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے، جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات بمنزلہ لباس کے۔ لباس سے انسان کی پردہ پوشی ہوتی ہے اور باعث زینت بھی ہے، ننگا آدمی جانوروں کی طرح ہوتا ہے جس طرح انسان لباس پہن کر آرام محسوس کرتے ہیں اسی طرح رات بھی لوگوں کے لیے آرام وسکون کا باعث ہوتی ہے۔ وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا اور نیند کو ذریعہ آرام بنایا۔ انسانی صحت کے لیے نیند بہت ضروری ہے۔ وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا اور بنایا اس نے دن کو باہر نکلنے کا ذریعہ، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ہیں، اگر انسان ان پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سمجھ میں آسکتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو، خوش خبری سناتی ہیں، اس کی رحمت سے پہلے، اور ہم نے نازل کیا، آسمان

مَآءً طَهُوْرًا ﴿48﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ

سے پانی پاک کرنے والا، تاکہ ہم زندہ کریں اس پانی کے ذریعے اس شہر کو جو مردہ ہے، اور تاکہ ہم پلائیں اس مخلوق کو جو ہم

اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿49﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ

نے پیدا کی ہے، مال اور مویشی، اور بہت سارے انسان، اور البتہ تحقیق ہم نے پھیرا پانی کو، ان کے درمیان، تاکہ وہ نصیحت

فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿50﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿51﴾

حاصل کریں، پس انکار کیا اکثر لوگوں نے، مگر نہ ماننے کا، اور اگر ہم چاہتے البتہ ہم بھیج دیتے، ہر بستی میں ڈرانے والا،

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿52﴾ وَهُوَ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اطاعت کریں کافروں کی، اور جہاد کریں ان کافروں سے اس قرآن پاک کے ذریعے، بڑا جہاد، اور وہ

الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ

ذات ہے جس نے چلائے دو دریا، یہ میٹھا ہے خوشگوار ہے یعنی پیاس بجھانے والا، ہے، اور یہ دوسرا نمکین ہے کڑوا ہے، اور بنایا

بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿53﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ

ان دونوں کے درمیان، پردہ آڑ روکی ہوئی، اور وہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا ہے خاص قسم کے پانی سے، انسان کو، پس بنایا

نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿54﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ

اس کے لیے نسب اور سسرال، اور ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب قدرت رکھنے والا، اور عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے

وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿55﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

اس مخلوق کی جو نہیں دے سکتی ان کو نفع اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور ہے کافر پیٹھ پھیرنے والا، اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر

مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿56﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ

خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں نہیں مانگتا میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ، مگر جو چاہے یہ کہ

يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿57﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ

بنالے اپنے رب کی طرف راستہ، اور بھروسا کر زندہ ذات پر وہ نہیں مرے گی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ

بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿58﴾

کی تعریف کی، اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں کے لیے خبر رکھنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طَهُوْرًا: پاک صاف کرنے والا، بَلْدَةً: زمین، نُسْقِيَهٗ: ہم پلاتے ہیں اسے، اَنْعَامًا: چار پائے، اَنَاسِيَّ: لوگ، صَرَّفْنٰهُ: ہم نے پھیر دیا اسے، جَاهِدْهُمْ: آپ جہاد کریں ان سے، جِهَادًا: جہاد کرنا، مَرَجَ: اس نے ملایا، عَذْبٌ: میٹھا، فُرَاتٌ: تسکین دینے والا، مِلْحٌ: کھارا، اُجَاجٌ: کڑوا، بَرْزَخًا: پردہ، نَسَبًا: رشتہ داری، صِهْرًا: سسرال۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان کا بیان تھا اب ان آیات میں بھی اللہ کی نشانیوں کا بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی مزید نشانیوں کا بیان:

وَهُوَ الَّذِيْٓ اور وہی ذات ہے، اَرْسَلَ الرِّيٰحَ جس نے بھیجا ہواوں کو بُشْرًا خوش خبری سناتی ہیں، بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ اس کی رحمت سے پہلے، رحمت سے مراد یہاں بارش ہے بارش سے پہلے جو ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جس سے سمجھدار آدمی اندازہ لگالیتے ہیں کہ بارش ہوگی، ان ہواؤں کو چلانے والا کون ہے؟ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی جو پاک کرنے والا ہے ہر چیز کا۔ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا تاکہ ہم زندہ کریں

سرسبز کریں ایسے شہر اور علاقے کو جو مردہ ہے۔

وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا اور ہم پلاتے ہیں وہ پانی اس مخلوق کو جو ہم نے پیدا کی ہیں مویشی، وَّاَنَاسِیَّ كَثِيْرًا اور بہت سارے انسانوں کو۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پھیرا ہے اس پانی کو تقسیم کیا ہے کہ کبھی یہاں کبھی وہاں بارش ہوتی ہی ان کے درمیان لِيَذَّكَّرُوْا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر ناشکری، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور نافرمان زیادہ ہیں۔

کفار کی اطاعت نہ کرو:

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر بستی میں ڈرانے والا، مگر حکمت کا تقاضا یہ ہے مرکزی بستی مکہ مکرمہ جس کا نام ام القری بھی ہے نبی آخر الزمان ﷺ کو بھیج دیا اور باقی تمام دنیا کو ان کے تابع کر دیا، فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اے نبی کریم ﷺ پس آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں، ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ نے کب کافروں کی اطاعت کرنی ہے آپ ﷺ تو معصوم ہیں؟ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا جا رہا ہے۔

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا اور جہاد کریں ان کافروں کے ساتھ اس قرآن پاک کے ذریعے بڑا جہاد۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس وقت جہاد بالسیف فرض نہیں ہوا تھا، کیونکہ یہ مکی سورت ہے تو یہاں مطلب یہ ہے کہ کافروں کو قرآن سنائیں اور سمجھائیں یہ بہت بڑا جہاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے، مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ جس نے دو دریا چلائے هٰذَا عَذْبٌ یہ ایک دریا میٹھا ہے، فُرَاتٌ خوشگوار ہے اس کو منہ میں ڈالو اپنی مٹھاس کی وجہ سے آسانی سے حلق سے نیچے اتر جاتا ہے، وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ دوسرا نمکین اور کڑوا ہے، وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا اور بنایا ہے ان دونوں کے درمیان پردہ، وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا اور روکی ہوئی آڑ۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا ایک خاص قسم کے پانی سے انسان کو۔ فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا پس بنایا اس کا نسب اور سسرال، اپنا خاندان بھی ہے اور سسرال بھی ہیں۔ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا اور آپ ﷺ کا رب (ہر چیز اور ہر کام کی) قدرت رکھنے والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور یہ اللہ کے ماسوا جن کی عبادت کرتے ہیں مَا اس مخلوق کی لَا يَنْفَعُهُمْ جو ان کو نفع نہیں دے سکتی وَلَا يَضُرُّهُمْ اور نہ ان کو نقصان وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا اور ہے کافر اپنے رب کی طرف پیٹھ پھیرنے والا، اللہ تعالیٰ کے احکام کا باغی اور نافرمان ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا اور نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر خوش خبری سنانے والا اور عذاب سے

ڈرانے والا۔ جو احکام مانتے جائیں ان کو خوش خبری سناتے جائیں اور جو اللہ کے احکام نہ مانیں ان کو اللہ کے عذاب اور غضب سے ڈراتے جائیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ میں نہیں سوال کرتا تمہارے سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا، اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا مگر جو چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راستہ۔ میں اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تمہارے اوپر کوئی بوجھ بھی نہیں ہوں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اور توکل کریں اس زندہ ذات پر جو کبھی نہیں مرے گی، توکل کا مطلب ہے ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚ اور اللہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے والا۔ بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ مع ٨

اللہ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، چھ دنوں میں پھر وہ مستوی ہوا عرش

اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿59﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا

پر رحمن ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کریں اس کے متعلق خبردار سے، اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو، سجدہ کرو رحمن کو، کہتے ہیں

وَمَا الرَّحْمٰنُ ۤ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿60﴾ السجدۃ تَبٰرَكَ ع ٤

کیا چیز ہے رحمن کیا ہم سجدہ کریں، اس کو جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم کرتے ہیں وہ بات زیادہ کرتی ہے ان کی نفرت کو، برکت

الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿61﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

والی ہے وہ ذات، جس نے بنائے آسمان میں برج اور بنایا اس آسمان میں، چراغ، اور چاند، روشنی کرنے والا، اور وہ ذات

جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ

ہے جس نے بنائی رات اور دن ایک دوسرے کے خلیفہ اور اس کے لیے جو ارادہ کرتا ہے، کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ارادہ

شُكُوْرًا ﴿62﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

کرے شکریے کا، اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر، وقار کے ساتھ، اور جب ان سے خطاب کرتے ہیں نادان

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿63﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ

لوگ کہتے ہیں، سلامتی والی بات، اور وہ لوگ ہیں جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام میں،

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب پھیر دے ہم سے جہنم کا عذاب بیشک جہنم کا عذاب، ہے جرمانہ اور تاوان،

اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا

بیشک وہ دوزخ بری ہے ٹھکانے کے لحاظ سے، اور رہائش کے لحاظ سے، اور وہ لوگ ہیں جب وہ خرچ کرتے ہیں

لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

تو اسراف نہیں کرتے، اور نہ کمی کرتے ہیں اور ہوتا ہے اس کے درمیان ان کا گذران۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَسْجُدُ: ہم سجدہ کریں، تَاْمُرُنَا: تو حکم کرتا ہے ہمیں، سِرٰجًا: چراغ، قَمَرًا: چاند، مُّنِيْرًا: روشن، خِلْفَةً: پیچھے آنے والے، شُكُوْرًا: شکر کرنا، خَاطَبَهُمُ: ان سے خطاب کریں، يَبِيْتُوْنَ: رات گزارتے ہیں، اِصْرِفْ: پھیر دے، عَذَابَهَا: اس کا عذاب، غَرَامًا: چمٹ جانے والا، مُقَامًا: مقام، لَمْ يُسْرِفُوْا: انہوں نے اسراف نہیں کیا، لَمْ يَقْتُرُوْا: انہوں نے تنگی نہیں کی، قَوَامًا: اعتدال والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں۔ اب ان آیات میں زمین و آسمان اور ان کے مابین جو بھی مخلوقات ہیں ان کی تخلیق کا حال بیان فرمایا جارہا ہے۔ اور بعد ازاں اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفات اور خصوصیات بیان فرمارہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ رحمٰن و رحیم کی بلند شان:

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں۔ چھ دنوں سے چھ دنوں کا وقفہ مراد ہے کیونکہ اس وقت نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ دن تھا، نہ رات تھی۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ پھر مستوی ہو وہ عرش پر قائم ہوا عرش پر۔ مستوی ہونے کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے شاگردوں نے پوچھا کہ حضرت، اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا بیٹو۔ الایمان به واجب وکیفیته، مجهولة والسوال عنه بدعة، اس پر ایمان لانا واجب ہے فرض ہے، کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے مگر اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کس طرح بیٹھا ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ وہ رحمن ہے، فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کریں اس کے متعلق کسی خبردار سے، مسئلہ یہی

ہے جس کو خود کسی چیز کا علم نہ ہو، تو وہ کسی خبر دار سے پوچھے، وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اور جس وقت ان کافروں سے کہا جاتا ہے، اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ سجدہ کرو رحمن کو۔

قَالُوْا وہ کہتے ہیں وَمَا الرَّحْمٰنُ کیا ہے رحمن، رحمن کیا چیز ہوتی ہے؟ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کیا ہم سجدہ کریں اس کو جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے ہیں، وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا اور یہ قول ان کی نفرت کو زیادہ کر دیتا ہے رحمن کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ ان میں کفر اور شرک ہے یہ آیت سجدہ ہے جس نے سنی ہے اور پڑھی ان پر سجدہ کرنا واجب ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا برکت والی ہے وہ ذات جس نے بنائے ہیں آسمان میں، برج، برج سورج کی منزلیں ہیں جن کو وہ طے کرتا ہے۔ اور برج کا معنی قلعہ بھی ہے۔ آسمانوں میں جگہ جگہ قلعے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے نگرانی کے لیے موجود ہیں، اگرچہ کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اس نظام کے مطابق چلتے ہیں، وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا اور بنایا اس نے آسمان میں چراغ اور چاند روشنی کرنے والا۔ چراغ سے مراد سورج ہے جو ساری دنیا کو روشنی اور حرارت پہنچا رہا ہے اور چاند کو روشن کرنے والا ہے۔ چاند اور سورج دونوں بڑے سیارے ہیں جن کا تعلق براہ راست مخلوق کے ساتھ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً اور وہ وہ ذات ہے جس نے بنائی رات اور دن ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب آگے پیچھے آنے والے رات گئی تو دن ظاہر ہو گیا، اور دن ختم ہوا تو رات کی تاریکی چھا گئی اللہ کی قدرت کی نشانیاں اس شخص کے لیے ہیں، لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ جو ارادہ کرتا ہے نصیحت حاصل کرنے کا، اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا اور یا وہ ارادہ کرتا ہے شکریے کا، جو شخص مناظر قدرت میں غور و فکر کرے گا، آخر کار اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو جائے گا۔

رحمٰن کے بندوں کے اوصاف:

(پہلی صفت): وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ رحمن کے بندے کی پہلی صفت، الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا، جو چلتے ہیں زمین پر وقار کے ساتھ۔ نہ اکڑ کر چلتے ہیں اور نہ پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں بڑے وقار اور ادب کے ساتھ چلتے ہیں۔

(دوسری صفت): وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا اور جب جاہل قسم کے لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو اللہ کے بندے ان کے ساتھ سلامتی کی بات کرتے ہیں، جھگڑے فساد کی بات نہیں کرتے۔

(تیسری خوبی): وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ اور عباد الرحمن وہ ہیں جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے سامنے، سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے، وَّقِيَامًا کھڑے ہونے کی حالت میں، کبھی کھڑے ہوتے ہیں کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

(چوتھی خوبی): وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ اور عباد الرحمن وہ ہیں جو کہتے ہیں، رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اے رب ہمارے پھیر دے دور رکھ ہم سے دوزخ کا عذاب۔ دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا بیشک جہنم کا عذاب تاوان ہے، جرمانہ ہے، بہت مشکل ہے۔

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا بیشک وہ جہنم بری ہے ٹھکانے کے لحاظ سے اور رہائش کے لحاظ سے، مستقر عارضی ٹھکانے کو کہتے ہیں جہاں آدمی نے دو چار دن دس دن رہنا ہو اور مقام مستقل رہائش گاہ کو کہتے ہیں، جہنم عارضی طور پر بھی بری ہے اور مستقل رہائش کے لحاظ سے بھی بُری ہے۔

(پانچویں خوبی): وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا وہ ایسے لوگ ہیں جس وقت خرچ کرتے ہیں گھر میں یا باہر، لَمْ یُسْرِفُوْا اسراف نہیں کرتے، وَلَمْ یَقْتُرُوْا اور کمی بھی نہیں کرتے، ضرورت سے زیادہ بھی نہیں خرچ کرتے اور ایسا بھی نہیں کرتے کہ گھر والے ترستے رہیں اور وہ پیسے کو جمع کر کے رکھتے ہیں، وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور ہے اس کے درمیان ان کا گذران، نہ اسراف نہ کمی، بلکہ اعتدال اور میانہ روی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ

اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو حاجت روا مشکل کشا، اور نہیں قتل کرتے نفس کو، وہ نفس کہ حرام کیا ہے

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿68﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ

اللہ تعالیٰ نے مگر حق کے ساتھ، اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص یہ کرے گا، ملے گا گناہ کو، دگنا کیا جائے گا اس کے لیے عذاب

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿69﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

قیامت والے دن اور ہمیشہ رہے گا، اس عذاب میں ذلیل وخوار کیا ہوا، مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور عمل کیا عمل

فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿70﴾ وَمَنْ

کرنا اچھا، پس یہی لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو، بھلائیوں میں، اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان، اور جس

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿71﴾ وَالَّذِیْنَ

شخص نے توبہ کی، اور اس نے عمل کیا اچھا، پس بیشک وہ رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، اور وہ لوگ جو جھوٹی

لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿72﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

گواہی نہیں دیتے، اور وہ جب گزرتے ہیں بے ہودہ چیزوں کے پاس سے، گزر جاتے ہیں شریفانہ، اور وہ لوگ جب ان کو یاد

بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ﴿73﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا

دلائی جاتی ہیں، اپنے رب کی آیتیں، نہیں گرتے ان پر بہرے ہو کر اور اندھے ہو کر، اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب

هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾

دے ہمیں ہماری بیویوں سے اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنادے ہمیں پرہیزگاروں کا امام،

أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾

یہی لوگ ہیں جن کو بدلہ دیا جائے گا، منزلوں کا انکے صبر کی وجہ سے، اور وہ دیے جائیں گے ان بالائی منزلوں میں آؤ بھگت اور سلام،

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

ہمیشہ رہیں گے ان منزلوں میں بہت اچھی ہے وہ ٹھہرنے کی جگہ، اور مستقل رہائش گاہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں نہیں پروا کرتا

رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع ٤

تمہاری میرا رب اگر نہ ہوتا پکارنا پس تحقیق تم جھٹلا چکے ہو، پس عنقریب ہوگا عذاب لازم۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَزْنُوْنَ: وہ زنا نہیں کرتے، يَلْقَ: وہ ملے گا، أَثَامًا: گناہ، يَخْلُدْ: وہ ہمیشہ رہے گا، مُهَانًا: ذلیل وخوار، مَتَابًا: توبہ کرنا، مَرُّوْا: وہ گزرے، كِرَامًا: سنجیدہ ہوکر، لَمْ يَخِرُّوْا: وہ نہیں گرے، عُمْيَانًا: اندھے، قُرَّةَ: ٹھنڈک، يُلَقَّوْنَ: ان کو ملے گا، مَا يَعْبَؤُا: پرواہ نہیں کرے گا، دُعَآؤُكُمْ: تمہاری دعاوعبادت۔

ربط:

سابقہ آیات سے رحمٰن کے بندوں کے اوصاف اور خوبیاں بیان فرمائے جارہے ہیں اب بھی انہی کے اوصاف کا بیان ہے اور بعدازاں پھران کے انہی اوصاف کی بناء پران کو دیے جانے والے انعام یعنی ہمیشہ کی جنت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: رحمٰن کے بندوں کی مزید خوبیاں:

(چھٹی خوبی): وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی کو اور حاجت روا اور مشکل کشا، فریادرس، دستگیر، سمجھ کر۔ وہ اپنی سب حاجتیں اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔

(ساتویں خوبی): وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ اور وہ نہیں قتل کرتے کسی نفس کو، الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ جس کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ قتل حق کی تین اقسام ہیں:

① مرتد کا قتل، ② شادی شدہ زانی کا قتل، ③ کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کردے تو بدلے میں اس قاتل کو مارنا۔

(آٹھویں خوبی): وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ اور وہ زنا نہیں کرتے ہیں۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جس نے یہ درج بالا خوبیوں

کے برعکس کام کیے یَلْقَ اَثَامًا وہ ملے گا گناہ کو۔ اور اثام جہنم میں ایک طبقے کا نام بھی ہے، تو ان لوگوں کو اس طبقے میں ڈالا جائے گا، یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ دگنا کیا جائے گا، اس کے لیے عذاب، یَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن، وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا اور ہمیشہ رہے گا، اس عذاب میں ذلیل اور رسوا ہو کر۔ اِلَّا مَنْ تَابَ جس نے توبہ کی کفر اور شرک اور گناہوں سے، پہلے کافر تھا، وَاٰمَنَ اور ایمان لے آیا، وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اور عمل کیا اچھا، فَاُولٰٓئِكَ پس یہی لوگ ہیں، يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، بدل دے گا، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان۔

(نویں خوبی): وَمَنْ تَابَ اور جس نے توبہ کی سچے دل سے، وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا عمل کرنا اچھا، توبہ کے بعد نیک کام کیے، فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا پس بیشک وہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرنا۔ اس کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ یعنی عباد الرحمن میں سے کسی سے کوئی گناہ یا غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔

(دسویں خوبی): عباد الرحمن کی مزید خوبی یہ ہے کہ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے، جان جاتی ہے جائے جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ اور زور، کا معنی جھوٹی مجالس، جہاں شریعت کے خلاف باتیں ہوں اور وہ وہاں نہیں جاتے۔ مثلاً ماتم کی مجلس ہوگئی، بدعات، رسومات کی مجالس ہوگئیں ان میں قطعاً نہیں جانا۔

(گیارویں خوبی): وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا وہ جب گزرتے ہیں بے ہودہ مجالس سے تو گزر جاتے ہیں شریفانہ، کوئی جوا کھیل رہا ہے کوئی تاش کھیل رہا ہے کوئی کسی اور کھیل میں لگا ہوا ہے، اللہ کے بندوں کو ان سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی، وہ کیا کرتے ہیں۔ ان سے الجھتے نہیں ہیں بلکہ آرام سے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔

(بارویں خوبی): وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ ہیں جب ان کو یاد دلائی جاتی ہے اپنے رب کی آیتیں، اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، ان کے ذریعے ان کو سمجھایا جاتا ہے، تو، لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا نہیں گرتے ان پر، صُمًّا بہرے ہو کر، وَّعُمْيَانًا اور اندھے ہو کر، بلکہ وہ غور کے ساتھ اللہ کی آیات کو سنتے ہیں سمجھتے ہیں، اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

(تیرویں خوبی): وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب دے ہمیں ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اولاد نمازی، دین دار ہو تو مومن کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی بے نمازی ہوگی تو بڑا دکھ ہوگا۔

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا بنا دے ہمیں پرہیزگار راہنما، ظاہر بات ہے کہ جو پرہیزگاروں کا امام ہوگا، وہ کتنا زیادہ نیک ہوگا، اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ یہی لوگ ہیں جن کو بدلہ دیا جائے گا بالائی منزلوں کا۔

حدیث پاک میں آتا ہے جنت میں سو منزلیں ہیں، بِمَا صَبَرُوْا ان کے صبر کی وجہ سے انہوں نے تکالیف،

مصائب، پریشانیوں پر صبر کیا، وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا اور وہ دیے جائیں گے ان بالائی منزلوں میں آؤ بھگت اور سلام، تحیہ کہتے ہیں کہ خوش آمدید کو یعنی جنت میں لوگوں کے لیے دعائیں۔ سلام ہی ہوں گے۔ فرشتے اور حوریں اور غلمان سب ہی جنتی لوگوں کو خوش آمدید کہیں گے۔ انتہائی عزت اور محبت دی جائے گی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ہمیشہ ہمیشہ ان بالائی منزلوں میں رہیں گے، حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ان کا عارضی طور پر جو ٹھکانا ہو گا وہ بھی اچھا ہو گا اور جو مستقل ہو گا وہ بھی اچھا ہو گا، عارضی طور پر اس طرح سمجھو کہ اپنے عزیز رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جاتے ہو وہاں دو چار دن، ہفتہ، ٹھہرتے ہو پھر واپس گھر آجاتے ہو یہ عارضی ٹھکانہ ہے جنت میں بھی اپنے دوست عزیز، رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جائیں گے، تو وہ عارضی قیام گاہ بہت اچھی ہوگی، اور جو مستقل رہائش گاہ ہوگی وہ بھی بہت عمدہ ہوگی۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان کو، مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ نہیں میرا رب تمہاری کوئی پرواہ کرتا، لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوا گر تم دعائیں نہ کرو اور تمہارا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں کرے گا، فَقَدْ كَذَّبْتُمْ پس تحقیق اوظالمو، تم جھٹلا چکے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام، فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا پس عنقریب عذاب تم پر لازم ہے جو رحمٰن کے بندے نہیں بنتے سمجھ لو کہ ان پر عذاب لازم ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الشعراء مکی ہے۔ اس میں شاعروں کی حقیقت حال واضح کی گئی ہے اور اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور نہ ہی قرآن شاعروں کے کلام کی طرح کا کوئی کلام ہے۔ اس سورت کی دوسوستائیس (۲۲۷) آیات اور گیارہ (۱۱) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق سورۃ الشعراء کا چھبیسواں (۲۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا سینتالیسواں (۴۷) نمبر ہے۔ یعنی اس سے پہلے چھیالیس (۴۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کا نام ''الجامعہ'' تحریر کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ۝١ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا

طسم۔ یہ آیتیں ہیں کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی، شاید کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضائع کر دیں اپنی جان کو اس بات سے کہ یہ لوگ

مُؤْمِنِيْنَ ۝٣ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا

ایمان نہیں لاتے، اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی، پس ہو جائیں انکی گردنیں اس کے سامنے،

خٰضِعِيْنَ ۝٤ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝٥

جھکنے والی، اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت رحمان کی طرف سے، تازہ مگر ہوتے ہیں وہ اس سے اعراض کرنے والے،

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٦ اَوَلَمْ

پس تحقیق یہ جھٹلا چکے ہیں، پس عنقریب آئے گی ان کے پاس حقیقت اس چیز کی تھے جس کے ساتھ یہ مذاق کرتے، اور نہیں

يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝٧ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

دیکھا انہوں نے زمین کی طرف کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر قسم کی سبزیاں جوڑا جوڑا عمدہ، بیشک اس میں البتہ نشانی ہے،

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٩ ع

اور نہیں ہے ان کے اکثر ایمان لانے والے، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہ غالب ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طٰسٓمّٓ: اس کا مطلب اللہ کو ہی معلوم ہے، اِنْ نَّشَاْ: اگر ہم چاہیں، فَظَلَّتْ: (پس) ہو جائیں، خٰضِعِیْنَ: جھکنے والی۔

ربط:

پہلی سورت کے آخر میں تھا ''فَقَدْ كَذَّبْتُمْ'' کہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے تو تکذیب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ آگے اللہ تعالیٰ نے کئی واقعات بیان کیے کہ یہ ''مُكَذِّبِيْنَ'' تو پہلے سے چلے آرہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پریشان نہ ہوں۔

تفسیری نکات: کفار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش:

طٰسٓمّٓ کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ ہیں۔ طاء سے طیب، سین سے سمیع اور میم سے مالک یا مقتدر مراد ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جارہی ہیں یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہے، چونکہ ہماری زبان عربی نہیں ہے، اس لیے ہم قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت کو نہیں سمجھتے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ شاید آپ اپنی جان کو ضائع کر دیں، اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اس بات سے کہ یہ ایمان نہیں لاتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ایمان کے بارے میں بہت حریص تھے، یہ صفت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ، وہ تم پر حریص ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے حریص نہیں تھے بلکہ اس بات کی حرص تھی، کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایمان لے آئیں۔

ان کے ایمان نہ لانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پریشان نہ ہوں، اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی، اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ پس ہو جائیں ان کی گردنیں اس نشانی کے سامنے جھکنے والیاں، ہم ان کو مجبور کر دیں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت مِّنَ الرَّحْمٰنِ رحمن کی طرف سے مُحْدَثٍ تازہ۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ بہ تازہ آتی ہے۔ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ مگر یہ اس سے اعراض کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات نازل ہوتی ہیں نصیحتیں اترتی ہیں یہ نہیں مانتے۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا پس تحقیق یہ جھٹلا چکے ہیں، فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ پس عنقریب آئے گی ان کے پاس حقیقت اس چیز کی جس کے ساتھ یہ مذاق کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف، كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ کتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر قسم کی سبزیاں، جوڑا جوڑا عمدہ۔ درختوں کی شکلوں کو دیکھو، ان کے پھلوں کو دیکھو، کتنے قسم کے پھل ہیں، کوئی درخت بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے ان میں نر بھی ہیں اور مادہ بھی ہیں۔ خربوزہ کئی قسم کا ہوتا ہے تربوز کئی قسم کا، آم کئی قسم کا، سیب کئی قسم کا، گندم، جو، چنے، کئی قسم کے کئی چیزیں میٹھی ہیں کئی چیزیں کڑوی ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے، اس وقت تقریباً پانچ ارب انسان دنیا میں موجود ہیں، ان میں پانچواں حصہ مسلمانوں کا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں، پھر ان میں صحیح معنی میں مسلمان بہت تھوڑے ہیں، ساری دنیا کفر کے ساتھ بھری پڑی ہے، وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب غالب ہے مہربان ہے غالب ہے چاہے تو ایک منٹ میں سب کو تباہ کر دے مگر مہربان ہے تمہیں موقع دیتا ہے توبہ استغفار کا۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ

اور جب پکارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہ، آپ آئیں، ظالم قوم کے پاس، جو فرعون کی قوم ہے، وہ کیوں نہیں

اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝۱۱ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۱۲ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ

بچتے کفر شرک سے، کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میں خوف کرتا ہوں، کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے، اور میرا سینہ تنگ

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝۱۳ وَلَهُمْ عَلَيَّ

ہوگا، اور نہیں چلتی میری زبان روانی کے ساتھ، پس آپ نبوت کا پیغام بھیجیں ہارون علیہ السلام کی طرف بھی، اور ان لوگوں کا میرے

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝۱۴ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا

ذمے ایک گناہ ہے، پس میں خوف کرتا ہوں، یہ کہ مجھے قتل کر دیں گے، فرمایا، پروردگار نے، ہرگز نہیں، پس جاؤ تم دونوں،

بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ

ہماری نشانیاں لے کر، بیشک ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں، پس جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس، پس دونوں اس سے کہو،

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۷ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا

بیشک ہم رب العالمین کے رسول ہیں، یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو، فرعون نے کہا، کیا ہم نے تم کو پالا نہیں

وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝۱۸ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ

اپنے اندر جبکہ آپ بچے تھے اور آپ ٹھہرے ہمارے اندر، اپنی عمر سے کئی سال، اور کیا تم نے اپنا کام جو تم نے کیا اور آپ

فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ⑳

ناشکری کرنے والوں میں سے ہیں (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا کیا میں نے وہ کام اس وقت کیا اور میں خطا کاروں میں سے تھا،

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ㉑

پس میں بھاگ گیا تم سے جب میں نے تم سے خوف کیا، پس مجھے عطا کیا میرے رب نے حکم، اور بنایا مجھے پیغمبروں میں سے،

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ㉒

اور یہ احسان ہے جو تو نے احسان جتلایا، ہے مجھ پر، کہ تم نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُكَذِّبُوْنَ: وہ مجھے جھٹلائیں گے، لَا يَنْطَلِقُ: نہیں چلتی (میری زبان)، ذَنْبٌ: جرم، گناہ، يَّقْتُلُوْنِ: وہ مجھے قتل کر دیں گے، مُّسْتَمِعُوْنَ: سننے والے، فَاْتِيَا: پس تم دونوں جاؤ، اَلَمْ نُرَبِّكَ: کیا ہم نے تیری پرورش نہیں کی، عُمُرِكَ: تیری عمر، فَعْلَتَكَ: تیرا اپنا وہ کام، فَعَلْتُهَآ: میں نے اسے کیا، فَفَرَرْتُ: (پھر) میں بھاگ گیا، خِفْتُكُمْ: میں تم سے ڈرا، تَمُنُّهَا: تو اس کا احسان رکھتا ہے، عَبَّدْتَّ: تو نے غلام بنا رکھا تھا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان کو غم میں مبتلا کر رہے ہیں۔ یہ اس دنیا کا دستور ہے کہ ہٹ دھرم لوگوں نے اللہ کے پیغمبروں کی باتیں نہیں مانی ہیں۔ اب اس سلسلے میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون اور اس کی جماعت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا فرعون کے پاس جانا:

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اور جب پکارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو، اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یہ کہ آپ جائیں ظالم قوم کے پاس اور ان کی اصلاح کریں۔ وہ ظالم قوم کونسی ہے؟ قَوْمَ فِرْعَوْنَ فرعون کی قوم۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ تو قوم فرعون کے پاس جائیں اور ان سے کہیں اَلَا يَتَّقُوْنَ کیا وہ بچتے نہیں ہیں کفر شرک سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام دیا تو قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا رَبِّ اے میرے ربّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ بے شک میں خوف کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ اور میرا سینہ تنگ ہو گا وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ اور میری زبان بھی روانی کے ساتھ نہیں چلتی فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ پس آپ بھیجیں نبوت کا پیغام ہارون علیہ السلام کی طرف۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی رسول بنا دیں تا کہ وہ میرے رفیق اور مددگار ہو جائیں۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ اور ان کا میرے ذمے ایک گناہ ہے فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ پس میں خوف کرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کا ذکر ہم سورۂ طٰہٰ میں بھی کر آئے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے تو انہوں نے ایک دوپہر کو

ایک مصری اور ایک بنی اسرائیلی کو لڑتے دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیچ بچاؤ اور صلح کرانے کی کوشش کی۔ لیکن مصری نہ مانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مکہ مصری کو مارا تو وہ اُس کو برداشت نہ کر سکا اور مر گیا۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر چھوڑ کر مدین تشریف لے گئے اور پھر وہاں شادی کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر میں دس سال رہ کر واپس مصر جا رہے تھے کہ کوہ طور کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت سے نوازا اب اس موقع پر یہ گفتگو ہو رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسی مصری کے قتل خطاء کا حوالہ دے رہے ہیں کہ ان لوگوں کا میرے ذمے ایک گناہ ہے اور مجھے خوف ہے کہ اس گناہ کے بدلے مجھے قتل نہ کر دیں، قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، كَلَّا ۚ ہرگز نہیں قتل کر سکتے، فَاذْهَبَا پس تم دونوں بھائی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جاؤ، بِاٰيٰتِنَآ میری نشانیاں لے کر، اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ بیشک ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہماری مدد اور نصرت تمہاری ساتھ ہے اور سننے والے ہیں وہ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ پس تم دونوں جاؤ فرعون کے پاس، فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پس دونوں جا کر کہو ہم رب العالمین کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو، ان کو آزاد کر دے۔

فرعون کو حق کی دعوت دینا:

اب جب یہ دونوں اللہ کے پیغمبر فرعون کے سامنے پہنچے اور اللہ کا پیغام اُسے دیا تو قَالَ کہا فرعون نے، اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہم نے آپ کو پالا نہیں اپنے اندر جبکہ آپ بچے تھے، وَلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ اور آپ ٹھہرے ہمارے اندر اپنی عمر کے کئی سال، تیس سال آپ ہمارے ہاں کھاتے پیتے رہے، ہو ہم نے تمہاری پرورش کی آج ہمیں کافر مشرک بنانے آ گئے ہو اور آپ یہ بات بھول گئے ہو ہمیں یاد ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ اور آپ نے وہ کاروائی جو آپ نے کی ہے بندہ مار کر بھاگ گئے۔ آج الٹا ہمیں نصیحت کرنے آ گئے ہو۔ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور آپ بڑے ناشکرے ہیں تمہارا تو فریضہ تھا کہ تم ہماری خدمت کرتے ہمارا شکریہ ادا کرتے کہ میں تمہارا مشکور ہوں کہ تیس سال تم نے مجھے کھلایا، پلایا، خدمت کی مجھ سے اتفاقا بندہ مر گیا، مجھے معاف کر دو، بادشاہ ہو رحم کی اپیل کرنے آیا ہوں، تجھے تو یہ کہنا چاہیے تھا، الٹا آپ ہمیں نصیحت کرنے آ گئے یہ سب کچھ بھول گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوبصورت جواب:

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، فَعَلْتُهَآ اِذًا کی میں نے وہ کاروائی اس وقت وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ میں خطا کاروں میں سے تھا، میں نے ارادہ قتل نہیں کیا تھا۔

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ پس میں تم سے بھاگ گیا، لَمَّا خِفْتُكُمْ جب کہ میں نے تمہاری طرف سے خوف محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرمائی فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا پس مجھے عطا کیا میرے رب نے حکم وَّجَعَلَنِيْ مِنَ

الْمُرْسَلِيْنَ اور بنایا مجھے رسولوں میں سے یعنی میرے سر پر تاج نبوت رکھا۔ اب میں رسول بن کر آیا ہوں تمہارے پاس تم نے میری پرورش کی مجھ پر احسان جتلایا، وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اور یہ ایک احسان ہے جو تو نے مجھ پر کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ میری پرورش بھی تیرے ہاں تیرے ظلم کی ہی وجہ سے ہوئی ہے تم نے بنی اسرائیل پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے ان کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کروادیتا تھا تیرے ظلم کے ڈر سے ہی میری والدہ نے مجھے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہادیا اللہ تعالیٰ کو اس طرح منظور تھا، کہ وہ صندوق تمہارے محل میں پہنچادیا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قتل سے بچالیا۔ اس نے مجھے زندہ رکھا اور بڑا کام لینا تھا، تو اگر میں تمہارے ساتھ گھر میں پلا ہوں تو تمہارے حکم کے نتیجے میں پلا ہوں میرے اور بہن بھائی نہیں تھے وہ اپنے گھر میں نہیں ہیں تو یہ تمہارا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے، کیا یہی تمہارا احسان ہے، اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کہ تو نے ساری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ایک فرد کی پرورش کر کے لاکھوں افراد کو غلام بنانا اور ان سے مشقت لینا کہاں کا انصاف ہے، خواہ مخواہ یہ احسان جتلا رہے ہو۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کہا فرعون نے اور کیا حقیقت ہے رب العالمین کی، فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے جو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا اور جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا

اور زمین کے درمیان ہے اس کا رب ہے، اگر ہو تم یقین کرنے والے، کہا فرعون نے ان لوگوں کو، جو اس کے اردگرد تھے، کیا تم

تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

سنتے نہیں، فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے وہ تمہارا رب ہے، اور تمہارے آباء واجداد کا رب ہے، کہا فرعون نے بیشک تمہارا رسول تمہاری

الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ

طرف بھیجا گیا ہے البتہ دیوانہ ہے، فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰــهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ

اگر تم عقل رکھتے ہو، کہا فرعون نے البتہ اگر بنایا آپ نے کسی کو الٰہ میرے سوا البتہ میں تجھے کروں گا، قیدیوں میں سے فرمایا

الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ

موسیٰ علیہ السلام نے، اگرچہ میں تیرے پاس لاؤں ایسی بات جو کھلی ہوئی ہو، فرعون نے کہا پس لاؤ تم اس کو اگر ہو تم سچوں میں سے،

الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ

پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا پس وہ اچانک اژدھا بن گیا، اور نکالا اپنا ہاتھ پس اچانک وہ سفید ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے،

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿33﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿34﴾ يُّرِيْدُ اَنْ

کہا فرعون نے، اس جماعت کو جو اس کے ارد گرد تھی، بیشک یہ البتہ جادوگر ہے بڑا جاننے والا، ارادہ کرتا ہے یہ کہ نکال دے

يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿35﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ

تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے، پس تم کیا حکم دیتے ہو، کیا مشورہ دیتے ہو، کہنے لگے وہ مہلت دے ان کو اور

وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿36﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿37﴾

ان کے بھائی کو، اور بھیج دے شہروں میں اکٹھے کرنے والے، لائیں گے وہ تمہارے پاس ہر ایک بڑے جادوگر کو، جو جاننے

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿38﴾ ع ٢

والا ہوگا، پس جمع کیے گئے جادوگر ایک معلوم دن کے مقرر وقت کے اندر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ: کیا تم سنتے نہیں ہو، غَيْرِيْ: میرے سوا، لَاَجْعَلَنَّكَ: میں ضرور تجھے بھیج دوں گا، اَلْمَسْجُوْنِيْنَ: قیدی، جِئْتُكَ (بِ): (اگر) تجھے پیش کردوں، بِسِحْرِهٖ: اپنے جادو کے ذریعہ، سَحَّارٍ: ماہر جادوگر، فَجُمِعَ: (پس) جمع کیا گیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ شروع ہوا تھا اب بھی اُسی واقعے کا تسلسل ہے۔ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے باہمی مکالمے اور گفتگو کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی گفتگو:

قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے، وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ عربی میں من کا لفظ ذوی العقول کے لیے بولا جاتا ہے، من کا معنی ہے کون؟ اور ما کا معنی ہے کیا چیز۔ معنی ہوگا رب العالمین کیا چیز ہے رب العالمین کیا شے ہے۔ قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رب العالمین وہ ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا، آسمانوں کی تربیت کرنے والا زمین کی تربیت کرنے والا، وَمَا بَيْنَهُمَا ۗ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے سب کا رب صرف وہی ہے، اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ قَالَ فرعون نے کہا، لِمَنْ حَوْلَهٗٓ ان لوگوں کو جو اس کے ارد گرد تھے وزیر مشیر، اور دیگر عملہ اور کابینہ کے افراد، اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ کیا تم سنتے نہیں یہ کیا کہہ رہا ہے۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتوں کو ہنسی اور مذاق کے طور پر لیا۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے آباء واجداد کا بھی رب ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی تُو تو رب نہیں ہے کیونکہ تو پیدا ہوا تو تیرے پیدا ہونے سے پہلے تیرے باپ دادا کا

ربّ کون تھا۔فرعون نے لاجواب ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔

قَالَ کہا فرعون نے ،اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ بیشک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے البتہ (نعوذ باللہ) دیوانہ ہے نرا پاگل ہے۔قَالَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مزید فرمایا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا، وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اگر تمہیں کوئی عقل و سمجھ ہے۔فرعون آخر بادشاہ تھا اقتدار کا ڈنڈا اس کے پاس تھا، اور تھا بھی ظالم جابر،

قَالَ فرعون نے کہا، لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ اگر آپ نے بنایا الہ میرے علاوہ کسی اور کو لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ تو میں ضرور تمہیں قیدیوں میں سے کردوں گا، میرے سوا یہاں اور کوئی الہ نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزات دکھانا:

قَالَ فرمایا، موسیٰ علیہ السلام نے ، اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ کیا اگر چہ میں لاؤں تیرے پاس ایسی بات جو کھلی نشانی لاؤں معجزہ دکھاؤں پھر بھی نہیں مانو گے، قَالَ فرعون نے کہا، فَاْتِ بِهٖ پس لاؤ تم اس کو جو چیز تم دکھلانا چاہتے ہو، اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے معجزے دکھانے لگے، فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ پس ڈالی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پس اچانک وہ اژدھا بن گیا۔

وَّنَزَعَ یَدَهٗ اور نکالا اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر، فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ پس اچانک سفید ہو گیا، وہ سفید تھا، دیکھنے والوں کے لیے، قَالَ کہا فرعون نے، لِلْمَلَاِ اس جماعت کو، حَوْلَهٗٓ جو اس کے اردگرد تھی کابینہ کے افراد، وزیر، مشیر وغیرہ، اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ بیشک یہ موسیٰ علیہ السلام البتہ جادوگر ہے جاننے والا ہے فن کا۔ دیکھتے ہیں کیا کرتا ہے، یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ﷺ ارادہ کرتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور کے ساتھ، یہ سارا دھندہ اس کا اقتدار کے لیے ہے۔ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ پس تم کیا حکم کرتے ہو، کیا مشورہ دیتے ہو، قَالُوْٓا انہوں نے کہا، اَرْجِهْ وَاَخَاهُ مہلت دے ان کو اور ان کے بھائی کو، ان کے ساتھ، ایک وقت مقرر کرو، ہم مقابلہ کریں گے وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والوں کو، یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ لائیں گے وہ آپ کے پاس ہر ایک بڑے جادوگر کو۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ پس جمع کیے گئے لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ایک معلوم دن کے مقررہ وقت کے اندر۔

وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا

اور کہا گیا لوگوں کو، کیا تم اکٹھے ہو گے، تاکہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی، اگر ہوں وہ غلبہ پانے والے، پس جس وقت آئے

هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

جادوگر، کہا انہوں نے فرعون کو کیا بیشک ہمارے لیے کوئی معاوضہ بھی ہوگا، اگر ہوئے ہم غلبہ پانے والے،

الْغٰلِبِيْنَ ﴿41﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿42﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ

کہا فرعون نے ہاں اور بیشک تم اس وقت مقرب لوگوں میں سے ہوگے۔ فرمایا ان جادوگروں سے موسیٰ علیہ السلام نے، ڈالو تم جو تم

مُّلْقُوْنَ ﴿43﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ

ڈالنے والے ہو، پس ڈالی انہوں نے اپنی رسیاں، اور اپنی لاٹھیاں اور انہوں نے کہا، قسم ہے فرعون کے غلبے کی، بیشک ہم

الْغٰلِبُوْنَ ﴿44﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿45﴾ فَاُلْقِيَ

غالب ہوں گے، پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو، پس اچانک وہ نگلتی تھی، اس چیز کو، جو انہوں نے بنایا تھا، پس ڈال دیے

السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿46﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿47﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿48﴾

گئے جادوگر، سجدہ کرنیوالے کہنے لگے، ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب ہے موسیٰ علیہ السلام کا اور ہارون علیہ السلام کا،

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

کہا فرعون نے، ایمان لائے ہو تم اس پر، پہلے اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں، بیشک یہ البتہ تمہارا بڑا ہے، جس نے تمہیں

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

جادو سکھایا ہے، پس البتہ عنقریب تم جان لوگے البتہ میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھوں کو، اور تمہارے پاؤں کو الٹے، اور البتہ

وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿49﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿50﴾ اِنَّا نَطْمَعُ

ضرور سولی پر لٹکاؤں گا، سب کو، کہا انہوں نے کوئی ضرر نہیں بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، بیشک ہم طمع کرتے

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿51﴾

ہیں، اس بات کی بخش دے گا ہمیں ہمارا رب ہماری خطائیں اس لیے کہ ہم ہوئے ایمان لانے والوں میں سے پہلے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُجْتَمِعُوْنَ: جمع ہونے والے، **لَعَلَّنَا:** ہوسکتا ہے کہ ہم، **لَاضَيْرَ:** کچھ حرج نہیں ہے۔

ربط:

جیسا کہ معلوم ہے کہ سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان ہو رہا ہے اب بھی اُسی واقعے کا تسلسل ہے ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے مقابلے کا ذکر ہے اور جادوگروں کا شکست کھا کر ایمان لانے کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ:

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ اور لوگوں کو کہا گیا هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ کیا تم اُس مقابلے والے دن اکٹھے ہو گے لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ تا کہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ اگر وہ جادوگر غلبہ پانے والے ہوں۔ یعنی لوگوں کو کہا گیا کہ آ کر اپنے نعرے بازی اور جوش اور ولولے سے جادوگروں کی ہمت بندھاؤ تا کہ جادوگر غالب ہوں ہمارا دین، موقف اور فرعون کی خدائی غالب ہوں۔ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ پس جس وقت جادوگر مقررہ وقت پر مقابلے کی مقرر جگہ پر آئے تو قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ کہا انہوں نے فرعون کو اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا کیا بے شک ہمیں کوئی معاوضہ بھی ملے گا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ اگر ہو گئے ہم غلبہ پانے والے قَالَ فرعون نے کہا نَعَمْ ہاں! تمہیں باقاعدہ خرچہ بھی ملے گا اور اس کے علاوہ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اور بے شک تم اس وقت جب تم غالب آ گئے مقرب لوگوں میں سے ہو گے۔ اب تصور کرو ایک جانب بہتر ہزار جادوگر، اور ان کے حمایتی لاکھوں کی تعداد میں تماشائی اور فرعون اور اُس کی حکومت کے تمام حوالی اور دوسری جانب دونوں بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں کو، اَلْقُوْا مَا اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ڈالو جو تم ڈالنا چاہتے ہو جو تم نے سانپ نکالنے ہیں نکالو۔ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ پس ڈالی انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں، حبال، حبل کی جمع ہے جس کا معنی رسی ہے، اور عصی، عصا کی جمع ہے جس کا معنی لاٹھی ہے انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں ہر ہر جادوگر نے دو دو سانپ نکالے یہ جادو کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ وَقَالُوْا اور کہا جادوگروں نے، بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ یہ باقسم کی ہے، قسم ہے فرعون کے غلبہ کی البتہ ہم غالب ہونے والے ہیں ہم نے اتنے سانپ نکال دیے ہیں کون مقابلہ کرے گا، اور کیا مقابلہ کرے گا، فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ پس ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ان کے سانپ نکالنے کے بعد لاٹھی جب ڈالی، فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ پس اچانک وہ لاٹھی اژدھا بن کر جادوگروں کے جھوٹے سانپوں کو نگلنے لگ گیا۔ جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں یہ حق اور سچ ہے پس سب مسلمان ہو گئے۔

جادوگروں کا ایمان لانا:

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ پس ڈال دیے گئے جادوگر سجدے میں تمام جادوگروں نے سجدے میں گر کر کہا، قَالُوْا کہا انہوں نے، اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہم ایمان لائے رب العالمین پر، کون رب؟ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا رب، ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔

قَالَ فرعون نے جادوگروں کو کہا، اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ایمان لائے ہو تم اس پر پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دیتا۔ کس کی اجازت سے تم ایمان لائے ہو؟ میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ، اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ بیشک موسیٰ علیہ السلام تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے، فَلَسَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ ؕ پس البتہ عنقریب تم جان لو گے، کیا جان لو گے؟ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ البتہ ضرور میں تمہارے ہاتھ کاٹوں کا اور تمہارے پاؤں کاٹوں کا، مِّنْ خِلَافٍ، الٹے، یعنی دایاں ہاتھ بایاں پاؤں اور مِنْ کو، تعلیلیہ بناؤ تو پھر مطلب یہ ہوگا، مِّنْ خِلَافٍ چونکہ تم نے میری مخالفت کی ہے اس لیے میں تمہارے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا، یہ دونوں تفسیریں بیان کی گئی ہیں۔ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ اور میں تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اور صاحب معالم التنزیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ ستر بڑے نامی گرامی جادوگر جو مسلمان ہو گئے انہیں سولی دی گئی۔

قَالُوْا وہ کہنے لگے لَا ضَيْرَ کوئی ضرر نہیں، اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، اِنَّا نَطْمَعُ بیشک ہم طمع کرتے ہیں، اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ یہ معاف کر دے ہمارا رب خطائیں اس لیے کہ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ ہم ہوئے ایمان لانے والوں میں سے پہلے۔ اس مقام پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں چنانچہ جانیں دے دیں ایمان نہیں چھوڑا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿52﴾ فَاَرْسَلَ

اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ لے کر چلیں رات کو، میرے بندوں کو، بیشک تمہارا تعاقب کیا جائے گا، پس بھیجا

فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿53﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿54﴾ وَاِنَّهُمْ

فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والوں کو، بیشک ایک گروہ ہے تھوڑا سا، اور بیشک یہ ہمیں بہت غصہ دلاتے ہیں، اور بیشک ہم

لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿55﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿56﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿57﴾ وَّكُنُوْزٍ

البتہ سب مسلح اور با اختیار ہیں۔ پس ہم نے نکالا، باغوں سے، اور چشموں سے، اور خزانوں سے اور عمدہ جگہوں سے، یہ ایسے ہی

وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿58﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿59﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿60﴾ فَلَمَّا

ہوا اور ہم نے وارث بنایا ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو، پس وہ انکے پیچھے لگے سورج چڑھتے ہوئے، پس جس وقت

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿61﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ

آمنے سامنے ہوئیں دونوں جماعتیں کہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے بیشک البتہ ہم پکڑے گئے، فرمایا ہرگز نہیں، بیشک میرے

مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿62﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ

ساتھ میرا رب ہے، بہ تاکید وہ میری راہنمائی کرے گا، پس ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ کہ ماریں اپنی لاٹھی، سمندر

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿63﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿64﴾ وَاَنْجَيْنَا

پر پس وہ پھٹ گیا پس ہو گیا ہر ایک حصہ، جیسے پہاڑ بڑا، اور ہم نے قریب کر دیا اس مقام میں دوسروں کو، اور ہم نے نجات دی

مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿65﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿66﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے سب کو، پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو، بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿67﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿68﴾ ع ٨

سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی غالب مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُّتَّبَعُوْنَ: اتباع کیے ہوئے، لَشِرْذِمَةٌ: تھوڑی سی جماعت، قَلِيْلُوْنَ: تھوڑے لوگ، لَغَآئِظُوْنَ: غصہ دلانے والے، لَجَمِيْعٌ: سب، حٰذِرُوْنَ: احتیاط کرنے والے، فَاَخْرَجْنٰهُمْ: ہم نے نکال دیا انہیں، كُنُوْزٍ: خزانے، اَوْرَثْنٰهَا: ہم نے مالک بنایا اس کا، فَاَتْبَعُوْهُمْ: پس پیچھے سے جالیا انہیں، تَرَآءَ: ایک دوسرے کو دیکھا، لَمُدْرَكُوْنَ: پکڑے ہوئے، سَيَهْدِيْنِ: وہ میری رہنمائی کریگا، فَانْفَلَقَ: (پس) وہ پھٹ گیا، فِرْقٍ: حصہ، كَالطَّوْدِ: جیسے پہاڑ، اَزْلَفْنَا: ہم نے قریب کر دیا۔

ربط:

سابقہ کئی آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ چلا آ رہا ہے اب ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلنا اور بحر قلزم میں ان کے لیے راستے کا بننا اور فرعون کا اُسی راستے پر غرق ہونا بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو لے کر نکلنا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا، اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ کہ لے چلیں رات کو میرے بندوں کو، اسرا، کا معنی ہے رات کو لے جانا، میرے وہ بندے جو ایمان لا چکے ہیں ان کو رات کے وقت یہاں سے لے چلو، ہجرت کر جاؤ۔ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا، فرعون اور اس کی فوجیں تمہارا پیچھا کریں گے گھبرانا نہیں ہے۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ پس بھیجا فرعون نے شہروں میں، حٰشِرِيْنَ جمع کرنے والوں کو۔ مصر کے ارد گرد بہت سی بستیاں تھیں جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ رہتے تھے فرعون نے آدمی بھیجے کہ فوراً ان کو جمع کرو، چنانچہ جس وقت وہ لوگ جمع ہو گئے تو فرعون نے کہا، اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ، شِرْذِمَةٌ، کا معنی ہے گروہ، ٹولا، طبقہ، یہ جو بنی اسرائیل کے لوگ ہیں یہ ایک گروہ ہے جو ہماری نسبت تھوڑے ہیں اور تھا بھی ایسے ہی، بنی اسرائیلوں کی تعداد فرعونیوں کے مقابلہ میں بالکل تھوڑی تھی، تو یہ تھوڑے آدمی ہیں، وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ اور بیشک انہوں نے ہمیں غصے میں ڈالا ہر

کام ہمارے خلاف ہے ہر جگہ ہمارے ساتھ مقابلہ، انہوں نے ہمارے کلیجے جلا دیے، اور دیکھو، وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ، حَاذِرٌ کا معنی مسلح باہتھیار، اور بیشک ہم سب کے سب مسلح ہیں۔

حٰذِرُوْنَ کا ایک معنی مُسْتَيْقِظُوْنَ کے بھی ملیں گے کہ ہم بیدار ہیں۔ آپ کو حٰذِرُوْنَ کے معنی مسلح کے بھی ملیں گے کہ ہم سب کے سب مسلح ہیں۔ آپ کو حٰذِرُوْنَ کے معنی ڈرنے کے بھی ملیں گے کہ ہم ڈرتے ہیں ڈرنے کا یہ معنی کہ مثلاً حکومت کے مقابلے میں رعیت کی کوئی وقعت تو نہیں ہوتی لیکن عوام کی شورش سے حکومت بھی ڈرتی ہے۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ہم نے نکالا فرعونیوں کو باغوں اور چشموں سے، وَّكُنُوْزٍ اور خزانوں سے، وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ اور ان جگہوں سے جو بڑی عمدہ تھیں، عزت والی تھیں یعنی اپنی کوٹھیوں اور باغوں کو چھوڑ کر بنی اسرائیلیوں کا تعاقب کیا۔ كَذٰلِكَ ۭ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ایسا ہی ہوا، وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور وارث بنایا ہم نے ان باغات کا، کوٹھیوں کا، چشموں کا، خزانوں کا، بنی اسرائیل کو، اس وقت نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ پس وہ ان کے پیچھے لگے سورج چڑھتے ہوئے، فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، اور بنی اسرائیل کے پیچھے گئے، مشرق، قاف قندھاری سے ہو تو اس کا معنی ہے سورج چڑھ رہا تھا، یعنی جس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت پیچھے جا پہنچے، موسیٰ علیہ السلام قوم کے ہمراہ بحر قلزم کے کنارے پہنچ چکے تھے، بحر قلزم بڑا سمندر ہے ان کے پاس نہ کشتی تھی اور نہ کوئی متبادل راستہ تھا کہ آگے چلے جائیں، پیچھے فرعون کی فوجیں نعرے مارتے ہوئے، ڈھول پیٹتے ہوئے بجاتے ہوئے آ رہی ہیں اور آگے سمندر ہے، فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ پس جب آمنے سامنے ہوئیں فوجیں، انہوں نے ان کو دیکھا اور انہوں نے ان کو دیکھا، قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا، حضرت، اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ بیشک البتہ ہم پکڑے گئے، کہ ہم طاقت کے اعتبار سے بھی اور افراد کے اعتبار سے بھی ان سے تھوڑے ہیں۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، كَلَّا ۚ ہرگز نہیں، یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، کیوں؟ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے، اس کی مدد نصرت میرے ساتھ ہے فرعون کی کیا حیثیت ہے؟ سَيَهْدِيْنِ وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا، اس کے حکم سے ہم گھروں سے نکلے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پار ہو جانا اور فرعون کی غرقابی:

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى پس ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف، اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ یہ کہ مارو اپنی لاٹھی کو سمندر پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک جب سمندر پر مارا تو بارہ راستے بن گئے تفسیروں میں لکھا ہے، یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر ہر بیٹے کا علیحدہ علیحدہ خاندان تھا۔

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ پس ہو گیا پانی کا ہر حصہ جیسے بڑا پہاڑ ہوتا ہے وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ اور ہم نے قریب کر دیا اس مقام پر دوسروں کو فرعونیوں کو ہم نے قریب کر دیا۔ پھر کیا ہوا، وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى

وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ اور ہم نے نجات دی موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ساتھیوں کو چاہے وہ مومن تھے یا منافق تھے کیوں کہ ان میں سامری تھا حالانکہ وہ منافق تھا، جو بھی ساتھ تھے، ان کو نجات ملی، ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو، فرعونیوں کا پتا بھی نہ چلا کہ کہاں گئے ہیں تاریخ میں ان کے قصے ہی قصے رہ گئے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ بیشک البتہ اس میں نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے، ہر دور میں اکثریت کافروں کی ہی رہی ہے، وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ البتہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب اور مہربان۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۞ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۞

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سنائیں خبر ابراہیم علیہ السلام کی، جب کہا انہوں نے اپنے والد کو، اور اپنی قوم کو تم کن کی عبادت کرتے ہو،

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۞ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ

کہنے لگے ہم عبادت کرتے ہیں بتوں کی پس سارا دن ہم ان کے سامنے جھکے رہتے ہیں، فرمایا، کیا وہ سنتے ہیں تمہاری، جب تم

تَدْعُوْنَ ۞ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۞ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا

ان کو پکارتے ہو، یا وہ تمہیں نفع دیتے ہیں یا وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں، انہوں نے کہا، بلکہ پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو،

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۞ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۞ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۞

وہ اسی طرح کرتے تھے، فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو، تم اور تمہارے آباء و اجداد جو پہلے گزر چکے ہیں،

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۞ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ

پس بیشک وہ میرے دشمن ہیں، مگر رب العالمین، جس نے مجھے پیدا کیا ہے پس وہی میری راہنمائی کرتا ہے، اور وہ رب مجھ کو

وَيَسْقِيْنِ ۞ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۞ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۞

کھلاتا ہے، اور مجھے پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی مجھ کو شفا دیتا ہے، اور وہ مجھ کو وفات دے گا، پھر مجھے زندہ

وَالَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۞ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا

کرے گا، اور وہ ہے میں امید رکھتا ہوں یہ کہ میری خطائیں معاف کر دے گا، قیامت کے دن، اے میرے رب عطا فرما مجھے

وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۞ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۞ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ

حکم، اور ملا مجھے نیک لوگوں کے ساتھ، اور بنا دے میرے لیے سچی زبان، اور بنا دے مجھ کو اس جنت کے وارثوں میں سے

جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾

جو خوشی کے باغ ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَنَظَلُّ: (پس) ہم رہتے ہیں، يَسْمَعُوْنَكُمْ: وہ تمہاری سنتے ہیں، يَنْفَعُوْنَكُمْ: وہ تمہیں نفع دیتے ہیں، يَضُرُّوْنَ: وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اَلْاَقْدَمُوْنَ: پرانے، پہلے، خَلَقَنِيْ: مجھے پیدا کیا، يُطْعِمُنِيْ: وہ مجھے کھلاتا ہے، يَسْقِيْنِ: وہ مجھے پلاتا ہے، مَرِضْتُ: میں بیمار ہوجاتا ہوں، يَشْفِيْنِ: وہ مجھے شفاء دیتا ہے، يُمِيْتُنِيْ: (جو) مجھے موت دے گا، اَطْمَعُ: میں اُمید رکھتا ہوں، خَطِيْٓئَتِيْ: میری خطا کاری، اَلْاٰخِرِيْنَ: آئندہ آنے والے، وَرَثَةِ: وارث و مستحقین۔

ربط:

سابقہ تین رکوع سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان ہورہا تھا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد اور قوم کو تبلیغ:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سنائیں نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کی خبر اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ جس وقت انہوں نے اپنے والد کو کہا وَقَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے فرمایا مَا تَعْبُدُوْنَ تم لوگ کن کی عبادت کرتے ہو، تمہارے معبود کون ہیں؟ قَالُوْا وہ کہنے لگے، نَعْبُدُ اَصْنَامًا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں، فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ پس ہم سارا دن ان کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ قَالَ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ کیا وہ تمہاری بات کو سنتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو اپنی مدد کے لیے تمہاری فریادیں سنتے ہیں، اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ یا وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں اَوْ يَضُرُّوْنَ یا وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں، اگر تم ان کی پوجا نہ کرو، قَالُوْا ان لوگوں نے کہا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ بلکہ ہم نے پایا ہے اپنے آباء واجداد کو وہ اسی طرح کرتے تھے۔ ایسی تقلید کی قرآن پاک سختی سے تردید کرتا ہے۔

تقلید سے متعلق اہم نکتہ:

اور اہل اسلام جو تقلید کرتے ہیں وہ مطلوب اور مقصود ہے، اور تقلید ایسی چیز میں ہوتی ہے جس پر نہ تو قران کریم میں صراحت ہو اور نہ حدیث پاک میں۔ وہ چیز خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت نہ ہو، اور نہ وہ چیز صحابہ کرام سے ثابت ہو۔ ایسے مسئلے میں اماموں میں سے کسی امام کی بات مان لینا تقلید ہے۔ بعض حضرات عوام کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ جی تقلید کرنے والوں نے اپنے ائمہ کو نبی کی جگہ دے دی ہے یہ بالکل غلط ہے۔

تو قَالَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم سے اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ کیا تم دیکھتے ہو جن کی تم عبادت کرتے ہو، اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ تم اور تمہارے باپ دادا جو پہلے گزرے ہیں صاف لفظوں میں مجھ سے

سن لو، فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ پس بیشک وہ تمہارے سارے معبود میرے دشمن ہیں میں ان کا دوست نہیں ہوں، اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ سوائے رب العالمین کے۔ باقی سب میرے دشمن ہیں۔ رب العالمین کون ہے؟ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ جس نے مجھے پیدا کیا ہے، فَهُوَ يَهْدِيْنِ پس وہی میری راہنمائی کرتا ہے۔

وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ اور وہ مجھ کو کھلاتا ہے، وَيَسْقِيْنِ اور مجھے پلاتا ہے کھانے پینے کے تمام انتظامات اس نے کیے ہیں تمہارے الٰہوں نے کیا کیا ہے ان کے پاس کیا ہے؟ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے کسی اور کے پاس شفا نہیں ہے۔

وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ اور وہ جو مجھے وفات دے گا، ثُمَّ يُحْيِيْنِ پھر مجھے زندہ کرے گا کیونکہ قیامت بھی حق ہے جس میں کوئی شک نہیں وَالَّذِيْٓ اور میرا رب وہ ہے، اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ کہ میں امید رکھتا ہوں یہ معاف فرمائے گا میری خطائیں يَوْمَ الدِّيْنِ بدلے والے دن قیامت والے دن۔

ہجرت کا حکم:

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا اے رب مجھ کو مجھے حکم عطا فرما وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ اور ملا دے مجھ کو نیکوں کے ساتھ۔ حکم سے کیا مراد ہے، مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں، کہ اس سے مراد ہے مجھے ہجرت کا حکم دیں۔ ساٹھ سال تک تبلیغ کی بلکہ بعض نے اسی سال بھی لکھی ہے اتنے عرصے میں صرف ایک عورت یعنی حضرت سارہ علیہا السلام اور آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام نے ساتھ دیا پروردگار مجھے ہجرت کا حکم دے اس علاقے کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور ایسے علاقے میں پہنچا جہاں نیک بندے ہوں میری بات سمجھ لیں۔ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ اور بنا میرے لیے سچائی کی زبان فِي الْاٰخِرِيْنَ پیچھے والوں میں یعنی بعد میں جو لوگ آئیں اور وہ اچھے انداز سے میرا تذکرہ کریں، میرے اچھے کام وہ بھی کریں۔ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ اور بنا دے مجھ کو اس جنت کے وارثوں میں سے جو خوشی کے باغ ہیں۔

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ

اور بخش دے میرے باپ کو بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھے رسوا نہ کر جس دن کہ کھڑے کیے جائیں گے، وہ دن ہوگا

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

نہیں نفع دے گا مال اور نہ بیٹے، مگر وہ شخص جو آیا اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ، اور قریب کر دی جائے گی جنت

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾

پرہیز گاروں کے لیے، اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم گمراہوں کے لیے، اور کہا جائے گا ان کو کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿93﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿94﴾

تھے، اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا وہ بدلہ لے سکتے ہیں، پس الٹے کر کے ڈالے جائیں گے دوزخ میں

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿95﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿96﴾ تَاللّٰهِ

وہ بھی اور دوسرے گمراہ بھی، اور ابلیس کے تمام لشکروں کو بھی، وہ کہیں گے اور وہ دوزخ میں جھگڑ رہے ہوں گے، اللہ کی قسم ہے

اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿97﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿98﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا

بیشک ہم تھے البتہ کھلی گمراہی میں، جس وقت ہم تمہیں برابر کرتے تھے رب العالمین کے ساتھ، اور نہیں بہکایا ہمیں مگر

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿99﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿100﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿101﴾

مجرموں نے، پس نہیں کوئی ہماری سفارش کرنے والا، اور نہ کوئی مخلص دوست، پس کاش بیشک ہمارے لیے دنیا کی طرف لوٹنا ہو

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿102﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

پس ہم ہو جائیں مومنوں میں سے، بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اور نہیں ہیں اکثر ان میں سے ایمان لانے والے،

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿103﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿104﴾ ع

اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی غالب ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تُخْزِنِيْ: مجھے رسوا نہ کر، سَلِيْمٍ: پاک، اُزْلِفَتِ: نزدیک کردی گئی، بُرِّزَتِ: ظاہر کردی گئی، يَنْصُرُوْنَكُمْ: وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، يَنْتَصِرُوْنَ: وہ بدلہ لے سکتے ہیں، فَكُبْكِبُوْا: وہ اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے، اَلْغَاوٗنَ: گمراہ لوگ، نُسَوِّيْكُمْ: ہم تمہیں برابر کرتے تھے، مَآ اَضَلَّنَا: نہیں گمراہ کیا ہمیں، شَافِعِيْنَ: سفارش کرنے والے، صَدِيْقٍ: مخلص دوست۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بیان کیا جارہا ہے اب بھی پہلی دو آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے اُس کے بعد جہنمی لوگوں کا جہنم میں ڈالا جانا اور وہاں ان کے جھگڑوں اور واپس دنیا میں آنے کی خواہش کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کے لیے دعا:

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اے پروردگار! میرے باپ کو بخش دے اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ بے شک وہ گمراہوں میں سے

ہے۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ مشرک کے لیے تو مغفرت کی دعا جائز نہیں ہے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کی مغفرت کے لیے دعا کیوں کی؟ اللہ تعالیٰ نے اس شبے کا جواب سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۴ میں اس طرح دیا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ۔ اور نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کا بخشش مانگنا اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اس سے کیا تھا، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ۔ پس جب واضح ہو گیا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے کافر اور مشرک ہے تو بے زاری کا اعلان کیا۔ اور پھر کبھی باپ کے لیے دعا نہیں کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی، وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اور مجھے رسوا نہ کریں جس دن کھڑے کیے جائیں گے لوگ۔

حدیث پاک میں آتا ہے قیامت والے دن ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ملاقات ہوگی اور آپ دیکھیں گے کہ اس کا منہ ذلت اور گرد و غبار سے آلودہ ہو رہا ہے دوسری روایت میں ہے کہ آپ اللہ سے عرض کریں گے پروردگار آپ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سن لو، جنت تو کافر پر قطعاً حرام ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اس دن مجھے رسوا نہ کرے گا، مگر اس سے بڑھ کر رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ اس طرح رحمت (سے دور ہو، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل، میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے پھر حکم ہوگا ابراہیم علیہ السلام دیکھو تمہارے پیروں کے تلے کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے ایک بدصورت بجو کیچڑ میں لتھڑا ہوا کھڑا ہے جس کو پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، یہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ ہوگا جس کی شکل تبدیل کر دی جائے گی۔

جہنم اور جہنمیوں کے احوال:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ جس دن نہیں نفع دے گا مال اور نہ بیٹے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ مگر وہ شخص جو آیا اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم کے ساتھ وہ کامیاب ہوگا قلب سلیم وہ ہے جو کفر، شرک، نفاق سے پاک ہو، وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور قریب کر دی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ جنتی وہاں قریب پہنچ جائیں گے، وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم گمراہوں کے لیے سامنے نظر آ رہی ہوگی۔

وَقِيْلَ لَهُمْ اور کہا جائے گا ان مجرموں سے، اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ وہ کہاں ہیں دکھاؤ، هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ یا وہ انتقام لے سکتے ہیں، جب تمہارے ان باطل معبودوں کو سزا ہوگی کیا وہ ہم سے بدلہ لے سکتے ہیں؟

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا پس الٹے کر کے پھینک دیے جائیں گے جہنم میں، هُمْ وَالْغَاوٗنَ وہ بھی اور دوسرے گمراہ بھی۔ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ اور ابلیس کے سارے لشکروں کو بھی دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، قَالُوْا کہیں گے وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے عبادت کرنے والے اور جن کی عبادت کی گئی ہے، گمراہ ہونے

والے اور جنہوں نے گمراہ کیا تھا۔

تَاللّٰهِ اللہ کی قسم ہے، اِنۡ كُنَّا لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ بیشک تھے ہم البتہ کھلی گمراہی میں، اِذۡ نُسَوِّيۡكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ جس وقت ہم تمہیں برابر کرتے تھے رب العالمین کے، ہم اس کو الہ سمجھتے تھے اور تمہیں بھی الہ سمجھتے تھے وہ بھی حاجت روا تم بھی حاجت روا، وہ بھی مشکل کشا اور تم بھی مشکل کشا، وہ بھی دستگیر تم بھی دستگیر، تمہیں ہم اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کرتے تھے یہ ہماری کھلی گمراہی تھی، وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اور ہمیں نہیں بہکایا مجرموں نے، فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِيۡنَ پس نہیں ہے ہمارے پاس کوئی سفارشی جو اللہ سے ہمیں چھڑا سکے کافروں کے حق میں کوئی سفارش نہیں چلے گی۔ وَلَا صَدِيۡقٍ حَمِيۡمٍ اور نہ کوئی مخلص دوست ہے کہ جو ہمارے کام آئے۔ فَلَوۡ اَنَّ لَنَا كَرَّةً پس کاش بے شک ہمارے لیے دنیا کی طرف لوٹنا ہو فَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ پس ہو جائیں ہم مومنوں میں سے۔ مگر وہاں شور مچانے اور پچھتانے کا کیا فائدہ آخرت سے دنیا میں واپس کوئی بھی نہیں آسکتا ہے۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ بے شک اس واقعہ میں البتہ نشانی ہے جو واقعہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرمایا ہے لیکن وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ اور نہیں ہے اکثریت ایمان لانے والوں کی۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ وہی ہے غالب، مہربان۔

كَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ اۨلۡمُرۡسَلِيۡنَ ۖۚ ﴿۱۰۵﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۚ ﴿۱۰۶﴾

جھٹلایا نوح علیہ السلام کی قوم نے، پیغمبروں کو، جس وقت کہا ان کو ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے،

اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ۙ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ۚ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَسۡـَٔـلُكُمۡ عَلَيۡهِ

بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار، پس ڈرو تم اللہ سے اور تم میری اطاعت کرو، اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس

مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۚ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ؕ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا

تبلیغ پر کسی معاوضے کا نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے، پس ڈرو تم اللہ سے اور میری اطاعت کرو، کہا انہوں نے

اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ؕ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلۡمِىۡ بِمَا كَانُوۡا

کیا ہم آپ پر ایمان لائیں حالانکہ پیروی کی ہے آپ کی کمتر لوگوں نے، فرمایا نوح علیہ السلام نے اور مجھے کیا علم ہے ان کاموں کا جو

يَعۡمَلُوۡنَ ۚ ﴿۱۱۲﴾ اِنۡ حِسَابُهُمۡ اِلَّا عَلٰى رَبِّىۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ۚ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ ﴿۱۱۴﴾

وہ کرتے ہیں، نہیں ہے ان کا حساب مگر میرے رب کے ذمے کاش کہ تم سمجھ لو، اور نہیں ہوں میں مجلس سے نکالنے والا، مومنوں کو،

اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ؕ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ يٰـنُوۡحُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ

نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر، انہوں نے کہا، البتہ اگر آپ باز نہ آئے اے نوح علیہ السلام البتہ ضرور ہوں گے سنگسار کیے

الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ

ہوؤں میں سے، کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے، پس فیصلہ کر میرے اور ان کے

وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي

درمیان واضح فیصلہ اور نجات دے مجھے اور ان کو جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں، پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کو جو ان

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

کے ساتھ تھے بھری ہوئی کشتی میں، پھر ہم نے غرق کر دیا بعد ان کو نجات دینے کے باقیوں کو، بیشک اس میں نشانی ہے اور نہیں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾

ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی ہے غالب مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخُوْهُمْ: ان کا بھائی، اَلْاَرْذَلُوْنَ: رذیل لوگ، عِلْمِيْ: میرا علم، اَلْمَرْجُوْمِيْنَ: سنگسار کیے ہوئے، فَتْحًا: فیصلہ کرنا، نَجِّنِيْ: مجھے نجات عطا فرما، اَلْمَشْحُوْنِ: بھری ہوئی (کشتی)، اَلْبٰقِيْنَ: باقی لوگ۔

ربط:

اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات بیان ہو چکے اب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ࣙ الْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو سوال یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اور کوئی پیغمبر نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے جمع کا صیغہ کیوں فرمایا ہے اس کے جواب میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ایک نبی کو جھٹلانا تمام انبیاء کو جھٹلانا ہے کیونکہ اصل میں سب پیغمبر متفق ہیں، تو گویا ایک نہیں سب کو جھٹلایا ہے، اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ جب کہا اس قوم کو ان کے بھائی نوح علیہ السلام نے بھائی اس لیے فرمایا کہ نوح علیہ السلام اسی قوم کے ایک فرد تھے، اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم کفر و شرک سے بچتے نہیں ہو۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار جو کچھ مجھے رب بتلاتا ہے اتنا ہی بتلاتا ہوں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے، وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔

وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا۔ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر اس رب کے ذمے جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا پہلے بھی یہ بات گزر چکی ہے

اور آئندہ بھی آئے گی پیغمبروں نے اپنی قوموں کو تبلیغ سے پہلے کہہ دیا تھا کہ ہم دنیوی فائدے اور مفاد کے لیے تبلیغ نہیں کرتے تمہاری خیر خواہی مقصود ہے پیغمبروں نے تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں لیا ہاں ویسے کوئی پیغمبروں کو تحفہ تحائف دیتا تھا تو وہ رد نہیں کرتے تھے کوئی اپنا دیتا یا بیگانہ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ سے اس کی مخالفت نہ کرو، وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو لوگوں نے کیا جواب دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑوں کا مطالبہ:

قَالُوْٓا انہوں نے کہا، اَنُؤْمِنُ لَكَ کیا ہم آپ پر ایمان لائیں آپ کی تصدیق کریں، وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ اور آپ کی پیروی کی ہے ان لوگوں نے جو کمتر ہیں، ذلیل اور گھٹیا ہیں، اَرْذَلُوْنَ کی تشریح میں تفسیروں میں آتا ہے کہ کچھ بیچارے لوہار تھے کچھ ترکھان تھے کچھ موچی اور دھوبی تھے کچھ جولاہے تھے اور ابتداء میں پیغمبروں کا ساتھ ہمیشہ غریب لوگوں نے دیا ہے۔

قَالَ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَمَا عِلْمِيْ اور مجھے کیا معلوم ہے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یہ لوگ کیا عمل کرتے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم یہ کیا کرتے ہیں میرا ان کے پیشوں سے کیا تعلق ہے میرا تو کام ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانا اور سمجھانا ہے اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ نہیں ہے ان کا حساب مگر میرے رب کے ذمے۔ یہ جائز کام کرتے ہیں یا ناجائز وہ حساب ان کا رب کے ساتھ ہے میرے پاس آ کر انہوں نے حق کو قبول کیا ہے، لَوْ تَشْعُرُوْنَ کاش کہ تم سمجھو۔ ان کی قوم کے بڑوں نے کہا کہ ان کو مجلس سے نکال دیں تو ہم بیٹھیں گے نوح علیہ السلام نے اس کا جواب دیا، وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہوں میں مجلس سے نکالنے والا مومنوں کو۔ میں ان کو مجلس سے کیوں نکالوں؟ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی شرک کو نہ چھوڑا دنیا میں بھی عذاب آئے گا قبر برزخ میں بھی اور قیامت والے دن بھی اور دوزخ میں بھی قَالُوْا کہنے لگے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ البتہ اگر آپ باز نہ آئے اے نوح علیہ السلام تو یاد رکھنا لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ البتہ ضرور ہوں گے آپ سنگسار کیے ہوئے میں سے۔ رجم کا معنی ہے پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا، تم ہوتے کون ہو ہمارے کلیجے جلانے والے ہم تمہیں پتھروں کے ساتھ رجم کریں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے دعا:

قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے، رَبِّ اے میرے اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے یہ بات تم بہت دفعہ سن چکے ہو کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ہے اور ان نو سو سال میں کئی پیدا ہوئے اور کئی مرے مگر اپنی ضد نہیں چھوڑی شرک سے باز نہیں آئے مگر تھوڑے سے آدمی۔ اسی افراد یا بعض تفسیروں میں چوراسی کا عدد آتا ہے بہرحال سو کی تعداد پوری نہیں تھی۔

فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا پس فیصلہ فرمادیں میرے اور ان کے درمیان واضح فیصلہ، وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نجات دے مجھے اور ان کو جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ پس ہم نے نوح علیہ السلام کو نجات دی، وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے بھری ہوئی کشتی میں، سورۃ ہود میں یہ واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ پھر ہم نے غرق کر دیا اس کے بعد دوسروں کو، باقی جتنے بچے تھے ان سب کو طوفان میں تباہ کر دیا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی۔ نافرمانوں کے لیے عبرت ہے بعد والے لوگوں کے لیے سبق ہے کہ پہلے بھی قوموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے تم بھی اگر جھٹلاؤ گے باز نہ آؤ گے تو تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں اکثر ان کے ایمان لانے والے آج بھی اکثریت کافروں کی ہے۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ غالب ہے مہربان ہے وہ جب چاہے قوموں کو تباہ کر دے اور اگر مہلت دیتا ہے تو یہ اس کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ ࣙالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ

جھٹلایا عاد قوم نے اللہ کے رسولوں کو، جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے، کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے، بیشک میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ

تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار، پس تم ڈرو اللہ سے اور اطاعت کرو میری، اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ

معاوضہ، نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔ کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر نشانی، کھیلتے ہو، اور بناتے ہو کاری گریاں

مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

شاید کہ تم نے ہمیشہ رہنا ہے، اور جب تم پکڑتے ہو پکڑتے ہو تم جبر اور قہر کرتے ہوئے، پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ

اور میری اطاعت کرو، اور ڈرو تم اس ذات سے جس نے تمہاری امداد کی ہے اس چیز کے ساتھ جو تم جانتے ہو۔ جس نے تمہاری

بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

امداد کی ہے مال مویشی کے ساتھ اور بیٹوں کے ساتھ، اور باغات کے ساتھ اور چشموں کے ساتھ، بیشک میں خوف کرتا ہوں تم

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوٰعِظِينَ ﴿١٣٦﴾

پر بڑے دن کے عذاب کا، ان لوگوں نے کہا برابر ہے ہم پر آیا آپ وعظ کریں یا آپ نہ ہوں وعظ کرنے والوں میں سے،

إِنْ هٰذَآ إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنٰهُمْ ۗ إِنَّ فِي

نہیں ہے یہ مگر عادت پہلے لوگوں کی اور نہیں ہے ہم ایسے کہ سزا دیے جائیں۔ پس جھٹلایا انہوں نے ان کو پس ہم نے ان کو ہلاک

ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾

کر دیا بیشک اس میں نشانی ہے اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

أَتَبْنُونَ: کیا تم بناتے ہو، رِيعٍ: اونچی جگہ، تَعْبَثُونَ: تم کھیلتے ہو، مَصَانِعَ: بڑے بڑے محل، تَخْلُدُونَ: تم ہمیشہ رہو گے، بَطَشْتُمْ: (جب) تم پکڑتے ہو، أَوَعَظْتَ: (خواہ) تم نصیحت کرو، الْوٰعِظِينَ: وعظ و نصیحت کرنے والے، خُلُقُ: عادت، بِمُعَذَّبِينَ: عذاب دیئے جانے والے۔

ربط:

اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات بیان ہو چکے ہیں اب قوم عاد اور اُن کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کے واقعات بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کو تبلیغ:

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ جھٹلایا عاد قوم نے اللہ کے رسولوں کو۔ یہ عاد قوم ارم کی نسل سے تھی عاد بن ارم بن سام بن نوح، عاد حضرت نوح علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں پھر عاد سے آگے اتنی نسل چلی کہ مستقل خاندان اور ایک قوم بن گئی۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے بھائی اس لیے فرمایا کہ وہ قوم کے ایک فرد تھے فرمایا، أَلَا تَتَّقُونَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے، إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا رسول ہوں امانت دار۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ سے ڈرو اور وَأَطِيعُونِ اور میری اطاعت کرو، اس کے بعد ہود علیہ السلام نے وہی بات فرمائی جو سارے پیغمبر کہتے آئے ہیں، وَمَآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ اور بدلہ، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِينَ نہیں ہے مگر میرا اجر رب العالمین کے ذمے۔ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ کیا تم بناتے ہو ہر اونچی جگہ پر نشانی کھیلتے ہو، وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ اور بناتے ہو تم کاری گریاں، تم عالی شان عمارت بنا کر اور اس میں نقش و نگار کر کے فضول خرچی کر رہے ہو، لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ گویا کہ تم نے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ اونچی اونچی عالیشان بلڈنگ بناتے ہو۔

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ اور جب تم پکڑتے ہو دشمن کو تو پکڑتے ہو بڑا جبر اور قہر کرتے ہوئے بڑا ظلم وستم ڈھاتے ہو، عاد قوم کے لوگ اپنے اردگرد لوگوں پر بڑا ظلم کرتے تھے یہ بڑی طاقتور قوم تھی۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ان کاموں سے باز آجاؤ میں جو ٹھیک ٹھیک احکام تمہیں پہنچا رہا ہوں ان کو تسلیم کرو اور ان پر عمل کرو میں اللہ تعالیٰ کا امانت دار رسول ہوں۔ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اور ڈرو تم اللہ کی ذات سے جس نے تمہاری امداد کی ہے ان چیزوں کے ساتھ جو تم جانتے ہو۔ تمہیں کتنے بڑے بڑے وجود عطا فرمائے بدنی طور پر تمہیں کتنی قوت عطا فرمائی اور اس وجود کے ساتھ تعلق رکھنے والی کتنی نعمتیں ہیں، اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ، امداد دی تمہیں مال اور مویشی کے ساتھ وَبَنِيْنَ اور امداد دی تمہیں بیٹوں کے ساتھ، بیٹے بیٹیاں سب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، مگر بیٹوں کا ذکر اس لیے فرمایا یہ انسان کے لیے زیادہ مفید ہوتے ہیں مشقت کے سارے کام بیٹے کرتے ہیں مال جان کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور انسان کی نسل بھی انہی سے چلتی ہے۔

وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اور باغوں اور چشموں کے ساتھ امداد دی۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت آئے اور تم تباہ برباد ہو جاؤ لہٰذا تم اب بھی سنبھل جاؤ۔

قوم کا حضرت ہود علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار:

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ کہنے لگے کہ ہمارے لیے برابر ہے آپ ہمیں وعظ کریں یا نہ ہوں وعظ ونصیحت کرنے والوں میں سے۔ مطلب یہ کہ اے ہود علیہ السلام آپ جو مرضی کہتے رہو تمہارے وعظ و نصیحت کا ہم پر کچھ اثر نہیں ہوتا، ہم تمہاری بات ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہے یہ مگر پہلے لوگوں کی عادت ہے جو تم پیش کر رہے ہو۔ پہلے بھی لوگ اسی طرح ڈرایا کرتے تھے جس طرح تم ہمیں عذاب سے ڈرا رہے ہو۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اور نہیں ہم کہ ہمیں سزا دی جائے گی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلا دیا ہود علیہ السلام کو، تھوڑے سے لوگ مسلمان ہوئے باقی کسی نے تسلیم نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ، فَاَهْلَكْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان کے علاقوں میں ریت کے ٹیلے تھے جن علاقوں میں یہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی کہ بارش روک لی۔ اس سے ان کے علاقے میں شدید خشک سالی ہوگئی انسان اور جانور پانی نہ ہونے کی وجہ سے مرنے لگے۔ پھر بھی عاد نے اللہ کی طرف رجوع نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا۔ بادل دیکھ کر یہ لوگ بہت خوش ہوئے کہ یہ ہم پر بارش برسائے گا۔ بادل جب ان کے قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں سے ایسی تند وتیز ہوا نکلی کہ اس نے ان کو اٹھا اٹھا کر زمین پر دے مارا، حالانکہ ان کے بڑے لمبے قد تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ ان کی لاشیں اس طرح پڑی تھیں جیسے کھجوروں کے تنے پڑے ہوں۔ ان پر یہ عذاب والی ہوا سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ بیشک اس واقعہ میں نشانی ہے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے کہ مشرکوں کا منکروں کا آخر کار یہی انجام ہوتا ہے۔ لیکن وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں ان میں اکثر ایمان لانے والے تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں کثرت نافرمانوں کی رہی ہے اور اہل ایمان ہمیشہ قلت میں ہی رہے ہیں فرمایا، وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار البتہ وہی غالب ہے مہربان۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

جھٹلایا ثمود قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو، جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے کیا تم بچتے نہیں ہو، بیشک میں تمہارے

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ

لیے رسول ہوں امانت دار، پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو، اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ

معاوضے کا، نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے، کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے یہاں امن میں، باغوں میں اور چشموں میں

وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

اور کھیتوں میں، اور کھجوروں میں جن کے خوشے نہایت ہی ملائم ہیں، اور تراشتے ہو تم پہاڑوں میں گھر تکلف سے،

فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ

پس ڈرو تم اللہ سے اور اطاعت کرو میری، اور نہ اطاعت کرو اسراف کرنے والوں کے حکم کی۔ جو فساد کرتے ہیں

فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے۔ کہا انہوں نے پختہ بات ہے آپ سحر زدہ لوگوں میں سے ہیں۔ نہیں ہیں آپ مگر انسان

مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ

ہمارے جیسے، پس لائیں کوئی نشانی اگر ہیں آپ سچوں میں سے، فرمایا صالح علیہ السلام نے یہ اونٹنی ہے اس کے لیے پانی پینے کی باری

یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ

ہے اور تمہارے لیے بھی پانی پینے کی باری ہے ایک دن مقرر ہے، اور اس کو ہاتھ نہ لگانا تکلیف دینے کے لیے، پس پکڑے گا تمہیں

عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

بڑے دن کا عذاب، پس انہوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی پس ہو گئے وہ پشیمان، پس پکڑا ان کو عذاب نے بیشک اس میں

لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ ع ٨

نشانی ہے اور نہیں ہے اکثر لوگ ان میں ایمان لانے والے، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَتُتْرَكُوْنَ: کیا تم چھوڑ دیئے جاؤ گے، زُرُوْعٍ: کھیتیاں، هَضِيْمٌ: نرم ونازک، فٰرِهِيْنَ: اترانے والے، لَا يُصْلِحُوْنَ: وہ اصلاح نہیں کرتے، اَلْمُسَحَّرِيْنَ: جادو کیے ہوئے، شِرْبٌ: پانی پینے کی باری۔

ربط:

اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام کے واقعات بیان کیے گئے۔ اب حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو تبلیغ:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا ثمود قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو، ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب پیغمبروں کو جھٹلانا ہے، اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے بھائی اس لیے کہا کہ یہ ان کی قوم کے ایک فرد تھے۔ اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے اور معاصی سے، اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے امانت دار ہوں اور جو کچھ اور جتنا میرا رب مجھے بتلاتا ہے میں اتنا ہی تمہیں بتلا دیتا ہوں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کرتا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کے قہر اور غضب سے اور میری اطاعت کرو، وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے یہاں امن میں تم کیا سمجھتے ہو کہ تم یہاں امن میں رہو گے، فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ باغوں میں اور چشموں میں، یہ تمہارے باغات اور ان کی سیراب کرنے والے چشمے اور نہریں اسی طرح جاری رہیں گی اور کیا تم اس خام خیالی میں مبتلا ہو کہ، وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ کھیتوں میں اور کھجوروں میں رہو گے، کھجوروں کے وہ درخت، طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کہ ان کے خوشے بڑے ہی ملائم ہیں قوم ثمود کے پاس کھجوروں کے بڑے بڑے باغ تھے جس کی وجہ سے وہ بڑے خوشحال لوگ تھے۔ فرمایا، وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ اور تم تراشتے ہو پہاڑوں میں پر تکلف مکانات۔ ثمود قوم فن تعمیر کی بڑی ماہر تھی، یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر ان کے اندر ہی نہایت خوبصورت نقش ونگار والے مکانات بناتے تھے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں آخرت کی فکر کرو یہ دنیا اور اس کی تمام رونقیں جلد ختم ہونے والی ہیں اگر غلط

کاموں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکو گے، وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ اور اسراف کرنے والوں کا حکم نہ مانو۔ عاد قوم کی طرح ثمود قوم میں بھی یہ بیماری پائی جاتی تھی کہ فضول رسم و رواج اور لہو لعب میں بے دریغ روپیہ صرف کرتے تھے فرمایا مسرف لوگ وہ ہیں الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، وَلَا يُصْلِحُوْنَ اور اصلاح نہیں کرتے، قوانین خداوندی کی خلاف ورزی ہی فساد فی الارض ہے۔

قوم کا حضرت صالح علیہ السلام کی اطاعت سے انکار:

قَالُوْٓا کہنے لگے، اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ بیشک آپ سحر زدہ لوگوں میں سے ہیں جس کی وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں، مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہیں آپ مگر ہمارے جیسے ہی انسان۔ تمہیں ہم پر کون سی فوقیت حاصل ہے ہم تمہیں پیغمبر مان لیں ہر زمانے کے مشرکوں نے یہ بات کہی کہ بشر کیسے پیغمبر بن گیا۔

پھر کہنے لگے، فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ پس لے آئیں آپ کوئی نشانی اگر ہیں آپ سچے۔ حضرت صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تم کیسی نشانی چاہتے ہو؟ ایک بڑی چٹان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اس چٹان سے اونٹنی نکلے اور ساتھ بچہ بھی ہو قوم کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسی چٹان سے اونٹنی نکلی اور ساتھ ہی بچہ جن دیا۔ اس کا ذکر ہے قَالَ فرمایا، حضرت صالح علیہ السلام نے، هٰذِهٖ نَاقَةٌ یہ اونٹنی ہے جو تم نے طلب کی تھی، لَّهَا شِرْبٌ اس کے لیے پانی پینے کی باری ہے، وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ اور تمہارے لیے بھی پانی پینے کی ایک باری ہے ایک دن مقرر پر۔ ایک دن چشمے سے یہ اونٹنی پانی پیا کرے گی اور دوسرے دن تم اپنے جانوروں کو پانی پلایا کرو، چنانچہ دن مقرر کر لیے گئے ایک دن اکیلی اونٹنی پانی پیتی تھی اور دوسرے دن باقی جانور۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا، اس دوران کچھ لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ اونٹنی تو ہمارے لیے عذاب بن گئی ہے ایک دن یہ سارا پانی پی جاتی ہے اور ہمارے جانور اسے دیکھ کر ڈر جاتے ہیں کسی طرح اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے حضرت صالح علیہ السلام نے لوگوں کو خبردار کیا۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ تکلیف دینے کے لیے۔ ہاں یہ سمجھتے ہو کہ پتھر سے عجیب طریقے سے نکلی ہے برکت کے لیے ہاتھ لگاؤ تو کوئی بات نہیں ہے لیکن تکلیف دینے کے لیے ستانے کے لیے ہاتھ نہ لگاؤ۔ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ پس پکڑے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب۔ اس تنبیہ کے باوجود قوم کے فسادی اور بدمعاش لوگوں نے اونٹنی اور اس کے بچے کو مار ڈالا۔ فَعَقَرُوْهَا پس انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں، فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ پس ہو گئے ہو وہ پشیمان، مگر اب پشیمان ہونے کا کیا فائدہ، فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ پس پکڑا ان کو عذاب نے۔ زلزلہ بھی آیا اور ڈراونی آواز بھی آئی، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ بیشک اس میں نشانی ہے مجرموں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں پیغمبروں کی نافرمانی کرتے ہیں، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہیں اکثر انسانوں میں ایمان لانے والے۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب غالب، مہربان ہے، جب چاہے جس طرح چاہے سزا دے اور فوری سزا نہیں دیتا

تو یہ اس کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ لُوْطٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ إِنِّيْ لَكُمْ

جھٹلایا لوط علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو، جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے کیا تم بچتے نہیں ہو، بیشک میں تمہارے لیے

رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ

رسول ہوں امین ہوں، پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو، اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا

إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا

نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔ کیا دوڑتے ہو تم مردوں پر جہان والوں میں سے، اور چھوڑتے ہو اس مخلوق کو جو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ

پیدا کی تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں بلکہ تم قوم ہو حد سے تجاوز کرنے والی۔ کہا انہوں نے البتہ اگر آپ باز

تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ

نہ آئے اے لوط علیہ السلام البتہ آپ ضرور ہو جائیں گے نکالے ہوئے لوگوں میں سے۔ فرمایا لوط علیہ السلام نے بیشک میں تمہارے عمل کو

مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَأَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾

بغض کے ساتھ دیکھنے والا ہوں۔ اے میرے رب مجھ کو نجات دے اور میرے اہل کو اس کارروائی سے جو یہ کرتے ہیں۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهٗ أَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾

پس ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے ساتھ اہل کو سب کو، مگر بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی، پھر ہم نے ہلاک کیا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ

دوسروں کو، اور برسائی ہم نے ان پر ایک قسم کی بارش پس بری تھی بارش ڈرائے ہوؤں کی، بیشک البتہ اس میں نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ ع ٩ ١٢

اور نہیں ہیں اکثر لوگ ان میں سے ایمان لانے والے، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلذُّكْرَان: مرد، تَذَرُوْنَ: تم چھوڑتے ہو، اَلْقَالِيْنَ: نفرت رکھنے والے، عَجُوْزًا: بڑھیا۔

ربط:

اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، قوم عاد اور حضرت ہود علیہ السلام، قوم ثمود اور حضرت

صالح علیہ السلام کا تذکرہ ہو چکا۔ اب حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے بھتیجے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سدوم شہر اور اس کے اردگرد بستیوں کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، اب اس قوم کا ذکر ہے، كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا لوط علیہ السلام کی قوم نے پیغمبروں کو، ان کی طرف تنہا لوط علیہ السلام ہی گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے، اس لیے کہ تمام پیغمبر اصول میں متفق ہیں۔ فرمایا، اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط علیہ السلام نے، انسان ہونے کے ناطے ان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔ اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو، کفر شرک سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حق کی مخالفت سے، اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بیشک میں تمہاری طرف رسول ہوں امانت دار یعنی جو اللہ نے اپنا پیغام مجھے دیا ہے اُس میں بغیر کسی کمی زیادتی کے تم تک پہنچاتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ بتلاتے ہیں میں اس میں ایک حرف کی کمی بیشی نہیں کرتا پوری امانت کے ساتھ تمہیں بتلا دیتا ہوں، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس تم ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو میرا حکم مانو، وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کسی معاوضے کا کوئی تنخواہ، کوئی نذرانہ، کسی چیز کا طالب نہیں ہوں، اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔ یہ سب سے پہلی قوم تھی جس نے اپنی شہوت رانی مردوں پر کی ہے اس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا، اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ کیا دوڑتے ہو تم مردوں پر جہان والوں میں سے۔ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ اور چھوڑتے ہو ان کو جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ تمہاری بیویاں۔ عورتوں کی طرف تمہاری کوئی توجہ نہیں ہے اور اس خرابی میں مبتلا ہو۔ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے بڑھنے والی۔ اللہ تعالیٰ نے حدیں مقرر فرمائی ہیں جائز اور ناجائز کی، تم ان کو پھلانگ رہے ہو۔ قَالُوْا قوم کے لوگوں نے کہا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ البتہ اگر آپ باز نہ آئے اے لوط علیہ السلام اپنی تبلیغ سے لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ تو ہو جاؤ گے ان لوگوں میں سے جن کو شہر سے نکال دیا جاتا ہے، تمہیں شہر بدر کر دیا جائے گا۔ قَالَ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا، اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ بیشک میں تمہارے عمل کو بغض کی نگاہ سے دیکھنے والوں میں سے ہوں۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنا:

حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہاری اس برائی کو بری نگاہوں سے دیکھتا ہوں مجھے عداوت ہے تمہارے اس کام کے ساتھ۔ پھر دعا کی، رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ اے میرے رب مجھے نجات دے اور میرے گھر والوں کو اس کاروائی سے جو یہ کرتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں اور بعض روایات میں تین بیٹیوں کا ذکر آتا ہے انہوں نے لوط

(علیہ السلام) کا ساتھ دیا اور چند گنے چنے مسلمان تھے۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ پس ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے تمام اہل کو یعنی ان کے تمام ماننے والوں کو، اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نہ گئی۔

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہم نے ہلاک کیا دوسروں کو جو پیچھے رہ گئے تھے، وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ اور ہم نے برسائی ان پر ایک قسم کی بارش وہ پتھروں کی تھی، فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ پس بری تھی بارش ڈرائے ہوؤں کی۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ بیشک اس میں نشانی ہے سبق ہے مجرموں کو آگاہ کیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی نافرمانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے اگر آج مکہ والے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں تو گھبرائیں نہیں پہلے مکذب بھی نہیں رہے یہ بھی نہیں رہیں گے وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہے اکثریت ان کی ماننے والی۔ نہ اس وقت اکثریت ایمان لائی نہ اب ہے اور نہ قیامت تک ہوں گے، وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب، مہربان۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ

جھٹلایا جنگل والوں نے پیغمبروں کو، جب کہا ان کو شعیب علیہ السلام نے کیا تم بچتے نہیں ہو، بیشک میں تمہارے لیے

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

رسول ہوں امانت دار، پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو، اور میں نہیں سوال کرتا تمہارے سے کسی معاوضے کا،

اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا

نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے، پورا کرو ماپ کو، اور نہ ہو تم کمی کرنے والوں میں سے،

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اور تم تولو، سیدھی ترازو کے ساتھ، اور نہ کم دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ چلو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

اور ڈرو تم اس سے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، اور پہلی مخلوق کو، قوم نے کہا، پختہ بات ہے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾

جادو کیا گیا ہے، اور نہیں ہیں آپ مگر بشر ہمارے جیسے اور بیشک ہم آپ کے بارے میں خیال کرتے ہیں جھوٹوں میں سے ہیں،

فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا

پس گرا ہم پر ٹکڑا آسمان سے اگر ہیں آپ سچوں میں سے، فرمایا شعیب علیہ السلام نے میرا رب خوب جانتا ہے جو کام تم کرتے ہو، پس

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ

جھٹلایا ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو پس پکڑا ان کو سائے والے دن کے عذاب نے، بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا، بیشک

فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٩١﴾

اس میں نشانی ہے اور نہیں ہے اکثر ان کے ماننے والے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب مہربان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡمُخۡسِرِيۡنَ: نقصان کرنے والے، اَلۡجِبِلَّةَ مخلوقات، فَاَسۡقِطۡ: (پس) تو گرا۔

ربط:

اس سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کا تذکرہ ہو چکا۔ اب حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

كَذَّبَ اَصۡحٰبُ لۡئَيۡكَةِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ جنگل والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا جیسا کہ میں پہلے عرض چکا ہوں کہ ایک نبی کو جھٹلانا سب نبیوں کو جھٹلانا ہے۔

اس میں مفسرین رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے کہ مدین والے اور اصحاب ایکہ ایک قوم ہے یا دو قومیں ہیں۔

اکثر فرماتے ہیں کہ وہ ایک ہی قوم ہے۔ مدین شہر تھا اس لئے اصحاب مدین کہا اور اس مدین کے حدود اربع میں وسیع جنگلات تھے۔ ان ہی لوگوں کو اصحاب ایکہ جنگل والے کہتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دو قومیں الگ الگ ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو مثلاً پہلے اھل مدین کی طرف بھیجا گیا۔ لوگوں نے نافرمانی کی اور ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو تباہ کیا گیا۔ پھر اصحاب ایکہ کی طرف ان کو بھیجا گیا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ مدین والوں پر تو رجفہ اور زلزلہ کا عذاب آیا اور ان کے بارے میں آتا ہے کہ سائبان کی شکل میں عذاب آیا آگ برسی اور تباہ ہو گئے۔

اصحاب مدین کے بارے میں تو آپ نے الصیحہ اور الرجفہ کے لفظ پڑھے۔ تو ان پر عذاب جو آیا اُس کی نوعیت کیا

تھی معلوم ہوا کہ وہ الگ قوم تھی اور ان کے بارے میں ابھی آتا ہے کہ "فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ" سائبان کی شکل میں ایک بادل آیا آگ برسی، تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ اور قوم ہے یہ اور قوم ہے۔

یہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے جو تفسیر ابن کثیر میں ہے جبکہ دوسرے مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔ ایک ہی قوم پر کئی قسم کے عذاب آئے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم کے سلسلے میں چار عذاب آئے ہوسکتا ہے کہ زلزلہ بھی ہو رجفة بھی ہو، آسمان سے آگ بھی برسی ہو۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ جب فرمایا شعیب علیہ السلام نے قوم کو، اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم بچتے نہیں ہو کفر شرک سے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کے احکام مان لو اور میری اطاعت کرو، اور اے میری قوم، وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اور میں نہیں مانگتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ کہ تم کوئی تنخواہ نذرانہ، اور تحفہ مجھے دو، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے میرا اجر مگر رب العالمین کے ذمے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ماپ تول میں کمی کرتی تھی:

اَوْفُوا الْكَيْلَ پورا کرو ماپ کو، جب پیمانے سے ماپ کرو تو پورا دو، وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ اور نہ ہو تم کمی کرنے والوں میں سے، جو بھی پیمانہ ہے ٹوپہ، صاع، وغیرہ اس سے پورا پورا ماپ کرو کمی نہ کرو، وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ سیدھی ترازو کے ساتھ، ایسی ترازو کے ساتھ جو بالکل سیدھی ہو، چونکہ یہ لوگ بڑی منڈی والے تھے اور وزن میں کمی بیشی کرتے تھے۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ اور نہ کم دو لوگوں کو ان کی چیزیں، وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور نہ چلو پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے ان لوگوں میں سے کچھ نے ایجنٹ بنا رکھے ہوتے تھے جو سوداگروں سے معلومات حاصل کرتے تھے کہ ان کے پاس کون کون سی قیمتی چیزیں ہیں؟ سونا چاندی، زعفران، وغیرہ، پھر یہ اپنے ڈاکو ساتھیوں کو اطلاع دیتے تھے جو ان جنگلات میں چھپے ہوتے تھے فلاں قافلہ آرہا ہے ان کے پاس یہ یہ مال ہے جب وہ قافلہ جنگل سے گزرتا تو اس پر حملہ کر کے اُسے لوٹ لیتے اور مزاحمت کرنے والوں کو مار دیتے۔ اس کے علاوہ یہ منڈی میں آنے والوں کو کہتے کہ ہمارے شہر میں ایک شخص ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اُس کی باتوں پر کان نہ دھرنا۔

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ اور ڈرو اس ذات سے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ جِبِلَّہ جبل، کی جمع ہے بمعنی مخلوق۔ تو جبلہ کا معنی ہوگا، خلائق۔ اور تم سے پہلی مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، انسان بھی، حیوان بھی، جنات اور فرشتے اور دیگر تمام مخلوقات جن کا حال ہمیں معلوم ہی نہیں ہے۔

قوم کا حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلانا:

قَالُوْٓا قوم نے کہا، اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ پختہ بات ہے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر جادو کیا گیا ہے ان کا دماغ کام نہیں کرتا پاگل ہو جاتے ہیں، معاذ اللہ تم پاگل ہو۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا اور نہیں ہیں آپ مگر انسان ہمارے جیسے۔ بھلا بشر ہو کر نبی کیسے بن گیا؟ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام باغیوں نے یہی اعتراض کیا ہے۔

وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور بے شک ہم آپ کے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ آپ جھوٹوں میں سے ہیں معاذ اللہ۔ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ کسفا، کسفہ کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ٹکڑا، تو معنی ہوگا آپ ہم پر آسمان سے ٹکڑے گرا دیں کہ ہم ختم ہو جائیں۔ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ اگر ہیں سچوں میں سے قَالَ فرمایا شعیب علیہ السلام نے، رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ پس ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا، فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ پس پکڑا ان کو سائے والے دن کے عذاب نے، وہ کیا تھا؟ سخت گرمی کا موسم تھا، لوگوں کے لیے سانس لینا مشکل ہو گیا، کیا مرد اور کیا عورتیں، کیا بوڑھے اور کیا بچے سب پریشان تھے پانی پینے کے بعد بھی سانس رکتا تھا، سوائے شعیب علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ان کا سانس معمول کے مطابق تھا۔ ایک بادل کا ٹکڑا نظر آیا چند لوگ جا کر اس کے نیچے کھڑے ہوئے ان کو راحت محسوس ہوئی سانس بھی صحیح آنے لگ گیا، انہوں نے دوسروں کو بلایا کہ یہاں بڑا سکون ہے۔ تو اس بادل کے نیچے سب اکٹھے ہو گئے۔ اچانک اُس بادل سے آگ کے شعلے برسے اور سب کے سب ختم ہو گئے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بے شک اس میں اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔ کسی بھی چیز کو اور کسی بھی شکل میں عذاب مسلط کر سکتا ہے۔

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور نہیں ہے اکثریت ان کی ایمان لانے والی، وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ وہی ہے غالب مہربان ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾

اور بیشک یہ قرآن البتہ اتارا ہوا ہے، رب العالمین کی طرف سے، لے کر اترے ہیں اس کو روح الامین جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ

کے دل پر، تا کہ ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والوں میں سے، ہے عربی زبان میں، کھول کر بیان کرنے والا، اور بیشک اس

لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ

قرآن کا تذکرہ البتہ پہلی کتابوں میں بھی ہے، کیا نہیں ہے ان کے لیے نشانی، کہ جانتے ہیں، اسکو بنی اسرائیل کے علماء، اور اگر

نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾

ہم اتارتے اس کو، عجمیوں میں سے کسی پر، پس وہ پڑھتا اس قرآن کو ان عربیوں پر، نہیں تھے یہ اس پر ایمان لانے والے،

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾

اسی طرح ہم نے چلائی یہ بات مجرموں کے دلوں میں، نہیں ایمان لائیں گے اس پر یہاں تک وہ دیکھ لیں دردناک عذاب،

فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا

پس وہ آئے گا ان کے پاس اچانک اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا، پس کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے۔ کیا پس ہمارے

يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا

عذاب کا وہ جلدی مطالبہ کرتے ہیں، کیا پس آپ ﷺ بتلائیں اگر ہم ان کو فائدہ پہنچائیں کئی سال تک۔ پھر آئے ان کے

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ

پاس وہ چیز جس کا وعدہ ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے، نہیں کفایت کرے گی ان سے، جس چیز کا ان کو فائدہ دیا جا رہا ہے، اور نہیں

اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ مع ٩

ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو، مگر اس بستی کے لیے ڈرانے والے تھے، نصیحت کے لیے اور نہیں ہیں ہم ظلم کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتَنْزِيْلُ: اُتارنا، عُلَمٰٓؤُا: اہل علم، اَلْاَعْجَمِيْنَ: غیر عربی لوگ، فَقَرَاَهٗ: پھر وہ پڑھ دیتا اسے، سَلَكْنٰهُ: ہم نے چلایا، مُنْظَرُوْنَ: مہلت دیئے ہوئے، اَفَبِعَذَابِنَا: (کیا پس) ہمارے عذاب کو، يَسْتَعْجِلُوْنَ: وہ جلدی چاہتے ہیں، يُمَتَّعُوْنَ: انہیں جو سامانِ عیش دیا جاتا تھا، مُنْذِرُوْنَ: ڈرانے والے۔

ربط:

اس سورت کے آغاز میں فرمایا گیا تھا کہ یہ آیات کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی آیات ہیں پھر اس کے بعد رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں کا تذکرہ فرمایا گیا اب پھر قرآن حکیم کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ اس کتاب کو نہیں مانتے تو آپ ﷺ گھبرائیں نہیں یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کی ہے تا کہ آپ ﷺ اس سے لوگوں کو ڈرائیں۔

تفسیری نکات: قرآن حکیم کی حقانیت کی دلیل:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور بیشک یہ قرآن اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے، نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ لے کر اترے ہیں اس کو روح الامین جبرائیل علیہ السلام۔ جس طرح جان دار چیزوں کی زندگی روح کے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح قوموں کی روحانی زندگی وحی الٰہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر باطنی اور خدائی علم نہ ہو تو انسان حیوان ہو جائیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ اور یہ وحی لے کر آنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، عَلٰى قَلْبِكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر۔

قرآن کیوں اتارا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر، لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائیں ڈرانے والوں میں سے۔ قرآن بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ عربی زبان میں ہے، مُّبِيْنٍ کھول کر بیان کرنے والا بالکل واضح۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنی فصاحت و بلاغت عربی زبان میں ہے اتنی کسی زبان میں نہیں ہے۔ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ اور بیشک اس قرآن پاک کا تذکرہ پہلی کتابوں میں بھی ہے۔ پہلی کتابوں سے مراد تورات، انجیل، زبور اور دیگر آسمانی صحیفے، ان تمام میں قرآن پاک کا ذکر ہے۔ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً کیا یہ ان کے لیے نشانی نہیں ہے، اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کہ جانتے ہیں ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی اسرائیل کے علماء اور اس کتاب یعنی قرآن حکیم کو بھی جانتے ہیں۔ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ اور اگر ہم اتارتے اس قران پاک کو عجمیوں میں سے بعض پر کسی عجمی شخص پر اتارتے، فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ پھر وہ پڑھتا اس قرآن کو عربیوں پر، مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ یہ عربی نہیں تھے اس پر ایمان لانے والے، کہتے ہم تو عربی ہیں اور ہمارے لیے جو ہدایت نامہ آیا ہے، وہ عجمی ہے یہ کیا جوڑ ہوا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ، (ابراہیم ٤) اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں۔ تا کہ قوم کو یہ کہنے کا موقع ہی نہ ملے کہ ہم تو اپنے رسول کی بات کو سمجھے ہی نہیں۔

قرآن کو نہ ماننے والوں کو عذاب ہوگا:

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ اسی طرح ہم نے چلائی یہ بات مجرموں کے دلوں میں ایمان نہ لانے کی کیونکہ انہوں نے ارادہ کیا ایمان نہ لانے کا۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ کہ وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ یہاں تک کہ وہ دیکھیں گے دردناک عذاب کو۔ اور عذاب دیکھنے کے بعد ایمان مفید نہیں ہے۔ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً پس وہ عذاب ان کے پاس آئے گا اچانک وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا۔ یعنی عذاب کس شکل میں اور کس نوعیت کا آجائے گا ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا۔

فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ پس کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے، کیا ہمیں توبہ کی مہلت ملے گی، اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ کیا پس یہ ہمارے عذاب کے بارے میں جلدی مطالبہ کرتے ہیں۔ اَفَرَءَيْتَ کیا پس

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیں، تو سہی، اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ اگر ہم ان کو فائدہ دے دیں کئی سال یعنی یہ کئی سال زندہ رہیں، ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ پھر آئے ان کے پاس وہ چیز جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے، مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ نہیں کفایت کرے گی ان سے وہ چیز جس کا ان کو فائدہ دیا جارہا ہے۔ یعنی کوئی چیز ان کو اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے گی۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس بستی کے لیے ڈرانے والے تھے ذِكْرٰى نصیحت کی بات ہماری طرف سے پوری ہوئی، وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ اور نہیں ہیں ہم ظلم کرنے والے کہ بے خبری میں ان لوگوں کو ماردیں ہم نے ان کو استعداد دی اور ان تک حق پہنچایا پیغمبروں کے ذریعے ان کو آگاہ کیا جب نہیں مانے ضد پر اڑے رہے پھر انہیں ہلاک کیا۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور نہیں اتار کر لائے اس قرآن کو شیاطین، اور نہیں لائق ان کے اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں، بیشک وہ اس کے سننے سے البتہ

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾

الگ رکھے ہوئے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا، پس ہو جائیں

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ

گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سزا یافتہ لوگوں میں سے، اور آپ ڈرائیں، اپنی برادری کو، جو قریبی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم کریں اپنے

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

بازو کو، ان کے لیے جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے، مومنوں میں سے، پس اگر یہ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں،

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، بیشک میں بیزار ہوں، ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم توکل کریں اس ذات پر جو

الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾

غالب ہے مہربان ہے، وہ ذات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہے، جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور آپ کا پلٹنا نمازیوں میں۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ

بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے، کیا میں تمہیں خبر دوں جس پر اترتے ہیں شیاطین، اترتے ہیں ہر جھوٹے،

اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾

گناہ گار پر، وہ ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات کو، اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں، اور جو شاعر لوگ ہیں، اور ان کی پیروی کرتے ہیں،

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾

گمراہ لوگ، کیا آپ نہیں دیکھتے بیشک وہ شاعر ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں، اور بیشک وہ شاعر کہتے ہیں، وہ جو کرتے

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ

نہیں ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے اور یاد کیا اللہ تعالیٰ کو بہت اور انہوں نے بدلہ لیا بعد اس کے کہ

بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

ان پر ظلم کیا گیا، اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں، کہ کون سے پہلو پر وہ پلٹتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا تَنَزَّلَتْ: اسے لے کر نہیں آئے، لَمَعْزُوْلُوْنَ: روکے ہوئے، عَشِيْرَتَكَ: آپ کا کنبہ، عَصَوْكَ: (اگر) وہ آپ کا کہنا نہ مانیں، يَرٰىكَ: آپ کو دیکھتا ہے، تَقَلُّبَكَ: آپ کی نشست و برخاست، تَنَزَّلُ: اترتے ہیں، اَفَّاكٍ: بڑا جھوٹا، الشُّعَرَآءُ: شاعر لوگ، يَتَّبِعُهُمْ: ان کی پیروی کرتے ہیں، يَهِيْمُوْنَ: وہ حیران پھرتے ہیں، اِنْتَصَرُوْا: انہوں نے بدلہ لیا، مُنْقَلَبٍ: لوٹنے کی جگہ، يَنْقَلِبُوْنَ: وہ لوٹتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں قرآن کی حقانیت اور اس کے جھٹلانے والوں کا انجام بتلایا گیا اب ان آیات میں بھی وہی بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: حقانیت قرآن کے مزید دلائل:

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ اور نہیں اتار کے لائے اس قرآن کو شیاطین وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ اور نہیں لائق ان کے وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں۔ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ بے شک وہ اس کے سننے سے الگ رکھے گئے ہیں کسی شیطان یا جن یا اور کسی بھی مخلوق کی یہ مجال نہیں کہ وہ نزول قرآن میں ذرہ برابر بھی مداخلت کر سکتے ہوں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ پس آپ ﷺ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دستگیر معاذ اللہ اگر آپ ﷺ ایسا کریں گے فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ تو ہو جائیں گے سزا یافتہ لوگوں میں سے۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس نہ بنائیں وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اور آپ ڈرائیں اپنی قریبی برادری کو۔ اس آیت کے بعد سن ۵ ہجری میں آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قوم کو دعوت دی سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کہوں کہ جبل ابوقبیس کے

دوسری طرف ایک فوج ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو تم مان لوگے سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک جھوٹ نہیں سنا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ والو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس پر ابولہب نے کہا نعوذ باللہ ہلاکت ہو تمہارے لیے تم نے ہمیں اس لیے بلایا تھا ابولہب کے انہی الفاظ پر سورہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی۔

تبلیغ کرنے والوں کے لیے ہدایات:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اور پست رکھیں اپنے بازو، لِمَنِ اتَّبَعَكَ ان کے لیے جنہوں نے آپ کی پیروی کی، مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں سے، بازو پست کرنے کا مطلب ہے۔ ایمان والوں سے حُسن سلوک اور نرمی والا برتاؤ فرمائیں۔ فَاِنْ عَصَوْكَ پس اگر یہ مکہ والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں، فَقُلْ پس آپ کہہ دیں، اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ بیشک میں بے زار ہوں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، کفر، شرک، نافرمانی، وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اور توکل کریں اس ذات پر جو غالب ہے مہربان ہے۔

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ جو دیکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی دعوت دینے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پلٹنا نمازیوں میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں رکوع میں ہوتے ہیں، کبھی سجدے میں ہوتے ہیں اور نمازیوں میں آپ کا بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بیشک وہی اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے، قریب کی بات بھی اور دور کی بات بھی بلند بھی اور آہستہ بھی، اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔

شیطان کس پر اترتا ہے؟

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ کیا میں تمہیں خبر دوں جس پر اترتے ہیں، شیطان، تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ اترتے ہیں ہر جھوٹے گناہ گار پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو وہ ہے جن کے متعلق مکہ والے خود کہتے تھے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔

يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ ڈالتے ہیں وہ لوگوں کے کانوں میں سنی ہوئی باتیں، وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں، اور جن کے ساتھ شیطانوں کا ربط ہوتا ہے وہ بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اور جو شاعر لوگ ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں یہی گمراہ لوگ۔ کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر بھی کہتے تھے اور ساتھ مجنون کا لفظ بھی ملاتے تھے کہ ہم شاعر اور مجنون کی بات مان لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ وہ شاعر ہر خیالی وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں، اور پھر ان میں یہ نقص بھی ہے، وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ اور بیشک وہ کہتے ہیں وہ جو کرتے نہیں ہیں، شاعر کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے وہ شاعر صحیح ہیں۔ جیسے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر تھے، کافر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو اور مذمت کرتے تھے شعر و شاعری میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ ان کا جواب دو، تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ شعر و شاعری میں ان کا رد کرتے تھے۔

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا اور یاد کیا اللہ تعالیٰ کو بہت، وَّانْتَصَرُوْا اور انتقام لیا دشمنوں سے، مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ بعد اس کے ان کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ اگر کافر شعر و شاعری میں اسلام کے خلاف، مسلمانوں کے خلاف کوئی بات کرتے ہیں اور یہ شعر و شاعری میں انتقام لیتے ہیں بدلہ لیتے ہیں اس کا رد کرتے ہیں تو ایسے لوگ مستثنیٰ ہیں وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں، اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ کہ کون سے پہلو پر پلٹتے ہیں جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف جاتے ہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ

نمل نَمْلَةٌ کی جمع ہے اور نَمْلَةٌ کا معنی ہے چیونٹی تو نَمْلٌ کا معنی ہوا چیونٹیاں۔ چونکہ اس سورت میں چیونٹیوں کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے اس کو یہ نام دیا گیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الاتقان فی علوم القرآن" میں فرماتے ہیں کہ سورۂ نمل مکی سورت ہے اس کی ترانوے (۹۳) آیات ہیں اور سات رکوع (۷) ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چھبیسواں (۲۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا اڑتالیسواں (۴۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل سینتالیس (۴۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ ﴿١﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴿٢﴾

طٰسٓ یہ آیتیں ہیں قرآن کریم کی، اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی، ہدایت ہے اور خوش خبری ہے، ایمان والوں کے لیے،

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا

مومن وہ ہیں جو قائم رکھتے ہیں نماز کو، اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو، اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان نہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۗ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

لاتے، آخرت پر، ہم نے مزین کیے ہیں ان کے لیے، ان کے اعمال پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں ان کے

لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ

لیے برا عذاب ہے، اور وہ آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو البتہ دیا جاتا ہے قرآن

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿٦﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ

حکمت والے کی طرف سے، علیم کی طرف سے، جس وقت فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے، بیشک میں نے محسوس کی

نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

ہے آگ، میں عنقریب لاؤں گا تمہارے پاس اس آگ سے کوئی خبر، یا لاؤں گا، تمہارے پاس، شعلہ سلگا کر، تاکہ تم آگ سیکو،

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِى النَّارِ

پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس، آواز دی گئی، یہ کہ برکت ڈالی گئی ہے اس پر جو آگ میں ہے،

وَمَنْ حَوْلَهَا ۖ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور جو اس کے ارد گرد ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتُلَقَّى: البتہ آپ کو دیا جارہا ہے، بِخَبَرٍ: کوئی خبر، تَصْطَلُوْنَ: (تاکہ) تم گرمی حاصل کرو، بُوْرِكَ: برکت دی گئی۔

ربط:

سورۃ الشعراء کے آخر میں فرمایا گیا تھا کہ قرآن حکیم کو شیاطین نہیں لائے بلکہ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور سورۂ نمل کے آغاز میں بھی فرمایا جارہا ہے کہ یہ آیات قرآن حکیم کی ہیں جو کھول کر بیان کرنے والی کتاب ہے۔

تفسیری نکات: قرآن مومنوں کے لیے کتاب ہدایت ہے:

طٰسٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کے نام ہیں۔ جیسے "ط" سے مراد طیب ہے اور "س" سے مراد سمیع ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ طیب کے معنی پاک اور سَمِيْعٌ کے معنی سننے والی ذات۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ یہ آیتیں ہیں قران کریم کی، یہ جو پڑھی جارہی ہیں یہ قرآن پاک کی آیات ہیں، وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ اور اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حقیقت کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ هُدًى ہدایت ہے، وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور خوش خبری ہے ایمان والوں کے لیے، قرآن پاک مجسم ہدایت ہے زندگی کے ہر موڑ کے لیے اس میں ہدایت موجود ہے، اور ماننے والوں کو خوش خبری دیتا ہے۔ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ایمان والے وہ ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں، قائم رکھنے کا مطلب ہے کہ اس کو وقت پر باجماعت ادا کرتے ہیں، پورے فرائض اور واجبات کے ساتھ۔

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور وہ دیتے ہیں زکوٰۃ، بدنی عبادتوں میں نماز سرفہرست ہے اور مالی عبادتوں میں زکوٰۃ، تو وہ مالی عبادتوں میں زکوٰۃ پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں، وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ جو آخرت پر یقین رکھے گا، اس کے لیے تیاری بھی کرے گا۔ اب آگے مومنوں کے مدمقابل نافرمان لوگوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ ہم نے مزین کیے ہیں ان کے لیے ان کے اعمال، فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں، انہوں نے اپنے لیے برے عمل اختیار کیے ہیں، اور دیوانوں کی طرح دنیا میں لگے ہوئے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے۔ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمْ

الْاَخْسَرُوْنَ اور وہ لوگ آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں، اخسر، اسم تفضیل ہے بہت زیادہ خسارے والے ہوں گے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ اور بیشک آپ ﷺ کو البتہ دیا جاتا ہے قرآن، مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ اس ذات کی طرف سے جو حکمت والی ہے، جاننے والی ہے، بار بار یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کا بیان:

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ جب فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کو، اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ بیشک میں نے محسوس کی ہے آگ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال مدین شہر میں رہے، حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہوا اور ان سے ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ دس سال کے بعد اجازت مانگی کہ میں اپنے بیوی بچوں کو مصر لے جانا چاہتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل خانہ کو لے کر چل پڑے، رات کو راستہ بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو کہا کہ بیشک میں نے آگ محسوس کی ہے مجھے آگ نظر آرہی ہے، میں جاتا ہوں، سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ میں عنقریب لاؤں گا تمہارے پاس اس آگ سے کوئی خبر، یقیناً کوئی نہ کوئی بندہ بھی وہاں ہوگا، اس سے مصر کا راستہ پوچھوں گا اور، اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ یا لاؤں گا تمہارے پاس شعلہ سلگا کر، لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم سکو، ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سردی کا موسم تھا۔

فَلَمَّا جَاۗءَهَا پس جس وقت موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو وہ دنیا کی آگ تو نہیں تھی، وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی تھی، آگے درخت کا ذکر بھی آئے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے، نُوْدِيَ آواز دی گئی، اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ یہ کہ برکت ڈالی گئی ہے اس پر جو آگ میں ہے، وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ اور جو ارد گرد ہے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس تھے وہ بھی برکت والے، اور ارد گرد جو فرشتے کھڑے ہیں ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں۔ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، آگے ذکر آئے گا، کہ میں جو بول رہا ہوں رب العالمین ہوں۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا

اے موسیٰ علیہ السلام بیشک شان یہ ہے کہ میں اللہ ہوں، غالب حکمت والا، اور ڈال دیں، اپنی لاٹھی کو، پس دیکھا انہوں نے لاٹھی کو،

تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ

حرکت کر رہی ہے گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے، پھرے موسیٰ علیہ السلام پشت دکھا کر، اور نہ مڑ کر دیکھا اے موسیٰ علیہ السلام خوف نہ کریں،

اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ 10 اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْـنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ

بیشک میں، نہیں خوف کرتے میرے پاس پیغمبر، مگر وہ جس نے ظلم کیا پھر بدل دیا اس کو نیکی کے ساتھ، برائی کے بعد، پس بیشک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ

میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور داخل کریں اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں، نکلے گا، سفید بغیر کسی تکلیف کے یہ نو نشانیوں میں

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا

ہے، فرعون کی طرف جائیں اور اس کی قوم کی طرف بیشک وہ نافرمان قوم ہے، پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں،

مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

بصیرت پیدا کرنے والی، انہوں نے کہا، یہ جادو ہے کھلا، اور انہوں نے انکار کر دیا ان نشانیوں کا، حالانکہ یقین کر لیا تھا ان

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾

نشانیوں کا ان کے نفسوں نے ظلم کرتے ہوئے اور سرکشی کرتے ہوئے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں کیسا تھا انجام فساد کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَاٰهَا: اس نے دیکھا اسے، تَهْتَزُّ: وہ حرکت کر رہا ہے، وَلّٰى: وہ لوٹا، مُدْبِرًا: پیٹھ پھیر کر، لَمْ يُعَقِّبْ: اس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا، لَدَيَّ: میرے ہاں، اَدْخِلْ: داخل کرو، جَيْبِكَ: اپنے گریبان (میں)، اِسْتَيْقَنَتْهَا: اس کا یقین کر لیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کا واقعہ ذکر کیا گیا اب اُس واقعے کو مزید آگے بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات کا ملنا:

يٰمُوْسٰى اے موسیٰ علیہ السلام، اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بیشک شان یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے میں اللہ ہوں، غالب ہے تمام چیزوں پر حکمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر بات واضح کر دی تا کہ وہ مغالطے میں نہ رہیں کہ میرے ساتھ کون گفتگو کر رہا ہے۔ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ اے موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی ڈال دیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پھینکی وہ سانپ بن گئی۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ پس جس وقت دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اس لاٹھی کو حرکت کر رہی ہے، كَاَنَّهَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے، پتلا سانپ پھرتیلا ہوتا ہے، سورۃ طٰہٰ میں ہے، فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى، پس اچانک وہ لاٹھی سانپ بن کر دوڑنے لگ گئی، وَّلّٰى مُدْبِرًا پھرے موسیٰ علیہ السلام پشت دکھا کر، سانپ کی طرف پشت کر کے بھاگنا شروع کر دیا، وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا، موسیٰ علیہ السلام نے خیال فرمایا یہ سانپ ہے موذی چیز ہے نقصان نہ ہو اور یاد رکھنا! موذی چیز سے طبعی طور پر خوف ایمان کے خلاف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ اے موسیٰ علیہ السلام خوف نہ کریں۔ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ بیشک میں نہیں خوف کھاتے میرے پاس پیغمبر رسول یعنی ان چیزوں سے، باقی اللہ تعالیٰ کا خوف تو بڑی شے ہے، ہاں خوف اس کو کرنا چاہیے، اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ مگر جس نے ظلم کیا پھر بدل دیا اس کو اچھائی میں برائی کے بعد، فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ اور داخل کریں اپنے ہاتھ اپنے گریبان میں، تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ یہ نکلے گا، سفید بغیر کسی تکلیف کے ہاتھ روشن ہوگا لیکن ہاتھ میں نہ سوزش ہوگی نہ تپش ہوگی، روشنی ہوگی تکلیف نہ ہوگی، یہ دو معجزے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو طور کے مقام طویٰ میں عطا فرمائے۔

فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ یہ نو نشانیاں میں سے دو ہیں، چھ نشانیوں کا ذکر سورۃ الاعراف میں ہے اور ایک نشانی کا ذکر سورۃ یونس میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ پھر بھیجا ہم نے ان پر (یعنی فرعونیوں پر) طوفان اور ٹڈی دل مکڑیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں۔ اور نویں نشانی کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں ہے، رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اے پروردگار ان لوگوں نے اتنے معجزے دیکھ کر بھی حق کو قبول نہیں کیا نہ قبول کرنے کی وجہ انکا مال ہے اے رب ان کے مالوں کو مٹا دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ چنانچہ اللہ نے جوان کے پاس سونا چاندی تھا سونے کے دینار اور چاندی کے درہم تھے سب پتھر بنا دیے، تو یہ نو نشانیاں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیں اور فرمایا، اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ بیشک وہ نافرمان قوم ہے، فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا پس جب فرعونیوں کے پاس ہماری نشانیاں آئیں، مُبْصِرَةً بصیرت پیدا کرنے والی روشن نشانیاں، ایک ایک نشانی انہوں نے آنکھوں سے دیکھی، قَالُوْا کہنے لگے، هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ جادو ہے کھلا، وَجَحَدُوْا بِهَا اور انہوں نے انکار کر دیا نشانیوں کا، سوال یہ ہے کہ کیا یہ انکار غلط فہمی کی وجہ سے تھا؟ نہیں، وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ حالانکہ یقین کر لیا تھا ان نشانیوں کا ان کے نفسوں نے، ان کے دلوں میں یقین تھا، کہ موسیٰ علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اور یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات ہیں۔

ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ظلم و زیادتی اور غرور و تکبر کی بنا پر معجزات کا انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں کیسا تھا انجام فساد کرنے والوں کا، کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو پانی میں غرق کر دیا اور فرعون کی لاش کو عبرت کے لیے باقی رکھا۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور البتہ تحقیق دیا ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم، اور کہا ان دونوں نے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، وہ جس نے ہمیں

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿15﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

فضیلت دی اپنے بہت سارے بندوں پر، جو مومن ہیں۔ اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے، اور فرمایا، اے لوگو،

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿16﴾

ہمیں تعلیم دی گئی ہے پرندوں کی بولی کی، اور دیے گئے ہیں ہم ہر چیز، بیشک یہ البتہ یہ فضیلت ہے کھلی، اور جمع کیے گئے ہیں،

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿17﴾ حَتّٰٓى اِذَآ

سلیمان علیہ السلام کے لیے ان کے لشکر جنات کے اور انسانوں کے اور پرندوں کے، پس ان کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب

اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

آئے چیونٹیوں کی وادی پر کہا ایک چیونٹی نے، اے چیونٹیوں داخل ہو جاؤ اپنے بلوں میں، نہ کچل دے تمہیں سلیمان علیہ السلام

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿18﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ

اور ان کا لشکر، اور ان کو سمجھ بھی نہیں آئے گی، پس وہ مسکرائے ہنستے ہوئے، اس چیونٹی کی بات کی وجہ سے، اور کہا اے میرے رب

اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ

مجھے توفیق عطا فرما، کہ میں شکر ادا کروں آپ کی نعمت کا وہ جو آپ نے مجھ پر انعام کی ہے، اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہیں،

اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿19﴾

اور یہ کہ میں ایسا نیک کام کروں جس کو آپ پسند کریں اور داخل کریں مجھ کو، اپنی مہربانی کے ساتھ، اپنے نیک بندوں میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَضَّلَنَا: ہم کو فضیلت دی، وَرِثَ: قائم مقام ہوا، عُلِّمْنَا: ہمیں تعلیم کی گئی، مَنْطِقَ: بولی، اُوْتِيْنَا: ہمیں دی گئی، حُشِرَ: جمع کیے گئے، نَمْلَةٌ: چیونٹی، النَّمْلُ: چیونٹیاں، لَا يَحْطِمَنَّكُمْ: تمہیں کچل نہ دیں، فَتَبَسَّمَ: (تو) وہ ہنسے، ضَاحِكًا: مسکراتے ہوئے، قَوْلِهَا: اس کی بات، اَوْزِعْنِيْٓ: مجھے توفیق دے، اَشْكُرَ: میں شکر کروں، نِعْمَتَكَ: آپ کی نعمت کا، تَرْضٰىهُ: آپ اس سے خوش ہوں۔

ربط:

سابق آیات میں فرعون کا تذکرہ ہوا کہ وہ سرکش، نافرمان اور ہٹ دھرم حکمران تھا۔ اب ان آیات میں نیک، مومن اور اہل ایمان حکمرانوں یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ نافرمانوں پر اللہ نے عذاب نازل کیا۔ نیک اور فرمانبردار کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔

تفسیری نکات: حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ اور دیا ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو علم، جو علم داؤد علیہ السلام کے لائق تھا ان کو دیا اور جو سلیمان علیہ السلام کے لائق تھا ان کو دیا، وَقَالَا اور دونوں اللہ کے پیغمبروں نے فرمایا، الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ کے لیے، الَّذِيْ وہ اللہ، فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ جس نے ہمیں فضیلت بخشی اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ اور وارث ہوئے سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے علم میں، دین اور شریعت میں، کیونکہ پیغمبر درہم و دینار کے وارث نہیں ہوتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سمجھ آتی تھیں:

وَقَالَ اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ ہمیں تعلیم دی گئی ہے پرندوں کی بولی کی۔ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اور ہمیں دی گئی ہے ہر شے جو ان کی شان کے لائق تھی۔ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد ہر وہ شے ہے جو ان کے حال کے مناسب تھی مل گئی۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، بڑی

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ اور جمع کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے لشکر، مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنات کے اور انسانوں کے، وَالطَّيْرِ اور پرندوں کے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ان کو الگ الگ جماعتوں میں تقسیم کیا جاتا تھا، جیسے فوج میں الگ الگ پلٹونیں ہوتی ہیں، اس طرح انہوں نے انتظامی امور کے لیے ان کو الگ الگ تقسیم کیا ہوا تھا۔ طائف یا شام کا علاقہ تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی قیادت میں لشکر لے کر چل پڑے، حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ یہاں تک پہنچے چیونٹیوں کی ایک وادی میں، ایسے میدان میں پہنچے کہ وہاں چیونٹیاں بہت زیادہ تھیں، قَالَتْ نَمْلَةٌ ایک چیونٹی بولی، يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ اے چیونٹیوں داخل ہو جاؤ اپنے اپنے گھروں میں، سوراخوں میں، بلوں میں، کیوں؟ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ نہ کچل دیں سے تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر، وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اس چیونٹی کا نام بعض مفسرین نے "طَاخِبَةٌ" اور بعض مفسرین نے "مُنْذِرَةٌ" لکھا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا پس سلیمان علیہ السلام مسکرائے، ہنستے ہوئے، ہنسنے کا معنی ہے اپنے کان سنیں، مِّنْ قَوْلِهَا اس چیونٹی کی بات کی وجہ سے کہ اس کو اپنی قوم کو کتنا احساس ہے، وَقَالَ اور فرمایا سلیمان علیہ السلام نے، رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے، میری قسمت میں کر دے، میرے نصیب میں کر دے، کہ میں آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کروں، الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وہ نعمتیں جو آپ نے مجھ پر انعام کی ہیں، مجھے انسان بنایا، نبوت عطا فرمائی، مجھے بادشاہی اور اقتدار دیا، پرندوں کی بولیاں سکھائیں، انسانوں، جنوں اور پرندوں پر حکومت کا حق دیا، وَعَلٰي وَالِدَيَّ اور وہ نعمتیں جو آپ نے میرے ماں باپ کو عطا فرمائیں انہوں نے اپنا شکریہ ادا کیا مگر میں بھی ان کا بیٹا ہوں مجھے بھی ان

نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں عمل کروں اچھے، مجھے اچھے عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

تَرْضٰىهُ وہ اعمال جن کو آپ پسند کرتے ہیں۔ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت کے ساتھ، فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ اپنے نیک بندوں میں، میرا شمار آپ کے نیک بندوں میں ہو۔

وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِیْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ

اور حاضری لی سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پس فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے، میں نہیں دیکھ رہا ہدہد کو، کیا وہ غائب ہے، البتہ میں ضرور

عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ

سزا دوں گا اس کو سخت سزا، یا میں اس کو ذبح کروں گا، یا البتہ ضرور لائے گا میرے پاس، کوئی روشن دلیل، پس ٹھہرا، تھوڑی دیر

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿٢٢﴾

پس کہا ہدہد نے، میں احاطہ کر کے آیا ہوں، اس چیز کا جس کا آپ احاطہ نہیں کر سکے، اور میں لایا ہوں آپ کے پاس ملک سبا

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿٢٣﴾

سے ایک خبر یقینی، بیشک میں نے پایا ہے ایک عورت کو، جو ان کی حکمران بنی ہوئی ہے، اور اس کو دی گئی ہے ہر شے، اور اس کا

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ

تخت ہے بڑا، اور پایا میں نے اس کو اور اس کی قوم کو، سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ تعالیٰ سے نیچے، اور مزین کیے ہیں ان کے

الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا یَسْجُدُوْا

لیے شیطان نے ان کے اعمال پس روکا ہے ان کو شیطان نے راستے سے، پس وہ ہدایت نہیں پاتے، کیوں نہیں وہ سجدہ کرتے،

لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا

اللہ تعالیٰ کو، وہ جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز کو، آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ جانتا ہے اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو، اور جس چیز

تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ

کو تم ظاہر کرتے ہو، اللہ تعالیٰ ہی ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی، وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے بتا کید ہم

اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ

دیکھیں گے کیا تم سچ کہتے ہو، یا تم جھوٹوں میں سے، لے جاؤ تم یہ میرا خط، پس ڈال تم اس کو سبا والوں کے پاس پھر تم پھر جاؤ ان

ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَانۡظُرۡ مَاذَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿28﴾ قَالَتۡ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَؤُا

سے پس تم دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ملکہ نے کہا، اے درباروالو، بیشک میری طرف ڈالا گیا ہے ایک خط بہت عزت والا،

اِنِّىۡۤ اُلۡقِىَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيۡمٌ ﴿29﴾ اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ

بیشک وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے، اور بیشک شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان

الرَّحِيۡمِ ﴿30﴾ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَىَّ وَاۡتُوۡنِىۡ مُسۡلِمِيۡنَ ﴿31﴾ ع ٢

نہایت رحم کرنے والا ہے، یہ کہ نہ سرکشی کرو میرے مقابلے میں اور آجاؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَفَقَّدَ: گم پایا، اَلۡهُدۡهُدَ: ہدہد (پرندے کا نام ہے)، لَاُعَذِّبَنَّهٗ: میں ضرور اسے سزا دوں گا، لَاَذۡبَحَنَّهٗ: میں ضرور ذبح کروں گا اسے، لَيَاۡتِيَنِّىۡ: البتہ وہ میرے سامنے پیش کرے، فَمَكَثَ: (پس) وہ ٹھہرا، اَحَطۡتُّ: میں نے معلوم کیا، سَبَاٍۭ: قبول سبا، وَجَدۡتُّ: میں نے پایا، تَمۡلِكُهُمۡ: وہ ان پر بادشاہی کرتی ہے، اُوۡتِيَتۡ: اسے دیا گیا ہے، وَجَدۡتُّهَا: میں نے پایا اسے، فَصَدَّهُمۡ: (پس) اُس نے روک رکھا ہے ان کو، اَلَّا يَسۡجُدُوۡا: کیوں وہ سجدہ نہیں کرتے، اَلۡخَبۡءَ: پوشیدہ چیز، اَصَدَقۡتَ: کیا تو نے سچ کہا ہے، بِكِتٰبِىۡ: میرے خط کو، فَاَلۡقِهۡ: (اور) اس کو ڈال دے، تَوَلَّ: ہٹ جانا، اَلَّا تَعۡلُوۡا: یہ کہ تم تکبر نہ کرو۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہوا تھا اب بھی اُسی واقعے کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا کا قصہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنے فوجیوں کی حاضری لی تو اُس میں ھُدھُد موجود نہیں تھا۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيۡرَ تفقد کا معنی ہے تلاش کرنا دیکھنا، کون حاضر ہے کون غیر حاضر ہے تو معنی ہوگا، حاضری لی سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی، باقی پرندے موجود تھے ہدہد نہیں تھا، جس کا نام یعقور تھا، فَقَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے، مَا لِىَ مجھے کیا ہوگیا ہے، لَاۤ اَرَى الۡهُدۡهُدَ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا، ہدہد مجھے نظر نہیں آ رہا، اَمۡ كَانَ مِنَ الۡغَآئِبِيۡنَ یا ہے وہ غائب، مجھے نظر نہیں آ رہا ہے یا وہ غیر حاضر ہے، لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيۡدًا البتہ میں اس کو ضرور سزا دوں گا، سخت سزا۔ مثلاً اس کے پر اتار دوں گا اس کی پٹائی کروں گا، اَوۡ لَاَاذۡبَحَنَّهٗ یا میں اس کو ضرور ذبح کروں گا۔ اَوۡ لَيَاۡتِيَنِّىۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ یا البتہ لائے وہ میرے پاس کوئی دلیل کھلی۔ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بتائے تو پھر میں سزا نہیں دوں گا، یہ باتیں ہو رہی تھیں، فَمَكَثَ غَيۡرَ بَعِيۡدٍ پس ٹھہرے سلیمان علیہ السلام تھوڑی دیر، زیادہ وقت نہیں گزرا تھا باتیں ہو رہی تھیں کہ ہدہد آن

پہنچا، فَقَالَ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہد ہد کہنے لگا، اَحَطْتُّ میں احاطہ کر کے آیا ہوں معلوم کر کے آیا ہوں بِمَا ایسی چیز کا اے سلیمان علیہ السلام، لَمْ تُحِطْ بِهٖ جس کا آپ کو علم نہیں ہے یہ کہ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ میں لایا ہوں ملک سبا سے ایک یقینی خبر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام شام کے علاقے میں رہتے تھے وہاں سے سبا کا علاقہ ایک مہینے کی مسافت پر تھا۔

ہد ہد کا قوم سبا کا حال بیان کرنا:

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ بیشک میں نے دیکھا ایک عورت کو وہ ان کی حکمران بنی ہوئی ہے، اس کا نام بلقیس تھا، بلقیس بنت شراحیل بن ریان بن مالک کافی سمجھدار عورت تھی لیکن کافر تھی، ساری قوم چونکہ کفر شرک میں مبتلا تھی اس لیے وہ بھی کفر شرک میں مبتلا تھی، سورج کی بھی پوجا کرتے تھے، وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے ہر چیز سے مراد یہ ہے کہ اس کی بادشاہی کے مناسب جو چیزیں ہیں وہ ساری اس کو حاصل ہے۔ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ اس کا تخت بہت عظیم الشان ہے مفسرین لکھتے ہیں کہ اسی ہاتھ لمبا، پچاس ہاتھ چوڑا اور چالیس ہاتھ اونچا تھا اُس میں سونا، موتی ہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے اور سیڑھی بھی لگی ہوئی تھی۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ میں نے پایا اس ملکہ کو اور اس کی قوم کو وہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں، مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ پہلی نرالی بات تو یہ ہے کہ عورت حکمران بنی ہوئی ہے اور پھر ان کی حماقت کہ سورج کی پوجا کرتے ہیں، وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور مزین کیے ہیں ان کے لیے شیطان نے اعمال۔ یہ کارروائی ان کے لیے شیطان نے مزین کی ہے۔ ہد ہد بھی سمجھتا ہے کہ شیطان اللہ کا نافرمان ہے یہ شیطان کے راستے پر لگے ہوئے ہیں، فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ پس اس شیطان نے ان کو روک دیا ہے راستے سے سیدھے، راستے سے، فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ پس وہ ہدایت نہیں پاتے، اَلَّا يَسْجُدُوْا کیوں نہیں سجدہ کرتے لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز کو، فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں۔ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور جانتا ہے وہ اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو، اور جس چیز کو تم ظاہر کرتے ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مسجود معبود نہیں ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو خط روانہ کرنا:

قَالَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ بتاکید ہم غور کریں گے دیکھیں گے تحقیق کریں گے اے ہد ہد، تم نے سچ کہا ہے، اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ تم جھوٹوں میں سے۔ کیونکہ غیر حاضر آدمی غیر حاضری کی کوئی نہ کوئی وجہ تو بیان کرتا ہے سچی ہو یا جھوٹی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تحقیق حال کے لیے جنوں سے اور دیگر مخلوقات سے رابطہ کیا ہوگا اور انہوں نے بتا دیا ہوگا۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ھدھد کو کہا کہ میرا خط ملکہ سبا کو پہنچا۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا لے جاؤتم یہ میرا خط، فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ پس ڈالو تم اس کو سبا والوں کے پاس، چونچ سے پکڑ کر لے جاؤ اور بلقیس اور اس کی کابینہ کے پاس پہنچاؤ، ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ پھر پیچھے ہٹ کر بیٹھ جانا، فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ پس تم دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ ملکہ سباء اپنے شاہی محل کے مخصوص کمرے میں اپنے پلنگ پر آرام کر رہی تھی۔ ھدھد روشن دان میں سے گیا اور وہ خط ملکہ کے سینے پر رکھ دیا۔ ملکہ بیدار ہوئی تو اس نے خط دیکھا اُس نے فوراً دربار منعقد کیا۔

قَالَتْ کہا بلقیس نے، يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اے میری جماعت کے ساتھیوں، کابینہ کے افراد، اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ بیشک میری طرف ایک خط ڈالا گیا ہے بڑا عمدہ۔ یہ خط کس کی طرف سے ہے، اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ بیشک شان یہ ہے کہ وہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور بے شک شان یہ ہے کہ یہ خط اللہ کے نام کے ساتھ لکھ رہا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اور مضمون یہ ہے کہ، اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ اے ملک سبا والو! میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرنا، میری مان لینا، اور دوسرا جملہ ہے اور آجاؤ میرے پاس مسلمان ہو کر میں ملک نہیں مانگتا صرف تمہارا مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ صرف یہ دو جملے ہیں خط کے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

ملکہ نے کہا، اے درباریو، مجھے بتلاؤ میرے معاملے میں، میں نہیں ہوں قطعی فیصلہ کرنے والی، کسی معاملے میں، یہاں تک کہ تم

تَشْهَدُوْنِ ﴿32﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا

حاضر ہو، کہنے لگے ہم قوت والے ہیں، اور سخت لڑائی لڑنے والے ہیں، اور معاملہ آپ کے سپرد ہے، پس تم دیکھو کیا حکم کرتی

تَاْمُرِيْنَ ﴿33﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ

ہو، ملکہ نے کہا، بیشک بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں، اس کو برباد کر دیتے ہیں، اور کر دیتے ہیں، وہاں کے عزت

اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿34﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ

والے لوگوں کو ذلیل، اور ایسا ہی یہ کریں گے، اور میں بھیجنے والی ہوں ان کی طرف تحفہ، پس دیکھنے والی ہوں، کس چیز کے ساتھ

بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿35﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ

لوٹ کر آتے ہیں، بھیجے ہوئے، پس جس وقت آئے حضرت سلیمان کے پاس فرمایا سلیمان علیہ السلام نے کیا تم میری امداد کرتے ہو

فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿36﴾ اِرْجِعْ

مال کے ساتھ، پس جو کچھ اللہ نے مجھ کو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے، بلکہ اپنے ہدیے اور تحفے پر خوش رہو۔ لوٹو ان کی

اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ

طرف پس البتہ ہم ضرور لائیں گے ان کے پاس ایسے لشکر نہیں طاقت ہوگی ان کو ان کے مقابلے میں، اور البتہ ہم ضرور نکال

اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿37﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ

دیں گے، ان کو اس بستی سے، بے عزت کر کے اور وہ ذلیل ہونگے۔ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے، اے درباروالو، کون تم میں سے لائے

اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿38﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

گا، میرے پاس اس کے تخت کو، پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس مسلمان ہو کر، کہا ایک بہت بڑے جن نے، میں لاتا ہوں

قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿39﴾

آپ کے پاس، اس تخت کو، پہلے اس سے کہ آپ کھڑے ہوں، اپنی مجلس سے، اور بیشک میں اس پر قوی ہوں امین ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَاطِعَةً: قطعی فیصلہ کرنے والی، تَشْهَدُوْنِ: تم میرے پاس موجود ہو، فَانْظُرِيْ: پس تو سوچ لے، تَاْمُرِيْنَ: (جو) تو حکم دیتی ہے، اَلْمُلُوْكَ: بادشاہ، اَفْسَدُوْهَا: وہ تہ وبالا کر دیتے ہیں اسے، مُرْسِلَةٌ: بھیجنے والی، بِهَدِيَّةٍ: کچھ ہدیہ، فَنٰظِرَةٌ: پھر دیکھوں گی، بِهَدِيَّتِكُمْ: تم اپنے ہدیہ پر، تَفْرَحُوْنَ: اتراتے ہو، فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ: پس ہم ضرور بھیجیں گے اُن پر، لَنُخْرِجَنَّهُمْ: ہم ضرور نکالیں گے انہیں، يَاْتِيْنِيْ (ب): (کون) لائے گا میرے پاس، بِعَرْشِهَا: اس کا تخت، يَّاْتُوْنِيْ: وہ آئیں میرے پاس، عِفْرِيْتٌ: قوی ہیکل، مَقَامِكَ: اپنی اس جگہ (سے)۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سباء کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اُسی واقعے کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: ملکہ سباء کا اپنے درباریوں سے مشورہ:

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا کہا بلقیس نے جو ملک سبا کی حکمران تھی، اے میری جماعت والو، اے کابینہ کے افراد، میرے پاس ایک خط آیا ہے، سلیمان علیہ السلام کی طرف سے جس میں انہوں نے مطالبہ کیا ہے میرے خلاف سرکشی نہ کرو، اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ، اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مجھے بتلاؤ، میرے معاملے میں، مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا میں نہیں ہوں، قطعی فیصلہ کرنے والی کسی معاملے میں۔ میں کوئی بات طے نہیں کرتی، حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ یہاں تک کہ تم حاضر ہو لہٰذا اپنی رائے دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے، اور کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے، قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ کہا بلقیس کی کابینہ کے افراد نے ہم قوت والے ہیں، وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ اور سخت لڑائی والے ہیں۔

وَالْاَمْرُ اِلَیْكِ اور معاملہ تمہارے سپرد ہے، آخری رائے تمہاری ہے، فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ پس تم دیکھو کیا حکم کرتی ہو۔ پس تم غور وفکر کرو جو حکم دوگی ہم اس پر عمل کریں گے، ملکہ کافی سمجھدار تھی سمجھ گئی کہ یہ لڑائی کے حق میں ہیں مگر ذمہ داری سے بچنے کے لیے معاملہ میرے سپرد کر رہے ہیں، قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا کہنے لگی، بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو برباد کر دیتے ہیں، وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً اور وہاں کے عزت والے اور غالب لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ اور ایسا ہی یہ کریں گے اور ہمارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے لہٰذا میں لڑائی کے حق میں نہیں ہوں، اور میں چاہتی ہوں۔

ملکہ سباء کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو تحائف بھجوانا:

وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ اور بیشک میں بھیجنے والی ہوں ان کی طرف تحفہ، فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ پس دیکھنے والی ہوں پس کس چیز کے ساتھ لوٹ کر آتے ہیں، بھیجے ہوئے۔ ہمارے قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ ملکہ سباء نے بہت سے غلام، لونڈیاں، سونے چاندی کی اینٹیں، ہیرے موتی جواہرات، خوشبویات اور قیمتی کپڑے تحفے کے طور پر بھیجے۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ پس جب آیا بلقیس کا قاصد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اور تمام تحفے تحائف پیش کر دیے تو، قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے، اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ کیا تم میری امداد کرتے ہو مال کے ساتھ، یہ مال بھیج کر تم مجھے مرعوب کرنا چاہتے ہو، فَمَآ اٰتٰىنِ َۦ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ پس وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے بہتر ہے اس سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے تم سونے چاندی کی اینٹیں اور ہیرے موتی، کستوری، عنبر، زعفران، کو دیکھ کر بہت خوش ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کے ساتھ ساتھ جنات پر، انسانوں پر، پرندوں پر حکومت کا حق دیا ہے، بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ بلکہ تم اپنے تحفوں اور ہدیوں پر خوش رہو، ان کو واپس لے جاؤ، ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ ہی نہیں کہ ان کے تحفے واپس بھیجے بلکہ تفسیروں میں یہاں تک لکھا ہے کہ جتنا کچھ انہوں نے بھیجا تھا اس سے تین چار گنا مزید دے کر ان کو بھیجا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ اسباب دنیا ہمارے پاس ان سے زیادہ ہیں۔

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ واپس جاؤ ان کے پاس، فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا پس ہم ضرور لائیں گے ان کے پاس ایسے لشکر کہ نہیں طاقت ہوگی ان کو ان کے مقابلے کی وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور ہم ان کو ضرور نکالیں گے اس بستی سے، اس ملک سے کمزور اور عاجز کر کے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سباء کا تخت منگوانا:

ان کے جانے کے بعد قَالَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو خطاب کیا، یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اے میرے

درباریو، کابینہ کے افراد، اَيُّكُمْ يَأْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ کون تم میں سے لائے گا میرے پاس اس ملکہ کے تخت کو پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس مسلمان ہو کر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ وہ ملکہ اب مسلمان ہونے کے لیے یہاں آئے گی۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ جنات میں سے ایک بڑے قد آور جن نے کہا، اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ حضرت میں اس کا تخت لاؤں گا، آپ کے پاس پہلے اس سے آپ کھڑے ہوں اپنی مجلس سے، مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے دفتر میں صبح آٹھ بجے پہنچتے تھے اور بارہ بجے تشریف لے جاتے تھے، یہ میں نے سمجھانے کے لیے کہہ رہا ہوں باقی ان کا وقت ہو گا جو ہو گا، آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے میں لے آؤں گا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ اور بیشک میں اس پر قوی ہوں، بڑا قد آور جن ہوں اور امین بھی ہوں، اس میں کوئی خیانت نہیں ہو گی کوئی چیز تخت کی اپنی جگہ سے ہلے گی نہیں۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ط

کہا اس شخص نے جس کے پاس علم تھا کتاب کا، میں لا دیتا ہوں آپ کو وہ تخت پہلے اس سے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی نگاہ

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْ

پس جب دیکھا سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو رکھا ہوا اپنے پاس فرمایا، یہ میرے رب کی مہربانی ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے،

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ط وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ

کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں، اور جو شخص شکر کرتا ہے، اپنی ذات کے لیے، اور جو شخص ناشکری کرتا ہے،

فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

پس بیشک میرا رب، بے پرواہ ہے، عزت والا ہے، فرمایا سلیمان علیہ السلام نے، تبدیل کر دو اس عورت کے لیے اس کا تخت ہم

اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا

دیکھتے ہیں، کیا وہ ہدایت پاتی ہے یا ہوتی ہے ان لوگوں میں سے جو نہیں سمجھتے، پس جس وقت وہ آئی کہا گیا، کیا ایسا ہی تیرا تخت

عَرْشُكِ ط قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا

ہے کہنے لگی گویا کہ یہ وہی ہے اور دیے گئے ہم علم اس سے پہلے، اور تھے ہم مسلمان، اور روکا اس کو، اس چیز نے کہ جس کی وہ

كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي

عبادت کرتی تھی، اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے بیشک وہ تھی کافر قوم سے، کہا گیا اس کو داخل ہو محل میں، پس جس وقت دیکھا

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ

اس نے اس محل کو، خیال کیا اس کو گہرا پانی اور ننگی کی اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں اُس عورت کو کہا گیا بیشک یہ محل ہے

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ

مزین کیا گیا شیشوں سے، کہنے لگی اے میرے رب میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور میں اسلام لائی سلیمان علیہ السلام کے ساتھ،

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٤﴾ ع ۳ ۱۲ ۱۸

اللہ تعالیٰ پر جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

طَرْفُكَ: تیری نظر، رَاٰهُ: اس نے دیکھا اسے، مُسْتَقِرًّا: ٹھہرنے والا، لِيَبْلُوَنِىْٓ: تاکہ وہ مجھے آزمائے، اَكْفُرُ: میں ناشکری کرتا ہوں، شَكَرَ: (جس نے) شکر کیا، يَشْكُرُ: وہ شکر کرتا ہے، نَكِّرُوْا: صورت بدل دو، تَهْتَدِىْٓ: وہ سمجھتی ہے، هٰكَذَا: ایسا ہی ہے، عَرْشُكِ: تیرا تخت، صَدَّهَا: اس کو روک لیا ہے، اُدْخُلِى: داخل ہو، اَلصَّرْحَ: محل، رَاَتْهُ: اس نے دیکھا اسے، حَسِبَتْهُ: اس نے گمان کیا اسے، لُجَّةً: گہرا پانی، كَشَفَتْ: اس نے کھولیں، سَاقَيْهَا: اپنی دونوں پنڈلیاں، مُمَرَّدٌ: چکنا کیا ہوا، قَوَارِيْرَ: شیشے، ظَلَمْتُ: میں نے ظلم کیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سباء کا واقعہ بیان ہو رہا ہے ان آیات میں بھی اُسی واقعے کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: ملکہ سباء کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف برخیا نے عرض کیا قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کہا اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا، پڑھا لکھا آدمی تھا، اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ میں لا کر دوں گا، آپ کو وہ تخت، قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ پہلے اس سے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی نگاہ، یعنی چشم زدن میں تخت لا کر دے دوں گا۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ جب دیکھا سلیمان نے اس تخت کو رکھا ہوا اپنے پاس، قَالَ فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے، هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ ۣ یہ میرے رب کا فضل و کرم ہے کہ اتنا بڑا تخت جس میں سونا چاندی ہیرے موتی، وغیرہ جڑے ہوئے تھے ایک مہینے کی مسافت سے آناً فاناً یہاں میرے پاس آ گیا ہے تو یہ میرے رب کا فضل و کرم ہے۔ لِيَبْلُوَنِىْٓ تاکہ اللہ تعالیٰ میرا امتحان لے، ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو تو ہر چیز کا علم ہے یہ امتحان بندوں کے سامنے حقیقت واضح کرنے کے لیے ہوتا ہے، وَمَنْ شَكَرَ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ، فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ پس پختہ بات ہے وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی ذات کے لیے کہ اس کا ثواب اور اجر اس کو ملے گا،

وَمَنْ كَفَرَ اور جس نے ناشکری کی تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا، فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ پس بیشک میرا پروردگار بے پرواہ ہے عزت والا ہے، وہ ہمارے شکر کا محتاج نہیں ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت میں تبدیلی کروانا:

قَالَ فرمایا، نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا اس کے تخت کو بدل دو اس کا حلیہ اور شکل بگاڑ دو ہیرے موتی نکال دو، نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ ہم دیکھتے ہیں کیا وہ اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے۔ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ یا ہوتی ہے ان لوگوں میں سے جو نہیں سمجھتے حقیقت کو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ملکہ سباء کے تخت میں کافی تبدیلیاں کردی گئیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْ پس جب آئی ملکہ بلقیس اپنے عملے سمیت، قِيْلَ کہا گیا، اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ط کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت، ہم نے سنا ہے تیرا تخت بہت بڑا ہے، کیا وہ ایسا ہی ہے جیسے یہ ہے، قَالَتْ کہنے لگی، كَاَنَّهٗ هُوَ گویا کہ یہ وہی ہے، یہ میرا تخت ہی تو ہے، اس میں تھوڑا بہت تغیر ہوا ہے لیکن وہی ہے، وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا اور دیا گیا ہمیں علم اس سے پہلے کہ سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز پر حکومت عطا فرمائی ہے، ہمیں آپ کے کمالات کا علم وفد کے ذریعے ہو گیا تھا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ اور تھے ہم مسلمان، ہم وہاں سے مسلمان ہو کر چلے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اور روکا تھا اس کو اللہ کی عبادت کرنے سے اس چیز نے جس کی وہ عبادت کرتی تھی، اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، سورج کی عبادت کرتی تھی، اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ بیشک وہ کافر قوم کی ایک فرد تھی، اس لیے وہ غیر اللہ کی عبادت میں لگی ہوئی تھی ورنہ وہ سمجھدار تھی۔

ملکہ سباء کے لیے دوسری نصیحت:

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ج اس کو کہا گیا داخل ہو جا محل میں، فَلَمَّا رَاَتْهُ پس جس وقت اس نے دیکھا اس محل کو، حَسِبَتْهُ لُجَّةً خیال کیا اس کو گہرا پانی، وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ط اور ننگی کیں اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں، قَالَ فرمایا سلیمان علیہ السلام نے اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ط بیشک یہ محل مزین کیا گیا ہے شیشوں سے، یہ شیشے کا محل ہے پانی نہیں ہے۔

اکثر تفسیروں میں آپ کو ملے گا کہ یہ عمل اس لیے کیا گیا کہ حضرت کو سلیمان علیہ السلام ملکہ سباء سے شادی کرنا چاہتے تھے اور سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں تو اس کو دیکھنا چاہتے تھے کہ کہ واقعی اُس کی پنڈلیوں پر بال ہیں یا نہیں کیونکہ سنا ہے کہ جس عورت کی پنڈلیوں پر بال ہوں وہ خطرناک ہوتی ہے، لیکن امام رازی رحمۃ اللہ علیہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات نہیں، بات یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس کی عقل کی خامی (کم عقلی) بیان کرنا چاہتے تھے کہ دیکھ عقل تو تیری اتنی ہے کہ شیشوں کو تو نے پانی سمجھا اور عقل اتنی ہے کہ سورج کی چمک دمک دیکھ کر اس کو سجدہ کرنے لگی۔

قَالَتْ کہنے لگی، رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ اب تک کفر شرک میں مبتلا رہی اور حقیقت کو نہیں سمجھ سکی، جس طرح یہاں نہیں سمجھ سکی وہاں بھی نہیں سمجھ سکی، وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور میں اسلام لائی ہوں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ، مسلمان ہو چکی ہوں جو پالنے والا ہے جہانوں کا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی، صالح علیہ السلام کو، (انہوں نے کہا) تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی، پس اچانک

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿45﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ

وہ دو گروہ بن گئے، لڑنے جھگڑنے لگ گئے۔ فرمایا صالح علیہ السلام نے اے میری قوم، کیوں جلدی طلب کرتے ہو تکلیف کو،

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿46﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ

راحت اور آرام سے پہلے، کیوں نہیں معافی مانگتے، اللہ تعالیٰ سے، تا کہ تم پر رحم کیا جائے، کہنے لگے، ہمارے لیے برا شگون

طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿47﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ

ہے، تمہاری وجہ سے اور ان کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہیں فرمایا تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، بلکہ تم ایسی قوم ہو جو فتنے

رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿48﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ

میں ڈال دی گئی ہو، اور تھے اس شہر میں نو افراد فساد مچاتے تھے زمین میں، اور اصلاح نہیں کرتے تھے، کہنے لگے، قسم کھاؤ اللہ

لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ

کے نام کی، البتہ ہم رات کو حملہ کریں گے صالح علیہ السلام پر اور اس کے گھر والوں پر، پھر ہم ضرور کہیں گے، اس کے وارثوں کو ہم

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿49﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا

حاضر نہیں تھے، اس کے گھر کے افراد کی ہلاکت کے وقت اور بیشک البتہ ہم سچے ہیں، اور انہوں نے تدبیر کی، تدبیر کرنا اور ہم

يَشْعُرُوْنَ ﴿50﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

نے بھی تدبیر کی تدبیر کرنا اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے، پس دیکھو کیسے تھا، ان کی تدبیر کا انجام، بیشک ہم نے ان کو ہلاک کر دیا،

وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿51﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ان کی ساری قوم کو، پس یہ ان کے گھر ہیں، خالی اس وجہ سے کہ انہوں نے ظلم کیا بیشک اس میں نشانی ہیں، اس قوم کے لیے

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿52﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿53﴾

جو جانتی ہے، اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ اللہ کی نافرمانی سے بچتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَرِيْقٰنِ: وہ فریق، لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ تم بخشش نہیں مانگتے، اطَّيَّرْنَا: ہم نے منحوس سمجھا، طٰٓئِرُكُمْ: تمہاری نحوست، تُفْتَنُوْنَ: تم عذاب میں مبتلا ہوگے، تِسْعَةُ: نو (٩)، رَهْطٍ: شخص، تَقَاسَمُوْا: تم آپس میں قسم کھاؤ، لَنُبَيِّتَنَّهٗ: ہم رات کے وقت ماریں گے اُسے (یعنی صالح علیہ السلام کو)، لَنَقُوْلَنَّ: ہم ضرور کہیں گے، مَهْلِكَ: ہلاکت کا وقت، مَكَرْنَا: ہم نے خفیہ تدبیر کی، بُيُوْتُهُمْ: ان کے گھر۔

ربط:

سابقہ کئی آیات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چل رہا تھا جو کہ اللہ کے شکر گزار بندے، پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ اب ان آیات میں مجرم اور نافرمان قوم، قوم ثمود کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کا تذکرہ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اور البتہ تحقیق ہم نے رسول بنا کر بھیجا، اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ثمود قوم کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو، بھائی اس لیے فرمایا کہ وہ بھی اس قوم کے ایک فرد تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم شروع کی قوم کو خطاب کیا، اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ عبادت کرو اللہ کی فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ پس وہ دو فریق بن گئے پیغمبر کے آنے کے بعد يَخْتَصِمُوْنَ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے دو گروہوں سے مراد یہ ہے کہ ایک گروہ وہ جس نے پیغمبر کا کلمہ پڑھا اور دوسرا گروہ وہ جنھوں نے کلمہ نہیں پڑھا مخالف تھے، اور طبعی بات ہے کہ جب نظریات اور عقائد مختلف ہوں تو جھگڑا ہوتا ہے۔ کافر حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ وہ جس عذاب سے ڈراتے ہیں وہ عذاب جلد ہمارے اوپر لے آ وَقَالَ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ اے میری قوم کیوں جلدی طلب کرتے ہو برائی، عذاب کیوں مانگتے ہو، قَبْلَ الْحَسَنَةِ بھلائی سے پہلے، راحت سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت راحت مانگو تکلیف اور عذاب نہ مانگو۔

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ کیوں نہیں معافی مانگتے ہو اللہ سے کفر شرک سے باز آجاؤ، اور اللہ سے معافی مانگو، لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قوم ثمود کا فال لینے کا طریقہ:

قَالُوا لوگوں نے کہا، اطَّيَّرْنَا بِكَ اصل میں تھا، تَطَيَّرْنَا تھا۔ تا کو طا کیا اور پھر تا کا طا میں ادغام کر دیا، پہلے حرف ساکن تھا تو ہمزہ وصلی لے آئے، تَطَيَّرْنَا، ہو گیا، تَطَيَّرْنَا کا معنی ہوتا ہے، پرندے اڑانا، ان لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی کام کے لیے صبح سویرے گھر سے نکلتے جو قریب درخت ہوتا اس پر پتھر مارتے اس پر جو پرندے ہوتے اگر وہ دائیں طرف اڑتے تو کہتے میرا کام ہو گیا اور اگر پرندے بدحواس ہو کر بائیں طرف اڑتے تو کہتے میرا کام نہیں ہوگا، تو وہ

پرندوں کو اڑا کر نیک فالی اور بدفالی لیتے تھے، بھئی، پرندوں کے اڑنے کے ساتھ تمہارے کام کیا تعلق، کوئی عقلی طور پر یا نقلی طور پر عارض طور پر یا عادی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے، پرندوں کے اڑنے کا تیرے کام کے ساتھ، جب ان کو پتھر مارو گے تو وہ بدحواس ہو کر یا دائیں اڑیں گے یا بائیں اڑیں گے تو وہ پرندے اڑاتے تھے نیک فالی یا بدفالی حاصل کرتے تھے۔ تو قوم کے لوگ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم نے تمہاری وجہ سے بدفالی لی ہے اور وہ بدفالی یہ ہے کہ تمہاری نحوست کی وجہ سے ہم پر بارشیں نہیں ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے خشک سالی اور قحط سالی تھی اور یہ سب

بِكَ، آپ کی وجہ سے، وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ اور ان کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہیں، قَالَ فرمایا، طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تمہارے کفر شرک اور نافرمانی کی وجہ سے ہماری توحید کی وجہ سے نہیں، رسالت پر یقین رکھنے کی وجہ سے نہیں، آخرت کا عقیدہ ماننے کی وجہ سے نہیں، بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ بلکہ تم ایسی قوم ہو جو فتنے میں گمراہی میں مبتلا کی گئی ہو۔

نو فتنہ باز لوگوں کا فتنہ:

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ اور تھے حجر شہر میں، اس شہر کا نام حجر تھا، اور اسی نسبت سے سارے علاقے کو حجر کہتے تھے۔ تِسْعَةُ رَهْطٍ نو افراد تھے، يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فساد مچاتے تھے زمین میں، وَلَا يُصْلِحُوْنَ اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ یہ نو غنڈے بدمعاش تھے ان کے سردار کا نام قیدار بن ثعلب تھا، قذار بھی لکھ دیتے ہیں۔ درمیانے قد کا گربہ چشم تھا، بلی جیسی آنکھوں والا، بڑا شریر آدمی تھا اس کے ساتھ آٹھ آدمی اور تھے۔ یہ نو غنڈوں کی، بدمعاش جماعت تھی، وہاں ایک بیوہ عورت تھی جس کا نام عنیزہ بنت غنم تھا اس کی جوان لڑکیاں تھیں، اس کے پاس کافی تعداد میں بھیڑ بکریاں اور اونٹ تھے وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا ان لوگوں کے مطالبے پر جو اللہ نے چٹان سے اونٹنی نکالی تھی حضرت صالح نے فرمایا، هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اونٹنی ہے ایک دن چشمے سے پانی یہ پیے گی اور ایک دن تمہارے جانور ان لوگوں کے جانور کافی تھے۔ عنیزہ کے بھی کافی جانور تھے جب ان کی باری ہوتی تھی عنیزہ کے کچھ جانور پیاسے رہ جاتے تھے، س نے قیدار بن ثعلب کو کہا کہ میری جوان لڑکیوں میں سے جس کا چاہو رشتہ لے لو مگر صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو راستے سے ہٹاؤ، اس نے اپنے ساتھیوں سے، مشورہ کیا، کہنے لگے پہلے صالح علیہ السلام کو اہل خانہ سمیت قتل کرو پھر اونٹنی کا خاتمہ کرنا ہے۔ دوسروں نے کہا نہیں پہلے اونٹنی کا خاتمہ کرو، پھر صالح علیہ السلام کا کام کریں گے تو فرمایا شہر میں نو آدمی جو فساد مچاتے تھے زمین اور اصلاح نہیں کرتے تھے، قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ ان غنڈوں نے کہا قسمیں اٹھاؤ اللہ تعالیٰ کی، لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ کہ ہم رات کے وقت صالح علیہ السلام اور اس کے گھر والوں پر حملہ کر کے ہلاک کر دیں گے، ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ پھر ان کے وارثوں کو کہیں گے، لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ ہم حاضر نہیں تھے ان کے گھر کے افراد کی ہلاکت کے وقت، وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور بیشک ہم سچے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وَمَكَرُوْا مَكْرًا اور انہوں نے تدبیر کی، تدبیر کرنا۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے

گھر والوں کو شہید کرنے کی، وَمَكَرْنَا مَكْرًا اور ہم نے بھی تدبیر کی تدبیر کرنا، وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں تھا، انہوں نے پہلے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹیں۔

قوم ثمود پر عذاب کا آنا:

حضرت صالح علیہ السلام نے جب دیکھا کہ قوم نے اللہ کی نشانی اُس اونٹنی کو مار ڈالا ہے تو قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین دن کی مہلت دی ہے، تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ فائدہ اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن تک یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا آج کے دن تمہارے چہرے سیاہی مائل ہوں گے کل بالکل سیاہ ہو جائیں گے، پرسوں بالکل شکلیں بدل جائیں گی اور چوتھے دن تباہ ہو جاؤ گے۔

پھر تین دن کے بعد ان پر عذاب نازل ہوا۔ رجفہ، کا لفظ بھی آتا ہے کہ زلزلہ آیا، اور صیحۃ، کا لفظ بھی آتا ہے، آواز۔ جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی سی آواز نکالی وہ جہاں جہاں تھے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور زلزلے میں تباہ ہو گئے مجرم قوم کا ایک فرد بھی نہ بچا۔ فرمایا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ پس دیکھو کیسا تھا ان کی تدبیر کا انجام، اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بیشک ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی ساری قوم کو، فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً پس یہ ان کے گھر ہیں خالی ان میں بسنے والا کوئی نہیں ہے، بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اس وجہ سے کہ انہوں نے ظلم کیا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں نشانی ہے، لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اس قوم کے لیے جو جانتی ہے، وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے، وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور وہ شرک اور کفر سے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے تھے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿54﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر، جب فرمایا، لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی، اور تم دیکھتے ہو، تم دوڑتے

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿55﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ

ہو مردوں پر شہوت رانی کے لیے، عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم قوم ہو جاہل، پس نہیں تھا جواب ان کی قوم کا

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿56﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

مگر یہ کہ کہا انہوں نے، نکال دو لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، بیشک یہ لوگ ستھرے بنتے ہیں، پس ہم نے نجات دی

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿57﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے مقدر کر دیا تھا ہم نے اس کے بارے میں کہ وہ پیچھے رہنے والوں

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿58﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

میں ہوگی، اور برسائی ہم نے ان پر بارش پس بری ہوئی بارش ان لوگوں کی جو ڈرائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمام تعریفیں

وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۵۹﴾

اللہ کے لیے ہیں، اور سلام ہے، اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جن کو اس نے چنا ہے، کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے، یا وہ جن کو وہ شریک

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ

کرتے ہیں، بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز

ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

باغ اُگائے۔ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اگاتے۔ تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ بلکہ یہ لوگ راستے سے

یَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ

الگ ہو رہے ہیں بھلا کون ہے جس نے بنایا ہے زمین کو قرار گاہ، اور بنائی ہیں زمین کے اندر نہریں، اور رکھے ہیں ان میں

وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

بوجھل پہاڑ، اور بنایا ہے دو دریاؤں کے درمیان پردہ، کیا کوئی الہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ، بلکہ ان کی اکثریت نہیں جانتی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَدَّرْنٰهَا: اسے مقرر کیا، حَدَآئِقَ: باغات، بَهْجَةٍ: رونق، تُنْۢبِتُوْا: تم اُگاتے، شَجَرَهَا: اس کے درخت، قَرَارًا: قرار گاہ، حَاجِزًا: حدِ فاصل۔

ربط:

سابقہ آیات میں قوم ثمود کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ان آیات میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنی خالقیت کی کچھ امثلہ بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ:

وَلُوْطًا اور یاد کرو لوط علیہ السلام کا قصہ اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو وہ قوم جس کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن کا مرکزی شہر سدوم تھا، اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا تم کرتے ہو بے حیائی، وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ اور تم دیکھتے بھی ہو یعنی تم سمجھتے بھی ہو کہ یہ برا کام ہے پھر بھی اس کا ارتکاب کرتے ہو۔ اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بیشک تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت رانی کرتے ہوئے اپنی شہوت مردوں پر پوری کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر۔ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ بلکہ تم قوم ہو جاہل۔ اے قوم تم بڑے بے سمجھ لوگ ہو، اللہ تعالیٰ نے شہوت رانی کے لیے دوسری جنس بنائی ہے عورتیں پیدا کی ہیں مگر تم یہ کام مردوں کے ساتھ کرتے ہو۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ پس نہیں تھا جواب لوط علیہ السلام کی قوم کا، اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا مگر یہ کہ کہا انہوں نے، اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ ۚ نکال دو لوط علیہ السلام کے گھرانے کو اپنی بستی سے، اسی کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، مجرموں کو نکالنا چاہیے یا نیکوں کو، مگر جب مجرم زیادہ ہو جائیں تو نیکوں پر سختیاں ہو جاتی ہیں، اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوۡنَ بیشک یہ لوگ ہیں جو پاک بنتے ہیں۔ انداز گفتگو دیکھو! کہ یہ پاک بننے پھرتے ہیں، بھئی، یہ پاک بنتے نہیں بلکہ حقیقتاً پاک ہیں، فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ پس ہم نے نجات دی لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو، اِلَّا امۡرَاَتَهٗ مگر ان کی بیوی کو نجات نہیں ملی۔ قَدَّرۡنٰهَا مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ مقدر کر دیا تھا ہم نے اس کے بارے میں کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی، حضرت لوط علیہ السلام کو حکم تھا، کہ آپ جلدی سے یہاں سے چلے جائیں کہ آپ کے چلے جانے کے بعد ہم نے اس علاقے کو الٹا دینا ہے، وہ تشریف لے گئے اور یہ پیچھے رہ گئی۔ وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا ۚ اور برسائی ہم نے ان پر بارش پتھروں کی، فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ پس بری ہوئی بارش ان لوگوں کی جو ڈرائے ہوئے ہیں، تیسرا عذاب ڈراؤنی آواز تھی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان:

قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں نافرمانوں کی تباہی کا حال بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کرنے کی نصیحت کی ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ؕ اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر جن کو اس نے چنا ہے حمد و سلام کے بعد فرمایا، آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ لوگ اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا آسمان و زمین اور ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ اور اتارا اس نے آسمان کی طرف سے پانی، تمہارے لیے بارش کون برساتا ہے اور بارش برسانا بھی مخلوق کے بس میں نہیں ہے پھر خود ہی فرمایا بارش کے نتیجے میں، فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآٮِٕقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ ۚ پس اگائے ہیں ہم نے اس پانی کے ذریعے باغات بارونق۔ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہ باغات کے درختوں کو اگا سکو یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ فرمایا، جب ان میں سے کوئی چیز بھی کسی کے اختیار میں نہیں ہے تو پھر بتلاؤ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے جس نے ان میں سے کوئی کام کیا ہو؟ نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک کیوں بناتے ہو؟

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ يَّعۡدِلُوۡنَ بلکہ یہ لوگ انحراف کرتے ہیں حقائق سے، اعراض کرتے ہیں، اور يَعۡدِلُوۡنَ کا معنی دوسروں کو برابر کرنا بھی ہیں گویا کہ یہ لوگ بڑے ظالم اور ناانصاف ہیں کہ اتنی واضح دلیلوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو برابر ٹھہراتے ہیں، فرمایا زمین کی تخلیق کے بعد، اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا بھلا کون ہے جس نے بنایا زمین کو قرارگاہ یعنی ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا نہ تو اتنی سخت ہے کہ اکھاڑی نہ جا سکے، اور نہ اتنی نرم ہے کہ انسان اس میں دھنس

جائے، وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا اور بنائیں اس میں کے درمیان نہریں، اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے اور دریاؤں ندیوں کی صورت میں میدانی علاقوں کو سیراب کرتی ہے، وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ اور زمین پر بوجھل پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین ڈولنے نہ پائے، زمین پر پہاڑ اسی نے ٹکائے ہیں، وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ اور بنا دیا دریاؤں کے درمیان پردہ۔ آڑ پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے میٹھا کڑوا پانی آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہیں، تو بھلا بتاؤ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا کوئی اور الہ ہے، جو ان میں سے کوئی کام کر سکے؟ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت نہیں جانتی، اکثر لوگ بے علم اور بے سمجھ ہیں جو ان تمام دلائل کے باوجود شرک کر رہے ہیں۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ

بھلا کون ہے وہ ذات جو قبول کرتی ہے مجبور اور بے کس کی دعا کو جب وہ اس سے دعا کرتا ہے، اور دور کرتا ہے تکلیف کو،

الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿62﴾ اَمَّنْ

اور بناتا ہے تمہیں، زمین میں خلیفہ کیا ہے کوئی دوسرا الہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو، بھلا کون ہے وہ

یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ

ذات جو راہنمائی کرتی ہے تمہاری خشکی کے اندھیروں میں اور سمندر کے اندھیروں میں، اور کون ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو جو

بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ

خوش خبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے، پہلے، کیا ہے کوئی دوسرا الہ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ، بلند ہے اللہ کی ذات ان چیزوں سے

عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿63﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ

جن کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں، بھلا کون ہے جو ابتداء کرتا ہے پیدائش کی، پھر وہ اس کو لوٹائے گا، اور کون ہے جو رزق دیتا

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿64﴾

ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے، کیا اور کوئی الہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل، اگر ہو تم سچے،

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، نہیں جانتے وہ جو آسمانوں میں ہیں، اور جو زمین میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور وہ شعور نہیں

اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿65﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫

رکھتے، کس دن ان کو کھڑا کیا جائے گا، بلکہ گر گیا ہے ان کا علم آخرت کے بارے میں بلکہ وہ شک میں ہیں، قیامت کے بارے

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع۸

میں، بلکہ وہ قیامت سے اندھے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُجِیْبُ: (جو) سنتا ہے، اَلْمُضْطَرَّ: بے قرار، دَعَاهُ: اسے پکارے، یَجْعَلُکُمْ: وہ تمہیں بناتا ہے، اِدّٰرَکَ: فنا ہوگیا، عِلْمُھُمْ: ان کا علم، عَمُوْنَ: اندھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اثبات توحید الٰہی کا بیان ہوا تھا اب ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خالقیت و وحدانیت کی عقلی دلیلیں بیان کی جارہی ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے مزید دلائل:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ بھلا وہ کون ذات ہے جو قبول کرتی ہے، مجبور اور بے کس کی دعا کو اِذَا دَعَاهُ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے انسان جب ظاہری اسباب سے ناامید اور مایوس ہوجاتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا پکارتا ہے چاہے وہ کافر مشرک ہی کیوں نہ ہو۔ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور دور کرتا ہے اس کی تکلیف کو تو بتلاؤ، حاجت روا، مشکل کشا، فریا درس، دستگیر اور کون ہے؟ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ اور بناتا ہے تمہیں زمین میں خلیفہ، تم اپنے بڑوں کے نائب ہو تو تم دنیا سے چلے جاؤ گے تو تمہاری اولاد تمہارا خلیفہ بنے گی، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور حاجت روا، مشکل کشا ہے کوئی فریادرس دستگیر ہے؟ کون ہے تمہیں خلیفہ بنانے والا، قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ بھلا کون ہے جو تمہاری راہنمائی کرتا ہے، فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ خشکی کے اندھیروں میں، وَالْبَحْرِ اور سمندر کے اندھیروں میں۔ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ اور کون ہے جو چلاتا ہے ہواوں کو، بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ جو خوش خبری سناتی ہیں اس کی رحمت سے پہلے بارش سے پہلے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں، جس سے سمجھدار لوگ سمجھ جاتے ہیں، کہ اب رحمت کی بارش ہوگی، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے، تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند ہے ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ بھلا کون ہے جو ابتداء کرتا ہے پیدائش کی۔ ابتداء مخلوق کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ پھر وہ اس مخلوق کو لوٹائے گا قیامت برپا ہوگی تمام انسان، تمام جنات، حیوانات، حشرات الارض، میدان محشر میں جمع ہوں گے، بتلاؤ یہ دوبارہ لوٹانے والا کون ہے؟ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اور کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔ آسمان کی طرف سے بارش برستی ہے بارش کے ساتھ زمین پر فصلیں اگتی ہیں جنہیں انسان اور جانور دونوں کھاتے ہیں اور پھر ان میں سے

حلال جانوروں کو انسان کھاتے ہیں۔ تو تمہارے رزق کا سارا انتظام کرنے والا، کون ہے؟ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ کیا ہے کوئی اور الٰہ، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ، قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ لاؤ کوئی اپنی دلیل، اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے۔ یعنی اے کافرو! اے مشرکو تم اپنے جھوٹے معبودوں کے لیے کوئی ایک بھی دلیل بیان کر سکتے ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق، مالک، رازق ہونے کی بیان کی ہیں۔

غیب کا علم صرف اللہ کو ہے:

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں لَّا يَعۡلَمُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ الۡغَيۡبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ نہیں جانتے وہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا، آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، آسمانوں میں مخلوق ہے فرشتے اور زمین میں انسان، جنات اور فرشتے وغیرہ کوئی مخلوق غیب کو نہیں جانتی، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ، اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو غیب کی خبریں بتلائی ہیں، غیب نہیں دیا۔

وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ اور وہ شعور نہیں رکھتے، کہ کس دن ان کو کھڑا کیا جائے گا، قیامت کے متعلق نہیں جانتے کہ کب آئے گی۔ بَلِ ادّٰرَكَ عِلۡمُهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ بلکہ تھک کر گر گیا ہے ان کا علم آخرت کے بارے میں، بڑے بڑے محقق تحقیق کرتے گئے آخرت کے بارے میں مگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی دلیل نہیں بتلائی، بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّنۡهَا ۚ بلکہ وہ قیامت کے بارے میں شک میں ہیں، بَلۡ هُمۡ مِّنۡهَا عَمُوۡنَ بلکہ وہ قیامت کے بارے میں اندھے ہیں قیامت کے منکر بھی ہیں، اور اندھے بھی، اندھے نہ ہوتے تو تیاری نہ کر لیتے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخۡرَجُوۡنَ ﴿67﴾

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں، کیا جس وقت ہم ہو جائیں گے، مٹی، اور ہمارے باپ دادا، کیا بیشک ہم نکالے جائیں گے،

لَقَدۡ وُعِدۡنَا هٰذَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ اِنۡ هٰذَاۤ

(قبروں سے) البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا اس چیز کا ہمارے ساتھ اور ہمارے آباؤ اجداد کے ساتھ، بھی، اس سے پہلے، نہیں ہے یہ

اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿68﴾ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ

مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں، سیر کرو زمین میں، پس دیکھو کیسا تھا انجام مجرموں کا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین

الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿69﴾ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُنۡ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿70﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ

نہ ہوں مجرموں پر، اور نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنگی میں، اس چیز سے جو وہ تدبیر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں،

مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿71﴾ قُلۡ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ رَدِفَ لَكُمۡ بَعۡضُ الَّذِىۡ

کب ہوگا یہ وعدہ، اگر ہو تم سچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں، ممکن ہے، یہ کہ ہو پیچھے لگی ہوئی تمہارے بعض وہ چیزیں جس کی

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾

تم جلدی کرتے ہو، اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ فضل کرنے والا ہے، لوگوں پر، اور لیکن اکثر ان کے شکر ادا نہیں کرتے،

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا

اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب البتہ جانتا ہے جس کو چھپاتے ہیں ان کے سینے، اور اس چیز کو، جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں، اور نہیں

مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى

ہے کوئی چیز غائب، آسمان میں اور زمین میں مگر وہ ایک روشن کتاب میں درج ہے، بیشک یہ قرآن بیان کرتا ہے،

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾

بنی اسرائیل پر اکثر وہ چیزیں کہ وہ ان میں اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک یہ قرآن البتہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾

کے لیے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فیصلہ کرے گا، ان کے درمیان، اپنے حکم کے مطابق اور وہ غالب ہے جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَدِفَ: وہ پیچھے لگا، تُكِنُّ: پوشیدہ ہے، غَآئِبَةٍ: مخفی۔

ربط:

اوپر آیت بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ میں بھی قیامت کا تذکرہ فرمایا گیا تھا اب کافروں کے اس عقیدے کا رد کیا جا رہا ہے کہ مرنے کے بعد، مٹی ہو جانے کے بعد، دوبارہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کیسے زندہ فرمائے گا؟

تفسیری نکات: مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا بیان:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں، ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا کیا جس وقت ہم ہو جائیں گے، مٹی، وَّاٰبَآؤُنَآ اور ہمارے باپ دادا بھی، اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ کیا بے شک ہم نکالے جائیں گے قبروں سے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا ہے اس چیز کا ہمارے ساتھ، وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی اس سے پہلے کہ تم قبروں سے اٹھو گے مگر ابھی تک تو کوئی چیز قبروں سے نہیں نکلی لہٰذا، وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ، (مومنون ٣٧) اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے، بس یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، پھر انہوں نے یہ بھی کہا، اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں، بیشک قرآن کریم میں پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

مگر یہ قصے محض قصے نہیں ہیں، کہ ان میں صرف ذہنی عیاشی ہو کہ چلو ایک اجنبی چیز کا علم ہو گیا اور وقتی طور پر خوش

ہو گئے وقت پاس ہو گیا۔ قرآن پاک میں جو قصے بیان کیے گئے ہیں وہ تو بڑے عبرت اور سبق آموز ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی ہے کہ اگر یہ لوگ آج حق کا انکار کر رہے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے، پہلے بھی لوگوں نے حق کا انکار کیا جو حشر ان کا ہوا ان کا بھی وہی ہو گا، جیسے ان پر عذاب آیا اور ان پر بھی آئے گا، قرآن کریم کا ہر واقعہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے وہ محض قصہ نہیں ہے، وہ محض ذہن کی عیاشی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قُلْ آپ ﷺ فرما دیں، سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ چلو پھرو زمین میں، فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ دیکھو کیا انجام ہوا، مجرموں کا جو حق کو مٹانا چاہتے تھے ایمان اور توحید والوں کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے تھے آج ان کا نام و نشان مٹ چکا ہے، ان کی اجڑی ہوئی بستیاں اور کھنڈرات تمہارے راستے میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو تسلی دینا:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا، وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اور آپ ﷺ غم نہ کھائیں اور ان پر نہ ہوں تنگی میں اس چیز سے جو وہ پوشیدہ تدبیریں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ خود ان سے نمٹ لے گا، یہ اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہوں گے آپ ﷺ اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہیں، وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور کہتے ہیں کہ کافر یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہو گا جس قیامت سے ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گی بتاؤ اگر تم سچے ہو تو ہمیں اس کا وقت بتلاؤ۔

قُلْ آپ ﷺ فرما دیں، عَسٰى ممکن ہے، اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ یہ کہ ہو پیچھے لگے ہوئی تمہارے، بَعْضُ الَّذِيْ بعض وہ چیز تَسْتَعْجِلُوْنَ جس کی تم جلدی کرتے ہو، یعنی جس قیامت کا تم مطالبہ کرتے ہو یہ تمہارے پیچھے لگی ہو اور قیامت دور نہیں ہے، اور بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ اور بیشک آپ ﷺ کا رب البتہ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر، وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر انکے شکر ادا نہیں کرتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ اور بیشک آپ ﷺ کا رب جانتا ہے، مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ ان چیزوں کو جن کو چھپاتے ہیں ان کے سینے، وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور ان چیزوں کو جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ظاہر باطن کو جانتا ہے دل میں جو خیالات اور وساوس پیدا ہوتے ہیں، ان کو بھی جانتا ہے، اور وہ خیالات جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کو بھی جانتا ہے، وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور نہیں ہے کوئی چیز غائب آسمانوں میں اور زمین میں، اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ مگر وہ لکھی ہوئی ہے ایسی کتاب میں جو روشن ہے جس کا نام لوح محفوظ ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ بیشک یہ قرآن جس کو تم پہلے لوگوں کی کہانیاں کہہ رہے ہو، يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بیان کرتا ہے بنی اسرائیل، پر اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اکثر وہ چیزیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

یعنی قرآن پاک بنی اسرائیل کی اکثر وہ چیزیں جن میں اُن کا اختلاف ہے جیسا کہ جابجا قرآن یہود اور نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید بیان کرتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور بیشک یہ قرآن البتہ ہدایت اور رحمت ہے، ایمان والوں کے لیے، اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فیصلہ کرے گا، ان کے درمیان، بِحُكْمِهٖ اپنے حکم کے مطابق، ان کے متعلق جو قرآن کو قصے کہانیاں کہتے ہیں، اور توحید و رسالت کے منکر ہیں، اور خرافات کو دین بنائے ہوئے ہیں، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ اور وہی غالب ہے اور جاننے والا ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿79﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھروسہ کریں اللہ پر بیشک آپ واضح حق پر ہیں، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے، مردوں کو،

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿80﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے بہروں کو، پکار، جس وقت وہ پھر جائیں پشت پھیر کر، اور آپ نہیں ہدایت دے سکتے، اندھوں کو،

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿81﴾ وَاِذَا

ان کی گمراہی سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے، مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں، ہماری آیتوں پر، پس وہ مسلمان ہیں۔ اور جس

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

وقت واقع ہو جائے گی، بات ان پر، ہم نکالیں گے ان پر ان کے لیے ایک جانور، زمین سے جو ان کے ساتھ گفتگو کرے گا،

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿82﴾ ع وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ

بیشک لوگ تھے، ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے، اور جس دن ہم جمع کریں گے، ہر امت سے ایک فوج، ان میں سے جو

يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿83﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو، پس ان کو گروہ بنا دیا جائیگا، یہاں تک کہ وہ جب آئیں گے فرمائے گا اللہ تعالیٰ کیا جھٹلایا تم نے

بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿84﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ

میری آیتوں کو اور تم احاطہ نہ کر سکے، ان آیتوں کا علم کے ساتھ، کیا کچھ تم کرتے تھے، اور واقع ہو جائے گی، بات ان پر ان کے

بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿85﴾

مشکل الفاظ کے معانی:

بِهٰدِى: ہدایت دینے والا، ضَلٰلَتِهِمْ: ان کی گمراہی، تُكَلِّمُهُمْ: وہ باتیں کرے گا ان سے، فَوْجًا: ایک گروہ، يُّكَذِّبُ: جھٹلاتا تھا، لَمْ تُحِيْطُوْا: تم احاطہ میں نہ لائے۔

ربط:

اس سے قبل آنے والی آخری آیت مبارکہ میں تھا اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان اپنے حکم کے مطابق اور وہ غالب ہے باخبر ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر تبلیغ دین کا کام کرتے جائیں اور کفار اور مشرکین کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق کر دے گا۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ پس آپ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وہ حالات آپ کے لیے سازگار کر دے گا۔ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر ہیں جو بڑا واضح ہے اس میں کسی قسم کے شک وشبے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کو نہیں سنا سکتے وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ جس وقت وہ پھر جائیں پشت پھیر کر۔

مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام اور سماع موتی:

میں تھوڑی سی تشریح کرتا ہوں غور سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ پہلے میں نے اشارہ کیا تھا کہ سماع موتی کی دو شقیں ہیں۔

(اوّل) ایک شق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبور کے پاس سے مثلاً الصلوٰۃ والسلام کا سماع کرتے ہیں یا نہیں۔

اہل حق دور سے انبیاء کرام علیہم السلام کی سماع کے قائل نہیں ہیں دور سے اگر کوئی صلوۃ والسلام پڑھتا ہے تو فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اور قبر کے پاس اگر کوئی کلام کرے تو سنتے ہیں یا نہیں سنتے تو اس مسئلے میں امت کا کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ میں تصریح فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ قبور کے پاس سے انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع پر امت کا اتفاق ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں تعلیم القرآن رسالہ چھپتا تھا اس میں تصریح کی کہ اس مسئلے میں جو اس وقت دو گروہ ہیں اس میں فریقین کا کوئی اختلاف نہیں۔ تو یہ شق تو بالکل اتفاقی تھی۔ اب کوئی اختلاف کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری اس پر ہے۔

(دوم) دوسری شق ہے عام لوگوں کے مرنے کے بعد سماع اور عدم سماع میں اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تاہنوز اختلاف چلا آرہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سماع کی قائل نہ تھیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سماع کے قائل تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں، علامہ عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری میں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تفسیر ابن کثیر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مسلک نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وَخَالِفُهَا الْجُمْهُوْرُ" جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے۔ اب اس سلسلے میں جو حضرات کہتے ہیں کہ نہیں سنتے تو وہ قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا استدلال صحیح نہیں ہے۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے، اندھوں کو، عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ان کی گمراہی سے جو دل کے گمراہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہدایت نہیں دے سکتے، اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں، اور ہماری آیتوں پر، اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کافر نہیں سنتے، اور مومن سنتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سے مراد سماع قبول ہے کہ ایسا نہیں سنتے جس سے وہ قبول کریں، تو جب قبول نہ کیا تو پھر سننا نہ سننا برابر ہے، وہ سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں حکم مانتے ہیں گردن جھکاتے ہیں، یہ حق و باطل کا اختلاف چلتا رہے گا، پھر ایک وقت آئے گا، وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اور جس وقت بات واقع ہو جائے گی، ان پر بات واضح ہو جائے گی، اللہ کا حکم آجائے گا۔

دابۃ الارض کا نکلنا:

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک جانور، زمین سے، تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بڑی تفصیل ہے، کہ صفا کی چٹان پھٹے گی اور بیل کی طرح کا ایک جانور نکلے گا اس کی شکل اور حلیہ بیل کی طرح ہوگا، اور وہ انسانوں سے بات چیت کرے گا۔

یہ دابۃ الارض بالکل آخر زمانے میں میں آئے گا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع کر ہو گا اسی دن یہ دابۃ الارض بھی نکل آئے گا، اور اگر دابۃ الارض پہلے نکل آیا تو اسی دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا، مطلب یہ کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی دن ہوں گی۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوگا۔

تُكَلِّمُهُمْ وہ جانور لوگوں کے ساتھ بات کرے گا، گفتگو کرے گا، اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ بیشک لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے، دیکھو، پیغمبر بیان کرتے رہے ان کے نائبین بیان کرتے رہے لیکن لوگوں نے یقین نہ کیا، علماء صالحین نے بیان کیا مگر ان لوگوں نے یقین نہ کیا، بیل بیان کرے گا تو سارے کہیں گے جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ اس لیے کہ لوگ انسانیت سے گر کر حیوانیت کو پہنچ چکے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن کریم کو جھٹلانے والوں کا انجام:

وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ہر امت میں سے ایک فوج، مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ

بِاٰیٰتِنَا ان میں سے جو جھٹلاتے ہیں، ہماری آیتوں کو، یعنی ہر امت میں ماننے والے بھی ہیں اور جھٹلانے والے بھی ہیں، تو جو ہماری باتوں کو جھٹلانے والے ہیں ہم ان کو جمع کریں گے، فوج کر کے، فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ پس ان کو گروہ در گروہ بنا دیا جائے گا۔ یعنی جو جس طرح کی آیات کا انکار کرتا ہوگا اُسے اُسی گروہ میں شامل کر دیا جائے گا۔ نبیوں کے معجزات کا انکار کرنے والا۔ دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرنے والے۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے وغیرہ۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جائیں گے، قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اَكَذَّبۡتُمۡ بِاٰيٰتِىۡ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلا دیا تھا، وَلَمۡ تُحِيۡطُوۡا بِهَا عِلۡمًا اور تم احاطہ نہ کر سکے، ان آیتوں کا، علم کے ساتھ، تم نے توجہ ہی نہیں کی سمجھا ہی نہیں، ویسے ہی جھٹلا دیا، اَمَّا ذَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ یا کیا کچھ تم کرتے رہے بولو تو سہی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا بولیں گے، وَوَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا اور لازم ہو جائے گی بات ان پر ظلم کی وجہ سے، فَهُمۡ لَا يَنۡطِقُوۡنَ پس وہ بول نہیں سکیں گے، پھر ہاتھ پاؤں بولیں گے دوسرے اعضا بولیں گے وہ جگہ بولے گی جہاں بیٹھ کر انہوں نے برائیاں کی ہوں گے، انتہائی ذلیل و رسوا ہوں گے۔

اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِيَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ

کیا نہیں دیکھا انہوں نے، بیشک بنایا ہم نے رات کو تاکہ وہ آرام کریں اس میں اور دن کو بنایا ہم نے روشن، بیشک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ

البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے، اور جس دن پھونکا جائے گا بگل پس گھبرا جائیں گے جو ہیں آسمانوں میں

وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوۡهُ دٰخِرِيۡنَ ﴿۸۷﴾

اور جو ہیں زمین میں، مگر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے گا، اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس ذلیل ہو کر،

وَتَرَى الۡجِبَالَ تَحۡسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ

اور دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑوں کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گمان کریں گے، ان پہاڑوں کے بارے میں وہ ٹکے ہوئے ہیں، اور وہ

صُنۡعَ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اَتۡقَنَ كُلَّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾

چلیں گے جیسے پہاڑ چلتے ہیں، کاریگری ہے اللہ تعالیٰ کی، جس نے مضبوط کیا ہے ہر چیز کو بیشک وہ خبردار ہے ان کاموں سے جو

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيۡرٌ مِّنۡهَا ۚ وَهُمۡ مِّنۡ فَزَعٍ يَّوۡمَئِذٍ اٰمِنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنۡ

تم کرتے ہو، جو شخص لایا نیکی کی پس اس کے لیے اس سے بہتر ہوگا، اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے، اور جو

جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ ؕ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ

شخص لائے گا، برائی، پس اُلٹے کیے جائیں گے ان کے چہرے دوزخ کی آگ میں، (ان سے کہا جائے گا) نہیں بدلہ دیا

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ

جائے گا تمہیں مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو، پختہ بات ہے مجھے حکم دیا گیا ہے، یہ کہ میں عبادت کروں، اس شہر کے رب کی،

الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

جس نے اس شہر کو عزت والا بنایا ہے، اور اسی کے لیے ہے ہر چیز اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے،

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

اور یہ کہ میں تلاوت کروں قرآن کی، پس جو شخص ہدایت حاصل کرے گا، پس پختہ بات ہے ہدایت حاصل کرے گا اپنے نفس

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ

کے لیے، اور جو گمراہ ہو گا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں ڈرانے والوں میں سے ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمام تعریفیں

لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ

اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں دکھائے گا، اپنی نشانیاں پس تم ان کو پہچانو گے، اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب غافل

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَسْكُنُوْا: تاکہ وہ آرام کریں، فَفَزِعَ: گھبرا جائیں گے، دَاخِرِيْنَ: ذلیل ہونے والے، تَحْسَبُهَا: تو خیال کر رہا ہے انہیں، جَامِدَةً: ٹھہری ہوئی، تَمُرُّ: وہ چلیں گے، مَرَّ: چلنا، صُنْعَ: کام، اَتْقَنَ: مضبوط بنایا، اٰمِنُوْنَ: امن والے، فَكُبَّتْ: وہ ڈالے جائیں گے، حَرَّمَهَا: اس کو محترم بنایا، فَتَعْرِفُوْنَهَا: (پس) تم پہچانو گے انہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کی حالت زار بتائی گئی تھی کہ یہ مردہ، بہرے اور اندھے ہیں یہ دابۃ الارض کی باتیں جب سنیں گے تو یقین کریں گے لیکن اس وقت کا یقین کوئی فائدہ نہ دے گا۔ پھر قرآن کی آیات کو نہ ماننے والے اور اُس میں من مانی تاویلات کرنے والوں کا قیامت میں کیا انجام ہو گا اُس کا ذکر کیا گیا ہے اب ان آیات میں قیامت کے احوال، کفار کا قیامت میں حال اور ایمان والوں کی قیامت میں عمدہ حالت کا بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کا بیان:

اَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا انہوں نے، اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ بیشک ہم نے بنایا رات کو، لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ وہ آرام

کریں اس میں، وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اور دن کو بنایا روشن، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اس سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے، جو پروردگار رات لاتا ہے دن کو روشن کرتا ہے وہی قیامت برپا کرے گا، یہ رات دن کی نشانیاں تمہارے سامنے ہیں، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ اور جس دن پھونکا جائے گا بگل، حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم کے مطابق، بگل اپنے منہ میں لیے رکوع کی حالت میں کھڑے ہیں کہ ایک کان اوپر کیے ہوئے ہیں اور ایک نیچے اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں، کہ کب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اور میں بگل میں پھونک ماروں، جب بگل بجے گا تو اس کی آواز قریب دور والے یکساں سنیں گے، مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی، جہاں بگل کی آواز نہ جائے۔ بگل میں یہ پھونک دو دفعہ ماری جائے گی، فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ پس گھبرا جائیں گے جو ہیں آسمانوں میں، وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اور جو ہیں زمین میں، اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ مگر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے، گا وہ گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے، اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں، کہ اس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں یہ نہیں گھبرائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ سے مراد اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور شہداء ہیں وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ اور سب کے سب آئیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس عاجز ہو کر۔

قیامت والے دن پہاڑوں کو چلایا جائے گا:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً اور دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گمان کریں گے، ان پہاڑوں کے بارے میں کہ ٹکے ہوئے ہیں، وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ حالانکہ وہ چلیں گے جیسے پہاڑ چلتے ہیں۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ۭ کاری گری ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے مضبوط کیا ہے ہر چیز، پہاڑوں کو زمین کو اسی نے مضبوط کیا ہے سارے نظام کو، اسی نے مستحکم کیا ہے، اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ بیشک وہ خبردار ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، پھر کیا ہوگا؟ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ پس جو شخص لایا نیکی پس اُس کے لیے اس سے بہتر ہوگا، سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶۰ میں ہے، مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا، جو شخص نیکی کرے گا اس کو اس کا دس گنا اجر ملے گا۔

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے، اور سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے، لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ نہیں غم میں ڈالے گی ان کو گھبراہٹ، اور اس کے برخلاف وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ اور جو شخص لایا برائی، متعدد مقامات میں ہے کہ برائی کا بدلہ برائی ہے اس کے مثل، زیادہ نہیں ہے، تو فرمایا جو شخص برائی لایا، فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ ۭ پس وہ اوندھے منہ ڈالے جائیں گے دوزخ کی آگ میں۔

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ نہیں بدلہ دیا جائے گا، تمہیں مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو، یہ جس وقت الٹے کر کے پھینکے جائیں گے اس وقت کہا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں، اِنَّمَآ اُمِرْتُ پختہ بات ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے، اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ کہ عبادت کروں میں اس شہر کے رب کی، شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ یہ سورۃ نمل مکی ہے، ہجرت سے پہلے نازل ہوئی، الَّذِيْ حَرَّمَهَا جس نے اس شہر کو عزت والا بنایا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی جب لوگ کافر مشرک تھے حرم کے اندر کسی قسم کے جرم کو گناہ سمجھتے تھے۔ وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اور اسی کے لیے کائنات کی ہر شے ہے یعنی وہ ہر چیز کا مالک، خالق اور رازق ہے۔

وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہو جاؤں میں مسلمانوں میں سے۔ مسلمان کا معنی ہے فرمانبردار حکم ماننے والا۔

تلاوت قرآن کا حکم:

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور یہ کہ میں تلاوت کروں قرآن کریم کی۔ قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا بڑی نیکیوں میں سے ہے بخاری اور مسلم شریف میں حدیث ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے، اور یہ تمہارے فریضہ میں داخل ہے کہ اپنے بچوں کو، عورتوں کو، مردوں کو سب کو قرآن کی تعلیم دو۔

فَمَنِ اهْتَدٰى پس جو شخص ہدایت حاصل کرے گا، یعنی جب میں پڑھوں گا، تلاوت کروں گا، سن کر جو ہدایت حاصل کرے گا، فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے وہ ہدایت حاصل کرے گا، اپنے نفس کے لیے، وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوگا، فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں میں ڈرانے والوں میں سے ہوں منوانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم نے توحید، رسالت، قیامت وغیرہ صاف صاف تمہیں بتلا دیا ہے، سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے گا، اپنی قدرت کی نشانیاں فَتَعْرِفُوْنَهَا پس تم ان کو پہچان لوگے دیکھ کر، اللہ تعالیٰ کو کوئی سمجھنا چاہے تو اس کی قدرت کی نشانیوں سے سمجھ سکتا ہے وہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بھی ہو سکتی ہیں، اور عذاب کی بھی ہو سکتی ہیں۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب غافل ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، نیکی بدی سب اللہ کے علم میں ہے۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القصص مکی ہے۔ قصص کا لغوی مطلب ہے حال، سرگزشت، واقعات اور یہ لفظ اس سورت میں آ بھی رہا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین آئے تو حضرت شعیب علیہ السلام کو قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ اپنا حال اُن کو بتلایا کہ میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں اور کیوں آیا ہوں۔ ترتیب قرآن کے مطابق اس کا ستائیسواں (۲۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کو انچاسواں (۴۹) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے اڑتالیس (۴۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی اٹھاسی (۸۸) آیات اور نو (۹) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ

طٰسٓمّٓ یہ آیتیں ہیں کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی، ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حال موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا

حق کے ساتھ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ بیشک فرعون اس نے سرکشی کی زمین میں اور کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو

شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ

گروہ در گروہ کمزور بنا دیا اس نے ایک گروہ کو ان میں سے ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتا تھا ان کی عورتوں کو

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي

بیشک وہ فسادیوں میں سے تھا۔ اور ہم ارادہ کرتے ہیں اس بات کا کہ ہم احسان کریں ان لوگوں پر جن کو کمزور بنا دیا گیا ہے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ

زمین میں اور یہ کہ ہم بنائیں ان کو پیشوا، اور بنا دیں ہم ان کو وارث اور ہم ان کو قدرت دیں زمین میں اور دکھائیں

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى

ہم فرعون کو اور ہامان کو اور ان دونوں کے لشکر کو ان کمزوروں سے وہ چیز جس سے وہ خوف کرتے تھے۔ اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام

اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ

کی والدہ کی طرف یہ کہ تم ان (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تم خوف کھاؤ اس پر پس تم اس کو ڈال دو دریا

وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

میں اور خوف نہ کرنا اور نہ غمگین ہونا بیشک ہم ان کو لوٹائیں گے آپ کی طرف اور ہم ان کو بنانے والے ہیں رسولوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَتْلُوْا: ہم پڑھ کر سناتے ہیں، يَسْتَضْعِفُ: وہ کمزور کر رہا تھا، يُذَبِّحُ: وہ ذبح کر رہا تھا، نَّمُنَّ: (یہ کہ) ہم احسان کریں، نَجْعَلَهُمْ: ہم بنادیں انہیں، هَامٰنَ: فرعون کے وزیر اعظم کا نام، جُنُوْدَهُمَا: ان دونوں کے لشکر، اَرْضِعِيْهِ: تم دودھ پلاؤ انہیں، فَاَلْقِيْهِ: تم ڈال دو ان کو، لَا تَخَافِيْ: نہ ڈر (تو مؤنث)، رَآدُّوْهُ: لوٹانے والے اسے، جَاعِلُوْهُ: اسے بنانے والے۔

ربط:

تفسیر کبیر، سبق الغایات میں ہے کہ اس سے پہلی سورت یعنی سورۂ نمل میں مَنْ ضَلَّ یعنی جو گمراہ ہوگا، اُن لوگوں کا ذکر تھا پھر مُنْذِرِيْنَ فرمایا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والوں میں سے ہیں اب اس سورت قصص کے شروع میں گمراہوں یعنی فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کا ذکر ہے اور مُنْذِرِيْنَ یعنی ان گمراہوں کے ڈرانے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا بیان:

طٰسٓمّٓ کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ط سے مراد طیب ہے س سے مراد سمیع ہے اور م سے مراد مالک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام لفظ اللہ ہے باقی سب صفاتی ہیں۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ جو تمہارے سامنے پڑھی جارہی ہیں یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں المبین جو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ کوئی گول مول بات نہیں کرتی بلکہ دوٹوک اور واضح ہر چیز کی حقیقت اور سچائی بیان کرتی ہے۔

نَتْلُوْا عَلَيْكَ ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ حال موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا بِالْحَقِّ حق کے ساتھ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لانا چاہے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ بیشک فرعون نے سرکشی کی زمین میں وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا اور اس نے کردیا زمین کے رہنے والوں کو گروہ در گروہ۔ یعنی فرعون نے وہاں مصر کے لوگوں کو گروہوں میں تقسیم کردیا تھا جو آپس میں ہی لڑتے رہتے تھے اور اس طرح فرعون کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا۔

يَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ کمزور بنادیا اس نے ایک گروہ جو موسیٰ علیہ السلام کا خاندان تھا (یعنی بنی اسرائیل) کمزور

اس بنایا کہ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو وَیَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَهُمۡ اور زندہ چھوڑتا تھا ان کی عورتوں کو۔ کیونکہ عورتوں سے خطرہ کوئی نہیں تھا اس لیے ان کو قتل نہیں کرتا تھا۔ دوسرا اس طرح کمزور کیا کہ بنی اسرائیلیوں سے مزدوری کرواتے کہ ان کو اجرت پوری نہیں دیتے تھے۔ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ بیشک فرعون فسادیوں میں سے تھا۔ بارہ ہزار بچوں کو قتل کرایا یہ کوئی معمولی بات تو نہیں۔ لوگوں سے بیگار لیتا اور اس کا لقب ذوالاوتاد بھی تھا۔ سزا دیتا تھا۔ اس طرح کہ ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا تھا کہ آدمی ہل جل بھی نہیں سکتا تھا اور تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا تھا۔

وَنُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم احسان کریں عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ان لوگوں پر جن کو کمزور بنا دیا گیا ہے زمین میں وَنَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم ان کو پیشوا بنائیں۔ اپنے وقت میں وہ اپنی قوم کے پیشوا اور رہنما بنیں وَّنَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ اور ہم بنائیں ان کو وارث زمینوں کا مکانوں کا، باغات کا۔ وَنُمَكِّنَ لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ ہم ان کو زمین میں قدرت دیں۔ وَنُرِىَ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ اور ہم فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو اپنی قدرت کی طاقت کا کرشمہ دکھائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم:

وَجُنُوۡدَهُمَا اور ان کے لشکروں کو دکھائیں مِنۡهُمۡ ان کمزوروں سے ان کو دکھانا چاہتے ہیں مَّا كَانُوۡا يَحۡذَرُوۡنَ وہ چیز جس سے وہ خوف کرتے تھے کہ بنی اسرائیل میں لڑکا پیدا ہوگا جو ہمارے اقتدار کے زوال کا سبب بنے گا کیونکہ جب نجومیوں نے علم نجوم کے زور پر یہ بات بتلائی تھی یا فرعون نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر سامنے آئی تو اس کے بعد فرعون کی نیند حرام ہو گئی تھی۔

وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اُمِّ مُوۡسٰٓى اور ہم نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام یوخابذ یا "یوحانذ" رحمہا اللہ تعالیٰ تھا یہ بڑی نیک پارسا تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد گرامی کا نام عمران تھا عمران بن جسر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ بڑے نیک اور پارسا تھے۔ یہاں وحی سے نبوت والی وحی مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے مراد لی ہے اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ عورتوں میں پیغمبر نہیں گزرا عورتوں میں سے کسی کو نبوت نہیں ملی اور یہاں وحی سے مراد الہام ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ‌ۚ کہ آپ ان کو دودھ پلاتی رہیں فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ پھر جب تم خوف کھاؤ اس پر پس تم اس کو ڈال دو دریا میں۔ جب تمہیں خوف ہو کہ سرکاری کارندے آرہے ہیں کیونکہ گھروں میں عورتیں بھی پھرتی تھیں مرد بھی تلاشی لیتے تھے چیک کرتے تھے۔ وَلَا تَخَافِىۡ وَلَا تَحۡزَنِىۡ‌ۚ اور نہ خوف کرنا اس کے ڈوب جانے کا غرق ہونے کا اور نہ غم کرنا اس کی جدائی کا اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ بیشک ہم ان کو لوٹائیں گے آپ کی طرف۔ چند گھنٹوں کی بات ہے ہم موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی طرف لوٹا دیں گے وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اور ہم اس کو

بنانے والے ہیں رسولوں میں سے۔

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

پس اٹھالیا اُن کوفرعون کے خادموں نے تا کہ ہوجائے ان کے لیے دشمن اور پریشانی بیشک فرعون اور ہامان اوران کے لشکر

كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿8﴾ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ

خطا کار تھے۔اور کہا فرعون کی بیوی نے یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہےاور تمہاری آنکھوں کی بھی اس کو قتل نہ کرو قریب ہے

عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿9﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ

یہ کہ نفع دے ہمیں یا ہم بنالیں اس کو بیٹا اور وہ کچھ شعور نہیں رکھتے تھے۔اور ہوگیا موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کا دل خالی

اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿10﴾ وَقَالَتْ

بیشک قریب تھا کہ وہ ظاہر کردیتی اس کو اگر ہم مضبوط نہ کرتے ان کے دل کو تا کہ ہوجائے وہ ایمان والوں میں سے۔اور کہا موسیٰ علیہ السلام

لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿11﴾ ۙ

کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سراغ لگاؤ پس وہ ان کو دیکھتی رہی دور سے اور ان کو شعور نہیں تھا۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ

اور ہم نے حرام کردیں موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے پس کہا موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کیا میں تمہیں بتلاؤں ایک

بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿12﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ

گھر والے وہ کفالت کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمہارے لیے اور وہ ان کے لیے خیر خواہ ہوں گے۔پس ہم نے لوٹا دیا

كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

ان کو ان کی ماں کی طرف تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائیں اور تا کہ جان لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿13﴾ ع

اور لیکن اکثر ان میں کے نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَالْتَقَطَهٗۤ: (تو) اٹھالیا اس کو، لَا تَقْتُلُوْهُ: اسے قتل نہ کرو، فٰرِغًا: بے قرار، كَادَتْ: قریب تھا، لَتُبْدِيْ: کہ وہ ظاہر کردیتی، قَلْبِهَا: اس (مؤنث) کے دل (پر)، لِاُخْتِهٖ: اس کی بہن سے (کہا)، قُصِّيْهِ: اس کا سراغ لگا، فَبَصُرَتْ:

(سو) اس نے دیکھا، اَلْمَرَاضِعَ: دودھ پلانے والیاں، یَکْفُلُوْنَهٗ: وہ پرورش کریں گے اس کی، فَرَدَدْنٰهُ: (پھر) ہم نے لوٹا دیا اسے۔

ربط:

آغاز سورت سے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ شروع ہوا تھا اور فرعون کے بنی اسرائیل پر مظالم کا بیان فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا گیا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ کوئی خطرہ ہو تو موسیٰ علیہ السلام کو دریائے نیل میں ڈال دینا اب ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیل میں ڈالے جانے کے بعد کے حالات ذکر کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے محل میں پہنچنا:

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ پس اٹھالیا موسیٰ علیہ السلام کو آل فرعون نے۔ صندوق دریا میں بہتا ہوا جا رہا تھا۔ فرعون کے کارندوں میں سے کسی نے اٹھالیا لِیَکُوْنَ لَهُمْ تا کہ ہو جائیں موسیٰ علیہ السلام ان کے لیے عَدُوًّا دشمن۔ یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے لیے دشمن بنے وَّحَزَنًا ؕ اور پریشانی کا ذریعہ بنے اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ بیشک فرعون اور ہامان اس کا وزیر اعظم وَجُنُوْدَهُمَا اور ان کے لشکر كَانُوْا خٰطِئِیْنَ خطا کار تھے گنہگار تھے کہ بارہ ہزار بچے فرعون کے حکم سے ہامان نے فوجیوں کے ذریعے قتل کرائے۔ فرعون بھی مجرم ہامان بھی مجرم ان کے لشکر بھی مجرم۔ جس کے لیے اتنے بچے قتل کیے وہ گھر میں پل رہا ہے۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ اور کہا فرعون کی بیوی نے جس کا نام آسیہ بنت مزاحم بن ہدیر بن ریان بن ولید تھا۔ یہ ریان بن ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عزیز مصر تھا بڑا نیک صفت انسان تھا۔ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے وَلَكَ ؕ اور تمہاری آنکھوں کی بھی لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ اس کو قتل نہ کرو۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ کہیں یہ وہ بچہ نہ ہو جس سے مجھے خطرہ ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ اس بچے کو قتل نہ کرو عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ قریب ہے کہ یہ ہمیں نفع دے۔ ہو سکتا ہے اس سے ہمیں نفع حاصل ہو اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا یا ہم اس کو بنالیں بیٹا چونکہ اولاد نہیں تھی وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اور وہ کچھ شعور نہیں رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیا کر رہی ہے۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ؕ اور ہو گیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل فارغ اس فکر سے کہ میرے بچے کا کیا بنے گا؟ آخر ماں تھی اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ بیشک قریب تھا کہ وہ اس بات کو ظاہر کر دیتیں لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ کرتے تو صندوق دریا میں ڈالنے کے بعد ہو سکتا تھا کہ محلے کی عورتوں کے سامنے ذکر کر دیتیں کہ میں نے بچہ اس طرح صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدہ کے دل کو مضبوط کر دیا تا کہ کسی کے سامنے اس واقعہ کا ذکر نہ کریں لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تا کہ وہ ہو جائے مومنوں میں سے وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ اور کہا موسیٰ

علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم کو رحمہا اللہ تعالیٰ۔ جن کی عمر بعض گیارہ اور بعض بارہ اور بعض تیرہ سال بتاتے ہیں سمجھ دار بچی تھیں اُن کو ان کی والدہ نے قُصِّیۡهِ صندوق کا سراغ لگاؤ کہاں جاتا ہے اور احتیاط کرنا کسی کو معلوم نہ ہو کہ تم اس صندوق کی نگرانی کر رہی ہو وہاں اور لوگ بھی ہوں گے کیونکہ تماشائی کافی ہوتے ہیں تم بھی تماشائی بن کر دیکھتی رہو کیونکہ گھر میں کوئی اور فرد نہیں تھا۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے تین سال کے بچے نے کیا کرنا تھا؟ فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ پس وہ اس کو صندوق دیکھتی رہیں دور سے تاکہ لوگوں کو محسوس نہ ہو۔ وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ اور ان کو کچھ شعور نہیں تھا کہ یہ بچی کون ہے اور کیا کر رہی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ کے پاس لوٹنا:

جس وقت یہ فیصلہ ہو گیا کہ اس بچے کو قتل نہیں کرنا تو اس کے بعد بکری کا دودھ اونٹنی کا دودھ گائے بھینس کا دودھ لایا گیا مگر موسیٰ علیہ السلام نے نہ پیا ارد گرد کی عورتوں کو فوری بلایا گیا دودھ پلانے کے لیے مگر موسیٰ (علیہ السلام) نے کسی کا دودھ نہ پیا۔

وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ اور ہم نے حرام کر دیں موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر کسی عورت کا دودھ پینے ہی نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدہ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کو واپس آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ صندوق اٹھانے کے بعد جب مرد عورتوں کا ہجوم اکٹھا ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ بھی ان میں شامل ہو گئی تھی وہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ فَقَالَتۡ پس انہوں نے کہا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰۤى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَـكُمۡ کیا میں تمہیں بتلاؤں ایک گھر والے وہ اس بچے کی کفالت کریں گے تمہارے لیے وَهُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ اور وہ اس کے لیے خیر خواہ ہوں گے۔ فرعون کے آدمی کارندے وغیرہ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو لے آئے اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ پلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی والدہ کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو کہا کہ ہم تمہیں یہاں کمرہ دے دیتے ہیں اور تمہاری خوراک وغیرہ کا انتظام کر دیتے ہیں اور اس کے علاوہ ماہانہ وظیفہ بھی تمہیں ملے گا یہاں ہمارے پاس محل میں ہی رہو اور بچے کی خدمت کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میرا گھر ہے میرے بچے ہیں میرا خاوند ہے میں نے ان کی خدمت کرنی ہے میں یہاں کسی قیمت پر نہیں رہ سکتی بچے کو میں اپنے گھر لے جاتی ہوں۔ فرعون اور اُس کی بیوی نے یہ بات مان لی۔

فَرَدَدۡنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ پس ہم نے اس کو لوٹا دیا ان کی ماں کی طرف كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا تاکہ ٹھنڈی رہے ان کی آنکھ وَلَا تَحۡزَنَ اور بچے کی جدائی پر غمگین نہ ہو وَلِتَعۡلَمَ اور تاکہ جان لے اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا نہ خوف کھاؤ نہ غمگین ہو ہم موسیٰ علیہ السلام کو واپس آپ کے پاس لوٹا دیں گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا برحق تھا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کے اوپر یقین نہیں کرتے اپنے اندازے

لگاتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتے اور اپنے نظریات کو مقدم رکھتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوتوں کو۔ اور تمام قوتیں برابر ہو گئیں، دی ہم نے ان کو دانائی اور علم دیا۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیا

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿14﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ اور داخل ہوئے موسیٰ علیہ السلام شہر میں غفلت کے وقت وہاں کے رہنے والوں سے، تو پایا اس شہر

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۤ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ

میں دو آدمیوں کو جو آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے اور یہ اس کے دشمن میں سے، پس مدد طلب کی

الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى

موسیٰ علیہ السلام سے اس نے جوان کی برادری میں سے تھا اس شخص کے مقابلے میں جوان کے دشمن سے تھا، پس مکا مارا موسیٰ علیہ السلام نے

فَقَضٰى عَلَيْهِ ۤ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿15﴾

اس کو پس اس کا کام تمام کر دیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ شیطانی کارروائی ہوئی بیشک وہ شیطان دشمن ہے بہکانے والا کھلے طور پر

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ

کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر پس آپ بخش دیں مجھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿16﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

کر دیا بیشک اللہ تعالیٰ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے میرے رب اس وجہ سے کہ آپ نے مجھ پر انعام کیا پس

اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿17﴾ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ

میں ہرگز نہیں ہوں گا امداد کرنے والا مجرموں کا۔ پس صبح کی انہوں نے شہر میں خوف کرتے ہوئے انتظار کر رہے تھے

فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ

پس اچانک وہ شخص جس نے کل مدد طلب کی تھی وہ بلا رہا تھا مدد کے لیے کہا ان کو موسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک تو البتہ گمراہ ہے

مُّبِيْنٌ ﴿18﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ

واضح طور پر۔ پس جب ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ پکڑیں اس شخص کو جو دونوں کا دشمن ہے کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ ارادہ

اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ڰ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي

کرتے ہو کہ آپ مجھے قتل کریں جیسا کہ آپ نے قتل کیا ایک نفس کو کل آپ نہیں چاہتے مگر یہ کہ ہو جاؤ آپ جبر کرنے والے

الۡاَرۡضِ وَمَا تُرِيۡدُ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡمُصۡلِحِيۡنَ ﴿۱۹﴾

زمین میں اور آپ نہیں چاہتے کہ ہو جائیں آپ اصلاح کرنے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَقۡتَتِلٰنِ: وہ دو آدمی لڑ رہے تھے، عَدُوِّهٖ: اس کا دشمن، فَاسۡتَغَاثَهُ: سو اس نے مدد چاہی اس سے، شِيۡعَتِهٖ: اس کی برادری، فَوَكَزَهٗ: تو اس نے گھونسا مارا اسے، مُضِلٌّ: گمراہ کرنے والا، فَغَفَرَ: اس نے معاف فرما دیا، خَآئِفًا: ڈرتے ہوئے، يَتَرَقَّبُ: وہ راہ دیکھتا ہے، اِسۡتَنۡصَرَهٗ: مدد چاہی ان سے، يَسۡتَصۡرِخُهٗ: وہ پکار رہا تھا اُسے، لَغَوِيٌّ: بدراہ، يَّبۡطِشَ: (کہ) وہ پکڑے۔

ربط:

شروع سورت سے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات وواقعات کا بیان شروع کیا گیا تھا۔ اب جوانی کا حال ان آیات میں بتایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کے ایک آدمی اور مصری کا جھگڑا:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوتوں کو وَاسۡتَوٰۤى اور تمام قوتیں برابر ہو گئیں تیس سال کے ہو گئے اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا تو ہم نے ان کو دانائی اور علم دیا۔ یہاں حکم سے مراد دانائی اور قوت فیصلہ ہے۔ حُكۡمًا سے مراد نبوت نہیں ہے کیونکہ وہ تو تقریباً دس سال بعد ملی۔ یعنی نبوت سے پہلے جو دانائی اور علم ضروری ہوتا ہے وہ انہیں مل گیا وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ انہی جوانی کے ایام میں ایک مرتبہ گرمیوں کی دوپہر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے آبائی گھر سے نکلے اور فرعون کے محل کی طرف آ رہے تھے وَدَخَلَ الۡمَدِيۡنَةَ اور داخل ہوئے موسیٰ علیہ السلام شہر میں یعنی مصر میں عَلٰى حِيۡنِ غَفۡلَةٍ غفلت کے وقت مِّنۡ اَهۡلِهَا شہر والے لوگ آرام کر رہے تھے قیلولہ کر رہے تھے فَوَجَدَ فِيۡهَا رَجُلَيۡنِ تو پایا شہر میں دو آدمیوں کو۔ شہر کی منڈی کے قریب دو آدمیوں کو دیکھا يَقۡتَتِلٰنِ آپس میں جھگڑ رہے ہیں مزید وہاں کوئی اور آدمی نہیں تھا هٰذَا مِنۡ شِيۡعَتِهٖ یہ ایک موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا وہ بنی اسرائیل میں سے کا تھا وَهٰذَا مِنۡ عَدُوِّهٖ اور یہ دوسرا اس خاندان میں سے تھا جو ان کا دشمن تھا یعنی مصری قوم کا فرد تھا۔

تفاسیر میں لکھا ہے کہ مصری کا نام قاب یا فیلیتون تھا۔ یہ فرعون کے محل میں باورچی خانے کا انچارج تھا۔ لوگوں سے بیگار لیتا اور ان کی مزدوری ادا نہ کرتا۔ اسی موقع پر بھی باورچی خانے کی لکڑیوں کا گٹھا ایک بنی اسرائیلی سے اٹھوا کر محل پہنچوانا چاہتا تھا۔ بنی اسرائیلی نے کہا کہ میں مفت میں یہ کام نہیں کروں گا۔ پیسے دو گے تو یہ لکڑیاں محل چھوڑ کر آؤں گا ورنہ

نہیں۔ مصری نے اس بنی اسرائیلی پر رعب جمایا کہ میں سرکاری افسر ہوں تجھے یہ کام کرنا پڑے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے گزر رہے تھے تو بنی اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دے کر بلایا اور ان کے سامنے یہ سارا معاملہ رکھا۔ آپ نے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ پس مدد طلب کی موسیٰ علیہ السلام سے اس نے جوان کی برادری میں سے تھا عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ اس شخص کے مقابلے میں جو اُن کے دشمن گروہ سے یعنی مصری تھا فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ پس مکا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا۔ مکا مارنے کی دیر تھی وہ ڈھیر ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا نہیں تھا غیر شعوری طور پر وہ قتل ہو گیا قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے کہا هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ یہ شیطانی کارروائی ہوئی اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ بیشک وہ شیطان ہے دشمن ہے بہکانے والا کھلے طور پر۔ قَالَ رَبِّ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ قتل کا ارادہ نہیں تھا مگر آدمی ختم ہو گیا ہے فَاغْفِرْ لِىْ پس آپ مجھے بخش دیں فَغَفَرَ لَهٗ پس معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو کیوں کہ خطا کا معاملہ تھا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ قَالَ کہا موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ اے میرے رب اس لیے کہ آپ نے مجھ پر انعام کیا مجھے پیدا کیا مجھے آپ نے قوتیں عطا کیں سمجھ عطا فرمائی فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ پس میں ہرگز نہیں ہوں گا مدد کرنے والا مجرموں کا جیسے یہاں ہوا کہ مصری کی بہر حال اس قدر سزا نہ تھی کہ وہ قتل ہی کر دیا جاتا۔

دوسرے دن بنی اسرائیلی کا دوبارہ جھگڑا کرنا:

فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ پس صبح کی موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں خَآئِفًا خوف کی حالت میں۔ کیونکہ قتل کا معاملہ تھا اور کوئی بھی حکومت قتل کے معاملے کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس کی کچھ نہ کچھ تفتیش ہوتی ہے يَّتَرَقَّبُ انتظار کر رہے تھے کہ اس طرف سے کوئی پولیس والا تو نہیں آ گیا ادھر سے تو کوئی پولیس والا نہیں آ گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جائزہ لینے کے لیے دوبارہ اسی مقام پر سے گزرے۔ پس آپ نے دیکھا کہ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ پس اچانک وہ شخص جس نے کل مدد طلب کی تھی۔ يَسْتَصْرِخُهٗ وہ مدد کے لیے بلا رہا تھا موسیٰ علیہ السلام کو۔ کل موسیٰ علیہ السلام نے جس آدمی کی مدد کی آج پھر وہ کسی سے جھگڑ رہا تھا۔ قرآن کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیلی عادات کے لحاظ سے ٹھیک نہ تھا جھگڑالو تھا۔ تو وہ آدمی دوسرے دن کسی اور سے الجھا ہوا تھا پھر اس نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی قَالَ لَهٗ مُوْسٰى فرمایا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ بیشک تو البتہ گمراہ ہے واضح طور پر۔ روزانہ تو لڑتا ہی رہتا ہے کل بھی یہ ایک مصری سے لڑ رہا تھا آج بھی کسی دوسرے مصری سے لڑ رہا ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ پس جس وقت ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ پکڑیں اس شخص کو هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا جو دونوں کا دشمن ہے۔ دشمن برادری کا آدمی تھا اس کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا آگے بڑھے قَالَ تو کل والے بنی اسرائیلی نے کہا يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اے موسیٰ علیہ السلام

کیا آپ ارادہ کرتے ہیں کہ مجھے قتل کریں جیسا کہ آپ نے قتل کیا کل ایک آدمی کو۔ بات سمجھنا موسیٰ علیہ السلام کو بلایا اس مزدور نے جوان کی برادری کا تھا اور لڑا کا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھورا اور فرمایا اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ تو گمراہ ہے واضح طور پر یہ کہہ کر دوسرے کو پکڑنے لگے یہ سمجھا کہ میری طرف آ رہے ہیں چونکہ سخت لفظ کہے تھے اس کو وہ سمجھا کہ آج مکا مار کر مجھے قتل کر دیں گے کیونکہ کل کا نقشہ اس کے ذہن میں تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آپ نے کل ایک آدمی کو قتل کیا ہے اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ نہیں آپ ارادہ کرتے مگر یہ کہ ہو جائیں آپ جبر کرنے والے زمین میں۔ آپ اے موسیٰ علیہ السلام جبارین میں سے ہونا چاہتے ہو وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ اور آپ نہیں ارادہ کرتے کہ آپ ہو جائیں اصلاح کرنے والوں میں سے۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ

اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے دوڑتا ہوا اس نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام بیشک فرعون کی کابینہ اور اس کی جماعت

يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿20﴾

مشورہ کر رہی ہے آپ کے بارے میں تاکہ آپ کو قتل کر دیں پس آپ نکل جائیں بیشک میں آپ کے لیے خیر خواہوں میں

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ

سے ہوں۔ پس نکل گئے موسیٰ علیہ السلام اس شہر سے خوف کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھتے جاتے تھے اے میرے رب نجات دے

ع الظّٰلِمِيْنَ ﴿21﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ

مجھے ظالم قوم سے۔ اور جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف کہا قریب ہے کہ میرا رب یہ کہ میری رہنمائی کرے گا

السَّبِيْلِ ﴿22﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬

سیدھے راستے کی۔ اور جب وہ پہنچے مدین کے پانی پر پایا انہوں نے اس پر ایک جماعت کو لوگوں میں سے جو پانی پلاتے تھے

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ

اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو جو اپنے جانوروں کو روک رہی تھیں آپ نے ان عورتوں سے فرمایا تمہارا کیا معاملہ ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ

دونوں عورتوں نے کہا ہم پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ سارے چرواہے واپس لے جائیں اپنے جانوروں کو اور ہمارا باپ

كَبِيْرٌ ﴿23﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ

بوڑھا ہے عمر رسیدہ ہے۔ پس انہوں نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا پھر پھرے سائے کی طرف پس کہا اے میرے رب

اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِیۡ عَلَی

بیشک میں جو چیز آپ میری طرف نازل کریں گے خیر سے اس کا محتاج ہوں۔ پس آئی ان دو عورتوں میں سے ایک جو چل رہی

اسۡتِحۡیَآءٍ ۫ قَالَتۡ اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡكَ لِیَجۡزِیَكَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ

تھی حیا کے ساتھ اس نے کہا بیشک میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو بدلہ دیں بدلہ اس چیز کا کہ آپ نے

لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ۟

ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے پس جب گئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس اور بیان کیا ان کے سامنے حال انہوں نے کہا

نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵﴾

آپ خوف نہ کریں آپ نے نجات پالی ہے ظالم قوم سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَسۡعٰی: دوڑتا ہوا، یَاۡتَمِرُوۡنَ: وہ مشورہ کر رہے ہیں، تَوَجَّهَ: وہ متوجہ ہوا، یَّهۡدِیَنِیۡ: مجھے سیدھے راستہ پر چلائے گا، وَرَدَ: پہنچا، یَسۡقُوۡنَ: وہ پانی پلا رہے تھے، اِمۡرَاَتَیۡنِ: دو عورتیں، تَذُوۡدٰنِ: روکے ہوئے ہیں، خَطۡبُكُمَا: تم دونوں کا حال، قَالَتَا: ان دو عورتوں نے کہا، لَا نَسۡقِیۡ: ہم نہیں پلاتے، یُصۡدِرَ: واپس لے جائیں، الرِّعَآءُ: چرواہے، شَیۡخٌ: بوڑھا، فَسَقٰی: (تو) اس نے پلایا، اسۡتِحۡیَآءٍ: شرماتے ہوئے، یَدۡعُوۡكَ: آپ کو بلاتے ہیں، لِیَجۡزِیَكَ: تا کہ آپ کو صلہ دیں، سَقَیۡتَ: آپ نے پلایا، قَصَّ: بیان کیا، نَجَوۡتَ: تو نے نجات پالی۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ ایک بنی اسرائیلی اور ایک مصری کے درمیان جھگڑا ہوا۔ مصری حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکہ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ دوسرے دن اس بنی اسرائیلی نے دوبارہ جھگڑا کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے شور مچا دیا کہ کل جو مصری ہلاک ہوا اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا تھا۔ اب ان آیات میں اس کے بعد پیش آنے والے واقعات کو بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر چھوڑ کر مدین جانا:

بنی اسرائیلی کے شور مچانے سے سب لوگوں کو پتہ چل گیا کہ کل جو مصری مرا وہ کس طرح مرا۔ بات فرعون تک پہنچ گئی اُس نے اپنے وزیروں اور مشیروں کا اجلاس بلا لیا اور اُس اجلاس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فیصلہ ہونے لگا۔ ایسے میں وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَةِ اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے یَسۡعٰی دوڑتا ہوا۔ اور یہ بات تم سن چکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام شہر کے ایک کنارے پر رہتے تھے اور فرعون کی کالونی منف دوسری طرف تھی۔ درمیان میں فاصلہ

تھا فرعون جہاں رہتا تھا اس کا دفتر اور کچہری وہیں تھی وہاں سے ایک آدمی دوڑتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس کا نام حزقیل تھا اور یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا قَالَ اس نے کہا یٰمُوۡسٰۤی اے موسیٰ علیہ السلام اِنَّ الۡمَلَاَ بے شک جماعت، فرعون کی کابینہ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِكَ مشورہ کر رہی ہے آپ کے بارے میں لِیَقۡتُلُوۡكَ تاکہ وہ آپ کو قتل کر دیں۔ میں بھی اجلاس میں تھا بہانہ کر کے باہر آیا ہوں فَاخۡرُجۡ پس آپ فوراً نکل جائیں اِنِّیۡ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت سنا فَخَرَجَ مِنۡهَا پس موسیٰ علیہ السلام فوراً اس شہر سے نکل گئے خَآئِفًا خوف کرتے ہوئے یَّتَرَقَّبُ پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے کہ میرے پیچھے پولیس تو نہیں لگی ہوئی قَالَ ساتھ یہ دعا کی، کہا رَبِّ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اے میرے پروردگار مجھے نجات دے ظالم قوم سے۔

اس ظالم فرعون نے بنی اسرائیل کے بارہ ہزار بچے قتل کیے ہیں قصداً اور ارادتاً اور مجھ سے تو یہ آدمی غلطی سے مارا گیا ہے اور یہ میرے قتل کے درپے ہو گئے ہیں مجھے اس ظالم قوم سے نجات دے۔ مصر سے مدین اس زمانے میں آٹھ دن کی مسافت پر تھا۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلۡقَآءَ مَدۡیَنَ اور جب موسیٰ علیہ السلام متوجہ ہوئے مدین کی طرف قَالَ آپ کی زبان سے یہ نکلا عَسٰی رَبِّیۡۤ اَنۡ یَّهۡدِیَنِیۡ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ قریب ہے کہ میرا رب میری رہنمائی کرے گا سیدھے راستے کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی مدد کرنا:

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡیَنَ اور جب پہنچے موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر یعنی کنوئیں پر پہنچے وَجَدَ عَلَیۡهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ پایا موسیٰ علیہ السلام نے اس کنوئیں پر لوگوں کی ایک جماعت کو یَسۡقُوۡنَ جو جانوروں کو پانی پلا رہی تھی وَوَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمُ امۡرَاَتَیۡنِ تَذُوۡدٰنِ اور پایا ان لوگوں سے ذرا فاصلے پر دو عورتوں کو جو اپنے جانوروں بھیڑ بکریوں کو روک رہی تھیں پانی پر جانے سے۔ موسیٰ علیہ السلام تو شروع ہی سے کمزوروں کے حامی اور ظالموں کے دشمن تھے۔ اُن دونوں عورتوں کی یہ حالت دیکھ کر رہ نہ سکے اور ان دونوں عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے قَالَ فرمایا مَا خَطۡبُكُمَا تمہارا کیا معاملہ ہے کہ تم اپنی بکریوں کو پانی کی طرف جانے سے روک رہی ہو؟ انہوں نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا قَالَتَا دونوں نے کہا لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ ہم نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ سارے چرواہے واپس لے جائیں اپنے جانوروں کو۔ یہ چرواہے جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلائیں گی وَاَبُوۡنَا شَیۡخٌ كَبِیۡرٌ اور ہمارے باپ بوڑھے ہیں عمر رسیدہ ہیں وہ نہ تو ان جانوروں کو چرا سکتے ہیں اور نہ پانی پلا سکتے ہیں اور ہمارا بھائی بھی کوئی نہیں ہے تو یہ لوگ جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو بچا کھچا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلا لیں گی۔

فَسَقٰی لَهُمَا پس موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلایا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ پھر کسی درخت کے سائے کی طرف بڑھے۔ کیکر کا درخت تھا اس کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے اور صدا لگائی فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ پس کہا اے میرے رب بیشک میں جو چیز آپ میری طرف نازل کریں خیر سے میں اس کا محتاج ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں اپنا ریوڑ لے کر چلی گئیں۔ چونکہ وہ خلاف معمول جلدی گھر چلی گئی تھیں اس لیے والد محترم نے پوچھا کہ کیا آج تم نے بکریوں کو پانی نہیں پلایا وقت سے پہلے آگئی ہو؟ انہوں نے کہا اباجی پلایا ہے۔ اباجی ایک آدمی تھا اجنبی درخت کے سائے کے نیچے بیٹھا کچھ دیر تو وہ منظر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آکر ہم سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ ہم نے اسے بتایا کہ ہمارے والد عمر رسیدہ بوڑھے آدمی ہیں ہم نے گزر اوقات کے لیے یہ بکریاں رکھی ہوئی ہیں ہم کنوئیں سے پانی نکال کر نہیں پلاسکتیں۔ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو ان کا بچا کھچا پانی ہم پلائیں گی۔ اس شخص نے اکیلے کنوئیں سے پانی نکال کر ہمارے جانوروں کو پلا دیا اور ہم نے یہ الفاظ بھی سنے ہیں کہ وہ دعا کر رہا تھا فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ قریب کا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ایک بچی کو بھیجا کہ بلا کر لاؤ مسافر معلوم ہوتا ہے ہم بھی اس کی کچھ خدمت کر دیتے ہیں فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا پس آئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان دو عورتوں میں سے ایک تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ چلتی تھی بڑے حیا کے ساتھ۔ منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے بڑی شرم کے ساتھ چل رہی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی قَالَتۡ اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡكَ کہنے لگی بیشک میرا والد آپ کو بلاتے ہیں لِیَجۡزِیَكَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا تاکہ وہ آپ کو بدلہ دے اس کا جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ ہوا بڑی تیز چل رہی تھی۔ بی بی کی شلوار کبھی ٹخنوں سے اوپر ہو جاتی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم بڑے شرم و حیا والے خاندان کے لوگ ہیں ہوا تیز چل رہی ہے جس سے کبھی آپ کے ٹخنے ننگے ہو جاتے ہیں لہٰذا میرے پیچھے پیچھے چلو اور دائیں بائیں جدھر مڑنا ہو بتاتے جانا۔ چنانچہ شرم و حیا کی وہ پتلی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی فَلَمَّا جَآءَهٗ پس موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے وَقَصَّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ اور بیان کیا ان کے سامنے حال۔ اپنی ساری سرگزشت بیان کی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سارا حال سن کر فرمایا قَالَ لَا تَخَفۡ فرمایا خوف نہ کریں نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ آپ نے ظالم قوم سے نجات پالی ہے۔ یہ علاقہ فرعون کی عمل داری سے باہر ہے۔ مدین کے علاقہ میں فرعون کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے یہاں رہو۔

قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ

کہا ان دو عورتوں میں سے ایک نے اے میرے اباجان ان کو آپ نوکر رکھ لیں بیشک بہتر شخص جس کو آپ ملازم رکھیں

الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَی

جو طاقتور اور ایمان دار ہو۔ فرمایا شعیب علیہ السلام نے بیشک میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں آپ کو نکاح کر کے دے دوں اپنی

ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا

ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو شرط یہ ہوگی کہ آپ خدمت کریں گے میری آٹھ سال پس اگر آپ پورے کر دیں دس سال

فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

پس یہ آپ کی نوازش ہوگی اور میں نہیں ارادہ کرتا کہ میں مشقت ڈالوں آپ پر بہ تاکید آپ پائیں گے مجھے ان شاء اللہ

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿27﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا

اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا نیک لوگوں میں سے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہ میرے اور آپ کے درمیان بات طے ہوگئی ان دو میعادوں میں

ع عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿28﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى

جس کو میں پورا کروں پس مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں گواہ ہے پس۔ جس وقت پوری کرلی موسیٰ علیہ السلام

الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ

نے میعاد اور چل پڑے اپنے گھر والوں کو لے کر محسوس کی طور کے کنارے پر آگ فرمایا اپنے گھر والوں کو تم ٹھہرو بیشک میں

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿29﴾

نے محسوس کی ہے آگ شاید کہ میں لاؤں تمہارے پاس اس آگ سے کوئی خبر یا آگ کا شعلہ تاکہ تم سینکو آگ۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس آواز دی گئی اس میدان کے دائیں طرف مبارک خطے میں درخت سے

اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿30﴾

اے موسیٰ علیہ السلام بیشک میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَاْجِرْهُ: اس کو اجرت پر رکھ لو، اسْتَاْجَرْتَ: آپ نے اجرت پر رکھا، اُنْكِحَكَ: میں نکاح کردوں آپ کے ساتھ، اِبْنَتَيَّ: اپنی دو بیٹیوں، هٰتَيْنِ: یہ دو لڑکیاں، تَاْجُرَنِيْ: تم میری نوکری کرو، ثَمٰنِيَ: آٹھ، حِجَجٍ: سال، اَتْمَمْتَ: تونے پورا کردیا، اَشُقَّ: میں مشقت ڈالوں، اَيَّمَا: جو بھی، الْاَجَلَيْنِ: دو مدتیں، سَارَ: وہ چلا، اٰنَسَ: اس نے محسوس کیا، جَذْوَةٍ: انگارا، شَاطِئِ: کنارہ، الْبُقْعَةِ: مقام، جگہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین آگئے اور یہاں حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ ان آیات میں بتایا جارہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح اپنے گھر میں رکھا اور پھر کس طرح دس سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے شرف باریابی بخشا۔

تفسیری نکات: حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی بیٹی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کرنا:

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا ان دو عورتوں میں سے ایک نے کہا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اے میرے ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیں اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ بیشک بہتر مرد جس کو آپ نوکر رکھیں گے طاقتور بھی ہے اور ایمان دا رہے۔ قوت انہوں نے یہ دیکھی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے آسانی کے ساتھ کنویں سے تنہا بکریوں کو پانی پلایا اور امانت یہاں سے دیکھی کہ جب وہ بلانے کے لیے آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے نگاہ نیچی کر لی۔ بی بی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ جب ساتھ جانے لگے تو فرمایا کہ میں آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے آؤ اور دائیں بائیں بتاتے جانا۔ تو کہا ابا جان یہ قوی بھی ہے اور امین بھی ہے آپ ان کو نوکر رکھ لیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام اس بات پر آمادہ ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ کہ میں نکاح کر کے دے دوں آپ کو اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو عَلٰٓی شرط یہ ہوگی اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۔ حِجَجٌ، حِجَّةٌ کی جمع ہے اور حِجَّةٌ کا معنی سال۔ معنی بنے گا کہ آپ خدمت کریں میری آٹھ سال۔ اگر آپ کو یہ شرط منظور ہے تو میں اپنی لڑکی کا نکاح کر کے دینے کے لیے تیار ہوں فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا پس اگر آپ پورے کر دیں دس سال فَمِنْ عِنْدِكَ تو یہ آپ کی نوازش ہوگی۔ شرط میرے اور آپ کے درمیان آٹھ سال ہے اگر دس سال پورے کر دیں تو آپ کی نوازش ہوگی وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ اور میں نہیں ارادہ کرتا کہ مشقت ڈالوں آپ پر کسی قسم کی۔ بس گھر کے کام ہیں بھیڑ بکریاں چرانی ہیں ان کو پانی پلانا ہے گھر کے لیے ایندھن وغیرہ لانا ہے مزید کوئی سختی میں نہیں کروں گا سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ بہ تاکید آپ مجھے پائیں گے نیکوں میں سے۔

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی میں منظور کرتا ہوں اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ان دو میعادوں میں سے جو بھی پوری کروں آٹھ سال پورے کروں تب دس سال پورے کروں تب مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوتی وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ اور اللہ تعالیٰ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں گواہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال پورے کیے تھے۔ کیونکہ نبی کی زبان سے جو بات نکلتی ہے نبی اس کو پورا کرتا ہے۔ تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بڑی بیٹی صفورا رضی اللہ عنہا کا نکاح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔ دس سال پورے ہو گئے۔ تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ اس دوران میں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچہ بھی عطا فرمایا۔ جب دس سال پورے ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنے آبائی وطن مصر چلا جاؤں؟ اگر حالات ساز گار ہوئے تو وہیں رہ جاؤں گا اور آپ کی ملاقات کے لیے آتا جاتا رہوں گا۔ اگر حالات

سازگار نہ ہوئے تو جلدی واپس آجاؤ گا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔ کیونکہ تمہارے ماں باپ بہن بھائیوں کا بھی حق ہے ان کے حقوق کا بھی خیال ہونا چاہیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر واپس ہونا:

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ پس جب پوری کی مدت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اور چل پڑے گھر کے افراد کو لے کر اور طور پہاڑ کے قریب پہنچے اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا دیکھی طور کے کنارے پر آگ۔ اس وقت سڑکیں تو ہوتی نہیں تھیں راستہ بھی بھول گئے رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا آگ سینکنے کی ضرورت تھی۔

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے تم یہاں ٹھہرو اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا بے شک میں نے آگ محسوس کی ہے لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ شاید کہ میں لے آؤں وہاں سے تمہارے لیے کوئی خبر۔ آگ ہے تو وہاں کوئی آدمی بھی ہوگا اس سے راستہ پوچھ کر آتا ہوں اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ یا آگ کا شعلہ لے آؤں گا سلگا کر لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ تاکہ تم آگ سینکو۔ آگ ذرا وہاں سے دور نظر آ رہی تھی۔ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ پس جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے آواز دی گئی۔ اس جگہ کا نام وادی طوی تھا بڑی برکت والی جگہ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ اس میدان کے دائیں طرف فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ مبارک خطے میں درخت سے۔ اس پاکیزہ مقام پر ایک درخت تھا اور سورۃ طٰہٰ میں ہے فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی پس اتار دو اپنے جوتے کو بیشک تم ایک مقدس وادی میں ہو۔ یہ کون سا درخت تھا؟ تفسیروں میں عموماً تین نام آتے ہیں۔

۱۔ عناب کا درخت تھا۔

۲۔ کیکر کا درخت تھا۔

۳۔ علیق، یہ پیلے رنگ کی بیل ہوتی ہے جو درختوں کے اوپر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اردو میں اسے آکاس بیل کہتے ہیں۔

۴۔ چوتھا بعض تفسیروں میں عوسج کا نام بھی ملے گا۔

اس پاک وادی میں پہنچے تو آواز آئی اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اے موسیٰ علیہ السلام اِنِّیْۤ بیشک میں جو بول رہا ہوں اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ میں اللہ ہوں تمام جہانوں کو پالنے والا۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا

اور یہ کہ آپ ڈالیں اپنی لاٹھی کو پس جب دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو حرکت کرتی ہے گویا وہ پتلا سانپ ہے بھاگے

وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿31﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ

پشت پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آئیں اور خوف نہ کریں بیشک آپ امن والوں میں سے ہیں۔ ڈالیں اپنا ہاتھ

فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ۫ وَّاضۡمُمۡ اِلَیۡکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّہۡبِ

اپنے گریبان میں نکلے گا سفید بغیر کسی تکلیف کے اور ملاؤ اپنی طرف اپنے بازو کو خوف سے پس یہ دو دلیلیں ہیں آپ کے

فَذٰنِکَ بُرۡہَانٰنِ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِہٖ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

رب کی طرف سے فرعون کی طرف اور اس کی جماعت کی طرف بیشک وہ سب ہیں قوم نافرمان ۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے

رَبِّ اِنِّیۡ قَتَلۡتُ مِنۡہُمۡ نَفۡسًا فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۳۳﴾

اے میرے رب بیشک میں نے قتل کیا ان میں سے ایک جان کو پس میں خوف کرتا ہوں یہ کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے ۔

وَاَخِیۡ ہٰرُوۡنُ ہُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡہُ مَعِیَ

اور میرے بھائی ہارون علیہ السلام وہ زیادہ فصیح ہیں مجھ سے زبان کے لحاظ سے پس رسول بنا کر بھیج دیں ان کو میرے ساتھ

رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ ۫ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

جو میرے مددگار ہو جو میری تصدیق کریں بیشک میں خوف کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے ۔ فرمایا پروردگار نے

سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیۡکَ وَنَجۡعَلُ لَکُمَا سُلۡطٰنًا فَلَا یَصِلُوۡنَ

ہم مضبوط کر دیں گے آپ کے بازو کو آپ کے بھائی کے ساتھ اور بنائیں گے ہم تم دونوں کے لیے غلبہ پس وہ نہیں پہنچ سکیں

اِلَیۡکُمَا ۚ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚ اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾

گے تم دونوں کی طرف جاؤ ہماری نشانیاں لے کر تم دونوں اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب رہیں گے ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَقۡبِلۡ: آگے آؤ، اَلرَّہۡبِ: خوف، بُرۡہَانٰنِ: دو دلیلیں، اَفۡصَحُ: زیادہ فصیح، لِسَانًا: زبان، رِدۡاً: مدد گار، یُصَدِّقُنِیۡۤ: جو میری تصدیق کرے، سَنَشُدُّ: ابھی ہم مضبوط کرتے ہیں، عَضُدَکَ: تیرا بازو، بِاَخِیۡکَ: تیرے بھائی کے ساتھ، اِتَّبَعَکُمَا: تم دونوں کی پیروی کی۔

ربط:

سابقہ آیات میں معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے اپنے اہل خانہ کو لے کر چلے تو کوہ طور پر آگ نظر آئی وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے شرف کلام حاصل ہوا۔ اب ان آیات میں اس شرف کلام حاصل ہونے کی مزید تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی جانب سے معجزات کا عطاء کیا جانا:

وَاَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ اور یہ کہ آپ ڈالیں اپنی لاٹھی کو۔ لاٹھی پھینکی فَلَمَّا رَاٰہَا پس جب دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو تَہۡتَزُّ حرکت کرتی ہے۔ یہ لاٹھی لاٹھی نہیں رہی وہ تو سانپ بن کر حرکت کر رہی ہے کَاَنَّہَا جَآنٌّ گویا کہ وہ پتلا باریک

سانپ ہے۔ اس مقام پر لاٹھی باریک سانپ بنی اور فرعون کے دربار میں جب لاٹھی پھینکی تو ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ (اعراف) اژدہا بن گئی۔ باریک سانپ بننے کا مقام الگ ہے اژدہا بننے کا مقام الگ ہے۔ لاٹھی حرکت کرتی ہوئی سانپ نظر آئی وَّلّٰى مُدۡبِرًا موسیٰ علیہ السلام بھاگے پشت پھیر کر وَّلَمۡ يُعَقِّبۡ اور مڑ کر نہ دیکھا يٰمُوۡسٰۤى اَقۡبِلۡ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام آگے آئیں لاٹھی کی طرف متوجہ ہوں وَلَا تَخَفۡ اور خوف نہ کریں اِنَّكَ مِنَ الۡاٰمِنِيۡنَ بیشک آپ امن والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے پشت پھیر کر اس پر ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے وہی لاٹھی بنا دی جو ان کے ہاتھ میں تھی۔ دوسرا معجزہ اُسۡلُكۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالیں تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ نکلے گا سفید مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ بغیر کسی تکلیف کے۔ ہاتھ گریبان میں ڈالتے ہی سفید ہو گا تپش سوزش وغیرہ کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہوگی آپ کا کام ہے ہاتھ کو گریبان میں ڈالنا اس کو روشن کرنا ہمارا کام ہے۔ فرمایا وَّاضۡمُمۡ اِلَيۡكَ جَنَاحَكَ اور ملاؤ اپنی طرف اپنے بازو کو۔ اس سے بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ کوئی اور نشانی ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اے موسیٰ علیہ السلام تم لاٹھی پھینکتے ہو تو سانپ بن جاتی ہے تو طبعی طور پر خوف تو آتا ہے تو جب تم اپنے بازو کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگاؤ گے تو تمہارا خوف ختم ہو جائے گا مِنَ الرَّهۡبِ خوف کی وجہ سے۔ یعنی بازو خوف کے وقت چھاتی پر لگاؤ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ پس یہ دو دلیلیں ہیں آپ کے رب کی طرف سے۔ ایک عصا اور دوسری ید بیضا اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف جانا ہے۔ اس لیے کہ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ بیشک وہ نافرمان قوم ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنانے کی درخواست کرنا:

قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اِنِّىۡ قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا اے میرے پروردگار! میں نے تو ان کا ایک آدمی قتل کیا ہے وہ جو مکا مارنے سے مر گیا تھا فَاَخَافُ اَنۡ يَّقۡتُلُوۡنِ پس میں خوف کرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے میں آپ کا پیغام کیسے پہنچاؤں گا تبلیغ کس طرح کروں گا وَاَخِىۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّىۡ لِسَانًا اور میرا بھائی ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے ہیں وہ زیادہ فصیح ہیں میری نسبت زبان کے لحاظ سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی جیسا کہ پیچھے بھی سورۃ طٰہٰ میں بیان کر آئے ہیں۔ سورۃ طٰہٰ میں ہے وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِىۡ میرے گھر کے افراد میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دیں۔ اس مقام پر رِدۡاً کا لفظ ہے معین و مددگار بنا دے فَاَرۡسِلۡهُ مَعِىَ رِدۡاً پس رسول بنا کر بھیج دیں ان کو میرے ساتھ جو میرے مددگار ہو يُّصَدِّقُنِىۡۤ جو میری تصدیق کریں گے۔ میں بیان کروں گا وہ میری تصدیق کریں گے اور ہم دونوں بھائی آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّكَذِّبُوۡنِ بیشک میں خوف کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيۡكَ ہم مضبوط کر دیں گے آپ کے بازو کو آپ کے بھائی کے

ساتھ۔ ان کو بھی نبوت دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وادی طوی میں نبوت عطا فرمائی اور ہارون علیہ السلام کو مصر میں اپنے گھر نبوت ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں ان کے ہاتھ پر معجزے صادر ہوں گے تم نے ان کی مدد کرنی ہے میرے دین کی تبلیغ میں ان کا ساتھ دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی فرمایا وَنَجۡعَلُ لَكُمَا سُلۡطٰنًا اور بنائیں گے ہم تم دونوں کے لیے غلبہ فَلَا يَصِلُوۡنَ اِلَيۡكُمَا پس نہیں پہنچ سکیں گے آپ کے دشمن فرعون اور اس کی جماعت تم دونوں کی طرف۔ زبانی کلامی جتنی باتیں کریں مگر وہ تمہیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تم دونوں تک رسائی نہیں ہوگی بِاٰيٰتِنَآ جاو ہماری نشانیاں لے کر اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا تم دونوں اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی جو تمہیں نبی مانیں گے میری توحید کا اقرار کریں گے حق کا ساتھ دیں گے الۡغٰلِبُوۡنَ غالب رہیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک دو دن میں غالب ہو جائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے انجام کار تم ہی غالب ہو گے اور جو تمہاری پیروی کریں گے وہ بھی آپ کے ساتھ غلبہ پائیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَرًى وَّمَا

اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر صاف صاف ان لوگوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا اور نہیں

سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوۡسٰى رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ

سنی ہم نے یہ بات اپنے باپ دادا سے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو آیا ہے

بِالۡهُدٰى مِنۡ عِنۡدِهٖ وَمَنۡ تَكُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾

ہدایت لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کو جس کے لیے ہے اچھا گھر آخرت کا بیشک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے ظالم

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرِىۡ ۚ فَاَوۡقِدۡ لِىۡ يٰهَامٰنُ

اور کہا فرعون نے اے جماعت والو میں نہیں جانتا تمہارے لیے کوئی اپنے سوا پس تم آگ جلاؤ میرے لیے اے ہامان گارے

عَلَى الطِّيۡنِ فَاجۡعَلۡ لِّىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوۡسٰى ۙ وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ

پر پس بناؤ میرے لیے محل تاکہ میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو اور بیشک البتہ میں خیال کرتا ہوں اس کے بارے

مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۳۸﴾ وَاسۡتَكۡبَرَ هُوَ وَجُنُوۡدُهٗ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ

میں کہ یہ جھوٹوں میں سے ہے۔ اور تکبر کیا فرعون نے اور اس کے لشکر نے زمین میں ناحق اور انہوں نے خیال کیا کہ بیشک وہ

اِلَيۡنَا لَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذۡنٰهُ وَجُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ

ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔ پس ہم نے پکڑا اس کو اور اس کے لشکر کو پس ہم نے پھینک دیا ان کو دریا شور میں

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ

پس دیکھ کیسا ہوا انجام ظالموں کا۔ اور ہم نے بنایا ان کو رہنما جو دعوت دیتے ہیں آگ کی طرف اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے لگائیں اس دنیا کی زندگی میں اور قیامت والے دن

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ ع

وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی برائی بیان کی جاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُفْتَرًى: افتراء کیا ہوا، فَاَوْقِدْ: (پس) تو آپ کو، صَرْحًا: بلند عمارت، محل، اَطَّلِعُ: میں جھانکوں، لَاَظُنُّهٗ: میں سمجھتا ہوں اسے، فَاَخَذْنٰهُ: تو ہم نے پکڑا اسے، فَنَبَذْنٰهُمْ: پھر ہم نے پھینک دیا انہیں، اَتْبَعْنٰهُمْ: ہم نے پیچھے لگادی ان کے، اَلْمَقْبُوْحِيْنَ: بدحال لوگ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا اور معجزات عطاء فرمائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر اُن کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبی بنایا۔ اب ان آیات میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی فرعون کو تبلیغ اور پھر فرعون کے انجام کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی فرعون کو تبلیغ اسلام:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ پس جب آئے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہماری واضح نشانیاں لے کر قَالُوْا ان لوگوں نے کہا یعنی فرعون اور اس کی قوم نے کہا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے جو معجزے ظاہر کیے ہیں یہ گھڑا ہوا جادو ہے۔ انہوں نے معجزات کو جادو کہہ کر انکار کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ اور نہیں سنی ہم نے یہ بات اپنے باپ دادوں سے جو پہلے گزرے ہیں کہ ساری کائنات کا مالک اور خالق ایک ہی ہے۔ وہی سب کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی سارا نظام چلانے والا ہے۔ وہ سب کو فنا کر دے گا پھر دوبارہ زندہ کرے گا حساب کتاب ہوگا جزائے عمل کا فیصلہ ہوگا۔ ہم نے تو ایسی باتیں پہلے کبھی نہیں سنیں۔ وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو آیا ہے ہدایت لے کر میں جو کچھ تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اپنی مرضی سے نہیں اور نہ اس میں میری کوئی ذاتی غرض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اسی کا پیغام تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اور وہی

بہتر جانتا ہے وَمَنْ تَكُونُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ کہ آخرت کا اچھا گھر کس کے لیے ہے مگر اتنی بات یقینی ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے ظالم وہ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔

فرعون کی بنائی جانے والی عمارت کا حشر:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور فرعون نے کہا يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اے جماعت والو! اے اہل دربار مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ میں نہیں جانتا تمہارے لیے کوئی الہ اپنے سوا فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ تو فرعون نے ہامان کو کہا پس تم آگ جلاؤ میرے لیے اے ہامان گارے پر۔ گارے پر آگ جلانے کا مطلب یہ ہے کہ بھٹے میں پکی اینٹیں تیار کرو میرے لیے فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا پھر میرے لیے محل بناؤ بہت بڑا۔ لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى تا کہ میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الہ کو محل پر چڑھ کر کہ موسیٰ علیہ السلام کا الہ کیسا ہے؟ بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ یہ اس نے مذاق کیا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ حقیقت ہے۔

تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہے کہ ہامان نے ملک سے پچاس ہزار مستری بلوائے اور ان کو بلڈنگ کا نقشہ دیا کہ اس طرح کا محل بنانا ہے جس میں اس طرح سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں۔ تفسیر مدارک والے فرماتے ہیں کہ شاید دنیا میں کسی نے اتنی بلند بلڈنگ بنائی ہو۔ جب عمارت تیار ہوگئی تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر ایک پر مارا تو اس کا ایک حصہ سمندر میں جا گرا۔ دوسرا پر مارا تو دوسرا حصہ فرعون کی فوجوں پر جا گرا۔ جب تیسری دفعہ پر مارا تو ساری عمارت زمین بوس ہوگئی۔ یہ سب کرشمے دیکھتے ہوئے بھی فرعون اور اُن کے ساتھی ہٹ دھرمی اور ضد سے باز نہیں آئے وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور بیشک میں خیال کرتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہ وہ جھوٹوں میں سے ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ اور تکبر کیا فرعون نے اور اس کے لشکر نے زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق۔ واضح دلیلیں دیکھنے کے باوجود حق کو ٹھکرایا وَظَنُّوْۤا اور انہوں نے یقین کیا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ بیشک وہ ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔

فرعون کی تباہی:

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ پس ہم نے پکڑا فرعون کو اور اس کے لشکر کو فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ پس پھینک دیا ہم نے ان کو دریائے شور میں فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ پس دیکھ اے مخاطب کیسا ہوا انجام ظالموں کا۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ نے سنا کر مکے والوں کو سمجھایا کہ نہ تو تمہاری اتنی قوت ہے نہ تمہارے پاس اتنے لشکر ہیں نہ تمہارے پاس وہ اقتدار ہے جو فرعون کے پاس تھا اس کا حشر تم نے دیکھ لیا تو اے مکہ والو اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ اور ہم نے ان کو ایسا رہبر بنایا جو آگ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ یعنی فرعون اور ہامان اپنی فوج کے راہنماء بن کر اسے جہنم کی طرف لے گئے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ اور قیامت والے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ جیسے دنیا میں، جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑا تو ان کی کسی نے مدد نہیں کی آخرت میں بھی کوئی مدد نہیں

ہوگی۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً اور ہم نے ان کے پیچھے لگادی لعنت دنیا کی زندگی میں۔ فرعون ہامان کا جب ذکر آتا ہے یا اس کے ساتھیوں کا ذکر آتا ہے تو لوگ ان پر لعنت بھیجتے ہیں برا ہی کہتے ہیں کوئی ان کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ اور قیامت والے دن وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی برائی بیان کی جائے گی۔ دوزخی دوزخیوں کو کہیں گے کہ تم خود تو دوزخ میں آئے ہمیں بھی لے آئے ہو۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآىِٕرَ

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اس کے بعد ہم نے ہلاک کردیں پہلی جماعتیں، دل میں روشنیاں پیدا کرنے کی

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿43﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ

چیزیں لوگوں کے لیے اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغربی کنارے پر جب ہم

اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿44﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا

نے طے کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف معاملے کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے حاضر ہونے والوں میں سے۔ اور لیکن ہم نے پیدا کیں

قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ

جماعتیں پس لمبی ہوگئیں ان پر عمریں اور آپ نہیں تھے مدین والوں میں کہ تلاوت کرتے ہوں ان پر ہماری آیتیں

اٰیٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿45﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰكِنْ

اور لیکن ہم ہیں بھیجنے والے رسولوں کو۔ اور نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طور کے کنارے پر جس وقت ہم نے آواز دی اور لیکن یہ

رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ

رحمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿46﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ

سے پہلے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پہنچے ان کو مصیبت بہ سبب اس کے آگے بھیجیں ان کے ہاتھوں

فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ

نے برائیاں تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب کیوں نہیں بھیجا آپ نے ہماری طرف پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿47﴾

اور ہوجاتے مومنوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡغَرۡبِیّ: مغربی (جانب)، فَتَطَاوَلَ: (پھر) دراز ہوگیا، ثَاوِیًا: مقیم، باشندہ، مُرۡسِلِیۡنَ: رسول بنانے والے، نَادَیۡنَا: ہم نے پکارا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا جارہا تھا۔ اب ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی کی جارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ واقعات پیش آئے تو وہاں موجود نہیں تھے۔ بلکہ آپ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنانے اور انہیں اللہ کی ناراضگی سے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ناظر نہیں:

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَہۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰی بعد اس کے کہ ہم نے ہلاک کیا پہلی جماعتوں کو۔ نوح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی ہود علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی صالح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے ان ہلاکتوں کے بعد تورات ملی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ۔ بَصَآئِرَ، بَصِیۡرَۃٌ کی جمع ہے۔ بصیرت کا معنی ہے دل کی روشنی۔ بصارت آنکھ کی روشنی کو کہتے ہیں۔ معنی ہوگا ہم نے تورات اس لیے دی کہ لوگوں کے دلوں میں روشنی پیدا ہو وَہُدًی اور ہدایت تھی اپنے دور میں قرآن کریم کی طرح وَّرَحۡمَۃً اور رحمت لَّعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تورات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں وَمَا کُنۡتَ بِجَانِبِ الۡغَرۡبِیِّ اور نہیں تھے آپ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی کے مغربی کنارے پر یا پہاڑ کے مغربی کنارے پر اِذۡ قَضَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسَی الۡاَمۡرَ جب ہم نے معاملہ طے کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ جب وہ مدین سے واپس مصر جارہے تھے وَمَا کُنۡتَ مِنَ الشّٰہِدِیۡنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے حاضر ہونے والوں میں سے۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات دیکھنے والوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل نہیں تھے۔ وَلٰکِنَّاۤ اَنۡشَاۡنَا قُرُوۡنًا اور لیکن ہم نے پیدا کیں جماعتیں فَتَطَاوَلَ عَلَیۡہِمُ الۡعُمُرُ پس لمبی ہوگئیں ان پر عمریں ان کی زندگیاں دراز ہوگئیں وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوئے ظلم اور سرکشی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا کُنۡتَ ثَاوِیًا فِیۡۤ اَہۡلِ مَدۡیَنَ اور آپ نہیں تھے مقیم مدین والوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالات کا علم ہو اور اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو سنا رہے ہیں تَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ مدین کے واقعات بھی موسیٰ علیہ السلام متعلق ہم ہی نے آپ کو بتلائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی عالم الغیب تو نہیں ہیں وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ اور لیکن ہم بھیجنے والے ہیں رسولوں کو۔ ہم ان پر وحی نازل کرکے پہلے واقعات سے آگاہ کرتے ہیں اور آئندہ حالات سے مطلع کرتے ہیں۔

وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الطُّوۡرِ اِذۡ نَادَيۡنَا اور نہیں تھے آپ ﷺ طور کے کنارے پر جس وقت ہم نے آواز دی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں اور آپ وادی مقدس طوی میں ہیں اپنے جوتے اتار دیں میں نے آپ کو نبوت ورسالت کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہماری اس گفتگو کے وقت آپ ﷺ وہاں موجود نہیں تھے یہ ساری باتیں ہم نے آپ ﷺ کو بتائی ہیں وَلٰكِنۡ رَّحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ اور لیکن یہ رحمت ہے آپ ﷺ کے رب کی کہ آپ ﷺ کو ان حالات سے آگاہ فرمایا ورنہ آپ ﷺ حاضر وناظر تو نہیں تھے۔

آپ ﷺ رسول عربی ہیں اور رسول عالمی بھی ہیں:

لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ تاکہ آپ ﷺ ڈرائیں ان لوگوں کو جن کے پاس آپ ﷺ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا کیونکہ عربوں کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا تقریبا ڈیڑھ ہزار سال تک۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبین ﷺ کو مبعوث فرمایا لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ یہاں عربوں کو مخاطب کیا جارہا ہے تو یہ اس لیے کہ آپ ﷺ کے پہلے مخاطب عرب بالخصوص مکہ کے لوگ ہیں۔

آپ ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ پہلی حیثیت تو قومی نبی کی ہے کہ آپ ﷺ سرزمین عرب میں عربوں کے لیے مبعوث ہوئے اور دوسری حیثیت رسول عالمین کی ہے آپ ﷺ ساری کائنات کے لیے مبعوث ہوئے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۰۸ میں ہے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۳ میں ہے لِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا تاکہ آپ ﷺ مکہ والوں اور اس کے اردگرد والوں کو ڈرائیں وَمَنۡۢ بَلَغَ اور ان لوگوں کو بھی جہاں تک یہ قرآن پہنچے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے تک اللہ کا یہ پیغام پہنچے گا۔ تو اس لحاظ سے آپ ﷺ بین الاقوامی نبی ہیں تمام اقوام عالم کی سعادت آپ ﷺ سے وابستہ ہے۔

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پہنچے ان کو مصیبت بہ سبب اس کے کہ آگے بھیجیں ان کے ہاتھوں نے برائیاں۔ اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے کبھی کوئی مصیبت پہنچتی فَيَقُوۡلُوۡا تو وہ کہیں گے رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا اے ہمارے رب کیوں نہیں بھیجا آپ نے ہماری طرف رسول فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ پس ہم پیروی کرتے آپ کی آیات کی وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور ہوجاتے ایمان والوں میں سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر ﷺ بھیج کر ان کا یہ عذر ختم کردیا تاکہ کل قیامت والے دن یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا ہی نہیں آیا تھا ہمیں کفر وشرک سے آگاہ ہی کسی نے نہیں کیا ہمیں حق وباطل کا علم ہی نہیں تھا۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُوۡتِىَ مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ

پس جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے کہا ان لوگوں نے کیوں نہیں دیئے گئے اس نبی کو اس کے مثل جو دیئے گئے

مُوۡسٰى ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ ۚ قَالُوۡا

موسیٰ علیہ السلام کو معجزات کیا، اور انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز کا جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے کہا انہوں نے یہ دونوں

سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا ۙ وَقَالُوۡۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوۡنَ ﴿48﴾ قُلۡ فَاۡتُوۡا

جادو ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں اور انہوں نے کہا بیشک ہم ہر ایک کا انکار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پس

بِكِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ هُوَ اَهۡدٰى مِنۡهُمَاۤ اَتَّبِعۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿49﴾

لاؤ تم کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ زیادہ ہدایت والی ہو ان دونوں سے میں اس کی پیروی کروں گا اگر ہو تم سچے۔

فَاِنۡ لَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يَتَّبِعُوۡنَ اَهۡوَآءَهُمۡ ؕ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ

پس اگر یہ قبول نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیں پختہ بات ہے وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشات

اتَّبَعَ هَوٰٮهُ بِغَيۡرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى

کی اور کون ہے زیادہ گمراہ اس شخص سے جس نے پیروی کی اپنی خواہش کی بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت

الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿50﴾ وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَهُمُ الۡقَوۡلَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿51﴾ اَلَّذِيۡنَ ع

نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ اور البتہ تحقیق ہم نے لگاتار ملا دیا ان لوگوں کے لیے بات کو تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ وہ لوگ جن کو

اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِهٖ هُمۡ بِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿52﴾ وَاِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا

دی ہم نے کتاب اس سے پہلے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جس وقت پڑھ کر سنایا جاتا ہے ان کو وہ کہتے ہیں ہم ایمان

بِهٖۤ اِنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِيۡنَ ﴿53﴾ اُولٰٓـئِكَ

لائے اس پر بیشک یہ قرآن حق ہے ہمارے رب کی طرف سے بیشک ہم تھے اس سے پہلے ماننے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں

يُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ بِمَا صَبَرُوۡا وَيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

دیا جائے گا ان کو ان کا اجر دہرا بہ سبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا اور ٹالتے ہیں اچھائی کے ساتھ برائی کو اور اس میں سے

وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ﴿54﴾

جو ہم نے ان کو روزی دی ہے خرچ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سِحْرٰنِ: دو جادو، تَظٰهَرَا: دونوں ایک دوسرے کے موافق ہیں، اَتَّبِعْهُ: میں پیروی کروں گا اس کی، وَصَّلْنَا: ہم نے پے درپے بھیجا، يُؤْتَوْنَ: انہیں دیا جائے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ آپ ﷺ اہل مکہ اور اہل عرب کے لیے خصوصی طور پر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ مگر اب مشرکین عرب اور یہودیوں وغیرہ نے یہ اعتراض کیا کہ آپ ﷺ کو بھی اس طرح کے معجزے کیوں نہیں دیئے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے گئے تھے یا جیسی تورات ایک ہی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی آپ ﷺ کو قرآن اس طرح کیوں نہیں دیا گیا؟

تفسیری نکات: مشرکین مکہ کے آپ ﷺ پر اعتراضات:

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ پس جب آیا ان کے پاس حق مکہ والوں کے پاس حق آیا عربوں کے پاس حق آیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے مِنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے۔ یہ قرآن ہم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا تو جب ہماری طرف سے حق آ گیا قَالُوْا کہا ان لوگوں نے لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى کیوں نہیں دیئے گئے ان نبی ﷺ کو معجزے اس جیسے جو دیئے گئے موسیٰ علیہ السلام کو۔ یہ بھی لاٹھی ڈالتے تو سانپ بن جاتی گریبان میں ہاتھ ڈالتے تو ہاتھ سورج کی طرح چمکے۔ اگر نبی ہیں تو موسیٰ علیہ السلام جیسے معجزات دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ اور کیا انہوں نے انکار نہیں کیا اس چیز کا جو دی گئی موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے اس سے پہلے انکار کرنے والوں نے کیا ان کا انکار نہیں کیا؟ قَالُوْا کہنے لگے سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔

سحران سے مراد قرآن پاک اور تورات ہے:

اس کی ایک تفسیر یہ ہے۔ کہ قرآن پاک کو اور تورات دونوں کو کہا گیا کہ یہ جادوگر ہیں اور ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں اور یہی تفسیر راجح ہے۔ کیونکہ آگے اسی کی تائید آیت سے ہو رہی ہے یعنی "قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ" آپ ﷺ فرما دیں پس لاؤ تم اللہ کی طرف سے کتاب جو زیادہ ہدایت پر مشتمل ہو تورات اور قرآن سے میں اس کی پیروی کروں گا۔ تو آگے کتاب کا ذکر ہے تورات کا قرآن کا۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ سحران مصدر ہے اور معنی میں ساحران کے ہے۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ معاذ اللہ دونوں جادوگر ہیں۔ ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں۔

یہ بھی تفسیر کی گئی ہے لیکن آگے کے الفاظ "قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ" اوّل تفسیر کی تائید کرتے ہیں۔

قرآن کا چیلنج:

وَقَالُوْٓا اور کہا انہوں نے اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ بے شک ہم ہر ایک کا انکار کرتے ہیں نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ تورات کو مانتے ہیں۔ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پس لاؤ تم کوئی کتاب مگر اپنی طرف سے نہیں وَمَنْ اَضَلُّ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ جبرا دے سکتا ہے قادر مطلق ہے مگر اس کا ضابطہ ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ الکہف) پس جس کا جی چاہے خوشی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے مرضی سے۔

جو قومیں ہلاک کی گئی کیا ان کے پاس پیغمبر نہیں آئے؟:

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ اور البتہ تحقیق ہم نے لگاتار ملا دیا ان لوگوں کے لیے بات کو، مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے ان لوگوں کے لیے بات ملائی۔ اصل میں یہ ایک سوال کا جواب ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

اوپر اس کا ذکر آپ نے پڑھا کہ "مِنْ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى" ہم نے پہلی جماعتوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد فرعون کی قوم بھی ہلاک ہوئی۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جن جماعتوں کو ہلاک کیا تھا کیا ان کے پاس پیغمبر نہیں آئے۔ وحی نہیں آئی دفعۃً بے خبری میں ہلاک ہوئے۔

اس کا جواب ہے کہ ایسا نہیں ہوا "وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ" اور البتہ ہم نے ملایا ان کے لئے قول تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ ملانے کا یہ معنی کہ ایک پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی پھر دوسرا پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی، پھر تیسرا پیغمبر آیا اس پر وحی نازل ہوئی۔ اب لازمی معنی کرتے ہیں "وَصَّلْنَا اَیْ بَیَّنَّا" (ہم نے ان کے لیے بات بیان کردی)۔

تو فرمایا البتہ تحقیق ہم نے لگاتار ملا دیا ان لوگوں کے لیے بات کو لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ جن کو ہم نے دی کتاب تورات زبور انجیل مِنْ قَبْلِهٖ اس قرآن سے پہلے هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ جو صحیح معنی میں تورات انجیل زبور پر ایمان لاتے ہیں اور اہل انصاف ہیں جیسے عبداللہ سلام حضرت ثعلبہ حضرت اسید حضرت اسد حضرت نبیا میمین رضی اللہ عنہم یہ پہلے یہودی تھے قرآن پاک آیا ان لوگوں نے فوراً حق کو قبول کر لیا۔ اور حضرت تمیم داری، عدی بن حاتم اور عدی بن بدآء رضی اللہ عنہم پہلے عیسائی تھے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی عیسائی تھے جس وقت انہوں نے حق کو سنا فوراً قبول کر لیا۔

وَاِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اور جس وقت ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے قرآن قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ وہ جو حق پرست ہیں اہل کتاب میں سے وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ بیشک یہ قرآن حق ہے ہمارے رب کی طرف سے آیا ہے اِنَّا کُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِیۡنَ بیشک ہم تھے اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ماننے والے۔ پہلی کتابوں میں ذکر تھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے ان پر کتاب نازل ہوگی۔ اُولٰٓئِكَ یُؤۡتَوۡنَ اَجۡرَهُمۡ مَّرَّتَیۡنِ یہی وہ لوگ ہیں ان کو دیا جائے گا اجر دہرا بِمَا صَبَرُوۡا بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا۔ پہلے وہ سابقہ دین پر ایمان رکھتے تھے پھر جب آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان پر ایمان لائے ان پر نازل ہونے والی کتاب کو مانا جس کی وجہ سے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑیں مگر انہوں نے صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس لیے یہ لوگ دہرے اجر کے مستحق ہیں وَیَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اور ٹالتے ہیں اچھائی کے ساتھ برائی کو وہ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ نہیں دیتے بھلائی کے ساتھ دیتے ہیں وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ۫

اور جس وقت وہ سنتے ہیں بے ہودہ چیز تو اعراض کرتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے

سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ ۫ لَا نَبۡتَغِی الۡجٰهِلِیۡنَ ﴿55﴾ اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ

تمہارے اعمال سلامتی ہو تم پر ہم نہیں الجھتے جاہلوں کے ساتھ۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے جس کے ساتھ

اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿56﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

وَقَالُوۡۤا اِنۡ نَّتَّبِعِ الۡهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفۡ مِنۡ اَرۡضِنَا ؕ اَوَلَمۡ نُمَکِّنۡ لَّهُمۡ

اور انہوں نے کہا اگر ہم پیروی کریں ہدایت کی آپ کے ساتھ ہم اچک لیے جائیں اپنی زمین سے کیا اور ہم نے قدرت نہیں

حَرَمًا اٰمِنًا یُّجۡبٰۤی اِلَیۡهِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیۡءٍ رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَهُمۡ

دی ان کو حرم میں جو امن والا ہے، کھینچ کر لائے جاتے ہیں اس کی طرف ہر چیز کا پھل رزق ہماری طرف سے اور لیکن اکثر ان

لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿57﴾ وَکَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍۭ بَطِرَتۡ مَعِیۡشَتَهَا ۚ فَتِلۡكَ مَسٰکِنُهُمۡ

کے نہیں جانتے۔ اور کتنی ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو اترا گئی تھیں اپنی زندگی میں، پس یہ ان کے مکانات ہیں نہیں بسائے گئے

لَمۡ تُسۡکَنۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ؕ وَکُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿58﴾ وَمَا کَانَ رَبُّكَ مُهۡلِكَ

ان کے بعد مگر بہت تھوڑے اور ہم ہی وارث ہیں۔ اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا

الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي

یہاں تک کہ بھیج دے ان بستیوں کی مرکزی بستی میں رسول جو تلاوت کرے ان پر ہماری آیتیں، اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے

الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿59﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ

والے بستیوں کو مگر اس حال میں کہ ان کے باشندے ظالم ہوتے ہیں۔ اور جو چیز تم کو دی گئی ہے پس یہ دنیا کی زندگی کا سامان

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿60﴾ ع

ہے اور دنیا کی زینت۔ اور وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بہت بہتر ہے اور بہت پائیدار ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْرَضُوْا: وہ اعراض کرتے ہیں، لَا نَبْتَغِيْ: ہم نہیں چاہتے ہیں، اَحْبَبْتَ: آپ نے پسند کیا، حَرَمًا: احترام کی جگہ، يُجْبٰٓى: لائے جاتے ہیں، بَطِرَتْ: اترائے، مَعِيْشَتَهَا: ان کا سامان عیش، لَمْ تُسْكَنْ: آباد نہ ہوئے، اُمِّهَا: ان بستیوں کا صدر مقام، مُهْلِكِي: ہلاک کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں ان اہل کتاب کا ذکر کیا گیا تھا جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور دوہرا اجر پایا۔ اب بھی ان کے محاسن واخلاق کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے کسی بھی قوم کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک ان میں پیغمبر نہ بھیجے ہوں۔

تفسیری نکات: ایمان لانے والے اہل کتاب کی مزید خوبیاں:

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اور جب وہ سنتے ہیں بے ہودہ چیز اَعْرَضُوْا عَنْهُ تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔ بے ہودہ چیز کسے کہتے ہیں؟ تو اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ وہ چیز جو شریعت کے خلاف ہو وہ بے ہودہ ہے وَقَالُوْا اور کہتے ہیں لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلامتی ہو تم پر ہم تمہیں گالیاں نہیں دیں گے تمہاری کسی خیانت کا جواب نہیں دیں گے لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ہم نہیں الجھتے جاہلوں کے ساتھ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ بیشک آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے مَنْ اس کو اَحْبَبْتَ جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ ہدایت دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام نہیں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور لیکن اللہ تعالیٰ

ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ کے چچا عبد مناف ابو طالب، (طالب بیٹے کا نام تھا) اس کی موت کا وقت تھا، آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے۔ اس وقت ابو جہل، عبد اللہ بن امیہ پاس تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا میرے کان میں کلمہ پڑھ دیں میں قیامت میں تیری شفاعت کروں گا، آپ ﷺ نے بار بار اپنی بات پیش کی لیکن ابو طالب نے یوں کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر قریش یہ کہہ کر مجھے عار نہ دلاتے، کہ گھبراہٹ کی وجہ سے اس نے اسلام کا کلمہ کہہ لیا ہے، تو میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ آپ ﷺ کو اپنے چچا کے کلمہ نہ پڑھنے کا از حد رنج تھا۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت حاصل کرنے والوں کو وَقَالُوْٓا اور کہا مکہ کے مشرکوں نے بات ٹالنے کے لیے اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ اگر ہم پیروی کریں ہدایت کی جو آپ ﷺ کے پاس ہے آپ ﷺ جو ہدایت لے کر آئے ہیں اس کی پیروی کرتے ہیں نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا تو ہم اچک لیے جائیں گے اپنی زمین سے۔ آپ ﷺ سچے ہیں آپ ﷺ کا رستہ صحیح ہے مگر ہمیں یہ خدشہ ہے کہ اگر ہم آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں تو لوگ ہمیں اٹھا کر لے جائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ یہ انہوں نے شوشہ چھوڑا۔

حرم مکہ والوں پر اللہ کا احسان:

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کیا ہم نے ان کو قدرت نہیں دی حرم میں ان کو ٹھکانا نہیں دیا جو امن والا ہے۔

یہ حرم وہ ہے يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ کھینچ کر لائے جاتے ہیں اس کی طرف ہر قسم کے پھل۔ ہر قسم کے پھل وہاں پہنچائے جاتے ہیں رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا رزق ہماری طرف سے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں۔ نہ جاننے کا مطلب یہ ہے کہ مانتے نہیں ہیں۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اور کتنی ہم نے ہلاک کیں بستیاں بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا جو اترا گئیں اپنی معیشت پر تکبر میں آگئی تھیں اپنی زندگی میں۔ انسان کو انسان نہیں سمجھتے تھے فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا پس یہ ان کے مکانات ہیں نہیں بسائے گئے ان کے بعد مگر بہت تھوڑے۔ اس وقت بھی حجر کے علاقے میں جہاں ثمود قوم رہتی تھی اور ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے چٹانوں میں بنے ہوئے بڑے بڑے مکانات موجود ہیں لیکن ان میں بسنے والا کوئی نہیں ہے وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ اور ہم ہی وارث ہیں۔

کسی بھی قوم کو اس وقت تک تباہ نہ کیا گیا جب تک رسول ان میں نہ بھیجا:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا اور نہیں ہے آپ ﷺ کا رب بستیوں کو

ہلاک کرنے والا یہاں تک کہ بھیجتا ہے مرکزی بستی میں رسول۔ ام کے معنی ماں کے ہیں۔ ماں اولاد کے لیے منبع ہوتی ہیں تو مراد مرکزی بستی ہے یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا پڑھ کر سنائے ان کو ہماری آیتیں تاکہ وہ بے خبری میں نہ رہیں۔ یہ سلسلہ نبوت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک چلتا رہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نبوت ختم کردی اور فرمایا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر اس حال میں کہ اس کے باشندے ظالم ہوتے ہیں۔ اے دنیا پر غرور کرنے والو! وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ جو چیز بھی تمہیں دی گئی ہے کسی شے سے دنیاوی چیزوں میں سے فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا پس یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے وَزِیْنَتُهَا اور یہ دنیا کی زینت ہے۔ کیا مکان کوٹھیاں باغات کارخانے دکانیں سواریاں یہ سب دنیا کی چیزیں ہیں اور یاد رکھو وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں جنت میں وہ بہتر ہیں اور بہت پائیدار ہیں (دائمی ہیں۔) دنیا کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے کیا فرق ہے پائیدار اور ناپائیدار میں۔ اچھی اور بری کا فرق نہیں سمجھتے ہو۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ

کیا پس وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے وعدہ اچھا، پس وہ اس وعدے کو ملنے والا ہے یہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿61﴾

جس کو ہم نے فائدہ پہنچایا ہے فائدہ دنیا کی زندگی کا، پھر وہ قیامت والے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جو حاضر کیے جائیں گے

وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿62﴾

دوزخ میں۔ اور جس دن پکارے گا ان کو اللہ تعالیٰ پس وہ فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان

قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَغْوَیْنَا ۚ

کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جن پر لازم ہو چکی ہوگی بات، اے ہمارے رب یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا ہم نے

اَغْوَیْنٰهُمْ كَمَا غَوَیْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَیْكَ ۙ مَا كَانُوْۤا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ ﴿63﴾

ان کو گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے ہم بے زاری کا اعلان کرتے ہیں آپ کے سامنے یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔

وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

اور کہا جائے گا بلاؤ اپنے شریکوں کو پس وہ ان کو بلائیں گے پس وہ قبول نہیں کریں گے ان کی پکار کو اور وہ دیکھیں گے عذاب کو

لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿64﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿65﴾

کاش کہ وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا پھر فرمائے گا کیا جواب دیا تم نے بھیجے ہوؤں کو۔

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿66﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ

پس تاریک ہو جائیں گی ان پر خبریں اس دن، پس وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھ سکیں گے۔ پس بہر حال وہ جس نے توبہ کی اور

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿67﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ

ایمان لایا اور عمل کیا اچھا پس قریب ہے کہ یہ ہوگا فلاح پانے والوں میں سے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے

وَيَخْتَارُ ۭ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿68﴾

اور وہی اختیار رکھتا ہے نہیں ہے ان لوگوں کے لیے کوئی اختیار، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور بلند ہے اس چیز سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَعَدْنٰهُ: ہم نے اس سے وعدہ کیا، لَاقِيْهِ: اسے پانے والا، مَتَّعْنٰهُ: جسے ہم نے فائدہ دیا، الْمُحْضَرِيْنَ: حاضر کیے ہوئے، يُنَادِيْهِمْ: اللہ پکارے گا ان کو، اَغْوَيْنَا: ہم نے بہکایا، اَغْوَيْنٰهُمْ: ہم نے بہکایا ان کو، غَوَيْنَا: ہم بہکے، تَبَرَّاْنَآ: ہم دستبردار ہوتے ہیں، (مَاذَا) اَجَبْتُمُ: تم نے (کیا) جواب دیا، فَعَمِيَتْ: (سو) گم ہو جائیں گے، الْمُفْلِحِيْنَ: فلاح پانے والے۔

ربط:

پہلے دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا بیان تھا اور فرمایا کہ یہ ختم ہونے والی ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو جماعتیں اور دو آدمی ہیں، ایک وہ ہے جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جنت میں جائے گا، اللہ کی رضا حاصل ہوگی تو کیا یہ اس جماعت یا آدمی کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کا ساز و سامان دیا ہے اور مرنے کے بعد وہ جماعت یا آدمی ان لوگوں میں داخل ہوگا جو دوزخ میں ہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ کہاں برابر ہو سکتے ہیں ایک عارضی فائدہ اٹھانے والا ہے اور دوسرا دائمی فائدہ اٹھانے والا یہ کب برابر ہو سکتے ہیں۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن مشرکین اور اُن کے جھوٹے معبودوں سے سوالات:

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا کیا پس وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے اچھا وعدہ کہ جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرے حق اور باطل کو باطل سمجھے تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے رضا کا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا

فَهُوَ لَاقِيْهِ پس وہ شخص اس اچھے وعدے کو ملنے والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر وعدے کو پورا کرنے والا اور کون ہے؟ تو کیا یہ شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ اس شخص کی مثل ہوسکتا ہے کہ ہم نے اس کو فائدہ دیا مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فائدہ دنیا کی زندگی کا۔ دنیا کی زندگی کا سامان دیا ثُمَّ هُوَ پھر وہ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ قیامت والے دن ان لوگوں میں سے ہوگا جو قیامت والے دن گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے دوزخ میں۔ کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا۔ میدان محشر برپا ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت لگی ہوگی حدیث پاک میں آتا ہے یہ آواز قریب والے بھی سنیں گے اور دور والے بھی سنیں گے سب کو سنائی دے گی فَيَقُوْلُ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔ اپنے گمان کے مطابق تم نے میرے شریک بنائے ہوئے تھے۔ حقیقت میں تو میرا کوئی شریک نہیں تھا قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کہیں گے وہ لوگ جن پر لازم ہو چکی ہوگی یہ بات۔ وہ کہیں گے جنھوں نے گمراہ کیا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ان کو گمراہ ہم نے ایسے ہی کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔ لیکن اے پروردگار! تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ہم آپ کے سامنے بے زاری کا اعلان کرتے ہیں مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ تو خود اقرار کریں گے کہ ہم خود بھی گمراہ تھے اور ان کو بھی گمراہ کیا۔ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ اور کہا جائے گا بلاؤ اپنے شریکوں کو جن کو تم دنیا میں مشکل کشا حاجت روا فریاد رس سمجھ کر پکارتے تھے دستگیر سمجھ کر پکارتے تھے پکارو ان کو فَدَعَوْهُمْ پس وہ ان کو پکاریں گے فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ پس وہ قبول نہیں کریں گے ان کی پکار کو پس وہ ان کو جواب نہیں دیں گے وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور وہ دیکھیں گے عذاب کو سامنے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑے ہوں گے اور دوزخ کا عذاب سامنے نظر آئے گا اس وقت کہیں گے لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ کاش کہ وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ دنیا میں ہمیں ہدایت نصیب ہوتی مگر اس وقت افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا آواز دے گا فَيَقُوْلُ پس فرمائے گا مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ یہ بتلاؤ کہ کیا جواب دیا تم نے بھیجے ہوئے رسولوں کو۔ پہلے توحید کے متعلق سوال ہوگا تم نے جو میرے شریک بنائے تھے وہ کہاں ہیں؟ پھر رسالت کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے میرے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ پس مشتبہ ہو جائیں گی ان پر خبریں تاریک ہو جائیں گی ان پر خبریں يَوْمَئِذٍ اس دن فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ پس وہ ایک دوسرے سے پوچھ نہیں سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور رعب کی وجہ سے کوئی جواب ان سے بن نہیں پڑے گا یا وہ لاجواب ہو جائیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ تَابَ پس بہرحال جس نے توبہ کی وَاٰمَنَ اور ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور اچھے کام کیے فَعَسٰٓى اَنْ

يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ پس قریب ہے کہ وہ ہوگا فلاح پانے والوں میں سے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اور آپ ﷺ ہی کا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اس کے سوا اور کوئی خالق نہیں ہے وَيَخْتَارُ اور اختیار بھی اسی کا ہے مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ نہیں ہے ان لوگوں کے لیے اختیار۔ خدائی اختیارات میں سے کوئی اختیار بھی مخلوق یعنی نبی، فرشتے، جن، کسی نیک بندے کو نہیں دیا گیا ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰى اور بلند ہے عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے جو یہ شرک کرتے ہیں۔

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ

اور آپ ﷺ کا رب ہی جانتا ہے اس چیز کو جس کو چھپاتے ہیں ان کے سینے اور اس چیز کو جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

ہی ہے نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی اسی کی تعریف ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ

گے۔ آپ ﷺ کہہ دیں تم بتلاؤ اگر کرے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رات کو ہمیشہ قیامت کے دن تک کون الٰہ

اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

اللہ تعالیٰ کے سوا جو لا دے تمہیں روشنی کیا پس تم سنتے نہیں۔ آپ ﷺ کہہ دیں تم بتلاؤ اگر کرے اللہ تعالیٰ تم پر دن کو

سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا

ہمیشہ قیامت کے دن تک کون الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لا کر دے تم کو رات کہ آرام حاصل کرو تم اس میں کیا پس تم دیکھتے

تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

نہیں ہو۔ اور اپنی رحمت سے ہی بنائی اس نے تمہارے واسطے رات اور دن تاکہ تم آرام حاصل کرو رات میں اور تاکہ تلاش

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ

کرو تم اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا پس فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا

جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے۔ اور ہم کھینچ لیں گے ہر امت سے گواہ پس ہم کہیں گے لاؤ اپنی دلیل پس وہ جان لیں

بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٧٥﴾

گے بیشک حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور غائب ہو جائیں گے ان سے وہ چیزیں جو وہ افترا باندھتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَخْتَارُ: وہ پسند کرتا ہے، اَلْخِیَرَۃُ: اختیار، سَرْمَدًا: ہمیشہ، تَسْکُنُوْنَ تم آرام پاتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی مذمت فرمائی اور اپنی وحدانیت کو کا بیان فرمایا۔ ان آیات میں بھی وہی وحدانیت کا مضمون بیان کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: توحید الٰہی کے مزید دلائل:

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہی جانتا ہے مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ ان چیزوں کو جن کو ان کے سینے چھپاتے ہیں دل چھپاتے ہیں وَمَا ان چیزوں کو بھی يُعْلِنُوْنَ جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ خالق وہی مختار کل بھی وہی اور سینے کے رازوں کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور وہی ہے اللہ نہیں ہے کوئی الہ مگر وہی ہے لَهُ الْحَمْدُ اسی اللہ تعالیٰ کی ہے تعریف فِي الْاُوْلٰى دنیا میں۔ اُوْلٰی سے مراد دَارُ الْاُوْلٰى ہے پہلا گھر۔ اور آخرت کو دار الآخرت کہتے ہیں وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے وَلَهُ الْحُكْمُ اور اسی کا ہے حکم اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف) حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ تمہارا کیا دھرا سب سامنے آجائے گا آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے قیامت قائم ہوگئی جنت دوزخ نظر آئے گی۔ راحت عذاب سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا۔

رات اور دن کے توازن کا بیان:

قُلْ آپ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ کا معنی ہے اَخْبِرُوْنِيْ مجھے بتلاؤ مجھے خبر دو اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اگر کرے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رات کو ہمیشہ۔ تم پر رات کو دائمی کردے ہمیشہ رات ہی رہے دن ہو ہی نہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک تو بتلاؤ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ کون الہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو تمہیں روشنی لا کردے اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ کیا پس تم سنتے نہیں ہو اتنی واضح بات تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں سورج طلوع کرے یا نہ کرے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ مجھے تم بتلاؤ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اگر کردے اللہ تعالیٰ تم پر دن کو ہمیشہ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن تک دن ہی رہے مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ کون الہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ جو تمہیں رات لا کردے تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ تاکہ تم آرام کرو رات میں اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں دیکھتے۔ اور جیسا کہ دنیا میں اب بھی بعض علاقے ہیں کہ وہاں چھ مہینے رات ہوتی ہے اور چھ ماہ دن ہوتا ہے تو توازن اور

برابری کے ساتھ دن اور رات کا ہونا یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

چونکہ پہلے رات کا ذکر تھا اور رات میں سنا جا سکتا ہے اس لیے ”اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ“ کہا اور بعد میں چونکہ دن کا ذکر ہے اور دن میں دیکھا جا سکتا ہے اس لیے ”اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ“ کہا۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے بنائی تمہارے لیے رات اور دن لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ تم آرام حاصل کرو رات میں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو۔ دن کو اس کا فضل تلاش کرو محنت مزدوری کرو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جن سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے۔

نبی اپنی اپنی امتوں پر گواہی دیں گے:

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن پکارے گا ان کو اللہ تعالیٰ۔ وہ قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی ساری مخلوق کھڑی ہوگی فَيَقُوْلُ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم گمان کرتے تھے کہ میرے شریک ہیں حقیقت میں تو میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا اور کھینچ لیں گے ہم ہر امت سے ایک گواہ۔ وہ ان امتوں کے پیغمبر ہوں گے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو حساب کے لیے بلایا جائے گا اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ میں نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا تھا آپ نے قوم کو تبلیغ کی تھی نوح علیہ السلام کی قوم انکار کرے گی کہ انہوں نے ہمیں کوئی تبلیغ نہیں کی۔ نوح علیہ السلام اپنے دعوے پر آخری پیغمبر کی امت کو بطور گواہ پیش کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی صفائی کے طور پر پیش ہوں گے کہ میری امت نے جو گواہی دی ہے وہ گواہی بالکل صحیح دی ہے فَقُلْنَا پس ہم کہیں گے ان لوگوں کو هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ تم اپنی دلیل۔ اگر تمہارے پاس کفر و شرک کے حق میں کوئی دلیل ہے تو اسے پیش کرو مگر اس دن تو وہاں کسی کو دم مارنے کی بھی ہمت نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی دلیل پیش کر سکیں گے فَعَلِمُوْٓا پس وہ جان لیں گے اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ بیشک حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس نے اپنے پیغمبروں کو بھیج کر حق واضح کر دیا تھا اور اپنی کتابوں کے ذریعے حق اور باطل بالکل واضح کر دیا تھا وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور غائب ہو جائیں گی ان سے وہ تمام چیزیں جو وہ افترا باندھتے تھے سب بناوٹی الٰہ اور معبود غائب ہو جائیں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ

بیشک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا پس اس نے سرکشی کی ان کے خلاف اور دیئے ہم نے اس کو خزانے بیشک اس کے خزانے

مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ

کی چابیاں البتہ بوجھل کر دیتی تھیں جماعت کو جو قوت والی ہوتی تھی۔ جس وقت قارون کو اس کی قوم نے کہا کہ مت اترا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو۔اور تلاش کر اس چیز کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دی ہے آخرت کا گھر

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي

دنیا سے اور احسان کر جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ اور نہ تلاش کر فساد کو زمین میں بیشک اللہ پسند نہیں کرتا فساد

الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ

کرنے والوں کو۔ قارون نے کہا پختہ بات ہے میں دیا گیا ہوں یہ دولت۔علم اور لیاقت کی بنا پر جو میرے پاس ہے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

کیا اس نے نہیں جانا بیشک اللہ نے تحقیق ہلاک کیا اس سے پہلے کئی جماعتوں کو وہ زیادہ سخت تھیں قارون سے قوت میں

وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾

اور زیادہ تھیں جماعت کے لحاظ سے اور نہیں سوال کیا جائے گا ان کے گناہوں کے بارے میں مجرموں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَارُوْنَ: یہ موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا مگر فرعون کا ساتھی بن گیا تھا، فَبَغٰى: پس اس نے سرکشی کی، لَتَنُوْٓاُ: وہ تھکا دیتی ہے، لَا تَفْرَحْ: نہ اترا، اٰتٰىكَ: اللہ نے تجھے دیا ہے، لَا تَنْسَ: نہ بھول، اَحْسِنْ: احسان کر، لَا تَبْغِ: نہ طلب کر، اُوْتِيْتُهٗ: یہ مجھے دیا گیا ہے، اَهْلَكَ: اللہ نے ہلاک کیا۔

ربط:

آپ نے اوپر پڑھا کہ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ جس کو ہم نے دنیا کا سامان دیا پھر وہ قیامت میں حاضر کئے ہوئے میں سے ہوگا۔ آگے ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ دیکھو بنی اسرائیل میں سے قارون کو، ہم نے دنیادی تھی تو اس نے کیا کیا۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قارون کا نام منور تھا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے اور دیگر مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ قارون، موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یوں بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن عمران بن قاہث اور قارون کا نسب نامہ یوں بیان کرتے ہیں قارون بن یصھر بن قاہث۔ بہت بڑا منافق تھا، اللہ نے اس کو بہت خزانے دیئے تھے۔

تفسیری نکات: قارون کا قصہ:

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى بیشک قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا ان کا چچازاد بھائی تھا مگر بڑا پکا

منافق تھا فَبَغٰی عَلَیۡھِمۡ پس قارون نے ان کے خلاف سرکشی کی وَاٰتَیۡنٰہُ مِنَ الۡکُنُوۡزِ کنوز کنز کی جمع ہے اور کنز کا معنی خزانہ ہے۔ معنی ہوگا ہم نے اس قارون کو خزانے دیئے تھے مَاۤ اس قدر اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَۃِ مفاتح مفتح کی جمع ہے۔ معنی ہے چابی تو مفاتح کا معنی ہوگا چابیاں۔ بیشک اس کے خزانے کی چابیاں البتہ بوجھل کر دیتی تھیں ایک جماعت کو۔ عصبہ کا لفظ عربی زبان میں دس سے لے کر چالیس تک کے لیے بولا جاتا ہے دس سے کم پر نہیں بولا جاتا۔ تو ایک اچھی خاصی جماعت اس کے خزانے کی چابیاں اٹھا کر بوجھل ہوجاتی تھی تھک جاتی تھی اُولِی الۡقُوَّۃِ جو قوت والی ہوتی تھی۔ اس سے تم اس کے خزانوں کا اندازہ لگالو۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ مفاتح مفتحۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہے خزانہ۔ تو معنی ہوگا بیشک خزانے اس قارون کے البتہ بوجھل کر دیتے تھے ایک طاقتور جماعت کو۔ اچھی خاصی جماعت ان کو اٹھا نہیں سکتی تھی۔ جب گھر سے نکلتا تھا تو بڑی اکڑفوں کے ساتھ نکلتا تھا لوگ سلام کرتے تھے غرور کی وجہ سے ان کے سلام کا جواب نہیں دیتا تھا۔ کوئی امیر سلام کرتا تو جواب دیتا تھا۔ اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ جس وقت کہا اس کو اس کی قوم نے لَا تَفۡرَحۡ گھمنڈ نہ کر اپنے مال پر اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا گھمنڈ کرنے والے کو اترانے والوں کو۔ وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ اور تلاش کر اس مال کے ذریعے دولت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دی ہے آخرت کا گھر۔ زکوٰۃ دے صدقہ خیرات کر غریبوں کی مدد کر مہمان نوازی کر مال کے ذریعے جو اچھے کام ہوسکتے ہیں وہ کر وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَكَ مِنَ الدُّنۡیَا اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے۔ ضرورت کے مطابق کھاؤ پیو پہنو ضرورت کے مطابق مکان بناؤ سواری رکھو اپنے آپ پر اور اہل خانہ پر خرچ کرو وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡكَ اور احسان کر لوگوں کے ساتھ جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ اور نہ تلاش کر فساد کو زمین میں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتے۔ اللہ کی نافرمانی فساد فی الارض ہے۔ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُہٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ کہنے لگا پختہ بات ہے یہ مال جو مجھے ملا ہے اپنے علم اور لیاقت کی بنیاد پر ملا ہے تم بھی اپنے اندر لیاقت پیدا کرو اور مال کماؤ مجھ سے نہ مانگو۔ اَوَلَمۡ یَعۡلَمۡ اور کیا نہ جانا قارون نے اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَھۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِہٖ بیشک اللہ تعالیٰ نے تحقیق ہلاک کیں اس سے پہلے مِنَ الۡقُرُوۡنِ جماعتیں۔ اس سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک ہوئی ہیں مَنۡ وہ جماعتیں ھُوَ اَشَدُّ مِنۡہُ قُوَّۃً وہ زیادہ سخت تھیں قارون کی قوت سے۔ مال و دولت اور جسمانی طاقت ہر لحاظ سے قارون سے بڑھ کر تھیں وَّاَکۡثَرُ جَمۡعًا اور زیادہ تھیں جماعت کے لحاظ سے۔ افرادی لحاظ سے بھی زیادہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہ ان کو مال بچا سکا نہ افراد بچا سکے وَلَا یُسۡئَلُ عَنۡ ذُنُوۡبِھِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ اور نہیں سوال کیا جائے گا ان کے گناہوں کے بارے میں مجرموں سے۔ کیونکہ یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور دوسرے مقام پر سوال کرنے کا بھی ذکر ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسۡئَلَنَّھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ آپ ﷺ کے رب کی قسم ہے ہم سب سے ضرور سوال کریں گے۔

ایک تابعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ حضرت قرآن کی آیتیں آپس میں بظاہر متعارض ہیں۔ اس میں ہے ''لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ'' دوسری جگہ پر آتا ہے ''فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ'' پہلی آیت میں ہے کہ مجرموں سے سوال کیا جائے گا اور دوسری آیت میں ذکر ہے کہ سب سے سوال کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ جب حیثیت بدل جائے تو کوئی تعارض نہیں۔ تو سوال ہوگا کہ تم نے گناہ کیوں کیے ہیں؟ اور اس بارے میں سوال نہیں ہوگا کہ تم نے گناہ کیے ہیں یا نہیں کیے۔ تو جب حیثیت بدل جائے تو تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا

پس وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ کہا ان لوگوں نے جو ارادہ کرتے تھے دنیا کی زندگی کا کاش کہ ہمارے

مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

لیے بھی ہو جائے اس کے مثل جو دیا گیا قارون بیشک وہ بڑے نصیبے والا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جن کو علم دیا گیا تھا خرابی ہے

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

تمہارے لیے بدلہ اللہ تعالیٰ کا بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لایا اور عمل کیے اچھے اور نہیں دی جاتی یہ صفت مگر صبر کرنے والوں کو

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ

پس ہم نے دھنسا دیا اس کو اور اس کی کوٹھی کو زمین میں پس نہیں تھا اس کے لیے کوئی گروہ جو اس کی مدد کرتا اللہ تعالیٰ کے سوا،

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ

اور نہیں تھا وہ انتقام لینے والوں میں سے۔ اور ہو گئے وہ لوگ جنھوں نے آرزو کی تھی اس جیسا ہونے کی کل تک، کہنے لگے تعجب

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ

ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ رزق جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ

عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا زمین میں تعجب ہے گویا کہ شان یہ ہے کہ فلاح نہیں پانے والے کافر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زِيْنَتِهٖ: اس کی آرائش، يٰلَيْتَ: اے کاش، وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ: وہ ثواب نہیں دیا جاتا، فَخَسَفْنَا: (پھر) دھنسا دیا ہم نے، بِدَارِهٖ: اس کے گھر کو، اَلْمُنْتَصِرِيْنَ: بدلہ لینے والے، تَمَنَّوْا: جنھوں نے تمنا کی، وَيْكَاَنَّ: تعجب ہے، لَخَسَفَ: یقیناً وہ دھنسا دیتا، وَيْكَاَنَّهٗ: خبردار کہ وہ۔

ربط:

سابقہ آیات سے قارون کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اسی کا تذکرہ اور انجام بتایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قارون کا عبرت ناک انجام:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ پس وہ قارون نکلا اپنی قوم کے سامنے فِيْ زِيْنَتِهٖ اپنی ٹھاٹ باٹ کے ساتھ۔ سونے کے زین والے گھوڑے پر سوار ہوا سر پر عمدہ پگڑی تھی سونے کی پٹی باندھ رکھی تھی آگے پیچھے نوکر چاکر تھے قَالَ الَّذِيْنَ کہا ان لوگوں نے يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا جو ارادہ کرتے تھے دنیا کی زندگی کا۔ دنیا کے طلب گار لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ کاش کہ ہمارے لیے بھی ہو جائے اس کے مثل جو دیا گیا قارون کو۔ یہ مال و دولت اور شان و شوکت ہمیں بھی مل جائے اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ بیشک یہ بڑے نصیبے والا بخت والا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور کہا ان لوگوں نے جن کو علم دیا گیا۔ صاحب علم اللہ والوں نے کہا جو ان کے پاس تھے وَيْلَكُمْ تمہارے لیے خرابی ہے ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ جو بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گا وہ بہت اچھا اور عمدہ ہے۔ یہ ٹھاٹ باٹ اور شان و شوکت عارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بدلہ ملے گا وہ بہت بہترین ہوگا لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا مگر وہ اس کو ملے گا جو ایمان لایا اور اچھے عمل کیے وَلَا يُلَقّٰىهَآ اور نہیں دی جاتی یہ صفت اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ مگر صبر کرنے والوں کو۔ ایمان کی دولت اور عمل کی توفیق صبر کرنے والوں کو ملتی ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ پس ہم نے دھنسا دیا قارون کو وَبِدَارِهِ اور اس کی کوٹھی کو الْاَرْضَ زمین میں۔ قارون کو کوٹھی اور دولت سمیت اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ اس کی کوٹھی اور ساری دولت کو زمین نگل گئی فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ پس نہیں تھی اس کے لیے کوئی جماعت يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جو مدد کرتی اس کی اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بچا سکتا ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ اور نہیں تھا وہ انتقام لینے والوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ سے کون انتقام لے سکتا ہے۔ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکا انتقام کیا لیتا تھا۔ جس وقت قارون اور اس کی کوٹھی وغیرہ زمین میں دھنس گئی تو وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا اور ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے آرزو کی تھی مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ اس جیسا ہونے کی کل۔ کل جنہوں نے آرزو کی تھی کہ ہمیں بھی قارون جیسی دولت مل جائے اور اس جیسا ٹھاٹھ باٹھ مل جائے يَقُوْلُوْنَ انہوں نے کہا وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ تعجب ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے۔ کل جو قارون کی دولت کی آرزو کر رہے تھے آج وہ پشیمان ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں ایسی دولت نہیں ملی ورنہ ہم بھی زمین میں دھنسا دیئے جاتے لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا لَخَسَفَ بِنَا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا زمین میں وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ تعجب ہے گویا کہ فلاح نہیں پاتے کفر کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرنے والے فلاح نہیں پا سکتے چاہے وہ کھلے کافر ہوں یا بہ

ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے ہوں۔ اب دیکھ لو کہ قارون اولیاء کی اولاد میں سے تھا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا مگر کوئی نسبت کام نہ آئی۔

قارون کے جرائم کیا تھے:

قارون مغرور اور متکبر تھا اپنی دولت پر غرور کرتا تھا۔ غریبوں کو حقیر سمجھتا تھا۔ انتہائی کنجوس اور بخیل تھا۔ فرعون اور ہامان کا ساتھی تھا۔ زکوٰۃ دینے سے انکاری تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ جو دولت مجھے ملی ہے میں نے اپنی عقل اور محنت سے کمائی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل نہیں۔ ریا کاری اور نمود و نمائش کرنے والا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے الزامات اور تہمتیں لگاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک فاحشہ عورت کے ذریعے زنا کی تہمت لگادی۔ ان جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے مال اسباب سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

وہ آخرت کا گھر ہے ہم ٹھہراتے ہیں اس کو ان لوگوں کے لیے جو نہیں ارادہ کرتے بڑائی زمین میں اور نہ فساد۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿83﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

اور اچھا انجام ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ جو شخص لے کر آیا نیکی پس اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے اور جو شخص لے کر آیا برائی

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿84﴾ اِنَّ الَّذِيْ

پس نہیں بدلہ دیا جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے عمل کیے برے، مگر اسی چیز کا جو وہ عمل کرتے تھے۔ بیشک وہ رب جس نے

فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ

فرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن البتہ آپ کو لوٹائے گا لوٹنے کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو

بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿85﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ

ہدایت لے کر آیا ہے اور اس کو جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور آپ امید نہیں رکھتے تھے کہ ڈالی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾

کتاب مگر رحمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ ہوں امداد کرنے والے کافروں کی۔ اور ہرگز

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ

نہ روکیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے بعد اس کے وہ نازل کی گئی ہیں آپ کی طرف۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ

اپنے رب کی طرف اور آپ ﷺ ہرگز نہ ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ اور آپ ﷺ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی

اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور کو معبود نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر رب کی ذات اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَجْعَلُهَا: ہم خاص کرتے ہیں اسے، لَرَآدُّكَ: یقیناً وہ پہنچائے گا آپ کو، مَعَادٍ: لوٹنے کی جگہ، مَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا: آپ کو توقع نہ تھی، لَا يَصُدُّنَّكَ: یہ لوگ آپ کو روکنے نہ پائیں، هَالِكٌ: ہلاک ہونے والا۔

ربط:

پہلے رکوع میں دنیا کی ناپائیداری کا ذکر تھا کہ دیکھو قارون کو کتنا خزانہ ملا لیکن کیا ہوا۔ اب آخرت کا ذکر کیا جارہا ہے فرمایا آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے ہے جو زمین میں فساد نہیں چاہتے۔

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

ہمارے استاد محترم حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ربط بیان فرماتے تھے کہ اس سورۃ کی ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ جو مصر سے چلے مدین رہے اور پھر چند سالوں کے بعد مدین سے مصر لوٹے اسی طرح آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے اور کفار نے مشکل حالات پیدا کئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو معاد یعنی مکہ مکرمہ کی طرف لوٹائے گا۔

جبکہ امام رازی اور ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں معاد سے قیامت مراد ہے اور ابھی اوپر قیامت کا ذکر آیا ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ تو ربط یہ ہے کہ جس اللہ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل کیا وہ آپ ﷺ کو معاد یعنی قیامت کی طرف لوٹائے گا۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نصائح:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ آخرت کا وہ گھر ہے کہ نَجْعَلُهَا بنایا ہے ہم نے وہ آخرت کا گھر لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ جو نہیں ارادہ کرتے بڑائی کا زمین میں وَلَا فَسَادًا اور نہ فساد کرتے ہیں وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے جو گناہوں سے بچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا جو شخص لے کر آیا نیکی پس اس کے لیے بہتر ہوگا اس سے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ اور جو

لایابرائی فَلَا یُجۡزَی الَّذِیۡنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ پس نہیں بدلہ دیا جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے عمل کیے برے مگر اتنا جتنا انہوں نے عمل کیا۔ اِنَّ الَّذِیۡ بیشک وہ رب فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ جس نے فرض کیا آپ ﷺ پر قرآن لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ البتہ آپ ﷺ کو لوٹائے گا لوٹنے کی جگہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے جہاں سے آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ میں آپ ﷺ کو پھر فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ لاؤں گا۔ یہ تفسیر بخاری شریف میں ہے اور ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ بڑے مفسر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ معاد سے مراد مقام محمود ہے۔ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ آپ ﷺ فرمادیں میرا رب خوب جانتا ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰی جو ہدایت لے کر آیا وَمَنۡ اور اس کو بھی هُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ جو کھلی گمراہی میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔

کافروں اور کفر کے مددگار نہ بنو:

وَمَا کُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡکَ الۡکِتٰبُ اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ امید نہیں رکھتے تھے کہ ڈالی جائے گی اتاری جائے گی آپ ﷺ کی طرف کتاب نبوت ملنے سے پہلے۔ آپ ﷺ کو کوئی امید نہیں تھی کہ مجھے نبوت ملے گی کتاب ملے گی اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ مگر رحمت ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے کہ اس نے آپ کو نبی بنایا کتاب نازل فرمائی فَلَا تَکُوۡنَنَّ ظَهِیۡرًا لِّلۡکٰفِرِیۡنَ پس آپ ﷺ نہ ہوں امداد کرنے والے کافروں کے۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا ہے کہ ہرگز کافروں کی مدد نہ کریں۔

وَلَا یَصُدُّنَّکَ اور ہرگز نہ روکیں آپ ﷺ کو۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا جا رہا ہے۔ ہرگز نہ روکیں آپ ﷺ کو عَنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بیان کرنے سے ہرگز یہ کافر نہ روکیں بَعۡدَ اِذۡ اُنۡزِلَتۡ اِلَیۡکَ بعد اس کے کہ وہ نازل کی گئی ہیں آپ ﷺ کی طرف۔ وَادۡعُ اِلٰی رَبِّکَ اور آپ ﷺ بلائیں اپنے رب کی طرف وَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ یہ بھی آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا گیا ہے۔ اور ہرگز نہ ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ اور شرک کی عام قسم ہے غیر اللہ کو پکارنا اس لیے فرمایا وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور آپ ﷺ نہ پکاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود حاجت روا مشکل کشا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی الٰہ حاجت روا مشکل کشا فریادرس دستگیر مگر وہی اللہ تعالیٰ کُلُّ شَیۡءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات لَهُ الۡحُکۡمُ اسی کا حکم ہے وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اس کے متعلق سوچو کہ جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جاؤ گے تو کیا جواب دو گے۔

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْتِ مَکِّیَّۃٌ

یہ سورۃ مکی ہے اوراس کا نام ''العنکبوت'' ہے۔ عنکبوت کا مطلب ہے مکڑی، چونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے شرک کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ جولوگ جھوٹے معبودوں سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں تو کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ تو یہ مکڑی کے گھر کی مانند ہے۔ یعنی یہ جھوٹے معبودان باطلہ اس قدر کمزور ہیں۔ تفصیل آگے آتی ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر انتیس (۲۹) اور ترتیب نزولی کے مطابق پچاسی (۸۵) ہے یعنی اس سے قبل چوراسی (۸۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی انہتر (۶۹) آیات ہیں اور سات (۷) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ

الم۔ کیا گمان کرتے ہیں لوگ کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اوران کی آزمائش

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

نہیں کی جائے گی۔ اور البتہ تحقیق آزمائش میں ڈالا ہم نے ان لوگوں کو جوان سے پہلے تھے پس اللہ تعالیٰ ضرور ظاہر کرے گا

صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ

ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور ضرور ظاہر کرے گا جھوٹوں کو۔ کیا خیال کیا لوگوں نے جو عمل کرتے ہیں برے کہ وہ ہم سے آگے نکل

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ

سکتے ہیں برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی پس بیشک میعاد اللہ تعالیٰ کی البتہ آنے والی

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جس نے جہاد کیا پس پختہ بات ہے وہ جہاد کرے گا اپنی جان کے لیے بیشک اللہ تعالیٰ

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

البتہ بے پرواہے تمام جہان والوں سے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے البتہ ہم ضرور مٹائیں گے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

ان کی خطائیں اور ہم ضرور ان کو بدلہ دیں گے بہتر ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے انسان کو اس

بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

کے والدین کے بارے میں اچھائی کا اور اگر وہ زور ڈالیں تجھ پر کہ تو شریک بنائے میرے ساتھ اس چیز کو جس کا تجھے علم نہیں

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾

ہے پس اطاعت نہ کر ان دونوں کی۔ میری طرف ہے تمہارا لوٹنا پس میں تمہیں خبر دوں گا اس کارروائی کی جو تم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُتْرَكُوْٓا: انہیں چھوڑ دیا جائے گا، لَيَعْلَمَنَّ: (اللہ تعالیٰ) ضرور جان کر رہے گا، يَسْبِقُوْنَا: کہ وہ آگے نکل جائیں گے ہم سے، يُجَاهِدُ: وہ محنت کرتا ہے، لَنُكَفِّرَنَّ: ضرور ہم مٹا دیتے ہیں، فَلَا تُطِعْهُمَا: (پس) تو ان دونوں کا کہنا نہ مان۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات فی نسق الایات میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ پہلی سورۃ کے آخر میں تھا ''وادع الی ربك'' اپنے ربّ کی طرف دعوت دو۔ اللہ کی طرف دعوت میں بڑی سے بڑی تکلیفیں پیش آئیں، آگے فرمایا کہ پہلے لوگوں پر بھی بہت تکلیفیں آئیں ایسے ہی تم پر بھی آئیں گی صرف اتنی بات پر تمہیں نہیں چھوڑ دیا جائیگا کہ زبان سے اٰمَنَّا کہو۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ تمہاری آزمائش نہ ہو نہیں بلکہ بڑی تکلیفیں تم پر بھی آئیں گی۔

تفسیری نکات: حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟

الٓمّٓ۔ الم حروف مقطعات میں سے ہے۔ اور یہ حروف انیس سورتوں کے شروع میں آرہے ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ هِيَ مِنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ یعنی یہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔ الف سے مراد اللہ جو کہ اللہ کا ذاتی نام ہے۔ لام سے مراد لَطِيْفٌ یعنی باریک بین اور میم سے مراد مَالِكٌ یعنی قیامت کے دن کا مالک یا کائنات کی ہر چیز کا مالک۔

اہل ایمان کو آزمائش میں ڈالا جائے گا:

اَحَسِبَ النَّاسُ کیا خیال کرتے ہیں لوگ کیا گمان کرتے ہیں لوگ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اس بات کا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اَنْ صرف اس بات پر يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں۔ صرف اٰمَنَّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ ان کا امتحان ہوا بڑی آزمائشیں ہوئیں فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا پس ضرور ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو سچے ہیں۔

وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اور ضرور ظاہر کرے گا ان کو جو جھوٹے ہیں۔ بغیر امتحان کے جھوٹے سچے کا پتا نہیں چلتا۔ دنیا میں امتحان اسی لیے مقرر ہوئے ہیں کہ ایمان لانے والے اور ایمان نہ لانے والے کا علم ہو جائے سمجھ دار اور احمق کا امتیاز ہو جائے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں اَنْ يَّسْبِقُوْنَا کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے آگے نکل سکتے ہیں ہم سے بھاگ جائیں گے سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے کون نکل سکتا ہے؟ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مراد قیامت کا یقین رکھنا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ قیامت حق ہے ایک دن آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہو گی اور میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑا ہوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے بندے تو کیا کر کے آیا ہے فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ پس بیشک میعاد یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وقت مقرر کیا ہے وہ البتہ آنے والا ہے ضرور آکر رہے گا وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا ہے اور وہی جاننے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون اہل ایمان میں سے ہے اور کون بے ایمان ہے۔ صرف ایمان کا دعویٰ ہی کرتا ہے۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرنا بھی جہاد ہے:

وَمَنْ جَاهَدَ اور جس نے جہاد کیا فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ پس پختہ بات ہے کہ وہ جہاد اپنے نفس کے لیے کرے گا۔ جہاد کی کئی قسمیں ہیں ایک جہاد کفار کے ساتھ قتال کرنا ہے اور ایک جہاد اپنے نفس کا مقابلہ کرنا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالْمُجَاهِدِ، کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ مجاہد کون ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضرت بتلائیں۔ فرمایا مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ ، جو شخص جہاد کرے اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ بے پرواہ ہے تمام جہان والوں سے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ تو کسی کی عبادت سے فرق پڑتا ہے اور نہ کسی کی نافرمانی سے فرق پڑتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ ہم ضرور مٹا دیں گے ان کی خطائیں۔ گناہ معاف کر دیں گے۔ گناہ معاف ہو جائیں بڑی بات ہے وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے بہتر ان کاموں کا جو وہ کرتے تھے۔ پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ جو آدمی ایمان اخلاص اور اتباع سنت کے جذبے سے نیکی کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ دس گنا اجر عطا فرماتے ہیں۔ فی سبیل اللہ کی مد میں کرے گا تو سات سو گنا اجر ملے گا۔

ماں باپ کی اطاعت معصیت میں نہیں کرنی چاہیے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے انسان کو بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا اس کے والدین کے بارے میں اچھائی کا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ ایسا حکم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ کے مبارک

زمانے تک یہی حکم رہا ہے وَاِنْ جَاهَدٰكَ اور اگر وہ زور ڈالیں تجھ پر۔ تمہارے والدین تم پر دباؤ ڈال کر تمہیں اس بات پر آمادہ کریں لِتُشْرِكَ بِیْ کہ تو شریک بنائے میرے ساتھ مَا اس چیز کو لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ جس کا تجھے علم نہیں ہے فَلَا تُطِعْهُمَا پس اطاعت نہ کر ان دونوں کی۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ۔

سعد بن مالک بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (ابی وقاص دادا کا نام تھا) عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی ہیں چوتھے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ برادری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں لگتے تھے فاتح ایران ہیں ماں کا نام حمنہ بنت ابی سفیان ہے۔ جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھی، اور بھائی کا نام عتبہ تھا وہ جس نے غزوہ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا تھا اور آپ کا دانت مبارک شہید کیا تھا۔ تو ان کی ماں نے پہلے زور لگایا کہ بیٹا حماقت میں اپنے آبائی عقیدے کو نہیں چھوڑنا۔ اس لئے تو پھر اپنے عقیدے پر لوٹ آئے انہوں نے بیٹے کو تنبیہ کی اور قسم کھالی کہ میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک کہ تم پھر اپنے آبائی دین پر واپس نہ آجاؤ یا میں اسی طرح بھوک پیاس سے مرجاؤں، اور ساری دنیا میں ہمیشہ کے لیے یہ رسوائی تمہارے سر رہے کہ تم اپنی ماں کے قاتل ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک دن رات اور بعض اقوال کے مطابق تین دن تین رات اپنی قسم کے مطابق بھوکی پیاسی رہی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور والدہ کو خطاب کر کے کہا کہ اماں جان اگر تمہارے بدن میں سو ۱۰۰ روحیں ہوتیں اور ایک ایک کر کے نکلتی رہتی میں اس کو دیکھ کر بھی میں کبھی اپنا دین نہ چھوڑتا، اب تم چاہو کھاؤ پیو یا مرجاؤ، میں بہر حال اپنے دین سے نہیں ہٹ سکتا، ماں نے ان کی اس گفتگو سے مایوس ہو کر کھانا کھالیا۔

اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ میری طرف ہے تمہارا لوٹنا فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس میں تمہیں خبر دوں گا اس کا اس کارروائی کی جو تم کرتے تھے۔ پھر اس عقیدے اور عمل کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے البتہ ہم ضرور داخل کریں گے ان کو نیک لوگوں میں۔ اور لوگوں میں سے

یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

وہ بھی ہیں جو کہتے ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر پس جب ان کو تکلیف دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ٹھہراتے ہیں لوگوں

كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا

کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح اور البتہ اگر آئے مدد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے البتہ ضرور کہیں گے بیشک

كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَیَعْلَمَنَّ

ہم تمہارے ساتھ تھے اور کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا اس چیز کو جو جہان والوں کے سینوں میں ہے۔ اور البتہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ضرور ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور البتہ ضرور ظاہر کرے گا منافقوں کو۔ اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ

ان لوگوں کو جو مومن ہیں تم پیروی کرو ہمارے راستے کی اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہ اور نہیں ہیں وہ اٹھانے والے ان کے

خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا

گناہوں میں سے کچھ بھی بیشک وہ البتہ جھوٹے ہیں۔ اور البتہ وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ بوجھ اپنے بوجھوں کے

مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

ساتھ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے قیامت والے دن اس چیز کے بارے میں جو وہ افترا باندھتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنُدْخِلَنَّهُمْ: ہم البتہ ضرور داخل کریں گے انہیں، اُوْذِيَ: (جب) ستایا جاتا ہے، سَبِيْلَنَا: ہمارا راستہ، وَلْنَحْمِلْ: (اور چاہیے کہ) ہم اٹھالیں، بِحٰمِلِيْنَ: اٹھانے والے، خَطٰيٰهُمْ: ان کے گناہ، لَيَحْمِلُنَّ: وہ البتہ ضرور اٹھائیں گے، اَثْقَالًا: بوجھ، اَثْقَالَهُمْ: ان کے گناہ، لَيُسْئَلُنَّ: ان سے البتہ ضرور پوچھا جائے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخری آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی سب سے قابل احترام ہستیاں یعنی ماں باپ بھی تمہیں ایمان سے پھر جانے کا کہیں تو ان کی بات نہ مانو۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایمان کی قدر ومنزلت بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: ایمان والوں اور نفاق والوں کی حالت کا بیان:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل اچھے کیے یعنی ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ البتہ ہم ان کو ضرور داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔ یعنی ان شاء اللہ دنیا میں بھی نیک لوگوں کی رفاقت اور معیت ہوگی اور آخرت میں بھی جنت میں نیک لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں يَّقُوْلُ جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر۔ ایمان کا دعوی کرتے ہیں لیکن فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جب ان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں تکلیف پہنچائی جاتی ہے جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ٹھہراتے ہیں لوگوں کی آزمائش اور سزا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح۔ لوگوں کی سزا کو ایسے سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہو وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ اور البتہ اگر آئے مدد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے کہ کامیابی نصیب ہو پھر کیا ہوگا؟ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمْ البتہ ضرور کہیں گے بیشک ہم تمہارے ساتھ تھے۔ یعنی تکلیف کے وقت بھاگ جاتے ہیں اور راحت اور کامیابی حاصل ہو جائے تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ اچھی طرح جاننا بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ اس چیز کو جو جہان والوں کے سینے میں ہے وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ عَلِمَ، یَعْلَمُ کا معنی جاننا بھی ہے اور ظاہر کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں معنی ظاہر کرنے کے ہیں۔ معنی ہوگا اور البتہ ضرور ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کو جو مومن ہیں وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ اور ضرور ظاہر کرے گا منافقین کو۔ حالات ایسے پیدا کر دے گا کہ ان کی روشنی میں سچے جھوٹے مخلص غیر مخلص ظاہر ہو جائیں گے۔

کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور ان کی والدہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور والدہ کی حالت خراب ہوئی تو اہل محلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آکر کہا کہ والدہ کا جو حق تم پر ہے اس کی وجہ سے تم ان کی بات مان لو اور اگر تمہیں کوئی گناہ ہوگا تو اس کا بار اور بوجھ ہم اٹھا لیں گے۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا ان لوگوں کو جو مومن ہیں۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسوں کو کہا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا پیروی کرو تم ہمارے راستے کی۔ کفر اختیار کرو، کلمہ چھوڑ دو وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰکُمْ اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہوں کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اور نہیں ہیں وہ اٹھانے والے ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ بے شک یہ جھوٹے ہیں۔

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اور البتہ وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ۔ اب یہاں اوپر والے بیان اور اس آیت کے فرمان میں بظاہر تعارض ہوتا معلوم ہوتا ہے۔

پہلے اللہ نے فرمایا "وَمَا هُمْ بِحَامِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ" (ان کی خطاؤں کو نہیں اٹھائیں گے) اور آگے اس کا اثبات ہے کہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے "وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ" اپنے بوجھوں کیساتھ اور بوجھ بھی اُٹھائیں گے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بوجھ اٹھائیں گے۔ پہلے نفی تھی کہ نہیں اٹھائیں گے۔

تو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اور دیگر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی لکھا ہے کہ نفی کا محل اور ہے اور اثبات کا محل اور ہے۔

نفی کا محل یہ ہے کہ ایسے انداز سے دوسرے کا بوجھ اٹھا دینا کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے اور اثبات کا محل یہ کہ اپنے بوجھ

بھی ہوں گے اور اضلال وگمراہ کرنے کا بوجھ بھی (مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً) جس نے برا راستہ بتلایا تو اس بتلانے والے پر بھی گناہ ہوگا لیکن کرنے والا بھی نہیں چھوٹے گا۔

وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور البتہ ضرور سوال کیے جائیں گے قیامت والے دن۔ قیامت والے دن سوال ہوگا عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اس چیز کے بارے میں جو وہ افترا باندھتے تھے۔ سب چیزوں کے بارے میں قیامت والے دن پوچھا جائے گا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کو قوم کی طرف پس وہ ٹھہرے ان کے درمیان ایک ہزار سال مگر پچاس سال کم۔

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿14﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ

پس پکڑا اس قوم کو طوفان نے اور وہ ظالم تھے۔ پس ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور کشتی والوں کو اور بنایا ہم نے اس کشتی

اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿15﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ

کو نشانی جہان والوں کے لیے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا ہم نے جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور ڈرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿16﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

اس سے، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ بیشک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، بت ہیں

وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا

اور گھڑتے ہو تم جھوٹ بیشک وہ لوگ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے نہیں مالک تمہارے لیے رزق کے،

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿17﴾ وَاِنْ

پس تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس روزی اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم

تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿18﴾ اَوَلَمْ

جھٹلاؤ گے پس تحقیق جھٹلا چکی ہیں امتیں جو تم سے پہلے گزری ہیں اور ہے رسول کے ذمے مگر پہنچانا کھول کر۔ کیا نہیں

يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿19﴾ قُلْ

دیکھا ان لوگوں نے کیسے ابتدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی پھر وہ لوٹاتا ہے بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ

فرمادیں سیر کرو تم زمین میں پس دیکھو تم کیسے ابتدا کی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پھر اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اٹھانا آخرت کا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿20﴾ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ۔ عذاب دے گا جس کو چاہے گا اور رحم کرے گا جس پر چاہے گا

وَاِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿21﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے زمین میں اور نہ آسمان میں ، اور نہیں تمہارے لیے

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿22﴾ ع ٢ ٩ ١٣

اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَمْسِیْنَ: پچاس، اَوْثَانًا: بُت، تَخْلُقُوْنَ: تم بناتے ہو، اِفْكًا: جھوٹی بات، (اِنْ) تُكَذِّبُوْا: (اگر) تم (مجھے) جھوٹا سمجھتے ہو، یُبْدِئُ: اللہ ابتداء کرتا ہے، اَلنَّشْاَةَ: پیدا کرنا، یَرْحَمُ: وہ رحمت فرماتا ہے، تُقْلَبُوْنَ: تم لوٹائے جاؤ گے۔

ربط:

تفسیر کبیر وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ پہلے تھا" وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ "ہم نے پہلے لوگوں کو بھی آزمائش و امتحان میں ڈالا۔ اب اس سلسلے کے چند واقعات بیان فرمائے جا رہے ہیں۔

پہلے نوح علیہ السلام کے امتحان کا ذکر ہے پھر ابراہیم علیہ السلام کا ہے پھر لوط علیہ السلام کا ہے۔ اور پھر شعیب علیہ السلام کا ہے کہ یہ پہلے جو لوگ گزرے امتحان میں ڈالے گئے۔

تفسیری نکات: نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی اپنے قوموں کو تبلیغ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف۔ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں ہے کہ نوح علیہ السلام کا نام عبد الغفار تھا اور ان کے والد کا نام زمق تھا نوح بن زمق علیہ السلام۔ قوم کی حالت پر نوحہ کرتے کرتے لقب نوح پڑ گیا فَلَبِثَ فِیْهِمْ پس ٹھہرے نوح علیہ السلام قوم میں اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا پچاس کم ایک ہزار سال یعنی نوح علیہ السلام نے قوم کو نو سو پچاس سال تبلیغ کی اور یہ بات قطعی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے۔ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ پس پکڑا ان کو طوفان نے۔ طوفان کیوں آیا؟ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ اور وہ ظالم تھے نو سو پچاس سال کی تبلیغ سے انہوں نے کوئی اثر نہ لیا فَاَنْجَیْنٰهُ پس ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ اور کشتی والوں کو جو ان کے ساتھ سوار تھے ان کو نجات دی اور کوئی نہیں بچا وَجَعَلْنٰهَآ اور ہم نے کر دیا کشتی کو اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نشانی جہان والوں کے لیے۔

بخاری شریف میں روایت ہے اَدۡرَکَتۡهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الۡاُمَّةِ. اس امت کے پہلے لوگوں نے اس پہاڑ پر چڑھ کر اس کشتی کا ڈھانچا دیکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا کیونکہ وہ ظالم تھے مشرک تھے وَاِبۡرٰهِيۡمَ اس کا عطف اَرۡسَلۡنَا پر ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ عبارت یوں بنے گی وَاَرۡسَلۡنَا اِبۡرٰهِيۡمَ اور ہم نے بھیجا ابراہیم علیہ السلام کو اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ جب فرمایا انہوں نے اپنی قوم کو اعۡبُدُوا اللّٰهَ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی وَاتَّقُوۡهُ اور اس کی مخالفت سے بچو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچو ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے عذاب سے بچنا تمہارے لیے بہتر ہے اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اگر تم جانتے ہو تو میری بات سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی بہتر ہے اور اس کے عذاب سے بچنا ہی بہتر ہے۔

اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ بیشک وہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوۡثَانًا وہ بت ہیں انسانوں کے بت تم نے بنائے ہیں وَّتَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا اور تم گھڑتے ہو جھوٹ کہ ان میں خدائی اختیارات ہیں حالانکہ خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ بیشک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَكُمۡ رِزۡقًا وہ مالک نہیں ہیں تمہارے لیے رزق کے فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ پس تم رزق تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی سے رزق طلب کرو وَاعۡبُدُوۡهُ اور اس کی عبادت کرو وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ اور شکر ادا کرو اسی رب کا اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِنۡ تُكَذِّبُوۡا اور اگر تم جھٹلاؤ گے توحید کو رسالت کو قیامت کے عقیدے کو فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ پس تحقیق جھٹلا چکی ہیں وہ امتیں جو تم سے پہلے گزری ہیں۔ قوم نوح قوم عاد قوم ثمود وغیرہ ان کا انجام دیکھ لو وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ اور نہیں ہے رسول کے ذمے مگر بات پہنچانی ہے خوب اچھی طرح واضح کر کے۔

تخلیق انسان وحیوان کا بیان:

اَوَلَمۡ يَرَوۡا کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ کیسے ابتدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کی۔ ابتداء انسان کا بچہ حیوان کا بچہ پرندوں کا بچہ کیسا ہوتا ہے پھر کس طرح ان کو جوانی تک لے جاتا ہے ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ پھر وہ لوٹاتا ہے اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ یہ لوٹانا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ جو ابتداء میں پیدا کرسکتا ہے وہ لوٹا بھی سکتا ہے (اس عمل تخلیق کا اعادہ بھی کرسکتا ہے) اس کے لیے کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں زمین میں سیر کرو چلو پھر فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ پس دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ آسمان دیکھو زمین دیکھو چاند سورج ستارے دیکھو ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ پھر اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اٹھانا آخرت کا۔ جس نے ابتداء میں پیدا کیا ہے وہ آخرت والے دن بھی اٹھائے گا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ کافر مشرک منافق باغی کو

سزا دے گا۔

وَيَرۡحَمُ مَنۡ يَّشَآءُ اور رحم کرے گا جس پر چاہے گا۔ اہلِ توحید اچھے اعمال کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی وَاِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ اور تم عاجز نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کو زمین میں وَلَا فِى السَّمَآءِ اور نہ آسمان میں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ تمہیں پیدا کیا تم آ گئے جب مارے گا مر جاؤ گے تم موت کو ٹال نہیں سکتے وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ ولی اس کو کہتے ہیں جو زبانی زبانی حمایت کرے اور نصیر اس کو کہتے ہیں جو عملی طور پر مدد کرنے والا ہو۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا یہی لوگ ہیں جو مایوس ہو چکے ہیں میری رحمت سے

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿23﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ

اور یہی لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔ پس نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا مگر یہ کہ انہوں نے کہا قتل کرو اس کو یا اس

اَوۡ حَرِّقُوۡهُ فَاَنۡجٰٮهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿24﴾

کو آگ میں جلا دو پس اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی آگ سے بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيۡنِكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ ثُمَّ

اور کہا ابراہیم علیہ السلام نے بیشک تم نے بنا لیا اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے بتوں کو معبود آپس کی محبت کی بنا پر دنیا کی زندگی میں پھر قیامت

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ بِبَعۡضٍ وَّيَلۡعَنُ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا وَّمَاۡوٰٮكُمُ النَّارُ

والے دن انکار کریں گے بعض تمہارے بعض کا اور لعنت بھیجیں گے تمہارے بعض بعض پر اور ٹھکانا تمہارا آگ ہو گی

وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿25﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّىۡ

اور نہیں ہو گا تمہارے لیے کوئی مددگار۔ پس تصدیق کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت لوط علیہ السلام نے اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے

مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىۡ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿26﴾ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ

بیشک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف بیشک وہ رب غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور ہم نے عطا کیا ابراہیم علیہ السلام

اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا ۚ

کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور رکھ دی ہم نے ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور دیا ہم نے ان کو اس کا اجر دنیا میں،

وَاِنَّهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾

اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیکوں میں سے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَئِسُوۡا: وہ لوگ مایوس ہوگئے، اُقۡتُلُوۡهُ: اسے قتل کرو، فَاَنۡجٰهُ: (سواللہ نے) بچالیا اسے، مَاۡوٰىكُمُ: تمہارا ٹھکانا، مُهَاجِرٌ: ہجرت کرنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہورہا ہے۔ ان آیات میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہی تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو تبلیغ:

وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔ آیت سے حسی آیت بھی مراد ہوسکتی ہے اور معنوی آیت بھی مراد ہوسکتی ہے۔ حسی آیات سے مراد ہیں وہ معجزے جو اللہ تعالیٰ نے مختلف پیغمبروں کو عطا فرمائے اور معنوی آیات سے مراد وہ صحائف اور کتابوں کی آیات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر نازل کی وَلِقَآئِهٖ اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملاقات کا انکار کیا یعنی قیامت کا مرنے کے بعد زندہ ہونے کا اُولٰٓئِكَ یَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِیۡ یہی لوگ ہیں جو مایوس ہوئے ہیں میری رحمت سے وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ (سورۃ الاعراف) اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے۔ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ پس نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا مگر انہوں نے یہ کہا اقۡتُلُوۡهُ ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرو اَوۡ حَرِّقُوۡهُ یا اس کو آگ میں جلادو کہ اس نے ہمارے بت توڑ کر ہمارے کلیجے جلائے ہیں۔ پس قوم نے بہت بڑا الاؤ تیار کیا اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا فَاَنۡجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ پس ہم نے نجات دی ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے کہ آگ نے صرف رسیوں کو جلایا اور ٹھنڈی ہوگئی اور اس جگہ باغ بن گیا یہ بڑی نشانیاں ہیں مگر ماننے والوں کے لیے وَقَالَ اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا پختہ بات ہے کہ جن کو تم نے معبود بنایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وہ بت ہیں۔ یہ تمہارا بتوں کو معبود بنانا مَّوَدَّةَ بَیۡنِكُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا آپس کی محبت کی بنا پر دنیا کی زندگی میں۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ چونکہ تمہاری ان بتوں کے ساتھ دوستی اور محبت ہے اس لیے تم نے ان کو معبود بنایا ہوا ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ چونکہ تمہارے دوست مشرک ہیں تو ان کی دوستی اور محبت کی وجہ سے تم نے ان بتوں کو معبود بنایا ہے۔ ثُمَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ پھر قیامت والے دن یَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ بِبَعۡضٍ انکار کریں گے

بعض تمہارے بعض کا۔ یہ تمہارے معبود تمہارا انکار کریں گے اور تم ان کا انکار کرو گے وَّيَلۡعَنُ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا اور تم ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے تم اپنے خود ساختہ معبودوں پر اور وہ معبود تم پر لعنت بھیجیں گے۔ اسی طرح جن کی دوستی کی وجہ سے تم غلط راستے پر چلے تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تم پر لعنت بھیجیں گے وَّمَاۡوٰٮكُمُ النَّارُ اور ٹھکانا تمہارا دوزخ ہے وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ اور نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی مددگار۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ پس تصدیق کی ابراہیم علیہ السلام کی لوط علیہ السلام نے جو ان کے سگے بھتیجے تھے لوط بن ہاران بن آزر وَقَالَ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اِنِّىۡ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىۡ بیشک میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ اپنے رب کی رضا کے لیے عراق سے شام کی طرف اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ اور عطا کیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام۔ چونکہ ہجرت کا ذکر ہے اور ہجرت میں حضرت سارہ علیہا السلام ساتھ تھیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام سے پیدا ہوئے اس لیے یہاں اسحاق علیہ السلام کا ذکر ہے ورنہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں مگر ان کی والدہ ہجرت کے سفر میں ساتھ نہیں تھیں راستے میں ملی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ہاجرہ علیہا السلام ہے وَيَعۡقُوۡبَ اور یعقوب علیہ السلام دیا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ اور رکھ دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت۔ اسحاق علیہ السلام نبی ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام نبی، ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام نبی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں وَالۡكِتٰبَ یہ الف لام جنس کا ہے مراد کتابیں ہیں تورات انجیل زبور اور آخر میں قرآن کریم وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا اور دیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اجر دنیا میں کہ آج بھی دنیا میں ابراہیم علیہ السلام کا نام عقیدت اور ادب واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیکوں میں سے ہیں۔ یہ بات تم کئی دفعہ پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلا اور بلند درجہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور پھر دوسرا درجہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَـتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ

اور بھیجا ہم نے لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم کو بیشک تم البتہ کرتے ہو تم بے حیائی ایسی نہیں سبقت کی

بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿28﴾ اَئِنَّكُمۡ لَـتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَتَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ

تم سے اس بے حیائی میں کسی ایک نے جہان والوں میں سے۔ کیا بیشک تم شہوت رانی کرتے ہو مردوں پر اور کاٹتے ہو راستے

وَتَاۡتُوۡنَ فِىۡ نَادِيۡكُمُ الۡمُنۡكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتِنَا بِعَذَابِ

اور کرتے ہو تم اپنی مجلسوں میں بری باتیں، پس نہیں تھا جواب ان کی قوم کا مگر یہ کہ انہوں نے کہا لاؤ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿29﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿30﴾

عذاب اگر ہیں آپ سچ بولنے والوں میں سے۔ کہا لوط علیہ السلام نے اے میرے رب میری مدد کر فسادی قوم کے مقابلے میں۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوش خبری لے کر انہوں نے کہا بیشک ہم ہلاک کرنے والے

هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿31﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ

ہیں اس بستی والوں کو بیشک اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بیشک اس بستی میں لوط علیہ السلام بھی ہیں

قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا

فرشتوں نے کہا ہم خوب جانتے ہیں اس کے رہنے والوں کو البتہ ہم ضرور ان کو نجات دیں گے اور ان کے اہل کو بھی مگر ان کی

امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿32﴾

بیوی ہوگی پیچھے رہنے والوں میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقْطَعُوْنَ: تم کاٹتے ہو، نَادِيْكُمْ: تمہاری اپنی مجلس، مُهْلِكُوْٓا: ہلاک کرنے والے، لَنُنَجِّيَنَّهٗ: ہم البتہ ضرور بچائیں گے اسے۔

ربط:

اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور ان کی قوم کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

وَلُوْطًا اور ہم نے بھیجا لوط علیہ السلام کو رسول بنا کر اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ جس وقت فرمایا لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو۔ شہر سدوم اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو کہا اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ بیشک تم البتہ کرتے ہو بے حیائی ایسی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت کی تم سے اس بے حیائی میں مِنْ اَحَدٍ کسی ایک نے مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ جہان والوں میں سے۔ قرآن کریم کی یہ نص قطعی واضح کر رہی ہے کہ یہ بے حیائی پہلے کسی نے نہیں کی اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ کیا بیشک تم اپنی شہوت مردوں پر پوری کرتے ہو وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ اور کاٹتے ہو تم راستے کو جو اللہ تعالیٰ نے شہوت کی تکمیل کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی افزائش کے لیے مرد بھی پیدا فرمائے عورتیں بھی پیدا فرمائیں۔ جائز طریقے سے عورتوں کے ساتھ نکاح کرو اور اپنی خواہش کو پورا کرو اور غلط راستہ اختیار نہ کرو یہ برا کام ہے۔ اور تَقْطَعُوْنَ کی دوسری تفسیر یہ

کرتے ہیں کہ تم راہ کاٹتے ہو۔ یعنی راستے پر چلتے لوگوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور ان کا مال و اسباب لوٹتے ہو اور یہ تفسیر بھی بیان کی گئی کہ راستے پر چلتے لوگوں کو پکڑ کر ان کے ساتھ بے حیائی کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بڑے تومند اور طاقتور لوگ تھے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں آتا ہے کہ لوگوں نے ان کی یہ برائی سن کر سدوم کے راستوں پر آنا چھوڑ دیا تھا وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ اور تم کرتے ہو اپنی مجلس میں بری باتیں۔ اتنے بے شرم اور بے حیا تھے کہ مجلس میں بھی یہ برائی کرنے سے باز نہیں آتے تھے حالانکہ مجلس میں آدمی تھوڑی بہت شرم کرتا ہے لیکن یہ باز نہیں آتے تھے۔

قوم لوط کے اوپر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آنا:

فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ پس نہیں تھا لوط علیہ السلام کی قوم کا جواب اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا مگر یہ کہ انہوں نے کہا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ لاؤ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچ بولنے والوں میں سے۔ ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو لے آؤ عذاب، دیر کس چیز کی ہے۔ قَالَ کہا لوط علیہ السلام نے رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ اے میرے رب میری مدد کریں فسادی قوم کے خلاف فسادی قوم کے مقابلے میں میری مدد کریں۔ اللہ نے اپنے نبی کی مدد کا فیصلہ کر لیا اور قوم سدوم کو سزا دینے کا فیصلہ ہو گیا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بِالْبُشْرٰی خوش خبری لے کر۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خوش خبری کے لیے تو ایک آدھ فرشتہ ہی کافی تھا اور یہ اچھی خاصی ٹیم ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے آپ کو خوش خبری دینی ہے لڑکے اور پوتے کی اور پھر بستی سدوم کو غرق کرنا ہے۔ قَالُوْۤا فرشتوں نے کہا اِنَّا مُهْلِکُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ بیشک ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں کو۔ هٰذِهٖ سے اشارہ تھا بستی سدوم کی طرف جن کی طرف لوط علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اِنَّ اَهْلَهَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ بیشک اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ جب فرشتوں نے یہ بات کہی اور استثناء بھی کسی کا نہ کیا۔ قَالَ ابراہیم علیہ السلام بول پڑے اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا بیشک اس بستی میں میرے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی تو ہیں ان کا کیا بنے گا؟ قَالُوْا فرشتوں نے کہا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا ہم خوب جانتے ہیں ان کو جو وہاں رہتے ہیں ان کو کوئی خطرہ نہیں لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ البتہ ہم ضرور نجات دیں گے لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو بھی۔ ماننے والوں میں دو بیٹیاں تھیں اور چند اور نیک بخت عورتیں تھیں باقی سب دوسری طرف تھے اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر لوط علیہ السلام کی بیوی کو نجات نہیں ملے گی جس کا نام واہلہ ہے (ھا کے ساتھ) کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہے۔

وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

اور جس وقت آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس تو وہ پریشان کر دیئے گئے ان کی وجہ سے اور وہ تنگ ہوئے

ذَرۡعًا وَّقَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَلَا تَحۡزَنۡ اِنَّا مُنَجُّوۡكَ وَاَهۡلَكَ اِلَّا

ان کی وجہ سے دل میں اور کہا ان فرشتوں نے آپ خوف نہ کریں اور نہ غم کریں بیشک ہم آپ کو بچانے والے ہیں اور آپ کے

امۡرَاَتَكَ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿33﴾ اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰۤى اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ

اہل کو، سوائے آپ کی بیوی کے ہوگی پیچھے رہنے والوں میں سے۔ بیشک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والوں پر

رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿34﴾ وَلَقَدۡ تَّرَكۡنَا مِنۡهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ یہ نافرمانی کرتے ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے چھوڑی اس بستی میں نشانی واضح اس قوم کے

لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿35﴾ وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوۡمِ

لیے جو عقل سے کام لیتی ہے۔ اور بھیجا ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو پس کہا انہوں نے اے میری قوم

اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَارۡجُوا الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿36﴾ فَكَذَّبُوۡهُ

عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور امید رکھو آخرت کے دن کی اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔ پس جھٹلایا انہوں نے

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿37﴾ وَعَادًا وَّثَمُوۡدَا۟

شعیب علیہ السلام کو پس پکڑا ان کو زلزلے نے پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے۔ اور ہم نے ہلاک

وَقَدۡ تَّبَيَّنَ لَـكُمۡ مِّنۡ مَّسٰكِنِهِمۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ

کیا قوم عاد کو اور قوم ثمود کو بھی اور تحقیق واضح ہو چکے ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ اور مزین کیا ان کے لیے شیطان نے

فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَكَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِيۡنَ ﴿38﴾ وَقَارُوۡنَ وَفِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ

ان کے اعمال کو پس روکا ان کو راستے سے اور تھے وہ لوگ ہوشیار۔ اور قارون کو ہم نے تباہ کیا اور فرعون کو اور ہامان کو اور البتہ

وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا كَانُوۡا

تحقیق آئے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل لے کر پس انہوں نے تکبر کیا زمین میں اور نہیں تھے

سٰبِقِيۡنَ ﴿39﴾

وہ بھاگ کر نکل جانے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُنَجُّوۡكَ: تجھے بچانے والے، مُنۡزِلُوۡنَ: نازل کرنے والے، وَارۡجُوۡا: اور تم اُمید رکھو، سٰبِقِيۡنَ: آگے بڑھنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت لوط علیہ السلام کا اور ان کی قوم کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی انہی کا تذکرہ چل رہا ہے۔ اور بعد ازاں حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: عذاب کے فرشتوں کا آنا:

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا اور جس وقت آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس سِیْٓءَ بِهِمْ پریشان کر دیئے گئے ان کی وجہ سے وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا اور تنگ ہوئے ان کی وجہ سے دل میں۔ پریشانی میں انسان کا دل تنگ ہوتا ہے پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم کی بدفطرتی کو جانتے تھے بدکرداری سے واقف تھے کہ قوم کو جب ان کا علم ہوگا تو وہ مہمانوں کی عزت پر ہاتھ ڈالیں گے بدکاری کے لیے حملہ کریں گے۔ قوم کو معلوم ہوا تو وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے کہ اپنے مہمانوں کو ہمارے حوالے کرو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں تمہارے لیے پاک ہیں قوم نے کہا آپ جانتے ہیں ہمیں آپ کی بیٹیوں سے کوئی رغبت نہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور آنے والے مہمان بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ان کے چہروں پر کوئی پریشانی نہیں تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا تھا پریشانی کی وجہ سے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوط علیہ السلام بہت زیادہ پریشان ہو گئے ہیں تو وَقَالُوْا بول پڑے کہنے لگے لَا تَخَفْ آپ خوف نہ کریں اپنی ذات کے لیے وَلَا تَحْزَنْ اور نہ غم کریں اپنے مومن ساتھیوں کے بارے میں اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ بیشک ہم آپ کو بچانے والے ہیں اور آپ کے اہل کو آپ کے ماننے والوں کو اِلَّا امْرَاَتَكَ سوائے آپ کی بیوی کے كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ہوگی پیچھے رہ جانے والوں میں سے۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ بیشک ہم اتارنے والے ہیں عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اس بستی کے رہنے والوں پر رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ عذاب آسمان سے بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ اس وجہ سے کہ یہ نافرمانی کرتے ہیں۔ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةً اور البتہ تحقیق ہم نے چھوڑی اس بستی میں نشانی بَيِّنَةً واضح لیکن لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اور بھیجا ہم نے مدین قوم کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو فَقَالَ پس انہوں نے کہا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ آخرت پر یقین رکھو وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ اور امید رکھو آخرت کے دن کی وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے ہوئے۔ مدین شہر کے چاروں طرف بڑے بڑے جنگلات تھے اسی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ بھی کہا ہے جنگل والے۔ جنگل میں ڈاکو رہتے تھے اور شہر میں ان کے ایجنٹ ہوتے تھے جو خرید و فروخت کی معلومات حاصل کر کے ان کو بتاتے تھے کہ فلاں قافلے والوں کے پاس اتنا سونا ہے چاندی ہے

ہیرے ہیں۔ قافلہ جب جنگل میں پہنچتا تو ڈاکو اس کو لوٹ لیتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ وہاں ایک بابا ہے اور پھر حضرت شعیب علیہ السلام کا حلیہ بتاتے کہ اس کے پاس نہ جانا وہ ہمارے باپ دادا کے دین کا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا ان کو زلزلے نے۔ یہاں رجفہ کا لفظ ہے اور سورۃ ہود میں صیحہ کا لفظ ہے کہ قوم مدین کو چیخ نے پکڑا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک آواز نکالی اس کی وجہ سے زلزلہ آیا اور وہ قوم تباہ ہوگئی فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس ہوگئے وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے والے۔ جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں عاجزی کے ساتھ۔

قوم عاد، ثمود اور فرعون کی تباہی کا تذکرہ:

وَعَادًا اور تباہ کیا ہم نے قوم عاد کو جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی وَّثَمُوْدَاْ اور قوم ثمود کو تباہ کیا جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ اور تحقیق واضح ہو چکے ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ انہوں نے بڑی بڑی چٹانیں تراش کر مکان بنائے کہ زلزلے سے ان کو نقصان نہ پہنچے مگر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو وہ قوم تباہ ہوگئی اور مکان ابھی تک موجود ہیں وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور مزین کیا ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال کو فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ اور روک دیا ان کو حق کے راستے سے وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ اور تھے وہ لوگ ہوشیار۔ یہ قومیں بڑی ہوشیار تھیں مگر دنیوی طور پر ہوشیار ہونا اور دینی لحاظ سے بے عقل ہونے کا کیا فائدہ۔ ایسی ہوشیاری کس کام کی؟ وَقَارُوْنَ اور قارون کو بھی تباہ کیا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ اللہ تعالیٰ نے قارون کو کوٹھی اور عملے سمیت زمین میں دھنسا دیا وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ اور فرعون اور ہامان کو تباہ کیا۔ ہامان فرعون کا وزیر اعظم تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو بحر قلزم میں غرق کیا وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آئے ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل اور معجزات لے کر فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ پس انہوں نے تکبر کیا زمین میں حق کو ٹھکرایا نہ فرعون نے حق کو قبول کیا اور نہ ہامان نے وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ اور نہیں تھے وہ بھاگ کر نکل جانے والے ہماری گرفت سے۔ سابق اسے کہتے ہیں جو دوڑ کر بھاگ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بھاگ سکتا ہے۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ

پس سب کو پکڑا ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن پر بھیجی ہم نے تند و تیز ہوا اور بعض ان

مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

میں سے ہیں جن کو پکڑا چیخ نے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو

اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝40 مَثَلُ الَّذِيْنَ

ہم نے غرق کیا اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرے اور لیکن تھے وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ مثال ان لوگوں کی

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ

جنہوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز جیسے مثال ہے مکڑی کی جس نے بنایا اپنا گھر اور بیشک سب گھروں میں

اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ

کمزور گھر البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ یہ جان لیں ۔ یہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

وہ کچھ ہی ہو خدا اُسے جانتا ہے۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں ہم ان کو بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور نہیں سمجھتے ان مثالوں کو مگر صرف علماء ۔ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ بیشک اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۱۴

البتہ نشانی ہے مومنوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِذَنْۢبِهٖ: اس کے گناہ کے بدلے اَلْعَنْكَبُوْتِ: مکڑی، بَيْتًا: گھر، اَوْهَنَ: کمزور ترین، نَضْرِبُهَا: ہم بیان کرتے ہیں ان مثالوں کو، مَا يَعْقِلُهَآ: نہیں سمجھتے ان مثالوں کو، اَلْعٰلِمُوْنَ: اہل علم۔

ربط:

پہلے مختلف قوموں کا ان کا نام لے کر نافرمانی کا تذکرہ کیا گیا۔ اب ان آیات میں بغیر نام لیے ان کو ملنے والی سزاؤں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے نیز جھوٹے معبودوں کو ماننے والے مشرکین کے افعال و کردار کو مکڑی کے گھر سے تشبیہ دے کر اس کی ناپائیداری اور کمزوری کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نافرمان قوموں پر آنے والے عذابوں کا تذکرہ:

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ پس سب کو ہم نے پکڑا ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ ان تمام قوموں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گناہ کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں کے بدلے میں ان کو پکڑا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا حاصب کے عربی میں دو معنی آتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسی تیز ہوا ہو کہ اس میں سنگریزے بھی اڑتے پھریں۔ تو اس لحاظ سے معنی ہوگا پس ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جن پر بھیجی ہم نے تندوتیز ہوا۔ ہود علیہ السلام کی قوم پر ایسی تندوتیز ہوا مسلط کی کہ وہ لوگوں کو اٹھا اٹھا کر دور پھینکتی تھی۔ اور دوسرا معنی حَاصِبًا کا سنگریزے اور پتھر ہے۔ لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے پتھر برسائے۔ تو ان میں سے وہ بھی ہیں کہ ان پر ہم نے تیز ہوا مسلط کی یا ان پر سنگریزے اور پتھر برسائے وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ

الصَّيۡحَةُ صیحہ کا معنی آواز ہے۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ان کو پکڑا چیخ نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی ڈراؤنی آواز نکالی کہ وہ جہاں تھے وہیں ان کے کلیجے پھٹ گئے۔ یہ سزا صالح علیہ السلام کی قوم کو بھی ہوئی اور شعیب علیہ السلام کی قوم کو بھی ہوئی۔ شعیب علیہ السلام کی قوم پر تین قسم کے عذاب آئے۔ صیحہ رجفہ زلزلہ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری آسمان سے آگ برسی اور زلزلہ آیا۔ اور صالح علیہ السلام کی قوم پر چیخ بھی مسلط کی اور زلزلہ بھی آیا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ ہم نے ان کو زمین میں دھنسا دیا۔ جیسے قارون اور اس کا سارا مال واسباب زمین میں دھنسا دیا گیا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا اور ان میں بعض وہ ہیں جن کو ہم نے پانی میں غرق کر دیا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کیا گیا۔ فرعون اور اس کے لشکر کو پانی میں غرق کیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا مقابلہ کرنا اور ان کی باتوں کو نا ماننا یہ اپنے آپ پر ظلم ہے اللہ اور اس کے رسولوں کا کوئی نقصان نہیں۔

مکڑی کے جالے کی مثال:

مَثَلُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز مشکل کشا حاجت روا فریادرس دستگیر ان کی مثال ایسی ہے كَمَثَلِ الۡعَنۡكَبُوۡتِ جیسے مکڑی کی مثال اِتَّخَذَتۡ بَيۡتًا جس نے بنایا گھر جالا بنایا وَاِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُيُوۡتِ اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر لَبَيۡتُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ البتہ مکڑی کا گھر ہے مکڑی کا جالا ہے۔ اتنا کمزور گھر کسی کا نہیں ہے لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ کاش کہ یہ جان لیں کہ جن کو یہ معبود سمجھتے ہیں وہ کتنے کمزور ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے اللہ کے سوا کوئی دوست بنایا ہے ان کی ایک مثال مکڑی کی طرح ہے مکڑی جالا بُنتی ہے اس کا جالا تمام گھروں سے کمزور تر گھر ہے۔ نہ گرمی سے بچائے نہ سردی سے بچائے۔ غیر اللہ کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھنے والا مکڑی کے جالے میں ہے نہ کوئی اس کو فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اب یہاں تشبیہ کی وجہ کیا ہے؟

ایک بات تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ یہ مکڑی اکثر عموماً جالا بناتی ہے مکان کے نیچے یا درخت کے نیچے، اس اُحمق سے پوچھو اتنی بڑی عمارت تیرے لئے کافی نہیں کہ الگ اپنے لئے جالا بناتی ہو مشرک بھی اسی طرح اللہ کو بھی مانتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے لئے کا کا صاحب، بابا صاحب بناتا ہے یعنی غیر اللہ کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔

دوسری بات یہ جو مکڑی کا مکان ہے اس کیلئے مٹی و مواد خارج سے نہیں آتا اس کے مکان کا مواد سارا اس کے پیٹ سے نکلتا ہے لعاب مکڑی کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اس سے وہ جالا بناتی ہے۔ اسی طرح مشرک کے پاس خارج اور نفس الامر میں کوئی دلیل نہیں وہ جو کچھ نکالتا ہے، پیٹ سے نکالتا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ جالا مکڑی کو نہ گرمی سے بچائے نہ سردی سے

اسی طرح مشرک غیر اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنے والا نہ اس سے کوئی نفع اٹھا سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مِنۡ شَىۡءٍ کچھ بھی ہو۔ فرشتہ ہو جن ہو انسان ہو ولی ہو شہید ہو قطب ہو وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ اور یہ مثالیں نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ ان کو ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے وَمَا يَعۡقِلُهَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ اور نہیں سمجھتے ان مثالوں کو مگر علماء۔ مکڑی کی تشبیہ کو عالم ہی سمجھتے ہیں کہ کیوں دی ہے جیسا کہ ہم اوپر اس کی وضاحت کر چکے ہیں خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ۔ آسمانوں کو دیکھو زمین کو دیکھو ایک ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی موجود ہے اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً بیشک اس میں البتہ نشانی ہے لیکن کے لیے لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ماننے والوں کے لیے۔ جنہوں نے نہیں ماننا ان کے لیے کوئی نشانی نہیں ہے۔

اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنائیں وہ چیز جو وحی کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب اور قائم کریں نماز کو، بیشک نماز روکتی ہے

عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿45﴾ وَلَا تُجَادِلُوۡۤا

بے حیائی اور برائی سے اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور تم جھگڑا نہ کرو

اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ

اہل کتاب سے مگر ایسے طریقے سے جو اچھا ہو۔ مگر وہ لوگ جو ظالم ہیں ان میں سے اور کہو تم ہم ایمان لائے اس چیز پر جو

اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿46﴾

نازل کی گئی ہماری طرف اور جو نازل کی گئی تمہاری طرف اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اس کی فرمانبرداری

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ۚ

کرنے والے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس پر ایمان

وَمِنۡ هٰٓؤُلَآءِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿47﴾ وَمَا

لائے ہیں اور ان لوگوں میں سے بھی وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اس پر اور نہیں انکار کرتے ہماری آیات کا مگر کافر۔ اور نہیں

كُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنۡ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيۡنِكَ اِذًا لَّارۡتَابَ

تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے اس قرآن سے پہلے کسی کتاب کی اور نہ آپ لکھتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے اس وقت البتہ

الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿48﴾ بَلۡ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىۡ صُدُوۡرِ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ

شک کرتے باطل پرست لوگ۔ بلکہ یہ آیتیں ہیں صاف صاف ان لوگوں کے دلوں میں جن کو دیا گیا علم اور نہیں انکار کرتے

بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿49﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

ہماری آیتوں کا مگر ظالم ۔ اور کہا ان لوگوں نے کیوں نہیں اتاری جاتیں ان پر آیات ان کے رب کی طرف سے

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿50﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور پختہ بات ہے کہ میں ڈرانے والا ہوں کھول کر۔

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ

کیا ان کو کافی نہیں ہے بیشک ہم نے اتاری ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب جو پڑھی جاتی ہے ان پر بیشک اس کتاب

ع ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾

میں البتہ رحمت ہے اور نصیحت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَنْهٰی: روکتی ہے، تَصْنَعُوْنَ: (جو کام) تم کرتے ہو، لَا تُجَادِلُوْٓا: تم جھگڑا نہ کرو، اِلٰهُنَا: ہمارا معبود، مَا یَجْحَدُ: انکار نہیں کرتا، لَا تَخُطُّهٗ: نہ آپ (کوئی کتاب) ہاتھ سے لکھ سکتے ہیں، لَارْتَابَ: البتہ شبہ میں پڑتے، لَمْ یَكْفِهِمْ: ان لوگوں کو کافی نہیں ہے۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات فی نسق الآیات وغیرہ میں یہ ربط ہے کہ پہلے ایک مثال کے ذریعے شرک کی تردید تھی مثال سے حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے ایسی تردید کے بعد بھی جو بات کو نہ مانے تو طبعی طور پر کوفت ہوتی ہے رنج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ ان کی طرف دھیان نہ کریں اپنے کام میں لگے رہیں "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ" انسان کا مزاج ہے کہ جب ایک کام میں لگا رہے تو دوسری طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ ان کی ان باتوں سے متاثر نہ ہوں نہیں مانتے تو نہ مانیں۔

تفسیری نکات: ایمان والوں کے کرنے کے کام:

(اوّل): اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کریں پڑھ کر سنائیں وہ کتاب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے۔ قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا جائے تو اس پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ایک صغیرہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(دوم): وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اور قائم رکھیں نماز کو۔ ایمان کے بعد تمام عبادات میں پہلا نمبر نماز کا ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اسی عبادت کے ذریعے ہوتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ بیشک نماز روکتی ہے

بے حیائی اور برائی سے۔ فَحْشَآءِ اس عمل کو کہتے ہیں جو عملا ہو جیسے زنا کرنا شراب پینا وغیرہ اور مُنْکَر کا تعلق زبان سے ہے جیسے گالی دینا جھوٹ بولنا غیبت کرنا کسی کی دل آزاری کرنا۔

قرآن کریم کی آیات صاف طور پر بتلاتی ہے کہ نماز کی ذاتی تاثیر یہ ہے کہ بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں اور بے حیائی اور برائی میں مبتلا بھی ہیں تو اب اس کا مطلب یا تو یہ ہوا العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ اللہ تعالی کا ارشاد صحیح نہیں ہے کون مسلمان اس کا تصور کر سکتا ہے؟

اور اگر یہ شق باطل ہے اور یقیناً باطل ہے تو پھر یہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری نماز نماز نہیں اگر نماز ہو تو اللہ تعالی کا یہ ارشاد ضرور پورا ہو کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے کہ اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک ذکر ہی ذکر ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(سوم): وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اور اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ مگر ایسے طریقے کے ساتھ جو بہتر ہو یعنی ان کی بات کا معقول جواب دو۔ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ مگر وہ جو ان میں سے ظالم ہیں کہ چھیڑ خانی سے باز نہیں آتے ان کے ساتھ لڑنے کی تمہیں اجازت ہے مگر ابتدا نہ کرو۔

(چہارم): وَقُوْلُوْٓا اور اے مومنو تم کہو اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ہم ایمان لائے اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی یعنی قرآن اور حدیث وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور جو اتاری گئی ہے تم پر۔ جو کتابیں تمہاری طرف اتاری گئی ہیں ہمارا ان پر بھی ایمان ہے ہم تورات انجیل زبور کو مانتے ہیں آسمانی صحیفوں کو مانتے ہیں لیکن ان کتابوں اور صحائف میں تبدیلی اور تحریف کر دی گئی ہے۔

(پنجم): وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ اور ہمارا الٰہ اور تمہارا الٰہ ایک ہی ہے۔ جس کو تم رب مانتے ہو ہم بھی اسی کو رب مانتے ہیں وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں اسی کے سامنے جھکتے ہیں۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ اور اسی طرح ہم نے نازل کی آپ ﷺ کی طرف کتاب جس طرح پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات، داؤد علیہ السلام پر زبور اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتاری اور حضرت موسیٰ اور حضرت براہیم علیہم السلام پر صحائف بھی اتارے جیسا کہ قرآن میں آرہا ہے صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى اور ان کے علاوہ بھی جو کتب اتاری گئیں ہیں ان کا علم ہمیں ہے یا نہیں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

قرآن پر ایمان لانے والوں میں یہودی، عیسائی اور اہل عرب سب ہیں:

فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ پس وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہودیوں میں حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت اسد، حضرت اسید، حضرت ثعلبہ، حضرت بن یامین رضی اللہ عنہم۔ یہ سارے پہلے

یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ عیسائیوں میں حضرت سلمان فارسی، حضرت تمیم داری، مشہور سخی حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ اور ان میں سے بھی۔ یہ اشارہ ہے مکہ والوں کی طرف، مکہ والوں میں سے بھی مَنْ وہ ہیں يُّؤْمِنُ بِهٖ جو ایمان لاتے ہیں اس پر وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر وہی کافر ہیں۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا اور نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے مِنْ قَبْلِهٖ اس قرآن سے پہلے مِنْ كِتٰبٍ کوئی کتاب بھی وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے تھے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اِذًا اس وقت اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا یا پڑھنا جانتے ہوتے تو لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ البتہ شک کرتے باطل پرست لوگ۔ یہودی عیسائی کہہ دیتے کہ وہ یہ نبی نہیں ہیں کیونکہ ان کی صفت پہلی کتابوں میں الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ ہے کہ وہ امی ہوں گے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ہوں گے بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ بلکہ یہ قرآن پاک آیتیں ہیں بالکل واضح فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ ان لوگوں کے دلوں میں اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو دیا گیا علم ان کے سینوں میں یہ کتاب محفوظ ہے۔ یہ بھی اس کتاب کے برحق ہونے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا ہے کہ پوری کی پوری کتاب حفاظ کے سینوں میں بند کر دی ہے وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ظالم۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ قرآن پاک کی آیتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

کفار کا اپنے من پسند معجزے طلب کرنا:

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اور کہا ان کافروں نے کیوں نہیں نازل کی گئیں ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نشانیاں ان کے رب کی طرف سے یعنی ان کی خواہش کے مطابق کہ صفا سونا بن جائے مکہ مکرمہ کی زمین میں زراعت ہو باغات ہوں نہریں جاری ہوں یہ ہمارے سامنے اڑ کر اوپر جائیں اور کتاب لے کر آئیں۔ ایسی نشانیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہیں نازل کی گئیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے کہ نشانیاں معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میرے پاس نہیں ہیں وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پختہ بات ہے میں ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ فرمایا اگر یہ معجزے چاہتے ہیں تو اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اور کیا ان کو کافی نہیں ہے اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بیشک ہم نے اتاری ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب يُتْلٰى عَلَيْهِمْ جو پڑھی جاتی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً بیشک اس میں رحمت ہے کہ اسے پڑھنے والا رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے وَّذِكْرٰى اور نصیحت ہے کہ ایسی باتیں ہیں جو فائدہ مند ہیں لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کو جو ایمان لائے۔ اسے ماننے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے درمیان اور تمہارے درمیان گواہ، جانتا ہے اس چیز کو جو آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور جو زمین میں ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے باطل پر اور انکار کیا اللہ تعالیٰ کا، یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ

جلدی طلب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب کو اور اگر نہ ہوتی ایک میعاد مقرر البتہ آجاتا ان پر عذاب اور البتہ ضرور آئے گا

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿53﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب کو اور بیشک جہنم البتہ گھیرنے والی ہے

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿54﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا

کافروں کو۔ اس دن چھا جائے گا ان پر عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا اللہ تعالیٰ چکھو بدلہ اس

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿55﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿56﴾

چیز کا جو تم کرتے تھے۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو بیشک میری زمین کشادہ ہے پس خاص میری عبادت کرو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿57﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے پھر ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل اچھے

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

کیے البتہ ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے جنت میں بالاخانوں میں، جاری ہوگی ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿58﴾

اچھا ہے بدلہ عمل کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيَاْتِيَنَّهُمْ: ضرور ان پر (عذاب) آئے گا، يَغْشٰىهُمْ: ان کو (عذاب) ڈھانپ لے گا، اَرْضِيْ: میری زمین، غُرَفًا: بالاخانے۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ کفار نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں "لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ" اس کا ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ کیا یہ قرآن نشانی کافی نہیں ہے۔ فصیح و بلیغ کیا یہ میری صداقت کی نشانی نہیں ہے؟

نیز اوپر ذکر تھا کہ کفار کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باغ کیوں نہیں ہیں، سونے کی کوٹھی کیوں نہیں ہے، اچھا یہ

خوشی نہیں دکھا سکتے تو عذاب ہی لے آئیں "وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ" اللہ تعالیٰ اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو "لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُ" اُن پر عذاب آجاتا۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا کافروں کو جواب:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں باطل پر جنہوں نے باطل کی تصدیق کی باطل کو مانا وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اور انکار کیا اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم نہیں کیا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ ان کے انکار سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کچھ نہیں بگڑے گا خسارہ انہی کو ہوگا۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کو وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى اور اگر نہ ہوتی ایک میعاد مقرر لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ البتہ ان پر عذاب آجاتا۔ ہر کام کا اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کر دیا ہے اور تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ فلاں کام فلاں وقت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے عذاب کا وقت مقرر ہے دنیا میں یہ کفار اور مشرکین مسلمانوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہوں گے اور مرنے کے بعد قبر میں عذاب ہوگا پھر دوزخ میں عذاب ہوگا۔ اور ان کو یقین رکھنا چاہیے وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً اور البتہ ضرور آئے گا ان کافروں اور مشرکوں پر عذاب اچانک وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو شعور بھی نہیں ہوگا خبر بھی نہیں ہوگی۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ یہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کو وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور بیشک جہنم احاطہ کرنے والی ہے کافروں کا يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ جس دن چھا جائے گا عذاب ان پر اوپر سے وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور ان کے پاؤں کے نیچے سے وَيَقُوْلُ اور فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ چکھو بدلہ اس چیز کا جو تم عمل کرتے تھے۔

ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کا خطاب:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو۔ رب کے بندے وہ ہیں جو صحیح طریقے پر ایمان لائے ہیں اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ بیشک میری زمین کشادہ ہے فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ پس خاص میری ہی عبادت کرو۔ یعنی کسی ایسے علاقے کی طرف ہجرت کر جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت آسانی سے کر سکو۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے موت سب پر آنی ہے ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ پھر ہماری طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ آنا سب نے ہماری طرف ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے۔ صرف ایمان کا دعویٰ ہی نہیں ساتھ عمل بھی اچھے کیے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ البتہ ہم ان کو ضرور ٹھکانا دیں گے مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا

جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے۔ جنت میں سو سو منزلوں والے مکان ہوں گے تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے جو سعادت مند خوش نصیب جنت میں داخل ہو گیا وہ کبھی نہیں نکلے گا۔ وہ ایسی ہمیشہ کی زندگی ہے کہ ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا۔

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿59﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور کتنے ہی جانور ہیں نہیں اٹھائے پھرتے وہ اپنا رزق

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿60﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

اللہ تعالیٰ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کریں ان سے کس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور کس نے کام میں لگایا سورج کو اور چاند کو البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پس کدھر

يُؤْفَكُوْنَ ﴿61﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

پھیرے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے اس کے

لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿62﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ

لیے جس کے لیے چاہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کریں کس نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

ہے آسمان کی طرف سے پانی، پس زندہ کیا اس پانی کے ذریعے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿63﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان کے عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور نہیں ہے یہ دنیا کی

اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿64﴾

زندگی مگر تماشا اور کھیل اور بیشک آخرت کا گھر البتہ وہی زندگی ہے کاش کہ یہ جان لیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَرْزُقُهَا: (اللہ ہی) روزی پہنچاتا ہے انہیں، اَلْحَيَوَانُ: اصل زندگی۔

ربط:

سابقہ آیات میں ایمان والوں کو کہا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سہولت اور آسانی ہو اس علاقے میں ہجرت کر جاؤ۔ انسان جب اپنے ملک میں ہو تو اس کی دکان ہوگی، زمین ہوگی، کھیتی باڑی کرتا ہوگا اب اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں کہ ہجرت کر جاؤ تو طبعی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اپنی جگہ چھوڑے گا تو بظاہر آمدن کے ذرائع ختم ہو جائیں گے تو ہجرت کر کے جب دوسرے علاقے میں جائے گا تو وہاں کھائے گا کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دے رہے ہیں کہ کتنے ہی جانور ہیں کہ وہ اپنا رزق اٹھائے ہوئے نہیں پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور تمہیں بھی رزق دیتا ہے۔

تفسیری نکات: جنت کن کو ملے گی؟

اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں تکالیف پر ایمان لانے کے بعد وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ شریعت میں توکل کا معنی ہے ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دینا۔ وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ اور کتنے جانور ہیں لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا جو اپنا رزق نہیں اٹھائے پھرتے اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا اللہ تعالیٰ ہی ان کو رزق دیتا ہے وَاِیَّاكُمْ اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وہی سنتا ہے جانتا ہے۔

کفار سے سوالات:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور البتہ اگر آپ ﷺ ان سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو۔ ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھنے والو اور ہمیں عبادت سے روکنے والو بتلاؤ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور کام میں لگا دیا سورج کو اور چاند کو۔ ان کو تمہاری خدمت پر کس نے لگایا ہے۔ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ یہ ضرور کہیں گے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ پس کدھر یہ الٹے پھیرے جاتے ہیں۔ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے وَیَقْدِرُ لَهٗ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہے۔ رزق کشادہ اور تنگ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر ان مشرکوں کافروں سے سوال کریں جو آپ ﷺ کو اپنے شہر میں عبادت نہیں کرنے دیتے اور ہجرت پر مجبور کرتے ہیں مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کس نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی۔ بارش کون برساتا ہے؟ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ پس زندہ کیا اس پانی کے ذریعے زمین کو مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا اس کے مرنے کے بعد خشک ہو جانے کے بعد لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ ﷺ فرما دیں سب تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ بلکہ اکثر ان کے عقل سے کام نہیں لیتے۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی اِلَّا لَهْوٌ مگر تماشا وَّلَعِبٌ اور کھیل، کوٹھیاں کارخانے دکانیں زمین باغات یہ سب کھیل تماشے ہیں اور ہم تم ان کو دیکھتے ہیں ہم تماشائی ہیں۔ تو دنیا کھیل تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور بیشک آخرت کا گھر لَهِيَ الْحَيَوَانُ زندگی وہی ہے۔ حیوان کا معنی ہے زندگی۔ یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے اب موجود ہے نظر آرہی ہے لمحہ بعد کچھ نہیں ہے۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ حقیقت کو جان لیں۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا

پس جس وقت وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین، پس جس وقت

نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿65﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے خشکی کی طرف اچانک وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ وہ انکار کریں اس نعمت کا جو ہم نے ان کو دی

وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۗ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿66﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا

اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا بیشک ہم نے بنایا ہے حرم کو امن والا

وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿67﴾

اور اچک لیے جاتے ہیں لوگ ان کے اردگرد سے، کیا پس وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا یا اس نے جھٹلایا حق کو جب اس کے پاس آیا

اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿68﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں کا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہمارے بارے میں البتہ ہم ضرور راہنمائی کریں گے

سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿69﴾ ع ۷

ان کی اپنے راستوں کی طرف اور بیشک اللہ تعالیٰ البتہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَكِبُوْا: وہ سوار ہوتے ہیں، نَجّٰىهُمْ: (جب) نجات دی ان کو، يُتَخَطَّفُ: اُچک لے جاتے ہیں، لَنَهْدِيَنَّهُمْ: ہم ضرور انہیں ہدایت دیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا کہ یہ مشرکین آسمانوں، زمین، چاند اور سورج اور ستاروں کا خالق اللہ کو مانتے تھے۔ بارش برسانا، پھل اور کھیتیاں اگانے والا اللہ کو مانتے تھے۔ اب ان مشرکین کا ایک اور عمل ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ جب کشتی میں بیٹھتے ہیں اور کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں مگر جب خشکی پر آتے ہیں تو شرک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرکیہ اعمال پر انہیں جہنم کی وعید سنا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین کے مزید کچھ شرکیہ اعمال وافعال:

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ پس جس وقت وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں تو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین۔ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جس وقت ہم ان کو نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ اچانک وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ دریا اور سمندر میں مصیبت کے وقت میں وہ شرک کو چھوڑ دیتے ہیں مگر جب مصیبت سے نکل جاتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ تا کہ وہ انکار کریں اس نعمت کا جو ہم نے ان کو دی ہے۔ معمولی نعمت تو نہیں ہے کہ دریا میں ڈوب رہے تھے اللہ تعالیٰ نے بچا دیا وَلِیَتَمَتَّعُوْا اور تا کہ وہ فائدہ اٹھالیں جتنا عرصہ زندہ رہنا ہے فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔ مرنے کے بعد سب حقیقت کھل کر ان کے سامنے آجائے گی۔

مکہ معظّمہ کو امن والا اللہ نے بنایا ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا بیشک ہم نے بنایا ہے حرم کو امن والا۔ کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ نہ چوری کا نہ ڈاکے کا نہ اغوا کا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اور اچک لیے جاتے ہیں لوگ حرم کے آس پاس سے۔ قتل بھی کر دئے جاتے تھے اور بھی بہت کچھ ہوتا تھا۔ انہوں نے اتنی بڑی نعمت کی کوئی قدر نہیں کی اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ کیا پس یہ باطل پر ایمان لاتے ہیں لات پر منات پر عزیٰ پر ہبل پر وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ حرم میں ان کو امن سکون نصیب ہے کتنی بڑی نعمت ہے؟ نہ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہ مال کو نہ عزت کو۔ مشرکین کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور خالق و مالک اور وحدانیت کے دلائل کے بعد اور مکہ معظّمہ کے امن والا شہر ہونے کے احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مشرکین کے جھوٹے الزامات اور عقائد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح بے طرح کے الزامات اور بہتان تراشیوں کو اس طرح بیان فرماتا ہے۔

مشرکین کے شرکیہ اور جھوٹی باتوں کا انجام جہنم ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر

جھوٹ کا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ یا حق کو جھٹلایا لَمَّا جَآءَهٗ جس وقت حق ان کے پاس آ گیا اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے جو ضد اور عناد پر اڑے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا ہدایت ان کو دیتا ہے جو ہدایت کے طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا اور وہ لوگ جنھوں نے کوشش کی ہمارے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (زمر) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر راضی ہے۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا البتہ ہم ضرور راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔ ہم ان کو ضرور چلائیں گے اپنے راستوں پر وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ مزید نیکی کی توفیق دیتا ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورۃ مکی ہے۔ چونکہ اس میں روم کی مملکت کی فتح کی پیشین گوئی ہے اس لیے اس سورت کا نام روم ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا تیسواں (٣٠) نمبر ہے اور نزولی ترتیب کے مطابق اس کا چوراسی واں (٨٤) نمبر ہے یعنی اس سے قبل تراسی (٨٣) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد ساٹھ (٦٠) ہے اور رکوع کی تعداد چھ (٦) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾

الم۔ مغلوب ہو گئے رومی۔ قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آئیں گے

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾

چند سالوں میں۔ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے معاملہ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

اللہ تعالیٰ کی مدد، وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہ غالب ہے رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ، نہیں خلاف ورزی کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں دنیا کی ظاہری زندگی کو اور وہ

الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

آخرت سے غافل ہیں۔ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا اپنی جانوں میں نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مدت مقرر تک اور بیشک بہت سارے لوگ اپنے رب کی ملاقات سے

لَكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

انکار کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں پس دیکھتے کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا

وہ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں اور انہوں نے زمین میں ہل چلائے اور زمین کو آباد کیا زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا

وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

اور آئے ان کے پاس ان کے پیغمبر واضح دلائل کے ساتھ پس نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ لوگ

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غُلِبَتِ: مغلوب ہوگئے، اَلرُّوْمُ: روم والے، غَلَبِهِمْ: ان کا مغلوب ہونا، سَيَغْلِبُوْنَ: عنقریب غالب آئیں گے، يَفْرَحُ: (مومن) خوش ہوں گے، يَنْصُرُ: وہ مدد کرتا ہے، اَثَارُوْا: انہوں نے کاشت کیا، عَمَرُوْهَا: انہوں نے آباد کیا اس زمین کو۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ سورۃ العنکبوت کے آخر میں تھا کہ جو ظالم مشرکین اور کافر ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اللہ کے نیک بندے ہیں وہ دنیا میں بھی کامیاب ہیں اور آخرت میں بھی، اور جو ظالم ہیں وہ دنیا میں بھی مغلوب ہیں اور آخرت میں بھی ذلیل ورسوا ہوں گے۔ اب اسی سلسلہ میں بات ہو رہی ہے کہ ایرانی بت پرست اور آتش پرست تھے اور روم والے عیسائی تھے جو اہل کتاب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی مکی زندگی میں ایران اور روم کی جنگیں ہوئی جن میں رومیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کفار مکہ رومیوں کی شکست سے بہت خوش ہوئے وہ مسلمانوں کو کہتے کہ جس طرح ایرانی آتش پرست اور بت پرست تمہارے جیسے اہل کتاب عیسائیوں پر غالب آئے ہیں اسی طرح ہم بھی تم پر غالب آئیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں پیشین گوئی فرمائی کہ فی الحال بے شک رومی مغلوب ہو گئے ہیں لیکن کچھ سالوں کے بعد وہ ایرانیوں پر فتح یاب ہوں گے۔

تفسیری نکات: روم اور ایران اس وقت دو عالمی قوتیں تھیں:

الٓمّٓ اس کے متعلق سابقہ سورت العنکبوت میں بیان کیا جا چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں غُلِبَتِ الرُّوْمُ مغلوب ہوگئے رومی فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ قریب کی زمین میں۔ کیونکہ عرب کیساتھ ہی علاقہ تھا شام اردن وغیرہ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوجائیں گے فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ چند سالوں میں۔

نزول قرآن کے زمانے میں دنیا کے اندر دو بڑی حکومتیں تھیں۔ ایک ایرانیوں کی، ان کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ایران ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خسرو پرویز بادشاہ تھا یہ ایرانی آتش پرست، بت پرست، اور سورج

پرست تھے۔ان کے مقابلے میں دوسری حکومت روم کی تھی۔یہ عیسائی تھے۔اہل کتاب ہونے کی نسبت سے یہ ان سے کچھ بہتر تھے۔اس وقت شام، مصر، عراق، خلیج فارس کی ریاستیں دوحہ، دوبئی، ابوظہبی، مسقط وغیرہ تمام رومیوں کے ماتحت تھیں۔ایرانیوں نے حملہ کیا اور تمام ریاستیں ان سے چھین لیں۔یہاں تک کہ ہرقل روم کو قسطنطنیہ تک محدود ہونے پر مجبور کر دیا اور ایرانی سارے علاقوں پر قابض ہو گئے۔اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔اس وقت جب کہ رومی بالکل شکست کھا چکے تھے قرآن نے یہ ایسی پیشین گوئی کی تھی کہ بظاہر اس کا واقع ہونا اور پورا ہونا محال تھا۔یہ نبوت کا پانچواں سال تھا۔آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پینتالیس سال تھی۔مکہ مکرمہ کی صورت حال یہ تھی کہ مسلمان رومیوں کے ہمدرد تھے کہ وہ اہل کتاب تھے اور قریش مکہ ایرانیوں کے ہمدرد تھے کہ وہ مشرک تھے۔جب رومیوں کو شکست ہوئی تو مشرکین مکہ نے خوب خوشی منائی کہ رومی عیسائی ہیں اور اہل کتاب میں لہٰذا مسلمان بھی چونکہ اہل کتاب ہیں تو کل کو ان کو بھی شکست ہوگی اور ہم غالب آئیں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اُبی بن خلف کافر کی شرط:

جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بازار میں کھڑے ہو کر یہ ابتدائی آیتیں پڑھیں۔ابی بن خلف بڑا بے لحاظ منہ پھٹ کافر تھا یہ سن کر اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور کہا کیا بکتے ہو رومی پھر غالب آئیں گے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گالیوں کا جواب تو نہیں دوں گا لیکن میں اللہ تعالیٰ کے کلام پر یقین رکھتا ہوں رومی ضرور غالب آئیں گے۔ابی بن خلف نے کہا کہ میرے ساتھ شرط لگاؤ اور اس وقت دوطرفہ شرط جائز تھی بعد میں حرام ہوگئی۔شرط یہ طے پائی کہ چار پانچ سال میں اگر رومی دوبارہ غالب آگئے تو ابی بن خلف دس اونٹ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کو دس اونٹ دیں گے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کا تذکرہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بضع کا اطلاق تین سے نو تک کی گنتی پر ہوتا ہے لہٰذا چار پانچ سال کی مدت کا تعین درست نہیں ہے اسے نو سال تک بڑھانا چاہیے۔چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں ابی بن خلف سے دوبارہ بات کی اور شرط میں ترمیم کر دی گئی۔مدت نو سال اور شرط دس اونٹوں کے بجائے سو اونٹ کر دیئے گئے۔ظاہری طور پر رومیوں کے غالب ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی۔اتفاق کی بات ہے کہ ابھی نو سال پورے نہیں ہوئے تھے ہجرت ہوگئی۔ہجرت کے دوسرے سال بدر کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی اور ادھر رومیوں نے غلبہ حاصل کر لیا اور چھینے ہوئے علاقے واپس لے لیے۔ہرقل روم نے منت مانی تھی کہ اگر میری زندگی میں چھینا ہوا علاقہ واپس مل گیا تو میں حمص سے پیدل چل کر مسجد اقصیٰ جاؤں گا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔چنانچہ فتح کے بعد اس نے اپنی وہ منت پوری کی۔

ابی بن خلف جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرط لگائی تھی وہ بدر میں مارا گیا تھا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

اس کے بیٹے اور وارثوں سے کہا کہ شرط پوری کرو۔ ابی بن خلف کے بیٹے اور وارثوں نے کہا کہ واقعی شرط طے ہوئی تھی شرط کے مطابق انہوں نے وانٹ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرط پوری کر دی اس شرط سے لینا آپ کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت جب یہ شرط لگائی گئی دو طرفہ شرط جائز تھی مگر اب چونکہ دو طرفہ شرط جائز نہیں ہے لہٰذا یہ اونٹ صدقہ کر دو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پورے سو اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدقہ کر دیئے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے اختیار میں ہے معاملہ اس سے پہلے ان کو جو شکست ہوئی ہے وہ معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں تھا وَ مِنْ بَعْدُ اور اس کے بعد بھی معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اس دن خوش ہوں گے مومن۔ ایک تو شرط جیتنے کی وجہ سے۔ دوم اس وجہ سے کہ غزوہ بدر میں کامیابی مسلمانوں کو حاصل ہوئی سے بِنَصْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی مدد پر خوش ہوں گے يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے جس کی چاہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے الرَّحِيْمُ مہربان ہے۔ وَعْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا وعدہ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے قادر مطلق ہونے کو کہ وہ ظاہر حالات کو پلٹ دیتا ہے اس کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا جانتے ہیں وہ دنیا کی ظاہری زندگی کو وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ اور وہ آخرت سے بے خبر ہیں۔

اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کرنے کا حکم:

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا اپنی جانوں میں اپنے دلوں میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے بلا مقصد بنا دیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد ہے وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مقررہ مدت کے لیے ہے وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اور بیشک بہت سارے لوگ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں قیامت کے منکر ہیں۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں فَيَنْظُرُوْا پس دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں۔ وہ بڑے تنومند اور طاقتور تھے وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ اور انہوں نے ہل چلائے زمین میں وَعَمَرُوْهَآ اور انہوں نے آباد کیا زمین کو اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل کے ساتھ۔ لیکن انہوں نے پیغمبروں کی مخالفت کی حق کو ٹھکرایا جس کے نتیجے میں تباہ ہوئے فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ پس نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان پر ظلم کرتا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

يَظْلِمُوْنَ لیکن ان لوگوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا کہ پیغمبروں کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہ مانا۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا

پھر برا کرنے والوں کا انجام بھی برا ہی ہوا ۔ اس لئے انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ ع

ہنسی اڑائی۔ اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہ اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا

اور جس دن قیامت قائم ہوگی گناہ گار ناامید ہوجائیں گے۔ اور ان کے معبودوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾

اور وہ لوگ خود بھی اپنے معبودوں سے منکر ہوجائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس روز (نیک و بد) لوگ جدا جدا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾

ہوجائیں گے۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے تو وہ جنت میں (انعامات سے) نوازے جائیں گے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿١٦﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تو وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پھر تم اللہ کی تسبیح کیا کرو، جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ اور آسمانوں اور زمین میں سب تعریف اسی کی ہے۔ تیسرے پہر کو

وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

اور ظہر کے وقت بھی (اسی کی تسبیح کرو)۔ وہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت

مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١٩﴾ ع ٢ ٥

کے بعد زندہ (سرسبز و شاداب) کرتا ہے اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسَآءُوا: (جنہوں نے) برا کام کیا، السُّوْٓاٰى: برا، يُبْلِسُ: ناامید ہوں گے، يَتَفَرَّقُوْنَ: جدا جدا ہو جائیں گے، رَوْضَةٍ: باغ، يُحْبَرُوْنَ: ان کا خوش کیا جائے گا، مُحْضَرُوْنَ: گرفتار، تُمْسُوْنَ: تم شام کرتے ہو، تُصْبِحُوْنَ: تم صبح

کرتے ہو، تُظٰهِرُوْنَ تم ظہر کرتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو فرمایا کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تمہیں ان قوموں کے آثار اور باقیات نظر آجائیں گے جو اللہ نے ملیامیٹ کردی۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان قوموں کو تباہ کرنے کی وجہ بتا رہا ہے نیز کفار ومشرکین کا جو قیامت برپا ہونے کے بعد حال ہوگا وہ بھی اور صالحین کا حال بھی بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے دن نافرمانوں اور صالحین کے حال کا بیان:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا پھر ہوا انجام ان لوگوں کا جنھوں نے برائی کی السُّوْٓاٰى برا۔ کوئی پانی میں غرق ہوا کسی پر تند وتیز ہوا مسلط ہوئی کسی پر پتھر برسے کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا کوئی زلزلے کا شکار ہوا کسی پر آسمان سے بجلی گری۔ برے کاموں کا انجام برا ہوا۔ اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ آیات سے حسی آیتیں بھی مراد ہیں کہ معجزات کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے تھے اور معنوی آیتیں بھی مراد ہیں کہ پہلی کتابوں کی آیتوں کو جھٹلایا صحیفوں کو جھٹلایا وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ اور تھے وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ تمسخر کرتے ٹھٹھا کرتے۔ یہ ان کی تباہی کا سبب تھا۔ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو ابتداء پیدا کرتا ہے ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ اس کو لوٹائے گا۔ یعنی قیامت والے دن دوبارہ پیدا فرمائے گا۔ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پیدائش سے قبل اُس کے پاس سے ہی آئے تھے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر اُس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ناامید ہوں گے مجرم۔ اس لیے کہ وہ دار الجزا ہے دار العمل دنیا ہے۔ وہاں تو کچھ نہیں ہوسکتا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے سفارشی۔ اللہ کے علاوہ جن کی پوجا کرتے تھے ان کی کوئی سفارش وہاں نہ چلے گی۔ وہاں دو بندوں کی سفارش چلے گی۔

۱۔ مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (زخرف: ۸۶) جس نے حق کی گواہی دی یعنی مومن ہوگا۔ اس کی سفارش چلے گی۔

۲۔ مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا جس کو رحمٰن نے اجازت دی اور اس کی بات کو پسند کیا۔

یعنی اللہ کی اجازت سے مومن اور جس کو اللہ اجازت دے گا وہ سفارش کرسکیں گے اور گناہ گار مومن کی سفارش کی جاسکے گا یہ نہیں ہوگا کہ کافر سفارش سے چھوٹ جائے گا۔ مشرکوں کے لیے سفارش نہیں ہوگی وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ اور ہوجائیں گے اپنے شریکوں کے بارے میں انکار کرنے والے۔ کہیں گے ہم تم سے بے زار ہیں اور جن کو شریک کرتے تھے وہ کہیں گے ہم تم سے بے زار ہیں۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ اس جدا جدا ہوجائیں گے گروہ در گروہ بن جائیں گے۔ مومن الگ ہوں گے کافر الگ ہوں گے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس

بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ پس وہ باغوں میں ہوں گے یُّحْبَرُوْنَ خوش کیے جائیں گے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کا معنی کرتے ہیں یُکْرَمُوْنَ ان کی عزت کی جائے گی اکرام کیا جائے گا۔ یُحْبَرُوْنَ کی تفسیر میں امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یُحْبَرُوْنَ کا معنی ہے جنتیوں کو گانا سنایا جائے گا۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور بہرحال وہ لوگ جو کافر ہیں وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا کہ کوئی قیامت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حاضری نہیں ہے فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ پس یہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے جہاں سے کبھی غائب نہیں ہو سکیں گے۔

پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان:

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات۔ تم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو حِیْنَ تُمْسُوْنَ جس وقت تم شام کرتے ہو۔ مغرب کی نماز اور عشاء کی نماز اس سے مراد ہے وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ اور جس وقت تم صبح کرتے ہو یعنی نماز فجر ادا کرتے ہو۔

وَلَهُ الْحَمْدُ اور اسی کے لیے تعریف ہے فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں وَعَشِیًّا اور پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو یعنی عصر کے وقت وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ نکالتا ہے زندہ کو مردے سے۔ نطفہ مردہ ہے اس سے بچہ پیدا کرتا ہے انڈا مردہ ہے اس سے بچہ نکلتا ہے کافر سے مسلمان پیدا ہوتے ہیں وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ انسان زندہ ہے اس سے نطفہ پیدا کرتا ہے مرغی زندہ ہے اس سے انڈہ پیدا کرتا ہے وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اور زمین کو زندہ کرتا ہے مرجانے کے بعد خشک ہو جانے کے بعد اس کو سرسبز کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ کرتا ہے وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اور اسی طرح قبروں سے اپنے وقت پر تم نکالے جاؤ گے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿20﴾

اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ اس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر تم انسان ہو کر بکھرے پھرتے ہو۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہارے لیے تمہاری جانوں سے جوڑے تاکہ تم سکون حاصل

وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

کرو ان سے اور ڈال دی اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور شفقت بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿21﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

غور وفکر کرتی ہے۔اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا اور تمہاری زبانوں کا مختلف ہونا

وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿22﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ

اور تمہارے رنگوں کا بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے۔اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿23﴾

تمہارا سونا رات کو اور دن کے وقت اور تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس کے لیے جو سنتی ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی خوف کے لیے اور امید کے لیے اور اتارتا ہے آسمان کی

مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

طرف سے پانی پس زندہ کرتا ہے اس پانی کے ذریعے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿24﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ

اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے۔اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ قائم ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے

ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿25﴾

پھر وہ جب بلائے گا تمہیں بلانا زمین سے اچانک تم زمین سے نکلو گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَنْتَشِرُوْنَ: تم پھیلے ہوئے ہو، اَلْوَانِكُمْ: تمہاری رنگتیں، مَنَامُكُمْ: تمہارا سونا، اِبْتِغَآؤُكُمْ: تمہارا تلاش کرنا، تَخْرُجُوْنَ: تم نکلو گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ ہوا تھا۔ان کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی دلیلیں پیش کیں۔ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی دلیلیں پیش کر رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کہ اس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ پھر تم انسان ہو کر بکھرے پھرتے ہو۔کوئی عرب میں کوئی عجم میں کوئی پورب میں کوئی

ایشیا میں کوئی افریقہ میں کوئی امریکہ میں وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ
اَنْفُسِكُمْ کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے تمہاری جانوں میں سے اَزْوَاجًا جوڑے بیویاں۔ ازواج کا لفظی معنی جوڑا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو چلانے کے لیے عورتیں پیدا فرمائیں مردوں کے لیے اور مرد پیدا فرمائے عورتوں کے لیے
لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا تاکہ تم سکون حاصل کرو ان کے ساتھ مل کر۔ عورتیں مردوں سے سکون حاصل کریں اور مرد عورتوں سے
سکون حاصل کریں وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اور ڈال دی تمہارے درمیان محبت اور شفقت۔ یہ عورتیں اور
مرد پیدا کر کے ان کے درمیان محبت ڈالنے والا کون ہے؟ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی
قدرت کی لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرنے والی ہے وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں
میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا پیدا کرنا۔ یہ پہلا آسمان تمہیں نظر آتا ہے اس
کے اوپر چھ آسمان اور ہیں سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (سورۃ ملک) سات آسمان تہہ بہ تہہ۔ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ
وَاَلْوَانِكُمْ اور تمہاری زبانوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور دلیل ہے۔ کسی جگہ کوئی بولی بولی جاتی ہے اور
کسی جگہ کوئی بولی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں نشانیاں ہیں لِّلْعٰلِمِیْنَ جاننے والوں کے لیے۔ کیونکہ زبانوں کا
تعلق علم کے ساتھ ہے اس لیے عالمین لام کی زیر کے ساتھ فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے
ہے مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ تمہارا سونا رات کو اور دن کو۔ نیند بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ طبی
نقطہ نگاہ سے جوان آدمی کے لیے چوبیس گھنٹوں میں تقریباً سات آٹھ گھنٹے اور بوڑھے آدمی کے لیے چار پانچ گھنٹے سونا
ضروری ہے وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور تمہارا تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کے رزق کو یہ بھی اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے
ہے کوئی رات کو کماتا ہے کوئی دن کو کماتا ہے یہ سلسلے کس نے بنائے ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک البتہ اس میں نشانیاں
ہیں لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ اس قوم کے لیے جو سنتی ہے۔ سننے کا مطلب یہ کہ مانتی ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی میری بات
نہیں سنتا یعنی نہیں مانتا۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ کہ دکھاتا ہے وہ
تمہیں بجلی خَوْفًا خوف کی خاطر وَّطَمَعًا اور طمع کی خاطر۔ آسمانی بجلی گرنے سے آدمی مرتے ہیں جانور مرتے ہیں مکان
جل جاتے ہیں بہت نقصان بھی ہو جاتا ہے اور لالچ بھی ہوتا ہے کہ بارش ہوگی گرمی میں کمی آئے گی یا بارش سے سردی
ہوگی، پانی کی قلت دور ہوگی وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور وہ پروردگار آسمان کی طرف سے پانی اتارتا ہے فَیُحْیٖ بِهِ
الْاَرْضَ پس زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مرجانے کے بعد اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس
میں نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کہ زمین خشک تھی بارش کے بعد تر و تازہ ہوگئی لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس قوم کے لیے جو
عقل رکھتی ہے جو عقل سے کام لے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ کہ
قائم ہے آسمان وَالْاَرْضُ اور زمین بِاَمْرِهٖ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ پھر جس وقت

بلائے گا تمہیں بلانا زمین سے۔ اس طرح کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تو تمام لوگ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ مشرق و مغرب والے شمال و جنوب والے اکٹھے ہو جائیں گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت کو برپا کرے اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ اچانک زمین سے نکلو گے۔ یہاں اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو صرف زمین میں دفن ہیں وہی زندہ ہوں گے۔ بلکہ جن کو جلا دیا جاتا ہے یا درندے، پرندے یا مچھلیاں کھا جاتی ہیں یا اور کسی طور پر ہلاک ہو جاتے ہیں وہ حاضر نہ ہوں گے بلکہ سب زندہ ہو کر حاضر ہو جائیں گے اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ تو ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿26﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور اسی کے لیے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب کے سب اس کے فرماں بردار ہیں۔ اور وہ وہی ہے

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ

جو ابتداء پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر وہ اس کو لوٹائے گا اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے اور اسی کے لیے ہے اعلیٰ صفت آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿27﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ ع ۸

میں اور زمین میں اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ بیان کی اللہ نے تمہارے لیے ایک مثال تمہاری جانوں سے کیا ہے

هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ

تمہارے لیے ان میں سے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں کوئی شریک اس چیز میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے

فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

پس تم اس میں برابر ہو جاؤ تم ڈرتے ہو ان سے جیسا کہ تم خوف کھاتے ہو اپنی جانوں سے اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان

يَّعْقِلُوْنَ ﴿28﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

کرتے ہیں۔ آیتیں اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے بلکہ پیروی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا اپنی خواہشات کی، علم کے بغیر

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿29﴾ فَاَقِمْ

پس کون ہدایت دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مدد کرنے والا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ

قائم کریں اپنے چہرے کو دین کے لیے یک سو ہو کر، لازم پکڑو اللہ تعالیٰ کی فطرت کو وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لوگوں کو،

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿30﴾ ۙ

نہیں تبدیلی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں، یہی دین مضبوط ہے سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مُنِیۡبِیۡنَ اِلَیۡہِ وَاتَّقُوۡہُ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۳۱﴾

اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہو اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَهْوَنُ: زیادہ آسان، تَخَافُوْنَهُمْ: ان کا خیال کرتے ہو، کَخِیْفَتِکُمْ: جیسے تمہارا ڈرنا، فِطْرَتَ: فطرت، مُنِیْبِیْنَ: رجوع ہونے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی۔ ان آیات میں زندگی اور موت، زمین و آسمان کی اعلیٰ صفات، روزی رزق، ہدایت و گمراہی کا ذکر کر کے فرما رہا ہے کہ یہ بھی اللہ کی جانب سے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی مزید نشانیاں:

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے، زمین میں انسان، جنات، حیوانات، نباتات، جمادات، حشرات اور دیگر مخلوقات ان سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اسی کے اختیار میں یہ سب مخلوق ہیں كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سب کے سب اس کے فرماں بردار ہیں۔ خوشی سے ہوں یا بے بسی سے ہوں۔ وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے يَبْدَؤُا الْخَلْقَ جو ابتداء پیدا کرتا ہے مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر وہ رب اس مخلوق کو لوٹائے گا قیامت آئے گی جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ اور یہ اس پر بہت ہی آسان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سمجھانے کے لیے فرمایا ہے کہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے بہت ہی آسان ہے۔ کہ کسی چیز کا دوبارہ بنانا بہ نسبت پہلی مرتبہ بنانے کے آسان ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا کوئی مشکل ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے لیے ہے اعلیٰ صفت آسمانوں میں اور زمین میں۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے لا الہ الا اللہ ہے۔ یعنی تمام کائنات کا خالق، مالک، رازق صرف اور صرف ایک الٰہ ہی ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

توحید کے اثبات پر ایک عام فہم مثال:

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال تمہارے لیے تمہاری جانوں سے هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کیا ہے تمہارے لیے ان میں سے جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ کوئی شریک اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ پس تم سب اس میں برابر ہو جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں کیا تم یہ برداشت کرتے ہو کہ وہ تمہاری جائیداد میں برابر کے شریک ہو جائیں حالانکہ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ تمہارا رشتہ بھی آدم علیہ السلام سے ملتا ہے ان کا بھی آدم علیہ السلام سے ملتا

ہے جو ضروریات تمہاری ہیں ان کی بھی وہی ہیں جو بشری تقاضے تمہارے ہیں ان کے بھی ہیں اعتباری فرق ہے کہ تم ان کے مجازی مالک ہو اور وہ تمہارے غلام ہیں اور تم یہ برداشت نہیں کرتے ہو کہ وہ تمہاری جائیداد میں برابر کے شریک ہو جائیں تَخَافُوْنَهُمْ تم ڈرتے ہو ان سے كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ جیسا کہ تم خوف کھاتے ہو اپنی جانوں سے کہ مشترک جائیداد اور مال ہو تو حصہ دار کا خطرہ رہتا ہے کہ مشترک چیز میں تصرف کرنے میں وہ ناراض نہ ہو جائے یا تقسیم کرانے لگے یا کم از کم یہ پوچھے کہ میری اجازت کے بغیر تم نے یہ کام کیوں کیا ہے۔ تو غلام اور لونڈیوں سے تم اس طرح ڈرتے ہو کہ اگر وہ تمہاری جائیداد میں برابر کے شریک ہو جائیں تو وہ بھی تم سے پوچھیں گے اس لیے تم ان کو اپنی جائیداد اور مال میں شریک کرنے کے لیے تیار نہیں ہو اور نہ برابر تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے شریک ٹھہراتے ہو؟ جبکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں رکھتی ہے كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں آیتیں اس قوم کے لیے جو سمجھتی ہے اور جو سمجھنے کے لیے تیار نہ ہو۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بلکہ پیروی کی ان لوگوں نے جو ظالم ہیں شرک کرنے والے ہیں اپنی خواہشات کی بِغَيْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ پس کون ہدایت دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مدد کرنے والا۔ نہ دنیا میں ان کو کوئی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکتا ہے نہ قبر میں نہ میدان محشر میں اور نہ دوزخ سے کوئی ان کو بچا سکتا ہے۔

مسلمانوں کو اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کریں اپنے چہرے کو دین کے لیے یک سو ہو کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ دین کی طرف ہو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ہمیں کہا جا رہا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لازم پکڑو جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ فطرت اسلام ہے۔ اسلام ایک فطری مذہب ہے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ نہیں تبدیلی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں۔ وہ فطرت اسلامی ہے اسلام قیامت تک سچا رہے گا ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی دین مضبوط ہے سچا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ اسی اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں وَاتَّقُوْهُ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کسی سے نہ ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کے لیے سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ فرمایا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز نماز۔ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو مسلمان کہنا بھی مشکل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے نمازی کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اسی لیے ساتھ ہی فرمایا وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ ہو جاؤ مشرکوں میں سے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿32﴾

ان لوگوں میں سے جنھوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور وہ شیعہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے خوش ہونے

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ

اور جس وقت پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف پکارتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اسی کی طرف پھر جس وقت

اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿33﴾

اللہ تعالیٰ ان کو چکھاتا ہے اپنی طرف سے رحمت اچانک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿34﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ

تا کہ انکار کر دیں وہ اس چیز کا جو ہم نے ان کو دی پس تم فائدہ اٹھالو پس عنقریب تم جان لوگے۔ کیا ہم نے نازل کی ہے ان پر

سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿35﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا

کوئی سند اور دلیل، پس وہ کلام کرتی ہے اس چیز کے مطابق جس کی وجہ سے وہ شرک کرتے ہیں۔ اور جس وقت ہم چکھاتے ہیں

النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

لوگوں کو رحمت خوش ہو جاتے ہیں اس پر اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی تکلیف بہ سبب اس کے جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے،

اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿36﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اچانک وہ نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿37﴾

کرتا ہے۔ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَذَاقَهُمْ: اللہ نے انہیں چکھایا، يَتَكَلَّمُ: وہ بولتا ہے، يَقْنَطُوْنَ: وہ نا اُمید ہو جاتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ اسلام ہی سچا دین ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی بنیاد اور وجہ بتائی ہے کہ بعض اوقات راحت اور آرام میں انسان بدمست ہو کر اللہ کا شرک کرتا ہے اور اس کے علاوہ انسان کی عام فطرت بھی بتائی جارہی ہے کہ راحت و آرام سے انسان خوش ہوتا ہے اور تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مایوسی کا شکار ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ تکلیف ان کی اپنے شامت اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

تفسیری نکات: انسان شرک کی طرف کس طرح مائل ہوتا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا وَكَانُوْا شِيَعًا اور ہو گئے گروہ

در گروہ۔ شیعہ کا لفظی معنی ہے گروہ۔ توحید کے مقابلے میں جو بھی سلسلہ ہوگا وہ گروہ بندی ہوگی کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے۔ ہر عقیدے والا اپنے عقیدے پر خوش ہے۔ یہودی اپنے عقیدے پر، عیسائی اپنے عقیدے پر، مجوسی اپنے عقیدے، ہندو اپنے عقیدے پر خوش ہیں۔ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف دَعَوْا رَبَّهُمْ تو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ مشرک بھی انتہائی مشکل میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے رحمت چکھاتا ہے ان کو صحت دے دیتا ہے تکلیف سے نجات دے دیتا ہے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ اچانک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ لِيَكْفُرُوْا تاکہ انکار کر دیں بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ اس نعمت کا جو ہم نے ان کو دی ہے، صحت دی مال دیا فَتَمَتَّعُوْا پس تم فائدہ اٹھالو۔ کب تک فائدہ اٹھاؤ گے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے۔ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے کسی قسم کا کوئی خفا اور پردہ باقی نہیں رہے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شرک کے رد میں۔ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا کیا ہم نے نازل کی ہے ان پر کوئی دلیل۔ کیا کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بزرگ، فرشتے، نبی، بت کو اختیار دیا ہے کہ وہ لوگوں کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے یا ان کے پاس کوئی دلیل ہے فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ پس کلام کرتی ہے اس چیز کے مطابق جس کی وجہ سے یہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔

انسانی فطرت کا بیان:

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً اور جس وقت ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت فَرِحُوْا بِهَا خوش ہو جاتے ہیں اس پر۔ گرمی تھی بارش ہوئی موسم بدلا خوش ہوئے۔ پہلے غریب تھے مال دار کر دیا خوش ہو گئے اولاد نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اولاد دے دی خوش ہو گئے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے ان کو تکلیف بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بسبب اس کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ عمومی طور پر انسانوں کو اپنے گناہوں کی وجہ سے تکالیف پیش آتی ہیں۔ اہل حق کا نظریہ یہ ہے کہ پیغمبروں کو جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہوتی ہیں اور اس لیے آتی ہیں کہ ان کے صحیح تبعین ان کے نقش قدم پر چلیں ان تکالیف پر صبر کریں۔ اسی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بھی تکلیفیں آتی ہیں۔

لیکن عام لوگوں کو جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ اچانک وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا بھی گناہ ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ الایمان بین الخوف والرجاء، ایمان دو چیزوں کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بھی رہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ بیشک اللہ

تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے۔ رزق کا کشادہ اور تنگ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی۔ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔ ضدی کے لیے سب نشانیاں بے کار ہیں۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ

پس دے دو قریبی رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی

اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿38﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

رضا کا اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور جو تم دیتے ہو سود تاکہ بڑھے وہ لوگوں کے مالوں میں پس وہ نہیں بڑھتا

يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ تعالیٰ کے ہاں اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ ارادہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کا پس یہی لوگ ہیں کہ وہ اپنا اجر دگنا کرنے

الْمُضْعِفُوْنَ ﴿39﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کیا ہے تمہارے شریکوں میں سے کوئی جو کرے ان چیزوں میں سے کوئی چیز، پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور بلند ہے اس سے

ع يُشْرِكُوْنَ ﴿40﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی

جو تم شرک کرتے ہو۔ ظاہر ہو چکا خشکی میں اور سمندر میں بہ سبب اس کے جو کمایا ہے لوگوں کے ہاتھوں نے تاکہ چکھائے

النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿41﴾ قُلْ سِيْرُوْا

اللہ تعالیٰ لوگوں کو بعض ان کاموں کا بدلہ جو انہوں نے کیے ہیں تاکہ وہ واپس آجائیں۔ آپ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں

فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿42﴾

چلو زمین میں پس دیکھو کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو اس سے پہلے تھے ان میں سے اکثر شرک کرنے والے تھے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِیَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

پس قائم رکھ اپنے چہرے کو سیدھے دین کی طرف پہلے اس سے یہ کہ آئے وہ دن جس کے لیے

مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿43﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ

ٹلنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دن جدا جدا ہو جائیں گے۔ جس نے کفر کیا پس اسی پر اس کے کفر کا وبال ہوگا اور جس

عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿44﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

نے عمل کیا اچھا پس اپنی جانوں کے لیے تیاری کررہے ہیں۔ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿45﴾

اچھے اپنے فضل سے بیشک وہ نہیں پسند کرتا کافروں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رِبًا: زیادتی، سود، لِيَرْبُوَا: تاکہ وہ بڑھ جائے، لِيُذِيْقَهُمْ: تاکہ (اللہ) چکھادے انہیں، يَصَّدَّعُوْنَ: جدا جدا، ہوجائیں گے، كُفْرُهٗ: اس کا کفر، يَمْهَدُوْنَ: وہ سامان کرتے ہیں

ربط:

سابقہ آیات میں رزق کی فراوانی اور تنگی کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ اب ان آیات میں رزق کو خرچ کرنے کے مواقع بیان فرمائے جارہے ہیں۔

تفسیری نکات: مال خرچ کرنے کے مواقع:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ پس دے دو قریبی رشتہ دار کو اس کا حق وَالْمِسْكِيْنَ اور مسکین کو حق دو وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو اس کا حق دو ذٰلِكَ خَيْرٌ یہی بہتر ہے لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ان لوگوں کے لیے جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ ان کو دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوگی اور آخرت میں بھی کامیابی ان شاء اللہ حاصل ہوگی۔

سود کی مذمت اور صدقہ وزکوٰۃ کی فضیلت:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا اور جو تم دیتے ہو سود۔ لوگوں سے قرض لیتے ہو اور سود کے ساتھ واپس کرتے ہو لِّيَرْبُوَا تاکہ وہ بڑھے فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے مالوں میں فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ پس وہ نہیں بڑھتا اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ سود خوروں کو جو تم مال دیتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ارادہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ پس یہی لوگ ہیں اپنے اجر اور ثواب کو دگنا کرنے والے۔ زکوٰۃ دینے سے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی حالانکہ ظاہری طور پر سود سے رقم بڑھتی ہے اور زکوٰۃ سے کم ہوتی ہے۔

یہ تفسیر تو اس صورت میں ہے کہ ربا سے سود مراد لیا جائے۔ جبکہ اس آیت کریمہ کی ایک دوسری تفسیر بھی کرتے ہیں کہ

ربٰو سے مراد وہ زیادتی ہے جو کسی لین دین کے معاملے میں کی جائے۔ مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کو اس نیت سے تحفہ دیتا ہے کہ وہ مجھے اس سے بہتر تحفہ دے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا کیونکہ اس کا ارادہ اچھا نہیں ہے اس لیے ثواب سے محروم رہے گا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ثُمَّ رَزَقَكُمْ پھر اس نے تمہیں رزق دیا ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر وہ تمہیں مارے گا ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا قیامت والے دن هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ کیا ہیں تمہارے شریکوں میں سے جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ جو کریں ان کاموں میں سے کوئی کام سُبْحٰنَهٗ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے وَتَعٰلٰى اور بلند ہے عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو۔

زمین اور سمندر میں خرابی گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ظاہر ہو چکا فساد خشکی میں اور سمندر میں بھی۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ بہ سبب اس کے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائی کی ہے۔ لوگوں کے گناہ جوں جوں بڑھتے ہیں اس ہی قدر فساد بڑھتا ہے۔ یہ تو اس زمانے کی بات ہے جب آج کی نسبت گناہ کم تھے اور آج چونکہ گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں لہٰذا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے ساتھ فِي الْجَوِّ وَالْخَلَآءِ وَتَحْتَ الْبَحْرِ بھی ہو گیا ہے۔ خلا میں بھی اور پانی کے نیچے بھی۔ جوں جوں گناہ بڑھتے جائیں گے۔ دنیا میں فسادات بھی بڑھتے جائیں گے۔ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا تاکہ چکھائے ان کو اللہ تعالیٰ بعض ان کاموں کا بدلہ جو انہوں نے کیے ہیں۔ مکمل نتیجہ تو قیامت کو نکلے گا ان فسادوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں چکھا دیا جائے گا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ واپس آجائیں۔ اپنے گناہوں اور شرارتوں سے باز آجائیں۔ اگر ان کو ہماری بات سمجھ نہیں آتی تو قُلْ آپ اے نبی کریم ﷺ ان سے کہہ دیں سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ چلو پھرو زمین میں فَانْظُرُوْا دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ تباہی کی بہت ساری وجوہات ہیں لیکن كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ان میں سے اکثر شرک کرنے والے تھے۔ تباہ ہونے والوں کی اکثریت مشرک تھی۔

قیامت والے دن لوگ اعمال کے حساب سے الگ الگ کر دیئے جائیں گے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ اے نبی کریم ﷺ اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا رکھیں۔ یہ آپ ﷺ کو خطاب کر کے امت کو سمجھایا گیا ہے کہ اپنا چہرہ دین کی طرف سیدھا رکھو مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ جس کے لیے ٹلنا نہیں ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ اس دن لوگ گروہ در گروہ ہوں گے۔ بے نمازوں کا گروہ الگ، روزے خوروں کا الگ، شرابیوں کا الگ اور زانیوں کا الگ ہوگا۔ جھوٹوں کا الگ مکاروں کا الگ اور ظالموں کا الگ ہوگا۔ مَنْ كَفَرَ جس نے کفر کیا فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ پس اسی پر اس کا کفر پڑے گا یعنی

کفر کا وبال اس پر پڑے گا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جس نے عمل کیے اچھے فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ پس وہ اپنے نفسوں کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ انسان کو ہر وقت آخرت کی تیاری میں رہنا چاہیے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تا کہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے۔ کیونکہ اس پر لازم نہیں ہے وہ مختار ہے وہ اپنے فضل اور عنایت سے بدلہ دے گا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ

اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو جو خوش خبری لانے والی ہوتی ہیں اور تا کہ چکھائے

رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

تمہیں اپنی رحمت سے اور تا کہ چلیں کشتیاں اس کے حکم کے ساتھ اور تا کہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو اور تا کہ تم شکر ادا کرو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف پس وہ آئے ان کے پاس واضح دلائل لے کر

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

پس ہم نے انتقام لیا ان لوگوں سے جنہوں نے جرم کیا تھا اور ہے لازم ہمارے ذمے مومنوں کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ

وہ ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو پس وہ ہوائیں اٹھاتی ہیں بادلوں کو پھر اللہ تعالیٰ بکھیر دیتا ہے ان بادلوں کو آسمان میں جس طرح

يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ

چاہے اور کرتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے بارش کو نکلتی ہے ان کے درمیان سے پس جب وہ پہنچاتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ

بارش جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور تحقیق تھے وہ اس سے پہلے ان پر بارش نازل کی

عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

جاتی ان کے نازل ہونے سے پہلے البتہ ناامید۔ پس دیکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات کو کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے

مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

مرنے کے بعد بیشک یہی رب البتہ زندہ کرے گا مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُبَشِّرٰتٍ: خوشخبری دینے والیاں، لِيُذِيْقَكُمْ: تا کہ وہ چکھائے تمہیں، فَيَبْسُطُهٗ: پھر وہ پھیلاتا ہے اسے، لَمُبْلِسِيْنَ: مایوس ہونے والے، اٰثٰرِ: آثار، لَمُحْيِ: زندہ کرنے والا۔

ربط:

اس سے قبل بھی منکرین قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والوں کا بیان ہو چکا ہے۔ دیکھو آیت نمبر ۱۱ تا آیت نمبر ۱۶۔ اب دوبارہ اللہ تعالیٰ ان منکرین کو مثالیں دے کر سمجھا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو مُبَشِّرٰتٍ جو بارش سے پہلے خوش خبری لانے والی ہوتی ہیں۔ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں جس سے سمجھ دار لوگ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ ان شاء اللہ اب بارش ہوگی وَلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اور تا کہ اللہ تعالیٰ چکھائے تمہیں اپنی رحمت سے کچھ۔ ہوا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اس سے بادل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں موسم تبدیل ہوتے ہیں وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ اور تا کہ چلیں کشتیاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ پہلے زمانے میں کوئلہ پیڑول بجلی وغیرہ نہیں ہوتے تھے بس کشتیاں ہواؤں کے زور پر چلتی تھیں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اور تا کہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ ادھر کی چیزیں ادھر لے جاؤ ادھر کی ادھر لے آؤ۔ تجارت کرو تا کہ لوگوں کے لیے سہولت ہو ضروریات زندگی پر دسترس ہو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تا کہ تم شکرادا کرو کہ ایک ہوا میں کتنے فائدے ہیں بارش کی خوش خبری بھی دیتی ہے موسموں میں تبدیلی کا باعث ہے کشتیوں کو بھی چلاتی ہے اور تم اس سے سانس بھی لیتے ہو۔

ختم نبوت سے متعلق آیت:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کئی رسول۔ یہ آیت ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ سے قبل پیغمبر ہوئے ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نہیں۔ اگر ہوتا تو قرآن میں اس کا تذکرہ دیا جاتا۔

تو فرمایا ہم نے بھیجے آپ ﷺ سے پہلے کئی پیغمبر اِلٰى قَوْمِهِمْ ان کی قوموں کی طرف فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پس وہ آئے واضح دلائل کے ساتھ لیکن قوم نے پیغمبروں کو نہ مانا ان کی تبلیغ کو تسلیم نہ کیا فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا پس ہم نے انتقام لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ہے لازم ہمارے ذمہ مومنوں کی مدد کرنا۔

بارش اور بادلوں کا بیان:

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے فَتُثِيْرُ سَحَابًا پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ پھر وہ پھیلاتا ہے بکھیر دیتا ہے ان بادلوں کو آسمان میں كَيْفَ يَشَآءُ جس طرح چاہے۔ جسے جہاں پہنچانا ہوتا ہے وہاں پہنچا دیتا ہے وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا اور کرتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ۔ کبھی ہوائی جہاز کا سفر کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اوپر نیچے بادلوں کی کیسے تہہ لگی ہوئی ہے اور سفید کالے رنگ کے کیسے پہاڑ ہیں بادلوں کے فَتَرَى الْوَدْقَ پھر اے مخاطب تو دیکھے گا بارش کو يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ نکلتی ہے ان کے درمیان سے فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ پس جب وہ پہنچاتا ہے بارش جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اور بے شک وہ اس سے پہلے اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ کہ ان پر بارش نازل کی جاتی مِّنْ قَبْلِهٖ بارش ہونے سے قبل لَمُبْلِسِيْنَ البتہ ناامید۔ یعنی موسم کے حالات ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل بارش کا کوئی امکان دور دور تک نہیں ہوتا۔ ایک دم ایک چھوٹی سی بدلی اٹھتی ہے اور پورے آسمان پر چھا جاتی ہے اور زوردار بارش شروع ہو جاتی ہے۔ کوئی آثار اور کوئی امید بارش کی نہیں ہوتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ بارش نازل فرما دیتا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ پس دیکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات کو۔ بارش اس کی رحمت کی نشانی ہے، ہوائیں اس کی رحمت کی نشانی ہے کشتیوں کا چلنا اس کی رحمت کی نشانی ہے فصلوں کا پیدا ہونا اس کی رحمت کی نشانی ہے درختوں کا اگنا پھلوں کا لگنا اس کی رحمت کی نشانی ہے۔ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اللہ تعالیٰ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔ بارشیں نہ ہوں تو زمین مر جاتی ہے بارشیں ہونے کے بعد گھاس پودے سبزیاں فصلیں پیدا ہوتی ہیں زمین زندہ ہو جاتی ہے بارشیں ہونے کے بعد گھاس پودے سبزیاں فصلیں پیدا ہوتی ہیں تو زمین زندہ ہو جاتی ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى بیشک جس رب نے یہ سارے کام کیے ہیں وہی مردوں کو زندہ کرے گا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ

اور اگر ہم بھیج دیں ہوا پس یہ دیکھیں اس کو زرد البتہ ہو جائیں وہ اس کے بعد ناشکری کرنے والے۔ پس بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ

نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہیں سنا سکتے بہرے کو پکار، جب کہ وہ پشت پھیر کر جا رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہدایت دے

الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

سکتے اندھوں کو ان کی گمراہی سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر پس وہ مسلمان ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو کمزوری سے پھر بنائی اس نے کمزوری کے بعد قوت پھر بنائی اس نے قوت کے

ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

بعد کمزوری اور بڑھاپا، پیدا کرتا ہے جو چاہے اور وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رِیْحًا: ہوا، فَرَاَوْهُ: (پھر) وہ کھیتی کو دیکھیں، مُصْفَرًّا: زرد، ضُعْفٍ: کمزوری، شَیْبَةً: بوڑھاپا۔

ربط:

سابقہ آیات میں مفید ہواؤں کا ذکر فرمایا گیا۔ اب ان آیات میں ایسی ہواؤں کا ذکر ہے جو نقصان کا باعث بنتی ہیں۔

تفسیری نکات: ضرر پہنچانے والی ہواؤں کا بیان:

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا اور اگر ہم بھیجیں ہوا ایسی تندوتیز فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا پس دیکھیں وہ اپنی کھیتی کو زرد۔ یعنی کھیتی پکنے سے پہلے تندوتیز ہوا بھیجیں کہ کھیتی زرد ہو جائے لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ البتہ ہو جائیں اس زرد کھیتی کو دیکھنے کے بعد یَكْفُرُوْنَ ناشکری کرنے والے کہ ہم پر بڑا ظلم ہوا ہے ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

کافروں کی حالت زار:

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی پس بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو نہیں سنا سکتے وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ اور نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار جب وہ لوٹیں پیٹھ پھیر کر۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ مُردوں بہروں کو سنانا یا اندھوں کو راہ ہدایت کی طرف لانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو وہ سنے گا جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کو مردوں بہروں اور اندھوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جس طرح یہ لوگ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں نہ دلائل قدرت کا مشاہدہ کر سکتے ہیں یہی حال کافر مشرک کا ہے کہ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ ان پر آیات الٰہی کا کچھ اثر نہیں ہے۔ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہدایت دے سکتے اندھوں کو ان کی گمراہی سے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا

آپ ﷺ نہیں سنا سکتے مگر ان کو جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وہ مسلمان ہیں۔ ایمان والے سنتے ہیں نفع والا سننا صرف ایمان والوں کا ہے۔ یہ کافروں کو حاصل نہیں ہے۔

انسان کی زندگی کی مثال:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا مِّنْ ضَعْفٍ کمزوری سے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ پہلو تک نہیں بدل سکتا۔ اے انسان! ذرا سوچ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس حقیر قطرے سے پیدا فرمایا اور تو کس قدر پیدائش کے بعد کمزور تھا تیرے سارے کام تیری ماں، باپ، بہن، دادی، نانی اور دوسرے سرانجام دیتے تھے ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً پھر بنائی اللہ تعالیٰ نے کمزوری کے بعد قوت۔ اس نے تجھے جوان کر دیا تو خود چلتا پھرتا ہے دوڑتا پھرتا ہے کھاتا پیتا ہے ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا پھر بنائی اس نے قوت کے بعد کمزوری۔ پھر اس نے قوت کے بعد کمزور کر دیا وَّشَيْبَةً اور بڑھاپا۔ تو اللہ تعالیٰ یہ مثال بیان کر کے یہ فرما رہا ہے کہ یہ تمہاری اصلیت اور حقیقت ہے کہ پہلے بھی کمزور اور حقیر درمیان کا کچھ عرصہ طاقت و توانائی اور پھر دوبارہ کمزوری یعنی بڑھاپا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ اور وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا

اور جس دن قیامت قائم ہوگی قسم اٹھائیں گے مجرم نہیں ٹھہرے وہ ایک گھڑی کے سوا، اسی طرح وہ الٹے پھیرے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿55﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ

جاتے ہیں۔ اور کہیں گے وہ لوگ جن کو علم دیا گیا اور ایمان البتہ تحقیق ٹھہرے تم اللہ تعالیٰ کی تحریر میں اٹھنے والے دن تک،

الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿56﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ

پس یہ دن ہے اٹھ کھڑے ہونے کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن نہیں نفع دے گا ان لوگوں کو جنہوں نے

ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿57﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

ظلم کیا ان کا معذرت کرنا اور نہ ان کو منانے کی اجازت دی جائے گی۔ اور البتہ تحقیق بیان کی ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

میں ہر قسم کی مثال اور البتہ اگر آپ ﷺ لائیں ان کے پاس کوئی نشانی البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں نہیں ہو تم مگر

مُبْطِلُوْنَ ﴿58﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿59﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ

باطل پر چلنے والے۔ اسی طرح مہر لگاتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو نہیں جانتے۔ پس آپ ﷺ صبر کریں بیشک

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ہرگز نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکا کریں وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُقْسِمُ: (مجرم لوگ) قسمیں کھائیں گے، لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ: اور نہ ہلکا بنا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

ربط:

اس سے قبل انسان کی دنیاوی زندگی کا احوال بیان ہوا۔ اب اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کی زندگی اور دن یعنی قیامت کا احوال بیان فرمارہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت میں کافروں کے بیانات:

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مجرم قسمیں اٹھائیں گے۔ کیا قسمیں اٹھائیں گے؟ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ نہیں ٹھہرے وہ ایک گھڑی کے سوا۔ مجرم اللہ کی قسم اٹھا کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھنٹہ ٹھہرے ہیں۔ وہاں یہ حالت ہوگی اور یہ یہاں انہوں نے ایک فساد برپا کیا ہوا ہے۔ ان کا یہ کہنا صحیح بھی ہے اور غلط بھی ہے۔ غلط اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ اسی طرح وہ الٹے پھیرے جاتے ہیں۔ دنیا میں صحیح رائے سے ان کو شیطان پھیرتا تھا نفس امارہ پھیرتا تھا ان کے مولوی پیر اور لیڈر پھیرتے تھے۔ جیسے دنیا میں صحیح رائے سے پھیرے جاتے تھے یہاں بھی صحیح رائے سے پھیرے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک گھنٹہ تو نہیں بلکہ کوئی سو سال رہا کوئی پچاس سال رہا کوئی تیس سال رہا کوئی اس سے کم و بیش۔ اور صحیح اس لیے کہ ہمیشہ کی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور کہیں گے وہ لوگ جن کو علم دیا گیا وَالْاِيْمَانَ اور ایمان دیا گیا۔ ایمان بہت بڑی دولت ہے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ صحیح علم عطا فرماتا ہے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ البتہ تحقیق ٹھہرے تم اللہ تعالیٰ کی تحریر میں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ لکھا تھا اس فیصلے میں تم اٹھنے والے دن تک ٹھہرے ہو فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ اٹھ کھڑے ہونے کا دن ہے۔ یعنی وہ قیامت کا دن آ گیا ہے جس کا تم انکار کرتے تھے وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے۔ فَيَوْمَئِذٍ پس اس دن لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ نہیں نفع دے گی ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ان کا معذرت کرنا۔ معذرتیں کریں گے۔ معافی تلافی کریں گے لیکن یہ فائدہ مند نہ ہوگی۔ ان کا کوئی عذر ان کو فائدہ نہیں دے گا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو منانے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کا مادہ عُتْبٰى ہے جیسے بُشْرٰى ہے۔ اس کا معنی ہے اَلرُّجُوْعُ اِلٰى مَا يَرْضٰى۔ اس چیز کی طرف رجوع

کرنا جس پر اللہ راضی ہو۔

کافر اپنے کفر پر قائم ہیں تو تم اپنے اسلام پر ڈٹے رہو:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ اور البتہ تحقیق ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثال سمجھانے کے لیے۔ تاکہ حقیقت کو سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ اور البتہ اگر آپ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائیں ان کے پاس کوئی نشانی لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا البتہ ضرور کہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) مگر باطل پر چلنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانیں گے۔ آیت سے قرآن کی آیت بھی مراد ہو سکتی ہے اور معجزہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ مخالفوں نے قرآنی آیات بھی سنیں اور معجزات بھی دیکھے مگر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگاتا ہے ان لوگوں کے دلوں پر جو نہیں جانتے سمجھ نہیں رکھتے۔ جو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ فَاصْبِرْ پس اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں پر صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت بھی حق ہے میدان محشر بھی حق ہے حساب کتاب کا ہونا بھی حق ہے پل صراط بھی حق ہے جنت اور دوزخ بھی حق ہے وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اور ہرگز نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکا کریں یہ جو عقائد ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے ہیں وہ مضبوط ہیں ان پر جمار ہنا ہے اپنے عقائد کو نہیں چھوڑنا یہ چاہے کچھ کہتے رہیں الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے قیامت پر۔ ان لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا اللہ تعالیٰ نے دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا ہے کہ اپنے صحیح عقائد پر مضبوطی سے جمے رہو اور بے دینوں اور کفار کی طعن و تشنیع سے حق سے منہ نہ موڑ لینا۔

سُوْرَۃُ لُقْمٰن مَکِّیَّۃ

سورۃ لقمان مکی سورت ہے اور یہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ کے نام نامی پر ہے۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہم عصر ہیں۔ یہ نبی نہیں تھے مگر بڑے مومن، متقی، حکیم، دانا اور کامل انسان تھے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا اکتیسواں (۳۱) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ستاون (۵۷) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چھپن (۵۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی چونتیس (۳۴) آیات ہیں اور چار (۴) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۞ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۞ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

الم۔ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی۔ یہ کتاب ہدایت ہے اور رحمت ہے نیکی کرنے والوں کے لیے۔ جو قائم کرتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

نماز کو اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

رب کی طرف سے اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔ اور لوگوں میں بعض وہ ہیں جو خریدتے ہیں کھیل کی باتوں کو تاکہ گمراہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞

کریں اللہ تعالیٰ کے راستے سے علم کے بغیر اور تاکہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے کو ٹھٹھا، ان کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ

اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں پیٹھ پھیرتا ہے تکبر کرتے ہوئے گویا کہ اس نے آیات کو سنا ہی نہیں گویا کہ

اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خوش خبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۞ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ

لائے اور عمل کیے اچھے ان کے لیے باغ ہیں نعمتوں کے۔ ہمیشہ رہیں گے ان میں، اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَّخِذَهَا: وہ بنالے اسے، مُسْتَكْبِرًا: تکبر کرتے ہوئے، لَمْ يَسْمَعْهَا: اس نے نہیں سنا اسے، أُذُنَيْهِ: اس کے دونوں کان، فَبَشِّرْهُ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشخبری سنادیں اسے۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن، سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہوا ہے کہ سورۃ روم کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے تھے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ یعنی اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔ تو اس سورت کا آغاز بھی اسی بات سے کیا جا رہا ہے کہ یہ قرآن کتاب حکمت ہے جو نیکی کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

تفسیری نکات: قرآن حکیم کتاب ہدایت ورحمت ہے:

الٓمّٓ اس کی تشریح وتوضیح ہم پہلے کر آئے ہیں۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی دانائی والی کتاب کی۔ یہ بڑی محکم کتاب ہے۔ هُدًى یہ نری ہدایت ہے وَرَحْمَةً اور رحمت ہے مگر کن کے لیے لِّلْمُحْسِنِينَ نیکی کرنے والوں کے لیے۔ نیکی کرنے والے کون ہیں؟ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ نماز کو جماعت کے ساتھ اپنے وقت پر ادا کرتے ہیں۔ ایمان کے بعد تمام عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے۔ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ اور وہ ادا کرتے ہیں زکوٰۃ۔ بدنی عبادتوں میں نماز سب سے بڑی عبادت ہے اور مالی عبادتوں میں زکوٰۃ سب سے بڑی عبادت ہے وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی طرف سے وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

شانِ نزول: نضر بن حارث کافر کا گھناؤنا فعل:

نضر بن حارث ایک کافر تھا یہ حیرہ کے علاقہ میں گیا اور وہاں سے کچھ ناول خرید کر لایا۔ اس میں رستم اور ایرانی جرنیلوں اور شاعروں کے کمالات اور خوبیاں تھیں اور اس کی لونڈیاں تھیں گانے والی۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں لوگوں کو قرآن سناتے تو یہ نضر بن حارث قریب ہی ان لونڈیوں کو جمع کر لیتا ان لونڈیوں کی بڑی سُریلی آواز تھی اور جاہل لوگ اس کی طرف مائل ہو جاتے، نضر بن حارث کا مقصد تھا اللہ کے راستے سے روکنا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو خریدتے ہیں کھیل تماشے کی باتیں وہ قصے کہانیاں لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو گمراہ کریں علم کے بغیر۔ علم تو ان میں ہے نہیں قصے کہانیاں ہیں اور یہ جہالت کی وجہ سے سب کچھ کررہے ہیں وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اور تاکہ بنائیں اللہ تعالیٰ کے راستے کو ٹھٹھا۔ صحیح راستے کا مذاق اڑاتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ان لوگوں کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا پیٹھ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں ہے كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ ہیں جس چیز سے نفرت ہو اس کے لیے آدمی ایسے ہی کرتا ہے فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خوش خبری سنادیں دردناک عذاب کی۔ یہ طنز کے طور پر فرمایا جارہا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ان کے لیے باغ ہیں نعمتوں کے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ ہمیشہ کی خوشیاں ہوں گی ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی۔ جو شخص اس میں ایک دفعہ داخل ہو گیا پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہے گا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور پکا ہے۔ تم ایمان لاؤ اچھے عمل کرو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا کہ تمہیں نعمتوں کے باغوں میں داخل کرے گا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے حکمت والا بھی ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

پیدا کیا اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو اور ڈال دیئے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ تاکہ وہ حرکت

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

نہ کرے تمہیں لے کر اور پھیلا دیئے اس نے زمین میں ہر طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی پس ہم

مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ

نے اگائے ہیں زمین میں ہر قسم کے عمدہ جوڑے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں پس تم مجھے دکھلاؤ کیا پیدا کیا ہے

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ

ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان رحمہ اللہ کو دانائی

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور جو شخص شکر ادا کرتا ہے پس پختہ بات ہے کہ وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی جان کے لیے اور جس نے

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿12﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ

ناشکری کی پس بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواتعریفوں والا ہے۔اور جس وقت کہا لقمان رحمۃ اللہ نے اپنے بیٹے کواور وہ اس کونصیحت

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿13﴾ وَوَصَّيْنَا

کررہے تھے۔اے میرے پیارے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا بیشک شرک البتہ بڑا ظلم ہے۔اور ہم نے تاکیدی حکم

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ

دیا ہے انسان کواس کے والدین کے بارے میں، اٹھایا اس کواس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری، اور اس کا دودھ چھڑانا دو

عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿14﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ

سالوں میں یہ کہ میرا شکرادا کراور اپنے ماں باپ کا میری طرف لوٹنا ہے۔اور اگر وہ تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تم میرے

تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا

ساتھ شریک ٹھہراؤ اس چیز کوجس کا تجھ کو کوئی علم نہیں ہے پس ان کی اطاعت نہ کرنا اور ان کا ساتھی بنا رہنا دنیاوی معاملات

مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

میں اچھے طریقہ سے اور پیروی کرنا اس کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا پھر میری طرف تمہارا لوٹنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿15﴾

پس میں تمہیں خبر دوں گا ان کاموں کی جو تم کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لُقْمٰن: لقمان رحمۃ اللہ علیہ، قدیم دور کے ایک دانا شخص کا نام، اُشْکُرْ: شکر ادا کر، یَعِظُہٗ: وہ نصیحت کر رہا تھا اسے، اَلشِّرْکَ: شریک ٹھہرانا، وَهْنًا: ضعف، وَهْنٍ: ضعف، فِصٰلُهٗ: اس کا دودھ چھڑانا، عَامَیْنِ: دو سال، لِوَالِدَیْکَ: اپنے والدین، صَاحِبْهُمَا: ان دونوں کے ساتھ رہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں نضر بن حارث کافر کے گھناؤنے کام کا تذکرہ کیا گیا۔اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک بندے لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کی نشانیاں:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ عَمَدٌ عِمَادٌ کی جمع ہے۔معنی ہے ستون۔بغیر ستونوں کے جن کو تم دیکھتے ہو۔آسمانوں کے نیچے کوئی ستون نہیں ہے۔یہ پہلا آسمان تو ہمیں نظر آتا ہے اس پر دوسرے

تیسرے چوتھے کو پانچویں چھٹے ساتویں کو قیاس کرلو۔ لوگ چھوٹی سی عمارت کھڑی کرتے ہیں تو اس کے نیچے کتنی دیواریں اور ستون ہوتے ہیں لیکن اتنے بڑے بڑے سات آسمان اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑے ہیں نیچے کوئی ستون نہیں ہے وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اور ڈال دیئے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔ رَوَاسِيَ رَاسِيَةٌ کی جمع ہے بمعنی مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ تاکہ وہ زمین حرکت نہ کرے تمہیں لے کر۔ اگر زمین ہلتی رہتی تو اس پر زندگی کس طرح ممکن تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخوں کے طور پر زمین میں ٹھونک دیا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اور پھیلا دیئے اس نے زمین میں ہر طرح کے جانور۔ چار ٹانگوں والے بھی ہیں دو ٹانگوں والے بھی ہیں اور پھر عجیب وغریب شکلیں ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں ہیں وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی۔ بارش برسائی بارش کو برسانے کے بعد فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا پس اگائے ہم نے زمین میں مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ہر قسم کے عمدہ جوڑے۔ زوج کا معنی جوڑا بھی ہوتا ہے۔ پھلوں میں میٹھے بھی ہیں کڑوے بھی ہیں گرم بھی ہیں ٹھنڈے بھی ہیں مختلف رنگوں میں بھی ہیں خشک بھی ہیں تر بھی ہیں۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ پس تم مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا ہے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں جن کو تم نے معبود اور مشکل کشا بنایا ہوا ہے انہوں نے بھی کوئی چیز پیدا کی ہے پیدا کرنا ان کے اختیار ہی میں نہیں ہے بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ کا تعارف:

شرک کرنے والے ظالم اور بے وقوف ہوتے ہیں۔

توحید اتنی واضح ہے کہ عقلی طور پر بھی انسان کو سمجھ آجاتا ہے۔ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے عقلی طور پر توحید کا اثبات کیا شرک کا رد کیا اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دی۔

حکیم لقمان رحمہ اللہ کون ہیں؟ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں كَانَ نَبِيًّا نبی تھے معالم التنزیل، درمنثور وغیرہ میں بھی یہی روایت ہے۔

جبکہ بقیہ تمام حضرات کہتے ہیں کہ نبی نہ تھے۔ لقمان ابن باعور ابن ناحور رحمہ اللہ نیک آدمی تھے۔ حضرت داود علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے اپنی عقل سے، سمجھ سے وہ باتیں اخذ کیں جو عین فطرت کے موافق تھیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان رحمہ اللہ کو دانائی اور سمجھ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ دانا ہے اس میں سمجھ ہے عقل مندی ہے وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ اور جو شخص شکر ادا کرتا ہے پس پختہ بات ہے کہ وہ شکر ادا کرتا ہے اپنی جان کے لیے اس شکر کا صلہ اس کو دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا وَمَنْ كَفَرَ اور جس نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ پس بیشک

اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے وہ تمہارے شکر کا محتاج نہیں ہے حَمِیْدٌ تعریفوں والا ہے۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ اور جس وقت کہا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو وَهُوَ یَعِظُهٗ اور وہ اس کو نصیحت کر رہے تھے یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون میں شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔ لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کا کیا نام تھا؟ تفسیروں میں تین نام آپ کو ملیں گے ایک ثاران، ایک مشکم، ایک انعم۔ پھر اس میں بھی اختلاف تفاسیر میں ملتا ہے کہ آیا وہ بیٹا مشرک تھا اور اس کو ایمان کی طرف لانے کے لیے کہا کہ بیٹے شرک نہ کرنا اور یہ بھی بیان بعض تفاسیر میں ملتا ہے کہ وہ موحد تھا اس کو توحید پر قائم رکھنے کے لیے اور شرک سے نفرت دلانے کے لیے کہا یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔

لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا بیٹے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے بارے میں حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس کو اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ کمزوری سے کمزوری پر۔ پہلے پیٹ میں ہلکا ہوتا ہے تکلیف تھوڑی ہوتی ہے پھر جب بڑا ہوتا جاتا ہے تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ تو تکلیف پر تکلیف کے ساتھ اس کو ماں نے پیٹ میں اٹھایا وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سالوں میں ہے۔ بعض پہلے بھی چھڑا دیتے ہیں۔ جس ماں نے نو ماہ پیٹ میں اٹھایا دو سال دودھ پلایا اب یہ بچہ بڑا ہونے کے بعد ماں کو پوچھے بھی نہ تو کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ فرمایا اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ یہ کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا شکر بھی ادا کرو۔ یاد رکھنا اِلَیَّ الْمَصِیْرُ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور مجھ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا! وَاِنْ جَاهَدٰكَ اور اگر ماں باپ تیرے اوپر کوشش صرف کریں تجھے مجبور کریں عَلٰۤى اَنْ اس بات پر تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کہ میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ ان چیزوں کو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو میرا فیصلہ سن لو فَلَا تُطِعْهُمَا پھر ماں باپ کی اطاعت بالکل نہیں کرنی۔ ماں باپ کفر و شرک پر آمادہ کریں گناہ پر آمادہ کریں تو پھر ان کے قریب نہ جانا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا اور ساتھی بنا رہ ان کا دنیا کی زندگی میں اچھے طریقے کے ساتھ۔ لباس خوراک رہائش بیماری میں ان کی خدمت کرنی ہے بول چال میں نرمی برتنی ہے مگر عقیدے میں ان کا ساتھ نہیں دینا وَّاتَّبِعْ اور اتباع کر تقلید کر سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ان لوگوں کے راستے کی جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ جتنے امام فقہاء گزرے ہیں، محدثین گزرے ہیں مفسرین گزرے ہیں سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے ان کی بات سننے کا ان کی پیروی کرنے کا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا قرآن میں حکم ہے۔ رہی یہ بات کہ یہاں تو اتباع کا حکم ہے؟ تو فقہائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اَلْاِتِّبَاعُ وَالتَّقْلِیْدُ شَیْءٌ وَّاحِدٌ، اتباع اور تقلید دونوں ایک چیز ہیں۔ تو فرمایا ان کی پیروی اور تقلید کرو جو میری طرف رجوع کرتے ہیں ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ پھر میری طرف تمہارا لوٹنا ہے فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس میں تمہیں خبر دوں گا ان کاموں کی جو تم کرتے تھے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

اے میرے پیارے بیٹے بیشک وہ برائی اگر ہو وہ رائی کے دانے کے برابر پھر ہو وہ برائی کسی چٹان میں یا آسمانوں میں

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝16 يٰبُنَيَّ اَقِمِ

یا زمین میں، لائے گا اس کو اللہ تعالیٰ میدان میں بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے قائم

الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ

رکھو نماز کو اور حکم کرو نیکی کا اور روکو برائی سے اور صبر کرو ان تکالیف پر جو تجھے پہنچے بیشک یہ پختہ

عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝17 وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

باتوں میں سے ہے۔ اور نہ پھلاؤ اپنے گال کو لوگوں کے سامنے اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝18 وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ

پسند کرتا کسی بھی اترانے والے اور شیخی مارنے والے کو۔ اور میانہ روی اختیار کرو اپنی چال میں اور پست رکھو اپنی آواز کو

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝19 ع ۸

بیشک سب آوازوں میں بری آواز البتہ گدھے کی آواز ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَانْهَ: اور منع کر، لَا تُصَعِّرْ: نہ پھیر، خَدَّكَ: اپنا رُخ (چہرہ، منہ)، مُخْتَالٍ: تکبر کرنے والا، وَاقْصِدْ: (اور) اعتدال اختیار کر، مَشْيِكَ: اپنی چال (میں)، وَاغْضُضْ: اور پست کر، اَنْكَرَ: سب سے بری (آواز)، لَصَوْتُ: یقیناً آواز۔

ربط:

سابقہ آیات سے لقمان حکیم رحمہ اللہ کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحتوں کا ذکر چل رہا تھا۔ اب بھی ان آیات میں مزید نصائح کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: مزید نصیحتوں کا بیان:

يٰبُنَيَّ اے میری پیارے بیٹے اِنَّهَآ بیشک وہ بری خصلت گناہ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ اگر ہو وہ ایک دانے کے برابر مِّنْ خَرْدَلٍ رائی کے۔ اگر گناہ بری خصلت بری چیز رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ہو فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ پھر ہو وہ برائی چٹان میں یعنی وہ برائی کسی چٹان میں چھپ کر کی گئی ہو اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ یا آسمانوں میں جا کر برائی کی گئی ہو اَوْ فِي

الْاَرْضِ یا زمین میں سرنگ لگا کر اس میں برائی کی ہو تو بیٹے یاد رکھنا! یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ لائے گا اس کو اللہ تعالیٰ میدان میں قیامت والے دن۔ مطلب یہ ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کس نے برائی کی چاہے جہاں کہیں کی ہے اس کا بھی حساب ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے۔ وہ نیتوں اور ارادوں کو جاننے والا ہے ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے۔

یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے اَقِمِ الصَّلٰوةَ نماز قائم کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا نہ کوئی امت ایسی گزری ہے کہ جس میں نماز کا تصور نہ ہو۔ نماز ہر نبی کی شریعت میں تھی اور ہر امت پر تھی وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کرو نیکی کا وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکو برائی سے۔ یہ لقمان حکیم رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی اور اس امت کے فریضہ میں ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اور صبر کرو ان تکالیف پر جو تمہیں پہنچیں۔ راہِ حق میں لوگ تمہیں طعنہ دیں گے ماریں پیٹیں گے ذہنی تکلیف دیں گے مگر صبر کا دامن نہ چھوڑنا واویلا نہ کرنا اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بے شک یہ صبر کرنا پختہ باتوں میں سے ہے ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ اور اے بیٹے! وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ اور نہ پھلاؤ اپنے گال لوگوں کے سامنے۔ گال پھلانے کا مطلب ہے کہ تم کسی پر غصے کی وجہ سے منہ میں ہوا بھر کر گال پھلاؤ اور آپے سے باہر ہو جاؤ ایسا نہ کرو یہ تکبر کی علامت ہے بلکہ خندہ پیشانی سے دوسروں کی بات سنو اور اس کا جواب دو وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اور نہ چلو زمین پر اتراتے ہوئے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی بھی اترانے والے شیخی مارنے والے کو۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ اور میانہ روی اختیار کرو اپنی چال میں۔ جب چلو تو میانہ روی اختیار کرو نہ بہت تیز چلو کہ ساتھ کوئی چل ہی نہ سکے۔ اور نہ اس قدر آہستہ چلو کہ ساتھ والے بار بار رک کر اپنے ساتھ ملنے کا انتظار کریں وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اور پست رکھو اپنی آواز کو اتنی کہ لوگ سمجھ لیں اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ بیشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ ایسی آواز سے بات کرو جو لوگوں کے کانوں تک پہنچ جائے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

کیا تم نہیں دیکھتے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اس نے

وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی

مکمل کی ہیں تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے

اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿20﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ

میں علم کے بغیر اور بغیر ہدایت کے اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی۔ اور جب ان کو کہا جاتا ہے پیروی کرو اس چیز کی جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ

اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے کہتے ہیں بلکہ ہم پیروی کریں گے اس چیز کی پایا ہم نے جس پر اپنے آباؤ اجداد کو، کیا اور اگرچہ ہو

الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿21﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

شیطان بلاتا ہوا ان کو شعلہ مارنے والے عذاب کی طرف۔ اور جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور وہ نیکی کرنے

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿22﴾ وَمَنْ كَفَرَ

والا ہے پس بیشک اس نے پکڑ لیا مضبوط دستے کو اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہے سب کاموں کا انجام۔ اور جس نے کفر کیا پس نہ غم

فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

میں ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا کفر، ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پس ہم ان کو خبر دیں گے اس کارروائی کی جو انہوں نے کی

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿23﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ

بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو۔ ہم ان کو فائدہ دیتے ہیں تھوڑا پھر ہم ان کو مجبور کر دیں گے سخت عذاب

غَلِيْظٍ ﴿24﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

کی طرف۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کریں کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو البتہ ضرور کہیں گے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿25﴾

اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَمْ تَرَوْا: کیا تمہیں معلوم نہیں، اَسْبَغَ: اس نے پوری کیں، ظَاهِرَةً: ظاہری، بَاطِنَةً: پوشیدہ، يَدْعُوْهُمْ: وہ بلاتا ہے انہیں، يُسْلِمْ: (جو) جھکا دے، فَنُنَبِّئُهُمْ: ہم بتلا دیں گے اسے، نَضْطَرُّهُمْ: ہم کھینچیں گے انہیں۔

ربط:

اوپر حضرت لقمان رحمہ اللہ کی نصیحت تھی اپنے بیٹے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا۔ آگے اللہ تعالیٰ توحید کے کچھ دلائل بیان فرماتے ہیں۔ جن سے خود بخود شرک کا رد ہوگا۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل:

اَلَمْ تَرَوْا کیا تم نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے تمہارے تابع کر دی ہیں مَّا وہ چیزیں فِي السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو چیزیں زمین میں ہیں۔ چاند سورج ستارے تمہارے کام میں لگے ہوئے ہیں، ہوا تمہارے فائدے کے لیے ہے، زمین میں میدان تمہارے فائدے کے

لیے ہیں، پہاڑ تمہارے فائدے کے لیے ہیں درخت اناج سبزیاں اور پھل تمہارے فائدے کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہے جس نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہوں وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ۔ نِعَمٌ نِعْمَةٌ کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکمل کیں تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ظاہری نعمتیں بھی اور باطنی نعمتیں بھی۔ ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو دوسروں کو نظر آئیں زمین آسمان وغیرہ انسانی قد اس کی شکل آنکھیں کان ناک ہاتھ پاؤں لباس صحت وغیرہ۔ اور باطنی نعمتیں وہ ہیں جو دوسروں کو نظر نہ آئیں۔ ایمان ہے علم ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے یہ نظر نہیں آتیں اور یہ سب بھی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔

کفار کا جہالت کے امور پر جھگڑا کرنا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے۔ بعض مفسرین نضر بن حارث کا ذکر کرتے ہیں یہ ایک بڑا منہ پھٹ کافر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ امیہ بن خلف تھا۔ جس وقت توحید کا اثبات ہوتا شرک کا رد ہوتا تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں۔ حالانکہ ان کے پاس نہ علم تھا وَّلَا هُدًى اور نہ ہدایت تھی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ اور نہ ایسی کتاب تھی جو روشنی پہنچانے والی ہو۔ علم سے مراد عقلی دلیل ہے اور ہدایت سے مراد نقلی دلیل ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کی وساطت سے وحی الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور تیسری چیز روشن کتاب ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے حق میں یا اس کے خلاف دلیل دی جا سکتی ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اور جس وقت کہا جاتا ہے ان کو اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ پیروی کرو اس چیز کی جو نازل کی ہے اللہ تعالیٰ نے قَالُوْا کہتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ ہم پیروی کریں گے مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا جس چیز پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ کیا اور اگرچہ ہو شیطان يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ بلاتا ہو ان کو شعلہ مارنے والے عذاب کی طرف۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور جس شخص نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی کرنے والا ہے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى پس بیشک اس نے پکڑ لیا مضبوط دستے کو جو ہاتھ میں آجائے تو انسان گرتا نہیں ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹتا ہے سب کاموں کا انجام۔ وہی خالق ہے وہی مالک ہے وہی سب کچھ کرنے والا ہے۔

کفار کے کفریہ عقائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں نہ ڈالیں:

وَمَنْ كَفَرَ اور جس نے کفر کیا فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ پس نہ غم میں ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کفر۔ اس لیے کہ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ہماری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا پس ان کو خبر دیں گے اس کارروائی کی جو انہوں نے کی ہے۔ آنا تو انہوں نے ہمارے پاس ہے ہماری عدالت میں پیشی ہونی ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک اللہ

تعالیٰ جاننے والا ہے دلوں کے راز۔ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ہم ان کو فائدہ دیتے ہیں تھوڑا۔ کتنا عرصہ جی لیں گے؟ دس سال بیس سال پچاس سال سوسال ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ پھر ہم ان کو مجبور کردیں گے اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ سخت عذاب کی طرف۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکوں سے سوال کریں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ یہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ مشرکوں کا بھی عقیدہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ تم اقراری مجرم ہو کہ یہ تسلیم کرتے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ پھر دوسروں کو تم حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہو جب سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں پھر دوسرا کوئی تمہاری تکالیف کس طرح دور کرتا ہے؟ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے توجہ نہیں کرتے غور نہیں کرتے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿26﴾ وَلَوْ

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں بیشک اللہ تعالیٰ وہ بے پرواہ ہے قابل تعریف ہے۔ اور اگر

اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

بیشک وہ چیز جو زمین میں ہے درخت یہ قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی امداد کرے اس کے بعد سات سمندر، نہیں ختم ہوں گی

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿27﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے کلمات بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور نہ تمہارا اٹھ کر

اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿28﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ

دوبارہ کھڑا ہونا مگر ایک نفس کی طرح بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے۔ اے مخاطب کیا تم نہیں دیکھتے بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرتا

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ

ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے تابع کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک ان میں سے چلتا ہے

كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿29﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

ایک مقرر وقت تک اور بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہو خبردار ہے۔ یہ اس لیے بیشک اللہ تعالیٰ وہ سچا ہے

وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿30﴾ ع ۱۱ ۱۲

اور بیشک جن کو پکارتے ہیں اس سے نیچے نیچے بے کار ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ وہی بلند ہے بڑی ذات ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَقْلَامٌ: قلمیں، یَمُدُّهٗ: اس کی سیاہی ہو جائیں، اَبْحُرٍ: سمندر، مَا نَفِدَتْ: ختم نہ ہوں، خَلْقُكُمْ: تمہیں پیدا کرنا، بَعْثُكُمْ: تمہیں زندہ کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کا ایک پیمانہ خود بیان فرما رہا ہے اور بعد ازاں پھر اپنی خالق اور مالک ہونے کے دلائل بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: دنیا کی تمام اشیاء سامان کتابت اور مخلوق کاتب بنے تب بھی اللہ کی تعریف ممکن نہیں:

لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں مَا وہ چیزیں فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا خالق و مالک بھی رب ہے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس کا خالق و مالک بھی رب ہی اور ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے پروا اور قابل تعریف ہے۔ یعنی اس کو تمہاری تعریف کی کوئی ضرورت یا حاجت نہیں وہ خود قابل تعریف ہے کائنات کی ہر شے، ذرہ ذرہ اس کی حمد بیان کر رہا ہے۔ وَلَوْ اور اگر اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ بے شک جو زمین میں ہیں مِنْ شَجَرَةٍ درخت اَقْلَامٌ قلم کی جمع ہے یہ سارے کے سارے درخت قلمیں بن جائیں وَّالْبَحْرُ اور سمندر جو زمین کے اکہتر حصوں پر غالب ہے یَمُدُّهٗ اس کی امداد کریں مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد سَبْعَةُ اَبْحُرٍ سات سمندر۔ یہ سمندر سیاہی بن جائے اور مزید سات سمندر اور اس کو امداد پہنچائیں سیاہی بن کر مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ نہیں ختم ہوں گے اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی خوبیاں۔ اس کی صفات لکھتے لکھتے انسانوں کی جنات کی اور فرشتوں کی عمریں ختم ہو جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات، خوبیاں اور صفات ختم نہیں ہوں گی اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ مَا خَلْقُكُمْ نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا وَلَا بَعْثُكُمْ اور نہ تمہارا دوبارہ کھڑا ہونا اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ مگر ایک نفس کی طرح جیسے ایک نفس کا دنیا میں آنا مشکل نہیں ہے روزانہ تم دیکھتے ہو دنیا میں لاکھوں بچے پیدا ہوتے اور لاکھوں انسان مرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ساری مخلوق کو پیدا کرنا اور فنا کر دینا اور دوبارہ اٹھانا ایسے ہی ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنا اور مارنا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مزید نشان:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تم دیکھتے نہیں ہو اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمیوں میں دن لمبے ہو جاتے ہیں راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں کہ رات کے حصے کاٹ کر دن میں شامل کر دیئے جاتے

ہیں وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں میں راتیں لمبی ہو جاتی ہیں اور دن چھوٹے ہو جاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمہارے سامنے ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے مسخر کیا ہے سورج کو اور چاند کو جو رفتار اور راستہ سورج اور چاند کا اس نے مقرر کر دیا ہے مجال ہے کہ اس میں وہ کوئی کمی بیشی کر سکیں راستہ بدل سکیں یا رفتار میں سستی اور تیزی لا سکیں کُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہر ایک ان میں سے چلتا ہے مقرر میعاد تک۔ سورج بھی چلتا رہے گا اور چاند بھی چلتا رہے گا وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔ ذٰلِكَ یہ اس لیے کہ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ بیشک اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے سچا ہے وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ اور بیشک وہ جن کو یہ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پکارتے ہیں الْبَاطِلُ بے فائدہ اور بے کار ہیں۔ تم ساری زندگی ان کو پکارتے رہو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور بہت بڑی ہے اور اس کی صفات بھی جو ہمارے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ

کیا تم نے نہیں دیکھا بیشک کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی نشانیوں میں سے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِیَهُمْ

بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے کے لیے شکر کرنے والے کے لیے۔ اور جس وقت ان کو ڈھانپ لیتی

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ

ہے موج سائبان کی طرح پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اور اعتقاد کو۔ پس جس وقت وہ نجات

اِلَی الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا

دیتا ہے خشکی کی طرف پس ان میں سے بعض درمیانی چال چلنے والے ہیں اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ہر وہ شخص جو

كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

وعدہ شکن ہے اور ناشکری کرنے والا ہے۔ اے لوگو ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا نہیں کام آئے گا کوئی باپ اپنے

یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ

بیٹے کے لیے اور نہ کوئی بیٹا وہ کفایت کرے گا اپنے باپ کے لیے کچھ بھی، بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پس نہ دھوکے میں

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٚ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

ڈالے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکے میں ڈالے تمہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکے باز۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے

عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا

قیامت کا علم اور وہ اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کچھ کمائے گا کل

تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿34﴾ ع ۱۲

اور نہیں جانتا کوئی نفس کس زمین میں وہ مرے گا بیشک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُّقْتَصِدٌ: اعتدال پر چلنے والا، خَتَّارٍ: عہد توڑنے والا، وَاخْشَوْا: (اور) تم ڈرو، جَازٍ: ادا کرنے والا، وَالِدِهٖ: اپنے والد (کی طرف)، فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ: (سو) دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں، اَلْغَرُوْرُ: دھوکہ باز، اَلْغَيْثَ: بارش، مَا تَدْرِيْ: تو نہیں جانتا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیلیں بیان ہوئی تھیں کہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے سورج اور چاند اس نے مسخر کیے ہیں۔ اب یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے۔ پھر اس سے آگے پانچ چیزوں کا بیان ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظہر ہیں۔

تفسیری نکات: جہازوں اور کشتیوں کا سمندر میں چلنا:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب تم دیکھتے نہیں اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بیشک کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں بِنِعْمَتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی نعمت کے ساتھ۔ یہ جہاز اور یہ کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ تاکہ دکھائے تمہیں اپنی قدرت کی بعض نشانیاں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں تو بیشمار ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کشتیوں کا صحیح سالم پار جانا اور پھر واپس آنا اور تمہارا ان پر سفر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے چند ایک نشانیاں ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں کئی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر صبر کرنے والے شکرگزار کے لیے۔ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ اور جب ڈھانپ لیتی تھی ان کو موج جس وقت چھا جاتی تھی ان پر سمندر کی موج كَالظُّلَلِ سائبان کی طرح دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کرتے ہوئے دین اور اعتقاد۔ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتا ہے خشکی کی طرف فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ پس ان میں سے بعض درمیانی چال چلتے ہیں میانہ روی اختیار کرتے ہیں کبھی اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور کبھی کسی اور کو وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ مگر ہر وہ شخص جو وعدہ شکن ہے اور ناشکری

کرنے والا ہے۔ خَتَّارٍ کا معنی ہے غدار وعدہ شکن وعدہ کر کے پھر جانے والا۔

قیامت میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے۔ رب تو رحمن رحیم ہے اس سے ڈرنے کا کیا معنی ہے؟ تو بعض مفسرین کرام یہاں عقاب کا لفظ مقدر مانتے ہیں یعنی عقاب ربکم کا لفظ نکالتے ہیں۔ معنی اس کا بھی وہی ہے۔ بعض مخالفة ربکم نکالتے ہیں کہ اپنے رب کی مخالفت سے بچو۔ کیونکہ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اس کے بدلے میں تمہیں سزا ہوگی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو

وَاخْشَوْا یَوْمًا اور خوف کرو اس دن کا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ نہیں کام آئے گا باپ اپنے بیٹے کے وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا اور نہ بیٹا کفایت کرے گا اپنے والد کی کچھ بھی اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی نیکوں کو نیکی کا بدلہ ملے گا اور بروں کو سزا ملے گی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا پس نہ ڈالے تمہیں دھوکے میں دنیا کی زندگی۔ یہ ناپائیدار ہے صبح ہے شام نہیں شام ہے صبح نہیں آج ہے کل نہیں اب ہے ایک لمحے کے بعد نہیں۔ لہٰذا یہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکے باز۔ یہ شیطان دھوکے باز ہے اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں اور اس کے احکام کے بارے میں تمہیں بالکل دھوکے میں نہ ڈالے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے وہ برحق ہے۔ قیامت حق ہے میدان محشر حق ہے پل صراط حق ہے میزان حق ہے حساب حق ہے جنت اور دوزخ حق ہیں۔

پانچ چیزوں کے متعلق سوال کا جواب:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم۔ اجمالی طور پر تو قیامت کا علم سب جانتے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی جیسے ہمیں تمہیں یقین ہے کہ ہمیں موت ضرور آئے گی لیکن کس وقت آئے گی؟ اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔

یہاں تفسیر المنار، روح المعانی، معالم التنزیل، خازن وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ عامر بن حارث ایک شخص کا نام ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔

① ۔ مجھے یہ بتلائیں کہ قیامت کب آئے گی؟

② ۔ یہ بتلائیں کہ میں نے زمین کاشت کی ہے بارش کب ہوگی؟

③ ۔ میری بیوی امید سے ہے حاملہ ہے بتائیں کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟، کالا ہوگا یا گورا؟، نیک ہوگا یا بد؟

④ ۔ میں آج کے کام کو تو جانتا ہوں مگر کل میں کیا کروں گا؟

⑤ ۔ وہ زمین تو مجھے معلوم ہے جس میں میں پیدا ہوا ہوں مجھے بتائیں میں مروں گا کہاں؟

یہ پانچ چیزوں کے بارے میں عامر بن حارث نے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ ارشاد نازل فرمایا کہ قیامت کا علم بھی اللہ کو ہے اور یہ بھی کہ بارش کب نازل کرے گا اور یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے کہ ارحام میں کیا ہے اور کوئی بھی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی بھی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔

تو فرمایا قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یعنی اس کا صحیح وقت اس کے بغیر کوئی نہیں جانتا وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ اور وہ اتارتا ہے بارش۔ بارش اتارنے کا وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ ہمارے محکمہ موسمیات والے جو بتاتے ہیں وہ محض اندازے ہوتے ہیں کہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔ قطعی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کیا کل کمائے گا۔ کئی پروگرام بنتے ہیں اور دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ کئی دفعہ براتیں جاتی ہیں اور واپس میتیں اٹھا کر لاتی ہیں۔ کیا معلوم قسمت میں خوشی نصیب ہوگی یا غم؟

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے خبردار ہے۔

تفسیر روح المعانی، ابوالسعود، مدارک اور مظہری وغیرہ میں ملے گا کہ ابوجعفر منصور عباسیوں کا پہلا خلیفہ، اس نے خواب دیکھا کہ خواب میں ملک الموت اس سے ملا اور اس نے ملک الموت سے پوچھا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں کتنا عرصہ زمین میں ٹھہروں گا یعنی میری کتنی عمر باقی رہ گئی ہے ملک الموت نے منصور کے سامنے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا منصور اس خواب سے الجھن کا شکار ہو گیا۔ اُس نے اہل تعبیر سے تعبیر دریافت کی تو کسی نے کہا پانچ برس، کسی نے کہا پانچ مہینے، کسی نے کہا پانچ دن، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف کہ یہ پانچوں چیزیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ

سورۃ السجدۃ مکی سورت ہے اس کی تیس (۳۰) آیات ہیں اور تین (۳) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا بتیسواں (۳۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا پچھتر واں (۷۵) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چوہتر (۷۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

نام اس سورۃ کا سجدہ ہے۔ اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ سجدہ کا اس میں ذکر ہے اس لئے اس کو سورۃ سجدہ کہتے ہیں میں نے بہت تلاش کی کہ یہ تو وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اور بھی سورتوں میں سجدہ ہے تو صرف اس کو سورۃ سجدہ کیوں کہا گیا ہے کہ اس میں سجدہ کا ذکر ہے۔ میں اپنی طرف سے ایک بات کہتا ہوں "اِنْ یَّکُنْ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِنْ یَّکُنْ خَطَأً فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" وہ یہ ہے کہ ایسے سجدہ کا ذکر ہے جس کیلئے گرم نرم بستر ترک کر کے سجدے میں انسان پڑے وہ اس سورۃ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ باقی سورتوں میں سجدہ کا ذکر تو ہے لیکن اس وصف کیساتھ کہ گرم بستر ترک کرے اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے یعنی تہجد میں سجدہ ریز ہونا وہ صرف اس میں ہے اوروں میں نہیں ہے۔ یہ وجہ تسمیہ معقول معلوم ہوتی ہے۔

ویسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں اس سورت کا ایک اور نام "المضاجع" بھی تحریر کیا ہے جس کا تذکرہ اس سورت کی آیت نمبر سولہ میں آ بھی رہا ہے جس کا مطلب بستر ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ

الٓمّٓ۔ اتاری ہوئی کتاب ہے نہیں کوئی شک اس میں رب العالمین کی طرف سے ہے۔ کیا کہتے ہیں یہ لوگ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

نے یہ کتاب گھڑی ہے اپنی طرف سے بلکہ یہ حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں اس قوم کو

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تاکہ وہ ہدایت پالیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ

پیدا کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پھر وہ مستوی ہوا عرش پر نہیں ہے

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

تمہارے لیے اس سے نیچے نیچے کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارش کرنے والا کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہ تدبیر کرتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ

کام کی آسمان سے زمین تک پھر وہ کام لوٹے گا اس کی طرف اس دن میں جس کا اندازہ ہزار سال ہے اس گنتی کے اعتبار سے

مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝

جو تم شمار کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَعْرُجُ: وہ اوپر چڑھتا ہے۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورۃ توحید کے بیان پر ختم ہوئی تھی کہ صرف اللہ تعالیٰ علیم ہے وہی خبیر ہے اور وہی غیب کو جانتا ہے آگے اب اس سورت سجدہ میں بھی توحید کا ذکر ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے کتاب نازل کی ہے جو اس کتاب پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین پر چلے گا کامیاب ہے جو نہیں چلے گا ناکام ہے۔

تفسیری نکات: قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نہیں بنالیا:

الٓمّٓ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے وہاں سابقہ سورتوں کے آغاز میں ملاحظہ فرمالیں۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اتاری ہوئی کتاب ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک نہیں ہے مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا کہتے ہیں یہ کافر لوگ افْتَرٰىهُ اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کتاب گھڑی ہے اپنی طرف سے بَلْ هُوَ الْحَقُّ ایسا نہیں ہوا وہ حق ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے لِتُنْذِرَ قَوْمًا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں اس قوم کو مَآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا مِّنْ قَبْلِكَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔ دوسری قوموں اور علاقوں میں تو پیغمبر آتے رہے ہیں بنی اسرائیل میں تقریباً چار ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں۔ ان کے آخری پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رَفَعَ اِلَى السَّمَآءِ کے تقریباً پونے چھ سو سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسماعیل میں تشریف لائے ہیں۔ بنو اسماعیل میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی صحیح تعلیمات ہزار سال تک رہی ہیں۔ سب سے پہلا شخص عمرو بن لحی بن قمع ہے جس نے مکہ میں بت پرستی شروع کی اور خانہ کعبہ میں بت لا کر رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے تقریباً دو ڈیڑھ سو پچاس سال قبل یہ شخص ہوا ہے لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت پالیں راہ راست پر آجائیں۔

کائنات کی تخلیق اور عرش پر اللہ تعالیٰ کا مستوی ہونا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے۔ آسمانوں میں چاند سورج ستارے اور فرشتے ہیں اور زمینوں میں انسان جنات حیوانات اور بے شمار مخلوقات ہیں اور جو کچھ پیدا کیا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ ایک لمحے میں بھی کائنات کو بنا سکتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے چھ دنوں میں پیدا فرمایا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر وہ مستوی ہوا عرش پر بیٹھا۔ یاد رکھنا! ہم نہیں سمجھا سکتے کہ عرش الٰہی کیسے قائم ہوا اور اللہ وحدہ لاشریک کیسے عرش پر بیٹھا؟ امام دارالہجرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں پڑھا رہے تھے جب یہ آیت کریمہ آئی تو شاگردوں نے کہا کہ حضرت ہمیں سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کس طرح قائم ہے؟ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَکَیْفِیَّتُهٗ مَجْهُوْلَةٌ وَالسُّوَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ، اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعال عرش پر مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے یعنی ہمیں معلوم نہیں ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ یعنی اس کے متعلق خواہ مخواہ کی بحث کرنا بدعت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی مانو کہ وہ تمہارے ساتھ بھی ہے

هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ، وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو (المجادلۃ) اور اتنا قریب ہے کہ فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدُ (سورۃ ق) ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے شہ رگ سے۔ جس کو رگ جان بھی کہتے ہیں۔ جو دل سے دماغ تک جاتی ہے کہ اگر وہ کٹ جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے باوجود تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتے۔ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ نہیں ہے تمہارے لیے اس سے نیچے نیچے کوئی حمایتی وَّلَا شَفِیْعٍ اور نہ کوئی سفارشی۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش بھی نہیں کر سکے گا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اس کے بغیر تمہارا کوئی حمایتی نہیں ہے نہ کوئی سفارش کر سکتا ہے۔ یہ موٹی موٹی باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تدبیر کرتا ہے کام کی مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ آسمان سے زمین تک۔ آسمان سے لے کر زمین تک تمام کاموں کی تدبیر کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو مشرک بھی مانتے تھے۔

ہزار سال کے دن سے کیا مراد ہے؟

ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ پھر وہ کام لوٹے گا اس کی طرف فِیْ یَوْمٍ اس دن میں كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ جس کی مقدار ہزار سال ہے مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اس گنتی کے اعتبار سے جو تم شمار کرتے ہو۔ ہزار سال سے مفسرین کرام رحمہم اللہ کیا مراد لیتے ہیں۔

(اوّل) مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ایک ہزار سال کے کام سپرد کر دیتا ہے کہ یہ ہزار

سال کا کام تمہارے سپرد ہے اور وہ ہزار سال اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن ہے۔

(دوم) اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرتا ہے تو قادر مطلق تو ہے لیکن اس کی سنت یہ ہے کہ اس کام سے پہلے ہزار سال اس کام کے مبادی تیار ہوتے ہیں وہ ہمارے حساب سے ہزار سال ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن۔

(سوم) زمین سے آسمان تک اگر کوئی چل کر جائے تو پانچ سو سال کی مسافت ہے یہ الگ بات ہے کہ فرشتہ ایک لمحہ میں آجا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم اُترتا ہے۔ زمین پر، پھر اس کی تکمیل کے بعد اس آسمان کے اوپر جگہ ہے وہاں تک وہ پہنچتا ہے۔ تو وہ ہمارے حساب سے پانچ سو آنے کے پانچ سو جانے کے ہزار سال ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دن ہے فرشتہ ایک لمحہ میں وہاں تک پہنچتا ہے۔

(چہارم) شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار سال تک ایک طریقہ رہتا ہے۔ مثلاً پیغمبر اولوالعزم تشریف لائے۔ انہوں نے کام کیئے ان کا نام ونسب ہزار سال تک باقی رہا۔ یا بڑے بڑے نامی گرامی بادشاہ دنیا میں آئے اور پھر ہزار سال کے بعد ان کا دور، ان کے اثرات ختم ہوئے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر گئے۔

یہ تفسیریں اس بنیاد پر ہیں کہ یوم سے مراد قیامت کا دن نہ ہو بلکہ یہ دنیا ہی کا یوم مراد ہو۔ دوسری تفاسیر جیسے تفسیر کبیر، روح المعانی، قرطبی وغیرہ میں ہے کہ اب دنیا میں یہ نظام اللہ تعالیٰ چلاتا ہے پھر وہ کام اس کی طرف اس دن میں یعنی قیامت میں لوٹ جائیگا۔ جس کی مقدار ہے ہزار سال آج بھی کام وہی کرتا ہے قیامت کو بھی وہی کریگا۔

اب اس تفسیر پر یہ اشکال ہوگا کہ یہاں مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ ہے اور آگے آپ پڑھیں گے "فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ" تو یہاں ہزار سال کہا اور وہاں پچاس ہزار سال ہے۔

تمام تفسیروں میں آپ کو ملے گا تفسیر ابن کثیر میں ہے تفسیر معالم التنزیل میں ہے، تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن سب میں ہے فرماتے ہیں کہ یہ اُن مجرموں کے حساب سے ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومنین کیلئے وہ وقت اتنا ہوگا کَوَقْتِ صَلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ جتنا ایک فرض نماز کا وقت ہوتا ہے اور جو کافر ہوگا اس کے لئے ہوگا دن ہزار سال کا اور کافر گر جس نے دوسروں کو کافر بنایا اس کیلئے وہ پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔

اس کو آپ یوں سمجھیئے کہ ایک آدمی ہے صحت اس کی اچھی ہے وہ رات کو سویا وہ گھنٹوں کی رات کو یوں محسوس کریگا کہ ابھی سویا ابھی جاگا اور ایک وہ شخص کہ جس کو کبھی جاگ آتی ہے کبھی نیند آتی ہے اس کو رات قدرے لمبی معلوم ہوگی اور ایک وہ شخص ہے جس کے ایک ایک رونگٹے میں درد ہے اس درد والے کو رات لمبی نظر آئے گی وہ کہے گا کہ میں نے رات کیا گزاری میں نے تو سال گزرا۔ رات اتنی ہی ہے لیکن اپنی اپنی کیفیات اور محسوسات کا معاملہ ہے کسی کے حق میں وہ چھوٹی کسی کے لیے طویل اور کسی کے لیے وہ طویل ترین رات ہے۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝6 الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

وہی ذات عالم الغیب اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے غالب ہے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ ذات ہے جس نے اچھا کیا

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝7 ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ

ہے ہر چیز کو جس کو اس نے پیدا کیا ہے اور اس نے ابتدا کی انسان کی پیدائش کی گارے سے۔ پھر بنایا اس کی نسل کو خلاصے

مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝8 ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

اور نچوڑ سے حقیر پانی کے۔ پھر برابر کیا اس کو اور پھونکی اس میں اپنی طرف سے روح اور بنائے اس اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝9 وَقَالُوْٓا ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ

اور آنکھیں اور دل، بہت تھوڑا تم شکر ادا کرتے ہو۔ اور کہا انہوں نے کیا جس وقت ہم خلط ملط ہو جائیں گے زمین میں کیا

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝10 قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ

بے شک ہم نئی پیدائش میں پیدا کیے جائیں گے بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں جان نکالتا

ع مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝11 وَلَوْ تَرٰٓى

ہے تمہاری موت کا فرشتہ جو مسلط کیا گیا ہے تم پر پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں

اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا

جس وقت کہ مجرم جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے سروں کو اپنے رب کے ہاں (اور کہیں گے) اے ہمارے ربّ ہم نے دیکھ

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝12 وَلَوْ شِئْنَا

اور ہم نے سن لیا پس ہمیں لوٹا دے (دنیا کی طرف) تاکہ ہم اچھے عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں

لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

تو دے دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت لیکن لازم ہو چکی ہے بات میری طرف سے ضرور بھروں گا میں جہنم کو جنات سے

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝13

اور انسانوں سے اکٹھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَسْلَهٗ: اس کی نسل، مَهِيْنٍ: بے قدر، سَوّٰىهُ: اس کے اعضا درست کیے، نَفَخَ: پھونکی، رُّوْحِهٖ: اپنی روح، ضَلَلْنَا: (جب) ہم نیست و نابود ہو جائیں گے، وُكِّلَ: متعین کیا گیا، نَاكِسُوْا: جھکانے والے، اَبْصَرْنَا: ہم نے دیکھ لیا،

فَارْجِعْنَا: (پس) لوٹادے ہم کو، مُوْقِنُوْنَ: یقین کرنے والے، هُدٰهَا: اس کا راستہ۔

ربط:

آغاز سورۃ سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قدرت کے اسرار و رموز کے متعلق بیان فرما رہا ہے۔ اب ان آیات میں بھی اپنی وحدانیت اور خالقیت اور قیامت کے دن کے مالک ہونے کو بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ وحدہٗ لاشریک کی مزید نشانیوں کا بیان:

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہی ذات ہے عالم الغیب والشہادۃ۔ اللہ کے عالم الغیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور شہادۃ کا مطلب ہے کہ جو چیزیں مخلوق کے سامنے ہیں اللہ اُن کو بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ یعنی عالم الغیب کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب ہے چھپی ہوئی ہے پوشیدہ ہے۔ اس سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے الرَّحِيْمُ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس سے زیادہ مہربان اور کون ہو سکتا ہے؟ وہ رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ جس نے اچھا کیا ہر چیز کو جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔

انسان کی تخلیق:

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ اور اس نے ابتدا کی انسان کی پیدائش کی گارے سے۔ خشک مٹی کو تراب کہتے ہیں اور طین گارے کو کہتے ہیں ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ پھر بنایا انسان کی نسل کو مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ حقیر پانی کے خلاصے اور نچوڑ سے۔ شہوت کے ساتھ بدن سے نکلے تو سارا بدن ناپاک ہو جاتا ہے۔ کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا ناپاک۔ اس ناپاک قطرے سے پھر سارے قطرے سے بھی نہیں بلکہ اس میں جو جراثیم ہوتے ہیں ان سے انسان کو پیدا فرمایا۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ پھر اس کو برابر کر دیا۔ اس کے اعضاء برابر کر کے اس کی شکل بنائی، ڈھانچا تیار کیا وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ اور پھونکی اس میں روح اپنی طرف سے۔ کہتے ہیں کہ چار ماہ میں ماں کے پیٹ میں بچے کا جسم تیار ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ اس میں روح پھونک دیتا ہے اور بچہ نقل و حرکت شروع کر دیتا ہے اور تقریباً پانچ ماہ تک اس کے بعد ماں کے پیٹ میں رہتا ہے وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ اور بنائے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کان جن کے ساتھ تم سنتے ہو وَالْاَبْصَارَ اور تمہارے لیے آنکھیں بنائیں جن کے ساتھ تم دیکھتے ہو وَالْاَفْـِٕدَةَ اور دل بنائے۔ اَفْئِدہ فُؤاد کی جمع ہے۔ اور تمہارے لیے دل بنائے جن کے ساتھ سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ چیزیں اور کون دے سکتا ہے؟ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت تھوڑا تم شکر ادا کرتے ہو۔

مرنے کے بعد زندہ ہونے کا بیان:

وَقَالُوْٓا اور کہا ان کافروں نے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ کیا جس وقت ہم خلط ملط ہو جائیں گے رل مل جائیں

گے زمین میں خاک ہو جائیں گے ہمارے اجزاء زمین کے اجزاء کے ساتھ رل مل جائیں گے ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ کیا بیشک ہم نئی پیدائش میں پیدا کیے جائیں گے۔ یعنی ان کے لیے یہ بڑی عجیب چیز تھی بَلْ هُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ جان نکالتا ہے تمہاری موت کا فرشتہ جو مسلط کیا گیا ہے تم پر ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام عزرائیل علیہ السلام کے سپرد کیا ہے وہ اس محکمہ کے انچارج ہیں۔ ان کے ماتحت بیشمار فرشتے ہیں لیکن موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ عین موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم ملتا ہے اور وہ جان نکال لیتے ہیں۔ وَلَوْ تَرٰٓى اور اگر آپ ﷺ دیکھیں اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ جس وقت کہ مجرم جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے سروں کو عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے (اور کہیں گے) رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا وَسَمِعْنَا اور سن لیا ہم نے فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پس ہمیں لوٹا دے دنیا کی طرف تاکہ ہم اچھے عمل کریں۔ وہاں منتیں کریں گے کہیں گے اِنَّا مُوْقِنُوْنَ بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ ہمیں یقین آگیا ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا اور اگر ہم چاہیں تو دے دیں ہر نفس کو اس کی ہدایت۔ یعنی سب کو ہدایت پر مجبور کر دیں۔ ان میں سے برائی کا مادہ ختم کر دیں وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لیکن لازم ہو چکی ہے بات میری طرف سے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ البتہ میں ضرور پُر کروں گا جہنم کو مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ جنات اور انسانوں سے اکٹھے۔ یعنی وہ اپنی مرضی سے نیکی اور بدی کریں گے اپنی مرضی سے ایمان لائیں گے اور اپنی مرضی سے کفر اختیار کریں گے جس کے نتیجے میں دوزخ میں جائیں گے۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا

پس چکھو تم اس چیز کا مزہ جو تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو بیشک ہم نے بھی تم کو بھلا دیا ہے اور چکھو تم ہمیشہ کا

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا

عذاب اس کے بدلے میں جو تم عمل کرتے تھے۔ پختہ بات ہے ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر وہ لوگ جب یاد دہانی کرائی

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدۃ

جاتی ہے ان آیتوں کے ذریعے گر پڑتے ہیں سجدے میں اور تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور وہ تکبر نہیں کرتے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ

الگ رہتے ہیں ان کے پہلو بستروں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف کرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے اور اس چیز میں

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ

سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ پس نہیں جانتا کوئی نفس اس چیز کو جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے آنکھوں کی

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿17﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿18﴾

ٹھنڈک بدلہ اس چیز کا جو وہ عمل کرتے تھے۔ کیا پس وہ شخص جو مومن ہے اس کی طرح ہوگا جو فاسق ہے یہ برابر نہیں ہیں۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا

بہر حال وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے پس ان کے لیے ہے ٹھکانا جنتیں مہمانی ہوگی اس چیز کے بدلے جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿19﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ

عمل کرتے تھے۔ اور بہر حال وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی پس ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ اس

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿20﴾

سے نکل جائیں تو لوٹا دیئے جائیں گے اس میں اور کہا جائے گا ان کو چکھو عذاب آگ کا وہ عذاب جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَسِيْتُمْ: تم بھول گئے، نَسِيْنٰكُمْ: ہم نے بھلا دیا تم کو، سَبَّحُوْا: انہوں نے تسبیح بیان کی، تَتَجَافٰى: علیحدہ ہوتے ہیں، اُخْفِیَ: چھپایا گیا، فَاسِقًا: نافرمانبردار۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے متعلق فرمایا تھا کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے ضرور بھروں گا۔ اب ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ چکھوائے کا فر انسانوں اور جنوں اس جہنم کے عذاب کا مزہ جس کو تم نے بھلا دیا تھا اور روز قیامت کو کہ ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔

تفسیری نکات: جنّات کو آگ کا عذاب کیسے ہوگا؟

فَذُوْقُوْا پس چکھو تم بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اس چیز کا مزہ کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو۔ یہاں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ انسانوں کو دوزخ میں سزا کا ہونا تو سمجھ آتا ہے کیونکہ انسان خاکی ہیں اور دوزخ نار۔ لیکن جنات تو ناری ہیں تو آگ کو آگ میں کیا سزا ہوگی۔ اس اعتراض کے دو جواب مفسرین کرام نے دیے ہیں۔

(اوّل): جنات کو دنیا کی آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہوگی۔ تو اس تیز آگ کے مقابلے میں اس دنیا کی آگ کی کیا حیثیت ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ جہنم کے ایک طبقے نے دوسرے طبقے کا شکوہ کیا اے پروردگار! اس کی حرارت اور تپش مجھے کھا گئی۔ اتنا تفاوت اور فرق ہے ایک طبقے کا دوسرے طبقے سے کہ ایک طبقہ دوسرے طبقے کا شاکی ہے۔ لہٰذا جو دنیا کی آگ سے پیدا ہوئے ہیں ان کو جہنم

کی آگ میں سزا ہونے پر کوئی اشکال نہیں ہے۔

(دوم): جہنم میں ایک طبقہ زمہریر ہے یہ بالکل ٹھنڈا ہے۔ اس میں تو سزا ہو سکتی ہے۔ اگر کسی کو جنات کی سزا آگ میں سمجھ نہیں آتی تو زمہریر کے طبقے میں تو سمجھ آجانی چاہیے۔

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ بیشک ہم نے بھی تم کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نہیں بھولتا وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (مریم) اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بھولنے والا۔ لیکن یہ ان منکرین قیامت کے جواب میں فرمایا۔ مراد یہ ہے کہ تم نے آج کے دن کی پروا نہیں کی آج مجھے تمہاری کوئی پروا نہیں ہے وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ اور چکھو تم ہمیشہ کا عذاب۔ کافر مشرک کو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کی سزا ہوگی بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس کے بدلے میں جو تم عمل کرتے تھے۔

نیک لوگوں کی نشانیاں:

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ پختہ بات ہے ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر وہ لوگ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا جب ان کو یاددہانی کرائی جاتی ہے ان آیتوں کے ذریعے۔ یعنی قرآن کریم کی آیات کے ذریعے ان کو توحید و رسالت اور قیامت کے مسائل یاد کرائے جاتے ہیں تو وہ فوراً خَرُّوْا سُجَّدًا وہ گر پڑتے ہیں سجدے میں وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اور تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ الگ رہتے ہیں پہلوان کے عَنِ الْمَضَاجِعِ مضجع کی جمع ہے بستر۔ الگ رہتے ہیں بستروں سے۔ رات کو نرم اور گرم بستر سے الگ ہو کر يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ پکارتے ہیں وہ اپنے رب کو خَوْفًا خوف کرتے ہوئے رب کے عذاب سے وَّطَمَعًا اور طمع کرتے ہوئے رب کی رحمتوں کا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مال دیا ہے قوت بدنی دی ہے علم دیا ہے ہنر دیا ہے۔ غرض جس کے پاس جو اللہ کی نعمت ہے وہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے اسے لگاتے ہیں۔ یہ آیت سجدہ ہے لہٰذا سجدہ کریں کیونکہ یہ واجب ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ پس نہیں جانتا کوئی نفس اس چیز کو جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہے جنت میں مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ یعنی وہ نعمتیں جن کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان نعمتوں کا آج تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ ہوگا ان چیزوں کا جو وہ عمل کرتے تھے۔

ایمان والے اور کافر برابر نہیں:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا کیا پس وہ شخص جو مومن ہے انصاف سے بتلاؤ كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا اس شخص کی طرح ہوگا جو فاسق ہے۔ مومن و کافر نیک و بد برابر ہو سکتے ہیں؟ لَا يَسْتَوٗنَ یہ برابر نہیں ہیں۔ توحید اور شرک برابر نہیں ہیں بدعت اور سنت برابر نہیں ہیں حق و باطل برابر نہیں ہیں سچ اور جھوٹ برابر نہیں ہیں تو ان کا بدلہ کیسے برابر ہو سکتا ہے۔ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى۔ ماوی

کا معنی ہے ٹھکانا۔ پس ان کے لیے ٹھکانا جنتیں ہیں نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ مہمانی ہوگی ان کے اعمال کے بدلے کی جو وہ نیک ایمان والے دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ اور بہرحال وہ لوگ جو فاسق ہیں نافرمان ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا آگ کے شعلے ہوں گے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا جب کبھی وہ ارادہ کریں گے اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ کہ وہ اس سے نکلیں اُعِيْدُوْا فِيْهَا لوٹا دیئے جائیں گے اس میں۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ جلتے ہوئے اوپر کو آئیں گے کنارہ دیکھ کر تھوڑا سا خوش ہوں گے کہ نکل چلے ہیں مگر کنارے پر فرشتے کھڑے ہوں گے ہتھوڑے لے کر وہ ان کے سر پر ماریں گے وہ پھر نیچے چلے جائیں گے وَقِيْلَ اور کہا جائے گا لَهُمْ ان کو ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ چکھو تم اس آگ کے عذاب کا مزہ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ

اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو تھوڑا سا عذاب بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ لوٹ آئیں ۔ اور کون

اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ

زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس کو یاددہانی کرائی جائے اس کے رب کی آیات کے ساتھ پھر وہ ان سے اعراض کرے بیشک

الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ ع ۲ ۱۱ ۱۵

ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں شک میں اس کی

لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

ملاقات سے اور بنائی ہم نے وہ کتاب ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ اور بنائے ہم نے ان میں سے پیشوا جو راہنمائی کرتے

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ

تھے ہمارے حکم کے مطابق جب انہوں نے صبر کیا اور وہ تھے ہماری آیتوں پر یقین رکھتے۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وہ فیصلہ

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ

کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ کیا اور ان کو سمجھ نہیں آئی اس سے

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ

کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں۔ یہ چلتے ہیں ان کے گھروں میں بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں کیا

اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا

پس وہ نہیں سنتے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا بیشک ہم چلاتے ہیں پانی کو چٹیل زمین کی طرف پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے

تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ

ذریعے کھیتی، کھاتے ہیں اس سے ان کے جانور اور وہ خود بھی کیا پس وہ دیکھتے نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کب ہوگی یہ فتح اگر ہو

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

تم سچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں فتح والے دن، نہیں نفع دے گا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کا ایمان اور نہ ان کو

یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

مہلت دی جائے گی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں ان سے اور انتظار کریں بیشک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنُذِیْقَنَّهُمْ: ہم البتہ ضرور چکھائیں گے انہیں، مُنْتَقِمُوْنَ: بدلہ لینے والے، اَلْجُرُزِ: خشک، اَنْعَامُهُمْ: ان کے مویشی، وَانْتَظِرْ: (اور) انتظار کیجیے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کا جہنم کا احوال بیان کیا گیا تھا۔ اب ان آیات میں بھی کفار کو دیئے جانے والے عذابوں کا ہی ذکر ہے اور سورت کے آخر میں سابقہ قوموں کے عذاب کا تذکرہ کر کے بھی کفار و مشرکین کو سمجھایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے عذاب سے قبل دنیاوی عذاب بھی ہیں:

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى تھوڑا سا عذاب ادنیٰ قسم کا عذاب دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ بڑے عذاب سے پہلے۔ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ تاکہ یہ لوٹ آئیں۔ کفر و شرک سے گناہوں سے باز آجائیں، نافرمانیوں سے باز آجائیں۔ اصل عذاب تو شروع ہوگا مرنے کے بعد۔ لیکن دنیا میں بھی ان کو مختلف چھوٹے عذابوں میں ڈالا جائے گا جیسے قحط سالی، بیماریاں، زلزلے، مہنگائی، بارشیں، سیلاب، کسی دشمن قوم کا خوف وغیرہ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ تذکیر کا معنی ہوتا ہے بار بار یاد دلانا۔ جس کو بار بار یاد دہانی کرائی جائے اس کے رب کی آیات کے ساتھ۔ قرآن کریم کے ذریعے جو آسمانی کتابوں میں سب بلند درجہ کتاب ہے ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا پھر وہ ان سے اعراض کرے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

لِقَائِهٖ کی دو تفاسیر:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات فَلَا تَكُنْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں شک میں اس کی ملاقات سے۔ اس کی ایک تفسیر مفسرین کرام رحمہم اللہ یہ کرتے ہیں کہ "ہ" ضمیر کا مرجع کتاب ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات کے ملنے کے بارے میں شک نہ کریں ان کو کتاب ضرور ملی ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ "ہ" ضمیر کا مرجع موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تو پھر مطلب یہ ہوگا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں شک نہ کریں۔ معراج کی رات چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی اور ان کے مشورہ سے نمازوں میں تخفیف ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں سے پانچ نمازیں کر دی تھیں۔

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور بنائی ہم نے وہ کتاب ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ وَجَعَلْنٰهُ کی ہ ضمیر کتاب کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے یعنی یہ کتاب بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے۔ پھر معنی ہوگا بنایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے راہنما وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے بنائے بنی اسرائیل میں سے امام۔ امام کا معنی پیشوا، راہنمائی کرنے والا۔ يَّهْدُوْنَ راہنمائی کرتے تھے لوگوں کی بِاَمْرِنَا ہمارے حکم کے مطابق۔ حق کی راہنمائی کرتے تھے۔ امام ان کو کب بنایا لَمَّا صَبَرُوْا جس وقت انہوں نے صبر کیا تکالیف پر عہدہ مفت میں نہیں ملتا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں پر یقین رکھا ہم نے ان کو امام بنایا۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فِيْمَا ان چیزوں میں كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ جن میں اختلاف کرتے تھے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا ان لوگوں کو سمجھ نہیں آئی اس سے كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِّنَ الْقُرُوْنِ جماعتیں۔ قرن کے معنی صدی کے بھی آتے ہیں اور جماعت کے بھی آتے ہیں يَمْشُوْنَ فِىْ مَسٰكِنِهِمْ یہ چلتے ہیں ان کے گھروں میں ان کی جگہوں میں۔ یعنی جہاں وہ رہتے تھے وہاں یہ ملکہ والے بسلسلہ تجارت وغیرہ آتے جاتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں اور وہاں چلتے پھرتے ہیں۔ تو جو اللہ ان کو ہلاک کر سکتا ہے وہ تمہیں بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ وہی جرم تمہارے اندر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حالات سنا کر تمہیں سبق دیا ہے اس کو مت بھولو اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں کئی نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ کیا پس یہ سنتے نہیں ہیں۔ ایسا سننا کہ جس کے بعد حق کو قبول کریں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان:

اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ بیشک ہم پانی کو چلاتے ہیں اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ ایسی زمین کی طرف جو چٹیل ہے جس میں نہ کھیت نہ درخت نہ گھاس کچھ بھی نہیں فَنُخْرِجُ بِهٖ پس ہم نکالتے ہیں اس پانی کے

ذریعے زَرْعًا کھیتی تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ کھاتے ہیں اس سے ان کے جانور وَاَنْفُسُهُمْ اور وہ خود بھی کھاتے ہیں اناج پھل سبزیاں۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت پر تم غور نہیں کرتے اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ کیا پس وہ دیکھتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو۔ وَیَقُوْلُوْنَ اور وہ کہتے ہیں مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کب ہوگی یہ فتح اگر تم سچے ہو۔ یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور حقیقت کھول کر رکھ دے گا تو وہ کہتے تھے کہ وہ فیصلے والا دن حقیقت کھولنے والا دن کب ہوگا؟ کفار مذاق کرتے تھے کہ وہ قیامت کب قائم ہوگی فیصلہ کب ہوگا؟

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں یَوْمَ الْفَتْحِ فیصلے والے دن یعنی جس دن فیصلہ ہوگا لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا نہیں نفع دے گا ان کو جو کافر ہیں اِیْمَانُهُمْ ان کا ایمان۔ بڑی منتیں کریں گے لیکن شنوائی نہیں ہوگی وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ فوراً عذاب میں داخل کر دیئے جائیں گے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں ان سے یعنی ان کی باتوں کو ان کے مذاق اڑانے کو خاطر میں نہ لائیں پروا نہ کریں وَانْتَظِرْ اور انتظار کریں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ بیشک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ

سورت الاحزاب مدنی سورت ہے۔ اَحْزَابُ ، حِزْبٌ کی جمع ہے اور اس کا معنیٰ گروہ، خاندان، قبیلہ وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ اس سورت میں چونکہ غزوہ احزاب کا تذکرہ آرہا ہے جس میں تمام عرب کے قبائل اکٹھے ہوکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس لیے اس سورت کا نام احزاب ہے۔ اس غزوہ خندق بھی کہتے ہیں اس لیے کہ مسلمانوں نے تمام عرب کے کفار ومشرکین سے دفاع کے لیے مدینہ کے ایک جانب خندق کھودی تھی۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا تینتیسواں (۳۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق سورۃ الاحزاب کا نوّے (۹۰) نمبر ہے یعنی اس سے قبل نواسی (۸۹) سورتیں نازل ہوچکی تھیں۔ اس سورت کی تہتر (۷۳) آیات ہیں اور نو (۹) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور اطاعت نہ کرو کافروں کی اور منافقوں کی بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمًا ۝۱ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

حکمت والا ہے۔ اور پیروی کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۲ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى

طرف سے بیشک اللہ تعالیٰ ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو خبر رکھنے والا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھروسا رکھیں اللہ تعالیٰ

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ

کی ذات پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے لیے دو دل اس کے سینے میں۔ اور نہیں بنائی

اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیویاں جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور نہیں بنائے تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ

یہ تمہاری باتیں ہیں اپنے مونہوں سے اور اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور وہ راہنمائی کرتا ہے سیدھے راستے کی۔ نسبت کرو ان کی

لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

ان کے باپوں کی طرف یہ بات زیادہ انصاف والی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ پس اگر تم نہیں جانتے ان کے باپوں کو

فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ

پس وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے تمہارے اوپر کوئی گناہ اس چیز میں جو تم نے خطا کی

بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ہے اور لیکن گناہ ہے اس چیز کے بارے میں جو تمہارے دلوں نے پختہ ارادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَلْبَيْنِ: دو دل، جَوْفِهٖ: اس کے پہلو (میں)، الّٰٓئِیْ: وہ (عورتیں) جو، تُظٰهِرُوْنَ: تم ظہار کرتے ہو، اَدْعِيَآءَكُمْ: تمہارے منہ بولے بیٹے، قَوْلُكُمْ: تمہاری بات، مَوَالِيْكُمْ: تمہارے دوست، اَخْطَاْتُمْ: تم سے خطا ہوئی، تَعَمَّدَتْ: ارادہ کیا۔

ربط:

سورۃ السجدہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ فیصلے والے دن کافروں کو ان کا ایمان کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور نہ ہی ان کو جہنم سے بچاؤ کی کوئی مہلت دی جائے گی۔ اب سورۃ الاحزاب کے آغاز میں اس کے ساتھ یہ ربط ہے کہ فرمایا جا رہا ہے اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگوں کا یہ حال روز قیامت ہوگا ان کی کوئی پرواہ مت کریں اور اللہ کی طرف سے کی جانے والی وحی کا اتباع کریں۔

تفسیری نکات: گفتہ آید در حدیث دیگراں:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتَّقِ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ یہ خطاب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر سمجھایا امت کو گیا ہے۔ فارسی کا مقولہ ہے۔

؎ گفتہ آید در حدیث دیگراں

کہ سنانا کسی کو ہوتا ہے اور سمجھانا کسی کو ہوتا ہے۔ کہ مخاطب کسی کو کیا جاتا ہے اور بات کسی اور کو کہی جا رہی ہوتی ہے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے آپ اور ہمیں اور قیامت تک آنے والی نسلوں کو سمجھایا گیا ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اور اطاعت نہ کرو کافروں کی وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور نہ منافقوں کی اطاعت کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیروی کریں اس چیز کی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے مِنْ رَّبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی طرف سے۔ قرآن پاک اور حدیث شریف کی پیروی کریں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا بے شک اللہ تعالیٰ اس کارروائی

سے جو تم کرتے ہو خبر رکھنے والا۔ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھروسا کریں اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ کافروں اور منافقوں کے اختیار میں کیا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور اللہ تعالیٰ سب کے کام بنانے والا ہے۔

ایک کافر کے لغو دعوے کی تردید:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے لیے مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ دو دل اس کے سینے میں ہر شخص کے سینے میں ایک ہی دل ہے۔

ایک کافر ابو معمر جمیل ابن اسد یہ کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دل ہے ان کی ایک سمجھ ہے میری دو گنا سمجھ ہے۔ بعض بے وقوف اس کافر کی اس بات کو مانتے تھے۔ کیونکہ وہ بڑی مزیدار چکنی چپڑی باتیں کرتا تھا تو وہ بے وقوف کافر یہ گمان کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے اس کے دو دل ہوں۔

اللہ نے فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ اور یہ تفسیر بھی معالم التنزیل وغیرہ میں آپ کو ملے گی منافق کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دل ہیں قَلْبٌ مَّعَنَا وَقَلْبٌ مَّعَ اَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کیساتھ، اللہ تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا۔

عہد جاہلیت کی غلط رسوم کا ردّ:

زمانہ جاہلیت میں یہ ہوتا تھا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے جھگڑتا تو اسے بعض اوقات کہہ دیتا کہ تیری پیٹھ میرے لیے میری ماں کی مانند ہے یا تو میری ماں کی طرح ہے۔ ظَهْرٌ کا معنیٰ پیٹھ کے ہیں اور اس کو ظِهَارٌ کہتے ہیں وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ اور نہیں بنائیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری وہ بیویاں تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں۔

زمانہ جاہلیت میں یہ الفاظ کہنے سے میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ظہار کی مذمت فرمائی ہے کہ ماں، بیٹی، دادی، خالہ کہہ دینے سے طلاق نہیں ہوگی۔ ہاں یہ الفاظ بہت برے ہیں۔ ظہار کا کفارہ اٹھائیسویں پارے میں مذکور ہے۔ غلام آزاد کرے گا یا ساٹھ روزے رکھے گا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا تب بیوی کے پاس جا سکے گا ورنہ نہیں کیوں یہ محرمات ابدیہ ہیں جن کے ساتھ کبھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور اگر تشبیہ نہیں دی ویسے کہہ دیا کہ تو میری ماں ہے میری بہن ہے تو اس سے اگر طلاق کی نیت کرے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ اگر طلاق کی نیت نہیں کرے گا تو طلاق نہیں ہوگی مگر الفاظ برے ہیں۔ یعنی ایسا کہنا مناسب نہیں ہے۔ ایسے ہی دوسرا مسئلہ جو آج کل بھی ہم میں موجود ہے وہ کسی کو منہ بولا بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن بنانے کا ہے اس کے متعلق فرمایا گیا وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔ اَدْعِيَا دِعِيٌّ کی جمع ہے۔ اور دِعِیٌّ کا معنی ہے کسی کو بیٹا کہہ کر بلایا جائے۔ متبنیٰ لے پالک، منہ بولا بیٹا۔ تو فرمایا یہ جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے نہیں بنائے نہ ان کو وراثت ملے گی نہ دوسرے اولاد والے احکام نافذ ہوں گے ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے احکام

پر کوئی زد نہیں پڑتی وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَـقَّ اور اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ اور وہ راہنمائی کرتا ہے سیدھے راستے کی۔

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ نسبت کرو ان کی ان کے باپوں کی طرف پکارو ان کو ان کے باپ دادا کی طرف نسبت کر کے هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی انصاف والی ہے۔ تاکہ لوگوں کو کسی قسم کی غلط فہمی اور مغالطہ نہ لگے۔ تم نے اس کو پیار سے بیٹا کہا ہے وہ حقیقی بیٹا نہ سمجھ لیں فَاِنۡ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ پس اگر تم نہیں جانتے ان کے باپوں کو فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ پس وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں وَمَوَالِيۡكُمۡ اور تمہارے دوست ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنّٰی بنایا تھا۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنۡتَ اَخُوۡنَا و مَوۡلَانَا "تم ہمارے بھائی ہو، دوست ہو"۔ وَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے فِيۡمَاۤ اَخۡطَاۡتُمۡ بِهٖ اس چیز میں جو تم نے خطا کی ہے۔ مثلاً لوگ کہتے تھے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ نیا نیا حکم آیا تھا لہٰذا بلا ارادہ اگر منہ سے نکل جائے کوئی گناہ نہیں ہے وَلٰكِنۡ مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ اور لیکن گناہ ہے اس چیز کے بارے میں جو تمہارے دلوں نے پختہ ارادہ کیا ہے۔ یعنی اب اگر قصداً غیر باپ کی طرف نسبت کرو گے تو گناہ ہو گا وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلنَّبِىُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ ؕ وَاُولُوا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب ہیں ایمان والوں کے ان کی جانوں سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور قریبی

الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ

رشتہ داران میں بعض بعض کے زیادہ قریب ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایمان والوں سے اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ

تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓئِكُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ كَانَ ذٰ لِكَ فِى الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ۝۶ وَاِذۡ اَخَذۡنَا

کرو تم اپنے دوستوں کے ساتھ بھلائی یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ اور جس وقت لیا ہم نے انبیاء (علیہم السلام)

مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيۡثَاقَهُمۡ وَمِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ ۖ

سے ان کا عہد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے

وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ۝۷ لِّيَسۡـئَلَ الصّٰدِقِيۡنَ عَنۡ صِدۡقِهِمۡ ۚ وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ

اور لیا ہم نے ان سے پختہ عہد۔ تاکہ پوچھے اللہ تعالیٰ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں اور اس نے کافروں کے لیے

عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝۸ ع ۱۷

عذاب دردناک تیار کیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَزْوَاجُہٗ: اس کی بیویاں، اَوْلِیٰٓئِکُمْ: تمہارے دوست۔

ربط:

اس سے پہلے بیان کیا گیا تھا کہ منہ بولے بیٹے کو اس کے اصل ماں باپ کی طرف نسبت دو۔ جیسے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے بنے ہوئے تھے انہیں زید بن محمد نہ کہو۔ جیسا کہ آگے اسی سورت میں آ بھی رہا ہے (آیت نمبر ۴۰) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں تو اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اب کسی امتی سے کوئی تعلق نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ ایسا رشتہ بیان کر دیا جو کہ ماں باپ کے رشتے سے بھی بڑھ کر ہے اور خود ان کی اپنی ذات سے بھی زیادہ ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مسلمانوں سے تعلق:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ خیر خواہ ہیں زیادہ ہمدرد ہیں مومنوں کے مِنْ اَنْفُسِہِمْ ان کی جانوں سے۔ جتنی ایک مومن کو اپنی جان کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی ہے اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی مسلمان کے ساتھ ہے وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ مگر یہ روحانی مائیں ہیں جسمانی نہیں۔ حکم الگ الگ ہے۔ جسمانی ماں چاہے حقیقی ہو یا سوتیلی ہو اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں باوجود اس کے کہ مائیں تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یکے بعد دیگرے نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ یہ مائیں ہیں۔ حرمت نکاح میں، جس طرح ماں کے ساتھ نکاح جائز نہیں حلال نہیں ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

ایسے ہی دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ اپنی ماں سے کوئی پردہ نہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے امتیوں کا پردہ ہے۔ ایسے ہی وراثت وغیرہ میں بھی امہات المؤمنین سے امتیوں کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ نیز ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس لحاظ سے بھی امت کی مائیں ہیں کہ جیسا ماں سے نکاح درست نہیں اسی طرح ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی نکاح درست نہیں ہے۔

مسئلہ مؤاخات:

جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی اور ایک مہاجر صحابی کو آپس میں بھائی بھائی بنایا اس کو مواخات کہتے ہیں بھائی چارا۔ اس وقت کوئی مہاجر فوت ہوتا تو اُس کا انصاری بھائی وارث بنتا اور اگر انصاری فوت ہوتا تو وارث مہاجر بنتا۔ پھر اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ اور قریبی رشتہ داران میں بعض بعض کے زیادہ قریب ہیں فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نوشت میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ ایمان والوں سے اور ہجرت کرنے والوں سے۔اب اگر کوئی انصاری فوت ہوجائے تو اس کے مہاجر بھائی کو وارثت نہیں ملے گی۔وراثت رشتہ داروں کو ملے گی۔ہاں! ایک شق قرآن نے چھوڑ دی ہے اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا مگر یہ کہ کرو تم اپنے دوستوں کے ساتھ بھلائی کہ ان کے لیے وصیت کردو کہ میرے مال میں سے اتنا میرے فلاں دوست کو دے دینا۔وصیت تیسرے حصے میں جائز ہے كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میں بھی اور قرآن پاک میں بھی جو اوپر حکم بیان ہوا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا جانے والا عہد:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ اور جس وقت لیا ہم نے انبیاء علیہم السلام سے ان کا عہد کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم رہو گے اور یہی سبق لوگوں کو بھی دو گے وَمِنْكَ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہم نے عہد لیا وَمِنْ نُّوْحٍ اور نوح علیہ السلام سے بھی وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام سے بھی وَمُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام سے بھی وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے بھی۔یہ پانچ اولوالعزم پیغمبر ہیں وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا اور لیا ہم نے ان سے پختہ عہد۔بڑا مضبوط وعدہ تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے اپنی جانیں مصیبت میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو نبھایا اور توحید کو بیان کیا حق بیان کیا۔لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ تاکہ سوال کرے اللہ تعالیٰ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

ان آیات میں دراصل قیامت کے منظر کا تذکرہ ہے جب اللہ تعالیٰ ہر نبی کو بلائے گا اور ان کی امتوں سے پوچھے گا کہ کیا انہوں نے میرا توحید کا پیغام پہنچایا تو مومن تو تصدیق کریں گے اور کافر بدبخت تردید کریں گے اور پھر ان تردید کرنے والوں کو بڑا سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جب آئے تمہارے مقابلے میں لشکر پس چھوڑی ہم نے

عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ

ان پر ہوا اور لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا اور ہے اللہ تعالیٰ اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا۔جس وقت آئے تمہارے

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ

پاس تمہاری بالائی طرف سے اور تمہاری نچلی طرف سے اور جس وقت آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور پہنچ گئے دل ہنسلی کی ہڈی

الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿10﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ

تک اور تم خیال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مختلف قسم کے خیال اس مقام میں آزمائش میں ڈالے گئے مومن

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿11﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

اور زلزلہ طاری کیا گیا سخت زلزلہ۔ اور جس وقت کہا منافق لوگوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے نہیں وعدہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿12﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ

کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اور اس کے رسول نے مگر دھوکے کا۔ اور جس وقت کہا ایک گروہ نے ان میں سے اے یثرب والو

لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ

تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے پس لوٹ جاؤ تم اپنے گھروں کو اور اجازت مانگتا ہے ایک گروہ ان میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿13﴾ مع

سے کہتے ہیں بیشک ہمارے مکان کھلے ہیں اور وہ کھلے بے پردہ نہیں ہیں نہیں ارادہ کرتے مگر وہ مکان سے بھاگنے کا۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

اور اگر داخل کر دی جائے ان پر (فوج) اس کے اطراف سے پھر ان سے سوال کیا جائے فتنے کا البتہ ضرور آئیں اس میں

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿14﴾

وہ اور نہ ٹھہریں اپنے گھروں میں مگر بہت تھوڑا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زَاغَتِ: کھلی رہ گئیں، اَلْحَنَاجِرَ: ہنسلی کی ہڈی، اَلظُّنُوْنَا: کئی طرح کے گمان، اُبْتُلِيَ: آزمایا گیا، زِلْزَالًا: زلزلہ، يَثْرِبَ: مدینہ منورہ کا قدیم نام، مُقَامَ: ٹھہرنے کا موقع، يَسْتَاْذِنُ: اجازت مانگنے لگے، بُيُوْتَنَا: ہمارے گھر، عَوْرَةٌ: غیر محفوظ، دُخِلَتْ: کوئی داخل کیا جائے، اَقْطَارِهَا: اس کے اطراف، سُئِلُوْا: ان سے درخواست کی جائے، لَاٰتَوْهَا: تو وہ مان لیں گے اس کو، مَا تَلَبَّثُوْا: وہ نہ ٹھہریں۔

ربط:

سابقہ آیات میں سے آخری آیت میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے عذاب عظیم تیار کیا ہے۔ اب ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ آخرت کا عذاب اور ذلت و رسوائی تو ان کافروں کو ملنی ہی ہے دنیا میں بھی دیکھو اللہ نے ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہ غزوہ احزاب کے لیے آنے والی پوری عرب کی جمعیت پر ہوا کا اور خدائی لشکر (یعنی مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعے مدد) جیسے عذابوں سے رسوا کیا۔

تفسیری نکات: غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا احوال:

غزوہ احزاب ۴ ہجری میں پیش آیا۔ اس میں عرب کے سارے قبیلے اکٹھے ہوئے صرف قریش ہی دس ہزار کے لگ بھگ تھے باقی عرب کے قبائل ملا کر کل لشکر کی تعداد چوبیس ہزار کی تھی۔ جس زمانہ میں غزوہ احزاب ہوئی تو سخت سردی کا موسم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے حملے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ مدینہ طیبہ کے تین اطراف میں درخت اور گھنے باغات تھے اور جگہ نشیب وفراز والی تھی اور پتھریلی تھی ان تین اطراف سے کفار کی فوج کے آنے کا خطرہ نہیں تھا۔ چوتھی جانب جو کھلی ہوئی تھی دشمن یک بارگی حملہ کر سکتا تھا اور اندر آنے کا شدید خطرہ تھا۔ اس خطرے کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ اس کے متعلق سوچو کہ دفاع کیسے ہو؟ سب خاموش رہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت! ہمارے علاقے میں جب لڑائیاں ہوتی تھیں تو جس طرف سے دشمن کے داخل ہونے کا شدید خطرہ ہوتا تھا اس طرح ہم خندق کھود لیتے تھے۔ اتنی چوڑی کہ نہ کوئی شخص اس کو پار کر سکے اور نہ گھوڑا چھلانگ لگا سکے۔ اتنی گہری کہ اس میں اتر کر دوسری طرف چڑھ نہ سکے۔ چنانچہ دس دس آدمیوں کے ذمہ ایک ایک ٹکڑا لگایا گیا۔ چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خندق کھودی۔ پورا ایک مہینہ کافر مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈالے رہے۔ اکا دکا تیر اندازی ہوتی رہی مگر کھلی جنگ کی نوبت نہ آئی۔ مسلمان تین ہزار تھے کافر چوبیس ہزار تھے۔ کافر تنگ پڑ گئے حالانکہ تین ہزار کی چوبیس ہزار کے ساتھ کوئی نسبت نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ جس وقت آئے تمہارے مقابلے میں لشکر دشمنوں کے تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح مدد کی فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور ایسا لشکر جس کو تم نے نہیں دیکھا۔ ہوا ٹھنڈی اور اتنی تیز تھی کہ ان کے خیمے اکھڑ گئے آگ بجھ گئی ہانڈیاں الٹ گئیں اور افراتفری پھیل گئی۔ فرشتوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا انہوں نے سمجھا کہ مسلمان آگئے ہیں اب ہماری خیر نہیں ہے۔ لہٰذا کفار نے فیصلہ کیا کہ واپس چلو اب ہمارا حالات پر کوئی بھی نہیں ہے وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا اور ہے اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ان کاموں کا جو تم کرتے ہو۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ جس وقت آئے تمہارے دشمن تمہارے پاس مِّنْ فَوْقِكُمْ تمہاری بالائی طرف سے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تمہاری نچلی طرف سے نیچے کے جانب سے۔ مدینہ کی شرقی جانب اونچی جگہ ہے جب کہ مغربی حصہ نیچا ہے۔ دشمن دونوں طرف سے حملہ آور ہوئے تھے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ اور جس وقت تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور ہر طرف سے پھر کر دشمن پر لگ گئیں کہ اس طرف سے آئیں گے اور کتنے آئیں گے وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ حناجر حنجرۃ کی جمع ہے ہنسلی کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور پہنچ گئے دل ہنسلی کی ہڈی تک خوف کی وجہ سے وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا اور تم خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں مختلف قسم کے خیال کہ ہمیں کامیابی ہوگی یا کافروں کو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیا ہوگا تقدیر میں لکھا

ہے ھُنَالِكَ اس مقام میں ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ آزمائش میں ڈالے گئے ایمان والے وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا اور زلزلہ طاری کیا گیا ان پر سخت زلزلہ۔ یہ زمین والا زلزلہ نہیں تھا بلکہ یہ حالات کا زلزلہ تھا۔

غزوہ خندق میں منافقین کے خوف کا عالم:

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ اور جس وقت کہا منافق لوگوں نے وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں کفر اور نفاق کی بیماری تھی مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ نہیں وعدہ کیا ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اِلَّا غُرُوْرًا (نعوذ باللہ) مگر دھوکے کا۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ اور جس وقت کہا ایک گروہ نے منافقوں میں سے اے یثرب کے رہنے والو! لَا مُقَامَ لَكُمْ تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے یہاں فَارْجِعُوْا پس لوٹ جاؤ اپنے گھروں کو۔ دشمن بہت زیادہ اور طاقت ور ہے تم مورچوں سے گھروں کو بھاگ جاؤ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ اور اجازت مانگتا ہے ایک گروہ ان میں سے نبی ﷺ سے يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ بیشک ہمارے گھر بے پردہ ہیں۔ ان کی دیواریں نہیں ہیں غیر محفوظ ہیں ہمیں اجازت دو ہم گھروں میں رہ کر اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ان کے گھر بے پردہ نہیں ہیں محفوظ ہیں خطرے والی کوئی بات نہیں ہے اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا یہ نہیں ارادہ کرتے مگر بھاگنے کا۔ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا۔ دُخِلَتْ کی ضمیر مدینہ منورہ کی طرف لوٹتی ہے جس کا ذکر اوپر یثرب میں آیا ہے۔ معنی ہوگا اور اگر داخل کر دی جائے ان پر اس کے اطراف سے فوج ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ پھر ان سے سوال کیا جائے مسلمانوں کے خلاف فتنے کا لَاٰتَوْهَا البتہ ضرور آئیں گے اس میں یعنی مسلمانوں کے خلاف مدد کافروں کو دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اس سلسلہ میں کوئی تاخیر روا نہیں رکھیں گے وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا اور نہ ٹھہریں اپنے گھروں میں مگر بہت تھوڑا۔ پھر ان کے گھر محفوظ ہی محفوظ ہوں گے۔ یہ لڑائی چونکہ ان کی مرضی کے خلاف ہے اس لیے یہ منافق بہانہ بناتے ہیں کہ ہمارے گھر بے پردہ ہیں غیر محفوظ ہیں۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اور البتہ تحقیق انہوں نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے کہ وہ پشت نہیں پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ کے عہد کے متعلق

مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

سوال کیا جائے گا۔ آپ ﷺ فرما دیں ہرگز نہیں فائدہ دے گا تمہیں بھاگنا اگر تم بھاگو موت سے یا قتل کیے جانے سے

وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ

اور اس وقت تمہیں نہیں نفع دیا جائے گا مگر تھوڑا۔ آپ ﷺ فرما دیں کون ہے وہ جو بچائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ سے اگر ارادہ

اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ

کرے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ برائی کا یا وہ ارادہ کرے تمہارے ساتھ مہربانی کا اور نہ پائیں گے وہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے

دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿۱۷﴾ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالۡقَآئِلِيۡنَ لِاِخۡوَانِهِمۡ

سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو روکتے ہیں تم میں سے اور کہنے والے ہیں اپنے بھائیوں

هَلُمَّ اِلَيۡنَا ۚ وَلَا يَاۡتُوۡنَ الۡبَاۡسَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيۡكُمۡ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الۡخَوۡفُ

کو ہماری طرف چلے آؤ اور وہ نہیں جاتے لڑائی میں مگر بہت تھوڑے۔ وہ حریص ہیں تمہارے اوپر پس جب آجائے خوف

رَاَيۡتَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ تَدُوۡرُ اَعۡيُنُهُمۡ كَالَّذِىۡ يُغۡشٰى عَلَيۡهِ مِنَ

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں ان کو وہ دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گھومتی ہیں ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح جس پر غشی طاری

الۡمَوۡتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡكُمۡ بِاَلۡسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الۡخَيۡرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

ہوتی ہے موت کی وجہ سے پس جب چلا جائے خوف چلاتے ہیں تم پر تیز زبانیں، حریص ہیں وہ مال پر یہ لوگ ہیں

لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۱۹﴾

جو ایمان نہیں لائے پس ضائع کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يُوَلُّوۡنَ: وہ نہیں پھیریں گے، اَلۡفِرَارُ: بھاگنا، فَرَرۡتُمۡ: تم بھاگتے ہو، لَا تُمَتَّعُوۡنَ: تم فائدہ نہیں پہنچائے جاؤ گے، يَعۡصِمُكُمۡ: (جو) تمہیں بچائے، اَلۡمُعَوِّقِيۡنَ: روکنے والے، اَلۡقَآئِلِيۡنَ: کہنے والے، اَشِحَّةً: بخیلی کرنے والے، تَدُوۡرُ: گردش کرتی ہیں، يُغۡشٰى: غشی طاری کی جاتی ہے، سَلَقُوۡكُمۡ: وہ چڑھ چڑھ کر بولتے ہیں، بِاَلۡسِنَةٍ: زبانوں سے، حِدَادٍ: تیز، فَاَحۡبَطَ: پس بیکار کر دیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کی غزوہ احزاب میں بہانے بازی، الزامات اور دل چھوڑنے کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ان آیات میں بھی ان کی حیلہ سازیوں، موت کا خوف اور بزدلی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: غزوہ احزاب میں منافقین کی حالت زار:

وَلَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ اور البتہ تحقیق انہوں نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے مِنۡ قَبۡلُ اس سے پہلے لَا يُوَلُّوۡنَ

الْاَدْبَارَ کہ پشت نہیں پھیریں گے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں برابر شریک رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو علم ہونا چاہیے وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا اللہ تعالیٰ کے عہد کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے عہد شکنی کیوں کی تھی؟ یہ منافق موت کے ڈر سے میدان جنگ سے بھاگتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ فرما دیں لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہیں نفع دے گا تمہیں بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ اگر تم بھاگو مِّنَ الْمَوْتِ موت سے اَوِ الْقَتْلِ یا قتل کیے جانے سے۔ موت سے تو نہیں بچ سکتے وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا اور اس وقت تمہیں نہیں فائدہ دیا جائے گا مگر بہت تھوڑا۔ تھوڑا سا وقت بچ گئے موت پھر آئے گی موت سے تو چھٹکارا نہیں ہے۔ قُلْ آپ ﷺ فرما دیں مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وہ ذات کون ہے وہ شخص جو تم کو اللہ تعالیٰ سے بچائے اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے دکھ کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ تمہیں تکلیف دے تو کون ٹالے گا؟ اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً یا ارادہ کرے تمہارے ساتھ مہربانی کا۔ اپنی رحمت سے تمہیں نوازے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کون روکے گا وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ اور نہیں پائیں گے وہ اپنے لیے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وَلِيًّا کوئی حمایتی وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار۔ ولی اسے کہتے ہیں جو زبانی طور پر تائید اور حمایت کرے اور نصیر اسے کہتے ہیں جو عملی طور پر مدد کرے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ تحقیق جانتا ہے اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو تم میں سے وَالْقَآئِلِيْنَ اور کہنے والوں کو لِاِخْوَانِهِمْ اپنے بھائیوں کو۔ کیا کہنے والے ہیں؟ هَلُمَّ اِلَيْنَا ہماری طرف آؤ۔ منافق خود بھی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے رشتہ داروں کو بھی روکتے تھے وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا اور وہ نہیں جاتے لڑائی میں مگر بہت تھوڑے۔ کیونکہ قلبی میلان ہی نہیں ہے ان میں اور کام وہ ہوتا ہے جس کو انسان کا دل چاہے۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ۔ اَشِحَّه، شَحِيْحٌ کی جمع ہے اور شَحِيْحٌ کا معنی ہے حریص۔ وہ تمہارے خلاف کارروائیاں کرنے میں بڑے حریص ہیں۔ عَلٰی ضرر کے لیے ہے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہر وہ کام کرتے ہیں جس میں تمہارا نقصان ہو فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ پس جب آجائے خوف یعنی کوئی دشمن حملہ کر دے جیسے یہاں غزوہ خندق کے موقع پر ہوا کہ تقریباً چوبیس ہزار کافر حملے کے لیے آئے رَاَيْتَهُمْ اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ ان کو دیکھتے ہیں يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ گھومتی ہیں آنکھیں ان کی كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ جب دشمن حملہ آور ہوتا ہے تو ان پر خوف طاری ہوتا ہے کہ یہ اب مر چلے ہیں۔

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ پس جس وقت خوف چلا جاتا ہے سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ۔ اَلْسِنَةٌ لِسَانٌ کی جمع ہے اور حِدَادٍ حَدِيْدٌ کی جمع ہے۔ پھر کاٹتے ہیں تمہیں تیز زبانوں کے ساتھ جیسے قینچی کے ساتھ کپڑا وغیرہ کاٹتے ہیں اس طرح تمہارے خلاف تیز زبانیں استعمال کرتے ہیں اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ حریص ہیں مال پر۔ مال کے لیے جان دیتے ہیں۔

اگر کبھی جہاد میں بھی شریک ہوتے ہیں تو محض اس لیے کہ ہمیں کچھ مال غنیمت مل جائے گا

اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ زبان سے اٰمَنَّا کہنے سے کوئی مومن نہیں بنتا ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ پس ضائع کر دیئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال۔ یہ جو ظاہری طور پر نیکیاں کرتے ہیں کبھی چندہ دے دیا کسی مسلمان کو کھانا کھلا دیا نماز پڑھ لی ان کے یہ سب عمل باطل ہیں۔ اس لیے کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور ہے یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان۔ منافقوں کے اعمال ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ

یہ گمان کرتے ہیں آنے والے گروہوں کے بارے میں کہ وہ نہیں گئے اور اگر آئیں وہ گروہ تو یہ پسند کرتے ہیں اس کو بیشک وہ

بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿20﴾ ع

چلے جائیں دیہاتوں میں، پوچھتے رہیں تمہاری خبریں اور اگر ہوں وہ تمہارے اندر نہیں لڑیں گے وہ مگر بہت تھوڑے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ

البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ اس شخص کے لیے جو امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے

الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿21﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا

اور آخرت کے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ۔ اور جب دیکھا ایمان والوں نے ان گروہوں کو کہنے لگے

هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ

یہ وہ ہے جس کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے

وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿22﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ زیادہ کیا اس بات نے ان کے لیے مگر ایمان اور اطاعت کو۔ مومنوں میں کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ

سچ کر دکھایا ہے اس چیز کو جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا پس ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے پوری کی نذر اپنی اور

وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿23﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ

بعض ان میں سے وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے نہیں تبدیلی کی کسی قسم کی تبدیلی۔ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ سچوں

اَلْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿24﴾

کو ان کی سچائی کا اور تا کہ سزا دے منافقوں کو اگر چاہے یا ان پر رجوع فرمائے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَوَدُّوْا: وہ چاہتے ہیں، بَادُوْنَ: باہر جانے والے، اَنْۢبَآئِكُمْ: تمہاری خبریں، اُسْوَةٌ: نمونہ، ذَكَرَ: اس نے ذکر کیا، نَحْبَهٗ: اپنی نذر، یَنْتَظِرُ: (جو) انتظار کر رہا ہے، تَبْدِیْلًا: تغیر تبدل کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کی حالت زار بیان کی گئی۔ ان آیات میں سے بھی پہلی آیت میں منافقین کی بے یقینی بتلائی گئی ہے اور بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کا اس غزوہ میں کردار اور جاں نثاری اور اخلاص بیان کیا گیا ہے۔

تفسیری نکات: منافقین کو کفار عرب کی شکست کا یقین نہیں ہوا:

یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ یہ منافق لوگ خیال کرتے ہیں ان گروہوں کے بارے میں کہ لَمْ یَذْهَبُوْا کہ وہ نہیں گئے۔ منافقوں پر اتنا خوف تھا کہ باوجود ان کے چلے جانے کے ان کو یقین نہیں تھا کہ وہ چلے گئے ہیں یہ گھروں میں ہی ڈرتے رہے۔ فرمایا وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ اور اگر آئیں وہ گروہ۔ بالفرض وہ گروہ واپس آجائیں تو یَوَدُّوْا یہ منافق پسند کریں گے لَوْ اس کو اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ بیشک چلے جائیں یہ دیہاتوں میں اور وہاں رہ کر یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ پوچھتے رہیں تمہاری خبریں کیا ہوا کیا بنا وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ اور اگر ہوں وہ تمہارے اندر مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِیْلًا نہیں لڑیں گے وہ مگر بہت تھوڑے مجبور ہو کر۔ کیونکہ جہاد تو قلبی شوق کا نام ہے کہ شہید ہونے کا شوق ہو تو جہاد ہوتا ہے ان میں تو ایمان ہی نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ بہترین نمونہ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔ غزوہ خندق میں منافقین نے حیلے بہانے کر کے جان چھڑائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مومنین میں سے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مسلمانوں کے ساتھ مل کر خندق کھودیں مٹی اٹھائیں، سردی برداشت کریں، بھوک پیاس برداشت کریں اور تم گھروں میں مزے سے بیٹھے رہو۔ اور اے منافقو کہتے تم اپنے آپ کو مومن ہو تمھیں دیکھنا چاہیے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اس کے لیے (اوّل) جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اور آخرت کے دن کا عقیدہ رکھتا ہے (دوم) علامت یہ ہے وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ۔

غزوہ احزاب میں مومنوں کا طرز عمل:

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ اور جس وقت دیکھا مومنوں نے گروہوں کو جب وہ میدان میں آئے لڑائی کے لیے قَالُوْا مومنوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ کیا تھا ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ اس وعدے سے کون سا وعدہ مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ وعدہ ہے جس کا ذکر سورۃ البقرۃ کی اس آیت کریمہ میں ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (بقرہ: ۲۱۴) کیا خیال کرتے ہو تم کہ جنت میں مفت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس پہلے لوگوں کی مثالیں نہیں آئیں انہیں پہنچی سختی اور تکلیف اور ان پر زلزلے کی سی کیفیت طاری کر دی گئی یہاں تک کہ کہا اسوقت کے رسول نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ تعالیٰ کی مدد۔ ان پر مالی تکلیفیں بھی آئیں اور بدنی تکلیفیں بھی آئیں میدان جنگ میں بھی تکالیف آئیں تم ان تکلیفوں کے بغیر کیسے جنت میں چلے جاؤ گے؟ تو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچا کر دکھایا کہ تکلیفیں نظر آ رہی ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی غزوہ احزاب میں ثابت قدمی اور جانثاری کی مثال پیش کرنا ممکن نہیں ہے وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا اور نہ زیادہ کیا ان کے لیے اس بات نے مگر ایمان اور اطاعت کو۔ مومنوں کا ایمان اور بڑھ گیا اور آپ ﷺ کی فرماں برداری کا جذبہ اور زیادہ ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وتعریف:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ مومنوں میں کچھ ایسے مرد ہیں صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ جنہوں نے سچا کر دکھایا ہے وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر ہر موقع اور ہر ہر غزوہ میں اطاعت اور جاں نثاری کی وہ مثالیں پیش کیں کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ان کی تعریف فرما رہا ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے پوری کی اپنی منت وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو شہید نہیں ہوئے انتظار کر رہے ہیں اپنی باری کا وعدے کو نبھانے کے لیے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا اور انہوں نے نہیں تبدیلی کی کسی قسم کی۔ جن کے مقدر میں شہادت تھی وہ شہید ہو گئے اور باقی منتظر ہیں۔ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا۔ ان کو سچائی کا بدلہ ضرور ملے گا وَيُعَذِّبَ

الْمُنٰفِقِيْنَ اور تاکہ منافقوں کو سزا دے اِنْ شَآءَ اگر چاہے اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ یا ان پر رجوع کرے کہ ان کو توبہ کی توفیق دے دے۔ بعض منافق توبہ کر کے سچے مسلمان ہو گئے تھے جیسے جلاس بن عمرو اور مخشی بن حمیر رضی اللہ عنہما۔ مگر ایسے بہت تھوڑے تھے جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو اور سچے دل سے ایمان قبول کیا ہو اور اپنی پہلی کارروائیوں پر نادم ہوئے ہوں۔ ایسوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ

اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غصے کے ساتھ نہ حاصل کر سکے کوئی خیر اور کفایت کی اللہ تعالیٰ نے

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿25﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

مومنوں کی لڑائی سے اور اللہ تعالیٰ قوت والا زبردست ہے۔ اور اتارا ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی مدد کی اہل کتاب

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ

میں سے ان کے قلعوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں رعب ایک فریق کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قیدی بناتے ہو کو۔

فَرِيْقًا ﴿26﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ

اور وارث بنایا تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا بھی جس کو تم نے پامال نہیں کیا اور

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿27﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ ع ۱۹

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اپنی بیویوں کو اگر ہو تم ارادہ کرتی

الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿28﴾ وَاِنْ

دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت کا پس تم آؤ میں تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا اور تمہیں چھوڑ دوں گا اچھے طریقے سے چھوڑنا۔ اور اگر

كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ

تم ارادہ کرتی اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آخرت کے گھر کا پس اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے نیکی کرنے والیوں

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿29﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا

کے لیے تم میں سے بڑا اجر۔ اے پیغمبر کی بیویو! جو کرے گی تم میں سے برائی واضح، دگنا کیا جائے گا اس کے لیے

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿30﴾

عذاب کو دو گنا اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَدَّ: لوٹا دیا، بِغَيْظِهِمْ: ان کے اپنے غصہ میں، قَوِيًّا: بڑی قوت والا، ظَاهَرُوْهُمْ: ان کی مدد کی، صَيَاصِيْهِمْ: ان کے قلعے، قَذَفَ: ڈال دیا، تَاْسِرُوْنَ: تم قید کرتے ہو، اَوْرَثَكُمْ: اس نے تمہیں مالک بنایا، اَرْضَهُمْ: ان کی زمین، تَطَئُوْهَا: تم نے قدم نہیں رکھا اس پر، لِاَزْوَاجِكَ: اپنی بیویوں سے، فَتَعَالَيْنَ: (تو) تم آو، اُسَرِّحْكُنَّ: میں تمہیں رخصت کروں، سَرَاحًا: رخصت کرنا، جَمِيْلًا: خوب تر، لِلْمُحْسِنٰتِ: نیک کردار خواتین کیلئے۔

ربط:

سابقہ آیات سے غزوہ احزاب کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ اب بھی غزوہ احزاب کا اور بعدازاں یہودیوں کے خلاف غزوہ بنوقریظہ کا ذکر ہے اور بعدازاں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نان نفقے کے بڑھانے کے مطالبے کا جواب دیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: غزوہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ اور لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غصے کے ساتھ۔ فرشتے بھیج کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا کہ وہ کافروں کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ اور دوسری طرف تیز آندھی بھیج کر ان کے خیمے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ گئیں اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا حاصل نہ کر سکے کسی قسم کی کوئی خیر۔ وہ مدینہ طیبہ کو فتح کر کے لوٹ مار کرنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے آئے تھے مگر ناکام و نامراد واپس لوٹے وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ اور کفایت کی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جنگ سے کہ وہ جنگ لڑنے سے بچ گئے اور انہیں نقصان نہ پہنچا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا اور اللہ تعالیٰ قوت والا اور ہر چیز پر غالب ہے۔

یہود کے خلاف کارروائی:

غزوہ احزاب کے دوران یہود مدینہ کا کردار انتہائی شرانگیز رہا۔ اصولی طور پر میثاق مدینہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں کے درمیان تھا۔ غزوہ احزاب میں یہودیوں کو اُس معاہدے کی رُو سے مسلمانوں کی مدد کرنا چاہیے تھی لیکن انہوں نے غداری کی اور کفار عرب کی مدد کی غزوہ احزاب سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے ہی تھے کہ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ تو ہتھیار اتارنا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنوقریظہ کی عہد شکنی کا بھی فیصلہ کر لیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ اتارے بلکہ اسی حالت میں بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ مدینہ طیبہ میں بھی اور باہر دیہات میں ان کے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ اور اتارا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ظَاهَرُوْهُمْ جنہوں نے مشرکین مکہ اور کفار عرب کی مدد کی مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب میں سے یہودیوں میں سے۔ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ۔ صِيْصَةٌ کی

جمع ہے اور صیصہ کا معنی ہے قلعہ۔ ان کو قلعوں سے اتارا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ اور ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا اور قیدی بناتے ہو ایک گروہ کو۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو یہود بنو قریظہ قلعہ بند ہو گئے تقریباً پچیس (۲۵) دن اپنے قلعوں میں یہود قلعہ بند رہے۔ اکا دکا معمولی حملے بھی ہوتے رہے پچیس (۲۵) دنوں کے بعد مجبور ہو کر انہوں نے ہتھیار ڈالنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سے تھے اور یہودیوں کے محلے میں رہتے تھے اور تاجر تھے۔ ان کا یہودیوں کے ساتھ لین دین کا معاملہ ہوتا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہنے لگے فیصلہ تورات کے موافق کروں گا تاکہ وہ اس سے بھاگ نہ سکیں۔ آج بھی تورات میں موجود ہے کہ جب دو قومیں آپس میں لڑیں تو غالب آنے والی قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ شکست خوردہ قوم کے نوجوانوں کو قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے تورات کے مطابق فیصلہ سنایا کہ ان کے نوجوانوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنا لیا جائے۔

بخاری اور مسلم میں بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَضَيْتُ بِحُكْمِ الْمَلِكِ، اے سعد رضی اللہ عنہ آپ نے ان کے بارے میں وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ اور اللہ تعالیٰ نے یہود بنو قریظہ کی زمینوں کا تمہیں وارث بنایا وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اور ان کے گھروں کا بھی وارث بنایا اور ان کے مالوں کا بھی وَاَرْضًا اور ایک اور زمین کا تمہیں وارث بنایا لَّمْ تَطَئُوْهَا جس کو تم نے ابھی کچلا نہیں ہے روندا نہیں ہے ابھی تک تمہارے پاؤں وہاں نہیں پڑے۔ اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل کے فاصلے پر شام کی طرف ہے بڑا زرخیز علاقہ ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مطالبات:

غزوہ خیبر کے بعد ۷ ہجری میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اتفاق کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خرچے میں اضافے کا مطالبہ فرمایا اس مطالبہ کے لیے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی جانب سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی جانب سے نان نفقے میں اضافے کا مطالبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطالبہ سنا تو ناراض ہو گئے اور قسم اٹھالی کہ میں ایک مہینہ کسی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ مسجد کے اوپر چوبارا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ وہاں تشریف فرما رہے۔ ایک ماہ کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں لِّاَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں کو اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اگر تم ارادہ کرتی ہو دنیا کی زندگی کا وَزِيْنَتَهَا اور دنیا کی زینت کا کہ تمہیں زیور چاہیے فَتَعَالَيْنَ پس تم آؤ اُمَتِّعْكُنَّ میں تمہیں فائدہ پہنچاؤں گا۔ متعہ کہتے ہیں ایک جوڑا کپڑوں کا طلاق والی عورت کو دیا جاتا ہے۔ تو میں تمہیں

ایک ایک جوڑا دیتا ہوں وَاُسَرِّحْكُنَّ اور میں تمہیں رخصت کرتا ہوں سَرَاحًا جَمِيلًا اچھے طریقے سے رخصت کرنا۔ میں تمہیں طلاق دے کر ایک ایک جوڑا دوں گا پھر جہاں جانا چاہو چلی جاؤ۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اے بیویو! اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتی ہو وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اور آخرت کا گھر چاہتی ہو فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ پس بیشک اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اَجْرًا عَظِيْمًا بڑا اجر۔ یہ چند دن تو تم مشکل میں رہو گی آگے نہ ختم ہونے والی زندگی میں آسانی ہی آسانی ہوگی۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ بالفرض جو بھی تم میں سے بے حیائی کرے گی مُّبَيِّنَةٍ کھلی يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ اسے دگنا عذاب دیا جائے گا ضِعْفَيْنِ دوگنا۔ ایک تو اس لیے کہ نبی کی بیوی ہے اور ایک اس لیے کہ کلمہ پڑھنے والی ہے۔ عذاب دگنا اور اجر بھی دگنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیتیں پیش کیں اور فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ مشورہ کر کے پھر جواب دینا۔ کہنے لگیں حضرت! میں خود بھی رائے رکھتی ہوں اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ، میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتی ہوں اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں۔ دنیا کی زیب وزینت نہیں چاہیے۔ یہی جواب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے تمہیں دگنا عذاب دینا۔

الجزء الثانی والعشرون (۲۲)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو فرماں برداری کرے گی تم میں سے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عمل کرے گی اچھا ہم دیں گے اس کو اس

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿31﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

کا اجر دوگنا اور ہم نے تیار کیا ہے اس کے لیے رزق عمدہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نہیں ہو تم عام عورتوں کی طرح

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا

اگر تم ڈرتی رہو پس نہ دب کر کرو بات پس طمع کرے گا وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے اور کہو تم بات

مَّعْرُوْفًا ﴿32﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اچھی۔ اور ٹھہری رہو تم اپنے گھروں میں اور نہ کھلے طریقے پر باہر پھرو جیسا کہ عورتیں پہلی جاہلیت کے زمانے میں پھرتی تھیں

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اور قائم رکھو نماز کو اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ارادہ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ

کرتے ہیں تاکہ دور کردے تم سے گندگی اے گھر والوں اور تاکہ تم کو پاک کردے پاک کرنا۔ اور یاد کرو اس چیز کو جو پڑھی

بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ ع

جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور سنت سے بیشک اللہ تعالیٰ ہے باریک بین خبردار۔ بیشک مسلمان مرد اور

وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں اور سچے

وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں اور صدقہ

وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ

کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ

حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی

لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

عورتیں تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے بخشش اور اجر بہت بڑا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَقْنُتْ: فرمانبرداری کرتا ہے، نُؤْتِهَآ: ہم دیں گے اسے، اَجْرَهَا: اس کا اجر، لَسْتُنَّ: نہیں ہو تم، اِتَّقَيْتُنَّ: تم تقویٰ اختیار کرو، فَلَا تَخْضَعْنَ: تو نرم لہجہ میں بات نہ کرو، فَيَطْمَعَ: وہ طمع کرے گا، قُلْنَ: تم کہو، قَرْنَ: قرار سے رہو، بُيُوْتِكُنَّ: اپنے گھروں (میں)، لَا تَبَرَّجْنَ: سنگھار کر کے نہ نکلو، تَبَرُّجَ: سنگھار کر کے نکلنا، اَقِمْنَ: تم قائم کرو، اٰتِيْنَ: تم دیتی رہو، اَطِعْنَ: تم اطاعت کرتی رہو، تَطْهِيْرًا: پاک صاف رکھنا، اُذْكُرْنَ: تم یاد رکھو، لَطِيْفًا: رازدان، اَلْمُسْلِمٰتِ: مسلمان عورتیں، اَلصّٰدِقٰتِ: راستباز عورتیں، اَلصّٰبِرٰتِ: صبر کرنے والی عورتیں، اَلْخٰشِعٰتِ: خشوع کرنے والی عورتیں، اَلْمُتَصَدِّقٰتِ: خیرات کرنے والی عورتیں، الصَّآئِمِيْنَ: روزہ رکھنے والے مرد، الصّٰٓئِمٰتِ: روزہ رکھنے والی عورتیں، اَلذّٰكِرٰتِ: ذکر کرنے والی عورتیں۔

ربط:

اُوپر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا ذکر تھا کہ جو نیکی کرے گی تم میں سے ہم اس کو دُہرا اَجر دیں گے اور ہم نے عمدہ رزق

ان کے لئے تیار کیا ہے آگے عام مومنین اور مومنات کیلئے اجر عظیم کی بشارت ہے لیکن ان کے کچھ اوصاف بھی ان آیات میں بیان فرمائے جارہے ہیں کہ یہ یہ صفات والے مومن مرد اور عورتیں ہوں تو پھر مغفرت اور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

تفسیری نکات: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مزید خطاب:

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ اور جو فرماں برداری کرے گی تم میں سے لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وَتَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے گی اچھا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ہم اس کو دیں گے اس کا دوگنا اجر۔ مثلاً اگر عام عورت کہے سبحان اللہ تو اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی کہے سبحان اللہ تو اس کو بیس نیکیاں ملیں گی۔ عام عورت قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے تو قاعدے کے مطابق اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی ایک حرف پڑھے تو اس کو بیس نیکیاں ملیں گے۔ ایک اس لیے کہ مومن ہیں اور دوسرا اس لیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا اور ہم نے ان کے لیے تیار کیا ہے عمدہ رزق۔ وہ جنت کا رزق ہے جس کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اِنِ اتَّقَيْتُنَّ اگر تم ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ سے۔ عام عورتوں والا قانون تم پر لاگو نہیں ہوگا۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون ہی الگ ہے سزا بھی اور اجر بھی ڈبل۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ پس تم دب کے بات نہ کرو، نرمی سے بات نہ کرو فَيَطْمَعَ الَّذِيْ پس طمع کرے گا وہ شخص فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ جس کے دل میں بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ سبق دیا کہ اگر غیر محرم کوئی بات کرے تو اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات نہ کرو وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور بات کہو تم اچھی۔ لہجہ روکھا پھیکا ہو کہ اس کو دوبارہ بات کرنے کی جرأت نہ ہو۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو وَلَا تَبَرَّجْنَ اور زینت کا اظہار نہ کرو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى جیسے جہالت اولیٰ میں اظہار زینت تھا یا جیسے آج کل عورتیں کرتی ہیں کہ ہار سنگار کر کے بے پردہ بازاروں میں جاتی ہیں اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم رکھو وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ دیتی رہو وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ تاکہ دور کر دے تم سے گندگی اے اہل بیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اور پاک کر دے تم کو اللہ تعالیٰ پاک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ احکامات جو بیان کیے ہیں تمہارے لیے اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! اس سے غرض تمہیں ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھنا ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اور یاد کرو اس چیز کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتیں وَالْحِكْمَةِ ؕ اور سنت۔ ان کو خود سیکھو اوروں کو سکھاؤ تا کہ یہ چیزیں ان کے لیے بھی نمونہ بن جائیں اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا بے شک ہے اللہ تعالیٰ باریک بین خبر رکھنے والا۔

مسلمان مردوں اور عورتوں کی صفات:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے جو نظر آتے ہیں۔ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟ بخاری شریف میں روایت آتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اعرابی کی شکل میں پہلا سوال کیا "مَا الْاِيْمَانُ"؟ ایمان کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف یہ فرمائی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ ، کہ تو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور خیر اور شر کی تقدیر کو حق جانے۔ تو ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ دوسرا سوال کیا "مَا الْاِسْلَامُ"؟ اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے متعلق فرمایا: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں۔ قنوت کا معنی ہے بخوشی ورضا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو قبول کرنا۔

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ اور سچے مرد اور سچی عورتیں کہ وہ زندگی کے کسی موڑ پر سچائی کا دامن نہیں چھوڑتے وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ دین اور دنیا کی وجہ سے جو تکلیفیں آتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں کہ یہ سب تکالیف مصائب اور مشکلات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہی ٹالنے والا ہے۔ جزع فزع کر کے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ اور ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے ڈرتے ہیں نافرمانی سے ڈرتے ہیں قبر کے عذاب سے ڈرتے ہیں حشر کی گرمی اور پیاس سے ڈرتے ہیں دوزخ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اطاعت وفرماں برداری کرتے ہیں۔ اور خشوع کا معنی عاجزی کا بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کمال عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ خیرات کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غریبوں مسکینوں یتیموں اور ضرورت

مندوں کی مدد کرتے ہیں۔

وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ فرض روزے بھی رکھتے ہیں اور نفلی روزے بھی وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاک باز مردوں اور عورتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کو غلط جگہ پر استعمال نہیں کرتے۔ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔ یعنی تلاوت قرآن حکیم۔ تسبیح وتہلیل کرنے والے مرد اور عورتیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بخشش وَّاَجْرًا عَظِیْمًا اور اجر بہت بڑا۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں گے اور آخرت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا

اور حق حاصل نہیں ہے کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومن عورت کو جب فیصلہ کر دے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

معاملے کا یہ کہ ہو ان مومنوں کے لیے اختیار اپنے معاملے میں اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿36﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی کھلی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے اس شخص کو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ

کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر انعام کیا ہے روک رکھو اپنے واسطے بیوی کو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ

چھپاتے تھے اپنے دل اس چیز کو اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ زیادہ

اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ

حق دار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈریں پس جب پوری کر لی زید نے اس سے حاجت ہم نے نکاح کر دیا اس عورت کا

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تاکہ نہ ہو مومنوں پر کوئی تنگی ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ پوری کر لیں

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿37﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ

ان سے غرض اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ طے شدہ ہے۔ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حرج اس چیز کے بارے میں جو

اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝38 الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ

اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایک اندازے سے طے شدہ۔ وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات اور اللہ تعالیٰ سے

وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝39

ڈرتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب دان۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَمْسِكْ: روک لے، مُبْدِيْهِ: ظاہر کرنے والا ہے اس کو، تَخْشٰهُ: (یہ کہ) تو اس سے ڈرے، زَيْدٌ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (صحابی)، وَطَرًا: حاجت، زَوَّجْنٰكَهَا: ہم نے اس کا نکاح کر دیا تجھ سے، قَضَوْا: وہ پورا کرلیں، قَدَرًا: تجویز کیا ہوا، مَقْدُوْرًا: تجویز کیا ہوا، يُبَلِّغُوْنَ: وہ پہنچاتے ہیں، يَخْشَوْنَهٗ: اس سے ڈرتے ہیں۔

ربط:

اوپر مومنین اور مومنات کا ذکر تھا آگے فرماتے ہیں کہ کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے۔

تفسیری نکات: حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح:

حضرت زید رضی اللہ عنہ اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرما کر اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا جائے۔ لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندان والے اس رشتے پر تیار نہ تھے۔ خود حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی اس رشتے پر راضی نہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہیں حق حاصل کسی مرد مومن کو اور نہ مومنہ عورت کو اِذَا قَضَى اللّٰهُ جب فیصلہ کر دے اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلُهٗ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اَمْرًا کسی معاملے کا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ یہ کہ ہو ان مومنوں کے لیے اختیار اپنے معاملے میں۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کر دیں تو مومن کو اپنے معاملے میں ذرا اختیار بھی نہیں ہے کہ وہ اس میں پس وپیش کرے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ اور جو نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی کھلی۔ چونکہ دونوں مومن تھے اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہونے کے بعد دونوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نکاح پر راضی ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح

پڑھایا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ گاہے بگاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر میں رنجش اور اپنی زوجہ کی بے رُخی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے لِلَّذِیْٓ اس شخص کو اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا کہ اس کو پیدا فرمایا اسلام کی توفیق دی غلامی سے آزادی دلائی وغیرہ۔وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ پر انعام کیا کہ ان کو آزاد کر دیا۔آزادی بڑی نعمت ہے پھر اپنا متبنیٰ بنالیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ روکے رکھ اپنے واسطے بیوی کو طلاق کا نام نہ لے طلاق بری چیز ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا وَاتَّقِ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ سے ڈرو طلاق اچھی چیز نہیں ہے۔

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخفی رکھتے تھے اپنے نفس میں اپنے دل میں وہ چیز مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں یہ بات مخفی رکھتے تھے کہ یہ نباہ بالکل نہیں ہو سکے گا اور لازماً طلاق کی نوبت آئے گی تو عدت کے بعد میں خود اس کے ساتھ نکاح کرلوں گا اس سے اس کی دل جوئی ہو سکے گی کیونکہ نکاح میں نے کرایا ہے تو اس طرح رنجش بھی دور ہو جائے گی وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے ہیں لوگوں کے پروپیگنڈے سے کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹوں کا مقام دیتے تھے اور ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح کو حرام سمجھتے تھے جیسے حقیقی بیٹا ہو۔وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ اور اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا اُم المومنین بننا:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا پس جب زید رضی اللہ عنہ نے ان سے اپنی حاجت پوری کرلی۔نباہ کی کوئی صورت نہ بنی اور طلاق دے دی تو عدت گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔زَوَّجْنٰكَهَا ہم نے نکاح کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عورت کے ساتھ۔حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے قرآن کریم میں صرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام قرآن کریم میں آیا ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ پڑھا دیا۔جس طرح نکاح کی مجلس ہوتی ہے اور گواہ ہوتے ہیں اس کی ضرورت نہیں سمجھی عرش پر خود ہی نکاح پڑھا دیا۔اُم المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس بات پر بڑا فخر فرمایا کرتی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس لیے کیا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ تاکہ نہ ہو ایمان والوں پر کوئی تنگی فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں۔ادعیاء دعی کی جمع ہے۔منہ بولا بیٹا لے پالک۔اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کرلیں اور نباہ کی صورت نہ ہو طلاق دے دیں۔تو اللہ تعالیٰ نے عملی طور پر تمہارے ذریعے اس مسئلے کو واضح

کر دیا کہ متبنیٰ کی بیوی کے ساتھ طلاق کے بعد نکاح جائز ہے۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا اور اللہ تعالیٰ کا حکم طے شدہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر کوئی حرج۔ لوگوں کے پروپیگنڈے سے نہ ڈریں نبی ﷺ پر کوئی تنگی نہیں ہے فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ اس چیز کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہے لوگوں کی باتوں کی پروا نہ کریں سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ہے اللہ تعالیٰ کا معاملہ قَدَرًا ایک اندازے سے مَّقْدُوْرًا طے شدہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو بات طے کی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ وہ پہلے کون لوگ گزرے ہیں الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغامات اس کی مخلوق تک وَيَخْشَوْنَهٗ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اور وہ نہیں ڈرتے کسی ایک سے اِلَّا اللّٰهَ ؕ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ آپ ﷺ کو بھی کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے حکم دیا ہے اس پر عمل کریں اور لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور اللہ کافی ہے حساب دان۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ

نہیں ہیں محمد ﷺ کسی ایک کے باپ تمہارے مردوں میں سے اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿40﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿41﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس کی تسبیح بیان کرو پہلے

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿42﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

پہر اور پچھلے پہر وہ وہ ذات ہے جو رحمت بھیجتی ہے تم پر اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں تاکہ وہ نکالے تم کو اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿43﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ

روشنی کی طرف اور ہے مومنوں کے بارے میں شفقت کرنے والا۔ دعا ان کی جس دن ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿44﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

سلام ہے اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اجر عمدہ۔ اے نبی ﷺ بیشک ہم نے بھیجا ہے آپ ﷺ کو گواہی دینے

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿45﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا

والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ اور چراغ روشنی

مُّنِيْرًا ﴿46﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿47﴾

پہنچانے والا اور خوش خبری سنا دیں آپ ﷺ ایمان والوں کو بیشک ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بہت بڑا

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات نہ مانیں کافروں کی اور منافقوں کی اور چھوڑ دیں ان کی اذیت کا بدلہ لینا اور توکل کریں اللہ تعالیٰ کی ذات

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَبَآ: باپ، خَاتَمَ: ختم کرنے والا، سَبِّحُوْهُ: اس کی تسبیح بیان کرو، شَاهِدًا: گواہی دینے والا، دَاعِيًا: بلانے والا، دَعْ: چھوڑ، اَذٰىهُمْ: ان کی ایذاء۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کے رواج کے برعکس اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے طلاق اور عدت گزر جانے کے بعد نکاح فرمایا۔ کفار اور مشرکین عرب نے اس بات پر بڑا واویلا کیا۔ کہ لو جی یہ کیسے نبی ہیں جنہوں نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا ان آیات میں اللہ تعالیٰ کفار عرب کے بے بنیاد الزامات کا جواب ارشاد فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ختم نبوت کا اعلان:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کسی ایک کے باپ تمہارے مردوں میں سے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر کسی کے باپ نہیں ہیں تو صرف زبان سے بیٹا کہنے سے وہ بیٹا کیسے بن گیا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جو نو دس سال کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ دوسرے بیٹے کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کا لقب طیب بھی تھا اور طاہر بھی تھا۔ یہ بھی بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ تیسرے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے جو اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا رجل نہیں بنا بالغ نہیں ہوا۔ بیٹیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ چاروں جوان ہوئی ہیں۔ دو کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹوں عتبہ عتیبہ کے ساتھ ہوا۔ انہوں نے طلاق دے دی تو عدت کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا لیکن ان سے اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امامہ تھا پھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا اور یہ بھی فوت ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور بیٹیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ تو فرمایا آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں زید رضی اللہ عنہ کو اگر منہ سے بیٹا کہا ہے تو وہ حقیقی بیٹا

نہیں بن گیا۔

آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ''محمد'' قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ ① آل عمران آیت نمبر ۱۴۴ ② سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰ ③ سورۂ محمد ﷺ آیت نمبر ۲ ④ سورۂ فتح آیت نمبر ۲۹ اور آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ''احمد'' ایک مرتبہ آیا یعنی سورۂ الصف آیت نمبر ۶۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے ستر نام قرآن میں آئے ہیں۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ اور لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی:

خاتم کے معنی مہر کے ہوتے ہیں مَا یُخْتَمُ بِهٖ یعنی کہ جس کے بعد کوئی چیز ختم ہو جائے یعنی آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل پیغمبر آتے رہے مگر جب سب پیغمبر آ گئے تو آپ ﷺ آخری پیغمبر بن کر تشریف لائے اور آپ کی تشریف آوری کے بعد پیغمبروں کے آنے پر مہر لگ گئی۔ جیسا لفافہ ہو اس میں چیز بند کر کے اوپر مہر لگا دیں نہ کوئی چیز نکلے نہ کوئی چیز داخل ہو سکے۔ پیغمبروں کے آنے پر مہر لگ گئی کہ آئندہ کوئی اس سلسلے میں نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا یعنی پیغمبر نہیں آئے گا۔

اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مکان ہے بڑا عمدہ لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں۔ تو خاتم کا معنی یہ ہے کہ مہر لگ گئی اب آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت نہیں چلے گی۔

مرزا قادیانی اور اس کے چیلے کہتے ہیں کہ خاتم النبین کا مطلب یہ ہے کہ آپکی مہر لگتی جاتی ہے نبوت چلتی جاتی ہے۔ ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جاتے۔

مرزا کی کتاب ہے ''تریاق القلوب'' اس میں لکھتا ہے کہ مجھ سے پہلے ایک لڑکی جڑواں پیدا ہوئی اس کا نام تھا جنت بی بی، اس کے بعد میں پیدا ہوا اور میں اپنی والدین کیلئے خاتم الاولاد ہوں۔ میرے بعد کوئی اولاد نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ اگر خاتم کا معنی آپ کا بیان کردہ ہے کہ مہر لگتی ہے آگے سلسلہ چلتا ہے تو پھر مطلب یہ ہے کہ آپکی والدہ کے مخصوص مقام پر مہر لگتی ہے اولاد آتی ہے مہر لگتی ہے اولاد آتی ہے اور اگر آپ اس کو نہیں مانیں گے تو پھر آپ کا بیان کردہ معنی غلط ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں، مبرد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں خاتم باب مفاعلہ سے ماضی کا صیغہ ہے۔ معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ نے نبیوں کی آمد کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ تو وہ مہر کے معنی میں نہیں لیتے۔ خاتم باب مفاعلہ سے لیتے ہیں۔ یہاں قرآن کی فصاحت دیکھیں کہ خاتم النبیین کہا خاتم الرسل نہیں کہا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ خاتم الرسل کا معنی یہ ہے کہ کتابوں والا اور شریعت والا نبی بلکہ خاتم النبیین کہا کہ جن کے پاس کتاب نہیں، شریعت نہیں ان کے لئے بھی خاتم ہیں۔

آگے یہ بیان فرمایا کہ اللہ کے رسول ہیں۔یعنی صاحب الشریعت اور خاتم النبیین ہیں کہ غیر تشریعی نبوت کو بھی ختم کرنے والا ہے۔اب یہ جو تشریع غیر تشریع کے چکر چلاتے ہیں سب ختم۔

مرزائی عام طور پر یہ دھوکا دیتے ہیں کہ مرزا صاحب تشریعی نبی یعنی شریعت والے نبی نہیں تھے اور غیر شریعت والا نبی آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔لہٰذا ان کے دھوکے سے بچنے کے لیے یہ حوالہ نوٹ کرلیں۔مرزا اربعین نمبر ۴ میں لکھتا ہے ,تشریعی نبی کون سا ہوتا ہے؟ تشریعی نبی وہ ہوتا ہے جس کی وحی میں امر بھی ہو نہی بھی حلال بھی ہو حرام بھی ہو اور میری وحی میں امر بھی ہے نہی بھی ہے میں تشریعی نبی ہوں۔پس مرزا قادیانی اپنی کتابوں کی رُو سے بھی کسی طرح کا نبی ثابت نہیں ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کی امت ہونے پر امتیوں کو شکر ادا کرنے کا حکم:

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ۔تمہیں خاتم النبیین ﷺ کی امت بننے کا شرف حاصل ہوا ہے جس کے متعلق پیغمبر آرزوئیں کرتے گئے ہیں لہٰذا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو وَّسَبِّحُوْهُ اور اس کی تسبیح بیان کرو۔

بُكْرَةً پہلے پہر وَّاَصِيْلًا اور پچھلے پہر بھی۔اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے پیغمبر عطا فرمائے یہ دو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں بڑی ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ لفظ صلوۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد رحمت ہوتی ہے۔تو معنی ہوگا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت بھیجتا ہے۔

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اور جب لفظ صلوۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے رحمت کی دعا کرنا۔تو معنی ہوگا اور فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے کفر و شرک کے، بدعت کے، تکبر حسد بغض اور کینہ کے اندھیروں سے نکالے اِلَى النُّوْرِ روشنی کی طرف۔نور ایمان نور توحید نور حق کی طرف۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ تحیہ اصل میں اس دعا و سلام کو کہتے ہیں کہ جب دو آدمی آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کے لیے سلامتی کی دعا کریں۔تو پہلی ان کے جو آؤ بھگت ہوگی دعا ہوگی يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ جس دن ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سَلٰمٌ سلام کے ساتھ ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سلام کرے تو کتنے فخر اور خوشی کی بات ہے وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اجر عمدہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم کے کچھ اسماء مبارکہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بیشک بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہی دینے والا۔ اس گواہی کی وضاحت خود قرآن کریم نے فرمائی ہے لہٰذا قرآن کریم کی تفسیر کی موجودگی میں کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳ میں ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ اور اسی طرح بنایا ہم نے تمہیں امت وسط اعتدال والی تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہو جائیں۔ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ ہیں۔ یعنی قیامت والے دن جب دوسری امتیں اپنے نبیوں اور رسولوں کو جھٹلائیں گی تو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نبیوں کی تصدیق کرے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اپنی امت کی گواہی کی تصدیق کریں گے۔

یہ معنی ہے شَاهِدًا کا۔ وَّمُبَشِّرًا اور خوش خبری دینے والے وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والے۔ فرمایا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ اور دعوت دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بِاِذْنِهٖ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اور ہم نے چراغ بنا کر بھیجا ہے روشنی پہنچانے والا۔ جیسے چراغ کے ذریعے روشنی پہنچتی ہے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ایمان اسلام اور شریعت کی روشنی پہنچتی ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوش خبری سنا دیں ایمان والوں کو بِاَنَّ لَهُمْ کہ بیشک ان کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فَضْلًا كَبِيْرًا فضل ہے بہت بڑا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے ہمیں تمہیں سمجھایا گیا ہے وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ اور آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور نہ منافقوں کی اطاعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پیغمبر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب اطاعت نہیں کرنی تھی یہ بھی ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ نہ کافروں کی اطاعت کرو اور نہ منافقوں کی اطاعت کرو وَدَعْ اَذٰىهُمْ اور ان کی اذیت کا بدلہ چھوڑ دو۔ وہ جو زبانی کلامی آپ کو تکالیف پہنچاتے ہیں اس کا تم بدلہ نہ لو۔ اب دیکھو! کتا کسی پر بھونکے تو وہ کہے کہ میں بھی اس پر بھونکوں گا۔ کتے کا تو کام ہے بھونکنا لہٰذا ان کی اذیت کا بدلہ چھوڑ دو وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرو وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز کام بنانے والا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نکاح کرو مومن عورتوں کے ساتھ پھر تم ان کو طلاق دے دو پہلے اس سے کہ تم ان کو ہاتھ

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾

لگاؤ پس نہیں ہے تمہارے لیے ان پر کوئی عدت جس کو تم شمار کرو پس تم ان کو فائدہ پہنچاؤ اور ان کو رخصت کر دو رخصت کرنا اچھے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

طریقے سے اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک ہم نے حلال کیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آپ کی بیویاں وہ جن کا ادا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ

نے حق مہر اور وہ جن کے مالک ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ جو اللہ نے لوٹائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

کی بیٹیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی لڑکیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کی لڑکیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ کی بیٹیاں

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ

جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت اگر وہ ہبہ کرے اپنی جان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اگر ارادہ

النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا

کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نکاح کرے اس کے ساتھ یہ خالص ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مومنوں کے علاوہ تحقیق ہم جانتے ہیں

مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ

جو کچھ ہم نے ان پر فرض کیا ہے ان کی بیویوں کے بارے میں اور ان کے بارے میں کہ مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿50﴾

تا کہ نہ ہو آپ پر کوئی تنگی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَكَحْتُمُ: (جب) تم نکاح کرو، تَعْتَدُّوْنَهَا: کہ تم شمار کرواسے، اَحْلَلْنَا: ہم نے حلال کیں، اَفَآءَ: غنیمت دی، عَمِّكَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا، عَمّٰتِكَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں، خَالِكَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں، هَاجَرْنَ: (جنہوں نے) ہجرت کی، وَهَبَتْ: (اگر) ھبہ کردے، يَسْتَنْكِحَهَا: (یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو نکاح میں لانا چاہے، فَرَضْنَا: ہم نے مقرر کیے۔

ربط:

پہلے ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کا ذکر تھا "زَوَّجْنٰكَهَا" فرمایا گیا تھا اب آگے نکاح کے سلسلے میں اور طلاق کے سلسلے میں کچھ احکام ہیں کیونکہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بھی ہوا تو اسی طلاق اور نکاح کی نسبت سے آگے نکاح وطلاق کے کچھ مسئلے بیان فرمائے جارہے ہیں۔

تفسیری نکات: طلاق اور عدت کے مسائل کا بیان:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ جس وقت تم نکاح کرو مومن عورتوں

کے ساتھ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ پھر تم ان کو طلاق دے دو مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ اس سے پہلے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ یعنی ہم بستری کرو فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ پس نہیں ہے تمہارے لیے ان عورتوں پر مِنْ عِدَّةٍ کوئی عدت تَعْتَدُّوْنَهَا جس کو تم شمار کرو۔

فَمَتِّعُوْهُنَّ پس تم ان کو فائدہ پہنچاؤ۔ ان کو ایک جوڑا کپڑوں کا دے دو۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کا حق مہر مقرر رہا ہے اس عورت کو ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دینا مستحب ہے اور اگر حق مہر مقرر نہیں ہوا تو پھر جوڑا دینا واجب ہے یعنی طلاق کے بعد۔ وَسَرِّحُوْهُنَّ اور اس کو رخصت کر دو الگ کر دو سَرَاحًا جَمِيْلًا اچھے طریقے سے رخصت کرنا۔ عمدگی اور شرافت کے ساتھ اس کو الگ کر دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیات مبارکہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ بیشک ہم نے حلال کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بیویاں اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ جن کو حق مہر دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ بیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں وہ تھیں کہ ان کو حق مہر دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا وَمَا اور وہ بھی حلال ہیں مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ ان کا مالک ہے۔ یعنی جہاد میں مال غنیمت کے طور پر جو لونڈیاں آئیں۔

مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹائیں ہیں کہ مال غنیمت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہیں وَبَنٰتِ عَمِّكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی لڑکیاں وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹیاں وَبَنٰتِ خَالِكَ اور ماموں کی لڑکیاں وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ اور خالہ کی لڑکیاں الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور وہ عورت جو مومن ہو اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اگر وہ اپنا نفس ہبہ کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کریں اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا کہ ان کے ساتھ نکاح کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت ہے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ خاص ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مومنوں کے سوا۔ کوئی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دے وهبت لك نفسی، میں نے اپنا نفس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ بیشک تنہائی میں ہو گواہ بھی نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کہ میں نے قبول کیا مجھے تو قبول ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا نہیں ہے۔ امت میں سے کسی فرد کے لیے جائز نہیں ہے۔ لیکن امت میں سے کسی کا نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ تحقیق ہم جانتے ہیں جو ہم نے مقرر کیا ہے ان پر فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ ان کی عورتوں کے بارے میں یہ کہ امت میں سے کوئی چار سے زائد عورتوں کے ساتھ بیک وقت نکاح نہیں کر سکتا اور گواہوں کے بغیر نہیں کر سکتا اور نکاح کا مہر بھی دیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ایک سے زیادہ

بیویاں ہوں تو عدل وانصاف سے کام لیں کہ ان کے شرعی حقوق پورے کریں اگر انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک ہی بیوی پر گزارا کرے۔ وَمَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ اور لونڈیوں کے بارے میں جو حکم ہے وہ بھی پورا کریں کہ لونڈی بت پرست مشرکہ نہ ہو۔ کتابیہ یعنی یہود ونصاریٰ میں سے ہو۔ اور چھٹے پارے میں مذکور ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ لِكَيۡلَا يَكُوۡنَ عَلَيۡكَ حَرَجٌ تاکہ نہ ہو تم پر کوئی حرج کوئی تنگی نہ ہو اس لیے ہم نے اجازت دے دی ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

تُرۡجِىۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـئۡوِىۡۤ اِلَيۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہٹا دیں اس کو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں ان بیویوں میں سے اور قریب کرلیں اپنی طرف جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَنِ ابۡتَغَيۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ تَقَرَّ

چاہیں اور جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں ان میں سے الگ کر دیا تھا پس کوئی حرج نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ زیادہ قریب ہے کہ ٹھنڈی

اَعۡيُنُهُنَّ وَلَا يَحۡزَنَّ وَيَرۡضَيۡنَ بِمَاۤ اٰتَيۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ

رہیں آنکھیں ان کی اور نہ ہوں غمگین اور راضی ہو جائیں اس چیز پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیں سب کو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَلِيۡمًا ﴿51﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ

جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا تحمل کرنے والا ہے۔ حلال نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) عورتیں ان کے بعد اور نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل کریں ان کے بدلے میں دوسری بیویاں اور اگرچہ

مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ﴿52﴾ يٰۤاَيُّهَا

اچھا لگے آپ کو ان کا حسن مگر وہ جن کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران۔ اے وہ

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ

لوگو جو ایمان لائے ہو نہ داخل ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے کھانے کی طرف اس حال میں کہ

نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ ۙ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا

نہ دیکھنے والے ہو اس کے پکنے کو اور لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے پس داخل ہو جاؤ پس جس وقت تم کھانا کھا چکو پھر چلے جاؤ

وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ

اور نہ مانوس ہو کسی بات میں بیشک یہ چیز تکلیف دیتی ہے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس وہ حیا کرتے ہیں تم سے اور اللہ تعالیٰ

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

نہیں شرماتے حق بیان کرنے سے اور جب تم سوال کرو ان سے کسی سامان کا پس سوال کرو ان سے پردے کے پیچھے سے

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا

یہ بات زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے دلوں کے لیے اور ان کے دلوں کے لیے اور نہیں ہے تمہارے لیے کہ تکلیف پہنچاؤ اللہ تعالیٰ

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی بیویوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی بیشک یہ ہے

عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی چیز۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُرْجِيْ: آپ دور کریں، تُؤْوِيْ: آپ نزدیک رکھیں، اِبْتَغَيْتَ: آپ طلب کریں، عَزَلْتَ: آپ نے دور کیا تھا، اَعْيُنُهُنَّ: ان کی آنکھیں، لَا يَحْزَنَّ: نہ وہ غمگین ہوں، يَرْضَيْنَ: وہ راضی ہوں گی، اٰتَيْتَهُنَّ: آپ دیدیں گے انہیں، كُلُّهُنَّ: وہ سب کی سب، تَبَدَّلَ: آپ تبدیل کرلیں، حُسْنُهُنَّ: ان عورتوں کا حسن، دُعِيْتُمْ: تمہیں بلایا جائے، طَعِمْتُمْ: تم کھا چکے ہو، فَانْتَشِرُوْا: منتشر ہوجاؤ، مُسْتَاْنِسِيْنَ: جی لگانے والے، يُؤْذِيْ: تکلیف دیتی تھی، سَاَلْتُمُوْهُنَّ: تم کوئی چیز مانگو ان سے، فَسْئَلُوْهُنَّ: ان سے مانگو، قُلُوْبِهِنَّ: ان عورتوں کے دل، اَنْ تُؤْذُوْا: کہ تم تکلیف دو۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خصوصی امتیازات کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔ ان آیات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خصوصیات اور امتیازات کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید کچھ تخصصات:

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہٹادیں جس کو چاہیں ان میں سے باری نہ دیں۔ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہیں پیچھے ہٹادیں باری نہ دیں وَتُؤْوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ اور قریب کرلیں اپنے جس کو چاہیں وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں مِمَّنْ عَزَلْتَ ان میں سے جس کو الگ کیا ہے باری سے کہ اس کو باری نہیں دی تھی اگر اس کو باری دینا چاہتے ہیں فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے ذٰلِكَ اَدْنٰۤى یہ بات زیادہ قریب ہے اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں کہ باری نہیں تھی پھر دے دی تو سمجھیں گی کہ ہم پر احسان کیا ہے وَلَا يَحْزَنَّ اور وہ غمگین اور پریشان نہیں ہوں گی وَيَرْضَيْنَ اور راضی ہوجائیں اس چیز پر بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان

کو دیں کُلُّهُنَّ ؕ سب کو لیکن میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق حسنہ کی بنا پر اس رخصت پر عمل نہیں کیا بلکہ سب کو برابری کے ساتھ باری دی وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا تحمل والا ہے۔ سب کچھ جانتا بھی ہے مگر فوری طور پر سزا نہیں دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ میں آپ کی دو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اُم المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوا۔ باقی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جتنی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہیں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ حلال نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بیویاں اس کے بعد۔ ان کے بعد اب اور کوئی بی بی جائز نہیں ہے مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبدیل کریں ان کے بدلے میں مِنْ اَزْوَاجٍ دوسری بیویاں۔ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی بیوی کو طلاق دے دیں اور اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کر لیں اس کی اجازت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خانگی معاملات میں مختار کل نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادیاں بھی اللہ تعالیٰ کی وحی اور مرضی سے تھیں۔ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اور اگرچہ ان عورتوں کا حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھا لگے۔ ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ مگر وہ جن کے مالک ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ یعنی اگر کوئی عورت لونڈی کے طور پر آجائے تو وہ جائز ہے۔ اس کے بعد ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تھیں ان کے پیٹ سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان۔ رقیب کا معنی محافظ اور نگران۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کا خیال رکھو:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ نہ داخل ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے اِلٰى طَعَامٍ کھانے کی طرف غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ کا معنی ہے پکنا۔ اس حال میں کہ نہ دیکھنے والے ہو پکنے کو کہ کیسے روٹی پکاتی ہے چمچہ کیسے پھیرتی ہے؟ ان چیزوں کی طرف نہ دیکھو وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ اور لیکن جس وقت تم کو دعوت دی جائے فَادْخُلُوْا پس داخل ہو جاؤ کھاؤ فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جب تم کھانا کھا چکو فَانْتَشِرُوْا تو فوراً چلے جاؤ وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اور نہ مانوس ہو کسی بات میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مانوس ہو کر بیٹھے نہ رہو اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ بیشک یہ بات تکلیف دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو تکلیف دیتی ہے فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا کرتے ہیں تم لوگوں سے کہ تمہیں کہیں کہ اٹھ کر چلے جاؤ۔

یہ واقعہ بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر پیش آیا۔ پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ایک ہی چھوٹا سا کمرہ تھا اس

کے ایک کونے میں کھانا پک رہا تھا۔ لوگ آتے تھے کھانا کھاتے اور جاتے تھے۔ تین آدمی وہیں بیٹھے رہے اس نیت سے کہ مسجد میں تو ہم آپ کی باتیں سنتے رہے سفر میں سنتے رہے آج ہمیں یہ فخر ہے کہ آپ کے گھر میں آپکی باتیں سنیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اتنی دیر تک بیٹھنا ناگوار گزرا۔ مگر فطری حیا کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دل داری کے لیے یہ آیات نازل فرما دیں بلکہ آداب محفل کے سلسلے میں ضابطہ حیات مسلمانوں کو عطا فرما دیا۔

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ہے۔

پردے کا حکم:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ اور جب تم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے سوال کرو مَتَاعًا کسی سامان کا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ پس سوال کرو تم ان سے پردے کے پیچھے سے۔ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ اس حکم میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں کے لیے وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ اور ان کے دلوں کے لیے بھی بڑی پاکیزگی ہے وَمَا كَانَ لَكُمْ اور تمہیں حق نہیں پہنچتا اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ تم تکلیف پہنچاؤ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ ایک صحابی نے لاعلمی کی بنیاد پر اپنے ایک دوست کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عدت کے بعد نکاح کروں گا۔ اس کو مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ پیغمبروں کی بیویوں کے ساتھ کسی اور کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ پہلے پڑھ چکے ہو اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کہ پیغمبر کی بیویاں امتیوں کی مائیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اور نہ یہ کہ تم نکاح کرو ان کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد تقریباً پچاس سال زندہ رہیں۔

فرمایا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا بیشک تمہارا یہ ارادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ ماں بیوہ ہو جائے تو بیٹے کے ساتھ تو نکاح نہیں ہو سکتا۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ

اگر تم ظاہر کرو گے کسی چیز کو یا چھپاؤ گے پس بیشک اللہ تعالیٰ ہے ہر چیز کو جاننے والا کوئی گناہ نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ

کی بیویوں پر ان کے باپوں کے بارے میں اور نہ بیٹوں کے بارے میں اور نہ ان کے بھائیوں کے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

بارے میں اور نہ ان کے بارے میں کہ جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ اور ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿55﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ ہے ہر چیز پر گواہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿56﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

کے لیے اے ایمان والو رحمت کی دعا کرو ان کے لیے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ بیشک وہ لوگ جو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ

وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے ان پر دنیا میں اور آخرت میں اور تیار کیا ہے ان کے لیے عذاب

مُّهِیْنًا ﴿57﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ

رسوا کرنے والا اور وہ لوگ جو ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو بغیر ان کے کسی گناہ کے پس تحقیق

احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿58﴾ ع

انہوں نے اٹھایا بہتان کو اور کھلے گناہ کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَاتَّقِیْنَ: تم ڈرتی رہو، یُصَلُّوْا: تم رحمت بھیجو، اِحْتَمَلُوْا: انہوں نے اٹھایا۔

ربط:

سابقہ آیات میں مسلمانوں کو حکم ہوا تھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اگر کچھ مانگنا ہو تو پردے کی اوٹ میں رہ کر مانگنا ہے گھر کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اب ان آیات میں ان رشتے داروں کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے جو محللات ہیں۔

تفسیری نکات: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے خونی رشتوں کے استثنیٰ کا حکم:

اس آیت میں مسلمانوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے متعلق سوچ سمجھ کر بولا کریں۔

اِنْ تُبْدُوْا شَیْـًٔا اگر تم ظاہر کرو کسی چیز کو اَوْ تُخْفُوْهُ یا اس کو مخفی رکھو دل میں تو یاد رکھو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا پس بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر باطن نیتوں اور دل کے ارادوں کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ سابقہ آیات میں تمام مسلمانوں کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے پردے کی اوٹ سے کسی چیز کے مانگنے کا حکم ہوا تھا اب اس حکم سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے والدین چچاؤں، ماموؤں، بیٹوں اور بھائیوں کو مستثنیٰ قرار دیا جارہا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَیۡهِنَّ فِیۡۤ اٰبَآئِهِنَّ کوئی گناہ نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر ان کے باپوں کے بارے میں۔ اس میں چچے اور دادے بھی شامل ہیں وہ اندر آسکتے ہیں۔

وَلَاۤ اَبۡنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخۡوَانِهِنَّ اور نہ بھائیوں کے بیٹوں کے بارے میں کہ بھتیجوں سے بھی کوئی پردہ نہیں ہے وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ اور نہ بہنوں کے بیٹوں کے بارے میں کوئی حرج ہے کہ بھانجے بھی محرم ہیں ان کو بھی پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کی خالائیں ہیں ان سے کوئی پردہ نہیں ہے وَلَا نِسَآئِهِنَّ اور نہ مسلمان عورتوں سے کوئی پردہ ہے۔ یعنی بھانجوں اور بھتیجوں سے مسلمان عورتوں کا بھی پردہ نہیں ہے۔

وَلَا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُنَّ ۚ اور نہ ان کے بارے میں کوئی حرج ہے کہ جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ یعنی لونڈیاں اور غلام۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں غلام بھی شامل ہیں یعنی وہ آجاسکتے ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم صرف لونڈیوں کے لیے ہے چاہے وہ غیر مسلم ہی ہوں وہ آسکتی ہیں لیکن غلام مرد نہیں آسکتا۔ اس کا مرد ہونا ہی مانع ہے۔ غلام مرد کا اپنی آقا سے اسی طرح پردہ ہوگا جیسے غیر محرم سے ہوتا ہے۔ فرمایا وَاتَّقِیۡنَ اللّٰهَ ؕ اور ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یہ جمع مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب کر کے امت کی ماؤں بہنوں کو سمجھایا جا رہا ہے اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدًا بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی اور اوجھل نہیں ہے۔

درود شریف پڑھنے کی فضیلت:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ بیشک اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا اے ایمان والو رحمت کی دعا کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور سلام بھیجو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا اِنَّ الَّذِیۡنَ بیشک وہ لوگ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ جو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وَاَعَدَّ لَهُمۡ اور تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عَذَابًا مُّهِیۡنًا عذاب رُسوا کرنے والا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں، ایک صغیرہ گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ لہٰذا درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھو۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ کے الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھا جاسکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس نظریہ سے پڑھتا ہے کہ یہ مختصر ہے اور عقیدہ یہ

ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ درود پہنچاتے ہیں تو صحیح ہے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر پڑھتا ہے تو پھر کفر ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ جو شخص میری قبر شریف کے پاس آکر درود پڑھے گا میں خود سنوں گا اور جواب بھی دوں گا وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ اور جو شخص دور سے میرے اوپر درود شریف پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا۔"

نسائی شریف کی روایت ہے اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِکَةً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ. (نسائی، رقم: ۲۸۲)۔ "اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک الگ محکمہ قائم کیا ہے جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں جہاں بھی کوئی درود شریف پڑھ رہا ہوتا ہے اس کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔" اہل حق کا یہی مسلک ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے سَلِّمُوْا کا مفہوم تو سمجھ لیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ جو ہم نماز کی التحیات میں بھی پڑھتے ہیں تو صَلُّوْا پر عمل کن الفاظ کے ساتھ کریں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی بتلایا قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. یہ مفہوم صَلُّوْا کا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا۔

مسلمان مردوں اور عورتوں کا تکلیف پہنچانا گناہ ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور وہ لوگ جو مومن مردوں کو اذیت پہنچاتے ہیں وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا بغیر اس جرم کے جو انہوں نے کیا ہے۔ جرم انہوں نے کیا نہیں خواہ مخواہ ان پر بہتان باندھتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں ان کو دکھ پہنچاتے ہیں فَقَدِ احْتَمَلُوْا پس تحقیق انہوں نے اٹھایا ہے بُهْتَانًا بہتان کو وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا اور کھلے گناہ کو۔ انہوں نے کھلا گناہ کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ حقوق العباد توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ جب تک بندے سے معافی نہیں مانگو گے یا اس کا حق ادا نہیں کرو گے کروڑ مرتبہ بھی توبہ کرو معافی نہیں ملے گی۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں کو لٹکائیں اپنے اوپر

مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ۭ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾

اپنی چادروں کو یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں پس ان کو تکلیف نہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

البتہ اگر باز نہیں آئیں گے منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور بے پر کی اڑانے والے مدینہ طیبہ میں

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ

البتہ ہم ابھاریں گے ان کے خلاف پھر وہ نہ رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں مدینہ طیبہ میں مگر تھوڑے سے لعنت کیے

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ

ہوئے جس جگہ بھی وہ پائے جائیں پکڑے جائیں گے اور قتل کردیئے جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ

ان لوگوں کے بارے میں جو گزرے ہیں اس میں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ کے دستور کے لیے کوئی

السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

تبدیلی سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ قیامت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے قیامت کے وقت کا علم

السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا شاید کہ قیامت قریب ہو بیشک اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے کافروں پر

وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾

اور تیار کی ہے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہیں پائیں گے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا

جس دن پلٹے جائیں گے ان کے چہرے دوزخ کی آگ میں وہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس ہمارے اوپر، ہم اطاعت کرتے

اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾

اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْ يُّعْرَفْنَ: یہ کہ وہ پہچانی جائیں، فَلَا يُؤْذَيْنَ: (تو) تکلیف نہیں دی جائے گی انہیں، لَمْ يَنْتَهِ: (اگر) باز نہ آئے، اَلْمُرْجِفُوْنَ: جھوٹی افواہیں اڑانے والے، لَنُغْرِيَنَّكَ: ہم ضرور آپ کو مسلط کریں گے، لَا يُجَاوِرُوْنَكَ: وہ نہ رہیں گے آپ کے پاس، مُلْعُوْنِيْنَ: پھٹکارے ہوئے، اُخِذُوْا: پکڑ لیے جائیں گے، قُتِّلُوْا: قتل کردیئے جائیں گے، تَقْتِيْلًا: ٹکڑے ٹکڑے کرنا، مَا يُدْرِيْكَ: آپ کو کیا خبر ہے، لَعَلَّ: شاید کہ، لَعَنَ: رحمت سے دور کیا، تُقَلَّبُ: اُلٹ پلٹ کیے جائیں گے۔

ربط:

اوپر آپ نے مسئلہ پڑھا ہے کہ ازواج مطہرات سے جب کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو تو اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ پردہ صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ پردے کے مسئلے کو کھول کر بیان فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں، بیٹیوں سے کہہ دیں، مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ "يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" کہ پردہ سب کے لیے ہے۔

تفسیری نکات: پردے کا حکم تمام مسلمان خواتین کے لیے ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لِّاَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں کو وَبَنٰتِكَ اور اپنی بیٹیوں کو وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں کی عورتوں کو۔ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ لٹکالیں اپنے اوپر مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ اپنی چادروں کو۔ جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپ لے۔ جو عورتیں برقع نہیں پہنتیں وہ بڑی چادر پہن کر جائیں جس سے سر سے لے کر ٹخنوں تک سارا جسم ڈھکا ہوا ہو۔ اور یہ حکم سب مسلمان خواتین کے لیے ہے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى یہ زیادہ قریب ہے اَنْ يُّعْرَفْنَ کہ پہچانی جائیں کہ یہ شریف عورتیں ہیں فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ پس ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

منافقین اور کفار کو تنبیہ:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ البتہ اگر باز نہ آئے منافق لوگ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں برائی کی بیماری ہے وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ ارجاف کا معنی ہوتا ہے شوشہ چھوڑنا بے پر کی اڑانا۔ اور جو لوگ شوشے چھوڑتے ہیں افواہیں پھیلاتے ہیں مدینہ طیبہ میں اگر یہ لوگ باز نہ آئے لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ہم اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ ہم نام بتلا دیں گے فلاں ہے فلاں ہے ان کا علاج کرو ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ پھر وہ نہیں رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں۔ نہیں ٹھہر سکیں گے مدینہ طیبہ میں اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑے سے۔ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛ لعنت کیے ہوئے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا جہاں کہیں بھی پائے جائیں۔ جہاں بھی یہ ملیں اُخِذُوْا پکڑے جائیں گے وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا اور قتل کر دیئے جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ ان لوگوں میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے يَسْـَٔــلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ سوال کرتے ہیں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں کہ وہ کب ہوگی۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں اِنَّمَا پختہ بات ہے عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے قیامت کب آنی ہے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا اور اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ کو کس نے بتلایا ہے آپ صرف اتنا سمجھ لیں شاید کہ قریب ہی ہو۔ وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے کافروں پر وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا اور تیار کی ہے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ سَعِيْرًا اس آگ کو کہتے ہیں جس میں شعلے ہوں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہیں گے اس دوزخ کی آگ میں ہمیشہ۔ کافروں کو دوزخ سے نکلنا کبھی نصیب نہیں ہوگا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا وہ نہیں پائیں گے کوئی حمایتی۔ کوئی ان کی زبانی حمایت بھی نہیں کرے گا اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔ عملی طور پر بھی ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا کہ دوزخ سے نکال لے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ اس دن ان کے چہرے الٹ پلٹ کر کے آگ میں پھینکے جائیں گے۔ کافر جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آئیں گے تو ان کے سر نیچے ہوں گے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی سر کے بل چل کے آئیں گے۔ یہ علامت ہوگی کہ دنیا میں ان کی کھوپڑی الٹی تھی یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتے تھے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ سر کے بل انسان کیسے چلے گا؟ تو فرمایا جو خالق و مالک ٹانگوں پر چلا سکتا ہے وہ سر کے بل بھی چلا سکتا ہے۔ پھر جب فرشتے ان کو دوزخ میں پھینکیں گے تو سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی اس وقت کافر کیا کہیں گے؟ يَقُوْلُوْنَ وہ کہیں گے يٰلَيْتَنَآ افسوس ہمارے اوپر اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی۔ مگر اس وقت افسوس کا کیا فائدہ؟

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب بیشک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی پس انہوں نے بہکایا ہمیں

السَّبِيْلَا ﴿67﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿68﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

راستے سے اے ہمارے رب دے ان کو دگنا عذاب اور ان پر لعنت کر بہت بڑی لعنت۔ اے وہ لوگو جو

اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا

ایمان لائے ہو نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اذیت پہنچائی موسیٰ علیہ السلام کو پس اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اس چیز سے

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿69﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

جو انہوں نے کہی تھی اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عزت والے تھے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے

وَّقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ﴿70﴾ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ

اور کہو تم بات درست۔ وہ درست کردے گا تمہارے اعمال اور بخش دے گا تمہارے گناہ اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ

وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ﴿71﴾ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

کی اور اس کے رسول ﷺ کی پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا کامیابی بڑی بیشک ہم نے پیش کی امانت آسمانوں پر اور زمین پر

وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

اور پہاڑوں پر پس ان سب نے انکار کردیا کہ اٹھائیں اس کو اور سب ڈر گئے اس امانت سے اور اٹھالیا اس امانت کو انسان

ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ﴿72﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ

نے بیشک وہ ظالم جاہل ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سزا دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور شرک کرنے والے مردوں کو اور شرک

وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿73﴾ ع

کرنے والی عورتوں کو اور تاکہ رجوع فرمائے اللہ تعالیٰ مومن مردوں پر اور مومن عورتوں پر اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَادَتَنَا: ہمارے سردار، كُبَرَآءَنَا: ہمارے بڑے، اَلسَّبِيۡلَا: راستہ، اٰذَوۡا: (جنھوں نے) اذیت دی، فَبَرَّاَهٗ: (سو) بری کردیا اسے، فَاَبَيۡنَ: انہوں نے انکار کیا، يَّحۡمِلۡنَهَا: اسے اٹھائیں، اَشۡفَقۡنَ: وہ ڈر گئے، حَمَلَهَا: اس کو اٹھالیا، ظَلُوۡمًا: ظالم، جَهُوۡلًا: جاہل۔

ربط:

اوپر آپ نے پڑھا مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ تمہیں کوئی حق نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچاؤ اسی سلسلے میں آگے فرماتے ہیں کہ اے مومنو تم نہ ہو جاؤ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی۔ تم اپنے پیغمبر ﷺ کو اذیت مت پہنچاؤ۔ نیز سابقہ آیات میں کفار کے جہنم میں ڈالے جانے کا تذکرہ تھا۔ اب بھی انہی جہنمیوں کے احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: جہنمیوں کے اعتراضات اور اپنے بڑوں کے لیے دگنی سزا کا مطالبہ:

وَقَالُوۡا اور کہیں گے رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا سَادَةٌ سَيِّدٌ کی جمع ہے۔ عربی لغت میں سید بڑے آدمی کو کہتے ہیں۔ سردار وغیرہ۔ تو معنی ہوگا بے شک ہم نے اپنے سرداروں کی اطاعت کی وَكُبَرَآءَنَا اور بڑے لوگوں کی کہ اُس میں مذہبی سردار اور سیاسی سردار دونوں آجاتے ہیں۔

فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِيۡلَا پس انہوں نے بہکایا ہمیں سیدھے راستے سے رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ اے

ہمارے رب دے ان کو دگنا عذاب۔ ہمارے عذاب بھی ان پر ڈال وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيۡرًا اور ان پر لعنت کر بہت بڑی لعنت۔

مسلمانوں کو تنبیہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی اسرائیلیوں کی طرح ایذا مت دو:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِیۡنَ نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح اٰذَوۡا مُوۡسٰی جنہوں نے اذیت پہنچائی موسیٰ علیہ السلام کو ستایا موسیٰ علیہ السلام کو ان پر طرح طرح کے عیب لگائے فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اس چیز سے جو انہوں نے کہی تھی وَكَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ وَجِیۡهًا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی وجاہت اور عزت والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم نبی تھے، صاحب کتاب رسول تھے کلیم اللہ تھے۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیسی اذیت دی؟ تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر مظہری، فوائد عثمانیہ کے حوالے سے میں تین باتیں تحریر کرتا ہوں۔

① ۔ موسیٰ علیہ السلام جب غسل کرتے تھے تو تنہائی میں کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل کے لوگ ایک دوسرے کے سامنے غسل کرتے تھے بے باکی سے مُوۡسٰی عَلَیۡهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلٌ حَیِیًّا سِتِّیۡرًا یعنی موسیٰ علیہ السلام فطرتاً اور عادتاً نہایت حیا والے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ انہیں اُدرہ کی بیماری ہے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام غسل کر رہے تھے غسل کرتے وقت کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے۔ غسل کرنے کے بعد وہ پتھر کپڑے لے بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس پتھر کے پیچھے پیچھے بھاگے وہ پتھر عین مجمع میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ تو لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ ان میں کسی قسم کا کوئی جسمانی عیب نہیں ہے۔ یہ روایت بخاری میں موجود ہے۔

② ۔ اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے صاحب حیثیت لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کہا تو وہ بگڑ گئے۔ ان میں قارون سب سے پیش پیش تھا کہ اس کے پاس بے شمار دولت تھی اور اس کی زکوٰۃ کی مقدار بھی اچھی خاصی تھی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کا ایک منصوبہ بنایا۔ اس نے ایک فاحشہ عورت کو لالچ دے کر تیار کیا۔ چنانچہ ایک موقع پر موسیٰ علیہ السلام مجمع کے سامنے بدکاری کی مذمت بیان کر رہے تھے تو اس فاحشہ عورت نے سر عام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ لہٰذا ان کو بدکاری کی سزا ملنی چاہیے۔ اس الزام سے موسیٰ علیہ السلام کو سخت ذہنی اذیت پہنچی۔ موسیٰ علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس عورت کو خطاب کیا کہ تو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور گواہ کر کے سچ سچ بیان کر۔ پس وہ عورت رونے لگی اور اس نے قارون کی ساری سازش بیان کر دی کہ اس نے مال کے لالچ میں مجھ سے یہ سب کچھ کرایا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قارون کے حق میں بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے سخت انتقام لیا کہ اس کو مال اور محل سمیت زمین میں غرق کر دیا۔

③ ۔ مستدرک حاکم کے حوالے سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ہمارے ہاں ہارون علیہ السلام کی جان

نکالنے کیلئے فلاں جگہ متعین ہے اُن کو بتانا نہیں وہاں لے آنا وہاں گئے تو ایک چار پائی پڑی ہوئی تھی موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ یہاں لیٹ جائیں۔ لیٹے تو موت کا فرشتہ پہنچ گیا۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ ہارون علیہ السلام ہمارے حق میں نرم تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت ہیں نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو مار دیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے وہاں سے فرشتوں کے ذریعے حضرت ہارون علیہ السلام کی میت کو بنی اسرائیل کے سامنے پہنچایا۔ انہوں نے دیکھ بھال کر کہا کہ کوئی گلا وغیرہ نہیں گھونٹا گیا اللہ کی طرف سے ان کی موت کا جو وقت مقرر تھا اُس وقت مقررہ پر اپنی طبعی موت سے ہم کنار ہوئے ہیں۔ تو یہ اذیت موسی علیہ السلام کو پہنچائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ان لغو الزامات اور اذیتوں سے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پاک اور مبرا کر دیا۔

درست اور صحیح اور سچی بات کہنے کا حکم:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور ہمیشہ سیدھی بات کہو۔ مفسر قرآن حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قول سدید سے مراد کلمہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کو بیان کرو۔ بعض دوسرے مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ قول سدید ہر سچی بات کا نام ہے۔ ہر بات واقع کے مطابق ہونی چاہیے۔ جب تم سچی بات کرو گے تو يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ جب انسان خود اپنے اعمال اور زبان کو درست رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو معاف کر دے گا۔ فرمایا وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اس کے احکام کی تعمیل کرے گا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا پس تحقیق وہ کامیاب ہو گیا کامیابی بڑی۔ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کامیابی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔

اللہ کی امانت جو انسان نے اٹھائی:

اِنَّا عَرَضْنَا بیشک ہم نے امانت پیش کی الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمینوں پر وَالْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا پس انہوں نے انکار کر دیا کہ اس کو اٹھائیں۔ اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا اور اس سے ڈر گئے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اور انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ وہ امانت کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین پر پیش کیا پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس امانت کے اٹھانے سے ڈر گئے۔ تو اس امانت سے مراد عقائد، احکام عبادات کی امانت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے اس امانت کے اٹھانے کا کہا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ان میں اس امانت کے اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی اور انسان نے اٹھا لیا کہ اس میں

استعداد و صلاحیت تھی اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ ہمارے نزدیک ان الفاظ کی تشریح جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ البالغہ میں کی ہے وہ بہت آسان ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظلوم وجہول کے الفاظ انسان کی مذمت کے لیے نہیں آئے بلکہ ان کو امانت کے اٹھانے کی علت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ظالم اسے کہتے ہیں کہ جس میں عدل و انصاف کی صلاحیت موجود ہو مگر وہ انصاف نہ کرے۔ اور جاہل اسے کہتے ہیں کہ اس میں علم حاصل کرنے کی استعداد موجود ہو مگر وہ علم حاصل نہ کرے۔ اب اس سے بہت اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ کون سا انسان مراد ہیں جنہوں ظَلُوۡمًا اور جَهُوۡلًا کیا۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ تاکہ سزا دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ اس امانت کی حفاظت نہیں کر سکے وہ بلاشبہ سزا کے مستحق ہیں۔ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات اور عبادات میں دوسروں کو شریک کیا ہے اور ان کے دلوں میں جو امانت کی صلاحیت تھی اس کا حق ادا نہیں کیا وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ اور اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی کے ساتھ رجوع فرمائے گا مومن مردوں اور مومن عورتوں پر۔ یعنی مومن مردوں اور عورتوں میں اس امانت کے اٹھانے، اس کے حقوق و فرائض پورے کرنے میں جو کمی اور کمزوری رہ جائے گی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی توبہ استغفار کی وجہ سے معاف فرما دے گا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں کے لیے بہت بڑی رحمت اور انعام ہے۔

سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّة

سورۃ سبا مکی سورت ہے چونکہ اس میں سباء جو کہ یمن کا علاقہ ہے وہاں کے رہنے والوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام "سبا" ہے اس کی چوّن (۵۴) آیات ہیں اور چھ (۶) رکوع ہیں ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چونتیس (۳۴) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا اٹھاون (۵۸) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے ستاون (۵۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں وہ ذات ہے اسی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اسی کے

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا

لیے تعریف آخرت میں اور وہی حکمت والا ہے خبردار۔ وہ جانتا ہے اس کو جو داخل ہوتی ہے زمین میں اور اس چیز کو جو نکلتی ہے

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝۲

اس زمین سے اور اس چیز کو جو اترتی ہے آسمان سے اور اس چیز کو جو چڑھتی ہے آسمان میں اور وہ مہربان ہے بخشنے والا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں نہیں آئے گی ہمارے پاس قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ

البتہ ضرور آئے گی تم پر قیامت وہ جاننے والا ہے غائب کا۔ نہیں ہے غائب اس سے ایک ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین

وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ ایک کھلی کتاب میں درج ہے تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ وَالَّذِيْنَ

ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے ہیں اچھے یہی لوگ ہیں جن کے لیے بخشش ہے اور رزق ہوگا عمدہ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے

سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۵ وَيَرَى الَّذِيْنَ

کوشش کی ہماری آیتوں میں عاجز کرنے کے لیے یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہے عذاب بڑا دردناک۔ اور دیکھتے ہیں وہ لوگ

أُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ

جن کو دیا گیا علم وہ چیز جو اتاری گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے وہ حق ہے اور راہنمائی کرتی ہے

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

اس ذات کے راستے کی طرف جو زبردست ہے قابل تعریف ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنْزِلُ: (جو چیز) اُترتی ہے، لَتَاْتِيَنَّكُمْ: وہ ضرور تم پر آئے گی۔

ربط:

ابھی آپ نے اوپر پڑھا کہ امانت ہم نے پیش کی اس امانت میں سرفہرست ہے اللہ وحدہ لاشریک کی توحید پھر اس کے بعد رسالت پھر اس کے بعد قیامت ہے۔ سورۂ سبا کے پہلے رکوع میں پہلے توحید کا مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے پھر قیامت کا مسئلہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے کیونکہ یہ امور امانت کی بنیاد اور ستون ہیں۔

تفسیری نکات: زمین اور آسمانوں کے تمام خزائن کا مالک اللہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی اسی کا ہے۔ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ اور اسی کے لیے تعریف ہے آخرت میں۔ آج دنیا میں لوگ لوگوں کی تعریف کے پل باندھتے ہیں وہاں صرف تعالیٰ کی تعریف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ روز محشر تمام مخلوقات سے پوچھے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (مومن) کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔ بتلاؤ آج ملک کس کا ہے بادشاہت کس کی ہے اقتدار کس کا ہے؟ حدیث پاک میں ہے قریب کے بھی آواز سنیں گے دور کے بھی آواز سنیں گے۔ اتنی مخلوق ہونے کے باوجود وہ منظر بیک وقت سارا نظر آئے گا آواز سب کو پہنچ جائے گی۔ سارے جواب دیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، اللہ تعالیٰ کا ہے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ اور وہ حکمت والا ہے الْخَبِيْرُ خبر رکھنے والا ہے يَعْلَمُ جانتا ہے مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ اس چیز کو جو داخل ہوتی ہے زمین میں۔ بارش ہوتی ہے زمین اس کو جذب کر لیتی ہے اناج بوتے ہیں اس کے دانے زمین میں داخل ہوتے ہیں گٹھلی زمین میں داخل ہوتی ہے کیڑے مکوڑے زمین میں داخل ہوتے ہیں ہم تم سارے مرکر زمین میں ہی جائیں گے ہم سے پہلے لوگ بھی وہیں گئے ہیں ہم نے بھی وہیں جانا ہے۔

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے۔ پانی نکلتا ہے اناج نکلتا ہے درخت اور پودے نکلتے ہیں کیڑے

مکوڑے نکلتے ہیں۔ زمین میں بڑی بڑی قیمتی چیزیں ہیں۔ طرح طرح کی معدنیات ہیں اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون سے خزانے اُس نے زمین میں رکھے ہوئے ہیں جو انسان زمین سے نکال رہا ہے۔

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان کی طرف سے۔ بارش اترتی ہے وحی اترتی رہی فرشتے اترتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط اور اس کو بھی جانتا ہے جو اوپر چڑھتی ہے آسمان میں۔ نیک اعمال اوپر جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی مومن فوت ہو جاتا ہے تو جن جگہوں میں وہ عبادت کرتا تھا وہ جگہیں روتی ہیں اور آسمان کے دروازے بھی اس کے مرنے پر روتے ہیں۔ ایک وہ دروازہ جس سے اس کی نیکیاں اوپر جاتی تھیں نیکیاں بند ہو جانے پر وہ دروازہ روتا ہے اور ایک وہ دروازہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر اترتی تھی۔

وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ اور وہی مہربان ہے بخشنے والا ہے۔ اوپر آخرت کا ذکر تھا وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ اور اسی کی ہے تعریف آخرت میں اور آخرت یقینی ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہا ان لوگوں نے كَفَرُوْا جو کافر ہیں۔ لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ط نہیں آئے گی ہم پر قیامت۔ قیامت کوئی شے نہیں ہے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں بَلٰى وَرَبِّيْ کیوں نہیں میرے رب کی قسم ہے۔ بلی کے معنی میں کسی چیز کی نفی کے بعد اثبات ضرور آئے گا۔ میرے رب کی قسم ہے لَتَاْتِيَنَّكُمْ لا البتہ ضرور آئے گی تمہارے اوپر قیامت اس میں کوئی شک نہیں ہے عٰلِمِ الْغَيْبِ ج یہ ربی کی صفت ہے۔ میرا رب عالم الغیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر چیز چھوٹی بڑی، ظاہری باطنی شے کا علم ہے:

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ غائب نہیں ہے اس سے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ذرہ برابر۔ چیونٹیوں کی قسم میں سے سرخ رنگ کی ایک چیونٹی ہوتی ہے سب سے چھوٹی اس کو ذرہ کہتے ہیں عربی میں۔ اور ایک یہ ہوا کے اندر اڑنے والے ذرات بھی ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ چھوٹی مخلوق چیونٹی اور فضا میں اڑنے والے ذرات کو بھی جانتا ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْاَرْضِ اور نہ زمین میں کوئی ذرہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے غائب ہو وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ اور نہ اس ذرے سے کوئی چھوٹی چیز اس سے غائب ہے وَلَآ اَكْبَرُ اور نہ اس ذرے سے بڑی چیز کوئی اللہ تعالیٰ سے غائب ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اور پھر ساری چیزیں اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ مگر وہ ایک کھلی کتاب میں درج ہے۔ یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اور لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ در کروڑ در کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر فنا ہونے تک سب کچھ لوح میں درج ہے۔ لیکن مخلوق کی پیدائش سے پہلے ازل میں کیا ہوا اور اس کے فنا ہونے کے بعد ابد تک کیا ہوگا وہ لوح محفوظ میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

قیامت کیوں آئے گی:

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط اور عمل کیے

اچھے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ انہی لوگوں کے لیے ہے بخشش وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور رزق عمدہ۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ عاجز کرنے کے لیے ہرانے کے لیے دین کو ختم کرنے کے لیے اور مٹانے کے لیے کوشش کرتے ہیں اسلام کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں ان کو بھی بدلہ ملنا چاہیے۔ اگر قیامت قائم نہ ہو تو اس کا مطلب ہوا العیاذ باللہ کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت عدل والی نہیں ہے۔ نہ نیک کو نیکی کا بدلہ ملے اور نہ برے کو برائی کا لہٰذا قیامت ضرور قائم ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ان کے لیے عذاب ہوگا رجز کا دردناک۔ مشہور مفسر علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ رجز کا معنی کرتے ہیں سیئی العذاب سخت عذاب۔ رجز کا معنی سخت۔ بعض رجز کا معنی کرتے ہیں بُرا عذاب اور بعضے کہتے ہیں رجز کے معنی شدید۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی کیا ہے بلا کا دردناک۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور دیکھتے ہیں جانتے ہیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا یعنی اہل کتاب جانتے سمجھتے ہیں۔ الَّذِيْٓ اس چیز کو اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ جو اتاری گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے قرآن کریم۔ وہ سمجھتے ہیں هُوَ الْحَقَّ ۙ وہ حق ہے وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ راہنمائی کرتی ہے اس رب کے راستے کی طرف جو غالب بھی ہے اور قابل تعریف بھی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں کیا ہم راہنمائی کریں تمہاری ایسا جو خبر دیتا ہے تم کو جس وقت تم ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

پورے طریقے سے ریزہ ریزہ کر دئے جانا بیشک تم نئی مخلوق بنائے جاؤ گے۔ کیا اس نے افترا باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا

اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝

یا اس کو جنون ہے بلکہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر عذاب میں ہوں گے اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ

کیا پس انہوں نے نہیں دیکھا جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے آسمان اور زمین اگر ہم چاہیں دھنسا دیں

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ

ان کو زمین میں یا گرا دیں ان پر آسمان سے بیشک البتہ اس میں نشانی ہے ہر اس بندے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی طرف

مُّنِيبٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ

رجوع کرتا ہے۔اور البتہ تحقیق دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے فضیلت اے پہاڑ لوٹاؤ ان کے ساتھ تسبیح اور پرندوں کو

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا

بھی حکم دیا اور ہم نے نرم کیا ان کے لیے لوہا۔بناؤ کامل زرہیں اور اندازہ ٹھہراؤ کڑیاں جوڑنے میں اور عمل کرو اچھا بیشک میں

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں۔اور ہم نے مسخر کی سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا پہلا پہر ایک ماہ کی مسافت طے کرتے اور پچھلا پہر

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ

بھی ایک ماہ کی اور بہادیا ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ اور جنات میں سے جو عمل کرتے تھے ان کے سامنے اُن کے رب

وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

کے حکم کے ساتھ اور جو کوئی ٹیڑھا ہوتا ان میں سے ہمارے حکم سے ہم اس کو شعلے مارنے والا عذاب چکھاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَدُلُّكُمْ: (کیا) ہم تمہیں بتائیں، مُزِّقْتُمْ: تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے، مُمَزَّقٍ: ریزہ ریزہ کیا ہوا، اَفْتَرٰى: اس نے جھوٹ باندھا، نَخْسِفْ: ہم زمین میں دھنسا دینگے، نُسْقِطْ: ہم گرادیں گے، اَوِّبِيْ: بار بار تسبیح کرو، اَلَنَّا: ہم نے نرم کردیا، اِعْمَلْ: تم بناؤ، سٰبِغٰتٍ: پوری زرہیں، قَدِّرْ: اندازہ رکھو، اَلسَّرْدِ: کڑیاں، غُدُوُّهَا: اس کی صبح کی منزل، رَوَاحُهَا: اس کی شام کی منزل، اَسَلْنَا: اس کی شام کی منزل، اَلْقِطْرِ: ہم نے بہادیا، يَزِغْ: پگھلا ہوا تانبا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر کیا گیا تھا کہ قیامت نیک لوگوں کو انعام دینے اور قرآن کی آیات کا انکار کرنے اور تمسخر اُڑانے والوں کو سزا دینے کے لیے برپا کی جائے گی۔اب ان آیات میں قیامت کا انکار کرنے والے اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ ہم اُن کو دنیا میں بھی پکڑ سکتے ہیں۔اور بعد ازاں اپنے انعام یافتہ بندوں میں سے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: مرکر دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرنے والوں کو تنبیہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں۔کافر ایک دوسرے کو کفر پر پختہ کرنے کے لیے کہتے۔هَلْ نَدُلُّكُمْ عربی میں دلالت کے معنی راہنمائی کے ہیں راستہ دکھانا راستے کی نشان دہی کرنا معنی ہوگا کیا ہم تمہاری راہنمائی کریں نشان دہی کریں عَلٰى رَجُلٍ ایسے شخص کی يُّنَبِّئُكُمْ جو تمہیں خبر دیتا ہے اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ جب تم ریزہ

ہو جاؤ گے پوری طرح ریزہ ریزہ ہو جانا۔ تو یہ آدمی (یعنی آنحضرت ﷺ) کہتے ہیں اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بیشک تم نئی مخلوق بنائے جاؤ گے۔ ان کے خیال کے مطابق اجزاء کا مٹی میں مل جانے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد انسان کا بننا بہت مشکل ہے۔ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ شخص کہتا ہے کہ کیا انہوں نے افترا باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا (معاذ اللہ تعالیٰ) آپ ﷺ نے جھوٹ بولا ہے اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ یا آپ ﷺ کو جنون ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ یہ پاگل ہے کہ کہتے ہیں ہم مر کر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اللہ تعالیٰ نے حرف بل کے ساتھ بات کی ہے۔ بل نہ انہوں نے افترا باندھا اور نہ ان کو جنون ہے بلکہ وہ تو ساری دنیا سے زیادہ عقل مند ہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر فِي الْعَذَابِ یہ یقیناً عذاب میں ہوں گے وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ اور اس وقت وہ دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ یہ حق سے اتنے دور ہیں کہ اب ان کا حق کے قریب آنا بڑا مشکل ہے۔ یہ منکرین عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے

اَفَلَمْ يَرَوْا کیا پس انہوں نے نہیں دیکھا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اس کی طرف جو کچھ ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ آسمان اور زمین۔ اللہ تعالیٰ بتلا رہا ہے کہ تمہارے آگے پیچھے، دائیں بائیں ہر طرف آسمان اور زمین دونوں ہیں۔ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں۔ جہاں یہ چل پھر رہے ہیں وہیں دھنسا دیں یا ہم ان پر گرا دیں کوئی ٹکڑا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ آسمان سے۔ اللہ تعالیٰ آگے سے پیچھے سے دائیں بائیں سے ہر طرف سے ان منکروں کو پکڑ سکتا ہے اور اپنا عذاب نازل کر سکتا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً البتہ اس میں نشانی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ہر اس بندے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر انعامات کا ذکر:

اللہ کی نشانیوں اور آیات سے وہی سبق حاصل کرتا ہے جو عبد منیب ہے یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے اب اس سلسلے میں ایک عبد منیب حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ البتہ تحقیق دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے فضیلت۔ نبوت بھی دی رسالت بھی دی اور چار مشہور آسمانی کتابوں میں سے ایک کتاب زبور بھی عطا فرمائی اور حکومت بھی عطا فرمائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویاں بھی تھیں اور لونڈیاں بھی تھیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ چار بیٹے اور بھی تھے لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المال میں سے اپنے لیے یا اپنے اہل و عیال کے لیے کبھی ایک روپیہ بھی خرچ کے لیے نہیں لیا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کرتے تھے اور اپنی جملہ ضروریات اپنے ہاتھوں کی کمائی اور محنت سے پوری کرتے تھے۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ تاویب کا معنی ہے لوٹانا۔ معنی ہوگا اے پہاڑو! لوٹاؤ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تم بھی۔ اُن کے ساتھ تسبیح لوٹاؤ۔ جب داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے یا اللہ کی تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔ باطل پرست لوگ جو معجزات کے منکر ہیں وہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پہاڑ کے دامن میں کوئی آواز لگائے کوئی بڑا مکان ہو وہاں صدا لگائے بڑے ٹیلے کے پاس آواز لگائے تو آواز واپس آتی ہے یہ مراد ہے۔ بھئی وہ تو میرے جیسا آدمی بھی کسی پہاڑ کے دامن میں آواز لگائے تو وہ آواز واپس آئے گی۔ تو پھر داؤد علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہوئی کہ جسے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی خصوصیت اور فضیلت شمار کرتے ہوئے اُسے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ وَالطَّيْرَ ۚ اور پرندوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ زبور اور تسبیح پڑھیں۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اور ہم نے نرم کر دیا داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا جلا کر گرم کر کے نہیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں۔ وہ جب لوہے کو پکڑتے تھے تو موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اس سے زرہ کی کڑیاں بناتے تھے تلواریں بناتے تھے نیزے اور تیر بناتے تھے۔ اور جو معجزات کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو لوہا نرم کرنے کا طریقہ بتلایا تھا کہ پہلے بھٹی میں آگ جلاؤ پھر اس میں لوہا ڈالو جب نرم ہو جائے تو پھر کوٹ کر جو چاہو بناؤ۔ بھئی اگر یہی مراد ہے تو یہ تو سب کر سکتے ہیں۔ ہر شہر، گاؤں کا لوہار کر رہا ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی اس میں کیا خصوصیت ہوئی؟ معجزات کو عقل کی کسوٹی پر نہ پرکھو۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کا معیار ایمان ہے ماننا ہے جاننا نہیں ہے۔ انسانی عقل کھوج اور جاننے میں ہی ٹھوکر کھاتی ہے۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ سَابِغَةٌ کی جمع ہے سابغہ کا معنی ہے ایسی زرہ جو سر سے لے کر پاؤں تک ہو۔ بناؤ کامل زرہیں وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ اور اندازہ ٹھہرائیں کڑیاں جوڑنے میں۔ کڑیاں جوڑو ایک اندازے کے ساتھ کہ سب برابر ہوں ایسا نہیں کہ ایک پتلی ہو ایک موٹی ہو وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اور عمل کرو نیک۔ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بیشک میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ اور مسخر کیا ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو۔ سورۃ ص آیت نمبر ۳۶ میں ہے فسخرنا له الريح پس ہم نے تابع کیا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو۔ غُدُوُّهَا اس ہوا کا پہلے پہر کا سفر شَهْرٌ ایک مہینے کا ہے وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ اور پچھلے پہر کا سفر ایک مہینے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کیا تھا وہ ان کا تخت اٹھا کر لے جاتی تھی۔ تخت پر کرسیاں بچھی ہوتی تھیں۔ صبح کو دمشق سے چلتے دوپہر سے پہلے سبا پہنچ جاتے تھے دوپہر وہاں گزار کر پچھلے پہر چلتے شام کو دمشق پہنچ جاتے تھے۔ اگر فارس جانا ہوتا تھا تو ہوا ان کا تخت اڑا کر دوپہر سے پہلے اصطخر پہنچا دیتی تھی۔ پھر پچھلے پہر واپسی ہوتی تھی۔

وَاَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ اور بہا دیا ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ۔ عین کا معنی چشمہ اور

قطر کا معنی تانبا۔ جیسے تم یہاں پانی کے چشمے دیکھتے ہو پہاڑوں میں سے قدرتی طور پر پانی نکلتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کے چشمے چلائے تھے۔ وَمِنَ الْجِنِّ اور جنات میں سے مَنْ وہ تھے يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ جو عمل کرتے تھے ان کے سامنے بِاِذْنِ رَبِّهٖ اُن کے رب کے حکم کے ساتھ۔ جیسے آج کے دور میں ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں انسان اور جنات ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ جنات چونکہ ناری مخلوق ہے ان میں قوت انسانوں سے زائد ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کو جو حکم دیتے تھے وہ کرتے تھے جو کام ان سے لینا چاہتے تھے لیتے تھے وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ اور جو کوئی ٹیڑھا ہوتا ان میں سے حکم عدولی کرتا عَنْ اَمْرِنَا ہمارے حکم سے کہ سلیمان علیہ السلام کی بات نہ مانتا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ہم اس کو چکھاتے تھے شعلے مارنے والا عذاب۔ آگ کے کوڑے اس کو لگتے تھے فرشتے آکر آگ کے کوڑے مارتے تھے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ

کام کرتے تھے وہ سلیمان علیہ السلام کے لیے جو وہ چاہتے تھے قلعے اور مجسمے اور پیالے جیسے حوض ہوتے ہیں اور دیگیں جمی ہوئی۔

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿13﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا

عمل کرواے داؤد علیہ السلام کے اہل شکر گزاری کا اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے۔ پس جس وقت ہم

عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

نے فیصلہ کر لیا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں موت کا نہ بتلایا ان جنات کو موت کا مگر زمین کے ایک کیڑے نے جو کھا گیا اُن کی

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿14﴾

لاٹھی کو پس جب وہ گر پڑے واضح پایا جنات نے اس بات کو اگر ہوتے وہ جانتے غیب کو نہ ٹھہرتے ذلت ناک عذاب میں۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ

البتہ تحقیق سبا کے لیے ان کی رہائش گاہوں میں نشانی ہے دو باغ دائیں طرف اور بائیں طرف کھاؤ اپنے رب کے رزق سے

وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿15﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

اور اس کا شکر ادا کرو یہ شہر ہے پاکیزہ اور رب بڑا بخشنے والا۔ پس انہوں نے اعراض کیا پس چھوڑا ہم نے ان پر سیلاب بند کا

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿16﴾

اور ہم نے بدل دیا ان کے لیے ان کے دونوں باغوں کے بدلے دو باغ اور جن کا پھل کسیلا تھا اور کچھ جھاؤ کے درخت اور کچھ

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۷

تھوڑے سے بیر۔ یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا ان کے کفر کا اور ہم نہیں بدلہ دیتے مگر کافروں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَحَارِيْبَ: (جو) سرتابی کرے گا، جِفَانٍ: عمارتیں، كَالْجَوَابِ: لگن، قُدُوْرٍ: جیسے حوض، رٰسِيٰتٍ: دیگیں، شُكْرًا: شکر ادا کرنا، مَادَلَّهُمْ: انہیں کسی چیز نے نہ بتایا، مِنْسَاَتَهٗ: اس کا عصا، تَبَيَّنَتِ: واضح ہوگیا، مَسْكَنِهِمْ: ان کا وطن، جَنَّتٰنِ: دو باغ، الْعَرِمِ: بند، بِجَنَّتَيْهِمْ: ان دو باغوں کے بدلے، ذَوَاتَيْ: والے، خَمْطٍ: بدمزہ، اَثْلٍ: جھاؤ، سِدْرٍ: بیری، نُجٰزِيْٓ: ہم بدلہ دیتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے عبد منیب یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بندوں کے تذکرے میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا جا رہا تھا۔ اب بھی ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر خیر چل رہا ہے اور بعد ازاں جنوں کے غیب جاننے کی نفی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے واقعے سے کی جا رہی ہے اور اس کے بعد قوم سبا کی ناشکریوں کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے کام کرتے تھے:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ وہ جنات عمل کرتے تھے سلیمان علیہ السلام کے لیے جو وہ چاہتے تھے۔ ان سے جو کام وہ لیتے تھے وہ کرتے تھے۔ مِنْ مَّحَارِيْبَ جیسے یہ ہماری مسجد کی محراب ہوتی ہے اس طرح کے گول کمرے بنواتے تھے۔

وَتَمَاثِيْلَ۔ تماثیل تمثال کی جمع ہے تمثال کا معنی ہے تصویر۔ بعض مفرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس دور میں جان دار چیز کی تصویر حرام نہیں تھی۔ ہماری شریعت میں جان دار چیز کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غیر جان دار چیزوں کی تصویریں بناتے تھے۔ مثلاً پل کا نقشہ بنا دیا ٹیلے اور پہاڑ کا نقشہ بنا دیا درخت کی تصویر بنا دی تو ایسی مورتیاں بناتے تھے وَجِفَانٍ جفان جفنۃ کی جمع ہے جفنہ کا معنی ہے پیالہ۔ كَالْجَوَابِ جَابِيَۃٌ جَابِيَۃٌ کا معنی ہے حوض۔ بڑے بڑے پیالے جیسے حوض ہوتے ہیں۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام کی فوج تھی انسانوں کی اور جنوں کی تو ان کے کھانے کے لیے بڑے بڑے پیالے ہوتے تھے حوض کی طرح۔ ان میں سالن ڈال دیتے اور فرماتے کھاؤ۔ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ قُدُوْرٍ قَدْرٌ کی جمع ہے۔ قَدْرٌ کا معنی ہے دیگ۔ رَاسِيٰتٍ رَاسِيَۃٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکی ہوئی بڑی بڑی دیگیں۔ جن میں کئی کئی سو آدمیوں کا کھانا پکتا تھا۔ یہ سارے کام سلیمان علیہ السلام جنات سے لیتے تھے۔

اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ عمل کرو آل داؤد، سلیمان علیہ السلام اور دوسرے شکر گزاری کا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نبوت دی رسالت دی انسانوں اور جنوں پر حکومت دی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ آگے اللہ تعالیٰ شکوہ کرتے ہیں انسانوں کا۔ فرمایا وَقَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ:

فَلَمَّا قَضَیۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَوۡتَ پس جس وقت ہم نے طے کر لیا سلیمان علیہ السلام کے لیے موت کا کہ انہوں نے فلاں دن فوت ہونا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو بھی بتلا دیا کہ فلاں دن آپ نے فوت ہونا ہے۔ لہٰذا ایک کمرہ بنالیں شیشے کا (شیش محل) تیار کرلیں اور اس میں ایک لاٹھی گاڑ دیں اور اس پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر کھڑے ہو جائیں۔ چہرہ جنات کی طرف رہے وہ سمجھیں گے کہ ہمیں دیکھ رہے ہیں ہماری نگرانی کر رہے ہیں تاکہ مسجد اقصیٰ کا کام جو باقی رہ گیا ہے وہ مکمل ہو جائے۔ اگر جنات کو آپ کی موت کا علم ہو گیا تو وہ باغی ہو جائیں گے اور کام ادھورا رہ جائے گا۔

پورا ایک سال گزر گیا جنات دور سے دیکھ کر یہی سمجھتے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کھڑے عبادت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ لکڑی کو کیڑا لگ گیا۔ کیڑے نے جب لکڑی کھالی تو سلیمان علیہ السلام گر پڑے تب جنات کو علم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام تو وفات پا گئے ہیں۔ پہلے جنات رعب ڈالتے تھے کہ ہم غیب جانتے ہیں۔

مَا دَلَّہُمۡ عَلٰی مَوۡتِہٖۤ نہیں بتلایا جنات کو سلیمان علیہ السلام کی موت کا اِلَّا دَآبَّۃُ الۡاَرۡضِ مگر زمین کے ایک کیڑے نے۔ یہاں ارض کا معنی کریدنے والا کھانے والا وہ کیڑا جو لکڑی کو کھاتا ہے چاٹتا ہے اس نے بتلایا۔ تَاۡکُلُ مِنۡسَاَتَہٗ ۚ جو کھا گیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو۔ دیمک نے لاٹھی کو کھایا تو وہ گر پڑے فَلَمَّا پس جس وقت نیچے گرے خَرَّ تَبَیَّنَتِ الۡجِنُّ واضح پایا جنات نے۔ جنات پر بات واضح ہوگئی اَنۡ لَّوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ الۡغَیۡبَ یہ کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے مَا لَبِثُوۡا فِی الۡعَذَابِ الۡمُہِیۡنِ تو نہ ٹھہرتے وہ اس سزا میں جو ان کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی۔ سال کے بعد جب سلیمان علیہ السلام نیچے گرے تو جنات کو پتا چلا کہ وہ تو وفات پا گئے ہیں۔

قوم سبا کی تباہی کا واقعہ:

یمن کے علاقے میں سبا مشہور علاقہ تھا۔ دراصل یہ ایک شخص سبا بن یشحب بن یعرب بن قحطان کے نام پر تھا۔ اس کی نسل آگے چلی تو قوم سبا کہلائی اور یہ علاقہ ان کی وجہ سے سبا کہلایا۔

لَقَدۡ کَانَ لِسَبَاٍ البتہ تحقیق قوم سبا کے لیے فِیۡ مَسۡکَنِہِمۡ اٰیَۃٌ ۚ ان کی رہائش گاہوں میں نشانی ہے اپنے شہر کے بارے میں نشانی ہے۔ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ دو باغ دائیں اور بائیں طرف۔ یہ باغ میلوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ ایک سبا کے دائیں طرف تھا اور ایک بائیں طرف تھا۔

سبا شہر کے قریب ایک ابلق نامی پہاڑ تھا اس کوہ ابلق کے دامن میں انہوں نے ڈیم بنایا ہوا تھا۔ جو انہوں نے بند

باندھا تھا اس کا نام سد مارب تھا۔

تو فرمایا دو باغ تھے ان کے دائیں بائیں كُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ کھاؤ اپنے رب کے رزق سے وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ اور اس کا شکر ادا کرو بَلۡدَةٌ طَيِّبَةٌ یہ شہر صاف ستھرا ہے وَّرَبٌّ غَفُوۡرٌ اور رب بخشنے والا ہے۔

فَاَعۡرَضُوۡا پس انہوں نے اعراض کیا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ پس ہم نے چھوڑا ان پر سَيۡلَ الۡعَرِمِ عرم کا معنی ہے بند۔ وہ جو بند تھا ڈیم تھا اس کا سیلاب چھوڑا کچھ بہہ گئے کچھ چلے گئے باغ تباہ ہو گئے۔

عرم عرمۃ کی جمع ہے اس کے معنی بند کے ہیں معنی ہوگا کہ ہم نے بند کا سیلاب ان پر بھیجا اور عرم کے معنی زور کے بھی کرتے ہیں۔ قوم سبا نے ایک بہت بڑا ڈیم بنایا ہوا تھا۔ اس زمانہ میں بارشیں بھی زیادہ ہوتی تھیں۔ اُس ڈیم کی دیوار میں چوہوں نے تھوڑا سا سوراخ نیچے سے کر لیا اس سوراخ سے پانی بہتا رہا انہوں نے پرواہ نہ کی ہوتے ہوتے وہ سیلاب ایسا پھیلا کہ سبا کا شہر بھی تباہ ہو گیا، آدمی بھی اُجڑ گئے، باغوں میں مہینوں تک پانی کھڑا رہا جس کی وجہ سے درخت بالکل گل سڑ گئے یہاں سے کچھ لوگ شام چلے گئے اور یہیں سے کچھ لوگ جو اوس اور خزرج کے آبا و اجداد تھے مدینہ چلے گئے۔

وَبَدَّلۡنٰهُمۡ اور ہم نے بدل دیے ان کے لیے ان دو باغوں کے بدلے بِجَنَّتَيۡهِمۡ جَنَّتَيۡنِ دو باغ اور ذَوَاتَىۡ اُكُلٍ جو ایسی خوراک والے تھے خَمۡطٍ خمط کا معنی کڑوا کھٹا۔ جو کڑوی اور کھٹی تھی۔ کوئی شخص منہ میں ڈالے تو منہ کا ذائقہ بدل جائے کڑوا ہو جائے ایسی چیزیں چھوڑیں۔ وَّاَثۡلٍ اور کچھ جھاؤ کے درخت وَّشَىۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِيۡلٍ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں چھوڑ دیں باقی تمام باغ ختم ہو گئے۔ فرمایا ذٰلِكَ جَزَيۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا ؕ یہ ہم نے ان کو بدلہ دیا ان کے کفر کا وَهَلۡ نُجٰزِىۡۤ اِلَّا الۡـكَفُوۡرَ اور ہم ایسا بدلہ نہیں دیتے مگر ناشکری کرنے والوں کو۔ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا بہت بڑا جرم ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

وَجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمۡ وَبَيۡنَ الۡقُرَى الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا قُرًى ظَاهِرَةً

اور بنائی ہم نے ان سبا والوں کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت ڈالی ایسی بستیاں جو ظاہر تھیں

وَّقَدَّرۡنَا فِيۡهَا السَّيۡرَ ؕ سِيۡرُوۡا فِيۡهَا لَيَالِىَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيۡنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوۡا

اور ہم نے ٹھہرائی تھی ان بستیوں کے درمیان مسافت چلو تم ان میں راتوں کو اور دنوں کو پرامن۔ پس کہا انہوں نے اے

رَبَّنَا بٰعِدۡ بَيۡنَ اَسۡفَارِنَا وَظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ وَمَزَّقۡنٰهُمۡ

ہمارے رب دور کر دے ہمارے سفروں کو اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر پس کر دیا ہم نے ان کو کہانیاں اور ہم نے ان کو

كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّـكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدۡ

بکھیر دیا ہر طرح کا بکھیرنا بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے۔ اور البتہ

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

تحقیق سچا کر دکھایا ان کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال پس انہوں نے پیروی کی اس کی مگر ایک گروہ مومنوں میں سے۔

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ

اور نہیں تھا اس ابلیس کا ان پر کوئی زور اور تسلط مگر تاکہ ہم ظاہر کر دیں اس کو جو ایمان لاتا ہے آخرت پر اس شخص سے کہ وہ

هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا

قیامت کے بارے میں شک کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پکارو تم

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي

ان کو تم گمان کرتے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے نہیں وہ مالک ذرہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے ان کے لیے

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ

آسمانوں اور زمین میں کوئی شراکت اور نہیں ہے اللہ کے لیے ان سے کوئی مددگار اور نہیں نفع دے گی سفارش اس کے پاس مگر

مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ

اس شخص کے لیے جس کے لیے اللہ نے اجازت دی یہاں تک کہ جس وقت گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے،

قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

کہتے ہیں کیا کچھ کہا ہے تمہارے رب نے کہتے ہیں حق کہا ہے اور وہی بلند ہے اور بڑائی والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلسَّيْرَ: چلنا، لَيَالِيَ: راتوں کو، بٰعِدْ: دور کر دے، اَسْفَارِنَا: ہمارے سفر، مَزَّقْنٰهُمْ: ان کو بکھیر دیا، صَدَّقَ: اس نے صحیح پایا، ظَنَّهٗ: اپنا گمان، ظَهِيْرٍ: مددگار، فُزِّعَ: گھبراہٹ دور کی گئی۔

ربط:

سابقہ آیات سے قوم سبا کا ذکر چل رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اولاً انہی کا تذکرہ ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شیطان کی اتباع کرنے والوں اور ناشکری کرنے والوں کا ذکر فرما رہا ہے۔ اُس کے بعد اللہ کے سوا جھوٹے معبودان باطلہ کی تردید فرمائی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: قوم سبا پر سیلاب اُن کی ناشکری کی وجہ سے آیا:

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ اور ہم نے بنائی سبا والوں کے درمیان وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت ڈالی تھی۔ بستیوں سے مراد شام فلسطین کا علاقہ ہے۔ سبا کے علاقے سے لے کر شام کے

علاقے تک قُرًى ظَاهِرَةً بستیاں نظر آنے والیاں۔ ایک بستی سے گزرے آگے دوسری نظر آرہی ہے وہاں سے گزرے آگے تیسری نظر آرہی ہے چوتھی نظر آرہی ہے۔ سڑک کے دونوں کنارے آباد تھے چیزوں کی فراوانی تھی خوش حالی اور دولت کی فراوانی ان بستیوں میں تھی۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ؕ اور ٹھہرائی ہم نے ان بستیوں کے درمیان مسافت خاص اندازے کے مطابق۔ فرمایا اس راستے کے متعلق حکم تھا سِيرُوْا فِيهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ چلو تم ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن کے ساتھ۔

سبا والوں کی دولت کا انحصار زیادہ تر تجارت پر تھا۔ یہ لوگ کاشت کاری بھی کرتے تھے اور ان کے باغات میلوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ اس علاقے کے ایک طرف ہندوستان کا ساحل ہے اور دوسری طرف افریقہ کا ساحل ہے۔ دونوں طرف کے براعظموں کے درمیان خوب تجارت ہوتی تھی۔ سونا چاندی قیمتی پتھر مصالحے خوشبو اور ہاتھی دانت کا لین دین ہوتا تھا۔ یہ بڑا پرامن راستہ تھا کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا چاہے رات کو سفر کریں یا دن کو۔ اہل سبا کو بڑی آسودگی حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ ہماری نعمتوں کی قدردانی کرتے لیکن اس کے برخلاف فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا کہنے لگے اے ہمارے رب! دور کر دے ہمارے سفروں کو لمبا کر دے ہمارے سفروں کو۔ ہم سنتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں دوران سفر میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں ہمارے سفر تو نہایت پرامن اور باسہولت ہیں ہمیں کوئی دشواری نہیں پیش آتی۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے سفر بھی لمبے ہوں کہ ہم مصائب کا مزہ چکھیں۔

وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور انہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر۔ ان کی اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیلاب نے ان کے باغات کھیتیاں مکان سب کچھ تباہ کر دیا۔ سیلاب کے بعد زمین میں روئیدگی کی قوت کم ہو جاتی ہے پھر وہاں جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بعد ان کے کچھ خاندان شام چلے گئے اور کچھ مدینہ منورہ چلے گئے جو اس وقت یثرب کہلاتا تھا۔ اس طرح یہ معروف ترین شاہراہ بھی بند ہو گئی اور قوم سبا کا نام و نشان مٹ گیا فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ پس کر دیا ہم نے ان کو قصے کہانیاں۔ افسانے بن گئے کہ لوگ ان کی خوش حالی تاریخی ڈیم اور پھر ان کی تباہی کی داستانیں عبرت کے طور پر سناتے تھے۔

وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اور ہم نے ان کو بکھیر دیا ہر طرح کا بکھیرنا۔ کوئی پانی میں بہہ گئے کوئی کدھر چلے گئے اور کوئی کدھر چلے گئے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے کہ ناشکری کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

شیطان کا بنی آدم کو بہکانا:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ اور البتہ تحقیق سچا کر دکھایا ان کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال۔ جیسا کہ ابلیس کو جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے نکالا تو شیطان نے کہا تھا کہ میں

بنی آدم کو تیرے راستے سے بھٹکاؤں گا۔

تو ابلیس نے اس وقت جو خیال ظاہر کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اس نے سچا کر دکھایا۔ وہ خیال اور گمان کیا تھا؟ کہ اکثریت میری پیروی کرے گی فَاتَّبَعُوۡهُ پس انہوں نے اس کی پیروی کی اِلَّا فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مگر ایک گروہ مومنوں میں سے۔

مومنوں میں سے ایک گروہ نے شیطان کی بات نہیں مانی وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اور نہیں تھا ابلیس کا ان پر کوئی زور اور تسلط۔ شیطان جبراً کسی کو غلط راستے پر نہیں لگا سکتا وہ تو ترغیب دیتا ہے، گناہ کا شوق دلاتا ہے چونکہ نفس امارہ اس کا مرید ہے اس لیے اس پر اس کا جلدی اثر ہو جاتا ہے اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ تاکہ ہم ظاہر کر دیں جو ایمان لاتا ہے آخرت پر مِمَّنۡ هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ ؕ اس شخص سے جو قیامت کے بارے میں شک کرتا ہے۔ سارے مومن بھی شیطان سے آزاد نہیں ہیں صرف ایک گروہ ہے جو اس کی پیروی نہیں کرتا باقی کسی نہ کسی مد میں کسی نہ کسی شق میں اس کے پیروکار ہیں وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہر چیز پر نگران ہے۔ سب اسی کی حفاظت میں ہیں۔

ان آیات سے معلوم یہ ہو رہا ہے کہ قوم سبا میں بھی مؤمنین تھے جنہوں نے شیطان کی بات نہیں مانی اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا۔

معبودان باطلہ کی تردید:

قُلِ اے نبی کریم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ادۡعُوا الَّذِيۡنَ پکارو تم ان کو زَعَمۡتُمۡ جن کے بارے میں تم خیال کرتے ہو مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۚ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اللہ تعالیٰ سے ورے ورے جن کو تم حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہو پکارو تم ان کو اور ہمارا فیصلہ بھی سن لو لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وہ مالک نہیں ذرہ برابر نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔ جب وہ کسی شے کے مالک ہی نہیں اور ان کے اختیار میں کوئی شے ہی نہیں وہ تمہارا کیا کام کریں گے؟ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ اور نہیں ہے ان کے لیے آسمانوں میں اور زمینوں میں کوئی شراکت کہ کسی نے آسمان کا کوئی حصہ پیدا کیا ہو یا زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہو۔ کوئی ان کی شراکت نہیں ہے تنہا اللہ وحدہ لاشریک نے آسمان پیدا کیے زمینیں پیدا کیں انسان پیدا کیے حیوان پیدا کیے خالق و مالک اللہ ہے۔

وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ان میں سے کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ تو قوی اور عزیز ہے اس کو کسی کی امداد کی کیا ضرورت ہے؟ امداد کی ضرورت تو کمزور کو ہوتی ہے۔ وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اور نہیں نفع دے گی سفارش اس کے پاس۔ مشرکین عرب کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ہاں سفارش نفع نہیں دے گی اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ؕ مگر اس کے لیے جس کے

لیے اللہ تعالیٰ نے خود اجازت دی۔ نہ ہر آدمی کی سفارش قبول ہے اور نہ ہر آدمی کے لیے سفارش قبول ہے۔ مومن متقی کی قبول ہوگی اور مومن کے لیے قبول ہوگی۔ کافر کے لیے سفارش قبول نہیں ہے۔

فرشتوں کی اللہ تعالیٰ کے حضور حالت زار:

حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے۔

قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ کہتے ہیں کیا کچھ کہا ہے تمہارے رب نے قَالُوا الْحَقَّ ۚ وہ کہتے ہیں کہ حق کہا ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ اور وہ ذات بہت بلند اور بڑی عظمت والی ہے۔

بخاری میں اسی آیت کے پیش نظر کتاب التفسیر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر کو چٹان پر رگڑنے سے آواز پیدا ہوتی ہے تو عرش کے نزدیک اور آسمانوں پر جو فرشتے ہیں حیران ہو کر دم بخود ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملائکۃ المقربین سے خطاب فرماتے ہیں، مقربین ملائکہ کے قریب جو فرشتے ہوتے ہیں وہ یہ آواز سن کر اس قدر خوف زدہ اور اتنے بدحواس ہوتے ہیں کہ ان کو سننے کی سکت نہیں ہوتی وہ ان ملائکۃ المقربین سے پوچھتے ہیں مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ہمارے ہوش وحواس خطا ہو گئے تھے اللہ رب العزت نے کیا فرمان جاری فرمایا ہے وہ کہتے ہیں حق کہا تھا تو جو فرشتے اللہ کے سامنے اتنے بے بس ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اطمینان سے سن نہیں سکتے ان کو اے مشرکو تم کہتے ہو کہ یہ جبراً سفارش کرتے ہیں اور تمہیں بخشوا دیں گے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ

آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے آسمانوں سے اور زمین سے آپ ﷺ کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی

وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿24﴾ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ

رزق دیتا ہے اور ہم یا تم البتہ ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں۔ آپ ﷺ کہہ دیں تم سے نہیں پوچھا جائے گا ان چیزوں کے

عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿25﴾

بارے میں جو جرم ہم نے کیے ہیں اور نہ ہم سوال کیے جائیں گے ان چیزوں کے بارے میں جو عمل تم کرتے ہو آپ ﷺ

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿26﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ

کہہ دیں جمع کرے گا ہم سب کو ہمارا رب پھر فیصلہ کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ ﷺ کہہ دیں مجھے دکھاؤ

الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿27﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

وہ جن کو تم نے ملایا ہے اس کے ساتھ شریک بنا کر ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ ہی غالب حکمت والا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے

اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿28﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر تمام انسانوں کے لیے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿29﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ

کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم سچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تمہارے لیے ایک ہے ایسے دن کی نہیں تم پیچھے ہو سکو گے

سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿30﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ ع

اس سے ایک گھڑی اور نہ آگے بڑھو گے۔ اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان

بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ

کتابوں پر جو ان سے پہلے آئی ہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں جس وقت کہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے ہاں

يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

لوٹائیں گے بعض ان کے بعض کی طرف بات کو کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں کو جنھوں نے تکبر کیا

لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿31﴾

اگر نہ ہوتے تم البتہ ہم مومن ہوتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَجْرَمْنَا: ہم نے جرم کیا، لَا تُسْئَلُ: ہم سے باز پرس نہ ہوگی، يَفْتَحُ: وہ فیصلہ کرے گا، اَلْفَتَّاحُ: بڑا فیصلہ کرنے والا، اَلْحَقْتُمْ: تم نے ملا رکھا ہے، لَا تَسْتَاْخِرُوْنَ: تم پیچھے نہیں ہٹ سکتے ہو، لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ: تم آگے نہیں بڑھ سکتے ہو، مَوْقُوْفُوْنَ: کھڑے کیے ہوئے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تردید فرمائی کہ فرشتے قیامت والے دن تمہارے (یعنی کافروں اور مشرکین عرب کے) سفارشی ہوں گے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تمہارا رزق اللہ نے ہی زمین اور آسمان میں رکھا ہے اور بعد ازاں پھر توحید کے دلائل اور شرک کا رد اور قیامت کا برحق ہونا بیان فرمایا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوق کو رزق عطا فرماتا ہے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مَنْ يَّرْزُقُكُمْ تمہیں رزق کون دیتا ہے مِّنَ السَّمٰوٰتِ آسمانوں سے۔ آسمانوں سے رزق کا مطلب یہ ہے کہ اوپر سے بارش ہوتی ہے جس سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ سورج کی کرنوں سے فصلیں بڑھتی اور پکتی ہیں۔

وَالْاَرْضِ ؕ اور زمین سے۔ زمین میں روئیدگی کی طاقت کس نے رکھی ہے؟ دانے کو محفوظ رکھ کر کون اگاتا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کچھ بھی نہ ہو بیج کو کیڑے کھا جائیں۔ بتاؤ یہ رزق دینے والا کون ہے؟ اگر یہ گونگے ہوں اور جواب نہ دیں تو قُلِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں اللّٰہُ ؕ صرف اللہ ہی دیتا ہے۔ سورج اس کے قبضے میں چاند اس کے قبضے میں بارش برسانا اس کا کام ہوا چلانا اس کا کام رزق دینا اس کا کام۔

مسلمانوں اور کفار دونوں فریقوں کے حق کا فیصلہ:

وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ بے شک ہم یا تم لَعَلٰى هُدًى البتہ ہدایت پر ہیں اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یا کھلی گمراہی میں؟ ایک فریق ہم ہیں اور دوسرا فریق تم ہو ایک نظریہ ہمارا ہے اور ایک نظریہ تمہارا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے؟ تم نے لات منات عزیٰ کو مشکل کشا حاجت روا بنا رکھا ہے اور ان کے علاوہ کتنے الٰہ تم نے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ فیصلہ تم خود کرو حق پر کون ہے؟ باطل پر کون ہے؟ ہدایت کس کے پاس ہے اور گمراہی کس کے پاس ہے؟ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَّا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا تم سے نہیں پوچھا جائے گا اس چیز کے بارے میں جو ہم نے جرم کیا۔ ہمارے گناہوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی وَلَا نُسْــَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور ہم سے سوال نہیں ہوگا اس چیز کے بارے میں جو تم کرتے ہو۔ تمہارے عقائد تمہارے ساتھ اور ہمارے عقائد ہمارے ساتھ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ ہم تمہیں حقیقت بتلاتے ہیں تمہاری راہنمائی کرتے ہیں اس پر چلنا تمہارا کام ہے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا جمع کرے گا ہمیں ہمارا رب ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا پھر کھول دے گا ہمارے درمیان جو حقیقت اور راز ہے۔ عقائد اعمال اخلاق سب کھول دے گا۔

روز محشر اللہ تعالیٰ حقیقت کھول دے گا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ ؕ حق کے ساتھ وَهُوَ الْفَتَّاحُ اور وہ حقیقت کھولنے والا ہے الْعَلِيْمُ جاننے والا ہے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں۔ ان سے پوچھیں اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ مجھے دکھاؤ وہ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ جن کو تم نے ملایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنا کر۔ مجھے بتلاؤ وہ کون ہیں اور انہوں نے کیا کیا ہے؟ کیا وہ خالق ہیں۔ رازق ہیں۔ مالک ہیں، حاجت روا ہیں مشکل کشا ہیں، كَلَّا ؕ ہرگز نہیں کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہے بَلْ هُوَ اللّٰهُ بلکہ وہی اللہ تعالیٰ ہے آسمانوں کا خالق بھی زمین کا خالق بھی رزق دینے والا بھی بیمار کرنے والا بھی صحت دینے والا بھی بادشاہ بنانے والا بھی فقیر بنانے والا بھی الْعَزِيْزُ غالب ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کے لیے پیغمبر ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اے نبی کریم! نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مگر تمام لوگوں کے لیے بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

اور سورت فرقان آیت نمبر ایک میں ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا برکت والی ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان (یعنی قرآن حکیم) اپنے بندے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم) پر تاکہ ہو جائے وہ تمام جہانوں کو ڈرانے والا۔ اس میں انسان بھی آ گئے جنات بھی آ گئے۔ حدیث پاک میں ہے بعثت الی الاسود والاحمر الجن والانس ، میں بھیجا گیا ہوں کالے سرخ سب جنوں اور انسانوں کی طرف۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کو بشیر و نذیر ہونے کو کافر تو کافر مسلمان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تعلیمات سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔

قیامت کب آئے گی اس سوال کا جواب:

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر ہو تم سچے۔ یہ قیامت کب آئے گی بتاؤ دیکھو وقت معلوم نہ ہونے سے حقیقت کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً سب جانتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہے مگر موت کے وقت کا کسی کو علم نہیں ہے تو کیا اس سے ہم انکار کر سکتے ہیں کہ ہم نے مرنا نہیں ہے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ تمہارے لیے میعاد ہے ایسے دن کی لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً کہ تم مؤخر نہیں ہو گے اس میعاد سے ایک گھڑی بھی وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ اور نہ آگے ہو سکو گے۔ شخصی قیامت ہر ایک کی موت ہے وہ نہیں ٹلتی۔ من مات قد قامت قیامته آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے فرشتے بھی نظر آئیں گے وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے اس قرآن پر وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ اور نہ ان کتابوں پر جو ان سے پہلے آئی ہیں۔ تورات زبور انجیل اور دیگر آسمانی صحیفے ہم کسی کو نہیں مانتے۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں جس وقت یہ ظالم مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے۔ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ الْقَوْلَ لوٹائیں گے ان کے بعض بعض کی طرف بات کو یعنی بعض بعض کی تردید کریں گے۔ مرید پیروں کی شاگرد استادوں کی ووٹ دینے والے ووٹ لینے والوں کی یعنی چھوٹے بڑوں کی بات کی تردید کریں گے یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ اس میں سب کمزور آ گئے مال کے لحاظ سے طاقت عہدوں کے لحاظ سے علم کے لحاظ سے جس لحاظ سے بھی کمزور تھے۔ لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا ان لوگوں سے کہیں گے جو متکبر تھے طاقتور تھے لَوْلَآ اَنْتُمْ اگر تم نہ ہوتے لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ البتہ ہم ایمان لے آتے۔ ہم ایمان دار ہوتے اے غلط کار استادو، پیرو! ہمارے ممبرو! تم نے ہمارا بیڑا غرق کیا۔ تم ہمارے ایمان میں رکاوٹ تھے۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ

کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا ان کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا ہم نے روکا تھا تم کو ہدایت سے بعد اس کے کہ وہ

اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿32﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ

تمہارے پاس آ چکی تھی بلکہ تم خود مجرم ہو۔ اور کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے ان لوگوں کو جنہوں نے تکبر کیا بلکہ

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ

رات کی تدبیر اور دن کی تدبیر جس وقت تم حکم دیتے تھے ہمیں ہم انکار کریں اللہ تعالیٰ کا اور بنائیں ہم اس کے لیے شریک

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

اور مخفی رکھیں گے ندامت کو جب دیکھیں گے عذاب کو اور ڈالیں گے ہم طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا نہیں

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿33﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

بدلہ دیئے جائیں گے مگر اس چیز کا جو کچھ وہ کرتے رہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہا اس

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿34﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا

کے آسودہ حال لوگوں نے بیشک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں۔ اور کہا انہوں نے ہم زیادہ ہیں مال میں

وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿35﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور اولاد میں اور نہیں ہم سزا دیئے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا

ع وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿36﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ

ہے اور تنگ کرتا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور نہیں ہیں تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد ایسی تمہیں قریب کر دیں

تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ

ہمارے ہاں رتبے اور درجے میں مگر وہ شخص جو ایمان لایا اور عمل کیے اچھے، پس یہی لوگ ہیں ان کے لیے بدلہ ہوگا دگنا

الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿37﴾

بوجہ اس کے جو انہوں نے عمل کیا اور وہ بالاخانوں میں امن کے ساتھ رہیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَدَدْنٰكُمْ: ہم نے روکا تمہیں، تَاْمُرُوْنَنَآ: تم حکم کرتے تھے ہمیں، مُتْرَفُوْهَا: اس کے خوشحال لوگ، تُقَرِّبُكُمْ: تمہیں مقرب بنا دے گا، زُلْفٰى: درجہ، مرتبہ، اَلْغُرُفٰتِ: بالاخانے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہنمی لوگوں کے دو گروہوں کے جھگڑے کا ذکر کیا ہے جو دنیا میں کمزور اور طاقتور

تھے۔اب بھی ان آیات میں اُنہی کے جھگڑے کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: جہنمیوں کے آپس کے جھگڑوں کا تذکرہ:

قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا کہیں گے وہ لوگ جو متکبر اور وڈیرے تھے لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا ان کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ کیا ہم نے تم کو روکا تھا عَنِ الۡهُدٰى ہدایت سے بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بعد اس کے کہ وہ ہدایت تمہارے پاس آچکی تھی بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ بلکہ تم خود مجرم ہو۔ ہمارے اوپر بوجھ ڈالتے ہو وَقَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا اور کہیں گے وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا ان کو جو متکبر تھے بَلۡ مَكۡرُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ بلکہ رات دن کے فریب میں تم ہی ہمیں گمراہ کرتے تھے۔ہمیں بلا کر میٹنگیں کرتے تھے اور طرح طرح کے ہمیں سبق پڑھاتے تھے اور آج کہتے ہو کہ ہم نے نہیں روکا اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ اَنۡ نَّكۡفُرَ بِاللّٰهِ جس وقت تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم انکار کریں اللہ تعالیٰ کا۔ وَنَجۡعَلَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ اور بنائیں ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک۔

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اور مخفی رکھیں گے ندامت کو دونوں گروہ چھوٹے بھی اور بڑے بھی کمزور بھی اور طاقتور بھی لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ؕ جس وقت دیکھیں گے عذاب کو۔ وَجَعَلۡنَا الۡاَغۡلٰلَ اور ڈالیں گے ہم طوق فِىۡۤ اَعۡنَاقِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ ان لوگوں کی گردنوں میں جو کافر ہیں۔

هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ نہیں بدلہ دیئے جائیں گے مگر اس چیز کا جو وہ کرتے رہے۔

آسودہ حال لوگ ہمیشہ سے نبیوں کا انکار کرتے آئے ہیں:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِىۡ قَرۡيَةٍ مِّنۡ نَّذِيۡرٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ مگر کہا اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ بیشک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں ہم نہیں مانتے توحید کو رسالت کو قیامت کو کتابوں کو۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اگر آج یہ نہیں مان رہے تو کوئی نئی بات نہیں ہے پہلی امتوں میں بھی منکر ہوتے رہے ہیں۔

وَقَالُوۡا اور کہا انہوں نے نَحۡنُ اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا وَّاَوۡلَادًا ۙ ہم زیادہ ہیں مال میں اور اولاد میں وَّمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ اور نہیں ہم سزا دیئے جائیں گے۔تم ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہمیں کوئی عذاب نہیں ملے گا۔

قُلۡ ، آپ ﷺ ان کو کہہ دیں اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے وَيَقۡدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے نہیں سمجھتے کہ رزق کی تنگی اور فراخی کا تعلق اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ نظام الگ ہے۔ دنیا کے مال کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔

وَمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ اور نہیں ہیں تمہارے مال وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ اور نہ تمہاری اولاد بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى ایسی

ہیں کہ تمہیں قریب کردیں ہمارے ہاں رتبے اور درجے میں۔ محض مال و دولت پر گھمنڈ نہ کرو یہ اچھے لوگوں کو بھی ملتی ہے اور بروں کو بھی ملتی ہے۔ قارون جیسے باغی کو فرعون جیسے سرکش کو ہامان جیسے بے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا۔ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر وہ جو ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا۔ وہ ہمارے ہاں درجے میں قریب ہے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ پس یہی لوگ ہیں ان کے لیے بدلہ ہوگا دگنا۔ بِمَا عَمِلُوْا وجہ اس کے جو انہوں نے عمل کیا ہے وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ اور وہ جنت کے بالاخانوں میں یعنی محلات میں امن کے ساتھ خوش خرم رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿38﴾

اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں ان کو عاجز کرنے کے لیے یہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ

گے۔ کہہ دیں بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿39﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

چاہے اور وہ چیز جو تم خرچ کرتے ہو کوئی بھی چیز پس وہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔ اور جس دن وہ جمع

ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿40﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ

کرے گا سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے آپ کی ذات پاک ہے

اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿41﴾

آپ ہمارے کارساز ہیں ان کے سوا بلکہ تھے یہ عبادت کرتے جنوں کی ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا

پس آج کے دن نہیں مالک ہوگا تم میں سے بعض بعض کے لیے نفع کا نہ ضرر کا اور ہم کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا چکھو

عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿42﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

آگ کا عذاب وہ آگ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں واضح کہتے ہیں نہیں ہیں

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ

یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مگر ایک مرد جو ارادہ کرتے ہیں کہ روک دے تم کو ان چیزوں سے جن کی عبادت کرتے تھے تمہارے باپ دادا

وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ

اور کہا انہوں نے نہیں ہے یہ قرآن مگر جھوٹ گھڑا ہوا اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا حق کو جب حق ان کے پاس آگیا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿43﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ

نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا۔ اور نہیں دیں ہم نے ان کو کتابیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿44﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ

سے پہلے کوئی ڈرانے والا اور جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے اور یہ نہیں پہنچے اس کے دسویں حصے کو جو ہم نے

اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿45﴾ ع ۹

ان کو دیا پس انہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو پھر کیسا تھا میرا انکار کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُخْلِفُهٗ: وہ اس کا عوض دے گا، يَدْرُسُوْنَهَا: وہ انہیں پڑھتے پڑھاتے ہیں، مِعْشَارَ: دسواں حصہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا تھا کہ جو میری آیات کا انکار کرے گا میرے احکامات کا انکار کرے گا اُس کے لیے جہنم کا دردناک عذاب ہوگا اب بھی ان آیات میں انہی لوگوں کا تذکرہ ہے اور یوم حشر کے احوال کا بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: آخرت کے مزید احوال:

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ ان کو عاجز کرنے کے لیے کہ ان قرآن کی آیات کو ہرا دیں گرا دیں اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ یہ لوگ جہنم کے عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وَيَقْدِرُ لَهٗ اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ رزق کا ملنا قبولیت کی دلیل نہیں ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ اور وہ چیز جو تم خرچ کرتے ہو کچھ بھی فَهُوَ يُخْلِفُهٗ پس وہ اس کا عوض دے گا ثواب دے گا۔ بیوی کا خرچہ خاوند کے ذمہ فرض ہے اگر کوئی بیوی کا خرچہ نہیں اٹھاتا تو وہ فرض کا تارک ہوگا اور گناہ گار ہوگا۔

وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا اور جس دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا میدان محشر میں ثُمَّ يَقُوْلُ پھر فرمائے گا لِلْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ کیا یہ تمہاری عبادت کرتے تھے۔

قَالُوۡا فرشتے کہیں گے سُبۡحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے اَنۡتَ وَلِيُّنَا آپ ہمارے آقا ہیں کارساز ہیں مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ ان کے سوا۔ان کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے بَلۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔اَكۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے اے پروردگار! آپ کی ذات پاک ہے آپ کا کوئی شریک نہیں ہے،ہم بالکل بری ہیں۔

فَالۡيَوۡمَ پس آج کے دن لَا يَمۡلِكُ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ نہیں مالک ہوگا تم میں سے بعض بعض کے لیے نَّفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ نفع کا نہ ضرر کا۔اس دن کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکے گا وَنَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا اور ہم کہیں گے ان کو جنھوں نے ظلم کیا۔ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىۡ چکھو تم اس آگ کا عذاب كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ جس کو تم جھٹلاتے تھے دنیا میں۔کہتے تھے نہ کوئی جنت نہ کوئی دوزخ آج تمہیں آگ کے شعلے نظر آرہے ہیں کہ نہیں؟ ان میں تمہیں داخل ہونا ہے۔

کفار کی قرآن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب:

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف قَالُوۡا کہتے ہیں مَا هٰذَاۤ نہیں ہیں یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا رَجُلٌ مگر ایسے شخص يُّرِيۡدُ جو ارادہ کرتے ہیں اَنۡ يَّصُدَّكُمۡ کہ روک دے تمہیں عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُكُمۡ ۚ ان چیزوں سے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔یہ تمہیں تمہارے باپ دادا کے دین سے پھیرنا چاہتا ہے

وَقَالُوۡا اور انھوں نے کہا مَا هٰذَاۤ نہیں یہ قرآن اِلَّاۤ اِفۡكٌ مُّفۡتَرًى ؕ مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔یہ قرآن انہوں نے خود بنالیا ہے وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلۡحَقِّ حق کے بارے میں لَمَّا جَآءَهُمۡ ۙ جب ان کے پاس آگیا قرآن ان کے پاس پہنچ گیا توحید کے مسائل پہنچ گئے انہوں نے سن لیے۔رسالت کے دلائل ان کے پاس پہنچ گئے۔قرآن کے متعلق انھوں نے کہا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ نہیں ہے یہ قرآن مگر کھلا جادو۔

وَمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنۡ كُتُبٍ اور ہم نے نہیں دیں ان کو کتابیں يَّدۡرُسُوۡنَهَا کہ جن کو یہ پڑھتے ہیں۔ان کی طرف ہم نے کتابیں نہیں اتاریں وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهِمۡ قَبۡلَكَ مِنۡ نَّذِيۡرٍ اور نہیں بھیجا ہم نے ان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی ڈرانے والا۔ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بعد اہل عرب کی طرف کوئی پیغمبر نہیں آیا۔عرب کے لوگ سینکڑوں سال توحید پر قائم رہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے بت پرستی میں مبتلا ہوئے۔

وَكَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۙ اور جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔انہوں نے بھی حق کو توحید کو رسالت کو قیامت کو جھٹلایا وَمَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ مَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ عشر کہتے ہیں دسویں حصے کو اور عشیر بھی عربی میں دسویں حصے کو کہتے ہیں۔معشار کا معنی بھی ہے دسواں حصہ۔تینوں ایک ہی معنی میں ہیں۔معنی ہوگا اور نہیں پہنچے یہ دسویں حصے کو جو ہم نے

ان کو دیا۔ پہلے کافروں کو جو مال دولت دی جائیداد دی یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔ پھر کیا ہوا؟ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ
پس انہوں نے جھٹلایا میرے پیغمبروں کو فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ پھر کیسے ہوا میرے دین کا انکار کرنا۔ انکار کا مزہ انہوں نے
چکھا انکار کا وبال کیا ہوا؟ تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ایک بات کی یہ کہ تم کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے دو دو اور
بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿46﴾
ایک ایک پھر تم غور و فکر کرو نہیں ہے تمہارے ساتھی میں کوئی جنون نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والا تمہیں سخت عذاب سے پہلے۔
قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں نہیں سوال کرتا تم سے کوئی معاوضہ پس وہ تمہارے ہی لیے ہے نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے
كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿47﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿48﴾
ذمے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک میرا رب پھینکتا ہے حق کو وہ جاننے والا ہے پوشیدہ باتوں کو
قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ﴿49﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں حق آ گیا ہے اور نہیں ظاہر کرتا باطل کسی شے کو اور نہ لوٹا سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر میں بھکوں گا
فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ
پس پختہ بات ہے میں بھکوں گا اپنے نفس کے لیے اور اگر میں ہدایت پاؤں گا پس اس لیے کہ میرا رب وحی بھیجتا ہے میری
اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿50﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ
طرف بیشک وہ سننے والا ہے قریب ہے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں جس وقت یہ لوگ گھبرائیں گے پس نہیں چھٹکارا ہوگا
وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿51﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ
اور پکڑے جائیں گے قریب کی جگہ سے۔ اور وہ کہیں گے ہم ایمان لائے ہیں اس پر اور کیسے ہوگا ان کے لیے پکڑنا
مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿52﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿53﴾ وَحِیْلَ
دور کی جگہ سے اور تحقیق انکار کیا انہوں نے اس کا اس سے پہلے اور وہ پھینکتے ہیں تیر بن دیکھے دور کی جگہ سے۔ اور رکاوٹ ڈال
بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ
دی جائے گی ان کے درمیان اور اس چیز کے درمیان جو وہ چاہتے تھے جیسا کہ کیا گیا ان جیسے لوگوں کے ساتھ اس سے پہلے

ع ۶ ۱۲

اِنَّهُمْ كَانُوْا فِىْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿54﴾

بیشک تھے وہ تردد انگیز شک میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعِظُكُمْ: میں نصیحت کرتا ہوں تمہیں، تَتَفَكَّرُوْا: تم سوچو، بِصَاحِبِكُمْ: تمہارے ساتھی کو، يَقْذِفُ: وہ کھینچ مارتا ہے حق کو باطل پر غالب کرتا ہے، يُعِيْدُ: وہ لوٹائے گا، اَضِلُّ: میں گمراہ ہوں گا، اِهْتَدَيْتُ: میں راہ راست پر ہوں، فَزِعُوْا: وہ گھبرائیں گے، فَوْتَ: نکل بھاگنا، اَلتَّنَاوُشُ: ہاتھ آنا، يَقْذِفُوْنَ: وہ ہانکتے ہیں، حِيْلَ: حائل کر دیا گیا، بِاَشْيَاعِهِمْ: ان جیسے لوگوں کے ساتھ۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر ہوا کفار عرب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کا مذاق اُڑاتے اور کہتے کہ معاذ اللہ یہ شخص قرآن خود گھڑ لیتا ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر کفار کے لگائے جانے والے الزامات اور تمسخر کا جواب دے رہا ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اللہ کا جواب:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ پختہ بات ہے کہ میں تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں ایک بات کی۔ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ کہ تم کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھتے ہوئے مَثْنٰى دو دو اور ایک ایک۔ یہ فَرْدٌ کی جمع ہے۔ وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ پھر تم غور و فکر کرو مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ نہیں ہے تمہارے ساتھی میں کوئی جنون یہ دیوانے نہیں ہیں۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ فرد واحد کوئی بات یا نتیجہ اخذ نہیں کر پاتا تو ایک ایک آدمی دو دو آدمی مل کر اللہ کے لیے سوچو کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی جنون یا دیوانوں والی بات یا حرکات ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ نہیں ہے وہ مگر ڈرانے والے لَّكُمْ تم کو بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ سخت عذاب سے پہلے کہ عذاب آنے سے پہلے درست ہو جاؤ عذاب آیا تو وہ نہیں ٹلے گا نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ میں تو تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ میں نہیں سوال کرتا تم سے کسی معاوضے کا فَهُوَ لَكُمْ ۭ پس وہ تمہارے لیے ہوگا وہ اپنے پاس رکھنا نہ مانگا ہے نہ مانگوں گا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے۔ وہ خود مجھے دے گا اور میرا انتظام کرے گا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اور وہ ہر ہر چیز پر گواہ ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ بیشک میرا رب پھینکتا ہے حق کو اللہ تعالیٰ حق کے دلائل کو باطل پر پھینکتے ہیں۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کہ میرا رب ڈالتا ہے حق یعنی اوپر سے وحی آتی ہے اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر وحی اتارتا ہے عَلَّامُ الْغُيُوْبِ کا جاننے والا ہے پروردگار۔ غیب دان صرف اللہ

تعالیٰ ہے مخلوق میں کوئی غیب دان نہیں ہے۔ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں بتاتا ہے اور سب سے زیادہ غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی ہیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں جَآءَ الْحَقُّ حق آچکا وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ اور نہیں ظاہر کرتا باطل کسی شے کو۔ باطل اپنی قوت کو ظاہر نہیں کر سکتا، وَمَا يُعِيْدُ اور نہ لوٹا سکتا ہے اپنی قوت کو قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنْ ضَلَلْتُ اگر بالفرض میں بے راہ ہوں تم مجھے گمراہ کہتے ہو فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ پس پختہ بات ہے میں بھٹکوں گا اپنے نفس کے لیے، گمراہی کا وبال میرے نفس پر پڑے گا وَاِنِ اهْتَدَيْتُ اور اگر میں ہدایت یافتہ ہوں اور یقیناً ہدایت یافتہ ہوں فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ پس اس لیے کہ میری طرف وحی کرتا ہے میرا رب۔ مجھے ہدایت وحی کے ذریعے حاصل ہوئی ہے اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ وہ میرا ربّ سننے والا قریب ہے اس سے زیادہ قریب اور کوئی ذات نہیں ہے۔

کفار و مشرکین کی قیامت والے دن حالت زار:

وَلَوْ تَرٰٓى اور اے مخاطب اگر تم دیکھو اِذْ فَزِعُوْا جس وقت ان پر گھبراہٹ طاری ہوگی۔ قیامت والے دن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت کے سامنے کھڑے ہوں گے اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ (مومن) جب دل گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے دبا رہے ہوں گے۔ اتنے پریشان ہوں گے فَلَا فَوْتَ پس نہیں چھٹکارا ہوگا۔ آج تو چور ڈاکو مجرم چھپ جاتے ہیں دوسرے صوبوں اور ملکوں میں چلے جاتے ہیں وہاں کس کے پاس جائیں گے کہاں چھپیں گے وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ اور پکڑے جائیں گے قریب کی جگہ سے۔ میدان محشر بالکل ہموار ہوگا فرشتے فوراً پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے لے آئیں گے۔

کافر قیامت والے دن کہیں گے وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ اور کہیں گے ہم ایمان لائے ہیں اس قرآن پر وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ اور کیسے ہوگا ان کے لیے پکڑنا دور کی جگہ سے۔ سورج ہم سے بہت دور ہے کوئی نادان چھلانگ لگا کر پکڑنا چاہے تو کیا پکڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ ایمان لانے والی جگہ دور چلی گئی ہے اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ اور تحقیق کفر کر چکے ہیں اس کے ساتھ اس سے پہلے دنیا میں کہ ہم اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا اب کوئی فائدہ نہیں ہے وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ اور تیر پھینکتے ہیں بن دیکھے مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ دور کی جگہ سے۔ نشانہ نظر آئے بغیر آدمی اندھا دھند تیر اندازی کرتا رہے اس کا کیا فائدہ ہے۔

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ اور رکاوٹ ڈال دی جائے گی ان کے درمیان وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ اور اس چیز کے درمیان جس کو وہ چاہتے ہیں ایمان نہیں ملے گا كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ جیسا کہ کیا گیا ان جیسے لوگوں کے ساتھ مِّنْ قَبْلُ ۭ جو پہلے گزرے ہیں۔ وہ بھی انکار کرتے رہے اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ بیشک تھے وہ تردد انگیز شک میں۔ قرآن کے بارے میں ایمان کے بارے میں ایسے شک میں تھے جو ان کو قلق اور اضطراب میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ

سورۃ الفاطر مکی سورت ہے۔ فاطر کا لفظ پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے اس کا معنی ہے بغیر نمونے کے کسی شے کو بنانا۔ اس کی پینتالیس (۴۵) آیات ہیں اور پانچ (۵) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا پینتیسواں (۳۵) نمبر ہے۔ اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا تینتالیسواں (۴۳) نمبر ہے یعنی بیالیس (۴۲) سورتیں اس سورۃ الفاطر سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس کا نام ''سورۃ الملائکہ'' بھی تحریر کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو بغیر نمونے کے بنانے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا جو بنانے والا ہے فرشتوں کو پیغام

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

پہنچانے والے پروں والے دو دو اور تین تین اور چار چار، زیادہ کرتا ہے مخلوق میں جو چاہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ

قادر ہے۔ وہ چیز جو کھول دی ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے رحمت سے پس نہیں کوئی روک سکتا اس کو اور وہ چیز جس کو روک

فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ② يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

دے پس نہیں ہے کوئی اس کو چھوڑنے والا اللہ تعالیٰ کے روکنے کے بعد اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اے لوگو! یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ

اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئیں، کیا ہے کوئی خالق اللہ تعالیٰ کے سوا جو تم کو روزی دے آسمان سے اور زمین سے نہیں ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

کوئی معبود مگر وہی پس کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو۔ اور اگر یہ لوگ جھٹلا دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس تحقیق جھٹلائے گئے

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے سب کام۔ اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

پس ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے تم کو دنیا کی زندگی اور ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے تم کو دنیا کی زندگی اور ہرگز نہ دھوکے میں ڈالے

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا

اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے باز۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے پس بناؤ تم اس کو اپنا دشمن پختہ بات ہے کہ وہ دعوت دیتا

حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

ہے اپنے گروہ کو تاکہ ہو جائیں وہ دوزخ والوں میں سے۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے ہوگا سخت عذاب

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ ع ١٣

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کے لیے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَجْنِحَةٍ: بازو، مُمْسِكَ: روکنے والا، مُرْسِلَ: جاری کرنے والا، فَاتَّخِذُوْهُ: تم سمجھتے رہو اسے، حِزْبَهٗ: اپنے گروہ کو۔

ربط:

پہلی سورت کے آخر میں آپ نے پڑھا کہ قیامت کے دن کافر کہیں گے اٰمَنَّا بِهٖ (ہم اس پر ایمان لائے) لیکن اس وقت کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا تو ایمان کی بنیادی چیزیں تین ہیں ایک توحید، ایک رسالت کا مسئلہ اور ایک قیامت کا مسئلہ۔ اس سورت کے ابتداء میں بھی پہلے توحید کا ذکر تھا پھر وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ سے رسالت کا مسئلہ ہے۔ آخر میں پھر قیامت کا مسئلہ ہے۔

یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں ان سے دنیا میں گریز کرتے تھے آخرت میں کہیں گے اٰمَنَّا بِهٖ لیکن وہ ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی نشانیاں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں فَاطِرِ جو بغیر نمونے کے بنانے والا ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ پیغام پہنچانے والا۔ ملائکہ کو ملائکہ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتے ہیں کسی پر رحمت کا کسی پر وحی کا کسی پر لعنت کا۔ رُسُلًا اس کا معنیٰ بھی پیغام پہنچانے والا ہے۔ اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ پروں والے مَّثْنٰى دو دو وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ تخلیق میں یعنی اللہ تعالیٰ

چاہے تو پر زیادہ کر دے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا وہ چیز يَفْتَحِ اللّٰهُ جو کھولتا ہے اللہ تعالیٰ لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت کے دروازے جو اللہ کھولتا ہے فَلَا مُمْسِكَ لَهَا پس نہیں کوئی روک سکتا اس رحمت کو۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ وَمَا يُمْسِكْ اور جس کو روک دے فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی اس کو چھوڑنے والا مِنْۢ بَعْدِهٖ اللہ تعالیٰ کے روکنے کے بعد۔ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دکھ سکھ آتا ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ نہ اس کے غلبے کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے نہ اس کی حکمت کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بعض ترجمہ کرنے والے لفظ نعمت کا ترجمہ مفرد کا کرتے ہیں کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اور بعض حضرات لفظ نعمت کا ترجمہ جمع کا کرتے ہیں کہ اے لوگو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو تم پر ہوئیں۔ گرائمر کے اعتبار سے دونوں معنی صحیح ہیں۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کیا ہے کوئی خالق اللہ تعالیٰ کے سوا يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ جو تم کو رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے۔ آسمان کی طرف سے بارش ہوتی ہے اور سورج کی شعاعیں اور کرنیں پڑتی ہیں فصلوں پر جو کہ زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود مگر وہی یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس تم کدھر الٹے پھرے جاتے ہو۔ کھاؤ تم اللہ واحد کا اور شکر شیطان کا ادا کرو عبادت شیطان کی کرو۔ یہ کیا غلط راستہ تم نے اختیار کیا ہوا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی والے کلمات:

آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ پریشان نہ ہوں وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر یہ لوگ جھٹلا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ آگے آئے گا کہ کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کذاب بھی کہا کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر سے کام لیں فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ پس تحقیق جھٹلائے گئے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے کام۔

یہ دنیا فانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا پس ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے تمہیں دنیا کی زندگی۔ یہ زندگی عارضی اور فانی ہے۔ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بڑا دھوکے باز یعنی شیطان کہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے اور ہر وقت تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے فَاتَّخِذُوْهُ

عَدُوًّا ؕ لہٰذا اسے دشمن ہی سمجھو اِنَّمَا يَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ پختہ بات ہے وہ دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو لِيَكُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِيۡرِ تا کہ ہو جائیں وہ دوزخ والوں میں سے۔ وہ وسوسہ اندازی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے تا کہ اس کی جماعت بڑی بن جائے۔

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وہ لوگ جنہوں نے کفر کو اختیار کیا لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ ان کے لیے عذاب ہوگا سخت۔ جنہوں نے توحید و رسالت کا انکار کیا وہ سخت عذاب میں ہوں گے زنجیروں میں جکڑے ہوئے آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں ہوں گے اور انہیں سانپ اور بچھو ڈسیں گے وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ان کے لیے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔ اعمال کے لیے ایمان شرط ہے۔

اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ

کیا پس وہ شخص مزین کر دیا گیا اس کے لیے اس کا برا عمل پس وہ اس کو دیکھتا ہے اچھا پس بیشک اللہ تعالیٰ بہکاتا ہے جس کو چاہتا

وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے پس نہ ختم ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ان پر افسوس کرتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ

عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ۞ وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا

جانتا ہے جو کچھ بناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس ہم ان کو

فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ

چلاتے ہیں ایسے شہر کی طرف جو بنجر ہے پس ہم زندہ کرتے ہیں اس کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اسی طرح

النُّشُوۡرُ ۞ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ

دوبارہ جی اٹھنا ہے۔ جو شخص چاہتا ہے عزت پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ساری عزت اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات

وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَمۡكُرُوۡنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ

اور اچھے اعمال اٹھالیتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ۔ اور وہ لوگ جو تدبیر کرتے ہیں برائیوں کی ان کے لیے عذاب ہے سخت

وَمَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوۡرُ ۞ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ

اور ان کی تدبیر ہلاک ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے پھر بنایا تمہیں جوڑے اور نہیں اٹھاتی

ثُمَّ جَعَلَكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنۡ

کوئی مادہ اور نہ کوئی جنتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی عمر دیا گیا اور نہ گھٹائی جاتی ہے اس کے

مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ‌ؕ اِنَّ ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ‏ ﴿۱۱﴾

عمر سے مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاَحۡيَيۡنَا: زندہ کیا ہم نے، النُّشُوۡرُ: جی اٹھنا، يَصۡعَدُ: اوپر پہنچتا ہے، يَرۡفَعُهٗ: وہ پہنچاتا ہے اسے، يَبُوۡرُ: وہ ہلاک ہوجائے گا، مُعَمَّرٍ: بڑی عمر والا، لَا يُنۡقَصُ: نہیں کم کی جاتی، عُمُرِهٖۤ: اس کی عمر۔

ربط:

سابقہ آیات میں دو طبقوں کا ذکر فرمایا گیا تھا ایک اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور دوسرے اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اب ان آیات میں بھی ان ہی دونوں طبقوں کا تقابل فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: اہل کفار اور اہل ایمان کا تقابل:

اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ کیا پس وہ شخص کہ مزین کر دیا گیا اس کے لیے اس کا برا عمل۔ مزین کرنے والا کون ہے؟ وہ شیطان ہے زُيِّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ، مزین کیا شیطان نے ان کے اعمال کو۔

فَرَاٰهُ حَسَنًا‌ؕ پس وہ دیکھتا ہے اس کو اچھا۔ ظاہر بات ہے کہ برے کام کو اچھا سمجھنا بڑا جرم ہے۔ اسی لیے شریعت نے بدعت کی بڑی سخت تردید کی ہے۔ کہ بدعتی بھی اپنی بدعت کو اچھا کام نیکی والا کام سمجھ کر کرتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ پس بیشک اللہ تعالیٰ بہکاتا ہے جس کو چاہے وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ۖ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو ظاہری طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بندے کا کوئی قصور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اس طرح کی آیات قرآن کریم میں متعدد ہیں جن سے ظاہری طور پر غلطی کھانے والے غلطی کھاجاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ ہدایت پر مجبور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ (کہف) پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔ جو جس چیز کا طالب ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دے گا۔

فَلَا تَذۡهَبۡ نَفۡسُكَ پس نہ چلی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان عَلَيۡهِمۡ حَسَرٰتٍ‌ؕ ان پر افسوس کرتے ہوئے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ یہ بناتے ہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کارکردگی سے واقف ہے محشر والے دن سب کچھ ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا پھر اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

بارش سے مردہ زمین کی زندگی:

وَاللّٰهُ الَّذِیۡۤ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ جس نے بھیجیں ہوائیں فَتُثِیۡرُ سَحَابًا پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو اور جدھر لے جانے کا حکم ہوتا ہے ادھر لے جاتی ہیں فَسُقۡنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ پس ہم ان کو چلاتے ہیں ایسے شہر کی طرف جو بنجر ہے فَاَحۡیَیۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ پس ہم زندہ کرتے ہیں اس کے ذریعے زمین کو بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اس کے مردہ ہونے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق سمندروں سے بخارات اٹھاتا ہے پھر ہوائیں ان کو اٹھا کر چلتی ہیں اور خشک علاقے کی طرف لے کر جاتی ہیں جہاں بارش برسانا مقصود ہوتا ہے بارش ہوتی ہے جس سے مردہ زمین میں تروتازگی آجاتی ہے۔ پھر وہ بنجر زمین میں پھل اور اناج پیدا کرتا ہے جو انسانوں اور جانوروں کی خوراک بنتا ہے۔ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا ہے۔ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کا دوسرا بگل بجائیں گے قیامت کا بگل بجے گا تو تمام مردے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور میدان محشر میں جمع ہوں گے اور حساب کتاب ہوگا۔

کلمہ طیبہ سے کیا مراد ہے؟

مَنۡ كَانَ یُرِیۡدُ الۡعِزَّةَ جو شخص عزت چاہتا ہے فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِیۡعًا ؕ پس ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّیِّبُ اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ ؕ اور اچھے عمل اٹھالیتا ہے۔

کلمہ طیبہ سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے سبحان اللہ مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ اکبر مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر پاکیزہ کلمہ مراد ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اَفۡضَلُ الۡكَلَامِ سُبۡحَانَ اللّٰهِ۔ افضل ترین کلام سبحان اللہ ہے۔

یہاں ایک بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کلمات طیبات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے تو کلمات طیبات کے بارے میں خود چڑھنا فرمایا اور عمل صالح کے بارے میں فرمایا کہ اس کو اللہ اٹھاتا ہے۔ یہ فرق کیوں؟ محققین نے یہ کہا کہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں ذاتی طور پر صعود ہے۔ اور عمل جو ہے یہ عامل کی صفت ہے اس کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا تو تب اُوپر جائے گا۔ تو جو عمل اخلاص کیساتھ ہوگا اس کو اٹھائے گا۔

وَالَّذِیۡنَ یَمۡكُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ اور وہ لوگ جو بری تدبیریں کرتے ہیں اسلام کو مٹانے کے لیے حق کو مٹانے کے لیے اہل حق کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ ان کے لیے عذاب ہے سخت وَمَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوۡرُ اور ان لوگوں کی تدبیریں ہلاک ہوں گی۔

تخلیق انسانی کا عمل:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے مِّنۡ تُرَابٍ مٹی سے۔ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ

ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران) آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر اس نے فرمایا ہو جا پس وہ ہو گیا۔ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے پیدا فرمایا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسل حقیر انسانی قطرے سے چلائی کہ شہوت کے ساتھ نکلے تو سارا جسم ناپاک ہو جاتا ہے ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ پھر بنایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑا۔ عورتیں بنائیں مرد بنائے وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى اور نہیں پیٹ میں اٹھاتی کوئی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ اور نہ وہ جنتی ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ہے۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی مادہ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اور نہ گھٹائی جاتی ہے کسی کی عمر سے اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو آدمی ساٹھ سال کا ہو جائے یا اس سے اوپر چلا جائے تو وہ معمر ہے۔ اور ساٹھ سال سے کم ہو تو یہ معمر نہیں ہے۔ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ

اور نہیں برابر دو سمندر ایک میٹھا ہے خوش گوار ہے آسانی سے گلے سے اترتا ہے اس کا پینا اور یہ دوسرا نمکین کڑوا ہے اور ہر سمندر

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

سے تم کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو تم زیور جن کو تم پہنتے ہو اور دیکھتے ہیں آپ کشتیوں کو اس سمندر میں پانی چیرتی ہوئی

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

چلتی ہیں تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے

النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

دن کو رات میں اور اس نے کام میں لگایا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک میعاد تک جو مقرر ہے یہ ہے اللہ تعالیٰ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

تمہارا رب اسی کا ملک ہے اور وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نہیں مالک وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اگر تم ان کو پکارو نہیں سنتے تمہاری پکار اور اگر بالفرض سن لیں تو وہ تمہارا کام نہیں کر سکتے اور قیامت والے دن انکار کریں گے

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع ۱۴

تمہارے شرک کا اور کوئی نہیں خبر دے گا تجھے خبر رکھنے والے کی طرح۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْبَحْرٰنِ: دو دریا، سَآئِغٌ: آسان، شَرَابُهٗ: اس کا پینا، تَسْتَخْرِجُوْنَ: تم نکالتے ہو، قِطْمِيْرٍ: کھجور کی گٹھلی کا چھلکا، دُعَآءَكُمْ: تمہارا پکارنا، بِشِرْكِكُمْ: تمہارے شرک کرنے کی، لَا يُنَبِّئُكَ: نہیں بتلائے گا تجھے۔

ربط:

اوپر توحید کا مسئلہ تھا آگے موحد اور مشرک کا فرق بیان کرتے ہیں ایک مثال کے ذریعے دو سمندر ہیں ایک سمندر کا پانی میٹھا ہے حلق سے آسانی کیساتھ نیچے اتر جاتا ہے اور ایک دوسرا سمندر ہے جس کا پانی نمکین اور کھارا ہے۔ تو کیا یہ دونوں سمندر برابر ہیں؟ جیسے یہ برابر نہیں ایسے ہی موحد اور مشرک، مومن اور کافر، سنت پر عمل پیرا اور بدعتی، حق والا اور باطل والا برابر نہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی مزید نشانیاں:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ اور نہیں ہیں برابر دو سمندر هٰذَا عَذْبٌ یہ ایک سمندر میٹھا ہے پانی اس کا فُرَاتٌ خوش گوار ہے سَآئِغٌ شَرَابُهٗ آسانی سے حلق سے اترتا ہے اس کا پانی وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ اور یہ دوسرا سمندر نمکین کڑوا ہے۔

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا اور ہر سمندر سے کھاتے ہو تم تازہ گوشت۔ کھارے سمندر میں بھی مچھلیاں ہیں اور میٹھے سمندر میں بھی مچھلیاں ہیں وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً اور نکالتے ہو تم زیور تَلْبَسُوْنَهَا ۚ جس کو تم پہنتے ہو۔ موتی مونگے نکالتے ہو اور عنبر بھی سمندر سے نکلتا ہے۔ موتی مونگے کے ہار بنا کر عورتیں بھی گلے میں ڈالتی ہیں اور مرد بھی۔

وَتَرَى الْفُلْكَ اور اے مخاطب! آپ دیکھتے ہیں کشتیوں کو فِيْهِ اس سمندر میں مَوَاخِرَ۔ مَاخِرٌ کی جمع ہے بمعنی چیرنے والی۔ جب کشتیاں چلتی ہیں تو پانی کو پھاڑتی چیرتی ہوئی جاتی اور آتی ہیں لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کا فضل۔ اپنے ملک کی چیزیں دوسرے ملکوں میں جا کر فروخت کرو اور وہاں سے سستی خرید کر اپنے ملک میں لے آؤ تاکہ تمہیں نفع حاصل ہو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے لیے یہ ساری سہولتیں پیدا فرمائی ہیں۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمی کے موسم میں دن لمبے ہو جاتے ہیں رات کا حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ دن میں داخل کر دیتا ہے وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں کے موسم میں راتیں لمبی ہو جاتی ہیں دن کے اجزاء اللہ تعالیٰ رات میں داخل کر دیتے ہیں۔ یہ انقلاب تمہیں ہر جگہ نظر آتا ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ اور مسخر کر دیا اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو۔ سورج اور چاند کو بھی کام میں لگا دیا۔

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر میعاد تک۔ قیامت تک سورج بھی چلتا رہے گا چاند بھی چلتا

رہے گا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار تمہارا پالنے والا لَهُ الْمُلْكُ ۚ اسی کا ہے ملک وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور وہ جن کو تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا جنات یا جانور یا شجر یا پتھر ہوں مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ قطمیر کھجور کی گٹھلی پر جو چھلکا ہوتا اُسے کہتے ہیں تو قطمیر بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں فلاں کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ فلاں کے پاس تنکا بھی نہیں ہے۔ تو معنی ہوں گے کہ وہ تنکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ تم ان کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کے پکارتے ہو فریادرس اور دست گیر سمجھ کر پکارتے ہو جو تنکے کے بھی مالک نہیں اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر تم ان کو پکارو دور سے لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے۔

وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ اور اگر بالفرض قریب ہونے کی وجہ سے سن لیں تو وہ تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ قریب سے وہ سن بھی لیں تو وہ کیا کر سکتے ہیں؟ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ اور وہ قیامت والے دن تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ تمہاری اس پکار کا انکار کریں گے۔ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ اور نہیں تجھے کوئی خبر دے گا مثل اس ذات کے جو ہر چیز کی خبر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور خبردار ہے ہی نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝15 اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

اے انسانو! تم محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ ہی غنی ہے۔ قابل تعریف ہے اگر وہ چاہے تم کو لے جائے اور لے

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝16 وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝17 وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ

آئے مخلوق نئی، اور نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ اور اگر

تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ اِنَّمَا

بلائے بوجھ کے نیچے دبا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کی طرف نہیں اٹھائی جائے گی اس سے کوئی چیز اور اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ

تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ

ہو۔ پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈراتے ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قائم کی انہوں نے نماز

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝18

اور جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کر لیا پس پختہ بات ہے وہ تزکیہ حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝19 وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝20 وَلَا الظِّلُّ

لوٹنا ہے۔ اور نہیں ہیں برابر اندھا اور دیکھنے والا اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہیں برابر زندے

وَلَا الۡحَرُوۡرُ ﴿21﴾ وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ

اور مردے بیشک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے اور آپ ﷺ نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں۔ نہیں ہیں

اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿22﴾ اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِيۡرٌ ﴿23﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ

آپ ﷺ مگر ڈرانے والے بیشک ہم نے بھیجا آپ ﷺ کو حق کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔ اور نہیں

بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ؕ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ﴿24﴾ وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ

کوئی امت مگر یہ کہ ہوا ہے اس میں ڈرانے والا۔ اور اگر یہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں پس تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے

فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡكِتٰبِ

پہلے تھے آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر اور صحیفے لے کر اور روشن کتاب لے کر۔ پھر پکڑا ہم نے

الۡمُنِيۡرِ ﴿25﴾ ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿26﴾ ع ۲ ۱۳ ۱۵

ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا پھر کس طرح تھا میرا انکار کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُثۡقَلَةٌ: بوجھ لدا ہوا، **حِمۡلِهَا**: اپنا بوجھ، **لَا يُحۡمَلۡ**: نہیں ہٹایا جائے گا، **يَتَزَكّٰى**: وہ پاک ہوتا ہے، **اَلۡحَرُوۡرُ**: دھوپ، **يُسۡمِعُ**: سناتا ہے، **بِمُسۡمِعٍ**: سنانے والا، **اَخَذۡتُ**: میں نے پکڑا۔

ربط:

اوپر آپ نے پڑھا کہ مشرکین اللہ کے سواء اوروں کو پکارتے ہیں اس لئے پکارتے ہیں تاکہ ان کا کام کر دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اوّل تو یہ جھوٹے معبودان باطلہ سنتے نہیں اگر سن لیں تو تمہارے لیے کچھ کر نہیں سکتے۔ فرمایا سن لو تم سب محتاج ہو، پیغمبر بھی محتاج ہیں، پیر بھی محتاج ہیں، امام بھی محتاج ہیں، فرشتے بھی محتاج ہیں جنات بھی محتاج ہیں اور جانور، شجر اور حجر (یعنی پتھر) تو کسی شمار میں ہی نہیں آتے ہیں۔

تفسیری نکات: سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے انسانو! اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں **اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ** تم محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ جنات اور دیگر مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں مگر چونکہ حکمرانی اس نے انسانوں کے سپرد کی ہے باقی تابع ہیں تو بالتبع سب کو خطاب ہے۔ تمام محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے **وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ** اور اللہ تعالیٰ ہی غنی ہے **الۡحَمِيۡدُ** قابل تعریف ہے۔ تعریفوں والا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے تمہیں ایک لمحے میں ہلاک کر دے وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ اور لے آئے نئی مخلوق وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں ہے۔ اگر تم نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر کے اور مخلوق لے آئے گا تم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بھاگ نہیں سکتے۔

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔

ہر ایک کو اپنے کیے کا پھل ملے گا۔ اگر تمہارے آباؤ اجداد نیک ہیں تو ان کی نیکی ان کے لیے ہے۔ اگر تم بد ہو تو تمہاری بدی تمہاری گردن پر وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اور اگر بلائے قیامت والے دن بوجھ کے نیچے دبا ہوا اِلٰى حِمْلِهَا اپنا بوجھ اٹھانے کی طرف کسی کو کہ مجھ پر بوجھ زیادہ ہے تھوڑا سا تم اٹھا لو لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ نہیں اٹھائی جائے گی اس سے کوئی چیز۔ اس کے گناہوں کے بوجھ سے کوئی شے نہیں اٹھائی جائے گی وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ط اور اگر چہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو کوئی اس کے قریب نہیں جائے گا۔

ایمان بالغیب ہی معتبر ہے:

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈراتے ہیں ان لوگوں کو يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی نے دیکھا نہیں ہے مگر مومن مانتے ہیں وہ ایک ذات قادر مطلق اور واجب الوجود ہے۔ اسی نے کائنات کو پیدا کیا ہے وہ مالک ہے اور وہی یہ سارا نظام چلا رہا ہے۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط اور قائم کی انہوں نے نماز۔ اور جو نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

وَمَنْ تَزَكّٰى اور جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیہ کا معنی ہے دل کی صفائی۔ جس نے اپنے دل کو سنوار لیا صاف کر لیا کفر و شرک سے بغض و حسد سے تکبر سے حب دنیا سے فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ط پس پختہ بات ہے وہ تزکیہ حاصل کرے گا اپنے نفس کے لیے۔ اس کے دل کی صفائی اس کی جان کے لیے ہے وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا کر کے آئے ہو؟ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا۔ کافر مشرک اور بدعتی اندھا ہے۔ مومن موحد اور اہل سنت آنکھوں والا ہے یہ برابر نہیں ہیں۔ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ اور نہ اندھیرے اور روشنی برابر ہیں۔ کفر اور ایمان کیسے برابر ہو سکتا ہے؟ توحید اور شرک کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ حق اور باطل سنت اور بدعت کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ اور نہ سایہ اور دھوپ برابر ہیں۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط اور نہیں برابر زندے اور مردے۔

ہر قوم میں نبی آئے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ بیشک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے۔ زندوں کو سنائے مردوں کو سنائے اس کا کام ہے وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں۔ مردوں کو سنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِيۡرٌ نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مگر ڈرانے والے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ؕ بیشک ہم نے بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر خوش خبری سنانے والا نیکوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی اور ڈرانے والا بروں کو، نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اور نہیں گزری کوئی امت اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ مگر اس میں ڈرانے والا گزر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے پہلے مختلف علاقوں اور قوموں کی طرف اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد اب قیامت تک کوئی سچا نبی دنیا کے کسی خطے میں پیدا نہیں ہو سکتا۔

وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ اور اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ تو تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے بھی جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس رسول واضح دلائل کے ساتھ معجزات لے کر آئے وَبِالزُّبُرِ زبور کی جمع ہے یہاں مراد صحیفے ہیں جو مختلف پیغمبروں پر نازل ہوئے اور صحیفے لے کر آئے وَبِالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ اور ایسی کتاب لے کر آئے جو روشنی پہنچانے والی تھی مگر انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا پھر پکڑا ہم نے ان لوگوں کو جو کافر تھے فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ پھر کس طرح تھا میرا انکار کرنا اور کیسی سخت تھی میری سزا۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا ؕ

کیا آپ نے نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ اتارتا ہے آسمان کی طرف سے پانی پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے پھل پیدا کیے

وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّحُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَغَرَابِيۡبُ

کہ جن کے مختلف ہیں رنگ ان کے، اور پہاڑوں میں سے ٹکڑے ہیں سفید اور سرخ مختلف ہیں رنگ ان کے اور کئی کوے کی

سُوۡدٌ ﴿27﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالۡاَنۡعَامِ مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ

طرح سیاہ بھی ہیں۔ اور لوگوں میں سے بعض اور چوپایوں میں سے اور مویشیوں سے کہ مختلف ہیں رنگ ان کے۔ اسی طرح

اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿28﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

پختہ بات ہے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علماء بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے بخشنے والا ہے۔ بیشک وہ لوگ

يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

جو تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اور قائم رکھتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿29﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ

ہے پوشیدہ اور ظاہر امید رکھتے ہیں تجارت کی جو کبھی تباہ نہیں ہوگی تاکہ پورا پورا دے ان کو ان کا رب ان کے اجر اور تاکہ

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿30﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ

زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے بیشک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔ اور وہ چیز جو ہم نے وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب سے

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿31﴾

وہ حق ہے تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے کتابیں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْوَانُهَا: ان کے رنگ، جُدَدٌ: راستے، بِيْضٌ: سفید، حُمْرٌ: سرخ، غَرَابِيْبُ: گہرے سیاہ، سُوْدٌ: سیاہ، لَنْ تَبُوْرَ: کبھی نقصان میں نہ جائے گی۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم سب کے سب میرے محتاج ہو اس لیے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ انہی چیزوں کی تفصیل بیان فرماتے ہیں جیسے بارش کا نازل ہونا۔ اس بارش کے پانی سے طرح طرح کے پھلوں کا بننا اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی صناعی اور خلاقی کی مزید امثلہ بیان کرتا چلے گئے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کی نشانیاں قدم قدم پر ظاہر ہیں:

اَلَمْ تَرَ اے انسان! کیا تو دیکھتا نہیں ہے اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ بیشک اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان کی طرف سے پانی۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ ثمرۃ کی جمع ہے اس کا معنی پھل ہے۔ پس نکالے ہم نے اس پانی کے ذریعے ایسے پھل مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ الوان جمع ہے لون کی۔ لون کا معنی ہے رنگ۔ معنی ہوگا مختلف ہیں رنگ ان پھلوں کے۔ کوئی سرخ کوئی سفید کوئی سیاہ کوئی گرم کوئی سرد۔ رنگ بھی جدا جدا، اثرات بھی جدا جدا، شکلیں بھی جدا جدا۔ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ جدد جد کی جمع ہے اس کا معنی ہے ٹکڑا۔ اور بیض بیضاء کی جمع ہے اس کا معنی ہے سفید۔ وَّحُمْرٌ حمراء کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے سرخ۔ تو معنی ہوگا پہاڑوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں کچھ ٹکڑے سفید ہیں کچھ سرخ ہیں

مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا ان کے رنگ مختلف ہیں۔ بعض اعلیٰ درجے کے سفید ہیں بعض ادنیٰ درجے کے سفید ہیں۔ اسی طرح سرخ بھی کہ بعض بہت سرخ ہیں اور بعض تھوڑے سُرخ ہیں۔ تو یہ سرخ وسفید پہاڑ کس نے پیدا کیے ہیں؟ وَغَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ غرابیب غراب کی جمع ہے۔ غراب کوے کو کہتے ہیں اور کوا سیاہ ہوتا ہے۔

تو بعض پہاڑ ایسے ہیں جو کوے کی طرح سیاہ ہیں یعنی اعلیٰ درجے کے سیاہ ہیں وَمِنَ النَّاسِ اور انسانوں میں سے بھی وَالدَّوَآبِّ دَوَآبّ دَآبَّةٌ کی جمع ہے چوپائے۔ اس میں کتا بلی گدھا گھوڑا سب آ گئے۔ اور دابہ کا معنی چلنے والا بھی ہے۔ تو پھر اس میں کیڑے مکوڑے بھی آ گئے وَالۡاَنۡعَامِ یہ نعم کی جمع ہے۔ اس کا معنی مویشی یعنی وہ جانور جو لوگ گھروں میں رکھتے ہیں۔ اس میں اونٹ گائے بیل بھینس بھینسا، بکرا، بکری بھیڑ وغیرہ آ گئے۔ مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ مختلف ہیں رنگ ان کے۔ کالے گورے سفید، سرخ جس طرح انسانوں میں ہیں اسی طرح جانوروں میں بھی رنگ ہیں۔

علم والے اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں:

كَذٰلِكَ ؕ اسی طرح کوئی سفید ہے کوئی سیاہ ہے کوئی سرخ ہے۔ اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ پختہ بات ہے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں جو اس کو جانتے ہیں۔ علم والے ہیں اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے بخشنے والا ہے۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَتۡلُوۡنَ كِتٰبَ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جو تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم رکھتے ہیں نماز۔ ان کی نماز فوت نہیں ہوتی چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں بیمار ہوں یا تندرست خوشی ہو یا غمی نماز پابندی سے پڑھتے ہیں وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً پوشیدہ اور ظاہر۔ مخفی طور پر بھی خرچ کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے دیتے ہیں بائیں کو علم نہیں ہوتا اور مقام اگر علانیہ دینے کا ہو تو علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ يَّرۡجُوۡنَ تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ وہ اس طرح کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملے گا اور فی سبیل اللہ کی مد میں جو خرچ کریں گے تو ایک کا سات سو گنا ملے گا۔ یہ ایسی تجارت ہے کہ خسارے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت:

لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا دے ان کا اجر وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اور زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے۔ دیکھو! چاہیے تو یہ تھا ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے ایک نیکی ملتی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے نو مزید دیتا ہے۔ اگر فی سبیل اللہ کی مد میں نیکی کرے تو ایک نیکی تو اس نے اپنی طرف سے کی چھ سو ننانوے اپنے پاس سے دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ بیشک وہ بخشنے والا قدردان ہے وَالَّذِيۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اور وہ جو ہم نے وحی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مِنَ الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَقُّ وہ حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ تصدیق کرنے والی ہے پہلی

کتابوں کی۔ تورات انجیل زبور کی، اور دوسرے صحیفوں کی۔ اس کو پڑھو سمجھو اور اس پر عمل کرو، اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کیا اپنے بندوں میں سے پس ان میں سے بعض ظلم کرنے والے

لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ

ہیں اپنی جان پر اور بعض ان میں سے میانہ روی کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے سبقت کرنے والے ہیں بھلائیوں

اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿32﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ

میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ یہی ہے بہت بڑا فضل۔ رہنے کے باغات ہیں داخل ہوں گے ان باغات میں پہنائے جائیں

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿33﴾ وَقَالُوا

گے ان کو ان باغات میں کنگن سونے کے اور ہار موتیوں کے اور ان کا لباس ان باغات میں ریشم کا ہوگا۔ اور وہ کہیں گے تمام

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿34﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا

تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں وہ جس نے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارا رب البتہ بخشنے والا ہے قدردان ہے۔ وہ ذات جس نے

دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿35﴾

اتارا ہمیں ٹھہرنے کی جگہ میں اپنے فضل سے نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی مشقت اور نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہیں فیصلہ کیا جائے گا ان کے بارے میں کہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿36﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ

جائے گا ان سے اس کے عذاب سے اسی طرح ہم بدلہ دیں گے ہر کافر کو۔ اور وہ چیخیں ماریں گے اس میں اے ہمارے رب

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ

نکال ہمیں یہاں سے کہ ہم عمل کریں اچھے ان کے علاوہ جو ہم عمل کرتے تھے۔ کیا ہم نے عمر نہیں دی تھی تم کو اتنی جس میں

ع مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿37﴾

نصیحت پکڑتے جو نصیحت پکڑنا چاہے اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا پس چکھو تم پس نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِصْطَفَيْنَا: ہم نے پسند کرلیا، سَابِقٌ: آگے بڑھنے والے، اَذْهَبَ: (جس نے) دور کر دیا، اَلْحَزَنَ: غم، اَحَلَّنَا: ہمیں اتارا، اَلْمُقَامَةِ: رہنے کی جگہ، لَا يَمَسُّنَا: نہیں پہنچے گی ہمیں، لُغُوْبٌ: خستگی، فَيَمُوْتُوْا: (کہ) وہ مرجائیں، يَصْطَرِخُوْنَ: وہ چلائیں گے، لَمْ نُعَمِّرْكُمْ: ہم نے عمر نہیں دی تمہیں، تَذَكَّرَ: (جو) سمجھتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے سے وہی ڈرتے ہیں جو اہل علم ہیں اب ان آیات میں اُن اہل علم کا تذکرہ مزید وضاحت اور تفصیل کے ساتھ فرمایا جارہا ہے کہ اہل علم وہ ہیں جن کو میں نے اپنی کتاب یعنی قرآن حکیم عطا فرمایا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی کتاب کے وارث اور منتخب شدہ کون ہیں:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا یعنی قرآن کریم کا الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا ان لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کیا مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے۔ یہ امت تمام امتوں میں سے بہترین امت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران) تم سب سے بہتر امت ہو ظاہر کیے گئے ہو لوگوں کی اصلاح کے لیے۔

پھر ان کی تین قسمیں ہیں (اوّل) فَمِنْهُمْ ایک تو ان میں سے وہ ہیں ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ جو اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ نہ اس کتاب کو پڑھا نہ سمجھا نہ عمل کیا نہ اس کے مطابق عقیدہ بنایا۔ یہ پرلے درجے کے ظالم ہیں اور اکثریت ان ظالموں کی ہے۔ (دوم) وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ اور دوسرا گروہ ان میں سے وہ ہے جو درمیانی چال چلنے والا ہے۔ قرآن کریم کبھی پڑھ لیا کبھی نہ پڑھا کچھ چیزوں پر عمل کرلیا کچھ کو چھوڑ دیا۔ (سوم) وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ اور تیسرا گروہ ان میں سے وہ ہے جو سبقت کرنے والے ہیں بھلائیوں میں۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔ قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں۔ اس کے مطابق عقیدہ اور عمل بھی ہے اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہیں بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ ذاتی کوئی کمال نہیں ہے۔

اھل جنت کا تذکرہ:

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یہ جو اللہ تعالیٰ نے کتاب کی وراثت تمہیں دی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ دنیا کے باغ کبھی پھل لاتے ہیں اور کبھی پھل نہیں لاتے۔ يَّدْخُلُوْنَهَا داخل ہوں گے ان باغات میں يُحَلَّوْنَ فِيْهَا پہنائے جائیں گے ان میں مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ۔ وہاں ان کو سونے کے

کنگن پہنائے جائیں گے۔ وَّلُؤْلُؤًا ۚ اور ہار موتیوں کے۔ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ اور ان کا لباس جنت میں ریشمی ہوگا۔

وَقَالُوا اور جنتی کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے دور کر دیئے ہم سے سارے غم۔

دنیا میں قدم قدم پر پریشانیاں ہیں وہاں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ بے شک ہمارا رب البتہ بخشنے والا ہے قدر دان ہے۔ جس نے ہمارے برائے نام اعمال کی قدر کی ہے اور ہمیں بخش دیا اور جنت میں پہنچا دیا ہے الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ وہ ذات جس نے ہمیں اتارا ہے ٹھہرنے کی جگہ میں مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے۔ ہمارے عمل تو صرف برائے نام ہیں جنت کا داخلہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ نہیں پہنچتی اس جنت میں ہمیں کوئی مشقت۔ کام کرتے ہوئے آدمی کو جو مشقت ہوتی ہے عربی میں اس کو نَصَبٌ کہتے ہیں۔ وہاں تو کوئی کام ہی نہیں ہوگا مشقت کہاں سے ہوگی؟ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ اور نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی تھکاوٹ۔ کام کرتے کرتے آدمی تھک جاتا ہے اس کو عربی میں لغوب کہتے ہیں۔ وہاں کوئی کام نہیں ہوگا تھکاوٹ کیسی؟

جہنمیوں کا احوال:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ ان کے لیے دوزخ کی آگ ہوگی لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا نہیں فیصلہ کیا جائے گا ان کے بارے میں کہ وہ مر جائیں۔ کیونکہ اگر ان کو مار دیا جائے تو سزا کون بھگتے گا؟

وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب۔ ہلکا تو درکنار روز بہ روز عذاب میں اضافہ ہوگا بڑھتا جائے گا اور مومنوں کی لذتیں بڑھتی جائیں گی جب کہ جہنم والوں کا عذاب بڑھتا جائے گا۔ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ اسی طرح ہم بدلہ دیں گے ہر کافر کو وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ اور وہ چیخیں ماریں گے دوزخ میں۔ جیسے کوئی حادثہ پیش آجائے تو بندے کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ چیخیں ماریں گے روئیں گے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال نَعْمَلْ صَالِحًا کہ ہم اچھے عمل کریں غَيْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ ان کے علاوہ جو عمل ہم کرتے تھے۔ اب وہ عمل نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کیا ہم نے عمر نہیں دی تھی تم کو مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ جس میں نصیحت پکڑتے مَنْ تَذَكَّرَ جو نصیحت پکڑنا چاہتا ہے۔ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں نَذِيْرٌ یعنی ڈرانے والے سے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک قول کے مطابق نَذِيْرٌ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرے قول کے مطابق اس سے قرآن پاک مراد ہے۔ تیسرے قول کے مطابق اس سے عقل مراد ہے۔ چوتھے قول کے مطابق بالوں کا

سفید ہونا کہ جس وقت داڑھی اور سر کے بال سفید ہونا شروع ہو جائیں اور پانچویں قول کے مطابق جب کوئی دادا بن جائے۔ تو انسان کو اپنی حالت میں تبدیلی لانی چاہیے۔

فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ پس نہیں ہے ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔ یہیں چیختے چلاتے رہو۔ یہاں سے نکلنا بالکل محال ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ

بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی بیشک وہ جانتا ہے دلوں کے راز۔ وہ وہی ذات ہے

جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

جس نے بنایا تم کو خلیفے زمین میں پس جس نے کفر اختیار کیا پس اسی پر اس کے کفر کا وبال پڑے گا اور نہیں زیادہ کرتا کافروں

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾

کے لیے ان کا کفر ان کے رب کے ہاں مگر ناراضگی اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفر مگر نقصان۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مجھے بتلاؤ تمہارے وہ شریک جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے دکھلاؤ کیا

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ

انہوں نے پیدا کیا ہے زمین میں، کیا ان کے لیے شراکت ہے آسمانوں میں یا ہم نے ان کو دی ہے کتاب پس وہ کھلی دلیل

مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

پر ہیں اس سے، بلکہ نہیں وعدہ کرتے ظالم بعض بعض سے مگر دھوکے کا۔ بیشک اللہ تعالیٰ روکتا ہے آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

اور زمین کو کہ وہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے اور اگر وہ ٹل جائیں نہیں ان کو روک سکتا کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے ٹالنے کے بعد

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾

بیشک وہ تحمل کرنے والا ہے بخشنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْ يَّعِدُ: نہیں وعدہ کرتے، اَنْ تَزُوْلَا: یہ کہ وہ دونوں موجودہ حالت چھوڑ دیں، زَالَتَا: وہ دونوں زائل ہو جائیں، اَمْسَكَهُمَا: ان دونوں کو تھامے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے دوطبقات کا ذکر فرمایا کہ اُن میں سے ایک مومنوں کا طبقہ ہے اُن کے انعامات کا بتایا اور دوسرا کافروں کا طبقہ ہے اور روزِ محشر فیصلہ ہوجانے کے بعد اُن کی جہنم کی سزاؤں کا بتایا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان دونوں طبقات یا گروہوں کے عملوں کو بھی بخوبی جانتے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ آسمانوں اور زمینوں کی سب باتوں کو جانتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيۡبِ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے چھپی ہوئی باتوں کو السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ بیشک وہ خوب جانتا ہے دلوں کے راز۔ هُوَ الَّذِىۡ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَكُمۡ خَلٰٓئِفَ فِى الۡاَرۡضِ ؕ جس نے بنایا تم کو خلیفہ زمین میں۔ زمین میں خلیفہ بننے کا ایک مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا کہ تم دنیا میں رہ کر میرے احکام نافذ کرو اور تم یکے بعد دیگرے ان کے خلیفہ ہو اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لیے، تو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد مکلف ہے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کی۔ اور خلائف کا یہ معنی بھی ہے کہ تمہارا دادا تھا وہ فوت ہوا تمہارا والد ان کا خلیفہ ہوگا۔ وہ فوت ہوگا تم اس کے خلیفہ ہوگے۔ اور تم فوت ہوگے تمہاری اولاد تمہاری خلیفہ ہوگی۔

فَمَنۡ كَفَرَ پس جس نے کفر اختیار کیا فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ ؕ پس اسی پر پڑے گا اس کے کفر کا وبال۔ یہ کفر کا وبال وہی بھگتے گا اللہ تعالیٰ کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے؟ وَلَا يَزِيۡدُ الۡكٰفِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفر عِنۡدَ رَبِّهِمۡ اِلَّا مَقۡتًا ۚ ان کے رب کے ہاں مگر ناراضگی۔ وَلَا يَزِيۡدُ الۡكٰفِرِيۡنَ كُفۡرُهُمۡ اِلَّا خَسَارًا اور نہیں زیادہ کرتا کافروں کے لیے ان کا کفر مگر نقصان۔ کفر نرا خسارے کا سودا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جھوٹے معبودان باطلہ نے کیا تخلیق کیا؟

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اَرَءَيۡتُمۡ تم مجھے خبر دو بتلاؤ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ تمہارے وہ شریک جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے۔

اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ مجھے دکھلاؤ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین سے۔ پہاڑ پیدا کیا ہے کوئی دریا پیدا کیا ہے کوئی ٹیلا کوئی درخت پیدا کیا ہے کیا چیز بنائی ہے؟ اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۚ یا ان کی شراکت ہے آسمانوں میں۔ پہلا آسمان بنایا ہے دوسرا آسمان بنایا ہے، ستارے، چاند، سورج بنائے ہیں۔

اَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ كِتٰبًا یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے فَهُمۡ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنۡهُ ۚ پس وہ کھلی دلیل پر ہیں کہ غیروں کو پکارو کہ وہ حاجت روا ہیں مشکل کشا ہیں فریادرس اور دست گیر ہیں کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو نکال کر دکھاؤ۔

اگر عقلی دلیل سے نہیں سمجھا سکتے تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کر دو۔ بَلْ کوئی شے نہیں ہے۔ نہ اُن کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے نہ کوئی عقلی دلیل ہے اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا نہیں وہ وعدہ کرتے ظالم لوگ بعض بعض کے ساتھ اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے کا جھوٹ کا فریب کا۔

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھاما ہوا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بیشک اللہ تعالیٰ روکتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اَنْ تَزُوْلَا ۚ کہ وہ ٹل جائیں اپنی جگہ سے۔ زمین اور آسمانوں کو اللہ تعالیٰ نے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ وَلَئِنْ زَالَتَآ اور اگر وہ ٹل جائیں اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ نہیں ان کو روک سکتا کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے ٹالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ان کو روکا ہوا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا بے شک اللہ تعالیٰ تحمل کرنے والا ہے فوراً سزا نہیں دیتا بخشنے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے چاہے کتنا گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ

اور ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ کے نام کی مضبوط اپنی قسمیں، البتہ اگر آئے ان کے پاس ڈرانے والا البتہ ضرور ہوں

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا

گے زیادہ ہدایت یافتہ کسی بھی دوسری امت سے۔ پس جب آیا ان کے پاس ڈرانے والا نہ زیادہ کیا اسنے ان کے لیے مگر

نُفُوْرَا ﴿42﴾ اسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ ؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ

نفرت کو۔ تکبر کرتے ہوئے زمین میں اور بری تدبیریں کیں اور نہیں گھیرتی بری تدبیر مگر کرنے والے کو پس وہ نہیں انتظار

اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ

کرتے مگر پہلے لوگوں کے طریقے کا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی۔ اور ہرگز نہیں

تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿43﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پائیں گے اللہ تعالیٰ کے دستور میں پھرنا۔ کیا وہ نہیں چلے زمین میں پس وہ دیکھ لیں کس طرح تھا انجام ان لوگوں

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی

کا جو ان سے پہلے ہوئے ہیں اور وہ تھے زیادہ سخت ان سے طاقت میں اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ اس کو عاجز کر دے کوئی چیز

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا

آسمانوں میں اور نہ زمین میں بیشک ہے وہ جاننے والا قدرت والا۔ اور اگر پکڑے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی کمائی کی

كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ

وجہ سے تو نہ چھوڑے زمین کی سطح پر کوئی چلنے پھرنے والا جان دار اور لیکن وہ ان کو مہلت دیتا ہے ایک میعاد مقرر تک

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ ع ٨/١٧

پس جس وقت آجائے گی ان کی معیاد پس بیشک ہے اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَيَكُوْنُنَّ: تو وہ ضرور ہوں گے، اِسْتِكْبَارًا: تکبر کرتے ہوئے، لَا يَحِيْقُ: نہیں گھیرتا، اَلسَّيِّئُ: بری، لِيُعْجِزَهٗ: کہ اسے عاجز کردے، ظَهْرِهَا: اس کی پیٹھ پر۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمین اور اُس میں رہنے والی مخلوقات کی تمام ظاہر و پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اب اسی سلسلے میں عرب میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگ یہود، نصاریٰ، مشرکین عرب اور مجوسی تمام مذاہب کے لوگ سب ہی جانتے تھے۔ کہ ایک پیغمبر نے تشریف لانا ہے۔ مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان سب مذاہب والوں نے اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر کفار و مشرکین کا رویہ:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اور ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کے نام کی۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم اٹھائی جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اپنی مضبوط قسمیں لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ البتہ اگر آیا ان کے پاس ڈرانے والا کوئی لَيَكُوْنُنَّ البتہ ضرور ہوں گے اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ زیادہ ہدایت یافتہ کسی بھی دوسری امت سے۔ ان امتوں سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دعویٰ تو یہ کرتے تھے مگر فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ پس جس وقت آیا ان کے پاس ڈرانے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا نہ زیادہ کیا اس نے ان کے لیے مگر نفرت کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے ان کی نفرت بڑھی۔ نفرت کی وجہ کیا تھی؟

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ تکبر کرتے ہوئے زمین میں کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے تمہارے پاس کیا ہے کہ نبی بن گئے؟ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ اور بری تدبیریں کیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ آدمی مقرر کیے، رات مقرر کی، وقت مقرر کیا۔ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ اور نہیں گھیرتی بری تدبیریں مگر کرنے والوں کو۔ فَهَلْ

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ پس یہ نہیں انتظار کرتے مگر پہلے لوگوں کا طریقہ۔ پہلے لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ پیغمبروں کی تکذیب کرتے اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا اوران کونیست ونابود کردیا جاتا تھا۔تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ پس ہرگز نہیں پائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے طریقے میں کوئی تبدیلی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا اور ہرگز نہیں پائیں گے اللہ تعالیٰ کے طریقے اور دستور میں ٹل جانا اور پھرنا۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا یہ چلے پھرے نہیں زمین میں سیر نہیں کی فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ پس وہ دیکھ لیں کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہوئے ہیں وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وہ پہلے لوگ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ کہ اس کو عاجز کردے کوئی شے فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اللہ تعالیٰ کو کائنات میں کوئی شے عاجز نہیں کرسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں نہ کوئی روک سکتا ہے نہ کوئی ٹوک سکتا ہے اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا بے شک وہ جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے۔سب چیزوں کو جانتا بھی ہے اور سب چیزوں پر حاوی بھی ہے۔وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ اور اگر اللہ تعالیٰ مواخذہ کرے لوگوں کا بِمَا كَسَبُوْا ان کی کمائی کی وجہ سے۔جو کفر،شرک بدعات اور نافرمانی جن وانس کرتے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو پکڑے مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ تو نہ چھوڑے زمین کی سطح پر کوئی چلنے پھرنے والی جان دار چیز۔

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مہلت دیتا ہے۔ایک میعاد مقرر تک شخصی میعاد تو ہر آدمی کے لیے اُس کی موت کا وقت ہے اور مجموعی طور پر میعاد قیامت ہے۔فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ پس جس وقت آجائے گی ان کی اجل ان کی میعاد فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا پس بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔کون اچھا ہے کون برا ہے۔کافر کون ہے مومن کون ہے۔اللہ سے کوئی شے اور کسی کا عمل چھپا ہوا نہیں ہے۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ

سورۂ یٰسین مکی سورت ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورۂ یٰسین ''قلب القرآن'' یعنی قرآن کا دل ہے۔ اس کی تراسی (۸۳) آیات ہیں اور پانچ (۵) رکوع ہیں ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چھتیس (۳۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اکتالیسواں (۴۱) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل چالیس سورتوں کا نزول ہو چکا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

يٰسٓ ﴿1﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿2﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿3﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿4﴾

یٰسٓ قسم ہے قرآن کی جو حکمت والا ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر ہیں۔

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿5﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ

(یہ قرآن) اتارا ہوا ہے غالب کی طرف سے جو مہربان ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے

اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿6﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿7﴾ اِنَّا

آباؤ اجداد پس وہ غافل ہیں۔ البتہ تحقیق ثابت ہو چکی ہے یہ بات ان کی اکثریت پر پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بیشک ہم

جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿8﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ

نے ڈالے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں پس وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے کر دیا ان کے آگے

اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿9﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَ

پردہ اور ان کے پیچھے پردہ پس ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے اوپر سے پس وہ نہیں دیکھتے اور برابر ہے ان پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿10﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ

ڈرائیں ان کو یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرائیں اس کو جو پیروی کرتا ہے نصیحت کی

وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿11﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ

اور ڈرتا ہے رحمٰن سے بن دیکھے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خوش خبری دے دیں بخشش کی اور عمدہ اجر کی۔ بیشک ہم زندہ کریں گے

الۡمَوۡتٰی وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ ۚ وَكُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۲﴾

مردوں کو اور ہم لکھتے ہیں وہ جو آگے بھیجا ہے انہوں نے اور جو پیچھے چھوڑ آئے اور ہم نے ہر چیز شمار کر رکھی ہے کھلے دفتر میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یٰسٓ: حروف مقطعات، اَغۡلٰلًا: طوق، مُّقۡمَحُوۡنَ: سر اوپر اٹھے ہوئے، فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ: پس ہم نے انہیں ڈھانپ دیا ہے، قَدَّمُوۡا: انہوں نے آگے بھیجا، اَحۡصَیۡنٰهُ: ہم نے محفوظ کر لیا اسے۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات فی نسق الآیات، تفسیر بیان القرآن اور تفسیر بلغۃ القرآن وغیرہ میں تحریر ہے کہ سورۃ الفاطر کے آخر میں تھا کہ کافروں نے قسم اٹھائی وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَكُوۡنُنَّ اَهۡدٰی مِنۡ اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا زَادَهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا

اور ان لوگوں نے قسمیں اٹھائیں اللہ کے نام کی مضبوط اپنی قسمیں البتہ اگر آئے ان کے پاس ڈرانے والا، البتہ ضرور ہوں گے زیادہ ہدایت یافتہ کسی بھی دوسری امت سے۔ پس جب آئے اُن کے پاس ڈرانے والے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ زیادہ کیا انہوں نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے لیے مگر نفرت کو۔ اب سورۂ یٰسین کے آغاز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہ بیان کی جا رہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کی شان:

یٰس سے کیا مراد ہے اس سلسلے میں متعدد اقوال آتے ہیں:

① ۔ یٰس لغت بنی طے میں انسان کے معنی میں ہے یا انسان یعنی انسان کامل۔

② ۔ یٰس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔

③ ۔ یٰس سے مراد سید ہے سید کے لغوی معنی سردار یعنی یا سید البشر یعنی اے انسانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

④ ۔ یہ بھی تفسیر ہے کہ اس سورۃ کا نام نامی یٰس ہے۔

وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِیۡمِ اور قسم ہے قرآن کی جو حکمت والا ہے۔ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سے ہیں۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ سیدھے راستے پر ہیں۔ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ اتارا ہوا ہے اس ذات کی طرف سے جو غالب اور مہربان ہے۔ جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ اس قرآن کریم کو کیوں نازل کیا گیا ہے؟ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قوم کو ڈرائیں مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ کہ نہیں ڈرائے گئے ان کے آباؤ اجداد فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ پس وہ غافل ہیں بے خبر ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد عربوں میں کوئی نبی نہیں آیا

تھا۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے ڈھائی سو سال قبل عربوں میں بت پرستی رائج ہوئی اس سے قبل عرب حضرت ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔

لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ البتہ تحقیق ثابت ہوچکی ہے یہ بات عَلٰٓى اَكۡثَرِهِمۡ ان کی اکثریت پر۔ کیا بات ثابت ہوچکی ہے؟ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ پس ان کی اکثریت ایمان نہیں لائے گی۔ اکثریت دنیا میں کفر پر رہے گی۔

اِنَّا جَعَلۡنَا فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا بیشک ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں فَهِىَ اِلَى الۡاَذۡقَانِ پس وہ طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہیں فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ پس وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ تکبر اور انکار کے چوڑے طوق ان کی گردنوں میں ڈال دیئے ہیں کہ وہ سر نیچے نہیں کر سکتے ان کو راستہ نظر ہی نہیں آتا وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ سَدًّا اور ہم نے کر دیا ان کے آگے پردہ وَّمِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا اور ان کے پیچھے پردہ فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ پس ہم نے ان کو ڈھانپ دیا ہے اوپر سے ان کو اندھا کر دیا ہے فَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ پس وہ نہیں دیکھتے۔

"ایمان نہیں لائیں گے" سے کون مراد ہیں:

وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اور برابر ہے ان پر ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ کہ آپ ﷺ ان کو ڈرائیں اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ یا آپ ﷺ ان کو نہ ڈرائیں لَا يُؤۡمِنُوۡنَ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ ان کے متعلق ہے جنہوں نے ایمان نہیں لانا تھا اور جو ایمان لے آئے یا لائیں گے وہ الگ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے تو پھر تبلیغ کا کیا فائدہ اور آپ کو تبلیغ کا حکم کیوں دیا ہے؟ اس کے جواب میں امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ سَوَآءٌ عَلَيۡكَ نہیں فرمایا سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ پر برابر ہے بلکہ فرمایا ہے کہ ان پر برابر ہے ان کے حق میں برابر ہے کہ آپ ﷺ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ایمان نہ لانے والے حق سے منہ پھیرنے والے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ ﷺ کو تبلیغ کا ثواب ملے گا۔ اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ بیشک آپ ﷺ ڈرائیں اس کو جو پیروی کرتا ہے نصیحت کی قرآن پاک کی۔

وَخَشِىَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ ۚ اور جو ڈرا رحمن سے بن دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہ دیکھنے کے باوجود مومن یقین رکھتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے مدبر عالم ہے ساری کائنات کو چلا رہا ہے فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِيۡمٍ پس آپ ﷺ خوش خبری سنا دیں ان کو جو قرآن پاک کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں بخشش کی اور عمدہ اجر کی۔ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡىِ الۡمَوۡتٰى بیشک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے۔ مشرکین مکہ بڑے زوردار انداز میں دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔ وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا اور ہم لکھتے ہیں یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھتے ہیں جو نیکیاں بندہ آگے بھیجتا ہے۔ وَاٰثَارَهُمۡ ؕ اور جو پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ حلال طریقے سے مال کما کر چھوڑا ہے نیک اولاد چھوڑی ہے کوئی مسجد، مدرسہ، ہسپتال بنایا، دین کا علم پڑھا پڑھایا یا سینما بنا کر چھوڑ آیا جوا خانہ چھوڑ آیا بری اولاد چھوڑ آیا۔ وَكُلَّ شَىۡءٍ

اَحۡصَيۡنٰهُ فِيۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ اور ہر شے کا ہم نے احاطہ کیا ہوا ہے ہر شے ہم نے شمار کر رکھی ہے ایسے دفتر میں جو کھلا ہے۔ اس دفتر کا نام لوحِ محفوظ ہے۔ اس میں ہر چیز کا ریکارڈ ہے اور قیامت والے دن ہر شخص کا ریکارڈ اس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡيَةِ ۘ اِذۡ جَآءَهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿13﴾ اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں ان کے لیے مثال بستی والوں کی جس وقت آئے بستی والوں کے پاس بھیجے ہوئے جس وقت بھیجے

اِلَيۡهِمُ اثۡنَيۡنِ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ

ہم نے ان کے پاس۔ پس جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو پس ہم نے قوت دی تیسرے کے ذریعے پس کہا انہوں نے بیشک

اِلَيۡكُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ ﴿14﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَىۡءٍ ۙ

ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا نہیں ہو تم مگر بشر ہمارے جیسے نہیں نازل کی رحمن نے کوئی چیز،

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَكۡذِبُوۡنَ ﴿15﴾ قَالُوۡا رَبُّنَا يَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿16﴾ وَمَا عَلَيۡنَاۤ

نہیں ہو تم مگر جھوٹ بولتے، انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں اور نہیں ہے ہمارے

اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿17﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا

ذمے مگر پہنچا دینا کھول کر۔ ان لوگوں نے کہا بیشک ہم نے نحوست حاصل کی ہے تمہاری وجہ سے البتہ اگر تم باز نہ آئے البتہ ہم

لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿18﴾ قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ

تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور البتہ ضرور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ انہوں نے کہا تمہاری

مَّعَكُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿19﴾ وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ

نحوست تمہارے ساتھ ہے اس وجہ سے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے بلکہ تم قوم ہو حد سے نکلی ہوئی۔ اور آیا شہر کے پرلے کنارے

رَجُلٌ يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿20﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا يَسۡـئَلُكُمۡ اَجۡرًا

سے ایک آدمی دوڑتا ہوا کہا اس نے اے میری قوم، پیروی کرو پیغمبروں کی پیروی کرو ان کی جو نہیں مانگتے تم سے بدلہ

وَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿21﴾

اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَعَزَّزْنَا: (پھر) ہم نے قوت دی، تَكْذِبُوْنَ: تم جھوٹ بولتے ہو، تَطَيَّرْنَا: ہم نے نحوست حاصل کی یا ہم بدفالی

لیتے ہیں، لَنَرْجُمَنَّكُمْ: تمہیں ضرور پتھروں سے ماریں گے، لَيَمَسَّنَّكُمْ: تمہیں ضرور پہنچے گی، ذُكِّرْتُمْ: تمہیں نصیحت کی گئی، لَا يَسْئَلُكُمْ: وہ تم سے نہیں مانگتے۔

ربط:

اوپر کافروں کے کفر کا ذکر تھا کہ ان کے آگے بھی پردے ہیں اور پیچھے بھی پردے ہیں انکار کے، کفر کے، نافرمانی کے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کفار کو ایک واقعہ سناتے ہیں تاکہ عبرت حاصل ہو کہ ایسے مجرم پہلے بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

تفسیری نکات: تین پیغمبروں کا انطاکیہ کی بستی میں تبلیغ کے لیے آنا:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اور آپ ﷺ بیان کریں ان کے سامنے ایک مثال مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ بستی والوں کی اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ جس وقت آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے۔ یہ کون سی بستی تھی؟ تو تمام تفسیروں میں موجود ہے کہ یہ انطاکیہ کی بستی تھی مصر میں اور یہ اب بھی موجود ہے۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ جس وقت بھیجے ہم نے ان کے پاس دو فَكَذَّبُوْهُمَا ان لوگوں نے اللہ کے ان دو نبیوں کو جھٹلایا کہ تم جھوٹے ہو فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ پس ہم نے قوت دی ایک تیسرے کے ساتھ۔ ان تینوں نبیوں نے کہا فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ پس کہا انہوں نے بیشک ہم تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجے گئے ہیں۔

یہ رسول کون تھے اس سلسلے میں دو تفاسیر منقول ہیں:

① یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور حواری تھے اور سعود رحمہ اللہ نے ان کے نام پولس اور یوحنا بتائے ہیں جبکہ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے پولس اور دوسرے کا نام یحییٰ بتایا ہے اور تیسرے صحابی کا نام شمعون صغار بتلایا ہے۔

② ایک دوسری تفسیر علامہ اندلسی رحمہ اللہ صاحب "تفسیر البحر المحیط" اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کی ہے کہ یہ تین نبی حضرت عیسیٰ رحمہ اللہ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ بشریت کا انکار رسولوں کا ہوتا ہے۔ حواریوں اور صحابی کی بشریت کا انکار نہیں ہوتا۔ جب انہوں نے کہا ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں قَالُوْا تو قوم نے کہا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا "نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے انسان۔

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں ان تین پیغمبروں کے نام صادق، صدوق اور شلوم علیہم السلام تحریر فرمائے ہیں۔ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ "قوم کے لوگوں نے یہ بھی کہا کہ رحمن نے تم پر کوئی چیز نازل نہیں کی ہے۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ تم کچھ نہیں ہو مگر سوائے اس کے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ ان پیغمبروں نے کہا کہ ہمارا ربّ جانتا ہے۔ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ بیشک ہم تمہاری طرف البتہ بھیجے ہوئے ہیں تم مانو یا نہ مانو۔ ہماری تصدیق کرو یا تکذیب کرو ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور نہیں ہے ہمارے ذمے مگر پہنچانا بات کو کھول کر۔ ہمارا فریضہ ہے کہ توحید و رسالت اور قیامت وغیرہ کے جتنے مسائل ہیں وہ تمہیں کھول کر وضاحت کے ساتھ سمجھا دیں منوانا ہمارا کام نہیں ہے۔

قَالُوْٓا وہاں کے باشندوں نے کہا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ بیشک ہم نے بدفالی حاصل کی ہے تمہاری وجہ سے تمہاری وجہ سے نحوست ہمارے اوپر پڑی ہے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا اگر تم باز نہ آئے لَنَرْجُمَنَّكُمْ تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور البتہ ضرور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے عذاب دردناک۔ ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔

تو پیغمبروں نے فرمایا کہ یہ نحوست خود تمہاری وجہ سے ہے قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ کیا اس لیے تم پر نحوست پڑی ہے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات تمہیں پہنچائے گئے ہیں۔ تو نصیحت کی وجہ سے نحوست نہیں آتی ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم قوم ہو حد سے نکلی ہوئی۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ غنڈے بدمعاش آپے سے باہر ہو گئے پیغمبران کے گھیرے میں آگئے۔ کہنے لگے ہم نے تمہیں ختم کرنا ہے قتل کر دینا ہے۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ اور آیا ایک آدمی شہر کے پرلے کنارے سے يَّسْعٰى دوڑتا ہوا۔ اور آکر قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ شہر کے دوسرے کنارے سے جو آدمی دوڑتا ہوا آیا اس کا نام حبیب بن اسرائیل النجار تھا وہ ترکھان تھا۔ اور ان پیغمبروں پر ایمان لا چکا تھا۔ معلوم بظاہر یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کے علاوہ ان پیغمبروں پر اور کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ کہ بچانے کے لیے وہ شہر کے دوسرے کنارے سے آیا۔ قَالَ اس نے کہا يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اے میری قوم پیروی کرو پیغمبروں کی۔ یہ تمہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی میں لانا چاہتے ہیں تاکہ تم آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جاؤ یہ تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حبیب نجار نے یہ بھی کہا اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا پیروی کرو تم ان کی جو تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے وہ تمہاری بے لوث خدمت کر رہے ہیں وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿22﴾ ءَ اَتَّخِذُ

اور کیا ہو گیا ہے مجھے کہ میں نہ عبادت کروں اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا میں

مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا

بنالوں اس سے نیچے معبود اگر ارادہ کرے میرے متعلق رحمان ضرر پہنچانے کا نہیں کام آسکتی میرے ان کی سفارش کچھ بھی

وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿23﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿24﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ

اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے۔ بیشک میں اس وقت البتہ کھلی گمراہی میں ہو جاؤں گا بیشک میں ایمان لایا تمہارے رب پر پس تم

فَاسْمَعُوْنِ ﴿25﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿26﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

میری بات سنو۔ کہا گیا اس کو داخل ہو جا جنت میں اس نے کہا کاش کہ میری قوم جان لے کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے

وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ﴿27﴾ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ

اور کر دیا ہے مجھے عزت والوں میں سے۔ اور نہیں نازل کیا ہم نے ان کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے

وَمَا کُنَّا مُنۡزِلِیۡنَ ﴿28﴾ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿29﴾ یٰحَسۡرَۃً عَلَی

اور نہ ہم نازل کرنے والے تھے۔ نہیں تھی مگر ایک چیخ پس اچانک وہ سب آگ کی طرح بجھ گئے۔ ہائے افسوس

الۡعِبَادِ ۚؑ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿30﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ (وقف غفران)

ان لوگوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی ہم نے

اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿31﴾ وَاِنۡ کُلٌّ لَّمَّا

ہلاک کیں ان سے پہلے جماعتیں بیشک وہ ان کی طرف نہیں لوٹیں گی۔ اور نہیں ہیں سب کے سب مگر اکٹھے

جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿32﴾ ع ۲

ہمارے پاس حاضر کیے جائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُرِدۡنِ: ارادہ کرے میرے متعلق، شَفَاعَتُھُمۡ: ان کی سفارش، لَایُنۡقِذُوۡنِ: وہ نہیں چھڑا سکتے مجھے، فَاسۡمَعُوۡنِ: تم سنو میری بات، اُدۡخُلِ: داخل ہو جا، اَلۡمُکۡرَمِیۡنَ: معززین، عزت والے، جُنۡدٍ: لشکر، خٰمِدُوۡنَ: مرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے انطاکیہ شہر میں بھیجے جانے والے تین پیغمبروں کا تذکرہ کیا جا رہا تھا اور اس واقع میں ان پیغمبروں پر ایمان والے کا بھی ذکر ہے کہ اُس نے بھی قوم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اب ان آیات میں بقایا واقعہ بتلایا جا رہا ہے کہ نافرمانی، سرکشی اور کفر کی وجہ سے اس قوم پر عذاب نازل کیا گیا۔

تفسیری نکات: ایمان والے کی شہادت:

وَمَالِیَ اور مجھے کیا ہو گیا ہے لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ کہ میں نہ عبادت کروں اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِہَۃً کیا میں بنالوں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے الٰہ حاجت روا مشکل کشا فریادرس دست گیر اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ اگر ارادہ کرے میرے متعلق رحمٰن ضرر کا مجھے

کوئی نقصان پہنچانے کا لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا نہیں کام آسکتی میرے لیے ان کی سفارش کچھ بھی۔ اگر میرا رب مجھے دکھ پہنچانا چاہے تو یہ بناوٹی خدا میری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے، وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ اور نہ وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں نہ بچا سکتے ہیں۔

اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ بیشک اس وقت میں کھلی گمراہی میں ہو جاؤں گا۔ کیسے عمدہ پیرائے میں قوم کو بات سمجھائی اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ بیشک میں ایمان لایا تمہارے رب پر فَاسۡمَعُوۡنِ پس تم میری بات سنو اور پیغمبروں پر ایمان لے آؤ۔ قوم نے حبیب نجار کی باتیں سنی تو طیش میں آگئے اور اس اللہ والے کو شہید کر دیا۔ واقعہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے بعد ان تین پیغمبروں کے ساتھ قوم نے کیا سلوک کیا۔ قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ ؕ اللہ پاک کی طرف سے حبیب نجار کو فرمایا گیا کہ اے میرے بندے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

قَالَ اس نے کہا یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ کاش کہ میری قوم جان لے بِمَا اس چیز کو غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ جس چیز کی وجہ سے میرے رب نے مجھے بخشا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کے پیغمبروں پر ایمان آخرت پر ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمائی ہے۔ کاش کہ میری قوم بھی ایمان لے آئے اور پیغمبروں کی تصدیق کرے وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ اور کر دیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے عزت والوں میں سے کہ اب میں جنت میں مزے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ اور نہیں اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس کی شہادت کے بعد مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ کوئی لشکر آسمان سے وَمَا کُنَّا مُنۡزِلِیۡنَ اور نہ ہم اتارنے والے ہیں کہ وہاں اتارنے کی ضرورت نہیں تھی۔

مجرم قوم پر عذاب کا آنا:

اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً نہیں تھی مگر ایک چیخ۔ جبرائیل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ پس اچانک وہ سب کے سب بجھنے والے ہو گئے سارے کے سارے بھسم ہو گئے ان مجرموں کا ایک بچہ بھی نہ بچا جو پیغمبروں کو شہید کرنے کے درپے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔

یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ ہائے افسوس ان لوگوں پر مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول اِلَّا کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ مگر وہ اس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے ساتھ بھی لوگوں نے تمسخر کیا۔ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ کیا نہیں دیکھا انہوں نے کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَیۡهِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ بیشک وہ جماعتیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی وَاِنۡ کُلٌّ اور نہیں ہیں سب کے سب لَّمَّا جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ مگر اکٹھے ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہو گی اور یہ سب کے سب خَاشِعَۃً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّۃٌ (المعارج) نگاہیں ان کی پست ہوں گی ان پر ذلت سوار ہو گی۔

مومنوں کی گردنیں بلند ہوں گی۔ پیغمبروں کا حمایتی تو شہید ہو گیا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ و برباد کر دیا جو پیغمبروں کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی تھی۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

اوران لوگوں کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے زندہ کر دیا ہم نے اس کو اور نکالا ہم نے اس زمین سے اناج پس اس سے وہ

يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿٣٤﴾

کھاتے ہیں۔ اور بنائے ہم نے اس میں باغات کھجوروں کے اور انگوروں کے اور چلائے ہم نے اس میں چشمے۔

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ

تاکہ یہ کھائیں اس کے پھل سے اور نہیں بنایا اسے اس کے ہاتھوں نے کیا پس یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ ذات

خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا

جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب اس چیز سے جس کو زمین اگاتی ہے اور ان میں سے اور ان چیزوں میں سے جن کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ

یہ نہیں جانتے۔ اور ان کے لیے نشانی ہے رات کھینچ لیتے ہیں ہم اس سے دن کو پس وہ اندھیرے میں ہو جاتے ہیں۔ اور سورج

تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى

چلتا ہے اپنے راستے پر یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے زبردست جاننے والی ذات کا اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک

عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ

وہ لوٹتا ہے پرانی ٹہنی کی طرح۔ نہ سورج کو مناسب ہے کہ وہ پالے چاند کو اور نہ رات سبقت کرنے والی ہے

النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ

دن سے۔ اور سب کے سب اپنے مدار میں تیرتے ہیں۔ اور ایک نشانی ان کے لیے ہے بیشک ہم نے سوار کیا انسانوں کی نسل کو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ

بھری ہوئی کشتی میں اور ہم نے پیدا کیا ان کے لیے اس جیسی کشتیوں سے جن پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں ان کو

نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا

غرق کر دیں پس کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو اور نہ ہی وہ چھڑائے جائیں گے۔ مگر ہماری رحمت ہے اور فائدہ اٹھانے کا

وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾

سامان ہے ایک وقت تک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَحْيَيْنٰهَا: ہم نے زندہ کیا اسے، عَمِلَتْهُ: جسے کیا، نَسْلَخُ: ہم اتارتے ہیں، مُّظْلِمُوْنَ: اندھیرے میں رہنے والے، قَدَّرْنٰهُ: ہم نے مقرر کردیں ہیں اُس کی، كَالْعُرْجُوْنِ: جیسے ٹہنی، تُدْرِكَ: وہ جا پکڑے، يَرْكَبُوْنَ: وہ سوار ہوتے ہیں، نُغْرِقْهُمْ: ہم غرق کردیں گے انہیں، صَرِيْخَ: فریادرس، يُنْقَذُوْنَ: بچائے جائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے انطاکیہ میں مبعوث ہونے والے تین پیغمبروں اور ان کے ایک صحابی کے احوال پڑھے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے کچھ دلائل ذکر فرمارہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا بیان:

یہاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بتلارہے ہیں:

① وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اور ان لوگوں کے لیے مردہ زمین نشانی ہے اَحْيَيْنٰهَا جس کو ہم نے زندہ کیا۔

② وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا اور نکالا ہم نے اس زمین سے اناج، دانے پیدا کیے فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ پس اس سے یہ لوگ کھاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ قیامت حق ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ جس طرح میں مردہ زمین کو زندہ کردیتا ہوں اسی طرح قیامت والے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے کھڑا کردوں گا۔

③ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ اور بنائے ہم نے اس زمین میں باغات کھجوروں اور انگوروں کے۔

④ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ اور جاری کردیئے اس زمین میں ہم نے چشمے تاکہ تمہاری پانی کی ضرورت پوری ہو اور اناج اور باغات پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ تاکہ یہ کھائیں اس کے پھل۔ جانور بھی انسان بھی۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا ہے ورنہ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اور نہیں بنایا اسے ان لوگوں کے ہاتھوں نے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں تو اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ کیا پس یہ لوگ شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔

⑤ سُبْحٰنَ الَّذِيْ وہ ذات پاک ہے خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا جس نے سب جوڑے اپنی قدرت سے پیدا کیے۔ مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ اس چیز سے جس کو زمین اگاتی ہے۔ زمین میں جس قدر چیزیں پیدا ہوتی ہیں ہر چیز کا جوڑا ہے ایک

نر ایک مادہ۔

⑥ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ اور ان میں سے۔ خود انسانوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے پیدا فرمائے ہیں مرد عورت سے نسل انسانی کا سلسلہ چلانے کے لیے وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ اور اس مخلوق میں بھی جوڑے پیدا کیے ہیں جن کو یہ نہیں جانتے۔ جنگلات میں اللہ تعالیٰ نے کتنی قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ہے جس کی شکل وصورت تک ہم نہیں جانتے سمندر کی تہہ میں کتنی قسم کی مخلوقات ہیں جن کو ہم نہیں جانتے ہم نے صرف مچھلیاں یا چند اور چیزیں دیکھی ہیں۔

⑦ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ اور ان کے لیے نشانی ہے رات نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ ہم کھینچ لیتے ہیں اس سے دن کو۔ مطلب یہ ہوگا کہ رات کی تاریکی پر ہم دن کی چادر ڈال دیتے ہیں اور جب رات آتی ہے تو دن کی چادر کو ہم کھینچ لیتے ہیں فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ پس وہ اندھیرے میں ہو جاتے ہیں۔

⑧ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اور سورج چلتا ہے اپنے راستے پر جو راستہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کیا مجال ہے کہ اس سے ایک انچ ادھر ادھر ہو سکے یا کھڑا ہو سکے یا رفتار میں کمی بیشی کر سکے۔ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے اس ذات کا جو جاننے والی ہے۔

⑨ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ اور چاند کی ہم نے منزلیں بانٹ دی ہیں۔ چاند کو پیدا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کی منزلیں بھی مقرر کی ہیں۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں انتیس کا ہو تو ایک دن غائب ہوتا ہے حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ یہاں تک کہ وہ لوٹتا ہے پرانی ٹہنی کی طرح۔ عرجون کھجور کی اس ٹہنی کو کہتے ہیں جو خشک ہو کر ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ قدیم کا معنی پرانی۔

⑩ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ نہ سورج کے لیے مناسب ہے کہ وہ پالے چاند کو دوڑ کر۔

⑪ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اور نہ رات سبقت کرنے والی ہے دن سے کہ رات دن سے پہلے نہیں آسکتی۔ رات اپنے وقت پر آئے گی اور دن اپنے وقت پر آئے گا جو ان کے لیے وقت مقرر ہے۔

⑫ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ اور سب کے سب اپنے مدار میں تیرتے ہیں۔

⑬ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اور ایک نشانی ان کے لیے ہے اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ بیشک ہم نے انسانوں کی ذریت کو سوار کیا فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی میں۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ اور ہم نے پیدا کیا ان کے لیے اس جیسی کشتیوں سے جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی پھر لوگوں نے اس کے نمونے کی اور کشتیاں بنائیں اور اس کے نمونے کے جہاز بن گئے ہیں۔ اور اب تو سمندروں میں بڑے بڑے دیو ہیکل جہاز چلتے ہیں یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ نہیں کوئی انکی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو۔ کوئی

ان کا امداد کرنے والا نہ ہو۔ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ اور نہ ہی وہ چھڑائے جائیں گے اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا مگر مہربانی ہے ہماری کہ ہم کشتیوں کو بڑے بڑے جہازوں کو غرق نہیں ہونے دیتے جن کو ہم چاہیں وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانے کا سامان ہے ایک وقت تک۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿45﴾

اور جس وقت کہا جاتا ہے ان سے بچو اس چیز سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿46﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر ہیں اس سے اعراض کرنے والے۔ اور جس وقت کہا

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جاتا ہے ان سے خرچ کرو اس چیز سے جو رزق دیا ہے تم کو اللہ تعالیٰ نے، کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں ان لوگوں کو جو مومن

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿47﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

ہیں، کیا ہم کھلائیں اس کو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کھلاتا اس کو، نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں اور کہتے ہیں کب ہوگا

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿48﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ

یہ وعدہ پورا اگر ہو تم سچے نہیں انتظار کرتے مگر ایک چیخ کا جو پکڑے گی ان کو اور وہ آپس میں جھگڑ رہے

يَخِصِّمُوْنَ ﴿49﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿50﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ع

ہوں گے۔ پس نہیں طاقت رکھیں گے یہ وصیت کرنے کی اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے۔ اور پھونکا جائے گا

فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿51﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ

صور پس وہ اچانک قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔ کہیں گے ہائے افسوس ہمارے اوپر، کس نے اٹھایا ہے

مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿52﴾ اِنْ كَانَتْ

ہمیں ہماری لیٹنے والی جگہ سے یہ وہ ہے جس کا وعدہ کیا ہے رحمن نے اور سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے۔ نہیں ہوگی

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿53﴾

مگر ایک ہی چیخ پس وہ سارے کے سارے ہمارے پاس حاضر ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَلْفَكُمْ: تمہارے پیچھے، اَنُطْعِمُ: کیا ہم کھلائیں تمہیں، اَطْعَمَهٗٓ: وہ کھلا دے اسے، تَاْخُذُهُمْ: وہ پکڑے گی

انہیں، یَخِصِّمُوْنَ: وہ لڑتے ہیں، تَوْصِیَۃً: وصیت کرنا، اَلْاَجْدَاثِ: قبریں، بَعَثَنَا: ہم کو اٹھایا، مَرْقَدِنَا: ہماری لیٹنے والی جگہ مراد ہے قبریں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی متعدد نشانیوں کا تذکرہ فرمایا تھا اب ان آیات میں مشرکوں کا اہل ایمان کا تمسخر اڑانا بیان کیا گیا ہے اور بعدازاں قیامت کا احوال ہے کہ جب مشرکین اپنی قبروں سے اٹھیں گے اس کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: آگے اور پیچھے سے کیا مراد ہے؟

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ بچو تم اس چیز سے جو تمہارے آگے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہاں مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ سے کیا مراد ہے۔

تو میں آسان اور سہل انداز میں تین تفسیریں عرض کرتا ہوں۔

① تفسیر کبیر، تفسیر البحر المحیط، تفسیر کمالین وغیرہ میں ایک تفسیر یہ ہے کہ ما بمعنی من کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس ذات سے جو تمہارے آگے بھی ہے اور تمہارے پیچھے بھی ہے تو یہ اعراض کرتے ہیں۔

② دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس سے جو تمہارے آگے ہے یعنی (دنیا کی زندگی) وَمَا خَلْفَکُمْ اور جو تمہارے بعد ہے یعنی آخرت کی زندگی ہے تو مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ سے دنیا کی زندگی اور مَا خَلْفَکُمْ سے آخرت کی زندگی مراد ہے، یہ تفسیر امام محلی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

③ تیسری تفسیر آپ نے سورۃ سبا کے پہلے رکوع میں پڑھی اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ الخ.... تو معنی یہ کرتے ہیں کہ ان کے آگے جو زمین ہے اور ان کے آگے جو آسمان ہے ڈرو کہ زمین کے کسی ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ تمہیں دھنسا نہ دیں اور آسمان کا ٹکڑا اللہ تعالیٰ تم پر گرا نہ دیں۔ پیچھے تمہارے جو زمین ہے جس سے چل کے آئے ہو اور پیچھے تمہارے جو آسمان ہے۔ اللہ چاہیں تو زمین میں دھنسائے یا آسمان کا کوئی ٹکڑا تم پر گرادے تو یہ اعراض کرتے ہیں۔

کفار کا مسلمانوں کا مذاق اُڑانا:

وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اور نہیں آئی ان کے پاس کوئی نشانی مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ ان کے رب کی نشانیوں میں سے اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ مگر ہیں وہ اس سے اعراض کرنے والے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جب کہا جاتا ہے ان سے اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ خرچ کرو اس چیز سے جو رزق دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیسے دیئے

ہیں۔ اجناس دی ہیں پھل دیئے ہیں ان میں سے غریب لوگوں کو بھی دو قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ان لوگوں سے جو مومن ہیں۔ اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ کیا ہم کھلائیں اس کو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کھلاتا اس کو۔ اللہ تعالیٰ ان کو کیوں نہیں کھلاتا؟ کافروں نے مسلمانوں سے کہا:

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اے مومنو! نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں کہ کہتے ہو کہ اپنا مال ان غریبوں پر خرچ کرو جنہیں اللہ تعالیٰ بھوکا رکھنا چاہتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اور کافر کہتے ہیں جس قیامت کا تم ذکر کرتے ہو مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یہ قیامت کا وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ مومنو! کتنے سال باقی ہیں کتنے مہینے باقی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے کفار کے مضحکہ اڑانے کا جواب اس طرح دیا۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً نہیں انتظار کرتے یہ کفار و مشرکین مگر ایک ہی چیخ کا۔ اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تَاْخُذُهُمْ وہ ان کو پکڑے گی۔ وہ سب چیزیں پر حاوی اور چھا جائے گی وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ یعنی دنیا کے جھمیلوں اور دنیاداری میں مکمل طور پر مشغول ہوں گے۔

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً پس نہیں طاقت رکھیں گے یہ وصیت کرنے کی نہ کوئی وصیت سننے والا ہوگا وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکیں گے۔ جہاں کہیں ہوں گے وہیں موت ان کو آ پکڑے گی وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونکا جائے گا بگل جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو پھر سب زندہ ہوں گے فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ پس وہ اچانک قبروں سے نکل کر اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ اپنے ربّ کی طرف دوڑیں گے۔ مشرق والے، مغرب والے، شمال والے، جنوب والے، کیا انسان، کیا جنات، کیا حیوان، کیا خشکی والے کیا تری والے، سب کے سب میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔

قَالُوْا کہیں گے يٰوَيْلَنَا ہائے افسوس ہمارے اوپر مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ کس نے اٹھایا ہے ہمیں ہماری لیٹنے والی جگہ سے۔ ہم قبروں میں لیٹے ہوئے تھے ہمیں کس نے اٹھایا ہے هٰذَا یہ جواب ہے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ کیا ہے رحمن نے وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کہ ایک وقت آئے گا بگل پھونکا جائے گا اور تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے ربّ کے حضور حاضر کیے جاؤ گے۔

منکرین عذاب قبر کا ایک اعتراض اور اُس کا جواب:

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی وغیرہ میں ہے کہ جو عذاب قبر کے منکر ہیں انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ مرقد کے معنی سونے کی جگہ مراد ہے تو سوتا تو وہ ہے جس کو تکلیف نہ ہو، جسے تکلیف ہو اس کو نیند کب آتی ہے۔ تو وہ کیسے سوئے گا جس کو فرشتے ہتھوڑے ماریں پسلیاں آر پار ہوں۔

تو اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کو منکرین حق کو سزا نہیں ہوگی یہ منکرین عذاب قبر نے استدلال کیا ہے۔ اس

کا اہل تفسیر نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ یہاں مرقد میں تجرید کی گئی ہے۔ وہ یوں کہ مرقد کا معنی ہے سونے کی جگہ اب کیا یہ ضروری ہے کہ یہاں لازماً سونے کی جگہ ہی معانی لیے جائیں اس مقام سے سونے کا معنی نکال دو تو مرقد کے معنی ہوں گے جگہ اور جگہ سے مراد قید کی جگہ بھی ہو سکتی ہے۔ عذاب کی جگہ بھی ہو سکتی ہے تو ان کا استدلال اس آیت سے باطل ہوا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس وقت قبروں سے اٹھائے جائیں گے اس سے کچھ پہلے عذاب کو موقوف کر دیا جائیگا۔ تو جس وقت اُٹھیں گے اسوقت کے لحاظ سے وہ سونے کی جگہ یعنی مرقد ہے پہلے نہیں کیونکہ مرنے کے بعد بدستور عذاب ہوتا ہے۔ یہ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ملے گا۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ پس وہ سارے کے سارے ہمارے پاس حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿54﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ

پس اس دن ظلم نہیں کیا جائے گا کسی نفس پر کچھ بھی اور نہ بدلہ دیا جائے گا تم کو مگر اس چیز کا جو تم عمل کرتے ہو۔ بیشک جنت والے

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿55﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ

اس دن شغل میں ہوں گے، آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سائیوں میں تختوں پر ٹیک لگائے

مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿56﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿57﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا

وقف غفران

ہوں گے۔ ان کے لیے اس جنت میں پھل ہوں گے اور ان کے لیے وہ چیز ہوگی جو وہ طلب کریں گے۔ سلام ہوگا قول کے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿58﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿59﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

طور پر رب رحیم کی طرف سے۔ اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو کیا میں نے تاکید نہیں کی تھی تم کو اے بنی آدم

اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿60﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

کہ تم نہ پوجا کرو شیطان کی بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے

مُّسْتَقِيْمٌ ﴿61﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿62﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

اور البتہ تحقیق اس نے بہکا یا تم میں سے بہت ساری مخلوق کو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿63﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿64﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى

داخل ہو جاؤ اس میں آج کے دن اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔ اس دن ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور کلام کریں

اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

گے ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں اس چیز کی جو وہ کماتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شُغُلٍ: مشغلہ، فٰكِهُوْنَ: خوش دل، ظِلٰلٍ: سائے، مُتَّكِـُٔوْنَ: ٹیک لگانے والے، فَاكِهَةٌ: میوے، پھل، يَدَّعُوْنَ: وہ مانگیں گے، اِمْتَازُوا: جدا ہو جاؤ، اَلَمْ اَعْهَدْ: کیا میں نے وعدہ نہیں لیا تھا، اُعْبُدُوْنِيْ: تم میری عبادت کرو، جِبِلًّا: مخلوق، اِصْلَوْهَا: تم داخل ہو جاؤ اس میں، نَخْتِمُ: ہم مہر لگا دیں گے، تُكَلِّمُنَآ: ہم سے کلام کریں گے۔

ربط:

سابقہ آیات سے قیامت کا احوال کا بیان شروع کیا گیا تھا ان آیات میں بھی وہی قیامت کے احوال ہی چل رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اہل جنت کے احوال:

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا پس اس دن نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کچھ بھی۔ وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور نہ بدلہ دیا جائے گا تم کو مگر اس چیز کا جو تم کرتے ہو۔ تم نے نیکی کی نیکی کا بدلہ ملے گا۔ بدی کی تو بدی کا بدلہ ملے گا۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ بیشک جنت والے اس دن فِيْ شُغُلٍ شغل میں ہوں گے دل لگیوں میں ہوں گے فٰكِهُوْنَ آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے مزے کر رہے ہوں گے۔ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ وہ اور ان کی بیویاں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ادنی ترین جنتی کو زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، دو حوریں تو ہر جنتی کو ملیں گی۔ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ الْاَرَآئِكِ اَرِيْكَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے آرام دہ کرسی جدھر چاہو گھما لو۔ معنی ہوگا وہ اور ان کی بیویاں سائیوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے مُتَّكِـُٔوْنَ خوب ٹیک لگائے ہوئے۔

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ان کے لیے جنت میں پھل ہوں گے وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ اور ان کے لیے وہ چیز ہوگی جو وہ طلب کریں گے۔ جو منہ سے نکلے گا وہ جنتیوں کو ملے گا۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ سلام ہوگا کہا ہوا رب رحیم کی طرف سے۔ السلام علیکم یا عبادی، اے میرے بندو! تم پر میرا سلام ہو۔

کفار کے احوال:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو۔ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں

گے مجرموالگ ہوجاؤ۔ مومنوں کو الگ کردیا جائے گا مجرموں کو الگ کردیا جائے گا۔ مجرموں کو الگ کرکے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی پیغمبروں کے ذریعے کتابوں کے ذریعے واعظین کے ذریعے عقل سلیم دے کرتاکید نہیں کی تھی؟ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اے بنی آدم! کہ عبادت نہ کرنا شیطان کی۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان کی اطاعت نہ کرنا۔ شیطان کی اطاعت کرکے تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِيۡ ؕ اور یہ کہ تم میری عبادت کرو۔ میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ یہی سیدھا راستہ ہے کہ میری عبادت کرو شیطان کی اطاعت نہ کرو وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اور البتہ تحقیق اس نے بہکایا تم میں سے بہت ساری مخلوقات کو۔ انسانوں اور جنوں کو شیطان اور اُس کے چیلوں نے بہکایا اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے۔ اتنی واضح بات تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اس کی اطاعت نہ کرو میری عبادت کرو۔ اب اس کا نتیجہ سن لو! هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر تم کفروشرک کرو گے شیطان کی اطاعت کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ اِصۡلَوۡهَا الۡيَوۡمَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ داخل ہوجاؤ تم اس دوزخ میں آج کے دن اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔ میری تم نے نافرمانی کی شیطان کے چیلے بنے رہے۔ اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰۤى اَفۡوَاهِهِمۡ اس دن ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر منہ سے بول نہیں سکیں گے وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ اور ان کے ہاتھ ہمارے ساتھ باتیں کریں گے کہ ہمارے ساتھ انہوں نے یہ گناہ کیا ہے۔ ہم کفروشرک کرتے رہے ہیں وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے کہ ہمارے ساتھ یہ گناہ کرتے رہے ہیں۔ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ اس چیز کو جو وہ کماتے تھے۔ یعنی انہوں نے اپنے جسم کے جس جس عضو سے برائی کا ارتکاب کیا ہوگا اس کے متعلق وہ اعضا اُس شخص کے خلاف گواہی دیں گے۔

وَلَوۡ نَشَآءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰۤى اَعۡيُنِهِمۡ فَاسۡتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبۡصِرُوۡنَ ﴿66﴾ وَلَوۡ

اور اگر ہم چاہیں البتہ مٹادیں ہم ان کی آنکھوں کو پس وہ دوڑیں راستے کی طرف پھر کہاں سے وہ دیکھ سکیں گے۔ اور اگر

ع نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰهُمۡ عَلٰى مَكَانَتِهِمۡ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا مُضِيًّا وَّلَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿67﴾ وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ

ہم چاہیں تو مسخ کردیں ان کو ان کی جگہوں پر پس وہ طاقت نہ رکھیں آگے چلنے کی اور نہ وہ واپس لوٹ سکیں اور وہ شخص جس کو

نُنَكِّسۡهُ فِى الۡخَلۡقِ ؕ اَفَلَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿68﴾ وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ؕ

ہم عمر دیتے ہیں ہم کمی کردیتے ہیں خلقت میں کیا پس وہ عقل نہیں رکھتے۔ اور ہم نے تعلیم نہیں دی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر کی اور نہ یہ

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ﴿69﴾ لِّيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

شعروشاعری اُن کی شان کے لائق ہے، نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن ہے کھول کر بیان کرنے والا۔ تاکہ ڈرائے اس کو جو

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ

زندہ ہے اور لازم ہو جائے بات کافروں پر۔ کیا اور نہیں دیکھا انہوں نے بیشک ہم نے پیدا کیا ہے ان کے لیے ان چیزوں

اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

سے جو ہمارے ہاتھوں نے بنائی ہیں مویشی پس وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے تابع کر دیا ہے ان کو ان کے لیے پس بعض

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

ان میں سے ان کی سواری ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لیے ان جانوروں میں بہت فائدے ہیں

وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اور پینے کے گھاٹ ہیں کیا پس وہ شکریہ ادا نہیں کرتے۔ اور بنائے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے معبود تاکہ ان کی مدد کی

لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

جائے وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کی۔ اور وہ ان کے لیے لشکر ہوں گے جو حاضر کیے جائیں گے پس نہ غم میں ڈالے

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات بیشک ہم جانتے ہیں اس چیز کو وہ چھپاتے ہیں اور اس چیز کو جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَطَمَسْنَا: ہم ملیا میٹ کر دیتے، فَاسْتَبَقُوْا: وہ دوڑتے، لَمَسَخْنٰهُمْ: ہم صورتیں بدل دیتے ان کی، مَكَانَتِهِمْ: ان کی حالت، مُضِيًّا: آگے چلنا، نُعَمِّرْهُ: ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے، نُنَكِّسْهُ: ہم الٹا کر دیتے ہیں اسے، يَحِقَّ: ثابت ہو جائے، مٰلِكُوْنَ: مالک، ذَلَّلْنٰهَا: ہم نے تابع کر دیا ان کو، مَشَارِبُ: پینے کی چیزیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم ان کفار کے جسم کے اعضاء کو حکم دیں گے تو وہ ان کے کرتوت، افعال اور شرکیہ کام سب بتا دیں گے ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جو اللہ نہ بولنے والے اعضاء کو بلوا دے گا وہ اس بات پر قادر ہے کہ دنیا میں بھی انہیں اندھا کر دیں یا ان کو مسخ کر دیں یعنی ہاتھ پیر مفلوج کر دیں۔ اور بعد ازاں دوبارہ اپنی خالقیت کی نشانیاں بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی کفار کو سزا دینے پر قادر ہے:

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ اور اگر ہم چاہیں تو مٹا دیں ان کی آنکھوں کو کہ بینائی چھین لیں آنکھوں کا نور چھین لیں۔ کئی آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بہ ظاہر ان کی آنکھوں معلوم ہوتی ہے لیکن آنکھوں میں روشنی نہیں ہوتی۔ تو فرمایا

کہ اگر ہم چاہیں تو مٹادیں ان کی آنکھوں کو فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ پس وہ دوڑیں گے راستے کی طرف۔ راستہ تلاش کرتے پھریں گے فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ پھر کہاں دیکھ سکیں گے کیسے دیکھیں گے؟ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ اور اگر ہم چاہیں تو مسخ کردیں ان کی شکلیں عَلٰی مَكَانَتِهِمْ ان کی جگہوں پر ان کے ٹھکانوں پر جہاں کہیں کھڑے ہیں بیٹھے ہیں لیٹے ہیں وہیں ان کی شکلیں مسخ کردیں جیسے پہلے بنی اسرائیلیوں کی کی تھیں۔ یا یہ بھی اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ ان کے جسم فالج زدہ کردیں۔ جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ پس وہ نہ طاقت رکھیں آگے چلنے کی اور وہ نہ واپس لوٹ سکیں اپنے گھروں کو۔ فرمایا دیکھتے نہیں وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ اور جس کو عمر دیتے ہیں زیادہ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ ہم کمی کر دیتے ہیں اس کی خلقت میں آنکھوں میں کمی کہ اچھی طرح دیکھ نہ سکے کانوں کی سماعت میں کمی کہ صحیح طریقے سے سن نہ سکے منہ میں دانت نہ رہیں کہ روٹی نہ چبا سکے کمر سیدھی نہیں کبڑا ہو کر چلتا ہے وہ جو پہلے پہلوان ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے امور سرانجام دینا کوئی مشکل نہیں ہے اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ کیا پس یہ لوگ سمجھتے نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ہونے کی تردید:

مکہ کے کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر بھی کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کفار کے اس جھوٹے دعوے کی تردید فرما رہا ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور ہم نے نہیں تعلیم دی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کی وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اور نہ شعر و شاعری ان کی شان کے لائق ہے۔ جیسا کہ سورۃ الشعراء میں فرمایا گیا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اور شاعروں کی پیروی کرتے ہیں گمراہ لوگ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کیا دیکھا نہیں تم نے کہ وہ شاعر ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ، اور بیشک وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں ہیں۔ شعر میں جتنا مبالغہ ہوگا اور واقع کے خلاف ہوگا اتنا اچھا سمجھا جائے گا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نہیں ہے یہ مگر نصیحت وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ اور قرآن کھول کر بیان کرنے والا۔ اس کو اتارا کیوں ہے؟

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا تاکہ ڈرائے قرآن پاک اس کو جو زندہ ہے یعنی جس کو روحانی زندگی حاصل ہے اور وہ سمجھنا چاہتا ہے تو اس کو ڈرائے وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور لازم ہو جائے بات کافروں پر۔ ان کے لیے اتمام حجت ہو جائے۔

قدرت کے دلائل کا بیان:

اَوَلَمْ يَرَوْا کیا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ بیشک ہم نے پیدا کیے ہیں ان کے لیے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ جو ہمارے ہاتھوں نے بنایا ہے۔ قدرت کے ہاتھوں کے ساتھ بنائے ہیں اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ مویشی۔ بھیڑ بکریاں اونٹ گائے بیل بھینس وغیرہ۔

اور وہ ان کے مالک ہیں مجازی شرعی طور پر ہم نے ان کو ان کا مالک تصور کیا ہے وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ اور ہم نے تابع کردیا ہے ان مویشیوں کو ان کے وہ جانوران کے تابع ہیں فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو ان کی سواریاں ہیں جیسے اونٹ، گھوڑا، گدھا، بیل، خچر وغیرہ۔

وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو کھاتے ہیں ذبح کر کے۔ بھیڑ بکریاں اونٹ گائے بھینس ذبح کر کے کھاتے بھی ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اور ان کے لیے ان مویشیوں میں بہت فائدے ہیں۔ ان کی اون اور پشم کے کپڑے بنتے ہیں جو بڑے گرم ہوتے ہیں۔ کھال سے جوتے اور دیگر چمڑے کی چیزیں بنتی ہیں۔ وَمَشَارِبُ ؕ اور پینے کے گھاٹ میں کہ ان جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ۔

اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ کیا پس یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ میرے پیدا کیے ہوئے جانوروں پر سواری بھی کرتے ہیں ان کا گوشت بھی کھاتے ہیں دودھ بھی پیتے ہیں ان سے مختلف فوائد بھی حاصل کرتے ہیں اس سب کے باوجود وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اور بنا لیے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے معبود۔ جب یہ سب کچھ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو عبادت بھی اسی کی کرو۔

لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ تاکہ ان کی مدد کی جائے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کی۔ وہ معبودان باطلہ تو خود محتاج ہیں وہ کسی کی کیا مدد کریں گے؟

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ اور وہ ان عبادت کرنے والوں کے لیے لشکر ہوں گے جو حاضر کیے جائیں گے۔ جن کو یہ الٰہ بنائے پھرتے ہیں اور ان کی پوجا کرتے ہیں وہ ان کے خلاف لشکر بن کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے اے پروردگار! یہ جو کچھ کرتے رہے ہیں ہم نے ان کو نہیں کہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا:

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ پس نہ غم میں ڈالے آپ کو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کی باتیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ ساحر بھی کہتے ہیں مجنون اور مسحور بھی کہتے ہیں مفتری بھی کہتے ہیں اور شاعر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں سے غم نہ کھائیں اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ بیشک ہم جانتے ہیں ان باتوں کو جن کو یہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کو بھی جن کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ ہم خود ان سے نبٹ لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا

کیا نہیں دیکھا انسان نے بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا نطفے سے پس اچانک وہ جھگڑنے والا ہے کھلے طور پر۔ اور بیان کرتا ہے

مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾

ہمارے لیے مثالیں اور وہ بھول گیا اپنی پیدائش کو کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو اور وہ بوسیدہ ہو رہی ہوں گی۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿79﴾ الَّذِيْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں زندہ کرے گا ان کو وہ جس نے پیدا کیا ان کو پہلی مرتبہ اور وہ ہر پیدائش کو جاننے والا ہے۔ وہ ذات ہے

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿80﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

جس نے بنائی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پس اچانک تم اس آگ سے سلگاتے ہو کیا نہیں ہے وہ ذات جس نے پیدا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿81﴾

کیا آسمانوں کو اور زمین کو قادر اس پر کہ پیدا کرے ان جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا،

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿82﴾ فَسُبْحٰنَ

بیشک اس کا حکم جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے بارے میں تو کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے

الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿83﴾ ع ۵

وہ ذات جس کے دست قدرت میں ہے حکومت ہر چیز کی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَمِيْمٌ: بوسیدہ، يُحْيِيهَا: وہ زندہ کرے گا انہیں، اَنْشَاَهَآ: پیدا کیا ان کو، الْاَخْضَرِ: سبز، تُوْقِدُوْنَ: تم آگ سلگاتے ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے احوال بیان فرمائے تھے کہ کیسے کفار چیختے چلاتے قیامت کے دن اٹھے گے کیسے ان کے اعضاء ان کے جرائم کی گواہی دیں گے۔ کفار نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں کفار کو بڑی واضح مثالوں اور نشانیوں سے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق سمجھایا ہے۔

تفسیری نکات: دوبارہ زندہ کیے جانے کے دلائل حق:

تفاسیر میں ان آیات کے متعلق آتا ہے کہ عاص بن وائل یا عقبہ بن ابی معیط یا اُبی بن خلف یا ابوجہل ان چاروں کافر سرداروں کے نام آتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک تھا اُس کو ایک بوسیدہ کھوپڑی ملی۔ اسے اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ اس کھوپڑی کو ہاتھ لگائیں ہاتھ لگانے سے وہ ریزہ ریزہ ہوگئی اس پر اُس کافر نے کہا مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ زندہ کرے گا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ اس ریزہ ریزہ ہوجانے والی

کھوپڑی والے کو زندہ کرے گا۔ اس کافر کے اللہ نے تین جواب دیے۔

① ۔ پہلا جواب اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ

② ۔ دوسرا جواب الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ

③ ۔ اور تیسرا جواب اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ

آیت نمبر ۸۱ سے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ آیت نمبر ۸۲ تک میں دیا۔

انسان کی اولین تخلیق:

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ کیا نہیں دیکھا انسان اعتراض کرنے والا اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ بیشک ہم نے اس کو پیدا کیا ہے نطفے سے مِنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ جو بے قدر ہے۔ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ عجیب چیز کوئی نہیں ہے کہ ایک نطفے کے حقیر اور گندے قطرے سے اچھا بھلا انسان بنتا ہے۔ مگر چونکہ روزمرہ بچے پیدا ہو رہے ہیں اس لیے اس پر تعجب نہیں ہوتا۔

فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ پس اچانک وہ جھگڑنے والا ہے کھلے طور پر۔ اپنی حقیقت کو نہیں دیکھتا کہ میں کیا تھا کس چیز سے پیدا ہوا کس طرح پیدا ہوا؟ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا اور بیان کرتا ہے ہمارے لیے مثالیں، تمسخر اڑاتے ہوئے بے یقینی کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے۔ وَنَسِیَ خَلْقَهٗ اور وہ بھول گیا اپنی پیدائش کو قَالَ کہتا ہے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو اور وہ بوسیدہ ہو رہی ہوں گی۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیں یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ ہڈیوں کو زندہ کرے گا وہ رب اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ جس نے ان کو پیدا کیا پہلی مرتبہ۔ جس اللہ تعالیٰ نے ان ہڈیوں کے ڈھانچے میں پہلی مرتبہ جان ڈالی ہے وہی رب ان کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اس بات کو مشرک بھی مانتے تھے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی مخلوق کی پہلی پیدائش اور پیدائش ثانی دونوں کا علم رکھتا ہے۔

سبز ٹہنیوں سے آگ پیدا کرنے والی ذات اللہ ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا وہ ذات جس نے بنائی تمہارے لیے سبز درخت سے آگ فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ پس اچانک تم اس سے آگ سلگاتے ہو اور اپنے کام چلاتے ہو۔

تفسیروں میں تین درختوں کے نام لکھے ہیں مرخ، کلخ اور عفار۔ یہ عرب کے جنگلات میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ ان کی سبز ٹہنیوں کو آپس میں رگڑتے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے اور اخباروں میں بھی آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ گرمیوں کے موسم میں مختلف ممالک کے جنگلات میں آگ لگ جاتی ہے۔ جو بڑی مشکل سے قابو میں آتی ہے۔ تو وہ ذات جو سبز درختوں سے آگ پیدا کرتی ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے:

اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کیا نہیں ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ اس پر کہ وہ پیدا کرے ان جیسے۔ کیا وہ ذات ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے بَلٰی کیوں نہیں قادر؟ وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ پختہ بات ہے اس کا حکم جس وقت وہ ارادہ کرتا ہے کسی شے کا تو کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ پس پاک ہے وہ ذات بِیَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَیۡءٍ جس کے دست قدرت میں ہے حکومت ہر چیز کی۔ ہر چیز کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے سوا نہ کوئی قادر مطلق ہے نہ مختار کل ہے۔ وَّاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اعتراض کرنے والوں پھر تم خود سب کچھ اپنے ساتھ ہوتے ہوئے یہ عمل دیکھ لو گے۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الصافات مکی سورت ہے۔ اور اس سورت کی پہلی آیت میں ہی یہ لفظ آرہا ہے۔ اس سورت کی ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیات اور پانچ (۵) رکوع ہیں ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا سینتیسواں (۳۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چھپن (۵۶) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل پچپن (۵۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿1﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿2﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿3﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار بنا کر اور ڈانٹ پلانے والوں کی جھڑک کر پھر تلاوت کرنے والوں کی ذکر کی بیشک الٰہ

لَوَاحِدٌ ﴿4﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿5﴾ اِنَّا

تمہارا البتہ ایک ہی ہے وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اور رب ہے مشرقوں کا۔ بیشک ہم

زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿6﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿7﴾

نے مزین کیا آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت کے ساتھ اور حفاظت ہے ہر شیطان سے جو سرکش ہے نہیں سن سکتے ملاء اعلیٰ کی

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿8﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ

بات کو اور پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے بھگانے کے لئے اور ان کے لئے عذاب ہے دائمی مگر جس نے اچک لیا

عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿9﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿10﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ

کسی بات کو پس اس کے پیچھے لگتا ہے ستارہ چمکتا ہوا۔ پس آپ ﷺ ان سے پوچھیں کیا یہ زیادہ سخت ہیں

اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿11﴾ بَلْ عَجِبْتَ

بنانے میں یا وہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے بیشک ہم نے پیدا کیا ان کو چپکنے والے گارے سے بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں

وَيَسْخَرُوْنَ ﴿12﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿13﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿14﴾ وَقَالُوْٓا

اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں اور جب ان کو یاد دلایا جائے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے اور جس وقت دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو ہنسی

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿15﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم دوبارہ اٹھائے

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ

جائیں گے کیا ہمارے آباؤ اجداد بھی جو پہلے گزر چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ہاں اور تم ذلیل ہو گے پس پختہ بات ہے

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا یَوْمُ

کہ وہ ڈانٹ ہو گی ایک ہی پس اچانک وہ دیکھ رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے افسوس ہمارے اوپر یہ تو بدلے کا دن ہے

الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۵

یہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَالزّٰجِرٰتِ: ڈانٹنے والے، زَجْرًا: ڈانٹنا، فَالتّٰلِیٰتِ: تلاوت کرنے والے، اَلْكَوَاكِبِ: ستارے، حِفْظًا: حفاظت کرنا، مَارِدٍ: سرکش، لَا یَسَّمَّعُوْنَ: وہ کان نہیں لگا سکتے، یُقْذَفُوْنَ: انہیں مارا جاتا ہے، دُحُوْرًا: بھگانے کے لیے، وَاصِبٌ: ہمیشہ رہنے والا، خَطِفَ: اُچک لے، اَلْخَطْفَةَ: کوئی خبر، ثَاقِبٌ: چمکتا ہوا، فَاسْتَفْتِهِمْ: آپ پوچھئے ان سے، خَلَقْنٰهُمْ: ہم نے پیدا کیا انہیں، لَازِبٍ: چپکنے والی، عَجِبْتَ: آپ نے تعجب کیا، زَجْرَةٌ: للکار، اَلْفَصْلِ: فیصلہ۔

ربط:

سورۃ یٰسین کے آخر میں بھی توحید باری تعالیٰ کا ذکر تھا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ

پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی ملکیت اور حکومت ہے اور سورۃ الصافات کا آغاز بھی توحید ہی سے ہو رہا ہے فرمایا جا رہا ہے اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ بے شک اللہ تمہارا ایک ہی ہے۔

تفسیری نکات: صفوں سے متعلق تفاسیر کے اقوال:

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا قسم ہے صف باندھنے والی جماعتوں کی قطار بنا کر فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا اور جھڑکنے والی ہیں جھڑکنا۔ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا پھر تلاوت کرنے والی ہیں ذکر کی۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اور مشرقوں کا ربّ ہے۔ اب ان آیات کی تفسیر و تشریح تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر مظہری اور تفسیر معالم التنزیل میں مختلف طور پر بیان کی گئی ہیں۔

① ۔ پہلی تفسیر یہ ہے کہ یہ فرشتوں کی صفات ہیں۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھتے ہیں صف باندھنا پس جھڑکتے ہیں بادلوں کو جھڑکنا پس تلاوت کرتے ہیں ذکر کی جواب قسم ہے "اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ"

② ۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے مجاہدین کی صفیں مراد ہیں قسم ہے مجاہدین کی ان جماعتوں کی جو

دشمن کے مقابلے میں صفیں باندھتے ہیں صفیں باندھنا" كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ "پس جھڑکتے ہیں دشمن کو جھڑکنا۔

③۔تیسری تفسیر یہ ہے وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے نمازیوں کی صفیں مراد ہیں جو امام کے پیچھے کھڑے ہوکر صفیں باندھتے ہیں پس جھڑکتے ہیں شیطان کو، نفس امارکو جھڑکتے ہیں پس اللہ کے ذکر کی تلاوت کرتے ہیں۔

④۔چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مبلغین کی جماعتیں مراد ہیں قسم ہے مبلغین کی ان جماعتوں کی جو صف باندھتے ہیں اور زجر کرتے ہیں اپنے وعظ کے ذریعے زجر کرنا۔اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر پڑھتے ہیں۔

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ سے کیا مراد ہے؟

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۵ میں ہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ. یہاں مفرد کے صیغے کے ساتھ ہے۔اس سے مراد جہت اور سمت ہے، مشرق کی جہت اور مغرب کی جہت اور سمت۔اور سورۃ الرحمن میں تثنیہ کا صیغہ ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔تو اس سے مراد مَشْرِقُ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ہے۔" سردی کے دنوں کا مشرق اور گرمی کے دنوں کا مشرق۔" سردیوں اور گرمیوں میں سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کے مقام مختلف ہیں اور اُس میں میلوں کا فاصلہ ہے۔لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم محسوس نہیں کر پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ بھی ہے کہ ایسے ہی سورج کے غروب ہونے کے مقامات بھی موسموں کے لحاظ سے تبدیل ہوتے ہیں اور وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ بھی ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بیشک ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ستاروں کی زینت کے ساتھ۔ ستاروں کے ساتھ آسمان کو کس طرح مزین کیا ہے تو اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس طرح بلب تار کے ذریعے چھت کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اسی طرح ستارے بھی نورانی تاروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔اور یہ بھی تفسیر کرتے ہیں کہ آسمان کے اندر جڑے ہوئے ہیں اور اسی میں نقل وحرکت کرتے ہیں۔

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ اور حفاظت ہے ہر سرکش شیطان سے۔شیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى نہیں بن سکتے وہ ملاء اعلیٰ، بالا جماعت کی بات وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ اور پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے جنات پر۔دُحُوْرًا بھگانے کے لئے۔اوپر سے شعلے پڑتے ہیں وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اور ان کے لئے عذاب ہے ہمیشہ کا۔یہ شعلوں والا عذاب ان کے لئے لگاتار ہے ان پر شعلے پڑتے رہتے ہیں اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مگر جس نے اچک لیا کسی بات کو فرشتوں کی آپس میں گفتگو کے دوران فَاَتْبَعَهٗ پس اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ ثَاقِبٌ ستارہ چمکتا ہوا ان کو مارنے کے لیے۔

بڑی مخلوقات کا بنانا مشکل ہے یا انسان جیسی حقیر مخلوق کا بنانا:

فَاسْتَفْتِهِمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھیں ان سے سوال کریں اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۔ کیا یہ

زیادہ سخت ہیں پیدا کرنے کے لحاظ سے یا جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے ان کا بنانا مشکل ہے۔ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ بیشک ہم نے پیدا کیا ان کو چپکنے والے گارے سے، لیس دار گارے سے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے مٹی اکٹھی کرائی اس میں سفید بھی تھی، سیاہ بھی تھی، سرخ بھی تھی، کچھ جوہڑوں، دریاؤں اور سمندروں میں سے لی گئی تھی، کوئی پاکیزہ جگہ سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دست قدرت سے گوندھا اور کئی سال اسی طرح پڑی رہی۔ طین کا معنی ہوتا ہے گیلی مٹی، گارا۔

بَلْ عَجِبْتَ بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں ان کے انکار پر کہ یہ لوگ توحید کا کیوں انکار کرتے ہیں، قیامت کا کیوں انکار کرتے ہیں؟ وَيَسْخَرُوْنَ اور ٹھٹھا کرتے ہیں وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ اور جس وقت ان کو یاددہانی کرائی جاتی ہے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو مذاق کا نشانہ بناتے تھے:

وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ اور جب یہ دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو ہنسی اڑاتے ہیں وَقَالُوْٓا اور کہتے ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہے یہ نشانی مگر کھلا جادو۔

ءَاِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مرجائیں گے وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اور ہوجائیں گے مٹی اور ہڈیاں۔ گوشت گل سڑ جائے گا اور مٹی میں رل مل جائے گا اور صرف ہڈیاں رہ جائیں گی اور ہڈیاں بھی وقت کے گزرنے کے ساتھ بوسیدہ ہوجائیں گی ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی جو پہلے گزر چکے ہیں وہ زندہ ہوکر دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے؟ یہ بات ہماری عقل میں نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان منکرین سے کہہ دیں نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ہاں اور تم ذلیل ہوگے اس انکار کی وجہ سے۔ پھر جب قیامت کا دن آئے گا فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ پس پختہ بات ہے کہ وہ ڈانٹ ہوگی ایک ہی۔ پس ایک ہی دفعہ بگل بجے گا فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ سب دیکھ رہے ہوں گے۔ سب کے سب اپنے آباؤ اجداد کو بھی دیکھ رہے ہوں گے اور اپنی بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی دیکھ رہے ہوں گے اس وقت اُن کو یقین آئے گا۔ وَقَالُوْا اور کہیں گے يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ہائے افسوس ہمارے اوپر، یہ تو بدلے کا دن ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام پیغمبر علیہم السلام اور ان کے ساتھی واعظین، مبلغین ہمیں اس دن سے ڈراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ہاں یہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے کہ کوئی قیامت نہیں آئے گی نہ کوئی دوبارہ زندہ ہوگا نہ کوئی حساب کتاب ہوگا۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

جمع کرو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جن کی وہ پوجا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے پس چلاؤ ان

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿23﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿24﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿25﴾ بَلْ

کو جہنم کے راستے کی طرف اور کھڑا کرو ان کو بیشک ان سے پوچھا جائے گا تمہیں کیا ہوا ہے ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ

هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿26﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿27﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ

وہ آج کے دن فرمابردار ہوں گے اور متوجہ ہوں گے ان میں سے بعض بعض کی طرف اور سوال کریں گے وہ کہیں گے بیشک تم

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿28﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿29﴾ وَمَا كَانَ لَنَا

تم آتے تھے ہمارے پاس قسم اٹھاتے ہوئے وہ کہیں گے بلکہ نہیں تھے تم ایمان لانے والے اور نہیں تھا ہمارے لئے

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿30﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا

تمہارے اوپر کوئی زور بلکہ تھے تم سرکش قوم۔ پس ثابت ہوچکی ہمارے اوپر ہمارے رب کی بات بیشک ہم

لَذَآئِقُوْنَ ﴿31﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿32﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿33﴾

چکھنے والے ہیں پس ہم نے گمراہ کیا تم کو بیشک ہم بھی گمراہ تھے۔ پس بیشک وہ اس دن عذاب میں اکٹھے ہوں گے

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿34﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ

بیشک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ بیشک وہ تھے جب کہا جاتا تھا ان کو کوئی نہیں الٰہ مگر صرف اللہ تو

يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿35﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿36﴾ بَلْ جَآءَ

تکبر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کیا ہم البتہ چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔ نہیں بلکہ وہ

بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿37﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿38﴾

لایا ہے حق اور اس نے تصدیق کی پیغمبروں کی بیشک تم چکھنے والے ہو دردناک عذاب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُحْشُرُوْا: جمع کرلو، فَاهْدُوْهُمْ: بتلاؤ انہیں، قِفُوْهُمْ: ان کو ٹھہراؤ، مَسْئُوْلُوْنَ: ان سے پوچھا جائے گا، لَا تَنَاصَرُوْنَ: تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے، مُسْتَسْلِمُوْنَ: شکست ماننے والے، اَقْبَلَ: وہ متوجہ ہوئے، تَاْتُوْنَنَا: تم آتے تھے ہمارے پاس، طٰغِيْنَ: سرکش لوگ، لَذَآئِقُوْنَ: یقیناً چکھنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے قیامت کا ذکر چل رہا ہے اور اس قیامت کے نہ ماننے والوں کا تذکرہ ہو رہا ہے اب بھی قیامت کا اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والوں اور قیامت کے نہ ماننے والوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت میں کفار کو اکٹھے کرنے کا بیان:

اُحْشُرُوا اے فرشتو! تم جمع کرو، اکٹھا کرو الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ہے وَاَزْوَاجَهُمْ اور ان کے جوڑوں کو۔ وازواجہم سے کیا مراد ہے؟ تو تفسیر مدارک، تفسیر بیضاوی، تفسیر معالم التنزیل میں یہ تفسیر آپ کو ملے گی کہ ان کی بیبیاں۔ معنی ہوگا انکو بھی اور ان کی بیویوں کو بھی جمع کرو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ازواجہم سے ان کے ہم مشرب مُراد ہیں جمع کرو ان کو اور ان کے ہم مشربوں کو مثلاً یہودی، یہودی کیساتھ ملے گا۔ نصرانی نصرانی کیساتھ ملے گا اسی طرح جو طبقے کفار کے ہیں ان کو ان کے ازواج کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے (لات ہے، منات ہے، عزیٰ ہے) ان کو جمع کرو۔

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ اور ان کو بھی جمع کرو جن کی یہ کفار و مشرکین عبادت کرتے تھے، لات، منات، عزیٰ وغیرہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو اکٹھا کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ چلاؤ ان کو دوزخ کے راستے کی طرف۔ ان کو اس راستے کی طرف چلاؤ جو سیدھا شعلے مارنے والی آگ کی طرف جاتا ہے۔ چنانچہ فرشتے ایک دو قدم چلائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وَقِفُوْهُمْ اور ان کو کھڑا کرو، ٹھہراؤ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ بیشک ان سے پوچھا جائے گا۔ جب فرشتے ان کو روک لیں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ تمہیں کیا ہو گیا ہے ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ دنیا میں تو برے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے آج ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ بلکہ وہ آج کے دن فرمابردار ہوں گے۔ جس طرف فرشتے ان کو لے جائیں گے ادھر ہی چلیں گے انکار نہیں کریں گے، انکار کی طاقت نہیں ہوگی۔ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ اور متوجہ ہوں گے ان میں سے بعض بعض کی طرف اور سوال کریں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ بیشک تم ہمارے پاس آتے تھے قسم اٹھاتے ہوئے کہ جھوٹے معبودوں کی قسم ہے ہم تمہارے خیر خواہ ہیں، ہمدرد ہیں ہماری بات مانو۔ ہم نے تمہاری بات مانی اور یہ سب کچھ کیا ہے؟ اب ہمارا کچھ کرو۔ یمین کے معنی قوت اور زور کے بھی کرتے ہیں معنی یہ ہے کہ تم ہمارے پاس دنیا میں قوت کے ساتھ (کہ ہم قوی ہیں اور ہم سچے ہیں) آتے تھے۔

قَالُوْا وہ بڑے کہیں گے سب کچھ ہمارے ذمہ نہ لگاؤ بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ بلکہ تم خود ہی نہیں تھے ایمان لانے والے۔ ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمارے پیچھے پڑ گئے ہو وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ نہیں تھا ہمارا، تمہارے اوپر کوئی زور، کوئی غلبہ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تھے تم سرکش قوم۔ ہم نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی ہے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ پس ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے پروردگار کی۔ اب ہمارے ساتھ کوئی گلہ نہ کرو اِنَّا

لَذَآىِٕقُوْنَ بیشک ہم چکھنے والے ہیں عذاب کا مزہ فَاَغْوَيْنٰكُمْ پس ہم نے گمراہ کیا تم کو۔ کیوں؟ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ بیشک ہم بھی گمراہ تھے۔ ہم خود بھی گمراہ تھے تمہیں گمراہی کی دعوت دی تم نے مان لی فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ پس بیشک وہ اس دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ تابع اور متبوع سب اکٹھے ہوں اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ بیشک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔ سرفہرست ان کا جرم یہ تھا اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ بیشک یہ لوگ جب کہا جاتا ہے ان کو کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے تو تکبر کرتے ہیں۔ چڑتے تھے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا کیا بیشک ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (نعوذ باللہ) ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وہ شاعر نہیں بلکہ وہ تو حق لے کر آئے ہیں وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ اور وہ تصدیق کرتے ہیں تمام پیغمبروں کی۔ ان میں جنون کہاں سے آ گیا اے مجرمو! اِنَّكُمْ لَذَآىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ بیشک تم دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو۔ دردناک عذاب کو تم چکھو گے پھر تمہارا دماغ ٹھیک ہو جائے گا۔

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾

اور تم کو نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے وہ ہیں جن کے لئے روزی ہے معلوم۔

اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾

پھل ہوں گے اور ان کی عزت کی جائے گی۔ نعمتوں کے باغوں میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے پھیرے جائیں گے

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

ان پر پیالے خالص شراب کے سفید رنگ کی، لذت ہوگی پینے والوں کے لئے نہ اس میں سرگردانی ہوگی

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

اور نہ وہ اس کی وجہ سے بدمست ہوں۔ اور ان کے پاس نیچی آنکھوں والی موٹی نگاہوں والی عورتیں ہوں گی۔ گویا کہ وہ

الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾

انڈے ہیں پردے میں چھپائے ہوئے۔ پس متوجہ ہوں گے بعض ان میں سے بعض کی طرف ایک دوسرے سے سوال کریں

قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾

گے۔ ایک کہنے والا ان میں سے کہے گا بیشک تھا میرے لئے ایک ساتھی وہ کہتا تھا کیا بیشک تم تصدیق کرنے والوں میں سے ہو

ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝53 قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝54

کیا جس وقت ہم مرجائیں گے اور ہم ہوجائیں گے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم بدلہ دیئے جائیں گے۔ وہ کہے گا کیا تم جھانکنے والے

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝55 قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝56

ہو۔ پس وہ جھانکے گا پس دیکھے گا اس کو دوزخ کے درمیان میں کہے گا اللہ کی قسم بیشک تو قریب تھا البتہ مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝57

اور اگر نہ ہوتی میرے رب کی نعمت البتہ میں بھی ہوتا دوزخ میں حاضر کیے گئے لوگوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاَغْوَيْنٰكُمْ: پھر ہم نے بہکایا تمہیں، مُشْتَرِكُوْنَ: شریک، لَتَارِكُوْٓا: یقیناً چھوڑنے والے، لَذَآىِٕقُوْا: یقیناً چکھنے والے، يُطَافُ: پیش کیا جائے گا، بِكَاْسٍ: جام، لَذَّةٍ: لذیذ، يُنْزَفُوْنَ: ان کی عقل متاثر ہوگی، قٰصِرٰتُ: نیچے رکھنے والیاں، الطَّرْفِ: نگاہ، عِيْنٌ: موٹی آنکھوں والی، مَكْنُوْنٌ: چھپائے ہوئے، قَرِيْنٌ: ملاقاتی، الْمُصَدِّقِيْنَ: تصدیق کرنے والے، لَمَدِيْنُوْنَ: یقیناً بدلہ دیئے ہوئے، مُّطَّلِعُوْنَ: جھانکنے والے، فَاطَّلَعَ: وہ جھانکے گا، لَتُرْدِيْنِ: تو مجھے تباہ کر دیتا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ کے باغی لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے پہلی آیت میں اُنہی معتوب لوگوں کا بیان ہے بعدازاں اللہ کے نیک اور پسندیدہ بندوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کیسے انعامات سے نوازیں گے۔ اور جنتیوں کی گفتگو کیا ہوگی۔

تفسیری نکات: جنتی لوگوں کا تذکرہ:

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور تم کو نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ اس عذاب سے کون بچے گا؟ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے نیکی کے لئے چن لیا ہے۔

اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ وہ ہیں جن کے لئے روزی ہے مقرر، معلوم۔ جنت میں ملے گا کیا؟ فَوَاكِهُ پھل ہوں گے۔ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ اور ان کی عزت کی جائے گی فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغوں میں۔ نعمتوں والے باغ ہوں گے، خوشی والے باغ ہوں گے عَلٰى سُرُرٍ یہ سریر کی جمع ہے بمعنی تخت۔ وہ تختوں پر ہوں گے مُّتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے کوئی کسی کے پیچھے نہیں ہوگا کیونکہ پیچھے بیٹھنا جگہ کی قلت کی وجہ سے ہوتا ہے اور جنت میں جگہ کی کون سی کمی ہے۔

دوسرا یہ کہ پیچھے بیٹھنے سے عزت میں بھی کمی آتی ہے اور جنت میں کسی کی عزت میں کمی نہیں آئے گی سب آمنے سامنے ہوں گے یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِكَاۡسٍ پھیرے جائیں گے ان پر پیالے مِّنۡ مَّعِیۡنٍ خالص شراب کے بَیۡضَآءَ سفید رنگ کی دودھ کی طرح۔ دنیاوی شراب کے رنگوں کا تو ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن جنت کی شراب کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہوگا لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ لذت ہوگی پینے والے کے لیے لَا فِیۡهَا غَوۡلٌ غول کے دو معنی آتے ہیں، سر درد کے اور پیٹ درد کے۔ تو جنت کی شراب سے نہ سر درد ہوگا، نہ سر چکرائے گا اور نہ پیٹ درد ہوگا۔ وَّلَا هُمۡ عَنۡهَا یُنۡزَفُوۡنَ اور نہ اس کی وجہ سے بدمست ہوں گے۔ دنیاوی شراب سے آدمی مدہوش ہو جاتے ہیں۔

وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی عِیۡنٌ موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی كَاَنَّهُنَّ بَیۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ گویا کہ وہ انڈے ہیں پردے میں چھپائے ہوئے۔ پردے میں چھپا ہوا انڈا گرد و غبار سے محفوظ رہتا ہے، مکھی سے محفوظ رہتا ہے، رنگ اس کا صاف رہتا ہے۔ اسی طرح وہ حوریں بھی محفوظ ہیں۔ حوروں کے ساتھ ساتھ دنیا والی بیویاں بھی ملیں گی اور جنت کی حوروں کا درجہ دنیا والی بیوی سے کم ہوگا۔

جنتی جہنمیوں کو دیکھیں گے:

فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ پس متوجہ ہوں گے بعض ان کے دوسرے بعض کی طرف۔ بعض جنتی متوجہ ہوں گے دوسرے جنتیوں کی طرف باتیں کرنے کے لیے یَّتَسَآءَلُوۡنَ ایک دوسرے سے سوال کریں گے، پوچھیں گے قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ ایک کہنے والا ان میں سے کہے گا اِنِّیۡ كَانَ لِیۡ قَرِیۡنٌ بیشک تھا میرا ایک ساتھی یَّقُوۡلُ وہ کہتا تھا ءَاِنَّكَ لَمِنَ الۡمُصَدِّقِیۡنَ کیا تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ءَ اِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیۡنُوۡنَ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم بدلہ دیئے جائیں گے؟ وہ میرا کافر ساتھی مجھے دنیا میں یہ کہتا تھا کہ تم اس بات کو مانتے ہو کہ جب ہم مر کے مٹی ہو جائیں گے ہڈیاں ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ آؤ نا ذرا اس کو دیکھیں کہ اُسے اپنے کفریہ عقیدے کا بدلا ملا ہے یا نہیں؟ قَالَ وہ کہے گا اپنے ساتھیوں کو هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّطَّلِعُوۡنَ کیا تم جھانکنا چاہتے ہو۔ جنت کا محل وقوع اوپر ہے اور دوزخ کا محل وقوع نیچے ہے۔ اور وضع کچھ ایسی ہوگی کہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور باتیں بھی کریں گے۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیۡ سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ پس وہ دیکھے گا اس کافر دوست کو دوزخ کے درمیان میں قَالَ کہے گا یہ مومن اس کو تَاللّٰهِ۔ یا حرف قسم ہے، اللہ کی قسم اِنۡ كِدۡتَّ لَتُرۡدِیۡنِ بیشک قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا اگر میں تیری باتوں میں آ کر قبر حشر کا انکار کر دیتا وَلَوۡلَا نِعۡمَةُ رَبِّیۡ اور اگر نہ ہوتی میرے رب کی نعمت اس کا کرم لَكُنۡتُ مِنَ الۡمُحۡضَرِیۡنَ البتہ میں بھی ہوتا تمہارے ساتھ دوزخ میں حاضر کیے ہوئے لوگوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے بچا لیا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿58﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿59﴾ اِنَّ هٰذَا

کیا پس ہم نہیں ہیں مرنے والے مگر وہی پہلی موت اور نہیں ہمیں سزا دی جائے گی۔ بیشک یہ البتہ بڑی کامیابی ہے۔ اس جیسی

لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿60﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿61﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ

کامیابی کے لئے پس چاہیے عمل کریں عمل کرنے والے کیا یہ بہتر ہے بطور مہمانی کے یا تھوہر کا درخت بیشک ہم نے بنایا ہے

الزَّقُّوْمِ ﴿62﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿63﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿64﴾

اس کو آزمائش ظالموں کے لئے بیشک وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے جہنم کی جڑ سے اس کے خوشے

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿65﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿66﴾

گویا کہ شیطانوں کے سر ہیں پس بیشک یہ لوگ البتہ کھانے والے ہیں اسے پس بھرنے والے ہیں اس سے اپنے پیٹ

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿67﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿68﴾

پھر بیشک ان کے لئے اس پر البتہ ملاوٹ ہوگی کھولتے ہوئے پانی کی پھر بیشک ان کے لوٹنے کی جگہ البتہ شعلے مارنے والی

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿69﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿70﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ

آگ ہے۔ بیشک انہوں نے پایا اپنے باپ دادا کو گمراہ پس وہ ان کے نقش قدم پر دوڑ رہے ہیں۔ اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے

قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿71﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿72﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان سے پہلے پہلے بہت سے لوگ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں ڈرانے والے پس دیکھ کیسے ہوا انجام ان لوگوں کا

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿73﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿74﴾ ع

جن کو ڈرایا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَوْتَتَنَا: ہماری موت، اَلزَّقُّوْمِ: تھوہر کا پودا، اَصْلِ: بنیاد، لَاٰكِلُوْنَ: کھانے والے، فَمَالِـُٔوْنَ: بھرنے والے، لَشَوْبًا: ملاوٹ، اَلْفَوْا: انہوں نے پایا۔

ربط:

سابقہ آیات سے جنتیوں کی باہم گفتگو چل رہی تھی اب بھی شروع میں انہی کی گفتگو ہے اور بعد ازاں جہنم کے احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: جنتیوں کا اظہارِ تشکر:

اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد مومن ساتھی کہے گا اپنے ساتھیوں کو اَفَمَا نَحۡنُ بِمَیِّتِیۡنَ کیا پس ہم نہیں ہیں مرنے والے۔ یہ خوشی کا اظہار ہے اِلَّا مَوۡتَتَنَا الۡاُوۡلٰی مگر وہی پہلی موت۔ اب ہم کبھی نہیں مریں گے، نہ جنتی مریں گے، نہ دوزخی مریں گے وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ اور نہیں ہمیں سزا دی جائے گی۔ جنتی کہیں گے اللہ کا شکر ہے کہ ہم جہنم کی ہولناکی سے اور اُس میں داخلے سے اور اُس کے عذابوں سے بچ گئے ہم ساری چیزوں سے الحمدللہ بچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ بیشک یہ چیزیں البتہ بڑی کامیابی ہیں۔ دوزخ سے بچ گئے جنت میں داخل ہوگئے، تکالیف سے جان چھوٹ گئی، ہمیشہ ہمیشہ کی راحتیں اور خوشیاں نصیب ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِمِثۡلِ هٰذَا فَلۡیَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ اس جیسی کامیابی کے لئے پس چاہیے عمل کریں عمل کرنے والے۔ عمل کے بغیر نہ دنیا میں کچھ ملتا ہے نہ آخرت میں بغیر عمل صالح کے کچھ ملے گا۔

اَذٰلِكَ خَیۡرٌ نُّزُلًا کیا یہ چیزیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ جنت میں پھل ہوں گے، تخت ہوں گے، خالص شراب ہوگی، حوریں ہوں گی، یہ بہتر ہیں بطور مہمانی کے۔

جہنمیوں کے کھانے پینے کی اشیاء:

اَمۡ شَجَرَةُ الزَّقُّوۡمِ یا تھوہر کا درخت۔ یہ درخت ہمارے ہاں بھی ہوتا ہے لیکن جو عرب میں ہوتا تھا وہ اتنا کڑوا اور زہریلا ہوتا تھا کہ جانور اس کو سونگھنے کے ساتھ ہی مر جاتے تھے۔ تو جہنم میں یہ زقوم کا درخت بھی ہے اور ضریع بھی۔ جس کا ذکر سورۃ غاشیہ میں ہے کہ یہ ایک خاردار جھاڑی ہے، بہت کڑوی۔ جہنم کے زقوم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اگر اس کے چند قطرے اس زمین پر گرا دیئے جائیں تو تمام جان دار چیزیں اس کی بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔

اِنَّا جَعَلۡنٰهَا فِتۡنَةً لِّلظّٰلِمِیۡنَ بیشک ہم نے بنایا ہے اس کو آزمائش ظالموں کے لئے۔ آزمائش اس طرح ہے کہ یہ درخت اس آگ میں ہوگا جو آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ دنیا کی آگ میں لوہا، تانبا پگھل جاتا ہے پتھر جل جاتا ہے تو جو آگ اس سے انہتر گنا تیز ہوگی اس میں درخت ہوں گے، سانپ اور بچھو ہوں گے، انسان بھی جل کر کوئلہ نہیں ہوں گے، جس شخص میں ایمان نہ ہو وہ نہیں سمجھ سکتا۔ ایمان بالغیب والا فوراً سمجھ لے گا۔

اِنَّهَا شَجَرَةٌ بیشک وہ زقوم کا ایک درخت ہے تَخۡرُجُ جو نکلتا ہے، اگتا ہے فِیۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِیۡمِ دوزخ کی جڑ سے جہنم کے درمیان سے طَلۡعُهَا اس کی شاخیں كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّیٰطِیۡنِ جیسے شیطانوں کے سر ہیں، چڑیلوں کے سر ہیں۔

فَاِنَّهُمۡ لَاٰكِلُوۡنَ مِنۡهَا پس بیشک یہ جہنمی لوگ البتہ کھانے والے ہیں اس زقوم کے درخت سے فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ پس بھرنے والے ہیں اس شجر زقوم سے اپنے پیٹ۔ سخت بھوک سے مجبور ہو کر اس کو کھائیں گے۔

ثُمَّ اِنَّ لَهُمۡ عَلَیۡهَا لَشَوۡبًا مِّنۡ حَمِیۡمٍ پھر بیشک ان کے لئے اس پر البتہ ملاوٹ ہوگی کھولتے ہوئے پانی

کی۔(پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملے گا)۔
زقوم کھانے کے بعد جب پیاس لگے گی تو گرم پانی ملے گا یَشْوِی الْوُجُوْہَ (کہف:۲۹) وہ جبڑوں کو جلا ڈالے گا ہونٹوں پر لگے تو ہونٹ جل جائیں گے وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ (مومنون:۱۰۴) "اور وہ اس میں بدشکل ہو جائیں گے۔" اوپر والا ہونٹ پیشانی کے ساتھ جا لگے گا اور نیچے والا لٹک کر ناف تک چلا جائے گا انتہائی بدشکل ہو کر جہنم میں جہنمی رہیں گے۔

لوٹنے والی جگہ سے کیا مراد ہے؟

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَھُمْ لَاِلَی الْجَحِیْمِ پھر بیشک ان کے لوٹنے کی جگہ البتہ شعلے مارنے والی آگ ہے۔اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں تفسیر کبیر، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر مظہری، تفسیر خازن وغیرہ میں کہ جس وقت وہ پیاسے ہوں گے تو ان کو آگ سے باہر نکال کر پانی پلایا جائے گا پھر جہنم کی طرف ان کو لوٹایا جائے گا۔تو پانی جس مقام پر ہوگا وہاں آگ نہ ہوگی یہی معنی علامہ محلی رحمہ اللہ کرتے ہیں۔
دوسری تفسیر یہ ہے کہ ان کو جہنم سے نکال کر زمہریر کے طبقے میں داخل کیا جائیگا پھر جہنم میں داخل کیا جائے گا تو جہنم سے زمہریر اور زمہریر سے جہنم میں داخلے کے دوران ان کے عذاب میں کوئی وقفہ نہ ہوگا۔
اِنَّھُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَھُمْ ضَآلِّیْنَ بیشک انہوں نے پایا باپ دادا کو گمراہ فَھُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ یُھْرَعُوْنَ پس وہ ان کے نقش قدم پر دوڑ رہے ہیں۔ان کے باپ دادا گمراہ تھے اور یہ ان کے راستے پر دوڑتے رہے، ان کی پیروی کرتے رہے۔
وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَھُمْ اور البتہ تحقیق گمراہ ہو چکے ان سے پہلے اَکْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ بہت سے لوگ۔اکثریت اس وقت بھی گمراہ تھی اور آج بھی اکثریت گمراہ ہے اور قیامت تک اکثریت گمراہوں کی رہے گی۔
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں ڈرانے والے۔پیغمبر بھیجے انہوں نے پیغمبروں کی بات نہیں مانی۔پھر کیا ہوا؟ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُنْذَرِیْنَ پس دیکھ کیا ہوا انجام ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا، ان کا کیا حشر ہوا؟ جب انہوں نے پیغمبروں کی بات نہیں مانی تو اُن کو دنیا میں ہی عذاب دیا گیا اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہے۔اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو چنے ہوئے تھے وہ عذاب سے بچ گئے باقی سب تباہ و برباد ہو گئے اور نافرمانی کے انجام کو پہنچ گئے۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّیْنٰهُ

اور البتہ تحقیق پکارا ہمیں نوح علیہ السلام نے پس بہت ہی اچھے ہیں ہم دعائیں قبول کرنے والے اور ہم نے نجات دی ان کو اور ان

وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ

کے گھر والوں کو بڑی پریشانی سے اور کر دیا ہم نے ان کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے اور چھوڑا ہم نے ان کے لئے

فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی

(اچھا ذکر) پچھلوں میں سلامتی ہو نوح (علیہ السلام) پر جہان والوں میں بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ

کو بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو اور بیشک ان کے گروہ میں سے ہیں

شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ

البتہ ابراہیم علیہ السلام جس وقت آئے وہ اپنے رب کے پاس سلامتی والا دل لے کر جس وقت کہا انہوں نے اپنے والد سے

وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْکًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا

اور اپنی قوم سے کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو۔ کیا جھوٹے خدا اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جن کا تم ارادہ کرتے ہو۔ پس کیا

ظَنُّکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا

خیال ہے تمہارا رب العالمین کے بارے میں پس دیکھا انہوں نے دیکھنا ستاروں میں پس فرمایا میں بیمار ہوں پس پھر گئے

عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَکُمْ لَا

وہ لوگ ان سے پشت پھیر کر پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان کے خداؤں کی طرف پس فرمایا کیا تم کھاتے نہیں تمہیں کیا ہو گیا

تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾

تم بولتے نہیں۔ پس مائل ہوئے ان پر مارتے ہوئے قوت کے ساتھ۔ پس وہ متوجہ ہوئے ان کی طرف دوڑتے ہوئے۔

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

فرمایا کیا تم عبادت کرتے ہو ان چیزوں کی جن کو تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو۔

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ

کہا انہوں نے بناؤ ان کے لئے ایک عمارت پس ان کو ڈالو آگ کے شعلوں میں پس انہوں نے ارادہ کیا ان کے بارے میں

کَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾

ایک تدبیر کا پس کر دیا ہم نے ان (کفار) ہی کو پست۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَادٰىنَا: ہم کو پکارا، اَلْمُجِیْبُوْنَ: فریاد سننے والا، ظَنُّکُمْ: تمہارا گمان، نَظْرَةً: دیکھنا، سَقِیْمٌ: بیمار، فَرَاغَ: وہ

جا گھسا، لَا تَنْطِقُوْنَ تم بولتے نہیں ہو، یَزِفُّوْنَ: دوڑتے ہوئے، الْاَسْفَلِیْنَ: سب سے نیچے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے قوم میں منذرین (ڈرانے والے یعنی پیغمبر) بھیجے اب ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ:

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ اور البتہ تحقیق ہمیں نوح علیہ السلام نے پکارا۔ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ پس ہم بہت ہی اچھے دعائیں قبول کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اور نجات دی ہم نے نوح علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے کہ قوم کے کفر و شرک کرنے کی وجہ سے بڑی پریشانی تھی تو اللہ تعالیٰ نے قوم کو تباہ کر کے اس پریشانی سے نوح علیہ السلام اور مومنین کو نجات عطا فرمائی۔

اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کرب عظیم سے مراد طوفان ہے۔ جو سیلاب ساری دنیا میں آیا ہر شے کو تباہ کیا اور نوح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ اور جو ساتھی کشتی میں سوار تھے ان کو بچا لیا وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ اور کر دیا ہم نے ان کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے۔ سیلاب کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو مومن ساتھی تھے ان سے آگے اولاد نہیں چلی۔ اولاد صرف حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے ہوئی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ اور چھوڑا ہم نے اس کے لئے اچھا ذکر پچھلوں میں۔ آج بھی نوح علیہ السلام کا نام بڑے ادب و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ سلامتی ہو نوح علیہ السلام پر جہان والوں میں۔ ان کی بڑی خدمات ہیں اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ ظاہر بات ہے کہ پیغمبر سے بڑھ کر نیک کون ہو سکتا ہے اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ بیشک نوح علیہ السلام ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ صرف مومن ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی تھے۔ نو سو پچاس سال اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو پہنچایا۔ نو سو پچاس سال کے دن گننے پر بھی اچھا خاصا وقت لگتا ہے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے اہل کو (یعنی اُن پر ایمان لانے والوں کو) اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔ فرمایا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو۔ نہ ماننے والوں کو غرق کر دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر مبارک:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اور بیشک نوح علیہ السلام کے گروہ میں نیک بندوں اور پیغمبروں کے گروہ میں سے البتہ ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں۔

اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ جس وقت وہ آئے اپنے رب کے پاس سلامتی والا دل لے کر۔ ایسا صحیح سالم دل لے کر آئے کہ دین کی چیزوں کے بارے میں کوئی شک وتردد اس دل میں نہیں تھا۔ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے۔

وَقَوۡمِهٖ اور اپنی قوم سے مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو۔ اس قوم میں بہت پرستی بھی تھی اور کواکب پرستی بھی۔ چاند، سورج ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ اَئِفۡكًا اٰلِهَةً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِيۡدُوۡنَ کیا جھوٹے خدا بناتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جن کا تم ارادہ کرتے ہو ان کی تم پوجا کرتے ہو فَمَا ظَنُّكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ پس کیا خیال ہے تمہارا رب العالمین کے بارے میں کہتے ہیں کہ رات کا وقت تھا قوم کے افراد بیٹھے تھے شہر سے باہر کوئی تہوار منانے کے لئے پروگرام بنا رہے تھے اس میں شریک ہونے کے لئے انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دعوت دی۔ آپ ان کے ساتھ جانا نہیں چاہتے فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ پس دیکھا انہوں نے دیکھنا ستاروں میں فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ پس فرمایا بیشک میں بیمار ہوں مجھے تمہاری کواکب پرستی نے بیمار کر دیا ہے کہ کبھی آدمی فکر اور پریشانی کی وجہ سے بھی بیمار ہو جاتا ہے۔

فَتَوَلَّوۡا عَنۡهُ مُدۡبِرِيۡنَ پس پھر گئے وہ لوگ ان سے پشت پھیر کر۔ دار الخلافہ کے بت خانے میں جو شاہی بت خانہ تھا اس میں اس وقت بہتر (۷۲) بت تھے۔ سارے مشرکین تہوار منانے کے لئے چلے گئے فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمۡ پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان کے خداؤں کی طرف اور کلہاڑی بھی ساتھ لے گئے تھے۔ پہلے ان کے ساتھ مذاق کیا فَقَالَ پس فرمایا اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ کیا تم کھاتے نہیں کھیر، سویاں، قورما ٹھنڈا ہو رہا ہے کھاتے کیوں نہیں؟ مَا لَكُمۡ لَا تَنۡطِقُوۡنَ تمہیں کیا ہو گیا بولتے کیوں نہیں؟ مگر کس نے کوئی چیز کھانی تھی اور کس نے بولنا تھا۔

فَرَاغَ عَلَيۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡيَمِيۡنِ یمین کے معنی قوت کے ہیں پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان پر مارتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۸ میں ہے فَجَعَلَهُمۡ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيۡرًا لَّهُمۡ لَعَلَّهُمۡ اِلَيۡهِ يَرۡجِعُوۡنَ "پس کر ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ان میں سے جو بڑا تھا اس کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں" کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کی تحقیق تو ہوگی۔ تو اس موقع پر اس کا وجود مجھے فائدہ دے گا۔

فَاَقۡبَلُوۡۤا اِلَيۡهِ يَزِفُّوۡنَ پس متوجہ ہوئے لوگ ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے، گھبراتے ہوئے۔ اور پوچھا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ "یہ کارروائی ہمارے خداؤں کے ساتھ آپ نے کی ہے۔" فرمایا بَلۡ فَعَلَهٗ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ "اس بڑے نے کی ہو گی ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہیں تو پوچھو ان سے کس نے کی۔" قَالَ فرمایا اَتَعۡبُدُوۡنَ کیا تم عبادت کرتے ہو مَا تَنۡحِتُوۡنَ ان چیزوں کی جن کو تم خود تراشتے ہو۔ ذہنی طور پر بھی تراشے ہوئے ہیں اور ہاتھوں سے بھی تراشے ہوئے ہیں۔ یہ تمہارے خود ساختہ ہیں وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی خالق

ہے تمہارے عمل کا بھی خالق ہے۔ کائنات میں ہر شے کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ قَالُوا ان لوگوں نے کہا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا بناؤان کے لئے ایک عمارت۔ بھٹا تیار کرو آگ کا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ پھر ڈالو ان کو آگ کے شعلوں میں۔

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا پس ارادہ کیا انہوں نے ایک تدبیر کا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ پس کر دیا ہم نے اُن کفار و مشرکین کو پست اور ذلیل کیا، خوار ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن مانا بھی کوئی نہیں نہ باپ نہ ہی قوم کے لوگوں نے اس قدر بڑا معجزہ دیکھ کر ایمان واسلام قبول کیا۔

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے بیشک میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف بہ تاکید وہ میری راہنمائی کرے گا۔ اے میرے رب

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ

مجھے عطا کر نیکوں میں سے اولاد۔ پس ہم نے خوش خبری سنائی ان کو ایک لڑکے کی جو بڑا حوصلے والا تھا۔ پس جس وقت وہ پہنچا

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ

ان کے ساتھ دوڑ کی عمر کو فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے بیٹے بیشک میں نے دیکھا ہے خواب میں بیشک میں تمہیں ذبح کر رہا

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ

ہوں پس دیکھو کیا رائے ہے آپ کی انھوں نے کہا اے میرے ابا جان کر ڈالیں جس کا آپ کو حکم ہوا ہے بہ تاکید آپ پائیں

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ

گے مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو صبر کرنے والوں میں سے، پس جس وقت ہو گئے دونوں فرمابردار اور گرا دیا اس بیٹے کو پیشانی

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

کے بل، اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام، تحقیق آپ نے سچا کر دکھایا خواب بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک یہ بات البتہ یہ صریح آزمائش ہے۔ اور ہم نے فدیہ ان کو ذبح کرنے کا ایک عظیم جانور کا،

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر پچھلوں میں، سلام ہوا ابراہیم علیہ السلام پر۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو،

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو خوشخبری دی اسحاق کی علیہ السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے نیکوں میں

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى إِسْحٰقَ ۗ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

ہے، اور ہم نے برکت نازل کی ان پر اور اسحاق پر اور ان دونوں کی اولاد میں سے نیکی کرنے والے ہیں اور اپنے

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع ۳

نفس پر ظلم کرنے والے ہیں واضح طور پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَبَشَّرْنٰهُ: ہم نے اسے خوشخبری دی، اَلسَّعْیَ: چلنا پھرنا، اَلْمَنَامِ: خواب، نیند، اَذْبَحُكَ: میں ذبح کر رہا ہوں تجھے، اَسْلَمَا: دونوں نے تسلیم کر لیا، تَلَّهٗ: اس نے لٹایا اس کو، لِلْجَبِيْنِ: پیشانی کے بل، صَدَّقْتَ: تم نے سچا کر دیا اسے، فَدَيْنٰهُ: ہم نے بدلہ میں دیا اسے، بِذِبْحٍ: ذبیحہ، ذُرِّيَّتِهِمَا: ان دونوں کی نسل۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ مبارکہ ہو رہا ہے اب بھی انہیں کا حال مذکور ہے اب ان آیات میں مزید آزمائش یعنی بیٹے کے ذبح کرنے کی آزمائش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب سچا کر دکھایا:

وَقَالَ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ بیشک میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف سَيَهْدِيْنِ ضرور وہ میری راہنمائی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا عراق سے شام ہجرت کرنے کا۔ ہجرت کرنے میں یہ تین بزرگ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ (علیہا السلام) اور سگا بھتیجا حضرت لوط علیہ السلام۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اے میرے پروردگار بخش دے مجھے، مجھے عطا فرما نیکوں میں سے اولاد۔ فرمایا فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ پس ہم نے خوشخبری دی ابراہیم علیہ السلام کو ایک لڑکے کی جو بڑا حوصلے والا تھا۔ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً تیرہ برس کی ہوئی فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ پس جس وقت وہ پہنچا ان کے ساتھ دوڑ کی عمر کو، کام کاج کی عمر کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا اور پیغمبر کا خواب حقیقت ہوتا ہے۔ تو خواب کو بیٹے کی سامنے بیان فرمایا قَالَ يٰبُنَیَّ فرمایا اے میرے بیٹے! پنجابی زبان میں اس کا لفظی معنی ہے اے میری پتری! یہ پیار کا لفظ ہوتا ہے اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ بیشک میں نے خواب میں دیکھا ہے اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ بیشک میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تمہیں ذبح کروں فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ پس دیکھو کیا رائے ہے آپ کی کہ میں خواب کو پورا کروں۔ بیٹے نے فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ کہا اے میرے ابا جان! کر ڈالیں جس کا آپ کو حکم ہوا ہے سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ یہ تاکید آپ پائیں گے مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو صبر کرنے والوں میں سے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر منیٰ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ایک بزرگ صورت جس نے بڑا عمدہ لباس پہنا ہوا تھا، ملا اور بڑی ہمدردی کے انداز میں سلام کے بعد سوال کیا حضرت! کہاں جارہے ہیں؟ فرمایا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے۔ کہنے لگا حضرت! آپ کے کتنے بیٹے ہیں؟ فرمایا یہی ہے۔ کہنے لگا حضرت! کیا ایک بیٹا بھی آپ پر بوجھ ہے؟ فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ خواب کے ذریعے مجھے حکم ملا ہے۔ وہ بزرگ کہنے لگا حضرت! خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت ہوتی ہے، ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے۔ کوئی اور ہوتا تو مغالطے میں آجاتا مگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ادھر ادھر سے کنکریاں اٹھائیں اور اس نصیحت کرنے والے کو اللہ اکبر! کہہ کر ماریں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس کا حکم سب سے بڑا ہے بھاگ جا یہاں سے۔ وہ شیطان تھا۔ کچھ آگے گئے تو پھر آگیا اور کہنے لگا حضرت! کچھ سوچیں تو سہی بیٹے کو ذبح نہ کریں کچھ اور کرلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر سات کنکریاں اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر اس کو ماریں۔ آخر وہ بھی شیطان تھا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ آگے جا کر پھر کھڑا ہو گیا اور منتیں کرنا شروع کردیں کہ بیٹے کو ذبح نہ کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سات کنکریاں اٹھا کر اس کو ماریں کہ بھاگ جا، میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتا ہوں۔ آج کل جو حج کے دوران رمی کرتے ہیں یہ وہی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّآ اَسۡلَمَا پس جس وقت ہو گئے وہ دونوں فرمانبردار وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ اور گرادیا اس کو پیشانی کے بل وَنَادَيۡنٰهُ اَنۡ يّٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ اور ہم نے اس کو آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۚ تحقیق آپ نے سچا کر دکھایا خواب اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓؤُا الۡمُبِيۡنُ بیشک یہ بات البتہ صریح آزمائش ہے۔ یہ بڑا امتحان تھا اور امتحان تبھی بنتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سمجھتے تھے کہ میں نے قربانی دینی ہے اور اسماعیل علیہ السلام سمجھتے تھے کہ میں نے قربانی ہونا ہے وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ اور ہم نے ان کو فدیہ دیا بڑی قربانی کا۔

یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ایک مینڈھا قربان کیا۔ یہاں دو تفسیریں ہیں کہ وہ مینڈھا کہاں سے آیا۔ ایک یہ کہ وہ جنت سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا دوسرا یہ کہ وہ جو ہابیل نے قربانی کی تھی اس کو اللہ نے جنت سے واپس بھیجا۔ نیز یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ قیامت تک یہ سنت جاری کردی گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی عظیم الشان یاد میں امت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کیا کرے۔

وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ اور ہم نے چھوڑا ان کا اچھا ذکر پچھلوں میں۔ کتنی دنیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ محبت کرتی ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ یہ خوشخبری تو تھی اسماعیل

علیہ السلام کی اوران کی قربانی کا ذکر تھا۔

ذبیح اللہ کون ہے؟

آگے اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ اور ہم نے ان کو خوشخبری دی اسحاق علیہ السلام کی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خوشخبری اور قربانی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے ان کو خوشخبری دی اسحاق کی۔ یہ جملہ بتلا رہا ہے کہ پہلا واقعہ اور ہے اور یہ واقعہ اور ہے۔ پہلے اس لڑکے کی خوشخبری تھی، جس کو ذبح کیا گیا اور اب اس کی خوشخبری ہے جس کو ذبح نہیں کیا گیا یعنی اسحاق علیہ السلام۔ یہودی اور عیسائی اس بات پر مصر ہیں کہ قربانی حضرت اسحاق علیہ السلام کی ہوئی تھی حالانکہ یہ بات غلط ہے قرآن میں ارشاد ہے۔ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (ہود:۷۱) "اور ہم نے خوش خبری دی ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام بیٹے کی اور اسحاق کے بعد یعقوب پوتے کی۔" اب سوال یہ ہے کہ اگر بچپن ہی میں اسحاق علیہ السلام کی قربانی ہونی ہے تو پھر پوتا کہاں سے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ خوشخبری سنا رہے ہیں کہ بی بی سارہ تمہارے ہاں لڑکا ہوگا پھر تمہاری زندگی ہی میں تمہارا پوتا بھی ہوگا۔ قربانی کے حکم کے ساتھ پوتے کی خوشخبری کا کیا معنی ہے؟ بچپن میں ہی ختم ہو گئے تو پوتے کی نوبت کہاں سے آئے گی؟ لہٰذا واضح بات ہے کہ قربانی اسحاق علیہ السلام کی نہیں ہوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہوئی ہے۔

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے نیکوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر معصوم ہیں نیک ہیں وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ اور ہم نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ اور اسحاق علیہ السلام پر۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا اور ان کی اولاد میں مُحْسِنٌ اچھے کام کرنے والے ہیں وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ اور اپنی جان پر ظلم کرنے والے بھی ہیں کھلے طور پر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نیک اور ایمان دار بھی ہیں اور کفر شرک کرنے والے بدکاری کرنے والے دونوں ان میں ہوں گے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا تذکرہ کیا بھی گیا ہے۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝

اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر، اور ہم نے نجات دی ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو بڑی

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝

پریشانی سے۔ اور ہم نے ان کی مدد کی پس وہی غالب ہونے والے تھے۔ اور دی ہم نے ان دونوں کو ایک واضح کتاب،

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى

اور ہم نے راہنمائی کی ان دونوں کی صراط مستقیم کی۔ اور چھوڑا ہم نے ان دونوں کا اچھا ذکر پچھلے لوگوں میں۔ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

پر اور ہارون علیہ السلام پر، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور بیشک الیاس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے۔ جس وقت کہا انھوں نے اپنی قوم کو کیا تم ڈرتے نہیں۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سے بہتر بنانیوالے کو، اللہ جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا بھی

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

رب ہے۔ پس انھوں نے جھٹلایا اس کو پس بیشک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور ہم نے چھوڑا اس کا اچھا ذکر پچھلوں میں، سلام ہو الیاسین پر، بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ

بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور بیشک لوط علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے ہیں۔ جس وقت ہم نے نجات دی ان کو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

اور ان کے تمام گھر والوں کو۔ مگر ایک بوڑھی پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔ پھر ہلاک کر دیا ہم نے دوسروں کو،

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

اور بیشک تم البتہ گزرتے ہو تم ان پر صبح کے وقت، اور رات کو کیا پس تم سمجھتے نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَجَّيْنٰهُمَا: ہم نے ان دونوں کو نجات دی، نَصَرْنٰهُمْ: ہم نے مدد کی ان کی، اٰتَيْنٰهُمَا: ہم نے دی ان دونوں کو، الْمُسْتَبِيْنَ: واضح، هَدَيْنٰهُمَا: ہم نے ہدایت دی ان دونوں کو، بَعْلًا: بعل ایک بت کا نام، اِلْ يَاسِيْنَ: حضرت الیاس علیہ السلام پیغمبر کا نام، لَتَمُرُّوْنَ: تم گزرتے ہو۔

ربط:

اس سے قبل حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا اب ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ھارون علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ خیر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر خیر:

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر۔ وَنَجَّيْنٰهُمَا اور ہم نے ان دونوں کو نجات دی وَقَوْمَهُمَا اور ان دونوں کی قوم کو بنی اسرائیل کو بھی نجات دی مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے فرعون کے مظالم سے۔ پھر بحر قلزم کی موجوں میں فرعونیوں کو غرق کیا اور ان کو نجات دی وَنَصَرْنٰهُمْ اور ہم نے ان کی مدد کی فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ پس وہی غالب ہونے والے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کی جماعت۔

وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ اور دی ہم نے ان دونوں کو ایک واضح اور روشن کتاب توراۃ جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بھی ذمہ تھی اس کی نشر و اشاعت اور تبلیغ۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ ان دونوں کو تورات عطا کی وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور ہم نے راہنمائی کی ان دونوں کی صراط مستقیم کی۔ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ اور چھوڑا ہم نے ان کا اچھا ذکر پچھلے لوگوں میں۔ آج بھی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا نام ادب و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام پر اور ہارون علیہ السلام پر اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ نبی سے بڑا مومن کون ہو سکتا ہے؟

حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ:

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بیشک الیاس علیہ السلام پیغمبروں میں سے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام عراق میں بعلبک شہر ہے اس علاقے میں مبعوث ہوئے تھے۔ آج بھی اس شہر کا نام بعلبک ہی ہے۔

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ جس وقت کہا انھوں نے اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے کہ کفر و شرک کو چھوڑ دو۔ کفر و شرک سے کیوں نہیں بچتے؟

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کیا تم پکارتے ہو بعل کو حاجت روائی کے لیے وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ اور چھوڑتے ہو سب سے بہتر بنانے والے کو۔ اس میں اختلاف ہے کہ بعل مرد کا نام تھا یا عورت کا، اکثر تو کہتے ہیں کہ بعل مرد تھا لوگ اس کی بڑی قدر کرتے تھے اس بعل کے نام سے شہر کا نام بعلبک پڑا لوگ اس کو پکارتے تھے۔

تفسیر اتقان میں ہم نے پڑھا کہ بعل عورت کا نام تھا۔ بڑی پاک باز بڑی نیک ضرب المثل عورت تھی۔ بہر حال نیک مرد تھا یا عورت تھی اُس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کا بت بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ اللہ تعالیٰ جو تمہارا ربّ ہے اور تمہارے آباء و اجداد کا بھی ربّ ہے اُس کو چھوڑ کر اس بعل بت کی پوجا کرتے ہو۔

توحضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو سمجھایا فَكَذَّبُوْهُ پس ان لوگوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا اور معاذ اللہ تعالیٰ کہا کہ تم جھوٹے ہو فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ پس بیشک وہ البتہ دوزخ میں حاضر کیے جائیں گے سارے مجرم اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے۔ وہ دوزخ سے بچ جائیں گے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور چھوڑا ہم نے حضرت الیاس علیہ السلام کا اچھا ذکر پچھلوں میں۔ آج بھی لوگ جب نام لیتے ہیں تو الیاس علیہ السلام کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ سلام ہو الیاسین پر۔

یہاں دو تفسیریں آپ کو ملیں گی۔ تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر ابوسعد، تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ اس سے مراد الیاس علیہ السلام ہیں۔ ان کو الیاس بھی کہتے تھے ال یاسین بھی کہتے تھے جیسا طور سیناء بھی ہے طور سینین بھی ہے۔

دوسری تفسیر آپ کو یہ ملے گی کہ ال یاسین سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ:

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بیشک لوط علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے ہیں اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ جب ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے تمام گھر والوں کا اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ مگر ایک بوڑھی پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔ اس کا نام واھلہ تھا لاہوری ھا کے ساتھ۔ حضرت لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں بعض روایات میں تین کا بھی ذکر آتا ہے۔ وہ اپنے والد گرامی پر ایمان لائیں۔ لیکن باوجود ہر طرح کی وعظ و نصیحت اور تبلیغ کرنے کے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی واھلہ ایمان نہیں لائی۔

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہلاک کر دیا ہم نے دوسروں کو۔ لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ اور بیشک تم اے اہل مکہ گزرتے ہو عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ان پر صبح کے وقت وَبِالَّيْلِ اور رات کے وقت۔ مکہ والے تجارت کے لیے شام کے علاقے میں جاتے تھے اور یمن کے علاقے میں بھی جاتے تھے اور قوم لوط کے علاقوں کی طرف بھی ان کا جانا ہوتا تھا یہ علاقے آج کل اردن میں شامل ہیں تو فرمایا کہ تم عموماً وہاں سے دن رات گزرتے رہتے ہو تو اے اہل مکہ تم اس عبرت کے مقامات کو دیکھتے ہو۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں عبرت حاصل نہیں کرتے کہ پیغمبروں کی نافرمانی کا کیا نتیجہ نکلا۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

اور بیشک یونس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں۔ جب وہ تیزی سے چلے بھری ہوئی کشتی کی طرف، پس قرعہ اندازی کرائی پس وہی

الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ

تھے مغلوب ہونے والوں میں سے، پس لقمہ بنالیا ان کو ایک مچھلی نے اور وہ الزام کھائے ہوئے تھے۔ پس اگر یہ بات نہ ہوتی

مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

کہ بیشک وہ تسبیح کرنے والوں میں سے، البتہ ٹھہرتے اس مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک جس دن لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾

گے۔ پس ہم نے ان کو پھینک دیا ایک چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھے۔ اور اگایا ہم نے ان کے اوپر ایک درخت کدو کا،

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

اور بھیجا ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ زیادہ کی طرف، پس وہ ایمان لائے پس ہم نے ان کو فائدہ دیا ایک وقت تک، آپ پوچھیں

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

ان سے کیا آپ کے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔ کیا پیدا کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں اور وہ حاضر تھے

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

خبردار بیشک وہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے البتہ کہتے ہیں۔ اللہ کی اولاد ہے اور بیشک وہ لوگ البتہ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے چن لیا

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

ہے بیٹیوں کو بیٹوں، پر تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسا فیصلہ کرتے ہو، کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے کیا،

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾

تمہارے لیے کوئی دلیل ہے کھلی، پس لاؤ تم اپنی کتاب اگر ہو تم سچے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَبَقَ: وہ بھاگا، فَسَاهَمَ: وہ ان کے ساتھ قرعہ میں شریک ہوئے، اَلْمُدْحَضِيْنَ: شکست خوردگان، فَالْتَقَمَهُ: پھر نگل لیا ان کو، مُلِيْمٌ: ملامت کا مستحق، اَلْمُسَبِّحِيْنَ: تسبیح کرنے والے، فَنَبَذْنٰهُ: پھر ہم نے ڈال دیا اسے، بِالْعَرَآءِ: میدان میں، يَقْطِيْنٍ: بیلدار درخت، اَرْسَلْنٰهُ: ہم نے بھیجا اسے پیغمبر بنا کر، يَزِيْدُوْنَ: زیادہ ہوتے ہیں، شٰهِدُوْنَ: دیکھنے والے، اِفْكِهِمْ: ان کا جھوٹ، وَلَدَ: وہ اولاد والا ہے، اَصْطَفَى: کیا اس نے چن لیا، بِكِتٰبِكُمْ: اپنی کتاب (لاؤ)۔

ربط:

اس سے پہلے والی آیات میں بہت سے پیغمبروں کا تذکرہ فرمایا گیا اب ان آیات میں حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ

فرمایا جارہا ہے بعد ازاں کفار کے نامعقول عقائد کا رد فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ خیر:

حضرت یونس علیہ السلام عراق کے شہر نینوا کے لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔ جس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ عرصہ دراز تک آپ نے قوم کو تبلیغ کی لیکن قوم نے اسلام قبول نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ قوم سے کہہ دو کہ اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب مجمع میں یہ حکم سنایا تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کب تک آئے گا؟ فرمایا تین دن میں آجائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس دنوں میں آجائے گا۔ یہ یونس علیہ السلام نے اپنی طرف سے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنوں کی تعیین نہیں تھی۔ پھر از خود ہی بستی کو چھوڑ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی ہجرت کا حکم نہیں آیا تھا۔ اور دریا پر آئے۔

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بیشک یونس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ جب تیزی کے ساتھ چلے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف۔ وہ سواریوں سے بھری ہوئی تھی۔ فَسَاهَمَ پس قرعہ ڈلوایا فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ پس وہی تھے مغلوب ہونے والوں میں سے۔ کشتی سے نیچے گرادیا گیا فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ بنالیا اُن کو مچھلی نے وَهُوَ مُلِیْمٌ اور وہ الزام کھائے ہوا تھے۔ یا یہ معنی ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کررہے تھے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نکل پڑا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَوْلَآ اَنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بیشک تھے وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے۔ یعنی اگر یہ تسبیح نہ پڑھتے لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ ٹھہرتے مچھلی کے پیٹ میں اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس دن جس دن لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ یعنی اگر یہ تسبیح نہ پڑھتے تو دنیا میں آنا نصیب نہ ہوتا فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ پس پھینک دیا ہم نے ان کو ایک چٹیل میدان میں۔ عراء کہتے ہیں ایسی جگہ کو جہاں نہ کوئی دیوار ہو نہ درخت ہو خالی جگہ ہو۔ دریا کا کنارہ بھی تقریباً ایسا ہی ہوتا ہے وَهُوَ سَقِیْمٌ اور وہ بیمار تھے کمزور تھے۔ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ اور اگایا ہم نے ان پر درخت کدو کا۔ کدو کا درخت تو نہیں ہوتا بیل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت اس کو درخت بنا کر اس کے چوڑے چوڑے پتے ان پر پھیلا دیئے وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ اور بھیجا ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ زیادہ کی طرف۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار کی آبادی تھی فَاٰمَنُوْا پس وہ ایمان لائے فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ پس ہم نے ان کو فائدہ دیا ایک وقت تک۔

مشرکین عرب کے نامعقول عقائد کا ردّ:

فَاسْتَفْتِهِمْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھیں، ان سے فتویٰ اور حکم طلب کریں اَلِرَبِّکَ

الْبَنَاتُ کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا کیا ہم نے پیدا کیا ہے فرشتوں کو عورتیں وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ اور وہ حاضر تھے، دیکھ رہے تھے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا یہ موجود تھے اور دیکھ رہے تھے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ خبردار بیشک یہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے یہ بات لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں وَلَدَ اللّٰهُ ۙ اللہ کی اولاد ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور بیشک البتہ یہ جھوٹے ہیں اور ان کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ کیا چن لیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کو عَلَى الْبَنِيْنَ بیٹوں پر۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مناسب ہوتی تو بیٹے ہوتے بیٹیاں نہ ہوتیں مَا لَكُمْ ۫ تمہیں کیا ہو گیا ہے كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ کیسے فیصلہ کرتے ہو رب کے لیے اولاد ٹھہراتے ہو اور وہ بھی بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کیا تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ پس لاؤ تم اپنی کتاب اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ صفحہ کھول کر بتاؤ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ صرف باتوں سے نہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنتی ہیں نہ بیٹے۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝158

اور بنا لیا انھوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان رشتہ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن کو بیشک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝159 اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝160 فَاِنَّكُمْ وَمَا

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس چیز سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بندے جو چنے ہوئے ہیں۔ پس بیشک تم اور

تَعْبُدُوْنَ ۝161 مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝162 اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ

جن کی تم عبادت کرتے ہو، نہیں ہو تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی فتنے میں ڈالنے والے، مگر اس کو کہ وہ داخل ہونے والا ہے

الْجَحِيْمِ ۝163 وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝164 وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝165

دوزخ میں، اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی بھی مگر اس کے لیے مقام ہے معلوم، اور بیشک ہم صف بندی کرنے والے ہیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝166 وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝167 لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝168

اور بیشک ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں۔ اور بیشک وہ تھے البتہ کہتے، اگر بیشک ہوتی ہمارے پاس نصیحت پہلے لوگوں کی،

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝169 فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝170 وَلَقَدْ

البتہ ہوتے ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے، پس کفر کیا انھوں نے اس کے ساتھ پس وہ عنقریب جان لیں گے۔ اور البتہ تحقیق

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ

پہلے ہو چکی ہے ہماری بات ہمارے بندوں کے لیے جو پیغمبر تھے۔ بیشک وہی البتہ مدد کیے جائیں گے۔ اور بیشک ہمارا لشکر

الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾

البتہ وہی غالب آئے گا۔ پس آپ رخ پھیر دیں ان سے ایک وقت تک، اور آپ ان کو دیکھتے رہیں پس عنقریب وہ بھی دیکھ

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾

لیں گے کیا پس ہمارے عذاب کے بارے میں وہ جلدی کرتے ہیں۔ پس جب وہ اترا ان کے صحن میں پس بری ہے

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾

صبح ڈرائے ہوئے لوگوں کی، پس آپ ان سے اعراض کریں ایک وقت تک، اور آپ ان کو دیکھتے رہیں پس عنقریب وہ بھی

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى

دیکھ لیں گے۔ پاک ہے آپ کے رب کی ذات عزت والی ذات اس چیز سے جس کو یہ بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہے بھیجے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ ع ۱۱

ہوئے رسولوں پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَلِمَتِ: جان لیا، بِفٰتِنِيْنَ: بہکانے والے، صَالِ: داخل ہونے والا، اَلصَّآفُّوْنَ: صف باندھنے والے، اَلْمُسَبِّحُوْنَ: تسبیح کرنے والے، كَلِمَتُنَا: ہمارا قول، اَلْمَنْصُوْرُوْنَ: مدد کیے ہوئے، جُنْدَنَا: ہمارا لشکر، اَبْصِرْهُمْ: ان کو دیکھتا رہے، بِسَاحَتِهِمْ: ان کے صحن میں، صَبَاحُ: صبح، دن، اَبْصِرْ: دیکھیے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین عرب کے متعلق بتایا گیا تھا کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے ان کے اس قول کی تردید کی گئی۔ اب جنات کے ساتھ بھی کسی قسم کے تعلق اور رشتے کی ان آیات میں تردید کی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان رشتہ داری کا مطلب:

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۖ اور بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اور البتہ تحقیق جنات جانتے ہیں کہ بیشک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے دوزخ میں۔ تو جو جہنم میں جائیں گے ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز

سے جو وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے نہ اس کا بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ بیوی نہ اس کا جنات کے ساتھ رشتہ ہے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں جنات میں سے، انسانوں میں، مومن متقی ہیں وہ دوزخ سے بچالیے جائیں گے۔

اس کی ایک تفسیر تو کرتے ہیں جمہور مفسرین کرام رحمہم اللہ اور وہ بخاری کی اس روایت کے پیش نظر کرتے ہیں جو کتاب التفسیر میں ہے۔ کہ جب ان لوگوں سے کہا گیا کہ تم جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہو تو ان کی مائیں کون ہیں؟ کہنے لگے سروات الجن یعنی جو جنوں میں پریاں ہوتی ہیں وہ ان کی مائیں ہیں۔ تو اس صورت میں معنی ہوگا کہ اللہ کے درمیان اور جنوں کے درمیان رشتہ ناطہ بنایا۔ محلیؒ اور بعض دیگر اور معنی کرتے ہیں وہ جنوں سے یہاں فرشتے مراد لیتے ہیں۔ وہ ''جن'' کا لغوی معنی لیتے ہیں کہ جنھوں نے اللہ کے درمیان اور فرشتوں کے درمیان رشتہ ناطہ بنایا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنادیا۔ وہ جن کا اصطلاحی معنی نہیں لیتے بلکہ لغوی معنی لیتے ہیں کہ نگاہوں سے اوجھل ہونا کہ فرشتے ہماری نگاہ سے اوجھل ہیں۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ بیشک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ نہیں ہو تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو فتنے میں ڈالنے والے اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ مگر اس کو کہ وہ داخل ہونے والا ہے دوزخ میں۔ یعنی جو اپنے ارادے کے ساتھ دوزخ کی آگ میں داخل ہونا چاہے اس کو فتنے میں ڈال سکتے ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جبراً کوئی کسی کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو خیر وشر کی طاقت دے کر اختیار دیا ہے کہ نیکی اور بدی میں سے ایمان اور کفر میں سے جس چیز کو چاہو اپنی مرضی سے ارادے سے اختیار کرو۔

آگے فرشتوں کی زبانی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور نہیں ہے ہم فرشتوں میں سے کوئی بھی مگر اس کے لئے مقام ہے معلوم، مقرر ہے جس کے لئے جو ڈیوٹی مقرر کی ہے اور جو جگہ مقرر کی ہے اور جو کام ان کے سپرد ہوئے ہیں وہ کر رہے ہیں۔

وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور بے شک ہم صف بندی کرنے والے ہیں وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ اور بے شک ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں۔ یہ سب فرشتوں کی وہ خصوصیات بیان ہو رہی ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام دے رہے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا منشاء الٰہی کے خلاف کوئی کام نہیں ہے۔

اہل مکہ کی تمنا:

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ اور بیشک وہ مکہ والے البتہ کہتے تھے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ اگر بیشک ہوتی ہمارے پاس نصیحت پہلے لوگوں کی۔ پہلے لوگوں کی طرح نصیحت والی کتاب ہمارے پاس بھی ہوتی لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ البتہ ہوتے ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے۔

فَكَفَرُوْا بِهٖ پس انہوں نے اس نصیحت کے ساتھ کفر کیا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا اور البتہ تحقیق پہلے ہو چکی ہے ہماری بات۔ ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ہمارے ان بندوں کے لئے جو پیغمبر ہیں اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ بیشک وہی البتہ مدد دیئے جائیں گے، ان کی مدد کی جائے گی وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب آئے گا۔ یہاں پر بعض لوگوں نے یہ اشکال پیش کیا ہے کہ سارے پیغمبر تو غالب آنے والے اور بظاہر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئے کئی پیغمبروں کو شہید بھی کیا گیا۔ تو کمالین میں اس کے بہت سارے جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نصرت ان پیغمبروں کے لئے تھی جن کے لئے جہاد تھا یعنی جن پیغمبروں نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور جن کے دور میں جہاد نہیں تھا ان میں سے شہید بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا قرآن پاک پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جنہوں نے جہاد کیا ہے ان کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی چاہے وہ تھوڑے ہی کیوں نہ تھے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار و مشرکین سے اعراض کریں حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک وَّاَبْصِرْهُمْ۔ ابصر کا معنیٰ ہے امهد آپ ان کو مہلت دیں۔ اور یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ آپ ان کو دیکھتے رہیں۔ دونوں معنیٰ صحیح ہیں فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ پس عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام ہوتا ہے۔ پھر کافر کہتے تھے کہ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟

جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ کیا پس ہمارے عذاب کے بارے میں وہ جلدی کرتے ہیں فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ پس جب وہ اترا ان کے صحن میں فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ پس بری ہے صبح ڈرائے ہوئے لوگوں کی۔ ان کا حشر بہت برا ہوگا وَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں۔ ان کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک وَّاَبْصِرْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے رہیں فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ پس عنقریب وہ دیکھ لیں گے حقیقت کو سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی ذات جو عزت والی ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز سے جو یہ بیان کرتے ہیں، اس کے شریک بناتے ہیں، اولاد ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔

سُورَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ

سورۂ ص مکی سورت ہے اور حرف اس کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے۔ اس سورت کی اٹھاسی (۸۸) آیات اور پانچ (۵) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا اڑتیس (۳۸) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے بھی اس کا اڑتیسواں (۳۸) ہی نمبر ہے یعنی اس سے قبل سینتیس سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝١ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝٢ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ

ص قسم ہے قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تکبر میں ہیں اور مخالفت میں ہیں۔ کتنی ہلاک کیں ہم

قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝٣ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

نے ان سے پہلے جماعتیں پس انھوں نے پکارا، اور نہیں تھا وقت چھٹکارے کا۔ اور انھوں نے تعجب کیا اس بات پر آیا ان کے

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ

پاس ڈرانے والا ان میں سے اور کہا کافروں نے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) کیا کر دیا اس نے بہت سارے

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝٥ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا

الٰہوں کو ایک ہی الٰہ بیشک البتہ یہ عجیب چیز ہے۔ اور چلی ایک جماعت ان میں سے یہ کہ چلو تم اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر

عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ يُّرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

بیشک یہ البتہ ایک شے ہے ارادہ کی ہوئی۔ نہیں سنی ہم نے یہ بات پچھلی امت میں، نہیں ہے یہ مگر گھڑی ہوئی بات، کیا نازل کیا

اخْتِلَاقٌ ۝٧ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ

گیا اس پر ذکر ہمارے درمیان، بلکہ وہ شک میں ہیں میری نصیحت کے بارے میں، بلکہ ابھی تک نہیں چکھا انھوں نے

لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝٩

میرا عذاب، کیا ہے ان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی رحمت کے خزانے جو غالب ہے کثرت کے ساتھ دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صٓ: واللہ اعلم بمرادہ، لَاتَ: نہیں تھا، مَنَاصٍ: ہلاکت، عَجِبُوْٓا: انہوں نے تعجب کیا، کَذَّابٌ: جھوٹا، عُجَابٌ: بہت عجیب، اِنْطَلَقَ: چلے، اِمْشُوْا: چلو، یُرَادُ: مطلب کی (بات) ہے، اِخْتِلَاقٌ: بنائی ہوئی بات، عَذَابِ: میرا عذاب۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط ہے۔ کہ سورۂ صافات کے آخر میں رسالت کا ذکر تھا کہ "سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ" اوراس سورۂ ص میں بھی آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے "بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ" امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی سورۃ کے آخر میں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ کی توحید کا ذکر تھا اور آگے یہاں شرک کا رد اور توحید کا اثبات ہے۔ مجرموں نے کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا. تو اس لحاظ سے سورۂ صافات کے آخر میں توحید کا ذکر تھا اور اس سورۂ ص کے آغاز میں بھی توحید ورسالت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: کفار ومشرکین کے عقائد باطلہ کا بیان:

صٓ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام "صَبُوْرٌ" کا مخفف ہے جس کا معنی صبر اور تحمل والا ہیں وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں تکبر میں ہیں اور مخالفت میں ہیں اور بڑی باتیں کرتے ہیں۔ پہلی قوموں نے بھی تکبر اور مخالفت کی تھی پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں۔ جنہوں نے تکبر کیا، سرکشی کی، توحید کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلایا۔ پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا فَنَادَوْا تو پکارا انھوں نے۔ چیخے چلائے اپنے گناہوں کی معافی مانگی وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ اور نہیں تھا وقت چھٹکارے کا۔ خلاصی اور رہائی کا وقت گزر چکا تھا۔ یہ مکہ والے بھی تکبر اور مخالفت میں آخری پیغمبر ﷺ کی رسالت کا انکار کررہے ہیں۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ اور انھوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ ڈرانے والا انہی میں سے آیا۔

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اور کہا کافروں نے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کیا اس نے کردیا ہے سب خداؤں کو ایک خدا۔ یہ جھوٹ ہے کہ سارے معبود فارغ اور ایک اللہ تعالیٰ سارے کام کرتا ہے۔ سب سے زیادہ چبھنے والی بات یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کہ نہ لات رہا، نہ منات، نہ عزیٰ، نہ ہبل، نہ کوئی اور صرف ایک ہی الٰہ رہ گیا ہے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ بیشک یہ چیز ہے بڑی عجیب۔ آدمی کو ماحول کے خلاف جو چیز نظر آئے وہ عجیب ہی معلوم ہوتی

ہے۔ کیونکہ ان کا ماحول کفر شرک کا تھا۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اور چلی ایک جماعت ان کافروں میں سے جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکہ والوں سے کہا لا الہ الا اللہ تو روساء کفار مکہ محلے میں جا کر کہنے لگے اے نوجوانو! اَنِ امْشُوْا چلو تم گلیوں اور محلوں میں، پھیل جاؤ بازاروں میں، جاؤ جہاں لوگ اکٹھے ہوں وہاں جاؤ اور ان کو کہو وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر، اپنے خداؤں کو نہ چھوڑنا۔

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ بیشک یہ البتہ ایک شے ہے ارادہ کی ہوئی۔ یہی چیز ہماری مراد ہے کہ اپنے الٰہوں کو نہیں چھوڑنا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ نہیں سنی ہم نے بات پچھلی ملت میں۔

مِلَّةِ الْاٰخِرَةِ کی دو تفاسیر:

① ۔ ایک تفسیر یہ کہ ملت آخرہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت ہے کیونکہ پہلی ملتوں میں آخری ملت وہی تھی وہ بھی تو تین معبودوں کے قائل ہیں ایک کے تو وہ بھی قائل نہیں۔

② ۔ دوسری تفسیر یہ کہ ملۃ اخرہ سے مراد یہ ہے کہ ہماری جو پہلی ملت گزری باپ، دادا، پردادا وغیرہ ان میں بھی کوئی اس کا قائل نہ تھا تو یہ آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کہتے ہیں کہ ایک ہی معبود ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ نہیں ہے یہ بات کہ الٰہ صرف ایک ہے، لا الہ الا اللہ مگر گھڑی ہوئی۔ اپنی طرف سے سنائی ہوئی بات ہے۔ پھر عجیب بات ہے ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا کیا نازل کیا گیا ہے ذکر، نصیحت، قرآن اس پر ہمارے درمیان۔ اس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ افرادی قوت ہے ہم محروم رہ گئے ہمیں خدا نے کیوں نہیں دیکھا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ بلکہ وہ شک میں ہیں میرے ذکر قرآن پاک کے بارے میں بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ بلکہ ابھی تک نہیں چکھا انھوں نے میرا عذاب۔ جب عذاب آئے گا تو ان کو میری توحید کے انکار کا اور میرے پیغمبروں کے انکار کا مزہ آجائے گا۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ کیا ان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب ہے کثرت کے ساتھ دینے والا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے یہ تقسیم کرتے ہیں کہ جس کو چاہیں رسول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مالک الملک ومختار کل ہے جو چاہے کرے جس کو چاہے پیغمبر بنائے وہ کسی کا پابند نہیں ہے۔

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ⑩

کیا ان کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پس چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں آسمان کے راستوں

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿11﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

میں، یہ بھی ایک لشکر ہے چھوٹا سا وہاں شکست خوردہ لشکروں میں سے، جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اور قوم عاد نے

وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿12﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ۭ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿13﴾

اور فرعون نے جو میخوں والا تھا۔ اور قوم ثمود نے اور قوم لوط نے اور جنگل والوں نے یہ بڑے بڑے گروہ تھے۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿14﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً

نہیں تھے یہ سب کے سب مگر جھٹلایا پیغمبروں کو پس لازم ہو گیا میرا عذاب، اور نہیں انتظار کرتے یہ لوگ مگر ایک چیخ کا نہیں ہے

وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿15﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿16﴾

اس کے لیے کوئی وقفہ، اور کہا ان لوگوں نے اے ہمارے رب جلدی کر دے ہمارے لیے ہمارا حصہ عذاب کا حساب کے دن

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿17﴾

سے پہلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں ذکر کریں ہمارے بندے داوٗد علیہ السلام کا جو قوت والے تھے

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿18﴾

بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے۔ بیشک ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو ان کے ساتھ جو تسبیح کرتے تھے پچھلے پہر اور صبح کے

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿19﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ

وقت، اور پرندے بھی جو اکٹھے کیے جاتے تھے سب کے سب ان کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہم نے مضبوط کیا

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿20﴾ ع

ان کے ملک کو اور دی ہم نے ان کو دانائی اور فیصلہ کن خطاب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلْيَرْتَقُوْا: (تو) چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں، مَهْزُوْمٌ: شکست کھایا ہوا، ذُو الْاَوْتَادِ: میخوں والا، فَوَاقٍ: کوئی وقفہ، عَجِّلْ: جلدی دیدے، قِطَّنَا: ہمارا حساب، ذَا الْاَيْدِ: ہمت والا، اَوَّابٌ: بہت رجوع کرنے والا، الْاِشْرَاقِ: صبح کا وقت، مَحْشُوْرَةً: جمع کیے ہوئے، شَدَدْنَا: ہم نے مضبوط کیا، الْخِطَابِ: تقریر۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار و مشرکین کی زہر آلود باتوں کا تذکرہ اور ان کا جواب تھا اس جواب کا سلسلہ اب بھی ان آیات میں بھی جاری ہے اور پہلے کی جو مغضوب قومیں گزری اُن کا ذکر فرمایا گیا کہ انہوں نے بھی مانگ کر عذاب طلب کیا۔ بعد ازاں حضرت داوٗد علیہ السلام کا ذکر ہے جو بڑے صاحب جلال اور صاحب قوت بادشاہ اور رسول تھے اور اللہ کے منتخب بندے تھے۔

تفسیری نکات: اللہ کے غضب کا شکار ہونے والی قوموں کا تذکرہ:

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا ان کے لیے ہے ملک، شاہی آسمانوں اور زمین کی وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔ کیا اس میں ان کی حکومت ہے؟ اگر ایسا ہے تو فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ اسباب جمع ہے سبب کی۔ اس کا معنی ہے راستہ۔ پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمانوں کے راستوں میں اور جہاں سے وحی آتی ہے جا کر وہاں سے روک دیں اگر ان کے اختیار میں ہے تو ایسا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ جند کا معنی لشکر اور ما کا معنی چھوٹا سا۔ ایک چھوٹا سا لشکر ہے اس مقام پر مَهْزُوْمٌ شکست خوردہ مِّنَ الْاَحْزَابِ لشکروں میں سے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے پیشین گوئی فرمادی کہ کفار مکہ کو شکست ہوگی اور یہ نیست و نابود ہو جائیں گے۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے انہیں جھٹلایا۔

وَّعَادٌ اور قوم عاد نے کہ اس قوم عاد کے لیے حضرت ہود علیہ السلام تشریف لائے لیکن ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اور فرعون نے جھٹلایا جو میخوں والا تھا۔ میخوں والا اس لیے کہتے تھے کہ جس کو سزا دیتا تھا اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونکتا تھا کہ حرکت نہ کر سکے۔ اور یہ بھی لکھا ہے اس کے خیموں کو باندھنے کے لیے جو میخیں لگاتے تھے وہ سونے چاندی کی ہوتی تھیں۔ اس لیے میخوں والا مشہور ہو گیا۔ وَثَمُوْدُ اور قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا وَقَوْمُ لُوْطٍ اور قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلایا وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ اور جنگل والوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔

اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ یہی بڑے بڑے گروہ تھے جو تباہ ہوئے

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ نہیں تھے یہ سب کے سب مگر جھٹلایا انھوں نے پیغمبروں کو فَحَقَّ عِقَابِ پس لازم ہو گیا ان پر میرا عذاب۔ ان کی حرکتوں، نافرمانیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً اور نہیں انتظار کرتے یہ لوگ مگر ایک چیخ کا۔ وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا بگل پھونکنا ہے مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ نہیں ہے اس کے لیے کوئی وقفہ کہ تھوڑا سا پھونک کر سانس لے لیں بلکہ وہ لگا تار آواز ہوگی نفخہ اولیٰ کے بعد ساری مخلوق تباہ ہو جائے گی۔

وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا اے ہمارے رب جلدی کر دے ہمارے لیے قِطَّنَا قِطّ عربی زبان میں اس پکے کاغذ کو کہتے ہیں جو سرکاری احکام کے لیے ہوتا ہے۔ سمجھنے کے لیے آپ اس کو وارنٹ کہہ لیں، وارنٹ گرفتاری۔ جلدی کر دیں ہمارے وارنٹ کی یعنی ہمارا وارنٹ ہمیں دے دو۔ یہ انھوں نے استہزاء کیا کہ تم کہتے ہو قیامت ہوگی، اللہ تعالیٰ کی عدالت لگے گی، ہمارا وارنٹ ابھی ہمیں دے دو۔ قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ حساب کے دن سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر مبارک:

وَاذۡکُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذکر کریں ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کا۔ حضرت داؤد علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زبور جیسی کتاب عطا فرمائی۔ اس علاقے کا اقتدار بھی ان کو دیا۔ یہ خلیفۃ اللہ فی الارض تھے۔ ذَا الۡاَیۡدِ ۚ اید، ید کی جمع ہے ید کا معنی ہے ہاتھ۔ معنی ہوگا ہاتھوں والا یعنی اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اپنے ہاتھوں سے کمائی کرتے تھے۔ زرہ اور خود بناتے تھے۔ کافی خاندان تھا ہاتھوں سے محنت کر کے ان کو کھلاتے تھے جتنا عرصہ بھی حکمرانی کی ہے بیت المال کی رقم کو ہاتھ نہیں لگایا۔

تو ذَا الۡاَیۡدِ ۚ کا ایک معنی تو یہ کرتے ہیں اور ید کا معنی قوت کا بھی ہوتا ہے کہ عبادت میں بڑے قوی تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ رات کے تین حصے کیے ہوئے تھے۔ آدھی رات سوتے پھر دو گھنٹے جاگتے اور عبادت کرتے پھر سو جاتے تھے۔ تو بڑی قوت والے تھے اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَہٗ بیشک ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو ان کے ساتھ یُسَبِّحۡنَ جو تسبیح کرتے تھے بِالۡعَشِیِّ پچھلے پہر وَالۡاِشۡرَاقِ اور صبح کے وقت۔ جس وقت سورج چڑھتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب وہ پہاڑوں کے پاس سبحان اللہ پڑھتے تو پہاڑ بھی ساتھ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ وَالطَّیۡرَ اور پرندے بھی ان کے ساتھ اور پہاڑوں کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ مَحۡشُوۡرَۃً ؕ جمع کیے ہوئے کُلٌّ لَّہٗۤ اَوَّابٌ سب کے سب ان کی طرف رجوع کرنے والے تھے ان کے تابع تھے پہاڑ بھی، پرندے بھی۔ یہ ان کے معجزات میں سے تھا۔ وَشَدَدۡنَا مُلۡکَہٗ اور ہم نے مضبوط کیا ان کے ملک کو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت کی پوری گرفت حاصل تھی۔ بڑے منتظم تھے کیا مجال کہ چوری ڈکیتی ہو یا کوئی بدمعاش کر سکے امن وامان اور خوشحالی کا دور حکومت تھا۔ وَاٰتَیۡنٰہُ الۡحِکۡمَۃَ اور عطا کی ہم نے ان کو دانائی۔ بڑے حکیمانہ انداز میں حکومت کرتے تھے وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ اور فیصلہ کن خطاب دیا۔ ایسی دوٹوک بات کرتے تھے کہ سب کو آسانی سے سمجھ آتی تھی۔

وَہَلۡ اَتٰىکَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰی

اور کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر جھگڑا کرنے والوں کی جس وقت پھلانگی انھوں نے کمرے کی دیوار، جب داخل ہوئے

دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡہُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ خَصۡمٰنِ بَغٰی بَعۡضُنَا عَلٰی

وہ داؤد علیہ السلام کے پاس پس وہ گھبرا گئے ان سے کہا انھوں نے آپ ڈریں نہ ہم جھگڑا کرنے والے ہیں زیادتی کی ہے ہم میں

بَعۡضٍ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ وَاہۡدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ

سے بعض نے بعض پر پس آپ فیصلہ کر دیں ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ اور زیادتی نہ کریں اور ہماری راہنمائی کریں

الصِّرَاطِ ﴿22﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ

سیدھے راستے کی طرف، بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے پس اس نے

نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿23﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

کہا یہ میری کفالت میں دے دو اور غالب آ گیا ہے مجھ پر گفتگو کرنے میں، فرمایا داؤد علیہ السلام نے البتہ تحقیق اس نے زیادتی کی

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

ہے تمہارے ساتھ تمہاری دنبی مانگ کر اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے لیے اور بیشک بہت سارے شریک البتہ زیادتی

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ

کرتے ہیں بعض ان میں سے بعض پر مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے انھوں نے اچھے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿24﴾ ۩

اور یقین کر لیا داؤد علیہ السلام نے کہ بیشک ہم نے اس کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ پس انہوں نے معافی مانگی اپنے رب سے اور گر گئے

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿25﴾

رکوع میں اور رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پس ہم نے معاف کر دیا ان کا یہ قصور اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں مرتبہ ہے

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

اور اچھا ٹھکانا۔ اے داؤد علیہ السلام بیشک ہم نے بنایا ہے آپ کو خلیفہ زمین میں پس فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ

اور نہ پیروی کریں خواہش کی پس یہ خواہش آپ بہکا دے گی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بیشک وہ لوگ جو بہک جاتے ہیں

سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿26﴾ ع ٢

اللہ تعالیٰ کے راستے سے ان کے لیے عذاب ہے سخت اس لیے کہ بھلا دیا انھوں نے حساب کے دن کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْخَصْمِ: اہل مقدمہ، تَسَوَّرُوْا: انہوں نے پھلانگی، لَا تُشْطِطْ: بے انصافی نہ کر، تِسْعُوْنَ: نوے، نَعْجَةٌ: دنبی، اَكْفِلْنِيْهَا: اسے میرے حوالے کر، عَزَّنِيْ: مجھ پر غالب آجاتا ہے، ظَلَمَكَ: اس نے تجھ پر ظلم کیا، بِسُؤَالِ: درخواست کے ساتھ، نَعْجَتِكَ: تیری دنبی، نِعَاجِهٖ: اس کی دنبیاں، اَلْخُلَطَآءِ: شرکاء، لَيَبْغِيْ: وہ زیادتی کرتا ہے، فَتَنّٰهُ: ہم نے آزمایا اس کو، رَاكِعًا: رکوع کرتے ہوئے، فَغَفَرْنَا: (تو) ہم نے بخش دیا، فَيُضِلَّكَ: (تو) وہ بھٹکا دے گا تجھے،

يَضِلُّوْنَ: (جولوگ) بھٹکتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر کیا جارہا ہے زیر نظر آیات میں بھی انہی کا ذکر خیر چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت داؤد علیہ السلام کو لطیفانہ تنبیہ:

مستدرک حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ اور دانائی عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے منتظم تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چوبیس گھنٹے عبادت کے لیے تقسیم کر رکھے تھے۔ اس طرح کہ آدھا گھنٹہ ایک بی بی عبادت کرے گی، آدھا گھنٹہ دوسری، آدھا گھنٹہ تیسری اور سحری کے وقت خود عبادت کریں گے۔ چوبیس گھنٹے میں کوئی گھڑی ایسی نہیں تھی کہ جس میں ان کے گھر ذکر و عبادت نہ ہوتی ہو۔ اپنے اس حسن انتظام پر کچھ نازاں ہوئے کہ میرے گھر میں چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ناز کرنا پسند نہ آیا کہ ایسا فخر کرنا پیغمبر کی شان کے لائق نہیں ہے پھر یوں ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گھر کے صحن میں عبادت میں مشغول تھے۔ ان کے گھر کی دیوار پھلانگ کر کچھ لوگ اندر آگئے حالانکہ دیوار کافی بلند تھی اور باہر چوکیدار بھی تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس بات سے گھبرائے کہ یہ لوگ دروازے سے کیوں نہیں آئے۔ اتنی بلند دیواریں پھلانگ کر آئے ہیں چوکیدار اور پہرے دار کہاں گئے۔

یہ ہوا کیا؟ اس پریشانی میں اس وقت کی عبادت اور وظیفہ تسبیحات بھی ذہن سے نکل گئیں اور ان آنے والوں نے کہا حضرت! ہم دو فریق ہیں ہماری بات سنیں!

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اور کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر جھگڑا کرنے والوں کی اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ جس وقت پھلانگی انھوں نے دیوار عبادت خانے کی۔ محراب کا معنی کمرہ۔ جس کمرے میں وہ عبادت کرتے تھے اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ جب وہ داخل ہوئے داؤد علیہ السلام کے پاس فَفَزِعَ مِنْهُمْ پس وہ گھبرائے ان سے داؤد علیہ السلام ان کو دیکھ کر گھبرا گئے کہ یہ دیوار پھلانگ کر اندر کیوں آئے ہیں پہرے دار کہاں گئے؟ اور وہ بھی سمجھ گئے کہ داؤد علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے ہیں قَالُوْا کہنے لگے لَا تَخَفْ ۚ آپ خوف نہ کریں۔ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ ہم جھگڑا کرنے والے ہیں زیادتی کی ہے ہم میں سے بعض نے بعض پر۔ ہم دو فریق ہیں ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ہمارے درمیان فیصلہ کریں حق کے مطابق وَلَا تُشْطِطْ اور زیادتی نہ کریں وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ اور ہماری راہنمائی کریں سیدھے راستے کی طرف۔ یہ آنے والے اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے۔

اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ ۣ بیشک یہ میرا بھائی ہے دینی لحاظ سے لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ اور میرے پاس ایک دنبی ہے فَقَالَ پس اس نے کہا اَكْفِلْنِيْهَا وہ بھی میری کفالت میں دے دو

وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آجاتا ہے۔ جب بات کرتا ہے تو سخت کرتا ہے میرا لحاظ نہیں کرتا یا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ بڑا باتونی ہے اور اپنی باتوں سے میری ایک نہیں چلنے دیتا ہے اور مجھ پر حاوی ہوجاتا ہے قَالَ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ البتہ تحقیق اس نے زیادتی کی ہے تیرے ساتھ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ تمہاری دنبی مانگ کر اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے لئے۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ اور بیشک بہت سارے شریک لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ البتہ زیادتی کرتے ہیں بعض ان میں سے بعض پر اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں اچھے لیکن وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ کسی کے ساتھ شریک بھی ہوں قولاً عملاً زیادتی بھی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل حق فرمایا ہے وَظَنَّ دَاوٗدُ اور یقین کر لیا داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کہ بیشک ہم نے ان کو آزمائش میں ڈالا ہے کہ انھوں نے اپنے حسن انتظام پر فخر و ناز کیا تھا کہ میرے گھر میں چوبیس گھنٹے عبادت ہوتی ہے کوئی وقت خالی نہیں ہوتا۔ اب سمجھ گئے کہ یہ سارا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ پس انہوں نے معافی مانگی اپنے رب سے کہ اے پروردگار! میں نے جو اپنے حسن انتظام پر فخر کیا تھا وہ کچھ نہیں سارا آپ کی توفیق سے ہے۔

وَخَرَّ رَاكِعًا اور گر گئے رکوع میں وَّاَنَابَ اور رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ سجدے والی آیت ہے جس جس نے سنی ہے اور پڑھی ہے اس پر سجدہ لازم ہوگیا ہے۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ پس ہم نے بخش دیا ان کو ذٰلِكَ ؕ یہ قصور۔ حسن انتظام پر ناز کرنے والا وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى اور بیشک داؤد علیہ السلام کا ہمارے ہاں بڑا مقام ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانا ہے يٰدَاوٗدُ اے داؤد علیہ السلام اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ بیشک ہم نے بنایا ہے آپ کو زمین میں خلیفہ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ پس فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ۔ حق والا فیصلہ کریں وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اور خواہش کی پیروی نہ کریں فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ پس یہ خواہش آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے گی۔ کبھی بھی اپنی ذات پر اعتماد نہ کریں بلکہ کہو کہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جو بہک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ کیوں؟ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ اس لیے کہ بھلا دیا انھوں نے حساب کے دن کو۔ اس کی تیاری نہیں کی اس لیے سزا ہوگی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بے کار یہ خیال ہے ان لوگوں کا جو کافر ہیں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿27﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں آگ میں، کیا ہم کردیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کیے انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿28﴾ كِتٰبٌ

اچھے ان لوگوں کی طرح جو فساد مچاتے ہیں زمین میں یا ہم کردیں گے پرہیزگاروں کو فاسقوں کی طرح، یہ کتاب ہے جس کو ہم

اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿29﴾

نے نازل کیا آپ ﷺ کی طرف برکت والی ہے تاکہ غور وفکر کریں اس کی آیات میں اور تاکہ عقل مند لوگ نصیحت حاصل

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿30﴾ اِذْ عُرِضَ

کریں، اور عطا کیا ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام بہت اچھے بندے تھے بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے۔ جس وقت پیش

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿31﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ

کیے گئے اس پر پچھلے پہر اصیل گھوڑے تیز رفتار۔ پس انھوں نے فرمایا بیشک میں نے محبت کی مال کی محبت اپنے رب کی یاد کے

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿32﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿33﴾

لیے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگئے پردے کے پیچھے۔ لوٹاؤ ان کو مجھ پر پس لگ گئے وہ جھاڑنے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو،

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿34﴾

اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا سلیمان علیہ السلام کو اور ہم نے ڈال دیا ان کی کرسی پر ایک دھڑ پھر اس نے رجوع کیا۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿35﴾

کہا اے میرے رب مجھے بخش دے اور عطا کر مجھے ایسا ملک جو نہ لائق ہو کسی کے لیے میرے بعد بیشک آپ ہی دینے والے

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿36﴾

ہیں۔ پس تابع کیا ہم نے ان کے ہوا کو وہ چلتی تھی ان کے حکم کے ساتھ نرم نرم جہاں وہ جانا چاہتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَالْفُجَّارِ: بدکاروں کی طرح، عُرِضَ: پیش کیے گئے، الصّٰفِنٰتُ: موٹے تازے، الْجِيَادُ: تیز رو عمدہ گھوڑے،

تَوَارَتْ: چھپ گیا، فَطَفِقَ: وہ شروع ہوا، مَسْحًا: ہاتھ پھیرنا، بِالسُّوْقِ: پنڈلیوں پر، رُخَاۗءً: نرمی سے۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب ان آیات میں اُسی آخرت کے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ اگر آخرت نہ آئے تو پھر یہ دنیا کا جو نظام ہے یہ اللہ تعالیٰ کیوں بناتا۔ لازمی امر ہے کہ کالج، یونیورسٹی یا دینی مدارس وغیرہ میں بھی پڑھنے کے بعد ایک دن نتیجہ ہوتا ہے جس میں پاس یا فیل کا بتایا جاتا ہے تو یہ دنیا بھی امتحان گاہ ہے اور آخرت اس کا نتیجہ بتانے کا

دن ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کی ضرورت:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بے کار۔

اس کو بے کار کون سمجھتے ہیں؟ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ یہ خیال ہے ان لوگوں کا جو کافر ہیں فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں آگ میں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کیا ہم کردیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انھوں نے عمل کیے اچھے كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ان لوگوں کی طرح جو زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ کیا نیک اور بد کا کوئی فرق نہیں نکلے گا؟ ایک طرف شریف ہیں دوسری طرف غنڈے، بدمعاش اور فسادی ہیں ان کا کوئی فرق نہیں نکلے گا اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم کردیں گے پرہیز گاروں کو فاسق فاجروں کی طرح۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ دیکھو! دنیا میں کتنے نیک ہیں کہ ان کو دنیا میں نیکی کا بدلہ پورا نھیں ملا اور ملا ہے تو بہت تھوڑا۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ یہ کتاب جس کو نازل کیا ہم نے آپ کی طرف اے نبی کریم ﷺ مُبٰرَكٌ برکت والی ہے اس کو باوضو ہاتھ لگانا بھی ثواب ہے اس کو پڑھنا بھی ثواب ہے اس کو سمجھنا بھی ثواب ہے اس کو دیکھنا بھی ثواب ہے اور اتاری اس لیے کہ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ تاکہ قرآن پاک کی آیات پر غور کریں اور سمجھیں، اس کی ایک ایک آیت سمجھنے کا ثواب ہزار آیت کے بغیر ترجمے کے پڑھنے سے زیادہ ہے۔ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور تاکہ نصیحت حاصل کریں عقل مند۔ اور نصیحت سمجھنے سے حاصل ہوگی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنے گھوڑوں کا معاینہ کرنا:

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۚ اور عطا کیا ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام جیسا جلیل القدر فرزند، نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ بہت اچھے بندے تھے، اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ وہ رجوع کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف، باپ بیٹا دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے دونوں کو نبوت کے ساتھ ساتھ خلافت بھی عطا فرمائی حضرت داؤد علیہ السلام کے کل انیس بیٹے تھے جن میں سلیمان علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بیشمار خوبیوں سے نوازا تھا۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ جب پیش کیے گئے آپ پر پچھلے پہر نہایت ہی عمدہ اصیل گھوڑے تیز رفتار۔ صفن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو عام طور پر اپنے تین پاؤں پر وزن ڈالتا ہے اور چوتھے پاؤں کا صرف اگلا پنجہ زمین پر رکھتا ہے۔ نسلی طور پر یہ گھوڑے کے عمدہ ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے اصطبل میں اس قسم کے ہزاروں گھوڑے تھے جو جہاد میں استعمال ہوتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ ان کی دیکھ بھال خود

کرتے تھے۔ یہ گھوڑے آپ کی خدمت میں پچھلے پہر پیش کیے گئے آپ ان کے معاینے میں مصروف تھے کہ کسی گھوڑے میں کوئی نقص تو نہیں آ گیا۔ گھوڑوں کے معاینے میں اس قدر محو ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور نماز کا وقت جاتا رہا۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے فَقَالَ پس فرمایا اِنِّیۡۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَیۡرِ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّیۡ ۚ بیشک میں نے محبت کی مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے حَتّٰی تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے پردے کے پیچھے کہ گھوڑے جہاد میں کام آتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال اور تربیت بھی جہاد ہی کا حصہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ذکر الٰہی فوت ہو جانے پر پریشانی نہیں ہوئی کہ جہاد کی تیاری میں ذکر الٰہی کا فوت ہو جانا کوئی خاص حرج والی بات نہیں ہے۔

چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے خادموں کو حکم دیا رُدُّوۡهَا عَلَیَّ ؕ لوٹاؤ ان کو مجھ پر۔ ان گھوڑوں کو واپس میرے پاس لاؤ۔ پس جب ان کو واپس لایا گیا فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَ الۡاَعۡنَاقِ پس وہ لگ گئے جھاڑنے ان کی پنڈلیوں کو اور گردنوں کو۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام کو جہاد میں کام آنے والے عمدہ قسم کے گھوڑوں سے محبت تھی اس لیے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر محبت اور شفقت سے ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ جب گھوڑوں کی دیکھ بھال میں سلیمان علیہ السلام سے عبادت کا فریضہ قضا ہو گیا تو آپ کو سخت رنج ہوا اور کہنے لگے کہ میں نے مال کی محبت کو ذکر الٰہی پر ترجیح دی ہے۔ اپنے آپ کو ملامت کی کہ ان سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ تو ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے کاٹنا شروع کر دیا کہ مسح کا معنیٰ قطع کرنا بھی آتا ہے کہ ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے فرض عبادت رہ گئی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ان شاء اللہ کہنا بھول جانا:

وَ لَقَدۡ فَتَنَّا سُلَیۡمٰنَ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا سلیمان علیہ السلام کو وَ اَلۡقَیۡنَا عَلٰی کُرۡسِیِّهٖ جَسَدًا اور ہم نے ڈال دیا ان کی کرسی پر ایک دھڑ ثُمَّ اَنَابَ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے فوجیوں نے کچھ سستی کی تو وہ سخت دل برداشتہ ہوئے قسم اٹھائی کہ میں رات اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا وہ حاملہ ہوں گی ان سے بچے پیدا ہوں گے میرے گھر کی فوج بن جائے گی۔ مگر قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اور اس کے ہاں بھی ایک ادھورا سا بچہ پیدا ہوا جسے لا کر آپ کے تخت پر ڈال دیا گیا تاکہ آپ جان لیں کہ آپ کی قسم کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی لغزش کا احساس ہوا اور پروردگار کی طرف رجوع کیا اور معاف مانگی۔ اور صحیح حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر سلیمان علیہ السلام قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیتے تو سو کی سو بیویوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے۔ قَالَ سلیمان علیہ السلام نے کہا رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ اے میرے رب مجھے معاف کر دے وَ هَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ ۚ اور عطا کر مجھے ایسا ملک جو نہ لائق ہو کسی کے لیے میرے بعد اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ بیشک آپ ہی دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی دعا

قبول فرمائی اور بے مثال سلطنت عطا فرمائی انسانوں پر، جنوں پر اور پرندوں پر حکومت عطا فرمائی۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ پس تابع کر دیا ہم نے ان کے لیے ہوا کو تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً وہ چلتی تھی اُن کے حکم کے ساتھ نرم نرم۔ اور اس ہوا کے ذریعے حَيْثُ أَصَابَ جہاں بھی جانا چاہتے تھے بہ حفاظت سرعت کے ساتھ بآسانی پہنچ جاتے تھے۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿37﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿38﴾

اور تابع کیا شیاطین کو ان میں سے ہر ایک عمارت بنانے والا اور غوطہ لگانے والا، اور بہت سارے دوسرے جو جکڑے ہوئے

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿39﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى

تھے بیڑیوں میں یہ، ہماری عطا ہے پس تم احسان کرو یا روک دو بغیر حساب کے، اور بیشک اس کے لیے ہمارے ہاں البتہ مرتبہ

وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿40﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ ع

ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اور تذکرہ کریں آپ ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا جب پکارا اس نے اپنے رب کو بیشک مجھے پہنچائی

الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿41﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿42﴾

شیطان نے تکلیف اور ایذا، مارو اپنے پاؤں کو زمین پر یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے لیے ٹھنڈا اور پینے کے لیے،

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي

اور عطا کیے ہم نے ان کو ان کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے مہربانی کرتے ہوئے اور نصیحت ہے

الْاَلْبَابِ ﴿43﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ

عقل مندوں کے لیے، اور پکڑ لو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا گٹھا پس مارو اس کے ساتھ اور حانث نہ ہو بیشک پایا ہم نے ان کو صبر

صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿44﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ

کرنے والے اچھے بندے تھے بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے۔ اور تذکرہ کریں آپ ہمارے بندوں کا ابراہیم علیہ السلام اور

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿45﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ

اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کا جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔ بیشک ہم نے ان کو ممتاز کیا ایک چنی ہوئی بات کے

ذِكْرَى الدَّارِ ﴿46﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿47﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

ساتھ جو اس گھر کی یاد ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے لوگوں میں سے ہیں۔ اور یاد کریں اسماعیل علیہ السلام کو اور یسع علیہ السلام

وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿48﴾

کو اور ذوالکفل علیہ السلام کو یہ سارے خوبی والے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَنَّآءٍ: تعمیر کرنے والے، عَطَآؤُنَا: ہمارا عطیہ، فَامْنُنْ: احسان لگاؤ، بِنُصْبٍ: تکلیف کے ساتھ، اُرْكُضْ: مارتو، بِرِجْلِكَ: اپنے پاؤں کو، مُغْتَسَلٌ: نہانے کا پانی، بَارِدٌ: ٹھنڈا، ضِغْثًا: تنکوں کا ایک مٹھا، لَا تَحْنَثْ: قسم نہ توڑ، وَجَدْنٰهُ: ہم نے پایا اسے، اَخْلَصْنٰهُمْ: ہم نے مخصوص کیا ان کو، الْمُصْطَفَيْنَ: منتخب لوگ، الْاَخْيَارِ: سب سے اچھے۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر احسانات کا تذکرہ فرمایا تھا ان آیات میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا جارہا ہے اور بعد ازاں حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا تذکرہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات:

وَالشَّيٰطِيْنَ اور ہم نے شیطانوں (جنات) کو بھی آپ کے تابع کیا كُلَّ بَنَّآءٍ جن میں سے ہر ایک عمارتیں بنانے والا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ذریعے بڑی بڑی عمارتیں بنواتے۔

وَّغَوَّاصٍ ان میں غوطہ خور جنات بھی تھے جو سمندر کی گہرائیوں سے قیمتی موتی اور ضرورت کی دوسری چیزیں نکال لاتے تھے وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ اور بہت سارے دوسرے جنات وہ تھے جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام شرارتی جنوں کو سزا کے طور پر قید بھی کر دیتے تھے۔ بہر حال جنات بھی سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہوتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هٰذَا عَطَآؤُنَا یہ سب کچھ ہماری طرف سے تمہیں عطا ہوا ہے اب آپ کے اختیار میں ہے فَامْنُنْ پس تم احسان کرو جس پر چاہو تقسیم کر کے اَوْ اَمْسِكْ یا روک لو جس سے چاہو، کچھ نہ دیں۔ آپ جس طرح کریں آپ کو اختیار ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے یعنی اس تقسیم پر آپ سے قیامت والے دن کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى اور بیشک ان کا ہمارے ہاں بہت بڑا مرتبہ ہے۔ ہمارے انعامات دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کا بہت بڑا حصہ ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور بہت اچھا ٹھکانا ہے آخرت میں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کریں ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو، حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب ایسے ہے۔ ایوب بن عوص بن عیس بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مال و دولت اور

اولاد سب سے نوازا تھا۔ ایک دن گھر میں دعوت تھی اُس دعوت میں حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی شریک نہ تھیں باقی سب اولاد بیٹھی ہوئی کھانا کھا رہی تھی کہ مکان کی چھت گر گئی اور سب نیچے آ کر مر گئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو اس بات سے بہت غم ہوا اور اسی صدمے سے بیمار ہو گئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بیماری میں تیرہ سال مبتلا رہے ۔گھر کا سب مال واسباب بھی ختم ہو گیا۔ ان کی بیوی لوگوں کے گھروں میں جا کر کام کرتی اور ان کے علاج کے لیے دوا دارو کھانے کا بندوبست کرتی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو اس آزمائش میں کیوں مبتلا کیا گیا تفاسیر میں لکھا ہے کہ کسی مظلوم نے آپ سے مدد مانگی حضرت ایوب علیہ السلام اس کی طرف توجہ نہ کر سکے اس کی وجہ سے آزمائش میں ڈالے گئے۔ ایک تفسیر میں ہے کہ گھر میں کھانا کھا رہے تھے ساتھ ہی ہمسایہ بھوکا تھا۔ ویسے تو یہ معمول تھا کہ ہمسایوں کے گھر کھانا بھجواتے تھے لیکن اُس دن یاد نہ رہا۔ ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ گھر کے دروازے پر کسی سائل نے آ کر سوال کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول تھے۔ سائل کی طرف توجہ نہ ہوئی اس وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔ باقی یہ بالکل غلط بات ہے کہ جسم میں ان کے کیڑے پڑ گئے تھے اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو ایسی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں میں نفرت اور عار کا سبب بنے۔

آپ کی زوجہ رحمت بی بی بڑی باوفا تھی محنت مشقت کر کے خود بھی کھاتی ان کو بھی کھلاتی۔ وفا شعار بیوی نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ ایک روز کام کاج سے فارغ ہو کر وہ بی بی گھر آ رہی تھی کہ ایک جگہ مجمع لگا ہوا تھا اس میں ایک حکیم کھڑا لوگوں کو گولیاں، پڑیاں دے رہا تھا۔ یہ بھی جا کر کھڑی ہو گئی اور کہا کہ میرا خاوند بیمار ہے اُس کے لیے دوائی دے دو۔ وہ حکیم کہنے لگا بی بی! میں نے کوئی پیسا نہیں لینا یہ دوائی مفت لے کر جاؤ مگر اتنی بات کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ وہ بناوٹی حکیم ابلیس لعین تھا۔ بی بی پڑیاں لے کر گھر گئی اور کہا کہ حکیم نے دوائی مفت دی ہے اور کہا ہے کہ بس اتنا کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو اس جملے پر غصہ آیا کہ یہ کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ غصے میں فرمایا میں تجھے سو لاٹھیاں ماروں گا ابلیس کو اتنی جرأت ہوگئی ہے کہ وہ میرے ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ جس وقت پکارا انہوں نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ بیشک مجھے پہنچائی ہے شیطان نے تکلیف اور ایذا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے لیے ٹھنڈا اور پینے کے لئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام جوانوں کی طرح ہو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ لوگوں کے گھروں میں کام کر کے واپس آئی تو آپ کو پہچان نہ سکی۔ کہنے لگی یہاں میرے بیمار اور کمزور خاوند تھے؟ فرمایا میں ہی ہوں ایوب علیہ السلام پیغمبر۔ اللہ تعالیٰ نے تن درستی

دی ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور عطا کیے ہم نے ان کو ان کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ۔

ایک روایت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسی اولاد کو زندہ کیا اور اتنے بچے اور دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دی پہلے سات بیٹے تھے اب چودہ عطا فرمائے۔ تین بیٹیاں تھیں اب چھ دے دیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے تو اوپر سے سونے کی مکڑیاں گر رہی تھیں۔ ڈھیر لگ گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جلدی جلدی کپڑے سے جمع کرنا شروع کیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اَلَمْ اَكُنْ اُغْنِيْكَ "اے ایوب علیہ السلام میں نے آپ کو غنی نہیں کیا مال کے ساتھ۔" کہنے لگے اے پروردگار! جب آپ دینے والے ہیں تو پھر میں کیوں نہ لوں۔ یہ روایت بخاری شریف کی ہے۔ فرمایا رَحْمَةً مِّنَّا اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا وَذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ اور نصیحت ہے عقل مندوں کے لئے۔ اب تن درستی کے بعد قسم بھی پوری کرنا تھی اور یہ فکر بھی تھی کہ باوفا بیوی ہے جس نے اتنی بیماری میں میرا ساتھ دیا ہے، میری خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں سو تنکوں کا ایک جھاڑو لے کر ایک ہی بار ماردیں آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلا دیا۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا اور پکڑ لو اپنے ہاتھوں سے تنکوں کا گٹھا فَاضْرِبْ بِّهٖ پس مارو اس کے ساتھ ایک ہی دفعہ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اور قسم میں جھوٹے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ بیشک پایا ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کو صبر کرنے والا۔ انھوں نے طویل عرصہ تک تکلیف اٹھائی مگر حرف شکایت زبان پر نہ آیا نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ وہ بہت ہی اچھے بندے تھے اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

کچھ مزید انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ:

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اور آپ ذکر کریں ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا۔ اسحاق علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یعقوب علیہ السلام پوتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اُولِی الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ وہ ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے کہ جائز کام کرتے تھے اور منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے تھے اور جو اس طرح کریں وہی اصل میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ اور جو لوگ ان اعضا کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کرتے وہ گویا کہ ان اعضاء سے محروم ہیں۔ فرمایا اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ بیشک ہم نے ان کو ممتاز کیا ایک چنی ہوئی بات کے ساتھ اور آخرت کے گھر کی یاد۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا دل ایک لحہ بھی آخرت کے گھر کی یاد سے خالی نہیں ہوتا اور انھیں ہمیشہ اسی گھر کی فکر رہتی ہے۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہر گناہ سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی عصمت کی دوسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ

الْاَخْيَارِ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک منتخب اور اچھے لوگوں میں سے ہیں۔

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ اور آپ ذکر کریں اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہ السلام کا وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ یہ سارے خوبی والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی نبوت عطا فرمائی اور رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعات تو مشہور ہیں الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین بنے تھے ان پر بڑی مصیبتیں آئیں جن کو انھوں نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اور ذوالکفل نے کسی شخص کی ضمانت دی تھی جس کی بنا پر ان کو چودہ سال یا اس سے زیادہ عرصہ جیل میں گزارنا پڑا اس وجہ سے یہ ان کا لقب پڑ گیا۔ نام کچھ اور تھا۔ بعض مفسرین ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے دور کے ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کر دیتے تھے مگر انھوں نے ایک سو انبیاء کرام کو پناہ دی اور ان کی کفالت کی اس لیے آپ کا لقب ذوالکفل پڑ گیا۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾

یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیز گاروں کے لیے البتہ اچھا ٹھکانا ہے۔ باغات ہیں رہنے کے ان کے لیے دروازے کھلے ہوئے ہیں

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اس میں طلب کریں گے اس میں پھل بہت سے اور پینے کی چیزیں، ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہ

الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ

رکھنے والیاں ہم عمر، یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا حساب کے دن، بیشک یہ البتہ ہمارا رزق ہے نہیں ہے اس کے لیے

نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

ختم ہونا۔ یہ ایسا ہی ہوگا اور بیشک سرکشوں کے لیے البتہ برا ٹھکانا ہے۔ وہ دوزخ ہے داخل ہوں گے وہ اس میں پس بہت ہی

الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا

بری جگہ ہے۔ اس کو پس وہ اس کو چکھیں گے وہ گرم پانی ہوگا اور پیپ، اور مزید بھی اس کے ساتھ ملتا جلتا مختلف قسم کا، یہ ایک

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾

فوج ہے داخل ہو رہی ہے تمہارے ساتھ نہ خوش آمدید ہو گی ان کے لیے بیشک وہ داخل ہونے والے ہیں دوزخ کی آگ میں

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

وہ کہیں گے بلکہ تمہارے لیے خوش آمدید نہ ہو تم نے اس کفر کو پیش کیا تھا ہمارے سامنے پس برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہیں گے

رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا

اے رب ہمارے جس نے پیش کیا ہے ہمارے لیے یہ پس آپ اس کے لیے زیادہ کریں دگنا عذاب آگ میں، اور وہ کہیں

مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ

گے ہمیں کیا ہوگیا ہے ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جن کو ہم شمار کرتے تھے شریر کیا۔ بنایا ہم نے ان کو ٹھٹھا یا

عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع ۲۲ ۱۲

آنکھیں ان سے چوک کہہ رہی ہیں بیشک یہ البتہ حق ہے آپس میں جھگڑا کرنا دوزخیوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُفَتَّحَةً: کھلے ہوئے، اَتْرَابٌ: ہم عمر، لَرِزْقُنَا: ہمارا دیا ہوا، نَفَادٍ: ختم ہونا، فَلْيَذُوْقُوْهُ: پس وہ چکھیں اس کو، غَسَّاقٌ: پیپ، شَكْلِهٖ: اس کی جیسی، فَوْجٌ: گروہ، مُقْتَحِمٌ: گھسنے والا، لَا مَرْحَبًا: ان کے لیے خوش آمدید نہیں ہے، صَالُوْا: داخل ہونے والے، قَدَّمْتُمُوْهُ: تم آگے لائے ہو اس کو، فَزِدْهُ: (پس) زیادہ دو اس کو، نَعُدُّهُمْ: ہم شمار کرتے تھے ان کو، الْاَشْرَارِ: برے لوگ، اَتَّخَذْنٰهُمْ: کیا ہم نے بنالیا تھا انہیں، تَخَاصُمُ: بڑائی جھگڑا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں کا ذکر فرمایا یعنی پیغمبروں کا ذکر فرمایا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان پرہیز گاروں کے لیے ہی جنت کا ٹھکانہ ہے اور پیغمبروں کے علاوہ دیگر متقین بھی ان شاء اللہ اپنے اپنے درجے اور مقام کے لحاظ سے جنت میں ہوں گے۔ اور بعد ازاں اہل جہنم کا کسی طرح جہنم میں داخلہ ہوگا اُسے بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: متقی لوگوں کی جنت کا احوال:

هٰذَا ذِكْرٌ یہ نصیحت ہے پیغمبروں کا ذکر کرنا وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ اور بیشک پرہیز گاروں کے لیے البتہ اچھا ٹھکانا ہے۔ جنت میں پیغمبروں کا مقام تو بہت بلند ہوگا اور دوسرے متقین اپنے اپنے درجے کے اعتبار سے جنت میں ہوں گے۔ وہ اچھا ٹھکانا کیا ہے؟ فرمایا جَنّٰتِ عَدْنٍ وہ ہمیشہ رہنے کا باغ ہیں مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ان کے دروازے کھلے ہوں گے یعنی ان متقیوں کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہوں گے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اس میں کرسیوں پر۔ سورۃ مطففین پارہ ۳۰ میں ہے عَلَى الْاَرَآئِكِ "آرام دہ کرسیوں پر ہوں گے۔" جو گھومنے والی ہوتی ہیں جدھر کا ارادہ کریں گے ادھر پھر جائیں گی۔ پھیرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ٹیک لگا کر مزے سے بیٹھیں گے يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ طلب کریں گے ان جنتوں میں پھل کثرت کے ساتھ۔ سورۃ الدھر پارہ ۲۹ میں ہے وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ "اور ان کے سامنے پھریں گے بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا جب تو ان کو دیکھے گا تو بکھرے

ہوئے موتیوں جیسا خیال کرے گا۔ جس طرح حوریں جنت کی مخلوق ہیں اسی طرح یہ چھوٹے خدمت گار بچے بھی وہاں کی مخلوق ہوگی موتیوں کی طرح خوب صورت۔ وہ پلیٹوں میں پھل ڈال کر سامنے لاکر رکھیں گے جس پھل کے لیے جس کا جی چاہے کھائے وَشَرَابٍ اور پینے کی چیزیں ہوں گی، شراب طہور، شہد، دودھ، خالص پانی، کوثر کا پانی، زنجبیل اور کافور کا پانی جو چاہیں گے ملے گا وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اوران کے پاس حوریں ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں، بڑی شرم وحیا والی بیبیاں اَتْرَابٌ ہم عمر اتراب ترب کی جمع ہے اس کا معنی ہے ہم عمر۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ حوریں ہم عمر ہوں گی۔ اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ جوڑے آپس میں ہم عمر ہوں گے یعنی جنتی مرد اور حوریں۔ جنت کی حوروں کے ساتھ ساتھ دنیا والی بیویاں بھی ہوگی۔ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا حساب کے دن کی یہ چیزیں تمہیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی ذات اور کون ہے اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا بیشک یہ ہمارا رزق ہے کثرت سے پھل اور پینے کی چیزیں مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ نہیں ہوگا اس رزق کے لیے ختم ہونا هٰذَا ؕ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے ہم نے کہا ہے۔

سرکشوں کی جہنم کا تذکرہ:

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ اور بیشک سرکشوں کے لیے لَشَرَّ مَاٰبٍ البتہ برا ٹھکانا ہے۔ وہ ٹھکانا کون سا ہے جَهَنَّمَ ۚ وہ دوزخ ہے يَصْلَوْنَهَا ۚ وہ داخل ہوں گے اس میں فَبِئْسَ الْمِهَادُ پس بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

هٰذَا ۙ یہ ایسے ہی ہوگا جیسے ہم نے کہا ہے فَلْيَذُوْقُوْهُ پس وہ اس کو چکھیں گے۔ جہنم کے عذاب کو حَمِيْمٌ گرم پانی ایسا کہ اس کی شدت سے ہونٹ جل جائیں گے مگر بندہ پینے پر مجبور ہوگا۔

وَّغَسَّاقٌ اور پیپ پئیں گے بدبودار۔ جس پانی سے زخموں کو دھویا جاتا ہے جس سے زخم دھلتے ہیں اور خون کو بھی عربی میں غساق کہتے ہیں۔ جس کو آج بندہ دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔ حکم ہوگا اس کو پیو وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ اور مزید بھی اس کے ساتھ ملتا جلتا مختلف قسم کا۔ مثلاً: پیشاب پینے پر مجبور کیا جائے گا، پاخانہ کھانے پر مجبور کیا جائے گا، مادہ تولید جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے مردوں اور عورتوں کو کھانے پر مجبور کیا جائے گا۔

هٰذَا فَوْجٌ یہ ایک فوج ہے۔ سب سے پہلے برائی کا حکم کرنے والے، برائی کی طرف مائل کرنے والے دوزخ میں داخل کیے جائیں گے دنیا میں جو آگے آگے ہوتے تھے۔ یہ دوزخ میں پہلے داخل کیے جائیں گے اوران کے ساتھ ان کے ماننے والوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ جو پہلے دوزخ میں جائیں گے وہ ان کو کہیں گے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ یہ ایک فوج ہے داخل ہو رہی ہے تمہارے ساتھ۔ دیکھو! یہ بدبخت بھی یہاں آرہے ہیں جہاں تم موجود ہو لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ نہ خوش آمدید ہوگی ان کیلئے۔ ان کو یہ نہیں کہیں گے کہ تمہارا آنا اچھا ہے تمہارے لیے ہمارے دل میں جگہ ہے یہ مکان تمہارے لیے کشادہ ہے۔ بلکہ کہیں گے ہم تو دوزخ میں آئے ہیں یہ بدبخت بھی آگئے ہیں۔ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ بیشک وہ داخل ہونے والے ہیں دوزخ کی آگ میں۔ برائی پھیلانے والے اور اُس کا حکم دینے والے اوران کا

اتباع کرنے والے قَالُوْا وہ سب کہیں گے بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ بلکہ تمہارے لیے خوش آمدید نہ ہو۔ تمہارے لیے خوش حالی نہ ہو کیونکہ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا یہ تم نے اس کفر کو پیش کیا تھا ہمارے سامنے۔ یہ کفر، شرک، نافرمانی تم نے ہمارے سامنے پیش کیے تھے او ظالمو! تم نے یہ ہمارا بیڑا غرق کیا فَبِئْسَ الْقَرَارُ پس برا ٹھکانا ہے۔ کاش کہ یہ باتیں لوگوں کو دنیا میں سمجھ آجائیں۔

قَالُوْا کہیں گے جو بعد میں داخل ہوں گے مرید، شاگرد، تابع وغیرہ رَبَّنَا اے ہمارے رب! مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا جس نے پیش کیا ہے ہمارے لیے یہ۔ جس نے ہمارے لیے یہ چیزیں کفر و شرک آگے بھیجی ہیں فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ آپ اس کے لیے زیادہ کریں دگنا عذاب دوزخ کی آگ کا ان کو دے۔ ہمارا عذاب بھی ان کو دے اور ان کا عذاب بھی ان کو دے کہ یہ ہمارے گرو ہیں ہمارے استاد ہیں، ہمارے پیر ہیں، ہمارے لیڈر اور وڈیرے ہیں وَقَالُوْا اور دوزخی کہیں گے مَا لَنَا ہمیں کیا ہو گیا ہے لَا نَرٰى رِجَالًا ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ جن کو ہم شمار کرتے تھے شریر۔ اشرار شریر کی جمع ہے۔ ہم ان کو شرارتی سمجھتے تھے۔ اہل حق کو یہ کافر اور مشرک لوگ فسادی، شریر، دہشت گرد اور بنیاد پرست کے ناموں سے پکارتے تھے۔

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا کیا بنایا ہم نے ان کو ٹھٹھا یعنی جن کو ہم دنیا میں مذاق کا نشانہ بنایا کرتے تھے وہ ہمیں یہاں نظر نہیں آرہے۔ اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ یا ہماری آنکھیں ان سے چوک رہی ہیں کہ موجود تو یہی ہیں مگر ہمیں نظر نہیں آرہے ہیں۔ ان جہنمی لوگوں کا غرور اور تکبر دیکھو کہ اب بھی اُن کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ بے شک البتہ یہ حق ہے تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ آپس میں جھگڑنا دوزخیوں کا۔ برائی کا حکم کرنے والے برائی کو پھیلانے والے گرو اور ان بڑوں کی اتباع کرنے والے، تابع متبوع، دوزخ میں آپس میں جھگڑیں گے الزام ایک دوسرے پر لگائیں گے۔ یہ جھگڑنا دوزخیوں کا بالکل حق ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں یقینی بات ہے میں ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے غالب ہے بخشنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں وہ خبر

عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ

ہے بڑی، تم اس سے اعراض کرنے والے ہو۔ نہیں تھا مجھے علم اس جماعت کا جو اوپر رہتی ہے جس وقت وہ آپس میں

يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِذْ قَالَ

جھگڑ رہے تھے۔ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر اس لیے کہ میں ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ جس وقت فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ

رب نے فرشتوں سے بیشک میں بنانے والا ہوں انسان مٹی سے، بس جس وقت میں اس کو برابر کردوں اور پھونک دوں

رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٧٣﴾

اس میں اپنی طرف سے روح پس تم گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے، پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے،

اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ

مگر ابلیس نے اس نے تکبر کیا اور تھا وہ کفر کرنے والوں میں سے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ابلیس کس چیز نے تجھے روکا یہ کہ

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ

تو سجدہ کرے جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کیا تو نے تکبر کیا یا ہے تو بڑوں میں سے، اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿٧٦﴾

آپ نے پیدا کیا مجھے آگ سے اور اس کو آپ نے پیدا کیا مٹی سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْتَكْبَرْتَ: کیا تو نے تکبر کیا، خَلَقْتَهٗ: تو نے پیدا کیا اسے۔

ربط:

ہمارے اُستاذ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ یہ ربط بیان فرمایا کرتے تھے کہ سورت کی ابتداء میں تھا ''وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ'' یہ اس بات پر تعجب کرتے کہ ان میں سے ڈرانے والا ہے۔ درمیان میں چند واقعات پیغمبروں کے بتلائے کہ انہوں نے بھی اپنے اپنے موقع پر لوگوں کو ڈرایا اللہ کے احکام بتلائے۔ آخر میں اسی مضمون کو دوبارہ بیان فرمایا جا رہا ہے کہ ''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ''۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار سے فرمادیں کہ یقینی بات ہے کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی نافرمانی سے ڈرانے والا ہوں اور کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے ماسوا۔

تفسیری نکات: سب اختیار اللہ وحدہ لاشریک کے پاس ہیں:

قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اعلان کردیں اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ پختہ بات ہے کہ میں ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔ الٰہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمانوں میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی تربیت کرنے والا ہے اور جو مخلوق زمین میں رہتی ہے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ وَمَا

بَيْنَهُمَا اور آسمانوں اور زمین کے درمیان فضا میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی بھی تربیت کرنے والا ہے۔ صرف وہی ہے الْعَزِيزُ غالب ہے الْغَفَّارُ بخشنے والا ہے گناہوں کا۔

ملا اعلیٰ کی گفتگو:

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں وہ خبر ہے بہت بڑی۔ ھو ضمیر کا مرجع ہے یوم حساب جو هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ میں ہے کہ حساب کا دن، قیامت کا دن بڑی خبر ہے معمولی چیز نہیں ہے اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ تم اس یوم الحساب سے اعراض کرنے والے ہو کوئی تیاری نہیں کر رہے۔ آج معمولی سے امتحان کے لیے بڑی تیاری کرنی پڑتی ہے اور وہ تو صحیح امتحان ہے ہر آدمی اس کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہہ دیں مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى کا معنی ہے جماعت اور اعلیٰ کا معنی بالائی۔ یہ فرشتے آسمان کے اوپر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مجھے علم نہیں ہے بالائی جماعت کا اِذْ يَخْتَصِمُونَ جس وقت انھوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ یہ جھگڑا کس بات پر تھا؟ احادیث میں آتا ہے کہ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ کون سے اچھے کام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے؟ ایک فرشتے نے کہا یہ ہے کام۔ دوسرے نے کہا یہ کام ہے، تیسرے نے کہا یہ نہیں بلکہ یہ کام ہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ فرشتوں نے جو باتیں کیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ لین الکلام "گفتگو نرم کرنا۔" دوسرا یہ کہ مسلمانوں کا آپس میں کثرت کے ساتھ سلام کرنا۔ تیسری چیز الصلوٰۃ باللیل والناس نیام "رات کو تہجد کے وقت اٹھ کر نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔" اور اطعام الطعام مسکینوں کو کھانا کھلانا ایسے طریقے پر کہ دوسرے کسی کو خبر نہ ہو کہ کہاں دیگ کھڑک رہی ہے۔ معاف رکھنا! ہم ریا کار لوگ ہیں جب تک ہمارے دروازے کے سامنے دیگ نہ کھڑکے ہم مطمئن ہی نہیں ہوتے چاہے ثواب پہنچے نہ پہنچے۔ یہ کام تھے جن کے متعلق فرشتے آپس میں بحث کر رہے تھے۔ رائے اور نظریے کا اختلاف تھا۔

تو فرمایا آپ کہہ دیں مجھے کوئی علم نہیں تھا اس جماعت کا جو اوپر تھی جس وقت انھوں نے آپس میں جھگڑا کیا اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ نہیں وحی کی جاتی میری طرف سے اِلَّآ مگر اَنَّمَآ اَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ اس لیے کہ میں ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ اللہ تعالیٰ جو مجھے بتلا دیتے ہیں وہ میں آگے بتلا دیتا ہوں مجھے غیب کا تو علم نہیں ہے۔

تخلیق آدم علیہ السلام اور ابلیس کا سجدے سے انکار:

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ جس وقت کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے فرشتوں سے اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ بیشک میں بنانے والا ہوں ایک انسان، ایک بشر گارے سے۔ خشک مٹی کو عربی میں تراب کہتے ہیں۔ پہلے خشک مٹی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے اس کا گارا بنایا پھر وہ خشک ہو کر بجنے والی مٹی ہو گئی صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ جیسے ٹھیکری ہوتی ہے۔ اس کے خلاصے سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ فرمایا فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ پھر

جب میں اس کو درست کر دوں برابر کر دوں اور اپنی طرف سے اس بشر میں روح پھونک دوں فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ پس تم گر پڑنا اُن کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ یہاں حقیقی سجدہ ہی مراد ہے کیونکہ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی ممنوع اور حرام ہے۔ نہ کسی زندہ کو جائز ہے، نہ قبر کو جائز ہے، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ باپ کو، نہ ماں کو، کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے حرام ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے۔ كُلُّهُمْ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ہے کوئی فرشتہ مستثنیٰ نہیں تھا اور اَجْمَعُوْنَ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ تمام فرشتوں نے سجدہ اکٹھے کیا۔ تو تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو اکٹھا سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ مگر ابلیس ضدی نے سجدہ نہ کیا۔

اِسْتَكْبَرَ ابلیس نے تکبر کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور ہو گیا وہ کافروں میں سے قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰٓاِبْلِيْسُ اے ابلیس مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدے کرے لِمَا اس مخلوق کو خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ جس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کیسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہاتھ ہیں۔ ہم نہیں جانتے کیسے ہیں اَسْتَكْبَرْتَ کیا تو نے تکبر کیا اپنے آپ کو بڑا سمجھا اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ یا تو سچ مچ بڑوں میں سے تھا۔ قَالَ کہا ابلیس نے اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ میں اس سے بہتر ہوں۔ تکبر نہیں کیا میں سچ مچ بڑا ہوں۔ کیوں؟ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ مجھے آپ نے پیدا کیا آگ سے اور اس کو گارے سے۔ آگ میں روشنی ہوتی ہے، شعلہ ہوتا ہے، بلندی ہوتی ہے اور مٹی پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے اس میں روشنی بھی نہیں ہے تو میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کر کرتا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ (77) وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (78)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس تو نکل جا اس جگہ سے پس بیشک تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے بدلے کے دن تک،

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (79) قَالَ فَاِنَّكَ

ابلیس نے کہا اے میرے رب پس آپ مجھے مہلت دیں اس دن تک جس دن یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (80) اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (81) قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

نے پس بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔ ایک معلوم وقت کے دن تک، کہا ابلیس نے پس آپ کی عزت کی قسم ہے

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (82) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (83) قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ

البتہ میں ان کو بہکاؤں گا سب کو، مگر ان میں سے آپ کے وہ بندے جو مخلص ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس حق ہے اور حق ہی

اَقُوْلُ (84) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (85) قُلْ

میں کہتا ہوں۔ البتہ ضرور بھروں گا میں جہنم کو تجھ سے اور ان سے جنہوں نے پیروی کی تیری اکٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں

مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿86﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ اور نہیں ہوں میں بات بنانے والوں میں سے نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿87﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿88﴾ ع

جہان والوں کے لیے اور البتہ تم ضرور جان لو گے اس کی خبر ایک وقت کے بعد۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَعْنَتِیْٓ: میری لعنت، فَبِعِزَّتِكَ: تو مجھے تیری عزت کی قسم، اَلْمُتَكَلِّفِيْنَ: بناوٹ کرنے والے، نَبَاَهٗ: اس کا حال۔

ربط:

سابقہ آیات سے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اب بھی اُسی قصے کا تسلسل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ابلیس نے اس کی عزت وجلال کی قسم اٹھا کر کہا کہ میں اولاد آدم کو تیری راہ سے بھٹکاؤں گا۔

تفسیری نکات: ابلیس کو وقت معلوم تک کی مہلت:

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا پس تو نکل جا اس جگہ سے یہاں مفسرین کرام تین مختلف تفاسیر کرتے ہیں:

① ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تو جنت سے نکل جا۔

② ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تو جماعت ملائکہ سے نکل جا۔

③ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تو آسمانوں سے نکل جا۔

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ پس بے شک تو مردود ہے۔ دھتکارہ ہوا ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْٓ اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ دین کا معنی جزا اور بدلہ۔ بدلے والے دن تک، قیامت والے دن تک تجھ پر میری لعنت ہے۔ لعنت کا لفظی معنی ہے البعد من الرحمت "رحمت سے دور۔" رب کی رحمت سے تیرے لیے دوری ہے قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اے میرے ربّ آپ مجھے مہلت دے دیں اس دن تک جس دن یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ تک مہلت مانگنے سے ابلیس کا مقصد یہ تھا کہ موت سے بچ جاؤں یعنی جب اللہ تعالیٰ پوری مخلوق کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ تو ابلیس نے دوبارہ اٹھنے کے دن تک مہلت مانگی قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ پس بیشک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے مثلاً فرشتے ہیں، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ۔ ان کو نفخہ اولیٰ تک مہلت ہے لیکن موت ان پر بھی آئے گی۔ وہ فرشتہ جو سب کی جان نکالنے پر مقرر ہے موت اس پر بھی آئے گی۔ تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے مگر جس وقت تک تو مہلت

مانگتا ہے وہ نہیں بلکہ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ معلوم وقت کے دن تک یعنی نفخہ اولیٰ تک۔ نفخہ ثانیہ تک نہیں۔ تو موت سے بچنا چاہتا ہے یہ نہیں ہوگا بلکہ موت آئے گی کیونکہ ضابطہ ہے کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ "مخلوق کے ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" بخاری شریف میں روایت ہے کہ نفخہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ اسرافیل علیہ السلام جب پہلی مرتبہ بگل پھونکیں گے تو ساری کائنات ختم ہو جائے گی۔ پھر اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام کو بھی مار دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے فرمائیں گے بگل میں پھونک مارو۔ وہ دوبارہ بگل پھونکیں گے فَاِذَا ہُمۡ قِیَامٌ یَّنۡظُرُوۡنَ (زمر:۶۸) "پس وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھ رہے ہوں گے۔" جہاں بھی جو ہوگا چاہے قبروں میں ہیں یا کسی کو جلایا گیا ہے یا کسی کو مچھلیوں نے، پرندوں نے، درندوں نے کھالیا ہے سب کے سب زندہ ہو کے آجائیں گے۔ تو شیطان کو نفخہ اولیٰ تک مہلت مل گئی۔

قَالَ ابلیس نے کہا فَبِعِزَّتِكَ با قسمیہ ہے۔ معنی ہوگا پس قسم ہے آپ کی عزت کی لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ میں ضرور ان سب کو بہکاؤں گا۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ مگر آپ کے جو مخلص بندے ہوں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنا اختیار دیا ہے کہ شیطان کی اطاعت کرنا چاہے تو کرے اور نہ کرنا چاہے تو نہ کرے۔ انسان نہ نیکی پر مجبور ہے نہ بدی پر مجبور ہے۔

قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَالۡحَقُّ پس حق ہے وَالۡحَقَّ اَقُوۡلُ اور حق ہی میں کہتا ہوں لَاَمۡلَئَنَّ جَہَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ البتہ ضرور بھروں گا میں جہنم کو تجھ سے اور ان سے جنہوں نے تیری پیروی کی اکٹھے۔ سب کو ایک ساتھ جہنم میں ڈالوں گا۔

کفار کو خطاب:

قُلۡ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ میں نہیں مانگتا اس تبلیغ پر تمہارے سے کوئی معاوضہ۔ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَکَلِّفِیۡنَ اور نہ ہی میں بات بنانے والوں میں سے ہوں۔ تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں بنایا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا ہے وہی میں نے تمہیں سمجھایا اور بتلایا ہے اِنۡ ہُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت لِّلۡعٰلَمِیۡنَ جہان والوں کے لئے۔ جو اس نصیحت کو قبول کرے اس پر عمل کرے تو وہ انسان بن جائے گا اور اس کی حیوانیت ختم ہو جائے گی۔ اور جو اس کو نہیں مانے گا وہ حیوان ہی رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ قرآن نصیحت ہے جہان والوں کے لیے وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ اور البتہ تم ضرور جان لو گے اس قرآن کی خبر کو ایک وقت کے بعد۔ جن چیزوں کی یہ خبر دیتا ہے کہ قیامت آئے گی، حساب کتاب ہوگا، نیک جنت میں اور بد جہنم میں جائیں گے ان چیزوں کی حقیقت تمہیں معلوم ہو جائے گی ایک وقت کے بعد بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ زمر مکی سورت ہے اور یہ زمر کا لفظ اس سورت میں آ بھی آرہا ہے وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ اور کافر جہنم کی طرف گروہ در گروہ چلائے جائیں گے یعنی زمر کے معنی ہیں گروہ۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس سورت کا ایک نام ''الغرف'' بھی لکھا ہے۔ اور یہ لفظ بھی آیت نمبر ۲۰ میں آرہا ہے اس کا مطلب ہے ''بالاخانے''۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا انتالیسواں (۳۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا انسٹھواں (۵۹) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اٹھاون (۵۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی پچھتر (۷۵) آیات میں اور آٹھ (۸) رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۝۱ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ

اتاری ہوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے حکمت والا ہے۔ بیشک ہم نے اتاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کتاب

بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيۡنُ

حق کے ساتھ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین، خبردار اللہ ہی کے لیے ہے

الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُهُمۡ

خالص دین ہے اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز (وہ کہتے ہیں) نہیں عبادت کرتے ہم ان کی

اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ فِىۡ مَا هُمۡ فِيۡهِ

مگر تاکہ ہمیں قریب کر دیں اللہ کی طرف قریب درجے میں بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان ان چیزوں میں جن

يَخۡتَلِفُوۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوۡ اَرَادَ اللّٰهُ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

میں وہ اختلاف کرتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس کو جو جھوٹا ہو ناشکرا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ ٹھہرائے اولاد

لَّاصۡطَفٰى مِمَّا يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ۝۴

البتہ چن لے اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے جو چاہے اس کی ذات پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے سب پر غالب ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

اس نے پیدا کیے آسمان اور زمین حق کے ساتھ وہ لپیٹ دیتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹ دیتا ہے دن کو رات پر اور اس نے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ

مسخر کیا سورج اور چاند کو ان میں سے ہر ایک چلتا ہے ایک میعاد مقرر تک خبردار وہی ہے زبردست بخشنے والا۔ اس نے پیدا کیا

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ

تم کو ایک نفس سے پھر بنایا اس نے اس نفس سے جوڑا اور اتارے اس نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

کرتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش تین اندھیروں میں، یہ اللہ تمہارا رب ہے

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

اسی کے لیے ہے ملک، نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی، پس تم کدھر پھیرے جا رہے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُخْلِصًا: خالص کر کے، اَلْخَالِصُ: خالص، مَا نَعْبُدُهُمْ: ہم عبادت نہیں کرتے ان کی، لِيُقَرِّبُوْنَآ: تاکہ وہ ہمیں قریب کر دیں، يُكَوِّرُ: وہ لپیٹتا ہے، يَخْلُقُكُمْ: وہ تمہیں پیدا کرتا ہے۔

ربط:

سورت ص کے آخر میں قرآن کے متعلق تھا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ یہ قرآن جہان والوں کے لیے سوائے نصیحت کے اور کچھ نہیں وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ اور البتہ تم ضرور جان لو گے اس قرآن کی خبر کو ایک وقت گزرنے کے بعد۔ اب سورۂ زمر کے آغاز میں فرمایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو غالب اور حکمت والا ہے اور بے شک ہم نے آپ ﷺ کی طرف یہ قرآن کریم حق کے ساتھ اتارا ہے۔ گویا قرآن کا ذکر ان دونوں سورتوں میں ربط ہے۔

تفسیری نکات: قرآن کی حقانیت اور شرک کی مذمت:

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ بے شک ہم نے اتاری ہے آپ ﷺ کی طرف کتاب حق کے ساتھ۔ اس میں جو کچھ بھی ہے حق ہی حق ہے۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اللہ کے لیے ہی دین کو خالص کرتے ہوئے۔ یعنی تمام تر عبادت صرف اور صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ اَلَا خبردار لِلّٰهِ الدِّيْنُ

الْخَالِصُ ؕ دین خالص اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر۔ وہ کہتے ہیں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر اس کے لیے کہ یہ ہمیں قریب کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے درجے میں۔ یہ خود خدا نہیں ہے لیکن یہ اللہ اور ہمارے درمیان واسطہ ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں یہی واسطہ اختیار کرنا شرک ہے۔ ہاں اگر یہ عقیدہ رکھے کہ میں کسی نبی یا نیک بندے کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور اس محبت کی برکت سے اے اللہ میری دعا قبول فرما تو یہ وسیلہ اختیار کرنا درست ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان فِيْ مَا ان چیزوں میں هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائیں گے سچوں کو جنت میں اور جھوٹوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا مَنْ هُوَ كٰذِبٌ اس کو جو جھوٹا كَفَّارٌ ناشکرا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ کی خالقیت کی نشانیاں:

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اگر ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ کہ ٹھہرائے اولاد لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ البتہ چن لیتا اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے جو چاہتا سُبْحٰنَهٗ ؕ اس کی ذات پاک ہے اولاد سے۔ اس کا نہ بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ ماں ہے نہ بیوی هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے سب پر غالب ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بِالْحَقِّ ۚ حق کے ساتھ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ لپیٹتا ہے رات کو دن پر۔ رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے دن کی روشنی آجاتی ہے۔

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر۔ دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور رات آجاتی ہے۔ رات دن کا مالک وہی ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ اور اس نے تابع کیا ہے سورج اور چاند کو۔ سورج زمین سے کئی گنا بڑا ہے مگر کیا مجال ہے کہ اپنی رفتار میں سستی کرے یا تیز چلے یا دائیں بائیں چل پڑے یا کھڑا ہو جائے حاشا وکلا۔ اور یہی حال چاند کا ہے وہ بھی مقرر کردہ رفتار کے مطابق چل رہا ہے كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ان میں سے ہر ایک چلتا ہے ایک میعاد مقرر تک۔ قیامت تک سورج بھی چلتا رہے گا اور چاند بھی چلتا رہے گا۔

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ خبردار وہی غالب بخشنے والا۔ اس سے بخشش مانگو وہ بخشے گا خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اس نے تمہیں پیدا کیا ایک نفس سے، آدم علیہ السلام سے ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا پھر بنایا اس نے، پیدا کیا اس نے، اسی نفس سے اس کا جوڑا۔ حوا (علیہا السلام) کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

الْاَنْعَامِ اس مقام پر انزل کا معنی خلق کا ہے۔ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ؕ آٹھ جوڑے۔ یعنی نر اور مادہ بھیڑ۔ نر و مادہ بکری، نر و مادہ اونٹ اور نر و مادہ گائے اور نر و مادہ بھینس بھی اسی میں شامل ہے۔ ان کا دودھ پیتے ہو۔ گوشت کھاتے ہو، سواری کے کام آتے ہیں۔ کھال کو اور اون کو استعمال میں لاتے ہو اور دیگر بے شمار فوائد ہیں۔

تخلیق انسانی کا بیان:

یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ پیدا کرتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں خَلْقًا ایک خلقت میں مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ دوسری خلقت کے بعد۔ ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں۔

فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ تین اندھیروں میں۔ ماں کے پیٹ کا اندھیرا، رحم کا اندھیرا، جھلی کا اندھیرا۔ تم کیا تھے اور کیا بنے۔ تو انسان کو اپنی حقیقت نہیں بھولنی چاہیے اور جو اپنی حقیقت کو بھول جائے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تمہارا رب ہے لَهُ الْمُلْكُ ؕ اسی کا ہے ملک۔ اسی کے لیے ہے شاہی جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ نہیں ہے کوئی معبود، مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس، دست گیر، کوئی مقنن، قانون ساز مگر وہی۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ "حکم صرف اللہ تعالیٰ کا۔" فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ پس تم کدھر پھرے جاتے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں دیکھ کر کیوں نہیں حق کی طرف آتے۔ کس انداز سے قرآن پاک نے ہمیں سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا

اگر تم کفر کرو گے پس بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تم سے اور وہ راضی نہیں ہے اپنے بندوں کے لیے کفر پر اور اگر تم شکر ادا کرو

یَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

تو وہ راضی ہوگا شکر گزاری پر تم سے اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ پھر تمہارے رب کی طرف ہے

فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ

لوٹنا پھر وہ تم کو بتا دے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے بیشک وہ خوب جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو، اور جس وقت پہنچتی ہے

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ

انسان کو کوئی تکلیف پکارتا ہے اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نعمت اپنی طرف

نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ

سے بھول جاتا ہے اس ذات کو کہ پکارتا تھا اس کو اس سے پہلے اور بناتا ہے رب کے شریک تاکہ بہکائے اللہ تعالیٰ کے راستے

قُلۡ تَمَتَّعۡ بِكُفۡرِكَ قَلِيۡلًا ۖ اِنَّكَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ۞ اَمَّنۡ هُوَ

سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں فائدہ اٹھالے اپنے کفر کے ذریعے تھوڑا سا بیشک تو ہے دوزخ والوں میں سے، کیا وہ شخص جو

قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَيَرۡجُوۡا

اطاعت کرنے والا ہے رات کے اوقات میں سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے

رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا

اپنے رب کی رحمت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے پختہ بات ہے

يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۞ ع ١٥

نصیحت حاصل کرتے ہیں عقل مند لوگ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَشۡكُرُوۡا: (اگر) تم شکر کرو گے، يَرۡضَهُ: تو وہ پسند کرتا ہے اُسے، مُنِيۡبًا: رجوع کرتے ہوئے، خَوَّلَهٗ: وہ عطا فرماتے ہیں اسے، تَمَتَّعۡ: نفع اٹھالے، بِكُفۡرِكَ: اپنے کفر سے، قَانِتٌ: عبادت کرنے والا، سَاجِدًا: سجدہ کرتے ہوئے۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخر میں اللہ تعالیٰ فرمارہا تھا فَاَنّٰى تُصۡرَفُوۡنَ اس قدر واضح دلائل ہونے کے باوجود یہ کفار ومشرکین کس طرف منہ پھیر رہے ہیں اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کفار ومشرکین کو مخاطب کر کے فرمارہے ہیں کہ اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے بے پرواہ ہے تمہارا کفر وشرک اُس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ یہ تمہارے لیے نقصان دہ ہے۔

تفسیری نکات: کفر وشرک سے انسان کا نقصان ہے اللہ کا نہیں:

اِنۡ تَكۡفُرُوۡا اگر تم کفر کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنۡكُمۡ ۟ بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تم سے تمہارے کفر کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا تم یہ سمجھو کہ العیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان ہوجائے گا، ہرگز نہیں۔

وَلَا يَرۡضٰى لِعِبَادِهِ الۡكُفۡرَ ۚ اور اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے اپنے بندوں کے لیے کفر پر وَاِنۡ تَشۡكُرُوۡا يَرۡضَهُ لَكُمۡ ؕ اور اگر تم شکر ادا کرو گے تو راضی ہوگا تم پر اور نعمت زیادہ دے گا لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ "اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ضرور بالضرور تم کو زیادہ دے گا۔ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (سورۃ ابراہیم) "اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ پھر تمہارے رب کی طرف ہے تمہارا لوٹنا۔ دنیا میں مجرم ایک علاقے میں جرم کر کے دوسرے علاقے میں بھاگ جاتے ہیں وہاں جا کر سیاسی پناہ لے لیتے ہیں۔ نام بدل کر اپنا وقت پاس کرتے ہیں لیکن تم سب نے رب کے پاس جانا ہے وہاں تو چھٹکارا نہیں ہے فَیُنَبِّئُکُمۡ پھر وہ تمہیں بتائے گا وہ کارروائی بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ؕ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ بے شک وہ خوب جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو۔

انسان کی عادت کا بیان:

وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو پکارتا ہے وہ اپنے پروردگار کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف کہ یا اللہ! میری تکلیف دور کر دے، میری بیماری ختم کر دے، مالی تنگی ختم کر دے، رزق کشادہ کر دے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ پھر جب دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نعمت اپنی طرف سے۔

نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ بھول جاتا ہے اس ذات کو جس کو پکارتا تھا اس سے پہلے وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا اور بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے شریک۔

لِّیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ تاکہ گمراہ کرے اللہ تعالیٰ کے راستے سے دوسروں کو اور خود بھی گمراہ ہو۔ لوگ ایک دوسروں کو دیکھ کر عادتیں اور نظریات اپناتے ہیں۔

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تَمَتَّعۡ بِکُفۡرِکَ قَلِیۡلًا ٭ اے منکر ناشکرے فائدہ اٹھا لے اپنے کفر کے ذریعے تھوڑا سا۔ کتنا عرصہ زندہ رہو گے؟ دس بیس سال، سو سال، ہزار سال، آخر مرنا ہے اِنَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ بیشک تو ہے دوزخ والوں میں سے۔ فرمایا اَمَّنۡ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ کیا جو شخص اطاعت کرنے والا ہے رات کے اوقات میں سَاجِدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّقَآئِمًا اور کھڑے ہوئے۔ کبھی سجدے میں پڑا ہوا ہے کبھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے عبادت میں یَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَۃَ ڈرتا ہے آخرت سے کہ آخرت ضرور آنی ہے اور اس کا حساب کتاب بڑا مشکل ہے وَیَرۡجُوۡا رَحۡمَۃَ رَبِّہٖ ؕ اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔ ایک تو یہ شخص ہے اور دوسری طرف نافرمان ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے۔ ایک وہ ہیں جو حقیقت اور حق کو جانتے ہیں توحید و سنت کو جانتے ہیں کھری کھوٹی بات کو سمجھتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو نہیں جانتے۔ یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ پختہ بات ہے نصیحت حاصل کرتے ہیں عقل مند۔ اور عقل مند وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و فرامین پر عمل کرتا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے وہ بندو جو ایمان لائے ہو ڈرو تم اپنے رب سے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا کی

حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿10﴾

زندگی میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے پختہ بات ہے پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے،

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿11﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو،

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿12﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے اس بات کا کہ میں ہو جاؤں مسلمانوں میں پہلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں بیشک میں ڈرتا ہوں اگر میں نے

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿13﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ

نافرمانی کی اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتا ہوں

دِيْنِيْ ﴿14﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اسی کے لیے اپنا دین۔ پس تم عبادت کرو جس کی چاہتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں بیشک نقصان اٹھانے

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت والے دن خبردار یہی ہے

الْمُبِيْنُ ﴿15﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ

کھلا نقصان، ان کے لیے ان کے اوپر سائے ہوں گے آگ سے اور ان کے نیچے بھی سائے ہوں گے یہ وہ چیز ہے

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿16﴾

کہ ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو اے میرے بندو مجھ سے ڈرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَهْلِيْهِمْ: ان کے متعلقین۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفر و شرک کی مذمت تھی ان آیات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی اطاعت، بندگی اور عبادت کا ہی اعلان کروایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اعلانات:

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں میری طرف سے میرے بندوں کو یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا میرے وہ بندے جو ایمان لائے ہو۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں حقیقتاً یہ میرے بندے ہیں۔ ان کو کیا کہیں؟ یہ کہیں اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ڈرو تم اپنے رب سے یعنی اپنے ربّ کے عذاب سے ڈرو، اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرو۔

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کے لیے جنہوں نے نیکی بھلائی کی فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ اس دنیا میں بھلائی ان کو حاصل ہوگی۔ بھلائی کا مطلب مال کا زیادہ ہونا نہیں بلکہ حَسَنَةٌ سے مراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا ہے کہ جس سے دنیا بھی ان شاء اللہ اچھی ہوگی اور آخرت بھی اچھی ہوگی۔

جس جگہ اللہ کی عبادت میں دشواری ہو وہ جگہ چھوڑ دو:

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ ہے۔ اگر وہ یہاں تمہیں اللہ اللہ نہیں کرنے دیتے تو کسی اور جگہ چلے جاؤ۔ ہجرت کوئی آسان مسئلہ نہیں ہے۔ مکان، کارخانہ، زمین چھوڑ کر کون جاتا ہے؟ مگر جب ایمان صحیح ہو اور ایمان میں پختگی ہو اور سمجھے کہ یہاں میرا ایمان باقی نہیں رہ سکتا تو پھر ضرور ہجرت کرنی چاہیے اور پختہ ایمان والے اب تک ہجرت کا عمل کرتے آرہے ہیں اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ پختہ بات ہے پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بِغَیْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے۔ جو لوگ دین پر ڈٹے رہتے ہیں، تکلیفیں سہتے ہیں، مصیبتیں برداشت کرتے ہیں رب کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو اتنا اجر دے گا جو گنتی میں نہیں آئے گا قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں اِنِّیْ اُمِرْتُ بیشک مجھے حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ کہ میں عبادت کروں صرف اللہ تعالیٰ کی مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ دین اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ خالص رب کی عبادت کروں وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا لِاَنْ اَکُوْنَ کہ ہو جاؤں میں اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں میں پہلا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو اس کو سب سے پہلے ماننے والے آپ ﷺ ہیں کیونکہ اگر نبی خود نہیں مانے گا معاذ اللہ تعالیٰ اور کسی کو کیا دعوت دے گا؟

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں اِنِّیْ اَخَافُ بیشک میں ڈرتا ہوں اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ڈرتا ہوں بڑے دن کے عذاب سے۔ لہٰذا میں اپنے رب کی نافرمانی کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوں۔ قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں اللّٰهَ اَعْبُدُ اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں۔ نہ لات کوئی شے ہے، نہ منات، نہ عزیٰ، میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں مُخْلِصًا لَّهُ دِیْنِیْ خالص کرنے والا ہوں اسی کے لیے اپنا دین فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ پس تم عبادت کرو اس کی جس کو چاہتے ہو اس کے نیچے نیچے۔ لات کی کرتے ہو، منات کی کرتے ہو، عزیٰ کی کرتے ہو، ہبل کی کرتے ہو۔ تم جس کی مرضی عبادت کرو یہ تمہارا دین ہے میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔

جہنم میں جانے والے نقصان اٹھانے والے ہیں:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں ان کو اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ بیشک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنھوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈالا۔ خسارہ بھی کون سا؟ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ قیامت والے دن کا۔

اَلَا ذٰلِكَ خبردار یہی ہے هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ کھلا نقصان۔ دنیا کا نقصان کوئی نقصان نہیں ہے اصل نقصان یہ ہے کہ آخرت برباد ہو جائے۔ پھر کیا ہوگا۔ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ ان کے لیے ان کے اوپر سائے ہوں گے آگ سے۔ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ اور ان کے نیچے بھی آگ کے سائے ہوں گے۔ تفسیر جمل اور تفسیر کمالین میں لکھا ہے کہ سائے تو اوپر کی طرف ہوتے ہیں نیچے کی طرف سائے کیسے ہوں گے۔ اس کے دو جواب دیے گئے ہیں:

① ۔ جیسے سردی میں نیچے گدا ہوتا ہے اور اوپر لحاف وغیرہ ہوتا ہے تو اس طرح سایہ بطور استعارہ ہے جہنمیوں کے اوپر بھی اور نیچے بھی آگ ہی آگ ہوگی۔

② ۔ جہنم کے اوپر نیچے طبقات ہیں تو اوپر کے طبقے والوں کے پاؤں کے نیچے جو آگ ہوگی وہ نیچے کے طبقے والوں کے لیے ایک سائے یا بادل کی مانند ہوگی۔ اس طرح یہ اوپر تلے دونوں طرف ہی ہو جائے گی۔ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ اے میرے بندو! مجھ ہی سے ڈرو یعنی میری گرفت سے ڈرو، میرے عذاب سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے کھلے لفظوں میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وساطت سے اعلان کر کے سنا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچو۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

اور وہ لوگ جنھوں نے کنارہ کشی کی طاغوت سے یہ کہ اس کی عبادت کریں اور انھوں نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف ان

لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

کے لیے خوش خبری ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خبری سنا دیں میرے بندوں کو، وہ جو سنتے ہیں بات کو پس پیروی کرتے ہیں

اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٨﴾ اَفَمَنْ حَقَّ

اس کی اچھی باتوں کی یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے اور یہی لوگ ہی عقل مند ہیں۔ کیا پس وہ شخص لازم ہو چکا

عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

اس پر عذاب کا فیصلہ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھڑا لیں گے اس کو جو دوزخ میں ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے

لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ

ان کے لیے بالا خانے ہیں ان کے اوپر اور بالا خانے ہیں تعمیر شدہ، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا

لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿20﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ وعدے کی، کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ، نازل کیا اس نے آسمان کی طرف

فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ

سے پانی پس چلا دیا اس کو چشموں میں زمین میں پھر نکالتا ہے اس پانی کے ذریعے کھیتی، مختلف ہیں رنگ اس کے، پھر وہ خشک

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿21﴾

ہو جاتی ہے پس دیکھتا ہے تو اس کو زرد، پھر کر دیتا ہے اس کو چورا چورا بیشک اس میں البتہ نصیحت ہے عقل مندوں کے لئے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِجْتَنَبُوْا: بچتے رہے، کنارہ کشی کی، يَّعْبُدُوْهَا: کہ اس کی عبادت کریں، اَنَابُوْٓا: وہ متوجہ ہوئے، اَحْسَنَهٗ: اس کی اچھی باتیں، تُنْقِذُ: تو چھڑا سکتا ہے، غُرَفٌ: بالا خانے، مَّبْنِيَّةٌ: بنائے ہوئے، فَسَلَكَهٗ: (پھر) داخل کر دیا اسے، يَنَابِيْعَ: چشمے، يَهِيْجُ: وہ خشک ہوتی ہے، فَتَرٰىهُ: پھر تو دیکھتا ہے اسے، حُطَامًا: چورا چورا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جنہوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال کو قیامت والے دن خسارے میں مبتلا کیا یعنی خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنی اولاد کی بھی گمراہی اور جہنمی ہونے کا باعث ہوئے۔ اب ان آیات میں اس کے مدمقابل گروہ کا بیان ہے جنہوں نے اپنی اور اپنے اہل وعیال کو شیطان کی عبادت اور پیروی سے روکا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا۔

تفسیری نکات: شیطان کی عبادت سے انکار کرنے والے لوگ:

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اور وہ لوگ جنہوں نے کنارہ کشی کی، پرہیز کیا طاغوت سے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ جو بڑے چوٹی کے مفسر ہیں وہ طاغوت کا معنی شیطان بھی کرتے ہیں اور جادوگر بھی کرتے ہیں۔ اور طاغوت کا معنی فال نکالنے والا اور بت بھی ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ جو خلاف شرع چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اَنْ يَّعْبُدُوْهَا کہ وہ طاغوت کی عبادت کریں، اس کی پرستش کریں، اس پر یقین کریں۔

وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰہِ اور رجوع کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف لَھُمُ الْبُشْرٰی ان کے لیے خوشخبری ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خبری سنا دیں میرے بندوں کو کامیاب ہونے کی اور بشارت اور خوشخبری کے مستحق کون لوگ ہیں اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ جو سنتے ہیں میری بات کو فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پس پیروی کرتے ہیں اس کی اچھی باتوں کی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰىھُمُ اللّٰہُ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور یہی لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقل مند ہیں۔

اللہ کی پکڑ سے مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں چھڑا سکتا ہے:

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْہِ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ کیا پس وہ شخص جس پر لازم ہو چکا عذاب کا فیصلہ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو چھڑا لیں گے دوزخ میں سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی وفات کے وقت اس کے پاس جا کر بیٹھے کفار مکہ ابو جہل، ابولہب وغیرہ بھی ابو طالب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں پھر میں چچا کے سامنے کلمہ پیش کروں کہ یہ لوگ آڑے آئیں گے۔ مگر وہ لوگ بڑے ہوشیار تھے کہاں جانے والے تھے۔ جب ابو طالب کی حالت غیر ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موجودگی میں کہا کہ چچا جان! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دو تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ کہہ سن سکوں۔ ابو طالب نے کہا کہ اگر مجھے اپنی گروہ بندی کا خیال نہ ہوتا تو میں ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ سارے ادیان میں سے تیرا دین سب سے اچھا ہے۔ جس وقت یہ نرم نرم باتیں کیں تو ابو جہل بول پڑا۔ کہنے لگا یَا غَدَرُ "اے غدار اَتَتْرُکَ مِلَّۃَ اَبِیْکَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ کیا تو اپنے باپ عبد المطلب کا دین چھوڑنا چاہتا ہے؟" آپ اپنی طرف کھینچتے رہے وہ اپنی طرف کھینچتے رہے۔ اس نے آخری بات یہ کہی ابی ان یقول لا الہ الا اللہ "لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔" مر گیا مگر دھڑا نہیں چھوڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ میت کو کندھا دیا ہے اور نہ جنازے میں شرکت کی ہے، نہ قبر میں پہنچایا ہے۔ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آ کر بتلایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا بوڑھا چچا گمراہ مر گیا ہے۔ مشرک کے لفظ بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوڑھا چچا مشرک مر گیا ہے میں کیا کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَارِ اَبَاکَ اپنے باپ کو دفن کر دو۔

لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس کی مخالفت سے، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرتے ہیں لَھُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ ان کے لیے بالا خانے ہیں ان کے اوپر اور بالا خانے ہیں مَّبْنِیَّۃٌ تعمیر شدہ۔ غرف غرفۃ کی جمع ہے بمعنی چوبارا، اوپر والی منزل۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اوپر نیچے سو، سو منزلیں ہوں گی، دور تک نظارے لیں گے۔ کوئی سونے کی تعمیر شدہ ہوگی، کوئی چاندی، کوئی ہیرے اور موتیوں کی بنی ہوئی ہوں گی اور ایک ایک مومن کو اتنا بڑا مکان ملے گا جو ساٹھ میل پر پھیلا ہوا ہوگا۔ اگلے جہان کی چیزوں کا ہم یہاں تصور بھی نہیں کر سکتے۔

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۬ؕ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ ہر منزل کے سامنے نہر چل رہی ہوگی وَعۡدَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ الۡمِيۡعَادَ نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ وعدے کی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں:

اَلَمۡ تَرَ اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بیشک اللہ تعالیٰ نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی فَسَلَكَهٗ يَنَابِيۡعَ فِى الۡاَرۡضِ پس چلا دیا اس کو چشموں میں زمین میں۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو زیر زمین پانی بھی بڑھ جاتا ہے اور دریاؤں، نہروں، کنوؤں اور چشموں میں بھی پانی بڑھ جاتا ہے۔

ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا پھر نکالتا ہے اس پانی کے ذریعے کھیتی مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ مختلف ہیں رنگتیں اس کی۔ مکئی کی شکل اور، گندم کی شکل اور، چاولوں کی شکل اور رنگ اور، اور باجرے کی اور، سبزیوں کو دیکھ لو، کوئی سفید، کوئی کالی، کوئی لال، کوئی کسی رنگ کی، کوئی کسی رنگ کی ثُمَّ يَهِيۡجُ پھر خشک ہو جاتی ہے جب پکنے پر آتی ہے فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا پس تو دیکھتا ہے اس کو ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ حُطَامًا ؕ پھر اس کو اللہ تعالیٰ چورا چورا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر تمہارے جسم کے لیے خوراک پیدا فرمائی اور قرآن نازل فرما کر روح کی غذا عطا فرمائی۔ دین کے بغیر آدمی کی روح زندہ نہیں رہ سکتی بظاہر آدمی جتنا مرضی چاہے موٹا تازہ ہے۔ اگر دین نہیں ہے تو اس کی روح مردہ ہے۔ جس طرح جسم عالم اسباب میں پانی کے محتاج ہیں اسی طرح وحی کے بھی محتاج ہیں۔ جس سے روح کو خوراک ملتی ہے اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى بیشک اس میں البتہ نصیحت ہے لیکن کن لوگوں کے لیے لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ عقل مندوں کے لئے۔ عقل مند سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ظاہر کے لیے بھی انتظام کیا ہے اور باطن کے لیے بھی جسم کے لیے بھی اور روح کے لیے بھی انتظام کیا ہے۔

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيۡلٌ

کیا پس وہ شخص کہ کھول دیا اللہ نے اس کا سینہ اسلام کے لیے پس وہ شخص روشنی پر ہے اپنے رب کی طرف سے پس خرابی ہے

لِّلۡقٰسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿٢٢﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ

ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے بہترین

الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ

بات، کتاب آپس میں ملتی جلتی ہے دہرائی جاتی ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے ان لوگوں کے چمڑوں سے جو ڈرتے

رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى

ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہو جاتے ہیں چمڑے ان کے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں

اللّٰهِ يَهۡدِيۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے جس کو چاہتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس نہیں ہے کوئی

مِنۡ هَادٍ ﴿23﴾ اَفَمَنۡ يَّتَّقِيۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ

اور اس کو ہدایت دینے والا۔ کیا پس وہ شخص جو بچے گا، اپنے چہرے کے ذریعے برے عذاب سے قیامت کے دن،

وَقِيۡلَ لِلظّٰلِمِيۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ﴿24﴾

اور کہا جائے گا ظالموں کو چکھو تم مزہ اس چیز کا جو تم کماتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَقۡشَعِرُّ: کانپتے ہیں، تَلِيۡنُ: نرم ہوتے ہیں، يَتَّقِيۡ (بِ): جو بچاتا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی دو گروہوں کا ذکر تھا یعنی مؤمنین کا اور کفار کا۔ ان آیات میں بھی ان دونوں کا ذکر ہے کہ کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہو پس وہ اپنے ربّ کی طرف سے ایک نور پر ہے وہ کیا اُس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جس کے دل پر کفر اور شرک اور نافرمانی کی مہر لگ گئی ہو۔

تفسیری نکات: مؤمن اور کافر کا تقابل:

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ کیا پس وہ شخص کہ کھول دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو اسلام کے لیے فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ پس وہ روشنی پر ہے اپنے رب کی طرف سے۔ نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ اسلام کو وہ حاصل کر چکا ہے۔ کیا یہ اس شخص کی طرح ہے جس کا دل سخت ہے نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ اسلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں۔ ایمان کو قریب نہیں آنے دیتے۔ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اور ان کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔ اُولٰٓئِكَ فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں جنہوں نے اپنے دلوں کو سخت کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے۔

اہلِ ایمان پر قرآن پڑھنے کے اثرات:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے بہترین بات تمام باتوں میں سے كِتٰبًا وہ کتاب ہے مُّتَشَابِهًا جس کے مضمون آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ یہ قرآن کریم مَّثَانِيَ ۖ جو دہرائی جاتی ہے۔

دنیا میں جتنا قرآن کریم پڑھا جاتا ہے اتنی اور کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی۔ ایسے بزرگ بھی تھے جو ایک رات میں سارا قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وتروں میں سارا قرآن پڑھ دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وتروں میں سارا قرآن پڑھ دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ تہجد میں سارا قرآن پڑھتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا روزمرہ کا معمول تھا کہ تہجد میں سارا قرآن کریم پڑھتے تھے۔ امت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک اور ایک روایت میں ہے پینتالیس سال تک عیساء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ اور ہر رات قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا رمضان المبارک میں روزانہ دو قرآن ختم کرتے تھے، ایک رات کو اور ایک دن کو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا روزانہ دو قرآن کریم ختم کرنے کا، ایک دن کو اور ایک رات کو۔ حضرت یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو نماز میں ایک قرآن کریم ختم کرتے تھے اور ایسے بیشمار بزرگ گزرے ہیں جن کا یہ معمول تھا۔

اور مسئلہ یاد رکھنا! مہینے میں ایک مرتبہ مرد عورتوں کو ضرور قرآن کریم ختم کرنا چاہیے اور جن کو نہیں آتا وہ سیکھنا شروع کریں۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے چمڑوں میں ان لوگوں کے چمڑوں میں ان لوگوں کے چمڑوں سے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے۔ ہر چیز کو اس کا فن والا جانتا ہے۔ ہم چونکہ عربی نہیں جانتے ہیں اس لیے ہمیں قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی خوبی سمجھ نہیں آتی۔ عربی لوگ چونکہ اس کی فصاحت اور بلاغت کو جانتے تھے لہٰذا جب قرآن سنتے تھے تو ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فرمایا ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے چمڑے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور دیتا اس کو ہے جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ زبردستی اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ نہیں کرتا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا۔

چہرے سے بچنے سے کیا مراد ہے؟

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْۗءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ کیا پس وہ شخص اپنے چہرے کے ذریعے بچے گا برے عذاب سے قیامت کے دن۔

اس کی دو مشہور تفسیریں ہیں ایک یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے دنیا میں جو اپنے چہرے کو برے عذاب سے بچاتا ہے ایمان لا کر، نیک اعمال کر کے، یہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے چہرے کو بُرے عذاب سے نہیں بچاتا۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو اپنے چہرے سے باقی اعضاء کو بچانے کی کوشش کرتا ہے یہ تفسیر علامہ

محلی رحمۃ اللہ نے کی ہے۔ وَقِيلَ اور کہا جائے گا لِلظّٰلِمِيْنَ ظلم کرنے والوں کو ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ چکھو مزہ اس چیز کا جو تم کماتے تھے۔ یہ تمہارا کسب اور کمائی ہے اس کا مزہ چکھو۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿25﴾ فَاَذَاقَهُمُ

جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پس آیا ان پر عذاب اس جگہ سے جہاں سے ان کو شعور بھی نہ تھا۔ پس چکھائی ان کو

اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿26﴾ وَلَقَدْ

اللہ تعالیٰ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش کہ یہ لوگ جان لیں۔ اور البتہ تحقیق

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿27﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن پاک میں ہر قسم کی مثالیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ یہ قرآن عربی زبان میں

غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿28﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ

ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہے تاکہ یہ لوگ بچ جائیں۔ بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال ایک شخص کی جس میں کئی شریک ہیں جو ایک

وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

دوسرے کے ساتھ ضد کرتے ہیں اور ایک شخص ہے سالم ایک شخص کے لیے کیا یہ برابر ہیں مثال میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿29﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿30﴾

کے لیے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پانے والے ہیں۔ اور بیشک وہ بھی مرنے والے ہیں

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿31﴾

پھر بیشک تم قیامت والے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرو گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُتَشَاكِسُوْنَ: ضد کرنے والے، سَلَمًا: پورا، تَخْتَصِمُوْنَ: تم جھگڑو گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کا ذکر فرمایا تھا کہ قرآن اور ذکر الٰہی سے منہ پھیرنے کی وجہ سے ان کے دل سخت ہیں اور انہی کے لیے خرابی اور ویل ہے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے پہلے کی قومیں بھی اسی طرح کی تھیں جو اللہ کے عذاب کا شکار ہوئی تھیں اور وجہ یہی دل کی سختی اور نافرمانی تھی۔

تفسیری نکات: دل کی سختی کی وجہ سے ہی پہلی امتیں برباد ہوئیں:

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حق کو جھٹلایا اور بے شمار قوموں نے حق کو جھٹلایا۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ پس آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو شعور بھی نہیں تھا۔ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ پس چکھائی اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوائی، ذلت فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں۔ قوموں پر جو عذاب آئے وہ ان کے روزمرہ کے استعمال اور راحت دینے والی چیزوں سے آئے۔ پانی زندگی کے لیے ضروری ہے مگر قوم نوح اور فرعون کے لیے عذاب بن گیا۔ ہوا انسان کے لیے ضروری ہے مگر قوم عاد کے لیے تباہی کا باعث بن گئی۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی بڑا ہے یعنی دنیا میں تو عذاب ان قوموں کو بھگتنا ہی پڑا آخرت میں جو ان قوموں کو سزا ملے گی وہ اس دنیا کے عذاب کے مقابلہ میں کئی سو گنا زیادہ ہوگا۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ جان لیں ابھی حقیقت کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ اور البتہ تحقیق ہم نے بیان کیں لوگوں کے لئے۔ ضرب یضرب کے متعدد معانی آتے ہیں۔ بیان کرنا بھی آتا ہے۔ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن پاک میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثالیں جن سے وہ بات سمجھ سکتے ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور بات کو سمجھیں قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا یہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ اس میں کوئی کجی نہیں ہے ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہم لوگ چونکہ عربی نہیں ہیں اور عربی سے واقف بھی نہیں ہیں اس لیے ہم اس کی چاشنی اور خوبیاں نہیں سمجھتے۔ زبان کی خصوصیات کو زبان والا ہی سمجھتا ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں کفر سے، شرک سے، اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے، دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

مواحد اور مشرک کی مثال:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال رَّجُلًا ایک شخص ہے غلام ہے فِيْهِ شُرَكَآءُ جس میں کئی شریک ہیں۔ یعنی اس کے کئی آقا اور مالک ہیں اس کی ملکیت میں کئی شریک ہیں اور شریک بھی کیسے ہیں مُتَشٰكِسُوْنَ جو ایک دوسرے کے ساتھ ضد کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشاکس اسے کہتے ہیں جو اپنی منوائے اور کسی کی نہ مانے الذی لا یرضی بالانصاف "جو انصاف پر راضی نہ ہو" انصاف اس کے نزدیک کوئی شے نہیں ہے، ایسا ضدی آدمی۔ تو متشکسون کا معنی ہوگا آپس میں ضد کرنے والے۔ کیا یہ غلام سہولت میں ہے یا وہ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ اور ایک شخص ہے سالم ایک شخص کے لیے اس کا ایک ہی آقا ہے جب وہ حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرتا ہے۔

یہ موحد اور مشرک کی مثال ہے کہ ایک غلام ہے اس کے کئی آقا ہیں آقا بھی ضدی۔ تو ایک غلام ہے اس کے مثلاً چار آقا ہیں ان میں باہم مخالفت ہے۔ بیک وقت ایک کہتا ہے کہ میری ٹانگ دباؤ دوسرا کہتا ہے کہ مجھے پانی لا کر دو تیسرا کہتا

ہے کہ بازار سے سبزی لا کر دو، چوتھا کہتا ہے میرے بوٹ پالش کر تو غلام کیلئے تو مصیبت ہے۔ دوسری طرف ایک غلام ہے کہ اس کا ایک ہی آقا ہے، تو اب بتاؤ کہ پہلا غلام آرام سے زندگی بسر کر رہا ہے یا دوسرا۔ اسی طرح مشرک کی مثال ہے کہ آج اس بت کے سامنے ماتھا ٹیکا کل دوسرے بت کے سامنے جھکا وہاں نذر و نیاز کی وہاں دیگ دی وہاں بکرا ذبح کیا مصیبت پڑی ہوتی ہے اور موحد صرف اکیلے رب کو پکارتا ہے۔

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ کیا یہ برابر ہیں مثال میں۔ یہ اور وہ دونوں آسانی میں رہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے بات سنادی اور سمجھادی اب مرضی ہے کوئی مانے یا نہ مانے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

حیات انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پانے والے ہیں اور بیشک وہ بھی مرنے والے ہیں تو خوشی کس بات پر اور کیسی کرتے ہیں؟ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ "ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو قطعی ہے اس کا انکار نہیں ہے لیکن وفات کے بعد احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع امت ہے کہ تُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ "مرنے والے کی روح لوٹائی جاتی ہے جس میں۔" قبر میں اُس کے جسم وقت دفن کرتے ہیں روح کا تعلق بدن کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ گو نیک لوگوں کی ارواح کا مستقر، ٹھکانا علیین ہے اور بد لوگوں کا مستقر اور ٹھکانا سجین ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے جسم میں حیات ہوتی ہے پھر ہر ایک کی حیات اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ قبروں میں سب سے اعلیٰ حیات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے پھر صدیقین، پھر شہداء اور پھر عامۃ المسلمین کی ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کو بھی قبر، برزخ میں حیات حاصل ہے اور اگر قبر میں حیات نہیں ہے تو پھر عذاب ثواب کس کو ہے؟

ہم حیاۃ انبیاء کے قائل ہیں لیکن حیاۃ کا یہ معنی نہ سمجھنا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات نہیں ہوئی "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ موت سب کو آتی ہے۔ ہم کس حیات کے قائل ہیں مرنے کے بعد قبر میں اِعَادَةُ الرُّوْحِ یعنی روح کے دوبارہ لوٹنے سے جو حیات عطا کی جاتی ہے اس حیاۃ کے قائل ہیں یہ ہم نہیں کہتے کہ وفات نہیں ہوئی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ" اہل حق جس حیات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں قبر میں برزخ میں جو حیات ملتی ہے سب سے اعلیٰ پیغمبروں کی، پھر شہداء کی، پھر مومنین کی ہے بلکہ کفار کی بھی اگر حیات نہ ہو تو عذاب قبر اور ثواب قبر تو پھر ہے ہی نہیں۔

حالانکہ عذاب قبر کی حدیثیں متواترہ ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ میں نے اپنی کتاب "تسکین الصدور" میں تصریح کی ہے کہ عذاب قبر پر احادیث متواترہ موجود ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے فقہ اکبر میں کہ "اعادۃ

الروح الی العبد فی قبرہ حق'' یہی امام احمد رحمہ اللہ کا فیصلہ ہے تو حیاۃ انبیاء کا یہ معنی نہ سمجھنا کہ ہم کہتے ہیں کہ ان کی وفات نہیں ہوئی۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ پھر بیشک تم قیامت والے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرنے والے ہوگے۔ اس جھگڑے کے متعلق بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم کے مطابق تمہیں آیات کا مفہوم سمجھ آجائے۔ قیامت والے دن جب اللہ تعالیٰ کے ہاں پیشی ہوگی تو مجرم کہیں گے ماجاء نا من بشیر ولا نذیر (مائدہ:۱۹)'' ہمارے پاس کوئی نہیں آیا خوشخبری سنانے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا۔'' اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر دعویٰ کرے گا کہ ہم نے ان کو سمجھایا لیکن انھوں نے ہماری بات نہیں مانی وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (فرقان:۳۰)'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے اے میرے رب بیشک میری قوم نے بنالیا قرآن کو چھوڑا ہوا۔'' پیغمبر کہیں گے ہم نے تمہیں تبلیغ کی وہ کہیں گے تم ہمارے پاس کب آئے تھے؟ یہ سب جھگڑے ہوں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ

پس کون ہے زیادہ ظالم اس سے جس نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر اور جھٹلایا اس نے سچائی کو جس وقت پہنچی اس کے پاس کیا نہیں

فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ

ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں کے لیے۔ اور وہ شخص جو لایا ہے سچائی اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ

پرہیزگار۔ ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے ہاں یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا تاکہ مٹادے اللہ تعالیٰ

عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ

ان سے وہ برے عمل جو انھوں نے کیے ہیں اور تاکہ ان کو بدلہ دے ان کے اجر کا بہتر وہ عمل جو وہ کرتے تھے۔ کیا نہیں ہے

اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کافی اپنے بندے کے لیے اور وہ ڈراتے ہیں آپ کو ان سے جو اس سے نیچے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ

نہیں ہے اس کو کوئی ہدایت دینے والا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس کوئی نہیں اس کو گمراہ کرنے والا کیا نہیں ہے

اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھیں کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو

(۳۲) الی قولہ تعالیٰ ... يتفكرون

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ

البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بتلاؤ تم جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اگر ارادہ

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ

کرے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں تکلیف کا کیا یہ دور کر سکتے ہیں اس کی تکلیف کو یا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے میرے بارے

هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ

میں رحمت کا کیا یہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو آپ فرمادیں میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اسی پر

يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

بھروسہ کرتے ہیں بھروسا کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَذَبَ: جس نے جھوٹ بولا، اَسْوَاَ: بہت برا، بِكَافٍ: کافی، يُخَوِّفُوْنَكَ: وہ ڈراتے ہیں آپ کو، اَرَادَنِيَ: (اگر اللہ) ارادہ کرے میرا، كٰشِفٰتُ: دور کرنے والے، مُمْسِكٰتُ: روکنے والے۔

ربط:

اس سے پہلے شرک کی تردید ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مشرکوں کی مثال کے ذریعے کی جاچکی ہے۔ اس قدر واضح اور آسان انداز کی مثال بیان فرمانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور سچ اور حق کو جھٹلائے۔

تفسیری نکات: مشرکین سچ اور حق کو جھٹلانے والے ہیں:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ پس کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ جس نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے رب کا شریک بنایا، اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا، اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کی۔ مشرکین مکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ " یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے تو یہ جو رب کا شریک بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں یہ بڑے ظالم ہیں۔

وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا سچائی کو۔ سچائی کی پہلی چیز قرآن کریم ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیش کیا اور وہ منکر ہو گئے۔ اور آج بھی قرآن کا انکار کرنے والے موجود ہیں ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے اِذْ جَآءَهٗ جس وقت پہنچی ان کے پاس سچائی تو انھوں نے اس کو جھٹلایا اَلَيْسَ فِيْ

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا کافروں کا۔ انکار کر کے کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ مریں گے ٹھکانا دوزخ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں کی تعریف:

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اور وہ ذات جو لائی سچائی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی وَصَدَّقَ بِهٖٓ اور وہ ذات جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے مصدق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً ایمان لے آئے۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَصَدَّقَ بِهٖٓ کا پہلا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد جو قیامت تک تصدیق کرنے والے آئیں گے وہ تمام صدق بہ کا مصداق ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہی لوگ ہیں پرہیزگار۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے بچنے والے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ ان کے لیے ہوگا جو کچھ وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اپنے رب کے ہاں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ہوا میں اڑنا چاہے گا تو وہ ہوا میں اڑے گا۔ جنت میں جس چیز کی کوئی خواہش کرے گا وہ اسے ملے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ تاکہ مٹا دے اللہ تعالیٰ ان سے اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وہ برے اعمال جو انھوں نے کیے ہیں۔ پیغمبروں کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے صرف پیغمبر پاک ہیں باقی کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کوئی نہ کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوئے ہیں مگر ان کی نیکیاں بہت زیادہ تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی خطاؤں کی معافی کی سند قرآن پاک میں نازل فرمائی۔

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ اور اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان کے اچھے اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ نیکوں سے جو غلطیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ معافی کے قابل ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ کافی ہے:

مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معبودوں کی تردید کرتے ہیں اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچائیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے وَيُخَوِّفُوْنَكَ اور وہ ڈراتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ ان سے جو اللہ

تعالیٰ سے نیچے ہیں۔ یہ مصنوعی معبودوں سے آپ کو ڈراتے ہیں ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہی پر راضی ہو اور ہدایت کی طرف نہ آئے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔ اور ہدایت اسی کو دیتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ غالب انتقام لینے والا۔ یہ آپ کو لات، منات، عزیٰ سے ڈراتے ہیں ان کو علم نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے اس کے پاس تمام قوتیں ہیں وہ انتقام لینے والا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کفار سے سوالات:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکوں سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بتلاؤ تم جن کو پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس سمجھ کر، یہ بتلاؤ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں تکلیف کا، نقصان پہنچانے کا هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ کیا یہ دور کر سکتے ہیں اس کی تکلیف کو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دکھ تکلیف میرے لیے مقرر ہوا ہے یہ تمہارے بناوٹی معبود کیا اس کو دور کر سکتے ہیں؟

اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ یا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ مجھے رحمت پہنچانے کا، مجھے رحمت سے نوازنا چاہے هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ کیا یہ روک سکتے ہیں اس کی رحمت کو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے، نہ ضار ہے، اس کے سوا نہ کوئی مشکل کشا، نہ حاجت روا، نہ فریاد رس۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے مجھے اور کسی کا کوئی خوف نہیں ہے عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اسی پر بھروسا کرتے ہیں بھروسا کرنے والے۔ میں نے پہلے توکل کا معنی بتلایا تھا ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا توکل ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں اے میری قوم عمل کرو تم اپنے طریقے پر بیشک میں بھی عمل کرنے والا ہوں پس عنقریب تم جان لوگے۔

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

کس پر آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کر دے اور کس پر اترتا ہے دائمی عذاب۔ بیشک ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

لوگوں کے لیے حق کے ساتھ پس جس نے ہدایت پائی تو اپنے نفس کے لیے اور جو گمراہ ہوا پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوا ہے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿41﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ ع

اسی پر، اور نہیں ہیں آپ ان پر وکیل، اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور وہ جانیں جو نہیں مرتیں

مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

ان کی نیند میں پس روک لیتا ہے اس کو جس پر فیصلہ کرتا ہے موت کا اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو ایک مقرر میعاد تک

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿42﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ

بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتی ہے۔ کیا انھوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے سفارشی

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿43﴾ قُلْ لِّلّٰهِ

آپ فرما دیں کیا اگرچہ وہ نہ ہوں مالک کسی شے کے اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے

الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿44﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

سفارش اسی کے لیے ہے شاہی آسمانوں کی اور زمین کی پھر اسی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ

وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

وحدہ لاشریک کا سکڑتے ہیں دل ان لوگوں کے جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر اور جس وقت ذکر کیا جاتا ہے ان کا جو اس کے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿45﴾

نیچے نیچے ہیں تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ تَمُتْ: نہیں مرے، مَنَامِهَا: اپنی نیند (میں)، اِشْمَاَزَّتْ: منقبض ہوتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا تھا کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھمکی دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے معبودوں کی تردید کرتے ہیں ان کی ناراضگی اور وبال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوگا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار سے فرما دیں کہ اے قوم تم اپنے طریقے پر عمل کرتے رہو میں اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہوں۔ عنقریب مرنے کے بعد تم یقیناً جان لو گے کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے۔

تفسیری نکات: حق و باطل کا فیصلہ جلد ہو جائے گا:

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیں یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ اے میری قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر۔ یہ ناراضگی ہے اجازت نہیں ہے کہ تم کفر شرک پر عمل کرتے رہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں نے حق کھول کر تمہارے سامنے رکھ دیا ہے اور ساری باتیں تمہارے سامنے بیان کر دی ہیں اور تم سمجھنے اور باز آنے کے لیے تیار نہیں ہو تو پھر تم اپنے طریقے پر عمل کرو اِنِّیۡ عَامِلٌ ۚ بیشک میں عمل کرنے والا ہوں اپنے طریقے پر فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ پس عنقریب تم جان لو گے مَنۡ یَّاۡتِیۡهِ عَذَابٌ یُّخۡزِیۡهِ کس پر آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کر دے گا۔ کہ اپنے طریقے پر عمل کرو لیکن اتنی بات ضرور جان لو کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا وَیَحِلُّ عَلَیۡهِ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ اور کس پر اترتا ہے عذاب دائمی۔ دنیا میں جو عذاب آئے گا وہ ذلیل و رسوا کر کے رکھ دے گا اور آخرت کا عذاب دائمی ہے۔

قرآن لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ ۚ بیشک ہم نے نازل کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب لوگوں کے لیے حق کے ساتھ۔ یہ ساری قوموں کے لیے ساری دنیا کے لیے ہدایت ہے۔ کاش! کوئی اس کتاب کو اول تا آخر سمجھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صحیح معنی میں انسان بن جائے گا۔ یہ حق کے ساتھ اتری ہے اس میں حق ہے حق کی باتیں اس میں ہیں فَمَنِ اهۡتَدٰی فَلِنَفۡسِهٖ ۚ پس جس نے ہدایت حاصل کی تو اپنے نفس کے لیے کہ اس کا فائدہ اس کو ہو گا وَمَنۡ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡهَا ۚ پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوا اسی پر۔ اس کی گمراہی اس کے نفس پر پڑے گی، اس کا وبال اس کے نفس پر آئے گا۔ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِوَكِیۡلٍ اور نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر وکیل۔

موت اور نیند کے متعلق وضاحت:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِهَا اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جانوں کو، روحوں کو ان کی موت کے وقت۔ ہر جان دار چیز کے بدن میں روح ہے جب تک بدن میں روح ہے، حیات ہے، سانس بھی لے گا نبض بھی چلے گی، کھانا بھی ہضم ہو گا بدن کا سارا نظام چلتا رہے گا۔ جتنی زندگی کسی کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اتنی دیر زندہ رہے گا اور جب زندگی پوری ہو جاتی ہے اور موت کا ارادہ کرتا ہے تو روح کو بدن سے کھینچ لیتا ہے اس وقت بدن کی بس ہو جاتی ہے نہ سانس لیتا ہے نہ نبض چلتی ہے سارا نظام ختم ہو جاتا ہے وَالَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِهَا ۚ اور وہ جانیں جو نہیں مرتیں ان کی روحوں کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔ ان کی روح کا تعلق بدن کے ساتھ اس طرح کا نہیں ہوتا جس طرح بیداری میں ہوتا ہے۔ گو روح با قاعدہ بدن میں ہوتی ہے وہ سو رہا ہوتا ہے روح اندر سے نکلتی نہیں ہے نبض بھی چل رہی ہے، کھانا بھی ہضم ہو رہا ہے، سانس بھی لے رہا ہے لیکن وہ تعلق جو بیداری میں ہوتا ہے، وہ نہیں ہے۔ موت کے وقت اللہ تعالیٰ روحوں کو بالکل کھینچ لیتا ہے اور موت کے وقت

بدن کے ساتھ تعلق نہیں رہتا، نہ نبض چلتی ہے، نہ سانس لے سکتا ہے، نہ کھانا ہضم ہوتا ہے۔ نہ بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔ پھر اس کو قبر میں اتارا جاتا ہے مٹی ڈال کر ابھی آدمی وہیں کھڑے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعاد روحه فی جسده "اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔" جسم کے ساتھ اتنا تعلق ہوتا ہے کہ جس سے نکیرین کے سوال سمجھ سکتا ہے۔

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ پس وہ روک لیتا ہے اس کو جس پر موت کا فیصلہ کرتا ہے وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر میعاد تک جو اس کی موت کا وقت لکھا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ بیشک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتی ہے۔

اللہ کے حضور سفارش اور شفاعت کون کر سکے گا؟

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ کیا انھوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے سفارشی۔ گیارھویں پارے میں ہے ويقولون هولاء شفعاء نا عندالله (یونس: ۱۸) "اور یہ کہتے ہیں یہ ہماری سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔" اور اسی سورت کے پہلے رکوع میں گزرا ہے کہ کہتے ہیں۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا اگر چہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں وَّلَا يَعْقِلُوْنَ اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔ دیکھو! جن کو یہ سفارشی بناتے ہیں ان کی دو اقسام ہیں۔

① ۔ برگزیدہ ہستیاں جیسے فرشتے، پیغمبر یا اولیاء اللہ وغیرہ۔

② ۔ بت یا جانور یا چاند سورج اور ستارے وغیرہ۔ تو ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش اور شفاعت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتا اور بت جانور چاند سورج اور ستارے تو اس کی بھی اہلیت اور شعور نہیں رکھتے ہیں۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا اللہ تعالیٰ کے لیے سفارش۔ اللہ تعالیٰ کے لیے سفارش کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں ہوگی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (آیۃ الکرسی: پارہ ۳) "کون ہے جو اس کے سامنے سفارش کر سکے بغیر اس کی اجازت کے۔" قیامت والے دن سب پیغمبر سفارش اور شفاعت سے انکار فرمائیں گے۔ آخر ساری مخلوق اکٹھی ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگی۔ میدان محشر میں ایک مقام، مقام محمود ہے۔ جس پر لواء الحمد لہرا رہا ہوگا، حمد کا جھنڈا۔ اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ بخاری شریف میں روایت ہے یلهمنی بمحامد لم تحضرنی الان "اللہ تعالیٰ مجھے ایسے کلمات الہام کریں گے جواب مجھے معلوم نہیں ہیں۔" مسند احمد کی روایت ہے کہ سات دن کا لمبا سجدہ ہوگا یا چودہ دن کا۔ یہ سارا عرصہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں مصروف رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا محمد ارفع راسك اشفع تشفع "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر اٹھا کر سفارش کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کی جائے گی۔" تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون سفارش کر سکتا ہے؟

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اسی کے لیے ہے شاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور یاد رکھنا! ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھراسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ جانا اسی کے پاس ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اور جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ وحدہٗ لاشریک کا اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ سکڑتے ہیں، تنگ ہوتے ہیں دل ان لوگوں کے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

مشرکوں کی حالت زار بیان کی گئی ہے۔ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اور جب ذکر کیا جاتا ہے ان کفار و مشرکین کے سامنے جھوٹے معبودوں کا جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں۔ ان کے قصے کہانیاں سنائی جاتی ہیں تو اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ تو اچانک وہ خوش ہوجاتے ہیں۔ مشرکین ان کی جھوٹی قصے کہانیاں اور کرامات سن کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کو جاننے والے آپ ہی فیصلہ کریں گے

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿46﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ

اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اور اگر بیشک ان لوگوں کے لیے

ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ

جنھوں نے ظلم کیا جو کچھ ہے زمین میں سارے کا سارا اور اس جیسا اس کے ساتھ ہو البتہ وہ فدیہ دے دیں اس کے ساتھ

سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا

برے عذاب سے بچتے ہوئے قیامت والے دن اور ظاہر ہوں گے ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں جن کا وہ

يَحْتَسِبُوْنَ ﴿47﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

گمان نہیں رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے برائیاں جو انھوں نے کمائیں اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿48﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً

ٹھٹھا کرتے تھے۔ پس جب پہنچتی ہے انسان کو تکلیف ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم دے دیتے ہیں اس کو نعمت اپنی طرف سے

مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿49﴾ قَدْ

کہتا ہے پختہ بات ہے یہ دی گئی ہے مجھے علم کی بنا پر بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ تحقیق

قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿50﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

کہی یہ بات ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پس نہ کام آئی ان کو وہ چیز جو وہ کماتے تھے۔ پس پہنچیں ان کو وہ برائیاں

مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ

جو انھوں نے کمائیں اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ان لوگوں میں عنقریب پہنچے گی ان کو وہ برائی جو انھوں نے کمائی اور نہیں ہیں

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿51﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ

وہ عاجز کرنے والے ۔ کیا وہ نہیں جانتے بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لیے چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿52﴾ ع ۵ ۱۱

اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ يَكُوْنُوْا: ہرگز نہیں کہ وہ ہو جائیں، يَحْتَسِبُوْنَ: وہ گمان نہیں رکھتے تھے، خَوَّلْنٰهُ: ہم دیتے ہیں اس کو، قَالَهَا: یہ بات کہی۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں کفار اور مشرکین کی کارروائیوں کا تذکرہ اور ان کا ردّ فرمایا گیا تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کا جو حشر والے دن انجام ہوگا اُس کا تذکرہ فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن اللہ ہر طرح کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا:

قُلِ آپ ﷺ کہہ دیں اے نبی کریم ﷺ! اَللّٰهُمَّ اے اللہ جل جلالہ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بغیر نمونے اور مثال کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غائب اور حاضر کو جاننے والے۔ عٰلِمَ الْغَيْبِ کا معنی ہے ماغاب عن المخلوق جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور الشھادۃ کا معنی ہے جو چیزیں مخلوق کے سامنے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے۔ تو مخلوق کے اعتبار سے عالم الغیب والشھادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے۔

اَنْتَ تَحْكُمُ آپ ہی فیصلہ کریں گے بَيْنَ عِبَادِكَ اپنے بندوں کے درمیان قیامت والے دن فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ دنیا میں بیشمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جھگڑے ہوتے ہیں قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے غیر مجرم، مجرم بن جاتے ہیں اصل کا پتا ہی نہیں چلتا باوجود اس کے کہ منصف مزاج جج اور وکیل بحث کرتے ہیں بڑا غور و فکر کرتے ہیں لیکن حقیقت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ لیکن قیامت والے دن اللہ تعالیٰ صحیح صحیح فیصلہ کریں گے حق اور باطل کے درمیان دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا حق حق ہوگا باطل باطل ہوگا، سچ سچ ہوگا جھوٹ جھوٹ ہوگا ہر شے نکھر کر سامنے آجائے گی وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور اگر بیشک ان لوگوں کے لیے

جنہوں نے ظلم کیا دنیا میں مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا جو کچھ زمین ہے سارے کا سارا ہو۔ یہاں اجمال ہے دوسری جگہ تفصیل ہے ملء الارض ذهبا" زمین سونے سے بھری ہوئی ہو ولو افتدی به(آل عمران:۹۱)" اگرچہ وہ اس کو فدیہ دیں کسی سے قبول نہیں کی جائے گی۔" صرف یہی زمین سونے کی بھری ہوئی نہیں وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا مزید بھی اس کے ساتھ ہو اور سونے سے بھری ہوئی ہو لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ میں دے دیں مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ برے عذاب سے بچنے کے لیے یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن۔ اگر بالفرض کسی کے پاس یہ ساری زمین سونے کی بھری ہوئی ہو اور اتنی زمین اور بھی اس کے ساتھ ہو اور وہ برے عذاب سے بچنے کے لیے دے دے تو قبول نہیں کی جائے گی۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَا وہ چیزیں لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ جن کا وہ دنیا میں گمان نہیں رکھتے تھے۔ تصور بھی نہیں تھا کہ یہ چیزیں سامنے آئیں گی۔ پل صراط ان کے سامنے ہوگا، دوزخ کی آگ اور شعلے ان کے سامنے ہوں گے۔ سانپ، بچھو سامنے ہوں گے، رتی رتی کا حساب ہوگا۔ وہ وہ چیزیں پرچے میں سامنے آئیں گی کہ جن کے متعلق آدمی کو تصور بھی نہ تھا کہ ان کا بھی حساب ہوگا۔

وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وہ برائیاں جو انھوں نے کمائی ہیں وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیرے گی ان کو مَّا وہ چیز كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ مثلاً: جب کہا جاتا تھا کہ دوزخ میں سانپ بچھو ہوں گے تو مذاق اڑاتے تھے کہتے تھے تمہاری عقل ماری گئی ہے ایک طرف دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز پھر اس میں سانپ، اور بچھو اور دوسری ضرر دینے والی مخلوق کہاں ہو سکتی ہے۔ اتنی تیز آگ میں زقوم کا درخت اور ضریع کی جھاڑیاں ہوں گی پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اس پر سے گزرنا پڑے گا نیچے آگ کے شعلے ہوں گے وہاں سے کون گزرے گا؟ تو دنیا میں جن چیزوں کا تم مذاق اڑاتے ہو یہ سب چیزیں سامنے آئیں گی۔

انسانی فطرت کا تجزیہ:

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ پس جس وقت پہنچتی ہے انسان کو تکلیف دَعَانَا ہمیں پکارتا ہے۔ پھر اللہ، اللہ، کی ضربیں لگاتا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا پھر جس وقت ہم اس کو دے دیتے ہیں نعمت ان کی طرف سے کہتا ہے قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ پختہ بات ہے کہ یہ دی گئی ہے مجھے علم کی بنا پر۔ جب مشکل میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اس وقت ساری چیزیں بھول جاتا ہے۔ پس اللہ اللہ کرتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نوازتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے علم، قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے۔

بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ بلکہ یہ آزمائش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تحقیق کہی یہ بات

ان لوگوں نے جوان سے پہلے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ باتیں پہلے لوگوں نے بھی کی ہیں فَمَآ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ پس نہ کام آئی ان کو مَّا وہ چیز كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ جو وہ کماتے تھے۔

فَاَصَابَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا ؕ پس پہنچیں ان کو وہ برائیاں جو انھوں نے کمائیں۔ یہ تو پہلوں کے متعلق ہے وَالَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ هٰٓؤُلَآءِ اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ان لوگوں میں سے سَيُصِيۡبُهُمۡ عنقریب پہنچے گی ان کو سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا ۙ وہ برائی جو انھوں نے کمائی۔ یہ اس وقت کے ظالموں کو سنایا جا رہا ہے کہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ پہلوں کے ساتھ ایسا ہوا ہے اس وقت کے جو ظالم ہیں جو وہ برائیاں کمائیں گے ان پر بھی ان کا وبال پڑے گا، ان کی بھی گرفت ہوگی وَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ اور نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ایک لمحے بندے کو پکڑ سکتا ہے اور ایسے پکڑ سکتا ہے کہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا ہے۔

اَوَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا کیا یہ لوگ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہے وَيَقۡدِرُ ؕ اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہے۔ رزق کا نظام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی محنت زیادہ ہوتی ہے مگر محنت کے مطابق اسے رزق ملتا نہیں ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ محنت تھوڑی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ رزق زیادہ دیتا ہے۔ وہ لوگ خوش قسمت اور سعادت مند ہیں جن کو ایمان کی دولت کے ساتھ رزق حلال بھی حاصل ہو۔ سب سے بڑی دولت ایمان ہے اس جیسی اور دولت کوئی نہیں ہے۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے دوسروں کی سمجھ نہیں آ سکتی۔

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اے میرے وہ بندو جنھوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ

يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝53 وَاَنِيۡبُوۡۤا اِلٰى رَبِّكُمۡ وَاَسۡلِمُوۡا لَهٗ

بخش دیتا ہے سب گناہ بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے بڑا مہربان، اور رجوع کرو تم اپنے رب کی طرف اور فرمان بردار ہو جاؤ

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ۝54 وَاتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ

اس کے، پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر تمھاری مدد بھی نہیں کی جائے گی۔ اور پیروی کرو بہتر بات کی جو تمھاری طرف

اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝55

اتاری گئی ہے تمھارے رب کی طرف سے پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب اچانک اور تم شعور بھی نہ رکھتے ہو۔

اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ

یہ کہ کہے کوئی نفس اے افسوس مجھ پر اس کارروائی کے متعلق جو میں نے کوتاہی کی اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اور بیشک میں تھا

السّٰخِرِيْنَ ﴿56﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿57﴾ اَوْ تَقُوْلَ

ٹھٹھا کرنے والوں میں سے، یا وہ نفس کہے اگر بیشک اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا البتہ میں ہوتا متقیوں میں سے، یا کہے وہ

حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿58﴾ بَلٰى قَدْ

جس وقت دیکھے گا وہ عذاب کو اگر بیشک میرے لیے ہو لوٹنا پس ہو جاؤں میں نیکی کرنے والوں میں سے، کیوں نہیں تحقیق

جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿59﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

آچکیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے جھٹلایا ان کو اور تو نے تکبر کیا اور تھا تو کفر کرنے والوں میں سے، اور قیامت

تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

والے دن دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا نہیں ہے جہنم میں

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿60﴾

ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْرَفُوْا: زیادتی کی، لَا تَقْنَطُوْا: ناامید نہ ہو جاؤ، اَنِيْبُوْا: رجوع کرو، يٰحَسْرَتٰى: اے افسوس، فَرَّطْتُّ: میں نے کوتاہی کی، اَلسّٰخِرِيْنَ: ہنسنے والے، جَآءَتْكَ: آئیں تیرے پاس، فَكَذَّبْتَ: تو نے جھٹلایا، اسْتَكْبَرْتَ: تو نے تکبر کیا، مُسْوَدَّةٌ: سیاہ۔

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ جنہوں نے ظلم کیا ان کو ان کے اعمال کا نتیجہ ملے گا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ظلم کر چکے اور گناہ کما چکے کیا ان کے لئے اب نجات کی کوئی صورت بھی ہے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میرے بندوں کو میری طرف سے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اے میرے وہ بندو جنہوں نے زیادتی کی عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں پر، گناہ کیے، کوتاہیاں کیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ چاہے کتنے بھی ظلم کیے ہیں، زیادتیاں کی ہیں۔ مغفرت کے اسباب بہت ہیں لیکن ہوگی قاعدے کے مطابق۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہیں۔ایک وہ ہیں جن کی قضا نہیں ہے جیسے شراب پینا، بدکاری کرنا وغیرہ۔ان سے جب انسان سچے دل سے توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ دوسرے حقوق وہ ہیں جن کی قضا ہے مثلاً: نماز ہے، روزہ ہے، زکوۃ ہے، یہ محض زبانی توبہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک ان کی قضا نہیں کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ بیشک اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سب کے سب گناہ مگر قاعدے کے مطابق اِنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔محض توبہ توبہ نہ کرو توبہ کے ساتھ یہ کام بھی ہے وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف توبہ کے بعد تمہارے اندر انقلاب آنا چاہیے۔

وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اور فرمان بردار ہو جاؤ اس کے۔ اسلام کا معنی ہے گردن جھکا دینا۔اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے گردن جھکا دو اس کے احکامات کو مانو اور پابندی کرو مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آئے ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پھر تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی جب عذاب آجائے گا۔کل کے دن سے آج کا دن اچھا ہو آج کے دن سے کل آنے والا اچھا ہو۔اور کیا کرنا ہے؟ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور پیروی کرو بہتر بات کی جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے۔ جو تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہیں ان میں سے سب سے اچھی چیز کی پیروی کرو۔یعنی قرآن اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔

حشر والے دن کافروں اور مشرکین کی تمناؤں کا ذکر:

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آئے اچانک وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یہ کہ کہے کوئی نفس يٰحَسْرَتٰى ہائے میرے اوپر افسوس عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ اس کارروائی کے متعلق جو میں نے کوتاہی کی فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا یا موت آئے گی تو مجرم کہے گا ہائے افسوس مجھ پر میں نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں بڑی کوتاہی کی وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ اور بیشک میں ٹھٹھا کرنے والوں میں سے تھا۔نیک لوگوں کا مومنین کا مذاق اڑاتا تھا۔اللہ کی آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا تھا۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یا وہ نفس کہے اگر بیشک اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا البتہ میں ہوتا متقیوں میں سے۔یعنی اللہ تعالیٰ میری ہدایت کے اسباب مہیا کر دیئے تھے۔اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔قرآن کریم کو تیری ہدایت کے لیے نازل فرمایا۔

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ یا کہے وہ جس وقت دیکھے گا وہ عذاب کو لَوْ اَنَّ لِىْ كَرَّةً اگر بیشک میرے لیے ہو لوٹنا دنیا کی طرف فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ پس ہو جاؤں میں نیکی کرنے والوں میں سے۔سورۃ سجدہ، پارہ ۲۱، آیت نمبر ۱۲ میں ہے کہیں گے فارجعنا نعمل صالحًا "پس ہمیں لوٹا دے تا کہ ہم اچھے عمل کریں۔"اور سورۃ مومنون آیت نمبر ۱۰۰۔۹۹ میں ہے قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا "اے پروردگار! مجھ کو واپس لوٹا دے تا کہ میں

اچھے عمل کروں۔"

اللہ تعالیٰ کا کفار کو جواب:

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ کیوں نہیں تحقیق آ چکیں تیرے پاس میری آیتیں۔ قرآن تیرے پاس پہنچا کلمہ تیرے پاس پہنچا، حق تیرے پاس پہنچا، پیغمبروں نے تبلیغ کی، ان کے نائبین نے سمجھا فَكَذَّبْتَ بِهَا پس اے بدبخت تو نے جھٹلا دیا وَاسْتَكْبَرْتَ اور تو نے تکبر کیا۔ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور تھا تو کفر کرنے والوں میں سے۔ اب واویلا کرنے کا کیا فائدہ؟ فرمایا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت والے دن اے مخاطب تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ کی طرف شرک کی نسبت کی۔ اُس کے نبی کو اور ان کی باتوں کو جھٹلایا قیامت کو دوبارہ مرکر زندہ ہونے کو جھٹلایا۔ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جیسے سڑکوں پر تارکول پڑا ہوتا ہے ترهقها قترة اولئك هم الكفرة الفجرة (سورۃ عبس) "ان پر سیاہی چڑھی ہوگی یہ فسق و فجور کرنے والے کافر لوگ ہوں گے۔" حالانکہ دنیا میں بڑے گورے تھے مگر دل سیاہ تھے۔ دل کی سیاہی چہرے پر آجائے گی اور مومنوں کے چہرے سفید ہوں گے چاندی کی طرح چمکدار ہوں گے۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا۔ یقیناً متکبرین کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انجام سے آگاہ فرما دیا ہے۔

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ڈرے ان کی کامیابی کی جگہ میں نہیں پہنچے گی ان کو تکلیف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسی کے لیے ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ ع

اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے، آپ فرما دیں کیا پس اللہ تعالیٰ کے غیر کا

تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

تم مجھے حکم دیتے ہو میں عبادت کروں اے جاہلو، اور البتہ تحقیق وحی کی گئی آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾

سے پہلے تھے البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا البتہ ضائع ہو جائے گا آپ کا عمل اور البتہ ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿66﴾ وَمَا قَدَرُوا

والوں میں سے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی پس آپ ﷺ عبادت کریں اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے، اور انھوں نے قدر نہیں

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

کی اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے قدر کرنے کا اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت والے دن اور آسمان لپیٹے ہوئے ہوں

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿67﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ

گے دائیں ہاتھ میں پاک ہے اس کی ذات اور بلند ہے ان سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور پھونکا جائے گا بگل میں

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

پس بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر وہ جس کو اللہ چاہے پھر پھونکا جائے گا دوسری مرتبہ

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿68﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ

پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے۔ اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور کے ساتھ اور رکھی جائے گی

الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿69﴾

کتاب اور لایا جائے گا نبیوں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿70﴾ ع

گا۔ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُنَجِّيْ: وہ نجات دے گا، بِمَفَازَتِهِمْ: ان کی کامیابی سے، مَقَالِيْدُ: چابیاں، تَاْمُرُوْٓنِّيْ: تم مجھے حکم کرتے ہو، اَشْرَكْتَ: تو نے شرک کیا، لَيَحْبَطَنَّ: ضرور غارت ہو جائے گا، عَمَلُكَ: تیرے عمل، قَبْضَتُهٗ: سب کی سب زمین، مَطْوِيّٰتٌ: لپٹے ہوئے، فَصَعِقَ: بے ہوش ہو جائیں گے، قِيَامٌ: کھڑے ہونے والے، اَشْرَقَتِ: روشن ہو گئی۔

ربط:

سابقہ آیات میں نافرمان اور کافروں کا احوال قیامت والے دن جو ہوگا اس کا بیان تھا۔ اب ان آیات میں نیکوکاروں اور مؤمنین کا تذکرہ ہے اور دیگر احوال قیامت کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن مؤمنین کے احوال:

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ دوزخ سے اور چہروں کے سیاہ ہونے سے اور ہر قسم کی تکلیف سے

ان لوگوں کو اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ جو بچے کفر وشرک سے ان کی کامیابی کی جگہ میں۔ اور وہ جنت ہے۔ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ نہیں پہنچے گی ان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف۔ نہ بدنی، نہ ذہنی وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ان کو کوئی غم نہیں ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ایمان لائے، کفر وشرک سے بچے، برے کاموں سے پرہیز کیا۔ ان کو غم کھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ وکیل کا معنی ہے کارساز، کام بنانے والا۔ معنی ہوگا اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر صرف اللہ تعالیٰ ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ آسمانوں اور زمین کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خالق بھی وہی ہے، رازق بھی وہی ہے، حاجت روا بھی وہی ہے سارے اختیارات اسی کے پاس ہیں خدائی اختیارات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی بدبخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔

مشرکین کی ایک پیشکش کا جواب:

مشرکین کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وحدانیت کی تبلیغ سے شہر میں اختلاف اور انتشار ہو گیا ہے اور اس سے قبل سب لوگ ایک ہی نظریے اور نظریات کے تھے کوئی اختلاف نہ تھا اور صلح صفائی سے رہنا اچھی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کریں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی عبادت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بتوں لات منات عزیٰ اور ھبل کی عبادت کریں اس نامعقول پیشکش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ کیا تم مجھے حکم دیتے ہو اللہ تعالیٰ کے غیر کی میں عبادت کروں اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ اے جاہلو تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! اور آپ کی طرف بھی وحی کی گئی اور ان پیغمبروں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے گزرے ہیں ان کی طرف بھی وحی کی گئی۔ کیا وحی کی گئی؟ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کیا تو ضائع ہو جائے گا آپ کا عمل وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور البتہ ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ شرک قبیح اور بری چیز ہے پیغمبر سے تو سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ جملہ فرضیہ ہے کہ بالفرض والمحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی صادر ہو جائے تو آپ کے اعمال بھی اکارت ہو جائیں گے۔ یہ ہمیں سمجھانے کے لیے فرمایا ہے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ بلکہ آپ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ یہ آپ کو کہتے ہیں اوروں کی بھی عبادت کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے۔ اس پر کہ تمہیں کھری کھری باتیں بتلائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کی صحیح بات بتلا دی ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ اور ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ حق تھا قدر کرنے کا۔ ان سے پوچھو آسمان کس نے بنائے؟ زمین کس نے بنائی

؟تو کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔چاند، سورج، ستاروں کو کس نے پیدا کیا؟ تمہیں کس نے پیدا کیا؟ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔تو جب یہ سارے کام اللہ نے کیے ہیں تو پھر تمہاری حاجتیں تمہاری تکالیف اور تمہاری ضروریات بھی وہی پوری کرتا ہے۔

قیامت والے دن اللہ وحدہ لاشریک کی شان:

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ اور سارے آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے دائیں ہاتھ میں۔دائیں ہاتھ میں آسمان ہوں گے اور بائیں ہاتھ میں زمین ہوگی۔جو ہاتھ اس کی شان کے لائق ہیں۔اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ قرآن سے ثابت ہیں۔سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى پاک ہے ربّ تعالیٰ کی ذات عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ان چیزوں سے جن کو یہ اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔اس کا کوئی شریک نہیں ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونکا جائے گا صور۔اس کو نفخہ اولیٰ کہتے ہیں۔جب ساری دنیا فنا ہو جائے گی فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ پس بے ہوش ہو جائیں گے جو ہیں آسمانوں میں اور جو ہیں زمین میں سب بے ہوش ہو جائیں گے اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔تو مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ میں پیغمبر ہیں، فرشتے ہیں، شہداء ہیں، حوریں اور ولدان جنت ہیں۔مگر پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ فرشتوں پر بھی موت طاری ہوگی۔کوئی جان دار چیز باقی نہیں رہے گی ویبقی وجه ربك ذوالجلال والا کرام (سورۃ الرحمن) "اور باقی رہے گی تیرے ربّ کی ذات جو بزرگی اور عزت والی ہے۔"

پھر بخاری شریف کی روایت کے مطابق چالیس سال بعد نفخہ ثانیہ ہوگا ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى پھر پھونکا جائے گا اس میں دوسری مرتبہ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے۔جب دوسری مرتبہ بگل میں پھونکا جائے گا تو جہاں کہیں بھی کوئی ہوگا اٹھ کھڑا ہوگا۔وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے۔اللہ تعالیٰ کے نور و تجلی سے پورا میدان حشر نور سے چمک اٹھے گا لیکن یہ نور مومن ہی دیکھ پائیں گے کافر اور مشرک اس سے محروم ہوں گے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھی جائے گی کتاب۔ان کا نامہ اعمال ہر ایک کے سامنے وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ اور لایا جائے گا نبیوں کو وَالشُّهَدَآءِ اور گواہوں کو وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا ہے وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ان کاموں کو جو وہ کرتے ہیں۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں جہنم کی طرف گروہ در گروہ یہاں تک کہ جب آئیں گے وہ دوزخ کے قریب کھولے

لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ

جائیں گے اس کے دروازے اور کہیں گے ان کو اس کے چوکیدار کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو تلاوت

رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى

کرتے تھے تم پر تمہارے رب کی آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے وہ کہیں گے کیوں نہیں آئے

وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿71﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

تھے لیکن لازم ہو چکا کلمہ عذاب کا انکار کرنے والوں پر، کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ رہو گے اس میں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿72﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ

پس برا ہے ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا، اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے جنت کی طرف گروہ در گروہ

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

یہاں تک کہ جب آ جائیں گے جنت کے قریب اس حال میں کہ کھلے ہوں گے اس کے دروازے اور کہیں گے ان کو اس کے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿73﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

چوکیدار سلامتی ہو تم پر مبارک ہو تم کو پس داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے والے۔ اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے

الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ

لیے وہ ذات جس نے سچا کیا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور ہمیں وارث بنایا زمین کا ہم ٹھکانا بناتے ہیں جنت میں جہاں ہم چاہیں

فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿74﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ

پس کیا اچھا ہے اجر عمل کرنے والوں کا، اور آپ دیکھیں گے فرشتوں کو گھیرنے والے ہوں گے عرش کے ارد گرد تسبیح بیان کرتے

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ

ہوں گے اپنے رب کی حمد کی اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا تمام تعریفیں

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿75﴾ ع ۸

مشکل الفاظ کے معانی:

سِیْقَ: چلایا جائے گا، زُمَرًا: گروہ، جَآءُوْهَا: وہ پہنچیں گے اس کے پاس، خَزَنَتُهَا: اس کے محافظ، چوکیدار، طِبْتُمْ: تم خوشی میں رہے، صَدَقَنَا: ہم سے سچ کہا، نَتَبَوَّاُ: ہم ٹھہریں، حَآفِّيْنَ: حلقہ باندھنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے احوال قیامت کا بیان شروع ہے کہ اللہ تعالیٰ کس شان سے زمینوں اور آسمانوں کو اپنے ہاتھوں میں

لیے ہوئے اپنے نور کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اب ان آیات میں قیامت کے دن کافروں اور مؤمنین کے گروہ کے احوال کا بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن کفار و مشرکین کا حشر:

وَسِيْقَ اور چلائے جائیں گے الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا وہ لوگ جو کافر ہیں اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔ یہودیوں کا علیحدہ گروہ، عیسائیوں کا علیحدہ گروہ، ہندوؤں کا علیحدہ گروہ، بدھ مت والوں کا علیحدہ گروہ، سکھوں کا علیحدہ گروہ، مشرکوں کا علیحدہ گروہ، زانیوں کا علیحدہ اور شرابیوں کا علیحدہ گروہ ہوگا۔ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچیں گے فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا کھولے جائیں گے دروازے اس کے۔ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اور کہیں گے ان کو دربان، چوکیدار۔ سورہ مدثر میں ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ جہنم پر بڑے بڑے عہدوں پر انیس فرشتے ہیں اور ان کا انچارج مالک علیہ السلام ہے۔

وہ دربان کہیں گے اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ جو تم پر ربّ کی آیتیں تلاوت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام سنانے والے پیغمبر کیا تمہارے پاس نہیں آئے۔ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ اور ڈراتے تھے تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے۔

قَالُوْا بَلٰى کافر کہیں گے کیوں نہیں پیغمبر آئے تھے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام سنائے تھے وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ لیکن لازم ہو چکا عذاب کا فیصلہ انکار کرنے والوں پر۔ ہم نے انکار کیا عذاب میں پھنس گئے۔ تو کہیں گے پیغمبر تو آئے تھے لیکن ہم نے مانا نہیں۔

قِيْلَ کہا جائے گا ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے فوراً یہ تمہارے لیے کھلے ہیں۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ہمیشہ رہو گے دوزخ میں۔ جو بدبخت دوزخ میں داخل کر دیا گیا اس کو کبھی نکلنا نصیب نہیں ہوگا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔ دنیا میں تکبر کیا حق کو تسلیم نہیں کیا، حق کو ٹھکرایا اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔

قیامت والے دن جنتی لوگوں کے احوال:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے رہے رَبَّهُمْ اپنے رب سے۔ دنیا میں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف تھا اُن کو چلایا جائے گا اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ جنت کی طرف گروہ در گروہ۔ مجاہدوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے نماز پڑھنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے روزے رکھنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے صدقہ کرنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے توبہ کرنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا یہاں تک کہ جب وہ پہنچیں گے جنت کے قریب وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اس حال میں کہ کھلے ہوں

گے دروازے جنت کے۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں گے ان کو جنت کے دربان اور چوکیدار سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلام ہو تم پر اے جنت میں داخل ہونے والو۔ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ فرشتے ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے طِبْتُمْ خوش رہو، جی آیاں نوں، خوش آمدید، مبارک ہو تمہیں جنت میں آنے والو۔

فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ پس تم داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے والے۔ جنت میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ دروازوں سے باہر فرشتے سلام کریں گے اور اندر حوریں اور غلمان انتظار میں ہوں گے وہ سلام کریں گے۔ جنتی ایک دوسرے کو ملیں گے تو سلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام آئے گا۔ جنتی اللہ کا شکر کرتے ہوئے

وَقَالُوا اور کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وہ رب جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ ایمان لاؤ گے عمل صالح کرو گے میرے پیغمبروں کی اطاعت کرو گے میرے احکامات کو تسلیم کرو گے تو میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کر دیا ہے ہمیں جنت میں داخل کر دیا ہے وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا ہے نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ ہم ٹھکانا بناتے ہیں جنت میں جہاں ہم چاہیں۔ جنت میں جہاں کوئی چاہے گا جگہ بنائے گا کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ پس کیا اچھا ہے اجر عمل کرنے والوں کا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ اور اے مخاطب دیکھے گا تو فرشتوں کو حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ گھیرنے والے ہوں گے، احاطہ کیے ہوئے ہوں گے عرش کے اردگرد۔ جب عدالت لگے گی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ کریں گے تو عرش کے اردگرد فرشتے ہی فرشتے ہوں گے يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ تسبیح بیان کریں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور ان کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا حق کے ساتھ۔ انسانوں کے درمیان، جنوں کے درمیان۔ وَقِيْلَ اور کہا جائے گا ہر طرف سے صدائیں بلند ہوں گی الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

سُورَةُ الْمُؤْمِن مَكِّيَّة

سورۃ المؤمن مکی سورت ہے اس کے نو (۹) رکوع اور پچاسی (۸۵) آیات ہیں چونکہ اس میں ایک مؤمن کا تذکرہ ہے جو فرعون کے سامنے حق بیان کیا کرتا تھا اور جو فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اس کا نام ''حزقیل'' تھا۔ اس لیے اس سورۃ کا نام مومن ہے۔ اور اس سورت کا ایک نام سورۃ ''الغافر'' بھی ہے جو اس سورت کی آیت نمبر تین میں آ رہا ہے یعنی ''بخشنے والا'' اور اس سورت کا ایک نام ''الطول'' بھی کہا گیا ہے اور یہ بھی آیت نمبر تین میں آ رہا ہے اور اس کا معنی ہے ''انعام واحسان'' ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا چالیسواں (۴۰) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا ساٹھواں (۶۰) نمبر ہے یعنی انسٹھ (۵۹) سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ

حٰمٓ اتاری ہوئی ہے کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے جو جاننے والا ہے۔ بخشنے والا ہے گناہ کو اور توبہ قبول کرنے

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ

والا ہے سخت سزا والا ہے انعام واحسان والا ہے نہیں کوئی الٰہ مگر وہی اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ نہیں جھگڑا کرتے اللہ تعالیٰ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

آیتوں کے بارے میں مگر وہ لوگ جو کافر ہیں پس نہ دھوکے میں ڈالے آپ کو ان کا چلنا پھرنا شہروں میں، جھٹلایا ان سے پہلے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ

نوح علیہ السلام کی قوم نے اور بہت گروہوں نے ان کے بعد اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں تاکہ اس کو گرفتار کرلیں

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾

اور جھگڑا کیا انھوں نے باطل کے ہتھیار لے کر تاکہ پھسلا دیں اس باطل کے ذریعے حق کو پس میں نے پکڑا ان کو پس کس طرح تھی

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾

میری سزا، اور اسی طرح ثابت ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا فیصلہ ان لوگوں پر جنھوں نے کفر کیا بیشک وہ دوزخ والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حٰمٓ: حروفِ مقطعات، غَافِرِ: بخشنے والا، قَابِلِ: قبول کرنے ولا، اَلتَّوْبِ: توبہ، فَلَا یَغْرُرْكَ: پس آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، جٰدَلُوْا: انہوں نے جھگڑا کیا۔

ربط:

سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورۃ کے آخر میں کافروں کا اخروی بدلہ بتلایا کہ دوزخ میں جائیں گے اور مومنوں کی جزاء بتلائی کہ جنت میں جائیں گے۔ اب اس سورت کی ابتداء میں فرمایا جارہا ہے کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہلاک کیا اور مومنوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے دنیا میں دعائیں کرتے ہیں۔ یعنی آخرت کی سزا و جزا تو اپنے مقام پر ہے دنیا میں بھی کافروں کو سزا ہوئی اور آخرت میں بھی ناکام ہیں اور مومنین دنیا و آخرت دونوں جگہ کامیاب ہوں گے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی شان اقدس کا بیان:

حٰمٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے حاء سے مراد حمید اور م سے مراد مجید ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی ہے الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ جو غالب ہے سب کچھ جاننے والا ہے غَافِرِ الذَّنْۢبِ گناہ بخشنے والا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بنوا آدم کلکم خطاء ون "اے بنی آدم تم سب کے سب خطا کار ہو سوائے پیغمبروں کے کوئی معصوم نہیں وخیر الخطائین التوابون اور بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔" آدمی کو ہر وقت یہ سمجھنا چاہیے کہ میں گناہ گار ہوں وَقَابِلِ التَّوْبِ اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک دن میں ستر ۷۰ دفعہ گناہ کرو ستر مرتبہ توبہ کرو وہ قبول کرنے والا ہے او کمال قال. اللہ تعالیٰ کے در کے سوا اور دروازہ ہی کوئی نہیں ہے کہاں جائے گا؟ اور اس کی یہ بھی صفت ہے شَدِیْدِ الْعِقَابِ سزا بھی سخت دینے والا ہے کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں۔ اگر وہ سزا دینے پر آئے تو ان بطش ربك لشدید (سورۃ بروج) "بیشک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔" جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ذِی الطَّوْلِ طول کے دو معنی آتے ہیں۔ ایک معنی ہے قدرت ذی الطول قدرت والا۔ ذِی الطَّوْلِ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو کون نہیں سمجھ سکتا اگر سمجھنا چاہے۔ اور طول کا دوسرا معنی ہے انعام واحسان۔ معنی ہوگا اللہ تعالیٰ انعام کرنے والا ہے احسان کرنے والا ہے۔ وہ جس پر چاہے انعام کر کے دین کی سمجھ دے دے جس کو چاہے دولت سے نواز دے جس کو چاہے اولاد دے دے جس کو چاہے حکومت دے دے۔ یہ انعامات اس کی قدرت کے قبضہ میں ہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود، مشکل کشا نہیں ہے وہی سجدے اور نذر و نیاز کے لائق ہے وہی فریاد رس اور دست گیر ہے۔ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والا کافر ہے:

مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ نہیں جھگڑا کرتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مگر وہ لوگ جو کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار، اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ فَلَا يَغْرُرْكَ پس اے مخاطب تجھے دھوکے میں نہ ڈالے تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ان کا چلنا پھرنا شہروں میں اور ہوائی جہازوں میں، ہیلی کاپٹروں میں اڑتے پھرتے ہیں، گاڑیوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ ان چیزوں سے دھوکا نہ کھانا کافر کافر ہیں۔ (یہ چیزیں حاصل ہونے سے وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نہیں ہو گئے۔)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے۔ نوح علیہ السلام کو جھٹلایا، توحید کو جھٹلایا وَّالْاَحْزَابُ اور بہت سے گروہوں نے جھٹلایا مِنْۢ بَعْدِهِمْ ان کے بعد۔ نوح علیہ السلام کے بعد ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم اور بیشمار قومیں گزری ہیں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں لِيَاْخُذُوْهُ تاکہ پکڑ لیں اور اس کو گرفتار کر لیں کہ وہ حق بیان نہ کرے۔

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑا کیا انھوں نے باطل کے ساتھ۔ باطل کے ہتھیار لے کر انھوں نے جھگڑا کیا لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلا دیں وہ باطل کے ذریعے حق کو۔ مٹا دیں حق کو حالانکہ حق حق ہے وہ نہیں مٹتا۔ فَاَخَذْتُهُمْ پس میں نے ان کو پکڑا فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کس طرح تھی میری سزا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کا کیا حال ہوا، ہود علیہ السلام کی قوم کا کیا حال ہوا، صالح علیہ السلام کی قوم پر کیا بیتی؟ فرمایا جیسے میں نے ان کو پکڑا وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ اور اسی طرح لازم ہو چکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا فیصلہ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں پر جو کافر ہیں اور جو قیامت تک آئیں گے ان کے لیے یہ فیصلہ ہے اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ بیشک وہ سب کے سب دوزخ والے ہیں۔ دنیا کی سزا بھی ان کو ملے گی اور آخرت کی سزا بھی ان کو ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ

وہ فرشتے جو اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو عرش کے ارد گرد ہیں وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ایمان

بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً

رکھتے ہیں اس پر اور بخشش طلب کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو مومن ہیں اے ہمارے رب وسیع ہیں آپ ہر چیز پر رحمت

وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

کے لحاظ سے اور علم کے لحاظ سے پس بخش دیں آپ ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور چلے آپ کے راستے پر اور بچا ان کو آگ

الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ

کے عذاب سے۔ اے ہمارے رب اور داخل کر ان کو رہنے کے باغوں میں وہ جن کا وعدہ کیا آپ نے ان سے۔ اور ان کو بھی

صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٨﴾

جو نیک ہوں ان کے آباؤ اجداد میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولادوں میں سے بیشک آپ ہی غالب حکمت

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ

والے ہیں۔ اور بچا ان کو برائیوں سے اور جس کو آپ بچائیں گے برائیوں سے اس دن پس تحقیق آپ نے اس پر رحمت کی

ع وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اور یہی ہے کامیابی بڑی۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا پکارے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) البتہ اللہ تعالیٰ

مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿١٠﴾

کی ناراضگی بہت بڑی ہے تمہاری ناراضگی سے اپنی جانوں پر جب تمہیں بلایا جاتا تھا ایمان کی طرف پس تم کفر کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ

کہیں گے اے ہمارے رب آپ نے موت دی ہم کو دو دفعہ اور آپ نے ہمیں زندہ کیا دو دفعہ پس ہم اقرار کرتے ہیں اپنے

اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿١١﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

گناہوں کا پس کوئی نکلنے کا رستہ ہے۔ یہ اس لیے کہ بیشک شان یہ ہے جس وقت پکارا جاتا اللہ تعالیٰ کی طرف جو اکیلا ہے تم انکار

كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿١٢﴾

کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تم تصدیق کرتے پس حکم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو بلند اور بڑا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَسِعْتَ: وسیع ہے، قِهِمْ: ان کو بچا لیجیے، اَدْخِلْهُمْ: ان کو داخل کر دیجیے، وَعَدْتَّهُمْ: آپ نے وعدہ کیا ہے ان سے، تَقِ: آپ (جسے) بچا لیں، رَحِمْتَهٗ: آپ نے رحم کیا اس پر، يُنَادَوْنَ: ان کو پکارا جائے گا، لَمَقْتُ: نفرت، مَقْتِكُمْ: تمہاری نفرت، تُدْعَوْنَ: تم کو بلایا جاتا تھا، اَمَتَّنَا: آپ نے ہمیں موت دی، اَحْيَيْتَنَا: آپ نے ہمیں زندگی دی، فَاعْتَرَفْنَا: (پس) ہم نے اقرار کیا، دُعِيَ: پکارا جائے۔

ربط:

اس سورت کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے اپنی شان اقدس بیان فرمائی۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں کا بیان فرما رہے ہیں جو کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ہر وقت اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں اور مؤمنین

کی مغفرت و بخشش کا سوال اور اُن کے جنت میں داخلہ کے لیے اور اُن کے بلندی درجات کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔

تفسیری نکات: فرشتوں کی مناجات اور مومنین کے لیے دعائیں:

ان فرشتوں میں سے ایک گروہ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وہ ہیں جو اٹھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو۔ ان کی تعداد کا علم نہیں کہ کتنے ہیں؟ ارب ہیں کھرب ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتے وَمَنْ حَوْلَهٗ اور جو عرش کے اردگرد ہیں يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کرتے ہیں سبحان الله وبحمده پڑھتے ہیں۔ دن رات ان کا یہی ورد ہے اور یہ ایسا مبارک کلمہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرشتے اور کیا کرتے ہیں؟ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں۔ فرشتوں میں کوئی کافر نہیں ہے۔ وہ سب کے سب مومن اور معصوم ہیں۔ عرش کو اٹھانے والے اور عرش کے اردگرد والے فرشتے یہ کام بھی کرتے ہیں وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ اور وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے۔ مومن کا کتنا بلند مقام ہے کہ حاملین عرش اور اس کے اردگرد والے فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً اے ہمارے رب آپ وسیع ہیں ہر شے کو رحمت کے لحاظ سے وَّعِلْمًا اور علم کے لحاظ سے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا پس بخش دیں آپ ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی کفر و شرک سے، گناہوں سے، برائیوں سے وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اور چلے آپ کے راستے پر۔ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستوں پر چلتے ہوں وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور بچا ان کو آگ کے عذاب سے۔ جحیم کا معنی ہے شعلہ مارنے والی آگ۔ شعلہ مارنے والی آگ سے بچا۔ اور جحیم دوزخ کے ایک طبقے کا نام بھی ہے۔

رَبَّنَا یہ لفظ قرآن پاک میں جہاں بھی آتا ہے اس کے شروع میں یا مقدور ہوتا ہے اصل میں ہے یا ربنا اے ہمارے ربّ ہے وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ اور داخل کر ان کو رہنے کے باغوں میں ہیشگی کے باغوں میں۔ نہ جن کے درخت خشک ہوں نہ پتے جھڑیں نہ پھل ختم ہوں الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ اور ان کو بھی جو نیک ہیں ان کے آباؤ اجداد میں سے جنت میں داخل کر وَاَزْوَاجِهِمْ اور ان کی بیویوں میں سے جو نیک ہیں ان کو بھی جنت میں داخل کر وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اور ان کی اولاد میں سے ان کو بھی جنت میں داخل کر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بیشک آپ غالب حکمت والے ہیں۔ حاملین عرش کس عقیدت کے ساتھ ہر وقت مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ فرشتے اور کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ اور بچا ان مومنوں کو برائیوں سے، پریشانیوں سے، تکالیف سے ان کو بچا وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ اور اے پروردگار! جس کو آپ نے بچا لیا برائیوں سے، پریشانیوں سے يَوْمَئِذٍ اس دن۔ قیامت کے دن فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ پس تحقیق آپ نے اس کو رحمت سے نوازا ہے۔ دنیا کی پریشانیاں بھی پریشانیاں ہیں مگر آخرت کی پریشانی کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہیں۔ فرمایا کیا پوچھتے ہو وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور

یہی ہے کامیابی بڑی۔ دوزخ سے بچ گیا جنت میں داخل ہو گیا اور اس کو کیا چاہیے۔

کفار ومشرکین کا انجام بد:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا يُنَادَوْنَ وہ پکارے جائیں گے قیامت والے دن لَمَقْتُ اللّٰهِ البتہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ بہت بڑی ہے تمہاری ناراضگی سے۔ اپنی جانوں پر۔ وہ اپنی جانوں پر ناراضگی کیا ہوگی؟ انیسویں پارے کے پہلے رکوع میں ہے ويوم يعض الظالم علی يديه "اور جس دن کاٹیں گے ظالم اپنے ہاتھوں کو۔" افسوس کی وجہ سے۔ جب آدمی کو غصہ آئے اور کچھ کر نہ سکے تو پھر اپنے ہاتھ کاٹتا ہے۔ اس سے زیادہ ناراضگی رب کی تمہارے اوپر ہے۔ رب کی ناراضگی کیوں ہے؟ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ جب تم کو ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے، نیکی کی تمہیں دعوت دی جاتی تھی تو تم سنتے نہیں تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ کہیں گے اے ہمارے رب اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ آپ نے موت دی ہم کو دو دفعہ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اور آپ نے ہمیں زندہ کیا دو دفعہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا پس ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا کہ ہم واقعی گناہ گار اور مجرم ہیں۔ دو زندگیاں کون سی ہیں؟ اس کی تصریح خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ کیف تكفرون بالله وكنتم امواتا "تم کیسے انکار کرتے ہو رب کے احکام کا حالانکہ تم بے جان تھے۔" بچے کی شکل ماں کے پیٹ میں بن جانے کے بعد جب تک اس میں روح نہیں ڈالی جاتی وہ بے جان ہوتا ہے فاحیا کم پس اللہ تعالیٰ نے تم کو زندہ کیا کہ تمہارے جسم میں روح پھونک دی تو روح پھونکنے سے پہلے ایک موت ہے۔ روح پڑنے کے بعد ایک زندگی ہوگئی ثم يميتكم پھر تمہیں مارتا ہے دنیا میں ثم يحييكم پھر تمہیں زندہ کرتا ہے قبروں میں ثم اليه ترجعون (البقرہ:٢٨) پھر تم اسی رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" اس آیت میں كُنْتُمْ اَمْوَاتًا میں پہلی موت کا بیان ہے اور ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ میں دوسری موت کا بیان ہے۔ فَاَحْيَاكُمْ میں پہلی حیات ہے ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ میں دوسری حیات کا بیان ہے۔ تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا۔ پس ہم اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا مگر اے پروردگار فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ پس اس دوزخ سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے۔

ذٰلِكُمْ یہ دوزخ میں تم کیوں جلو گے بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ بیشک شان یہ ہے کہ جس وقت پکارا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف جو اکیلا ہے۔ جب کہا جاتا تھا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لو كَفَرْتُمْ تو تم کفر کرتے تھے سرکشی اور انکار کرتے تھے۔ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ اور اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جاتا اوروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جاتا تُؤْمِنُوْا تم یقین کر لیتے اور خوش ہوتے، دھمالیں ڈالتے، اکیلے ربّ کے ساتھ تمہیں عداوت ہے اور غیر اللہ کے ساتھ تمہیں بڑی محبت ہے فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ پس حکم اور فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو بلند اور بڑی ذات ہے۔ اب تم دوزخ

میں جلتے رہو نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا

اللہ تعالیٰ وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں نشانیاں اور اتارتا ہے تمہارے لیے آسمان کی طرف سے رزق اور نہیں نصیحت حاصل

مَنْ یُّنِیْبُ ﴿13﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ

کرتے مگر وہ جو رجوع کرتے ہیں۔ پس پکارو تم اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اور اگرچہ ناپسند کرتے ہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿14﴾ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ

اس کو کافر، وہ بلند کرنے والا ہے درجوں کو عرش والا ہے اتارتا ہے وحی اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے

عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿15﴾ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ

تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے، جس دن وہ ظاہر ہوں گے نہیں مخفی ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان میں سے کوئی چیز کس کے لیے ہے

الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿16﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ

بادشاہی آج کے دن اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔ اس دن بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے

الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿17﴾ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ

کمایا نہیں ہوگا ظلم آج کے دن بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں ان کو قریب آنے والی

الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ

گھڑی کے دن سے جس وقت دل ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائیں گے دم گھٹنے والے ہوں گے۔ نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی

حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ﴿18﴾ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿19﴾

دوست اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو اور اس چیز کو جس کو سینے چھپاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ

اور اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرتا ہے حق کا اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے وہ نہیں فیصلہ کرسکتے کسی چیز کا

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿20﴾ ع ۲ ۱۱

بیشک اللہ ہی ہے وہی سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُنِیْبُ: (جو) رجوع کرتا ہے، رَفِیْعُ: بلند کرنے والا، اَلتَّلَاقِ: ملاقات، بَارِزُوْنَ: سامنے آنے والے، اَلْاٰزِفَةِ: آنے والی مصیبت، لَایَقْضُوْنَ: وہ فیصلہ نہیں کر سکتے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کفار ومشرکین کے متعلق فرمارہا ہے کہ قیامت میں کافروں اور مشرکین سے کہا جائے گا۔ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ "اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ بڑی ہے تمہاری اپنی جانوں پر ناراضگی سے۔" جب تمہیں دعوت دی جاتی تھی ایمان کی تو تم انکار کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل بالکل واضح ہیں۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل بیان فرمائے جارہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی نشانیاں:

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ اللہ تعالیٰ وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں۔ زمین دیکھو، آسمان دیکھو، چاند، سورج، ستارے دیکھو، پہاڑ اور میدان دیکھو، جانور دیکھو، پرندے، کیڑے مکوڑے، پھل پھول۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں وَیُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسمان کی طرف سے رزق۔ ایک تو اس طرح کہ حکم اوپر سے آتا ہے کہ فلاں کو اتنا رزق ملے، فلاں کو اتنا رزق ملے اور جس کو جتنے رزق کا حکم ہوتا ہے اس کو اتنا ہی ملتا ہے۔ پھر رزق کا جو سبب ہے بارش، وہ بھی آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے اس کے ذریعے فصلیں اگتی ہیں، اناج پیدا ہوتا ہے، باغات پیدا ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تمام تمہارے لیے رزق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل بالکل واضح ہیں وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہ جو رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف۔ فَادْعُوا اللّٰهَ پس پکارو تم اللہ تعالیٰ کو اے ایمان والو! یہ تمہارا فریضہ ہے مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اور اگرچہ ناپسند کرتے ہیں اس کو کفر کرنے والے کہ اکیلے خدا کو پکارا جائے یہ ان کے لیے بڑی کراہت کی بات ہے۔ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ اللہ تعالیٰ بلند درجات والا ہے یا اللہ تعالیٰ بلند کرنے والا ہے درجوں کو۔ کسی کا کوئی درجہ کسی کا کوئی درجہ کسی کی کوئی شان کسی کی کوئی شان۔ یہ شانیں فضیلتیں اور درجے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ ذُو الْعَرْشِ ۚ وہ عرش والا ہے۔ سات آسمانوں کے اوپر کرسی ہے اور کرسی کے اوپر عرش ہے عرش نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا جسم کے لحاظ سے عرش سے بڑی شے کوئی نہیں ہے اور درجے کے لحاظ سے سب سے بڑی مخلوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یوم آخرت کے احوال:

یُلْقِی الرُّوْحَ یہاں روح سے مراد وحی ہے۔ جس طرح جان دار چیزوں کی حیات روح کے ساتھ ہے اسی طرح

قوموں کی روحانی زندگی صرف وحی کے ساتھ ہے وحی الٰہی کے بغیر قومیں بالکل مردہ ہیں۔ تو معنی ہوگا، اتارتا ہے وحی کو مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ اپنے حکم سے جس پر چاہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے۔ اور وہ بندے پیغمبر ہیں دوسروں پر وحی نہیں اترتی۔ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ تاکہ پیغمبر ڈرائیں ملاقات والے دن سے یعنی یوم آخرت سے يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ جس دن وہ ظاہر ہوں گے۔ آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو کونوں میں چھپے ہوئے ہیں تہہ خانوں میں چھپے ہوئے ہیں وہاں ساری مخلوق کھلے میدان میں ظاہر ہوگی وہاں کوئی ایک بھی غیر حاضر نہیں ہوگا لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ نہیں مخفی ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان میں سے کوئی چیز۔ تمام انسان، تمام جنات، تمام حیوان سامنے ہوں گے عجیب منظر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔ اقتدار کس کا ہے، سلطنت کس کی ہے؟ یہ آواز سارے میدان محشر میں سنائی دے گی۔ قریب والے بھی سنیں گے اور بعید والے بھی سنیں گے اور برابر سنیں گے۔ سب کہیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔ اس دن کوئی میری تیری نہیں ہوگی۔ وہ دن ہوگا اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۖ اس دن بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا۔ بندے کو جو اعمال نامہ ملے گا اس میں چھوٹی بڑی نیکی درج ہوگی ذرہ برابر بھی نیکی ہوگی تو سامنے آئے گی اور اپنے اعمال نامہ کو ہر آدمی خود پڑھے گا چاہے پڑھا لکھا ہوگا یا ان پڑھ ہوگا اور پڑھتے ہوئے کہے گا مال هذا الكتب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها (الکہف:۴۹) "کیا ہے اس کتاب کو نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو نہ بڑی چیز کو مگر اس کو سنبھال رکھا ہے۔" ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارے تک درج ہوں گے۔" لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۖ نہیں ہوگا ظلم آج کے دن۔ اس دن کسی پر رتی برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ آج دنیا میں حق و باطل میں فرق نہیں کرتے اور ہو بھی جائے تو زیادتی ہو جاتی ہے۔ وہاں مکمل انصاف ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے حساب شروع ہو جائے گا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں ان کو قریب آنے والی گھڑی کے دن سے اور وہ قیامت کا دن ہے۔

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ جس وقت دل ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائیں گے۔ كٰظِمِيْنَ ۚ دم گھٹنے والے ہوں گے۔ اتنے غمگین ہوں گے کہ سانس لینا مشکل ہوگا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست۔ آج دنیا میں تو ظالموں کے بڑے ساتھی ہیں وہاں ظالموں کا کوئی مخلص ساتھی نہیں ہوگا وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ ایسا سفارشی ہوگا کہ جس کی سفارش مانی جائے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو۔ بعضے لوگ آنکھوں کے بھی اچھے برے اشارے کرتے ہیں جن کو وہ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے کہ کس نے کس کو آنکھ ماری اور اشارہ کیا تھا وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اور اس

چیز کو بھی جانتا ہے جس کو سینے چھپاتے ہیں۔ایک دوسرے کے خلاف محبت کے جذبات اور نفرت کے جذبات، اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے وہ علیم بذات الصدور ہے اس سے کون سی چیز مخفی ہے۔وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ اور اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرتا ہے حق کا۔ اس کی صفات میں حق بھی ہے بالکل حق کا فیصلہ ہوگا ایک رتی برابر کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔جن کو مشرک لوگ پکارتے ہیں جیسے لات، منات، عزیٰ۔تو جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا يَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ وہ نہیں فیصلہ کر سکتے کسی چیز کا۔ان کے اختیار میں نہ آج کوئی فیصلہ ہے نہ آئندہ ہوگا۔اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا

کیا وہ چلے پھرے نہیں زمین میں پس دیکھتے کہ کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے وہ زیادہ سخت تھے

هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا

ان سے قوت میں اور نشانیوں میں زمین میں پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے میں اور نہیں تھا ان کے

كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿21﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا۔یہ اس لیے کہ بیشک وہ ان کے پاس آئے تھے ان کے رسول واضح دلائل لے کر

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿22﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

پس انھوں نے انکار کیا پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے بیشک وہ قوت والا ہے سخت سزا دینے والا ہے۔اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿23﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا

موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور کھلی سند کے ساتھ، فرعون اور ہامان کی طرف اور قارون کی طرف پس کہا انھوں نے یہ

سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿24﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ

جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے۔پس جب وہ آئے ان کے پاس حق لے کر ہماری طرف سے کہنے لگے قتل کر دو ان کے بیٹوں کو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿25﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

جو ایمان لائے ہیں ان کے ساتھ اور زندہ چھوڑ دو ان کی عورتوں کو اور نہیں تھی تدبیر کافروں کی مگر خسارے میں، اور کہا فرعون

ذَرُوْنِىْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ

نے چھوڑ دو مجھے میں قتل کروں موسیٰ علیہ السلام کو اور چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو بیشک میں خوف کرتا ہوں یہ کہ وہ بدل دے گا

دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ

تمہارے دین کو یا یہ کہ ظاہر کرے زمین میں فساد، اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے بیشک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب

مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝۲۷ ع ۸

کی ہر تکبر کرنے والے سے جو نہیں ایمان لاتا حساب کے دن پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰثَارًا: نشانیاں، ذَرُوْنِیْٓ: مجھے چھوڑو، اَقْتُلْ: میں قتل کروں، یُظْهِرَ: وہ ظاہر کرے، عُذْتُ: میں نے پناہ لی، مُتَكَبِّرٍ: تکبر کرنے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار و مشرکین کی اُخروی سزا کا ذکر فرمایا گیا تھا، اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ مشرکین عرب کو فرمار ہا ہے کہ سابقہ امتوں کو دنیا میں بھی سزائیں دی گئیں اور تم لوگ بھی زمین میں چلتے پھرتے ہو پس تم لوگ بھی دیکھتے اور جانتے ہو کہ سابقہ نافرمان قوموں کا کیا انجام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

تفسیری نکات: سابقہ قومیں زیادہ طاقتور اور متمدن تھیں:

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں فَیَنْظُرُوْا پس دیکھتے كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ لوگ ان سے زیادہ سخت تھے قوت میں وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ اور نشانیوں میں زمین میں نشانات قائم کرنے میں۔ ان لوگوں کا دور سائنسی اور مشینی نہیں تھا لیکن آثار قدیمہ کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اہرام مصر کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اتنے بڑے بڑے قلعے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسی نشانیاں ہیں کہ ان کو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ بدنی قوت میں، اولاد کی کثرت میں، مالی لحاظ سے آثار قدیمہ قائم کرنے میں ان سے زیادہ طاقتور تھے۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے میں۔ کوئی شے ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہ بچا سکی۔ ان کے آثار موجود ہیں مگر وہ خود وہاں نہیں ہیں۔ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے بچانے والا کوئی نہیں تھا۔

ذٰلِكَ یہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے پکڑا کہ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ بیشک ان کے پاس آئے تھے ان کے رسول واضح دلائل اور معجزات لے کر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزات عطا فرمائے تاکہ قوم کو پتا چلے کہ یہ عام آدمیوں جیسا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے فَكَفَرُوْا پس ان لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے نہیں ماننا۔ تو پھر فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بیشک وہ قوی بھی ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔ ظالموں

کو نہ دنیا میں کوئی بچا سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔

فرعون، ہامان اور قارون کے احوال:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند کے ساتھ اِلٰی فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا بڑا ہوشیار، چالاک، بڑا ظالم اور جابر تھا۔ وَھَامٰنَ اور ہامان کی طرف بھیجا۔ یہ فرعون کا وزیر اعظم تھا وَقَارُوْنَ اور قارون کی طرف بھیجا۔ اس کے متعلق تم پڑھ چکے ہو کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ زبانی طور پر کلمہ پڑھتا تھا مگر اندرونی طور پر ان کے ساتھ تھا فَقَالُوْا پس انھوں نے کہا سٰحِرٌ کَذَّابٌ یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے۔ کاذب کا معنی ہوتا ہے جھوٹا اور کذاب مبالغے کا صیغہ ہے بہت بڑا جھوٹا۔ فرعون، ہامان، قارون سب نے کہا یہ جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا پس جب وہ آئے ان کے پاس لے کر ہماری طرف سے قَالُوْا کہنے لگے۔

فرعون کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف اقدامات:

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قتل کر دو ان کے بیٹوں کو جو ایمان لائے ہیں موسیٰ علیہ السلام پر۔ ایک تو بچوں کو اس وقت قتل کیا جب نجومیوں نے فرعون کو کہا تھا کہ ان سالوں میں بنی اسرائیل کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کے زوال کا باعث بنے گا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بارہ ہزار بچے قتل کیے اور نوے ہزار حمل گرائے گئے۔ مگر رب رب ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے گھر پال کر دکھایا۔ تو یہ دوبارہ قتل کی دھمکی دی کہ ان کے بیٹوں کو قتل کر دو وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَھُمْ اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دو کیونکہ عورتیں لڑ نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ اور نہیں تھی تدبیر کافروں کی مگر خسارے میں۔ وہ ان کو ختم کرنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے خود اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا۔ تفصیل آئندہ رکوع میں آرہی ہے وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی مجھے چھوڑ دو میں قتل کروں موسیٰ علیہ السلام کو۔ میں نے اس کو قتل کرنا ہے مجھے نہ روکنا وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے۔ دیکھتا ہوں اس کا رب کیا کرتا ہے۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ بیشک میں خوف کرتا ہوں اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بدل دے تمہارا دین اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا یہ کہ ظاہر کرے زمین میں فساد۔ زمین میں فساد نہ پھیلا دے۔

فرعون نے پہلا جملہ مذہبی لوگوں کے لیے بولا کہ میں غلط نہیں کر رہا تمہارے مذہب کے تحفظ کے لیے کر رہا ہوں تاکہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے۔ اور دوسرا جملہ سیاسی لوگوں کے لیے بولا۔ سیاسی لوگوں کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ ملکی امن و امان کے قائل ہوتے ہیں کہ ملک میں امن ہو ہماری تجارت چلتی رہے ہمارا کاروبار ٹھپ نہ ہو۔ ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین میں فساد نہ برپا کرے ملک میں امن قائم

رہے وَقَالَ مُوْسٰى اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ بیشک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی مدد کے ساتھ اور تمہارے رب کی مدد کے ساتھ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ ہر متکبر سے لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ جو نہیں ایمان لاتا حساب والے دن پر۔ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ تم اپنے ہتھیار نکالو میں اپنے ربّ کی پناہ میں ہوں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ

اور کہا ایک مرد نے جو مومن تھا فرعون کے خاندان میں سے چھپاتا تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو اس لیے کہ

یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا

وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے اور تحقیق وہ لایا ہے تمہارے پاس واضح دلائل تمہارے رب کی طرف سے اور اگر ہے وہ جھوٹا

فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس اسی پر پڑے گا جھوٹ اس کا اور اگر ہے وہ سچا تو پہنچے گی تمہیں بعض وہ چیز جس سے وہ تمہیں ڈراتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ

لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿28﴾ یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ فِی

ہدایت نہیں دیتا اس کو جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا ہو۔ اے میری قوم تمہارے لیے ہے ملک آج کے دن غالب ہو

الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ

زمین میں پس کون ہماری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اگر وہ آ گئی ہمارے پاس کہا فرعون نے میں تمہیں نہیں دکھاتا

اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿29﴾ وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ

مگر وہ جو میں رائے رکھتا ہوں اور میں نہیں راہنمائی کرتا تمہاری مگر بھلائی کے راستے کی، اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا

یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿30﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ

اے میری قوم بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر اگلی جماعتوں کے دن کی طرح، قوم نوح کی عادت کی طرح اور عاد اور ثمود قوم

وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿31﴾ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے اور اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا اپنے بندوں کے لیے ظلم کا، اور اے میری قوم بیشک میں خوف کرتا

عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ﴿32﴾ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

ہوں تم پر چیخ و پکار کے دن سے، جس دن تم بھاگو گے پشت دکھاتے ہوئے نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿33﴾

کوئی بچانے والا اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس نہیں ہے اس کو کوئی ہدایت دینے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَکْتُمُ: چھپاتا تھا، کَاذِبًا: جھوٹا، کَذِبُہٗ: اس کا جھوٹ، صَادِقًا: سچا، یُصِبْکُمْ: تمہیں پہنچے گا، مُسْرِفٌ: حد سے گزرنے والا، ظٰھِرِیْنَ: غالب لوگ، یَنْصُرُنَا: (کون) ہماری مدد کرے گا، (مَا) اَھْدِیْکُمْ: میں تمہاری رہنمائی نہیں کرتا، اَلرَّشَادِ: ہدایت، اَلتَّنَادِ: چیخ و پکار، تُوَلُّوْنَ: تم لوٹو گے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اُس کے حواریوں کا تذکرہ شروع ہوا ہے فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر دوں۔

تو فرعون کی آل میں سے ایک شخص تھا جو فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اس کا نام حزقیل تھا اور اس کی کابینہ میں اونچے درجے پر تھا اس نے خیال کیا کہ فرعون ہے تو ظالم موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہے۔ اگر میں اس واقعہ پر خاموش رہتا ہوں تو حق تعالیٰ قیامت کو مجھ سے سوال کرے گا کہ مومن ہوتے ہوئے پیغمبر کی جان تو نے نہ بچائی اور اگر میں جان بوجھ کے بات کرتا ہوں تو ظالم ہے مجھ پر بھی ظلم کرے گا۔ لیکن آخر کار اُس مرد مومن نے فرعون کے سامنے کلمہ حق کہہ ڈالا۔

تفسیری نکات: مرد مومن کا فرعون کے روبرو کلمہ حق:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ اور کہا ایک شخص مومن نے مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فرعون کے خاندان میں سے جو فرعون کا چچا زاد بھائی تھا یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ جو چھپاتا تھا اپنے ایمان کو۔ اس کا ایمان ابھی تک لوگوں پر واضح نہیں تھا۔ وہ بولا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ کیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو اس لیے کہ وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ اس نے تمہارا اور کیا بگاڑا ہے وہ یہی کہتا ہے نا کہ میری تربیت کرنے والا صرف اللہ ہے۔ اس جرم میں تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو اور جو کچھ وہ کہتا ہے ویسے ہی نہیں وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ اور تحقیق لے کر آیا ہے وہ تمہارے پاس واضح دلائل۔ عصا کا معجزہ تم دیکھ چکے ہو، ید بیضا بھی تم دیکھ چکے ہو اسی طرح مکڑیوں کا طوفان، مینڈکوں کا طوفان وغیرہ بھی تم دیکھ چکے ہو مِنْ رَّبِّکُمْ ۖ یہ واضح نشانیاں وہ تمہارے رب کی طرف سے لے کر آیا ہے وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا اور اگر بالفرض وہ جھوٹا ہے فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ۖ تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا لیکن وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا اور اگر ہے سچا اور یقیناً سچا ہے یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ۖ تو پہنچے گی تمہیں بعض وہ چیز جس سے وہ تمہیں ڈراتا ہے۔ عذاب کا بعض حصہ تمہیں پہنچے گا بعض کا لفظ اس لیے فرمایا کہ پوری سزا تو قیامت کو ہوگی۔ لہٰذا قتل کا ارادہ نہ کرو یہ غلط ہے اور یاد رکھو! اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کامیاب نہیں کرتا اس کو جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا ہے۔ بقول تمہارے اگر وہ

جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خود سنبھال لے گا تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسرف کذاب کو اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب نہیں کرتا۔

یٰقَوْمِ اے میری قوم! مردمومن نے کہا لَکُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ تمہارے لیے ہے ملک آج کے دن ظٰهِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ غالب ہو زمین میں۔ مصر کی زمین پر تمہارا غلبہ ہے فوج تمہارے پاس، کھیت تمہارے پاس، ملکی اختیارات تمہارے پاس، آج تمہاری شاہی ہے فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ پس کون ہماری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اگر آ گئی وہ ہمارے پاس۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا۔ کابینہ میں رجل مومن نے یہ تقریر کی قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰی کہا فرعون نے میں تمہیں نہیں دکھاتا مگر وہ جو میں رائے رکھتا ہوں: میں تمہیں رائے نہیں دیتا مگر وہی میرے رائے ہے۔ میری رائے یہی ہے کہ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی " مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔"

وَمَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ اور میں نہیں راہنمائی کرتا تمہاری مگر بھلائی کے راستے کی۔ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں تمہاری بھلائی ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ فرعون بڑا ضدی ہے اس کی طبیعت مزاج سے واقف تھا کہا یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ اے میری قوم بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں اس قسم کے عذاب کا اگلی جماعتوں کے دن کی طرح۔ جیسے پہلی قوموں کے ہلاکت کے دن آئے اسی طرح کا دن تمہارے اوپر بھی آسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے خلاف کارروائی کرنا اور ان کا مقابلہ کرنے کا انجام اچھا نہیں ہے مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح کی عادت کی طرح۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی مخالفت کی تھی۔

وَّعَادٍ اور قوم عاد نے کہ ہود علیہ السلام کی قوم عاد نے ان کی مخالفت کی وَّثَمُوْدَ اور قوم ثمود نے کہ صالح علیہ السلام کی قوم ثمود نے ان کی مخالفت کی تو یہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ان کا کیا حشر ہوا۔ ان کے بعد پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے بیشمار قومیں تباہ ہوئیں۔ اور اے میری قوم! وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا اپنے بندوں کے لیے ظلم کا۔ اللہ تعالیٰ بڑے عادل، لطیف، رحیم ہیں۔ رب کے پیغمبر کے قتل کا ارادہ بدلو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔

قیامت کے دن کو "یَوْمَ التَّنَادِ" کہنے کی وجہ:

وَیٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ اور اے میری قوم! بیشک میں خوف کرتا ہوں تم پر یَوْمَ التَّنَادِ اس دن کا جس دن چیخو گے پکارو گے۔ چیخ پکار کے دن کا خوف کرتا ہوں۔ جب آدمی مصیبت میں پھنس جائے تو دوسرے کو مدد کے لیے پکارتا ہے مجھے خوف ہے کہ جس دن تم پر عذاب آئے گا اور چیخیں مارو گے اور ایک دوسرے کو پکارو گے پھر کیا ہوگا؟

روح المعانی، مظہری، معالم التنزیل، البحر المحیط، مواہب الرحمن، کمالین ان تمام تفاسیر مبارکہ میں یہاں بڑی بحث

ہے میں کہتا ہوں سب تفسیریں صحیح ہیں ایک تفسیر یہ ہے کہ جس وقت دنیا میں تم پر عذاب آئے گا تو تم اپنی نصرت کیلئے ایک دوسرے کو بلاؤ گے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس وقت قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے آواز دیں گے کہ فلاں رول نمبر والا آئے یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ، وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ، وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ آوازیں دی جائے گی اہل اعراف کو، آواز دی جائے گی اہل جنت کو اور آواز دی جائے گی اہل دوزخ کو۔ یہ سب گروہوں کا بلانا سورۂ اعراف میں بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ جب جنت والے جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یا اھل الجنۃ اور دوزخ والوں کو کہیں گے یا اھل النار پھر موت کو مینڈھے کی شکل میں دونوں کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "یٰۤاَهۡلَ الۡجَنَّةِ خُلُوۡدٌ فَلَا مَوۡتٌ وَیَاۤ اَهۡلَ النَّارِ خُلُوۡدٌ فَلَا مَوۡتٌ" اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو پس موت نہیں ہے اور اے اہل جہنم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو پس موت نہیں ہے تو اہل جنت خوشی سے آوازیں مسرت وشادمانی کی بلند کریں گے اور اہل جہنم غم، افسوس اور رونے کی صدائیں بلند کریں گے۔

یَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِیۡنَ ۚ جس دن تم بھاگو گے پشت دکھاتے ہوئے۔ جب بندہ خود مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کو اپنی فکر ہوتی ہے دوسرا کوئی یاد نہیں ہوتا۔ اور یاد رکھو! جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا تو کوئی تمہاری حمایت کرنے والا نہیں ہوگا مَا لَکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کا واحد طریقہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو برے نظریات رکھتے ہو ان کو بدلو۔ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف نظریات نہ بدلے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری گمراہی پر مہر لگا دیں گے وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اور کرتا اسی کو ہے جو گمراہی کے چکر سے نکلنے کے لیے تیار نہ ہو تو پھر اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمۡ بِهٖ ؕ

اور البتہ تحقیق آئے تمہارے پاس یوسف علیہ السلام اس سے پہلے واضح دلائل کے ساتھ پس ہمیشہ رہے تم لوگ شک میں جو وہ لے کر

حَتّٰۤی اِذَا هَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ کَذٰلِکَ

آئے تمہارے پاس یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تم نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی رسول اسی طرح

یُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُۨ ﴿34﴾ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ

گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو اسراف کرنے والا ہو شک میں مبتلا۔ اور وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے

بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰىهُمۡ ؕ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ

بارے میں بغیر دلیل کے جو ان کے پاس آئی بڑی ناراضگی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اور ان لوگوں کے ہاں جو ایمان لائے۔

كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝٣٥ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰهَامٰنُ ابۡنِ لِىۡ

اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگاتا ہے ہر متکبر جبار کے دل پر، اور کہا فرعون نے اے ہامان بناؤ میرے لیے ایک محل

صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَبۡلُغُ الۡاَسۡبَابَ ۝٣٦ اَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوۡسٰى وَاِنِّىۡ

تاکہ میں پہنچوں راستوں پر، یعنی آسمان کے راستوں پر پس میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو اور بیشک میں

لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيۡلِ ؕ

خیال کرتا ہوں اس کو جھوٹا اور اسی طرح مزین کیا گیا فرعون کے لیے اس کے برے عمل کو اور روک دیا گیا وہ سیدھے راستے

وَمَا كَيۡدُ فِرۡعَوۡنَ اِلَّا فِىۡ تَبَابٍ ۝٣٧ ع

سے اور نہیں تھی تدبیر فرعون کی مگر تباہی میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَمَا زِلۡتُمۡ: (پس) تم زائل نہ ہوئے، مُّرۡتَابٌ: شبہات میں گرفتار، اِبۡنِ: بنا تو، صُدَّ: روکا گیا، تَبَابٍ: ہلاکت۔

ربط:

سابقہ آیات سے فرعون کے دربار میں موجود ایک مرد مومن کی تقریر چل رہی ہے ان آیات میں بھی اُسی مرد مومن کی تقریر ہی بیان ہو رہی ہے۔

تفسیری نکات: یہاں یوسف علیہ السلام سے کون سے یوسف علیہ السلام مراد ہیں:

وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آئے تمہارے پاس اس مصر کی زمین میں یوسف علیہ السلام اس سے پہلے۔ اس سے پہلے مصر میں اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تھی اور انھوں نے قوم کی اصلاح کی تھی۔ واضح دلائل لے کر آئے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں کیا یوسف علیہ السلام تھے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو طویل عمر دی گئی اور اس دور کے لوگوں نے ان کو دیکھا تھا۔ یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ یہ یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام نہیں ہے یہ اور یوسف علیہ السلام ہیں اور ان کے بعد ان کو نبی بنایا گیا اور جب وہ مر گئے تو تم نے کہا کہ اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ دو تفسیریں آپ کو جلالین میں ملیں گی اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں، اندلسی رحمۃ اللہ علیہ البحر المحیط میں فرماتے ہیں کہ یہ انکو خطاب کر کے بڑوں کا انکار ذکر کیا۔ جیسے پہلے پارے میں آتا ہے "وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ" (ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا) ان پر تو بادلوں کا سایہ نہیں کیا تھا اسی طرح "وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى" قرآن پاک کے نزول کے وقت جو یہودی تھے ان پر

تو من وسلویٰ نازل نہیں ہوا تھا مطلب یہ ہے کہ تمہارے بڑوں پر ہوا تو ان بڑوں کے کارناموں کو یاد کرا کے ان کو شرمندہ کیا جا رہا ہے۔

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ پس تم ہمیشہ شک میں رہے مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ اس چیز کے بارے میں جو یوسف علیہ السلام لے کر تمہارے پاس آئے۔ تمہارے آباؤ اجداد یوسف علیہ السلام کے بارے میں شک میں رہے اور تم آج موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے بارے میں شک کرتے ہو حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب یوسف علیہ السلام وفات پا گئے قُلْتُمْ تم نے کہا لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ہرگز نہیں بھیجے گا ان کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول۔ ان سے ہماری جان چھوٹ گئی۔ یوسف علیہ السلام نے عرصہ دراز تک مصر والوں کی خدمت کی سیاسی بھی اور مذہبی بھی لیکن مصر کے وہ لوگ جو کافر تھے وہ آخر دم تک کافر ہی رہے۔

کافروں کے کفر پر ناراضگی کا اظہار:

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ اسی طرح اللہ تعالیٰ بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ جو اسراف کرنے والا شک میں مبتلا ہے۔ اسراف کا معنی حد سے گزرنے والا۔ جو آدمی اپنی حد سے آگے گزرتا ہے وہ مسرف ہے مرتاب ریب سے ہے۔ اس کا معنی ہے شک میں مبتلا جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حد پھلانگ جائے اور شک میں مبتلا ہو اس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے۔ جو ہدایت نہ چاہے اس کو اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ وہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے بارے میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی دلیل کے اَتٰىهُمْ جو ان کے پاس آئی ہو۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ بڑی ناراضگی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کے ہاں جو مومن ہیں۔ تو فرمایا مومنوں کے ہاں بھی بڑی ناراضگی کی بات ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑا کرنا بغیر کسی سند کے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے ہر متکبر جبر کرنے والے کے دل پر۔ پھر خیر اس میں داخل نہیں ہو سکتی اور جس کے دل پر مہر لگ جائے تو وہ حق کو جانتے ہوئے بھی نہیں مانتا حق کو دیکھتے ہوئے بھی تسلیم نہیں کرتا۔

فرعون نے ھامان کو کہا کہ اونچی عمارت بناؤ:

فرعون نے جب مرد مومن کی یہ پر اثر تقریر سنی تو وہ ڈرا کہ کہیں ان سچی باتوں سے درباریوں میں سے کوئی اس تقریر سے متاثر ہی نہ ہو جائے تو وہ پھر دوبارہ تمسخر، استہزاء اور نافرمانی پر اتر آیا اور اپنے وزیر ھامان سے کہنے لگا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ تا کہ پہنچوں میں راستوں پر۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۳۸ میں ہے فرعون نے ہامان کو کہا فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى "میرے لیے گارے کی اینٹیں بنا کر بھٹے میں پکا کر محل تیار کرو تا کہ میں جھانک کر موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو دیکھوں کہ وہ کس طرح کا ہے۔" بعض کہتے ہیں کہ یہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مذاق کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ اس کی حماقت تھی کہ اگر واقعی آسمانوں پر موسیٰ علیہ السلام کا ربّ ہے تو میں وہاں دیکھوں تو فرعون نے ازراہ تمسخر کہا کہ اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا تا کہ میں پہنچ جاؤں راستوں پر اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ آسمان کے راستے فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى پس میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو۔ یہ فرعون کی حماقت کی بات تھی۔

وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ اور بیشک میں خیال کرتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہ وہ جھوٹا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ اور اسی طرح مزین کیا گیا فرعون کے لیے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کا برا عمل۔ شیطان نے مزین کیا، تاج نے مزین کیا، اقتدار نے مزین کیا، فوجوں اور عملے نے مزین کیا تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے ایمان نہ لایا وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ اور روک دیا گیا سیدھے راستے سے۔ اقتدار کے نشے میں آ کر حق کو قبول نہ کیا اور ساری حرکتیں کیں وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ اور نہیں تھی تدبیر فرعون کی مگر تباہی میں۔ اپنی فوجوں کو تباہ کیا، قوم کو تباہ کیا، خود تباہ ہوا نہ موسیٰ علیہ السلام کا کچھ بگاڑ سکا نہ ہارون علیہ السلام اور مومنوں کا کچھ بگاڑ سکا۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۳۸

اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا اے میری قوم تم میری پیروی کرو میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں سیدھے راستے کی،

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۳۹ مَنْ عَمِلَ

اے میری قوم پختہ بات ہے یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور بیشک آخرت ہی وہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جس شخص نے عمل

سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کیا برا پس اس کو نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس جیسا اور جس نے عمل کیا اچھا وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ ایمان دار ہو

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۴۰ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ

پس وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں ان کو رزق دیا جائے گا اس جنت میں بغیر حساب کے، اور اے میری قوم مجھے کیا ہو گیا

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۴۱ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ

ہے میں تمہیں دعوت دیتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے دعوت دیتے ہو آگ کی طرف، تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں کفر کروں

بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ اس چیز کو جس کا مجھے کچھ علم نہیں اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں غالب

الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

اور بخشنے والی ذات کی طرف ضرور بالضرور بیشک وہ چیز جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو نہیں ہے اس کی دعوت دنیا میں اور

فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ

نہ آخرت میں اور بیشک ہمارا پھر جانا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور بیشک حد سے بڑھنے والے وہی دوزخی ہیں۔ پس تاکید تم یاد کرو

مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾

گے جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف بیشک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو،

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾

پس بچایا اس کو اللہ تعالیٰ نے ان بری تدبیروں سے جو انھوں نے کیں اور گھیر لیا فرعونیوں کو برے عذاب نے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِتَّبِعُوْنِ: تم میرے پیچھے چلو، اَهْدِكُمْ: میں تمہیں بتاؤں، اَدْعُوْكُمْ: میں تمہیں بلاتا ہوں، اَلنَّجٰوةِ: نجات، مَرَدَّنَآ: ہمارا لوٹ کر جانا، فَسَتَذْكُرُوْنَ: عنقریب تم یاد کرو گے، اُفَوِّضُ: میں سپرد کرتا ہوں، فَوَقٰىهُ: بچالیا اس کو اللہ نے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مرد مومن کی سچی باتوں کا بیان تھا جس کے جواب میں فرعون نے مسخرہ پن کیا اور ہامان کو اونچی عمارت بنانے کا کہا کہ جہاں سے میں موسیٰ علیہ السلام کے ربّ کو دیکھوں، فرعون کی غیر سنجیدہ باتیں ختم ہوئیں تو اب ان آیات میں دوبارہ مرد مومن کی سچی بصیرت افروز باتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: مرد مومن کی مصریوں کو دوبارہ دعوت تبلیغ:

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے جو ایمان لاچکا تھا يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اے میری قوم میری پیروی کرو اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ رشاد کا معنی بھلائی۔ میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں بھلائی کے راستے کی۔ فرعون نے جو تمہیں کہا ہے کہ میں تمہیں سیدھے راستے پر چلاتا ہوں اس نے غلط کہا ہے وہ راستہ صحیح نہیں ہے صحیح راستہ یہ ہے يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ پختہ بات ہے کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا سامان ہے۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اے میری قوم وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور بیشک آخرت ہی ٹھہرنے کا گھر ہے۔ اصل زندگی اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے۔ دنیا کی زندگی پر مسحور نہ ہوں اس پر نہ مرو اس سے دھوکا نہ کھاؤ۔ اے میری قوم! مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جس نے عمل کیا بُرا فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ پس اس کو بدلہ نہیں جائے گا مگر اس جیسا۔

جس نے عمل کیا برا تو اس کو اس جیسا بدلہ دیا جائے گا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جس نے عمل کیا اچھا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وہ مرد ہو یا عورت وَهُوَ مُؤْمِنٌ اس حال میں کہ وہ مومن ہو کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل عمل نہیں ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ رزق دیا جائے گا ان کو جنت میں بغیر حساب کے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک ایک جنتی سوسو آدمیوں کے برابر کھائے گا اور بڑی عجیب بات ہے۔ لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ نہ وہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھانا کہاں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی کو ڈکار آئے گا اور اُس ڈکار کے ساتھ کھانا ہضم ہو جائے گا۔

مرد مومن نے کہا وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اور اے میری قوم مجھے کیا ہو گیا ہے اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں نجات کی طرف وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ اور تم مجھے دعوت دیتے ہو آگ کی طرف۔ وہ اس طرح کہ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں کفر کروں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہ اس کے احکام کو نہ مانوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور ان کے احکامات و معجزات کو نہ مانوں وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراؤں اس چیز کو جس کا مجھے علم نہیں۔ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اس ذات کی طرف جو غالب ہے بخشنے والا ہے۔ ضابطے کے مطابق لَا جَرَمَ کا معنی ہے ضرور بالضرور، لامحالہ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ بیشک وہ چیز جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ نہیں ہے اس کی دعوت دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ نہ دنیا میں دعوت قبول کر سکتا ہے نہ آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہے جو دعاؤں کو قبول کرے۔ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ ہمارے لوٹنے کی جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، ہمارا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور اے میری قوم سن لو! وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ اور بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پھلانگنے والے ہی دوزخی ہیں۔ اے میری قوم! جو باتیں میں کہہ رہا ہوں ان کو دل و دماغ کی گہرائیوں کے ساتھ سنو اور سمجھو فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ پس تاکید تم یاد کرو گے جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہ سب تمہارے سامنے آئیں گی بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بندوں کو۔

اللہ نے مرد مومن کو فرعون کے عتاب سے محفوظ رکھا:

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا پس بچا لیا اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کو ان کی بُری تدبیروں سے جو انہوں نے کہیں۔ رجل مومن نے حق بیان کر دیا دربار کا وقت ختم ہو گیا۔ وزیر مشیر اور عملہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے لیکن مرد

مومن کی تقریر سے فرعون کی نیند حرام ہوگئی۔ایک تو اس لیے کہ چچازاد بھائی ہے دوسرا یہ کہ کسی بڑے عہدے پر فائز تھا۔ اوراس کی باتوں کا فرعون کے پاس جواب بھی کوئی نہیں تھا۔مردمومن نے وہاں سے اٹھ کر جنگل کا رخ کیا۔اس کو علم تھا کہ اب اس ظالم نے کیا کرنا ہے۔فرعون نے ہنگامی اجلاس طلب کرلیا اور حزقیل علیہ السلام کے متعلق رائے لی کہ اس کے متعلق کیا کرنا چاہیے؟ کہنے لگا میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کر دینا چاہیے اگرچہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے مگر اب وہ ملک وقوم کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے۔سب نے فرعون کی ہاں میں ہاں ملائی۔چنانچہ فرعون نے ایک ہزار فوجی جوان روانہ کیے کہ اس کو تلاش کرو اور جہاں ملے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔تفسیر صاوی وغیرہ میں آتا ہے کہ مردمومن نے جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ جب یہ فوجی وہاں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔اور اس کے اردگرد شیر چیتے اور بھیڑیئے پہرہ دے رہے تھے۔جس وقت یہ فوج قریب گئی تو شیر، چیتوں اور بھیڑیوں نے ان کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا اور جو بھاگ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے جب فرعون کے پاس پہنچے تو اس نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر دو انھوں نے میرا حکم کیوں نہیں مانا خالی واپس کیوں آگئے ہیں۔وہ مرد مومن اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں تھا یہ کیسے گرفتار کر سکتے تھے۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور گھیر لیا فرعون اور اس کے پیروکاروں کو برے عذاب نے یعنی فرعون، ھامان اور اس کی فوجیں سمندر میں غرق کر دی گئیں۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ

آگ ہے ان کو پیش کیا جائے گا اس پر پہلے پہر اور پچھلے پہر اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا

گے) داخل کرو فرعونیوں کو سخت عذاب میں۔اور جس وقت آپس میں جھگڑا کریں گے دوزخ میں پس کہیں گے کمزور ان لوگوں

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾

کو جنہوں نے تکبر کیا بیشک ہم تمہارے تابع تھے پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہماری طرف سے آگ کے ایک حصے کی۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾

کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا بیشک ہم سب اس میں پڑے ہوئے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے بندوں کے

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا

درمیان، اور کہیں گے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے دوزخ کے داروغوں کو پکارو اپنے رب کو کہ تخفیف کر دے ہم سے ایک

مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ

دن عذاب سے، وہ کہیں گے کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر وہ کہیں گے کیوں نہیں آئے

قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ

تھے وہ کہیں گے پس تم خود ہی دعا کرو اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر خسارے میں، بیشک ہم البتہ ضرور مدد کرتے ہیں اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

رسول کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور جس دن کھڑے ہوں گے گواہ، جس دن نفع نہیں دے گا

الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

ظالموں کو ان کا معذرت کرنا اور ان کے لیے لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غُدُوًّا: صبح کے وقت، اَدْخِلُوْٓا: داخل کرو، يَتَحَاجُّوْنَ: وہ آپس میں جھگڑیں گے، حَكَمَ: (اللہ نے) فیصلہ کیا، خَزَنَةِ: داروغے، نگران، رُسُلُكُمْ: تمہارے رسول، لَنَنْصُرُ: ہم مدد کریں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرعون اور اس کے ایمان لانے والے چچازاد بھائی کی گفتگو بیان کی گئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا دنیا کا عذاب تو یہ تھا کہ سمندر میں بڑی ذلت سے غرق کر دیا گیا اور اقتدار اور فوجیں کسی کام نہ آئیں اور برزخ اور آخرت کے عذاب کا ذکر ان آیات میں کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: فرعونیوں کو دیا جاتے والا عذاب:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا آگ ہے جس پر وہ پیش کیے جاتے ہیں غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ پہلے پہر اور پچھلے پہر یعنی صبح شام آگ میں ہیں صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک عذاب میں ہیں بظاہر تو فرعون اور اس کا وزیر اعظم ہامان اور اس کا سارا لشکر بحر قلزم میں غرق ہوا لیکن حقیقت میں سیدھے دوزخ میں گئے اس سے عذاب قبر کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ آخرت کے عذاب کا ذکر آگے آرہا ہے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ داخل کرو فرعونیوں کو سخت عذاب میں تو قیامت کا عذاب علیحدہ ہے اور مرنے کے بعد جو عذاب ہے اسی کو قبر برزخ کا عذاب کہتے ہیں۔ مرنے والا جہاں بھی ہو چاہے اس کو مچھلیاں کھا گئی ہوں، درندے کھا گئے ہوں، دفن کر دیا گیا ہو، آگ میں جلا دیا گیا ہو اگر وہ سزا یافتہ ہے تو اس کو عذاب ضرور ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں، قاضی عضد الدین عینی رحمہ اللہ نے مواقف میں، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح العقائد اور شرح مقاصد میں، جلال الدین رحمہ اللہ نے شرح عقائد جلالی میں چند آیات پیش کیں ہیں قبر کے عذاب پر اور

ایک آیت پیش کی ہے علامہ شمس الدین خیالی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ذرا اختصار پسند ہیں۔ میں پہلے علامہ خیالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عرض کرتا ہوں سورۃ نوح میں ہے مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا) مِمَّا میں مَا مزیدہ ہے۔ مزیدۃ ہے اَی مِنْ خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اپنی خطاؤں کیوجہ سے وہ غرق ہوئے یہ غرق جسم اور روح دونوں ہوئے نہ کہ صرف روح اور نہ ہی صرف جسم، فَاُدْخِلُوْا نَارًا پس آگ میں داخل کئے گئے تو اب آگ میں بھی روح اور جسم دونوں داخل ہوں گے۔ علامہ خیالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فَاُدْخِلُوْا میں فاء تعقیب بلامہلت کیلئے ہے تو اس غرقابی کے بعد جو ان کو سزا ہوئی اس کا نام ہے عذاب قبر اور عذاب برزخ جسم بھی اس میں شامل ہے اور روح بھی شامل ہے اور یہاں دیکھیں "وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ" (اور گھیر لیا آل فرعون کو برے عذاب نے، تو جس عذاب نے ان کو گھیرا تھا تو روح مع الجسد کو گھیرا نہ فقط روح اور نہ فقط جسم کو۔ پھر "اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا" میں بھی روح اور جسم دونوں ہوں گے پھر "يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ" میں بھی روح اور جسم دونوں ہوں گے۔ یہ عقائد والے پیش کرتے ہیں عذاب قبر کے بارے میں کہ قبر کا عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے اور ساتویں پارے میں آتا ہے کہ "وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ کہ اگر تم دیکھو جس وقت ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے) اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (یہ اخراج کی نسبت ان کی طرف مجازی ہے) یعنی اپنی جانوں کو ہمارے حوالے کرو۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج کے دن تمھیں بدلہ دیا جائے گا ذلت کے عذاب کا، یہ خطاب بھی ارواح مع الاجساد کو ہے۔

اب رہی دوسری بات جن روایات میں یہ آتا ہے کہ ارواح شہداء پرندوں کے اجواف میں جنت میں سیر کرتی ہیں یعنی یہ پرندے ان کی سواری ہوں گے۔ اسی طرح یہاں آیا اس مقام پر کہ یہ کالے رنگ کے پرندے ہیں جن کے اجواف میں آل فرعون کو جہنم میں ڈالا گیا۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کتاب الروح" میں بڑی جامع تفصیلی اور مبسوط بحث کی ہے ایسی جامع اور تفصیلی بحث کسی اور مصنف نے نہیں کی۔ وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ نیک لوگوں کی روح علیین میں ہوتی ہے اس کا تعلق جسم کے ساتھ قبر میں ہوتا ہے۔ وہ علیین اور قبر کے ساتھ تعلق میں مربوط ہے اور جنت میں بھی چلتی پھرتی ہے اور بد آدمی کی روح سجین میں ہے قبر میں بھی اس کا تعلق ہے اور یہ سارے تعلقات برحق ہیں۔ ہمارے شعور سے بالاتر ہے اگر ہم عقل سے کام لیں گے تو معتزلی بن جائیں گے۔ ایمان سے کام لو سب اپنی جگہ برحق ہیں کسی کا کسی سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا:

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب آپس میں جھگڑا کریں گے جہنم میں داخل کیے جانے والے میں فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا پس کہیں گے کمزور لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا ان کو جنہوں نے تکبر کیا۔ یوں سمجھو کہ چھوٹے بڑوں کو کہیں گے، شاگرد استادوں کو کہیں گے، مرید پیروں کو کہیں گے، کارکن لیڈروں کو کہیں گے، رعایا اپنے

سرداروں کو کہے گی اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا بیشک ہم تمہارے تابع تھے تو تمہارے پیچھے لگ کر ہم نے یہ کارروائیاں کیں فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہماری طرف سے آگ کے ایک حصے کی۔ دنیا میں تم نے ہمیں اپنے ساتھ ملایا تھا آج ہماری کچھ مدد کرو کہ ہم دوزخ میں نہ جائیں

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا کہیں گے وہ لوگ جنھوں نے تکبر کیا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے اقتدار والے اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ بیشک ہم سب اس میں پڑے ہوئے ہیں تمہیں کیسے رہا کرائیں۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اپنے بندوں کے درمیان۔ لہٰذا اب تم بھی بھگتو اور ہم بھی بھگت رہے ہیں۔ جب ایک دوسرے کی امداد نہیں کر سکیں گے اور بے بس ہوں گے تو وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ اور کہیں گے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ جہنم کے پہرے دار فرشتے۔ سورۃ مدثر پارہ ۲۹ میں ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ "مقرر ہیں اس پر انیس فرشتے اور اُن فرشتوں کے انچارج کا نام ہے مالک علیہ السلام تو یہ سب دوزخی مل جل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے ادْعُوْا رَبَّكُمْ پکارو اپنے رب کو۔ اپنے رب سے دعا کرو يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ وہ تخفیف کر دے ہم سے ایک دن کے عذاب کی تاکہ ہم سانس لے سکیں۔ اس سے پہلے خود بھی دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں نکال دے یہاں سے۔ پھر اگر ہم لوٹ کر ایسی بات کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔

قَالُوْٓا فرشتے کہیں گے اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل لے کر۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تمہارے پاس نہیں پہنچے قَالُوْا بَلٰى دوزخی کہیں گے کیوں نہیں آئے تھے پیغمبر بھی آئے تھے اور ان کے نائبین بھی آئے تھے انھوں نے ہمیں حق سنایا اور بتلایا اور سمجھایا تھا لیکن غَلَبَتْ عَلَيْنَا شقوتنا وكنا قوما ضالين (المومن:۱۰۶) "ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔" قَالُوْا فرشتے کہیں گے فَادْعُوْا پس تم خود دعا کرو۔ ہم نے تمہارے لیے دعا کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا خود اپنی درخواست پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر خسارے میں یعنی کافروں کی ان دعاؤں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی مدد فرماتا ہے:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا بیشک البتہ ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں۔ وہ مدد چاہے پہلے مرحلے میں ہو جائے یا آخری مرحلے میں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی نصرت ضرور فرماتے ہیں۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیغمبروں کی ضرور مدد کریں گے حالانکہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو دوران تبلیغ شہید کیا گیا جیسے پہلے گزر چکا ہے۔

"وقتلهم الانبياء، ويقتلون النبين" اور پیغمبروں نے ہجرت بھی کی ہے تو پھر اس نصرت کا کیا معنی؟ تفسیر ابن جریر طبری محمد بن یزید بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ طبری رحمۃ اللہ علیہ جنکی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے طبری کے حوالے سے نقل کیا اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کی آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کے دو جواب دیتے ہیں۔ (اوّل) ایک یہ فرماتے ہیں کہ لفظ رُسُلَنَا اگرچہ جمع کا ہے مراد اس سے بعض ہے معنی یہ ہے کہ ہم اپنے بعض رسل کی اور ایمان والوں کی مدد کریں گے اور فرمایا کہ "وذالك شائع في كلام العرب" عرب کے کلام میں یہ درست ہے کہ جمع کا صیغہ بول کر اس سے بعض مراد لیں۔

(دوم) دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ نَنْصُرُ بمعنی انتصار کے ہیں انتقام لینا۔ پیغمبر اگرچہ شہید بھی ہوئے زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، لیکن اللہ تعالیٰ نے انتقام لیا کہ بخت نصر ایرانی کو مسلط کیا اور ان کی قوم کا کچومر نکالا۔

(سوم) ایک تیسرا جواب علامہ سلام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں کمالین میں وہ کہتے ہیں کہ اس سے وہ انبیاء مراد ہیں کہ جن کو جہاد کا حکم تھا رب نے ان کی مدد کی۔ جن کو جہاد کا حکم نہ تھا وہ شہید ہوئے جن مومنوں کو جہاد کا حکم نہ تھا وہ مومن شہید ہوئے۔

وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اشهاد شاھد کی جمع ہے۔ جب قیامت والے دن گواہ کھڑے ہوں گے اس وقت بھی مدد کریں گے۔ وہ گواہ خود پیغمبر بھی ہوں اور مومن بھی ہوں گے، ہاتھ پاؤں بھی گواہی دیں گے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں موجود ہے اور دوسرے اعضاء بھی گواہی دیں گے جیسا کہ سورۃ حم سجدہ میں آرہا ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ جس دن فائدہ نہیں دے گا ظالموں کو ان کا معذرت کرنا۔ مختلف بہانے کریں گے۔ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ اور ان کے لیے لعنت ہوگی وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔ دوزخ سے برا گھر کون سا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد عورت کو اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي

اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت اور ہم نے وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا، جو ہدایت تھی اور نصیحت تھی عقل

الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ

مندوں کے لئے، پس آپ صبر کریں بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور معافی مانگیں اپنی لغزش کے لئے اور تسبیح بیان کریں

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

اپنے رب کی حمد کے ساتھ پچھلے پہر اور پہلے پہر۔ بیشک وہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو

اَتٰىهُمۡ ۙ اِنۡ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ اِلَّا كِبۡرٌ مَّا هُمۡ بِبَالِغِيۡهِ ۚ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ

ان کے پاس آئی ہو نہیں ہے ان کے سینوں میں مگر تکبر، نہیں ہیں وہ اس تک پہنچنے والے پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے پناہ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۝ لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَكۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ

لیں بیشک وہ اللہ تعالیٰ ہی وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بہت بڑا ہے لوگوں کے پیدا

وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

کرنے سے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الۡمُسِىۡٓءُ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَتَذَكَّرُوۡنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ

اور عمل کیے اچھے اور نہ برے کام کرنے والا، بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ بیشک قیامت البتہ آنے والی ہے کوئی شک

فِيۡهَا وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَـكُمۡ ؕ

نہیں ہے اس میں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔ اور فرمایا تمہارے رب نے پکارو مجھے میں قبول کرتا تمہاری دعاؤں

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِىۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ۝

کو بیشک وہ لوگ ۔ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہوکر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كِبۡرٌ: بڑائی، الۡمُسِىۡٓءُ: بدکار، اُدۡعُوۡنِىۡ: تم مجھے پکارو، اَسۡتَجِبۡ: میں قبول کروں گا، عِبَادَتِىۡ: میری عبادت۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرعونیوں کو برزخ اور جہنم میں دیے جانے والے عذاب کا تذکرہ تھا بعد ازاں بنی اسرائیل جب فرعونیوں کی قید سے آزاد ہوئے تو ان کو اللہ تعالیٰ نے کتاب تورات عطا فرمائی۔ ان آیات میں تورات کے عطا کیے جانے کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: بنی اسرائیل کو قانون عطا کیا جانا:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡهُدٰى اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت والی کتاب تورات وَاَوۡرَثۡنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡكِتٰبَ اور وارث بنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور علم کی بھی وراثت ہوتی ہے وراثت صرف مال کی نہیں ہوتی۔

تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات کا وارث بنایا هُدًى ہدایت تھی وَّذِكۡرٰى اور نصیحت والی کتاب تھی لِاُولِى

الْاَلْبَابِ عقل مندوں کے لئے۔ کیونکہ آسمانی کتاب انہی لوگوں کے لئے ہدایت بنتی ہے جن کی عقل صحیح ہو۔ اور اوٹ پٹانگ عقل والے کبھی آسمانی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرعون کا قصہ تم نے سن لیا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کیا کیا تکلیفیں پہنچائیں لہٰذا فَاصْبِرْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کافروں کی اذیت پر صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ قیامت کا حق ہے۔ ساری حقیقت قیامت والے دن کھل جائے گی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور بخشش طلب کریں اپنی لغزش کے لئے۔

اہل حق کے ہاں پیغمبر معصوم ہیں۔ صغیرہ سے بھی کبیرہ سے بھی۔ پھر یہ کیوں کہا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور حدیث میں کیوں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ستر دفعہ اور ایک روایت میں سو دفعہ ہے استغفار کرتا ہوں تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں تو یہ استغفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں کیا؟

جواب یہ ہے کہ یہاں گناہ صغیرہ و کبیرہ مراد نہیں بلکہ وہ زلہ مراد ہے جس کو رائے کی اجتہادی غلطی کہتے ہیں جیسے بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے تھی۔ کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے اور منافقوں کے سردار عبد اللہ ابن ابی کی جنازہ پڑھانے میں آپ کی ایک رائے تھی۔ شہید کی حرمت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک رائے تھی لیکن جتنا مقام بلند ہوتا ہے اتنی پابندی زیادہ ہوتی ہے۔ باقی حدیث جو ہے اس کا ایک مطلب یہ لیتے ہیں کہ جو اجتہادی غلطیاں تھیں ان پر استغفار کی اور ایک مطلب یہ ہے کہ تعلیماً استغفار کرتے تھے تا کہ امت کیلئے تعلیم ہو۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ربّ کی حمد و تعریف کے ساتھ تسبیح بیان فرمائیں پچھلے پہر اور پہلے اہتمام فرمائیں۔

اللہ کی آیات کے جھٹلانے والوں کا انجام:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بیشک وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں۔ کوئی توحید کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے کوئی رسالت اور قیامت کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ "بغیر کسی سند اور دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ اِن نفی کا ہے۔ نہیں ہے ان کے سینے میں مگر تکبر ۔تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیت میں جھگڑا کرتے ہیں مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ نہیں ہیں وہ تکبر کی حد تک پہنچ سکتے۔ یہ اپنے آپ کو جتنا بڑا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ہو کر رہیں گے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس اے مخاطب اللہ تعالیٰ سے پناہ لے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دینے والا ہے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم " میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔" اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ بیشک وہی اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ بہت بڑا ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے۔ آسمانوں اور زمین کے وجود کی نسبت انسان کے وجود کی کیا حیثیت ہے۔

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے نہیں سمجھتے کہ جو اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور جس نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرسکتا ہے اللہ کے نزدیک اہل ایمان اور اہل کفر برابر نہیں وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا۔ جس طرح اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہیں اسی طرح موحد اور مشرک بھی برابر نہیں ہیں مومن اور کافر بھی برابر نہیں ہیں، سنت پر چلنے والا اور بدعتی بھی برابر نہیں ہیں، سچا اور جھوٹا برابر نہیں ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے وہ وَلَا الْمُسِیْٓءُ اور نہ بدکار برابر ہیں۔ ایک آدمی ایمان کے ساتھ نیک عمل کرنے والا ہے اور دوسری طرف وہ ہے جو برائیوں میں ڈوبا ہوا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہیں رات اور دن برابر نہیں ہیں قَلِیْلًا مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ سمجھنے کے لئے تو اتنی بات ہی کافی ہے کہ جو رب آسمانوں اور زمین کو پیدا کرسکتا ہے وہ تمہیں بھی دوبارہ پیدا کرسکتا ہے مگر تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ اور یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ بیشک البتہ قیامت آنے والی ہے لَّا رَیْبَ فِیْهَا اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کیوں قائم کرے گا؟ تاکہ حق اور باطل کا فرق ہوجائے، مومن اور کافر کا فرق ہوجائے، نیک اور بد کا فرق ہوجائے۔

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ آج بھی اکثریت توحید و رسالت اور قیامت کی منکر ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہمیشہ تھوڑے ہوئے ہیں لہٰذا قلت کی وجہ سے بدگمانی نہ کرو اور سمجھو کہ حق والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں وَقَالَ رَبُّکُمُ اور فرمایا تمہارے رب نے ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو اور دعا کو قبول کرتا ہوں۔ میں ہی تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ عبادتی کا معنی ہے تکبر کرتے ہیں، مجھ سے نہیں مانگتے، مجھے نہیں پکارتے۔ نسائی شریف میں حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یسئل اللہ یغضب علیہ "جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔"

جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے، مجھ سے مانگنے سے سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ عنقریب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات تاکہ تم آرام حاصل کرو اس میں اور دن بنایا روشن بیشک اللہ تعالیٰ

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ

فضل کرنے والا ہے لوگوں پر اور لیکن اکثر لوگ شکرادا نہیں کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق ہے نہیں ہے

شَيْءٍ ۘ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ

کوئی معبود مگر وہی پس کدھر تم الٹے پھیرے جاتے ہو۔ اسی طرح الٹے پھیرے گئے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بنائی تمہارے لئے زمین ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کی چھت اور اس نے تمہیں

وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ

صورت بخشی پس بہت اچھی صورت اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے پس برکت والا ہے

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ وہی زندہ ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی پس تم اسی کو پکارو خالص کرتے ہوئے اسی

الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ

کے لئے دین اور اعتقاد، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں مجھے روکا گیا ہے

اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ

کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ نیچے جس وقت پہنچ چکے ہیں میرے پاس واضح دلائل میرے رب کی

وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرماں برداری کروں تمام جہانوں کے پالنے والے کی، وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

کیا تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پھر نکالتا ہے تمہیں بچے کی شکل میں پھر تا کہ تم پہنچ جاؤ اپنی

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا

قوت کو پھر تا کہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور بعضے تم میں سے وہ ہیں جن کو وفات دی جاتی ہے اس سے پہلے اور تا کہ تم پہنچو ایک مقرر

مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

معیاد تک اور تا کہ تم سمجھو، وہ ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے پس جس وقت وہ طے کرتا ہے کوئی معاملہ

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸ ع ۸/۱۲

پس پختہ بات ہے وہ کہتا ہے اس کو ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُؤْفَكُ: اُلٹے پھیرے جاتے تھے، صَوَّرَكُمْ: تمہاری صورت بنائی، صُوَرَكُمْ: تمہاری صورتیں، اُسْلِمَ: میں گردن جھکا لوں، شُيُوْخًا: بوڑھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت کا بیان ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جو مجھ سے مانگتے نہیں ہیں اور میری عبادت میں تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل وخوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان:

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے رات کو لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تا کہ تم اس میں آرام کرو سکون حاصل کرو۔ اس بات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ رات کو جب آدمی سوتا ہے تو دن کی تمام تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ تو یہ رات بنانیوالا سکون دینے والا کون ہے؟ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اور اللہ تعالیٰ نے دن کو روشن بنایا تا کہ تم دن کو اپنے کام کر سکو اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ بیشک اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے، مہربانی کرنے والا ہے لوگوں پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ رات کی نیند اور سکون اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے اور دن کو حلال روزی کمانا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے تمہارا پالنے والا ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ ہر چیز کا خالق وہی ہے۔ جب خالق وہ ہے رب وہ ہے تو پھر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا۔ اس کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے، فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس کدھر تم الٹے پھیرے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر تم مانتے کیوں نہیں ہو كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ اسی طرح الٹے پھیرے گئے حق سے وہ لوگ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہیں مانتے وہ حق سے پھیر دیئے جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا جس نے بنائی تمہارے لئے زمین ٹھہرنے کی جگہ۔ زمین پر تم خود ٹھہرتے ہو مکان بناتے ہو وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت بنایا وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں صورتیں اور شکلیں دیں اور اچھی شکلیں دیں۔

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے اور نجس اور پلید چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے حرام فرمادیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا پروردگار ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور یاد رکھنا هُوَ الْحَيُّ وہی زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ دوامی حیات کسی کو حاصل نہیں ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ اللہ تعالیٰ کے سوا ہمیشہ کی زندگی کسی کے لئے نہیں ہے هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود وہی فَادْعُوْهُ پس تم پکارو اس کو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ خالص کرتے ہوئے اسی کے لئے دین اور اعتقاد۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ ہم نے ان کو دلائل کے ساتھ سمجھایا ہے قُلْ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں اِنِّيْ نُهِيْتُ بیشک مجھے روکا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور کہتے ہو یالات اغثنی یامنات اغثنی یاعزی اغثنی میں ان کی پوجا نہیں کروں گا لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ جبکہ میرے پاس واضح دلائل آچکے ہیں مِنْ رَّبِّيْ میرے رب کی طرف سے اور وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ میں فرماں برداری کروں تمام جہانوں کو پالنے والے کی۔ میں رب کے سامنے سر جھکادوں گردن جھکادوں۔

تخلیق انسانی کا ذکر:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے۔ آدم علیہ السلام کو خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ (سورۃ آل عمران) آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر آگے نسل چلائی ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پھر اس کی بوٹی بنائی پھر اس کی ہڈیاں بنائیں پھر ان پر گوشت چڑھایا پھر چار ماہ بعد روح کا تعلق بدن کے ساتھ جوڑا تو وہ ماں کے پیٹ میں حرکت کرنے لگا ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا پھر نکالا تمہیں بچے کی شکل میں ماؤں کے پیٹوں سے کہ اس وقت کوئی شد بد نہیں ہوتی ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت کو جوانی کو ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ پھر تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے۔ یہ تمام انقلاب لانے والا کون ہے؟ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى اور بعضے تم میں سے وہ ہیں جن کو وفات دی جاتی ہے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں۔

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى اور تاکہ تم پہنچو معیاد مقرر تک۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو معیاد مقرر فرمائی ہے اس سے پہلے کوئی نہیں مرسکتا لا يستاخرون ساعة و لا يستقدمون (سورۃ یونس) "نہ موخر ہوگا ایک سیکنڈ اور لمحہ اور نہ مقدم ہوگا۔" یہ دلائل اللہ تعالیٰ نے پیش کیے ہیں۔ وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اور تاکہ تم سمجھو آسمان کی طرف دیکھو، زمین کی طرف دیکھو، چاند سورج ستاروں کے محکم نظام کی طرف دیکھو، اپنے وجود کی طرف دیکھو، مگر افسوس کہ اس ذات کو چھوڑ کر اوروں کی پوجا کرتے ہو هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وہی ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے اس کے سوا نہ موت کسی

کے پاس نہ حیات کسی کے پاس فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا پس جس وقت وہ طے کرتا ہے کوئی معاملہ کسی چیز کے ہونے کا یا نہ ہونے کا یا کسی چیز کے فنا کرنے کا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ پس پختہ بات ہے وہ اس کو کہتا ہے كُنْ ہو جا فَيَكُوْنُ پس وہ کام ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی سبب کا محتاج نہیں ہے اسباب کے ہم محتاج ہیں وہ بغیر سبب کے سب کچھ کر سکتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿69﴾

کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں کدھر پھیرے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿70﴾

جا رہے ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا کتاب کو اور اس چیز کو کہ بھیجا ہم نے اس چیز کے ساتھ رسولوں کو پس عنقریب وہ جان

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿71﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ

لیں گے۔ جس وقت طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں اور زنجیریں، گھسیٹے جائیں گے۔ گرم پانی میں پھر آگ میں جھونک دیا

يُسْجَرُوْنَ ﴿72﴾ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿73﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا

جائے گا۔ پھر کہا جائے گا ان کو کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نیچے، وہ کہیں گے وہ گم ہو گئے ہیں

عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿74﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا

ہم سے بلکہ ہم نہیں پکارتے تھے اس سے پہلے کسی چیز کو اسی طرح بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو، یہ اس وجہ سے کہ تم

كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿75﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

خوشی مناتے تھے زمین میں ناحق اور اس وجہ سے کہ تم گھمنڈ کرتے تھے۔ داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿76﴾

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں پس برا ہے ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُصْرَفُوْنَ: وہ پھیرے جاتے ہیں، اَلسَّلٰسِلُ: زنجیریں، يُسْحَبُوْنَ: گھسیٹے جائیں گے، يُسْجَرُوْنَ: جلائے جائیں گے، تَفْرَحُوْنَ: تم اتراتے تھے، تَمْرَحُوْنَ: تم خوش ہوتے تھے۔

ربط:

اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے اور انکار کرنے والوں کا ذکر ہوا تھا اور ان کو دی جانے والی سزاؤں کا ذکر فرمایا گیا تھا ان آیات میں پھر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ اور ان کی سزا کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور جھگڑا کرنے والے:

اَلَمۡ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَی الَّذِیۡنَ ان لوگوں کو یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں۔ قرآن کریم کی آیتیں سن کر بجائے ماننے کے الٹا الجھتے ہیں جھگڑا کرتے ہیں اَنّٰی یُصۡرَفُوۡنَ کدھر پھیرے جارہے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کرنے والے کدھر پھیرے جارہے ہیں۔ اَلَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِالۡکِتٰبِ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا کتاب یعنی قرآن کریم کو وَبِمَاۤ اَرۡسَلۡنَا بِہٖ رُسُلَنَا ۟ۛ اور اس چیز کو جھٹلایا کہ بھیجا ہم نے اس کے ساتھ اپنے رسولوں کو۔ جو چیز ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا توحید اور قیامت کا مسئلہ اس کو بھی انہوں نے رد کر دیا رسالت کا مسئلہ بھی رد کر دیا۔ تمام کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہے لم یلد ولم یولد ہے مگر ان شیطان یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا جاہل مشرکوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنادیا۔ انہوں نے پیغمبر کے وعظ اور تبلیغ کو جھٹلا دیا فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ پس عنقریب یہ جان لیں گے اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ جس وقت طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں۔

وَالسَّلٰسِلُ ؕ اور زنجیریں ہوں گی۔ اگر پاؤں میں ڈالی جائے تو بیڑی کہتے ہیں اور ہاتھ میں ڈالی جائے تو ہتھکڑی کہتے ہیں۔ گردنوں میں طوق ہوں گے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ اس طرح جکڑے ہوئے ہوں گے یُسۡحَبُوۡنَ گھسیٹے جائیں گے فِی الۡحَمِیۡمِ ۬ گرم پانی میں۔ وہ پانی اتنا گرم ہوگا کہ ان کو مارنا مقصود ہو تو ایک منٹ میں مرجائیں مگر مریں گے نہیں فقطع امعاء هم (محمد: ۱۵) "پس وہ ان کی آنتیں کاٹ کر پشت کی طرف سے نکال دے گا۔" ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا

ثُمَّ قِیۡلَ لَہُمۡ پھر ان سے کہا جائے گا اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تُشۡرِکُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ جن کو تم دنیا میں حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس سمجھ کر پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے چھڑالیں گے وہ کہاں ہیں؟

قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہوگئے ہیں، غائب ہوگئے ہیں بَلۡ لَّمۡ نَکُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَیۡئًا ؕ بلکہ ہم نہیں پکارتے تھے اس سے پہلے کسی چیز کو۔ مشرک اپنے جھوٹے معبودوں کی پرستش سے صاف انکار کر دیں گے۔

کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الۡکٰفِرِیۡنَ اسی طرح بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو ذٰلِکُمۡ کا مشارالیہ یہاں تین چیزیں ہیں۔ ایک ہے جس وقت گردنوں میں طوق ہوں گے بیڑیاں ہوں گی، دوسرا ہے گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا، تیسرا ہے آگ میں داخل کیا جائے گا۔ فرمایا ذٰلِکُمۡ یہ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ اس وجہ سے کہ تم خوشیاں مناتے تھے فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ زمین میں ناحق کفر پر خوشی، شرک پر خوشی، بدعات پر خوشی، اس لئے تمہاری گردنوں میں طوق ڈالے ہیں گرم پانی میں گھسیٹا

ہے اور آگ میں داخل کیا ہے یہ اس کا بدلہ ہے وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ اور اس وجہ سے کہ تم گھمنڈ کرتے تھے اپنے کفر پر کہ ہماری تعداد زیادہ ہے ہمارے پاس مال زیادہ ہے ہمارے پاس قوت زیادہ ہے آج ان چیزوں پر گھمنڈ کا مزا چکھو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں۔ اس لئے کہ تم نے شرک کیا پیغمبروں کی مخالفت کی اس لئے تم جہنم میں ہمیشہ رہو گے۔ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس بہت ہی برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے پس اگر ہم دکھائیں آپ کو بعض وہ عذاب جس سے ہم ان کو ڈراتے ہیں

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ

یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دیں پس وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم

قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

سے پہلے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں کہ ہم نے ان

عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ

کے حالات بیان نہیں کیے اور نہیں ہے شان کسی رسول کی یہ کہ لائے کوئی معجزہ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ پس جس وقت آئے

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ ع

گا حکم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کر دیا جائے گا حق کے ساتھ اور نقصان اٹھائیں گے اس مقام پر باطل پر چلنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات

جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ

وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے مویشی تا کہ تم سوار ہو ان میں سے بعض پر اور بعض ان میں سے کھاتے ہو۔ اور تمہارے

فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا

لئے ان میں کئی فائدے ہیں اور تا کہ تم پہنچو ان کے ذریعے اس ضرورت تک جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان جانوروں پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾

اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔ اور دکھاتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں پس اللہ تعالیٰ کی کون سی نشانی کا تم انکار کرو گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمْ نَقْصُصْ: ہم نے بیان نہیں کیا، لِتَرْكَبُوْا: تا کہ تم سواری کرو، تُنْكِرُوْنَ: تم انکار کرو گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والون اور ان کے متعلق جھگڑنے والوں کے انجام کا ذکر کیا گیا تھا اب ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی وتشفی دی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: کفار ومشرکین کی ایذاء رسانیوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم:

فَاصْبِرْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس آپ ان کی فضول باتوں اور ایذ رسانیوں پر صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے قیامت ضرور آئے گی ان الساعة لا تیة لاریب فیھا "بیشک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" ضرور آئے گی ان کے انکار پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر سے کام لیں فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ پس اگر ہم دکھا دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض وہ عذاب جس سے ہم ان کو ڈراتے ہیں کہ نافرمانی پر عذاب آئے گا اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دے دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کفار ومشرکین کو عذاب نہ آئے تو یہ بچ تو نہیں سکتے کیوں؟ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ پس ہماری طرف ہی یہ لوٹائے جائیں گے۔ آنا تو ہمارے پاس ہی ہے۔ عذاب سے بچ نہیں سکتے چھٹکارا کوئی نہیں ہے سزا ضرور پائیں گے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ پر بیان کر دیئے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ اور بعض وہ ہیں کہ ہم نے ان کے حالات آپ پر بیان نہیں کیے۔

نبی اپنی مرضی سے معجزہ نہیں دکھا سکتا ہے:

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اور نہیں ہے شان کسی رسول کی کہ لائے کوئی معجزہ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ یعنی رسول یا نبی کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی یا معجزہ پیش کر سکے۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین نے طرح طرح کے معجزے مانگے۔ کبھی کہتے چشمے جاری کر دو کبھی کہتے آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغات ہونے چاہئیں، کبھی کہتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سونے کا گھر ہونا چاہیے جیسا کہ آپ حضرات سورۃ بنی اسرائیل میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھل کنت الا بشرا رسولا "نہیں ہوں میں مگر ایک بشر رسول۔" مطلب یہ ہے کہ معجزات پیش کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ کوئی نشانی معجزہ ظاہر کر دیتا ہے۔ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ پس جس وقت حکم آئے گا اللہ تعالیٰ کا قُضِيَ بِالْحَقِّ فیصلہ کر دیا جائے گا حق کے ساتھ۔ اور ہر ایک کا کیا اس کے سامنے آجائے اور نتیجہ یہ نکلے گا وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ اور نقصان اٹھائیں گے اس مقام پر باطل پر چلنے والے۔ باطل پرستوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا اور کفر شرک تکبر کرنے والوں اور غلط عقائد رکھنے والوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنا پڑے گا۔

اللہ کی وحدانیت کا بیان:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے مویشی اور اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، ان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا تاکہ سوار ہوان میں سے بعض پر۔ اونٹ ہے، گھوڑا ہے، خچر ہے، گدھا ہے۔ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور بعضے ان میں سے کھاتے ہو۔ یہ حلال جانور جن کا گوشت کھاتے ہو اور قربانی کے لئے بھی یہی آٹھ قسم کے جانور مخصوص ہیں اونٹ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری۔ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اور تمہارے لئے ان میں کئی فائدے ہیں۔ سواری کرنے اور گوشت کھانے کے علاوہ ان کا دودھ پیتے ہیں ان کے بالوں سے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں اور قالین بنائے جاتے ہیں اور ان کی کھالوں سے جوتے اور جیکٹیں تیار کی جاتی ہیں۔ ان کی ہڈیاں کھاد میں استعمال ہوتی ہیں۔ غرض یہ کہ ان سے بہت سے فائدے حاصل کیے جاتے ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ اور تاکہ تم پہنچو ان جانوروں کے ذریعے اس ضرورت تک جو تمہارے سینوں میں ہے۔ تجارت کے لئے، علم حاصل کرنے کے لئے اور جو بھی حاجت تمہارے دل میں ہو ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچو وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ اور ان جانوروں پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔ اس وقت آج کی نئی ایجادات نہیں ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے ہیں وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرو فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ پس اللہ تعالیٰ کی کون سی نشانی کا تم انکار کرو گے۔ انکار تو نہیں کر سکتے البتہ انسان ناشکری کرتا ہے کہ ان کے خالق کی بجائے مخلوق کے دروازے پر جا کر سجدے کرتا ہے۔

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ

کیا پس یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں پس دیکھتے کیسا تھا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں تھے وہ زیادہ

مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

ان سے اور زیادہ سخت تھے قوت میں اور نشانات قائم کرنے میں زمین میں پس نہ کفایت کی ان کو اس چیز نے جو وہ کماتے

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر خوش ہوئے وہ لوگ اس چیز پر جو ان کے پاس تھی علم سے

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا

اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ پس جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو کہنے لگے ایمان

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ

لائے ہم اللہ تعالیٰ پر جو اکیلا ہے اور انکار کیا ہم نے اس چیز کا جس کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ پس نہ فائدہ دیا ان

يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

کو ان کے ایمان نے جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے وہ دستور جو گزر چکا ہے اس کے بندوں

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۱۲

میں اور نقصان اٹھایا اس جگہ کفر کرنے والوں نے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسِيْرُوْا: سیر کرنا، چلنا پھرنا، يَكْسِبُوْنَ: وہ کماتے تھے، يَنْفَعُهُمْ: فائدہ دیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے اُن جانوروں کا ذکر فرمایا جن سے انسان فائدے اٹھاتا ہے اب یہاں سابقہ قوموں کے رویے ذکر کرنے کے بعد اطاعت الٰہی نہ کرنے والوں کے انجام سے ڈرایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: سابقہ قوموں کا اپنے رسولوں کے ساتھ رویہ:

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا پس یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں۔ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ پس دیکھتے کیا انجام ہوا، کیا حشر ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وہ ان سے زیادہ تھے تعداد میں۔ عمریں ان کی لمبی ہوتی تھیں۔ دو، دو سو سال، چار چار سو سال، چھ سو سال۔ ایسے بھی ہوتے تھے جو اپنی چار چار، پانچ پانچ نسلیں دیکھ کر مرتے تھے وَاَشَدَّ قُوَّةً اور قوت میں بھی زیادہ تھے۔ بدنی قوت کا یہ حال تھا کہ عاد قوم کا یہ نعرہ قرآن پاک میں موجود ہے من اشد منا قوة "ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟" وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ اور زمین میں نشانات چھوڑنے میں بھی۔ جو نشانات، یادگاریں ان قوموں نے چھوڑی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں، بڑے بلند مینار بنائے۔ ثمود قوم نے چٹانیں تراش تراش کر مکان بنائے۔ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ پس نہ کفایت کی ان کو نہ بچایا ان کو اس چیز نے جو وہ کماتے تھے۔ نہ تعداد کی کثرت بچا سکی نہ طاقت بچا سکی۔ یہ چٹانیں تراش کر مکان بنانے والے زلزلے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو زلزلے اور چیخ سے تباہ کیا۔ کوئی شے ان کے کام نہ آئی۔ کوئی چیز ان کو اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکی فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پس جب پہنچے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر۔ پیغمبروں نے دلائل پیش کیے معجزات دکھائے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وہ کافر خوش ہوئے اس چیز پر جو ان کے پاس تھی علم سے۔ کہنے لگے ہمیں پیغمبروں کے علم کی کیا ضرورت ہے

ہمارے پاس مادی ترقی کے علوم موجود ہیں۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ یعنی جب انہوں نے ہمارے نبیوں کا مذاق اڑایا اور ہماری آیتوں اور نشانیوں کو جھٹلایا تو ہمارے عذاب نے اُن کو گھیر لیا۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا پس جب دیکھا انہوں نے ہماری پکڑ کو قَالُوْٓا کہنے لگے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر جو اکیلا ہے وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ اور ہم انکار کرتے ہیں اس چیز کا جس کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ پس نہ فائدہ دیا ان کو ان کے ایمان نے لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ جب دیکھا انہوں نے ہماری گرفت کو ہمارے عذاب کو۔ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں۔ جب نزع کی حالت شروع ہو جائے تو اس کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ پھر جس طرح ایک فرد کی نزع کی حالت ہوتی ہے اسی طرح قوموں کا بھی نزع کا وقت اور حالت ہوتی ہے۔ اس کے بعد نہ کسی کا ایمان قبول ہوتا ہے اور نہ توبہ قبول کی جاتی ہے۔

سُنَّتَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ جو گزر چکا ہے اس کے بندوں میں کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان، توبہ اور اعتراف حق مفید نہیں ہوتا وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ اور نقصان اٹھایا اس جگہ کفر کرنے والوں نے۔ ایسے موقع پر کافروں نے ہمیشہ نقصان ہی اٹھایا ہے ان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لئے خسارے میں پڑ گئے۔



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.com
042-37361591, 0331-6415241, 0332-3738538